بعون خلاق کون و مکان و فضل خالق زمین و زمان جل شانہ

مرآۃ السلاطین

ترجمہ جلد دوم

سیر المتاخرین

مطبع نامی گرامی منشی نولکشور میں مطبوع ہوا

رحلت عالمگیر اور اوسکی اولاد کا جلوس محمد اعظم شاہ اور محمد کام بخش کا مقتول ہونا اور محمد معظم کو تخت نصیب ہونا

عالمگیر بادشاہ جو کہ مشغول تسخیر ملک دکھن تھا نہ تو وہاں کا اطمینان کلی کرسکا نہ شاہجہان آباد واسکا سنہ ۱۱
ہجری میں اکانوے ۹۱ برس کی عمر پاکر بانوے ۹۲ جلوس کو واقعہ بلدہ احمدنگر ایسا بیمار ہوا کہ زندگانی سے مایوس ہوا
اوس وقت میں محمد کام بخش چھوٹے لڑکے کو دوشنبہ کے دن ۷ ذیقعدہ کو چار گھڑی دن نکلے صوبہ بیجاپور
مرحمت فرما کر حکم دیا کہ دولت سرائے شاہی سے باتجمل سوار ہو نوبت بجتی جاوے ابھی کوچ کر کے نکل جاؤ
مبادا کہ اعظم شاہ سے کچھ آسیب نہ پہونچے بروز پنجشنبہ ۱۲ تاریخ ماہ مذکور کو چار گھڑی دن چڑھے محمد اعظم شاہ
منجھلے بیٹے کو مالوہ کی رخصت عطا کی لیکن حکم دیا کہ ہر روز پانچ کوس طے کیا کرے اور بعد کوچ کے ہر مقام پر
۲ دو روز ٹھہر کر تیسرے دن روانہ ہوا کرے اس کوچ کرنے سے یہ غرض تھی کہ مبادا ضعف بیماری دیکھکر
حضرت نے جو باپ کی ساتھ سلوک کیا تھا وہ آپکے حق میں کرے اور ٹھہر ٹھہر قطع سفر کی اجازت اس
مراد سے ہوئی کہ اس شاہزادہ کی نزدیکی سے شجاع کا زور لشکر پر نہ چلیگا القصہ اعظم شاہ چند فرسخ
حسب الحکم گیا تھا کہ عالمگیر بادشاہ بتاریخ ۲۸ ماہ سال مذکور روز جمعہ ایک پہر تین گھڑی دن نکلے پر کوچ فرمای [illegible] ہوا

اعظم شاہ کا لشکر کو پلٹ آنا اور تخت سلطنت پر جلوس فرمانا

اعظم شاہ بمجرد اطلاع جلدی سے لوٹا ۲۹ تاریخ ماہ مذکور روز شنبہ کو پہر دن رہے دولتخانہ میں داخل ہوا
اور دوشنبہ کو بتاریخ ۲ ذی الحجہ دو گھڑی دن نکلے تابوت عالمگیر کا چند قدم کندھے پر رکھکر روانہ دولت آباد
کیا اور یکشنبہ کی صبح ۸ ذی الحجہ کو نوبت نوازی ہوئی سہ شنبہ کو دہم ماہ عید الضحی تھی بلدہ احمدنگر میں تخت نشین
ہو کر تالیف قلوب رعایا برایا میں مصروف ہوا امرا اور ارکان دولت کو بانعام و تکریم افزونی لیاقت
نوازش کی آصف الدولہ اسد خان بہادر بدستور وزیر اور اوسکا بیٹا ذوالفقار خان نصرت جنگ بہادر

سپہ سالار رہے عالمگیر کی بیماری کی خبر سنکر جو شخص جہان پر تھا اپنی چارہ سازی مین مصروف ہوا تھا بڑا
لڑکا سلطان معظم بہادر شاہ اوسوقت مین بموجب حکم پدر صوبہ کابل مین تھا اور اسکے دونون بیٹے نجستہ اختر
جہان شاہ اور رفیع القدر ہمراہ تھے بڑا لڑکا محمد معز الدین جہاندار شاہ صوبہ داری ملتان پر اور دوسرا لڑکا
عظیم الشان صوبہ داری بنگالہ مین تھا اور محمد کام بخش بموجب ایمای پدر یعنی عالمگیر کے بیجاپور مین تھا گویا عالمگیر نے
اپنے زعم مین ہند کی سلطنت سلطان معظم بہادر شاہ کو اور ملک دکھن محمد اعظم شاہ اور بیجاپور کام بخش کو دیدیا
تھا خواہش یہ تھی کہ اس حصہ پر راضی رہین دنیا کی طمع کسی نہین محمد کام بخش رحلت کی خبر پاکر اپنی فکر مین
پڑا اور اپنے جای مختصر کی حفظ مین مشغول ہوا ظاہرا محمد اعظم شاہ نے نوید اضافہ کسی دوسرے صوبہ سے
اوسکو اور اوسکی مان کو راضی کرکے حکم دیا تھا کہ اون اطراف مین کام بخش اپنا سکہ خطبہ رائج کرے

سلطان معظم بہادر شاہ کا کابل سے نہضت کرنا اور جلوس فرمانا

اس بیماری کی خبر پہونچتے سلطان معظم کابل اور عظیم الشان بنگالہ سے جو سامان میسر آیا ہمراہ لیکر روانہ
اکبرآباد ہوے اثنائے راہ مین رحلت پدر کی خبر ملی اور سہ شنبہ کو سلخ ماہ محرم ۱۱۱۹ ہجری مین دو پہر کے وقت
طالع اسد مین تخت نشین ہوکر اعظم شاہ کو لکھا کہ اگر بموجب تقسیم پدر کے سلطنت دکھن پر جو کہ وسیع ملک
ہے قانع ہوکر ہندوستان مجھے دیجیے تو موجب بہتری ہے الصلح خیر مشہور ہے اعظم شاہ کو بھائی کی تحریر
نہ بھائی جواب مین لکھا دو بادشاہ در اقلیمے نگنجند بہادر شاہ طی منازل کرکے لاہور پہونچا محمد معز الدین ملتان
سے مع سامان ملحق لشکر پدر ہوا باہم اکبرآباد کو روانہ ہوئے اور بنگالہ سے عظیم الشان بھی سامان مناسب
سے اکبرآباد پہونچا خزانہ صوبہ بنگالہ کو جو ایک کروڑ سے کئی لاکھ زیادہ تھا اور اثنائے راہ مین قابض ہو گیا تھا
واسطے نذر پدر کے نگاہ رکھا اور مختار خان صوبہ اکبرآباد کو جو کہ شاہزادہ بیدار بخت کا سسر اور اعظم شاہ کا
خیرخواہ تھا قید کیا اور جسقدر خزاین اور سامان اکبرآباد مین تھا قبضہ مین لیکر استمالت اہالی اور اجماع فوج
مین مصروف ہوا قلعدار اکبرآباد سے قلعہ خالی کرنیکو کہا اوسنے عذر کیا کہ تا انفصال باہمی ممکن نہین
عظیم الشان نے زیادہ کد نکیا بھی اپنے کام مین مصروف ہوا کسیقدر جاہ و حشم کی افزایش ہوئی
اسی عرصہ مین باپ آگیا عظیم الشان نے بعد پابوس خزانہ نذر کیا وہ نہایت خوش ہوا کیونکہ زر کی
قلت تھی بقدر مناسب ہر ایک کو تقسیم کیا کسیقدر پریشانی دور ہوئی

محمد اعظم شاہ کا دکھن سے کوچ کرنا بہادر شاہ کے مقابلہ کو اور میدان جاجو مین

دونون کا محاربہ ہونا

محمد اعظم شاہ نے بہادر شاہ کے دہلی جا پہونچنے کی خبر سنکر اپنا دشمن عظیم جانا معہ لشکر و سامان بسیار کے نامناسب
یلغار کرکے چلا اور اس عجلت مین اکثر لشکری اور سامان حرب و توپخانہ وغیرہ پیچھے رہ جاتا تھا گیارہوین
ربیع الاول ۱۱۱۹ روز یکشنبہ کو گوالیار آیا اور بنگاہ وہان چھوڑکر خود پیشتر کو روانہ ہوا اٹھارہ ماہ مذکور روز یکشنبہ کو
میدان جاجو مین فریقین کی تلاقی ہوئی لشکر اعظم شاہی کے مقدمۃ الجیش نے پیشتر جاکر سلطان معظم بہادر شاہ
کے خیمون مین آگ لگائی جو تھوڑی سی فوج روبرو تھی پچھاڑ کھا گئی عظیم الشان جو اپنے باپ بہادر شاہ کا
ہراول تھا چند قدم جاکر ٹھہر گیا باپ کا انتظار کرنے لگا بہادر شاہ لشکر مین تھا یہ نہ جانتا تھا کہ آج ہی یہ
معرکہ ہوگا جب خبر پائی بیٹے کے مدد کو باگ اوٹھائی ارادہ تقدیر تو یہ تھا کہ بہادر شاہ کی فتح اور اعظم شاہ کا زوال عمر و
دولت ہو بہادر شاہی فوج کے پس پشت اور اعظم شاہیون کے آنکھون کے رخ باد تند کے جھونکے آنے لگے
اعظم شاہ نے لشکر مرتب کرکے شاہزادہ کلان بیدار بخت کو ہراول اور شاہزادہ والاجاہ کو میمنہ اور عالی تبار کو
اپنے ہمراہ ہاتھی پر سوار کیا مستعد مقابلہ ہوا آصف الدولہ اسد خان بہادر بھی جو اسکے باپ کا اور نیز اسکا وزیر اعظم
تھا آیا ذوالفقار خان بہادر نصرت جنگ سپہ سالار نے براہ دولتخواہی عرض کیا کہ چونکہ آفتاب بلند اور ہوا تیز اور اکثر
توپخانہ سلطانی پیچھے رہگیا ہے لہذا اسیقدر پر کہ مخالف کے خیمہ جلا دیئے بس کیجئے آج قدم معرکہ مین نہ دیجئے صبح
دیکھا جائیگا مگر تقدیر کب سُننے دیتی تھی اعظم شاہ کو اپنی شجاعت پر غرور تھا کچھ نہ سُنا بلکہ جواب سخت دیا سپہ سالار
دانا دل نے بیتاب ہوکر عرض کیا کہ کلام مخلصانہ کی سماعت نہین فدوی مرخص ہوتا ہے اعظم شاہ نے سخت و
سست کہکر منہ پھیر لیا سپہ سالار نے اپنی راہ لی اعظم شاہ نے مقابلہ کو رخ کیا دلاوران طرفین جانفشانی پر
آمادہ ہوے باوجودیکہ ہوا کا وہ سناٹا تھا کہ سانس بھی کشاکش مین تھی مگر اعظم شاہ کی سپاہ نہایت دلاوری مین
جانبازیان کرتی تھی تند ہوا سے وہ حالت تھی کہ سنگریزہ تیر و تفنگ کی طرح سے آنکھون مین پڑتے تھے حاضرین
جنگ کا بیان ہے کہ سنگریزون کی بوچھار سے ایسا اندھا دھند تھا کہ مخالف او موافق کی پہچان نہ تھی اور سہی
وہ معرکہ ہوا کہ آجتک اس لڑائی کی ضرب المثل ہند مین چلی آتی ہے اسوقت مین منور خان بہادر زادہ عالم
بہادر دکھنی جو اپنے قوم کے رئیس اور بڑے شجاع تھے اوسے ہمکلام سخن ہوئے تھے کہ میدان رزم ہمارے نزدیک جلسہ
بزم ہے اور لباس زرتاری پہنے ہوے معہ پانچہزار ہمراہیون کے جنکے سرپر زرتار بادلے کی پگڑیان تہین اعظم شاہ
کے حضور مین آکر عرض کیا کہ حکم سواری صادر فرمایا جاوے تاکہ مراد دلی حاصل ہو اور اپنی جانبازی دوست و دشمن کو دکھلاوین
چونکہ اعظم شاہ ایسے فدویان جانباز سے بدظن تھا نامنظور فرمایا مگر [illegible] اسکا حکم نہ پایا بیچارہ مجبور

ہاتھیون پر سوار مع ہمراہیون کے لشکر عظیم الشان پر جو ہراول تھا جا گرے اودہر سے حسین علی خان وغیرہ اولاد سید میان عبد اللہ خان کے مع جمعیت روبرو ہوئے سخت لڑائی درپیش آئی خانعالم کے ہمراہی اکثر زخمی ہوئے حسین علی خان مع کسیا بیون اور ہمراہیون کے مجروح ہوکر میدان مین گر پڑا خانعالم نے چند نفر کے ساتھ اپنی کو عظیم الشان کے برابر پہونچایا اور ریلم ایسا مارا کہ اوسکی شان تختہ عقب ہودج سے پار نکل گئی مگر عظیم الشان پہلو تہی کر کے بچ گیا خانعالم وغیرہ اکثر رفیق عظیم الشان کے مارے گئے اسی عرصہ مین شاہزادہ بیدار بخت جو اعظم شاہ کا ہراول تھا مارا گیا اور اوسکے پیچھے شاہزادہ والاجاہ نے بھائی کی رفاقت مین قدم اوٹھایا اعظم شاہ نے جب دونو شاہزادے خصوص بیدار بخت کی وفات کی خبر پائی آہ سرد بھر کر فرمایا اب فتح و شکست دونون برابر ہین کہتے ہین کہ اعظم شاہ کی عماری پر اسقدر تیر برستے تھے گویا آسمان سے بارش ہوتی تھی باوجود اس حال کے بحال استقلال متوجہ عدو تھا شاہزادہ عالی تبار کو جو سب سے چھوٹا لڑکا تھا اور ہاتھی پر سوار اپنے ساتھ رکھا تھا سپر کے نیچے سولادیا تھا اخیر روز ڈیرہ گھڑی دن باقی رہنے پر بیدار بخت اور والاجاہ اور تربیت خان اور امان اللہ خان اور مطلب خان اور خانعالم مع اپنے بھائی منور خان اور راجہ رام سنگہ اور راجہ دلیپ وغیرہ سردار کام آگئے اور اعظم شاہ خود بھی زخم تیر و تفنگ کہا کر بیہوش ہو گیا اوسوقت رستم خان بہادر شاہ کے ہمراہی ہاتھی پر چڑھ کر اعظم شاہ کا سر اوتارا اور عالی تبار کو زندہ بہادر شاہ کے پاس لے گیا سنا گیا کہ بہادر شاہ بھائی کا سر دیکھکر متاسف اور گریان ہوا اور شاہزادہ پر رحم فرما کر نظر پرورش فرمائی حین حیات تک اپنے لڑکون کے برابر عزت کرتا رہا تا انکہ لڑکون نے مخالفت بہی کی حوا دیا اگر اندیشہ عداوت ہے تبہی زیادہ سلطنت کیواسطے عداوت ہوسکتی ہے اور وہ میرا پوتا ہے

استقلال پانا بہادر شاہ کے تاجداری کا اور کام بخش کا لڑکر مارا جانا

جب زمانہ نے بہادر شاہ کی رفاقت کی ارکان سلطنت سوائے نوکران اعظم شاہ کے باقی لوگ باتفاق جملۃ الملک اسد خان اور نصرت جنگ سپہ سالار کے دوسرے روز بہادر شاہ کے حضور مین حاضر ہوئے آصف الدولہ اور اوسکا بیٹا ذو الفقار خان دست بستہ آداب کورنش بجا لایا بہادر شاہ نے براہ مہربانی پیشتر بلایا اور اپنے ہاتھ سے اوسکے ہاتھ کہولے اور شاہزادہ معز الدین سے ذو الفقار خان کے ہاتھ کہولائے خلعت خاصہ پہنا کر سرفراز فرمایا اور بعد معانقہ اسد خان کو حضور مین بیٹھنے کی اجازت دی اور منصب نہ ہزاری ہفت ہزار سوار اور دو کرور درم انعام فرمایا مقرر ہوا کہ اسکی پالکی دروازہ غسلخانہ تک جہان تک کہ شاہزادون کی پالکی آتی ہے آیا کرے اور حضور مین نوبت بجائے اور وکالت بہی اسی کو تفویض ہوئی منعم خان کا خطاب پایا اور اکبرآباد کی صوبہ داری بہی ضمیمہ وزارت ہوئی اور حکم ہوا کہ کچہری مین آصف الدولہ کی دست راست بیٹھکر اپنی مہر آصف الدولہ کی مہر کے نیچے

کیا کرے چونکہ جی سنگہ زمیدار انبیر نے اعظم شاہ کی طرف سے لڑائی کی تھی مرکوز ہوا کہ اوس سے انبیر چھینکر
بیجے سنگہ کو عنایت ہو اور اجیت سنگہ ولد جسونت سنگہ راٹھور زمیدار جودہ پور سے بھی باغی ہوا تھا لہذا
شروع جلوس مین اکبرآباد سے انبیر اور جودہ پور کو کوچ فرمایا اور راجہاے مذکور کے قلعے فتح کرکے بندگان شاہی
کے حوالہ کیے اور اجیت سنگہ اور جے سنگہ کو ہمرکاب لیکر آصف الدولہ کو شاہجہان آباد کے انتظام کو روانہ کیا

محمد کام بخش نے جب اعظم شاہ کا مارا جانا سنا اور اطاعت بہادر شاہ کی اپنے حوصلہ سے دور سمجھی مہیاے
جنگ و جدال ہوا بہادر شاہ تو بہت سلیم الطبع اور کم آزار بادشاہ تھا اس خبر کے سنتے ہی نصایح او ر موعظت
تحریر فرمائے جب وہان سے جواب دندان شکن آئے سمجھانا پند و نصیحت بیکار ہے لاجرم عزم پیکار کیا اتوار
کے دن ۱۷ شعبان ۱۱۲۰ھ ہجری کو دوپہر کے وقت فتحپور کی راہ سے بیجاپور کو عازم ہوا منگل کے دن تیسری تاریخ
ذیقعدہ ۱۱۲۰ھ کو منافات حیدرآباد مین طرفین کا مقابلہ ہوا بعد کوشش و کشش کے ڈیڑہ گہڑی دوپہر
ہونے مین باقی تھی کہ بہادر شاہی لشکر نے غلبہ کیا اور جو تیر و تلوار سے بچے اونہون نے اپنی راہ پکڑی رفقای محمد کام بخش نے بھی
خوب جانفشانی دکہلائی آخر کو محمد کام بخش زخمی ہوکر بیہوش ہوا مردم بہادر شاہ اسی حالت مین اوٹھا لے
ہنوز کسیقدر جان باقی تھی کہ مع فرزندان گرفتار ہوکر حضور بہادر شاہی مین آیا بہادر شاہ نے شاہزادہ معزالدین
کو پیشوائی کیواسطے بھیجا اور بروقت ورود بعزت تمام دولتخانہ خاص مین بجاے مناسب لا اوتارا اور خود ملاقات
کو جاکر نہایت تاسف سے فرمایا کہ میری یہ خواہش نہ تھی کہ اس حالت سے آپکو دیکھتا اوسنے بھی در جواب یہی
کلمہ کہکر جان بحق ہو گیا بہادر شاہ نے اوسکی اولاد کو عالی تبار ولد شاہ اعظم کے مانند بے قید و بند ارجمند و خورسند رکھا

اسد خان کا وکالت مطلق اور منعم خان خانخانان کا وزارت پانا مع دیگر وقایع بادشاہی

بسبیل روایت دریافت ہوا کہ جب ممالک محروسہ ہند و دکھن بہادر شاہ کے ماتحت ہوے اظہار مکنون دلی
کو بادشاہ نے اسد خان وزیر اعظم اور اوسکے فرزند ذوالفقار خان سپہ سالار سے بحسن بیان ظاہر کیا کہ منعم خان
رفیق دیرینہ درگاہ ہے عہد شاہزادگی مین ہمسے عہد ہوا تھا کہ بروقت تخت نشینی تمھین عہدہ وزارت دیا جاویگا اور
پاس خاطر تمہارا بھی ہمین منظور اور عہد شکنی بھی آئین جہانداری سے دور ہے لہذا اس بارہ مین جیسا کہ قرین
مصلحت ہو گذارش کرو آصف الدولہ اور نصرت جنگ نے حسب مرضی آقا عرض کیا کہ ہمین کچھ عذر نہین بجز اسکے
کہ ہماری بھی عزت بخشیدہ کا خیال رہے بہادر شاہ نے آصف الدولہ کو خلعت وکالت مطلق جو کہ بادشاہ کی
نیابت اور بالاے مرتبہ وزارت ہے اختصاص بخشا اور منعم خان کو خطاب خانخانی اور عطاے قلمدان وزارت
سے سرفرازی دیکر حکم دیا کہ آصف الدولہ مسند وکالت پر بیٹھا کرے اور منعم خان جاکر

اوراب نوکری کی ساتھ کاغذات پر آصف الدولہ کے دستخط کرایا کرے حسب الامر تعمیل ہوئی ذوالفقار خان امیر الامرائی
کے عہدہ پر مع صوبہ داری کل صوبجات دکھن کے مقرر کیا گیا اس بندوبست کے بعد ہند کی عزیمت فرمائی
و ذوالفقار خان بہادر نے داؤد خان کو جو کہ قوم پنی اور مشہور امرائے دکھن سے تھا نیابت صوبجات پر مخصوص فرماکے
خود ذوالفقار خان ہمراہ بادشاہ کے امور سلطنت کے بندوبست کو چلا اور صوبجات بنگالہ و اوڑیسہ و عظیم آباد
و الہ آباد بموجب سابق عظیم الشان کے سپرد رہے شاہزادہ نے بعوض جانفشانی کے جو سید میان کی اولاد سے
اعظم شاہ کی لڑائی مین ظاہر ہوئی صوبہ الہ آباد عبد اللہ خان کو اور صوبہ عظیم آباد اوسکے بھائی حسین علیخان کو
اور بنگالہ اور اوڑیسہ جعفر خان کو سپرد فرماکر خود صاحب اقتدار حضور پر نور مین رہا چونکہ بہادر شاہ نے خدا سے
عہد کیا تھا کہ بروقت حصول مدعا کسی سایل کو محروم نکرے لہذا خود مستمندون کی تمنا پوری کرنے مین مصروف
ہوا اور منعم خان کو اختیار دیا گیا کہ موجب بہبود دین عمل کرے اس سبب سے اسکے عہد مین عمدہ خطاب اور
بڑے بڑے منصب ہر ایک کو ملنے لگے کسیکا امتیاز نرہا ہندو مسلمان ششہزاری ہفت ہزاری ہوگئے خطاب
جنگی ملکی راے راجگی کا پائے گئے منصب و خطاب کا وہ بڑا ہوا کہ اعتبار سے گھٹ گئے چنانچہ کسی بیتکار بعض خدمات
نے درخواست بابت عطاے خطاب راے داروغہ کی وساطت سے گذرانی عظیم الشان باپ کیطرف سے
صاحب دستخط تھا اوسنے توقیع فرمائی کہ خانی در ہر خانہ ورائی در ہر بازار بپاس خاطر یہ گیدی بھی راے کیا گیا وہ شخص
اسی خطاب سے مشہور ہوا ہر شخص دور و نزدیک سے کہتا تھا کہ یہی گیدی راے ہے یارون مین انگشت نمائی ہونے
لگی وہ شخص مردم کے زبان طعنہ سے عاجز ہوکر رشوت دیتا تھا کہ اس فضیحت سے نجات پاوے لیکن کچھ
سود نہ تھا جب تک زندہ رہا اسی خطاب سے اونگلیان اوٹھتی رہین دکھن کے مین نہضت یعنی جو موسم
برسات مین کوچ ہوا تھا غازی الدین خان کو جو عہد عالمگیری سے صوبہ دار برار تھا صوبہ گجرات عنایت
فرمایا قبل ملازمی اودہر کو روانہ کیا اور راجہ جے سنگ کچھواہہ اور اجیت سنگہ راٹھور ولد مہاراجہ جسونت سنگہ
دریای نربدہ سے بلا اجازت رکاب سے علیحدہ ہوکر اپنے گھرون کو سدھارے اور بندگان بادشاہی کو بعد
بعد مقابلہ اپنے تعلقجات سے نکال دیا بہادر شاہ چند روز تک حیدر آباد مین رہکر ہند کو معاود ہوا اور واقعہ ماہ
شوال دریاے نربدہ سے پار ہوکر بارادہ تنبیہ راجپوت اجمیر کو قاصد ہوا اور اجیت سنگہ او جے سنگ نے
جو کہ بادشاہ کے غیبت مین باغی ہوگئے تھے اور احمد سعید خان اور حسین خان اور عزت خان ہر سہ برادر
کو جو کہ سادات بارہ سے تھے لڑائی مین مارا تھا لہذا بادشاہ کو نہایت درجہ کی دشمنی اون کمینون سے تھی
اسی سفر مین جبکہ بادشاہ عازم شہر راجپوتانہ کا تھا گورو گوبند کی سرکشی سنی گئی اس سبب سے وہ ارادہ فسخ
ہوا گو نہ صلح ہوگئی بادشاہ گورو گوبند کی طرف متوجہ ہوا گورو مذکور وزیر خان فوجدار سرہند سے لڑکر غالب ہوا

اور وزیر خان مارا گیا جب مخیم بادشاہی دامن کوہستان ملک راجہ برفی مین ہوا خانخانان اور رفیع القدر نے
بموجب حکم قلعہ گورو کو تین طرف سے محاصرہ کیا شام کیوقت وہ فرقہ بدکار راجہ برفی کیطرف بھاگا اونمین
سے چند آدمی قتل ہوئے فی الجملہ خانخانان مورد عتاب ہوا کہ راہ فرار کیون نہ بند کی اور رستم دل خان کو
وہان چھوڑکر بادشاہ روانہ لاہور ہوا اسی وقت مین خانخانان ملک لقا کو سدھارا ہدایت خان ولد عنایت اللہ خان
نے خلعت وزارت پایا اور غازی الدینخان فیروزجنگ بھی احمدآباد گجرات مین جان بحق ہوا ۲۶ ربیع الاول
کو دریاے راوی پر خیمہ سلطانی برپا ہوے رستم دل خان کو جو شومی بخت نے ستایا بے اجازت قلعہ گورو
سے اوٹھہ آیا لہذا معزول المنصب ہوا جاگیر ضبطی مین آئی اور قید ہوکر لاہور بہیجا گیا اور محمد امین خان
گورو کی تنبیہ پر مامور ہوا یہ بادشاہ خود فاضل مہذب اہل کمال سے صحبت رکہتا تہا اور فنون و علوم سے ماہر
خصوص فقہ و حدیث سے آگاہ کل سلاطین تیموریہ سے فایق تھا ہمیشہ مناظرہ علمی صاحب علمون سے
کرتا چونکہ بموجب اپنی تحقیق کے مذہب امامیہ کو برحق جانتا تھا یہی راہ اختیار کی اور ہر وقت ورود لاہور
کے وہان کے علماے ناصبی مذہب کو اکٹھے کرکے حضرت امیرالمومنین علی علیہ السلام کی حقیقت دریافت
کی اور بعد اتمام حجت کے چاہا کہ کلمہ علی ولی اللہ وصی رسول اللہ خطبہ مین جاری کرے چونکہ اس کام مین
چندان دشواری تھی اور سلاطین ہند مخصوص تیموریہ خاندان کو کمتر میسر تھا عظیم الشان اور خجستہ اختر و نوشاہزادہ
جو تسنن اور شہرت مین شہامت عصبیت رکہتے تہے اور نیز علماے ناصبی کے سبب سے نہ ہوسکا ایکمرتبہ
کسی خطیب کو مسجد جامع مین ہمراہ عظیم الشان کے بہیجا جو کہ شاہزادہ خود اس بات کا خواہان نہ تھا فقط
باپ کی رضا جوئی کو ہان ہون کرتا تھا اسکی تحریک اور اشارہ سے خطیب مذکورہ ہنوز ایکحرف زبان پر نہ لایا
تھا کہ مارا گیا اعاظم مذہب حنفی کے اس امر کا دفعیہ چاہتے تہے مگر بہادر شاہ مذہب شیعہ کی تقویت مین مدت
تک بحث کرتا رہا کچہ پند و نصیحت کا سود نہوا

بہادر شاہ کا عالم فنا سے کوچ کرنا چارون لڑکون کا باہمدگر لڑنا اور محمد معزالدین کا جہاندار ہونا

بہادر شاہ کو جب کامل پانچ برس فرمان روائی مین گذرے جسوقت کہ لاہور مین مع شاہزادگان وغیرہ
کے تہا شروع ۱۱۲۴ ہجری مین واقعہ [illegible] محرم کو مزاج عالی مین تخلل پیدا ہوا حکم دیا کہ لشکر اور شہر
لاہور مین سگ کشی ہو یہ حرکت ایسے دانا بادشاہ سے دور تہی شاید کہ کسی نے جادو کرایا ہو الغرض کتون
مارنے کا ایسا گرم بازار ہوا کہ سگون کا نشان باقی نرہا تمام روز کتے کی پرچھائین تک نظر نہ آتی تہی شام کو

دُم وباے نکالتے تھے مگر دم نہ مارتے تھے اپنی اپنی جگہہ پر رہتے تھے صبح کو دریاے راوی تیر کر جنگلون مین
گذرانتے تھے یہ حال اور یہ جنگ عظیم الشان کا امین الدولہ سنبلی سے کے مکتوب سے جو اپنے والد کے نام
لکھا تھا اوسکے منشی کے پاس مینے لکھا دیکھا ہے ملازمان پنجاب خطیب کو قتل کے عوض مین مغضوب ہوئے
بعض قلعہ گوالیار مین اور بعض کوتوال کے حوالات مین قید ہوے ناگاہ سہل سا عارضہ عارض بہادرشاہ
ہوا ہشتر برس کے سن مین ۱۹ محرم کو دو گھڑی دن رہے جان بحق ہوا ہنگام نزع محمد عظیم الشان حاضر تھا
یہ حال دیکھکر مضطرب اپنی فوج کو چلا گیا اور امین الدولہ کو حکم دیا کہ وہان جاکر پایان کار کی خبر لانا ضرور ہے
جب بادشاہ نے قضا کی اوسنے لوٹ کر خبر دی کہ جو کچھ مقدر تھا ہوا عظیم الشان رونے لگا اوسنے رومال
خاص سے آنسو پونچھکر عرض کیا کہ وقت درنگ نہین جلوس فرمایئے نوبت بجنے لگی مخلصان ہواخواہ نے حسب شایان
نذر گذرانی اسوقت مین امین الدولہ اور نعمت اسدخان بہادر وغیرہ نے عرض کیا کہ ذوالفقار خان کی
مخالفت ظاہر ہے فرصت غنیمت سمجھو اور اسوقت مین کہ وہ مع حمید الدین خان اور محفوظ خان کے
مشغول تجہیز وتکفین بادشاہ اور تنہا جالی کلال بارہ مین ہے قید کرنا چاہیئے عظیم الشان نے جواب دیا
کہ ناموس بادشاہی غارت ہو جائیگا ذوالفقار خان کیا کر سکتا ہے ہمین فضل الہی پر نظر ہے مشیرون نے
خاموش ہوکر زیر لب کہا کہ خدا خیر کرے اول بسم اللہ غلط ہوئی لیکن نعمت اللہ خان باوجود ممانعت کے
حضور سے رخصت ہوکر مع فوج اوسطرف دوڑا اوسوقت ذوالفقار خان اپنے خیمہ گاہ مین جا پہونچا تھا لاچار واپس ہوا
عظیم الشان جو باپ کی نیابت مین امور ضروری کے کاغذات پر دستخط کرتا تھا اور ایام حیات پدر سے کل کارخانجات
شاہی پر قابض تھا جھٹ پٹ کل اسباب پر قابض ہوکر جلوس فرما ہوا لشکر مین سراسیمگی ہوئی مآل اندیشان
کم جرأت جنکے عیال ہمراہ تھے یا نہ تھے باربرداری کی فکر کرکے شبا شب شہر کو گئے اور بعض کلال بارہ
مین جاکر سکونت پذیر ہوئے حکیم الملک اور حکیم صادق خان اور مہابت خان اور شاہنواز خان اور
حمید الدین خان وغیرہ عظیم الشان سے ملحق ہوئے اور رستم دل خان اور دیگر امرا جہان شاہ سے جا ملے
ذوالفقار خان بہادر سپہ سالار جسکے ساتھ عظیم الشان کو شکر آب تھا وہ اوہر رجوع نکرکے معز الدین کے پاس
گیا اور جاکر مرضی دریافت کی اوسنے کہا کہ اسباب اور زر ہمراہ نہین آیا جو کچھ میسر ہے صوبہ ملتان مجھسے متعلق
ہے مین تنہا باپ کے ملاقات کو آیا تھا چاہتا ہون کہ نکل جاؤن وہانسے جسقدر بہم ہو سامان وغیرہ
فراہم کرکے جو کچھ ہوسکے تعمیل کرون ذوالفقار خان نے اس عزیمت سے باز رکھکر زر و اسباب اپنی
سرکار سے دیکر کہا کہ رفیع القدر اور جہان شاہ اور خجستہ اختر کو فی الحال شریک کر لیجیے بعدہ جب
عظیم الشان پر دسترس ہو جائے جو کچھ مناسب ہو کیا جاویگا معز الدین جہاندار شاہ نے اس امر کو غنیمت جانا

سپہ سالار کے پشت پناہی سے ہمت ہوئی تالیف قلوب سپاہیون کے لیئے بھی سپہ سالار سے کہا تھا نہذا اور
نے اپنے لشکر مین اگر جو کچھ روپیہ اور اسباب درکار تھا معز الدین کو پہونچایا اور رفیع القدر اور خجستہ اختر کو
بھی حصہ مساوی کے اقرار سے متفق کر لیا عظیم الشان مع امراے موافق کے مستقل ہو کر مترصد وقت ہوا
کہ جب مجھپر چڑہائی کریگا مقابلہ کرونگا لشکر کے گرد خندق کہود کر چارون طرف توپین لگا دین اور
چند روز کا توقف بہتر سمجھا اس خیال سے کہ چونکہ اورون کے پاس خزانہ نہین چند روز کے بعد خود بخود
سپاہ متفرق ہو جائیگی مگر تقدیر مین تو کچھ اور ہی تھا چند روز مین خاتمہ بالخیر ہوا عظیم الشان کی لاش
تک کا نشان نہ ملا تفصیل یہ ہے کہ اول جنگ شروع ہوئی سات روز تک توپون کی گولہ اندازی رہی
نعمت اللہ خان اور عزیز خان اور دیا بہادر ناگر اور راجہ محکم سنگہ کہتری اور راجہ راج سنگہ بہادر اور
شاہ نواز خان نے یکزبان ہو کر عرض کیا کہ اب دشمنون کی کچھ جمعیت نہین ایک حملہ مین پراگندہ کرتے
ہین جواب ہوا کہ توقف کرو بیچارہ دم بخود رہے عظیم الشان اس زعم مین تھا کہ چورامن جاٹ اور زمیندارون
نے غلہ ارزان کیا ہے مخالفت مفلسی سے حیران ہونگے اس سبب سے لڑائی مین درنگ کرتا رہا اور
سپاہ کے داد و دہش مین بخل کیا چاہتا تھا کہ زر اندوختہ کو ہمراہ لحد مین لیجائے جب کسی نے یورش کو
کہا صبر کرو یہ جواب ہوا آٹھوین روز ذوالفقار خان نے مع ہرسہ شاہزادہ کے جو توپین کہ لاہور سے
لایا تھا اونچے مکانات پر نصب کین اونکے گولون سے اوہر لشکر پر سخت حالت ہوئی چونکہ لاہور کی
راہ اسی دن کے واسطے صاف کر رکہی تھی عظیم الشان کے لشکریون نے غنیمت جانا راہ فرار لی راجہ
دیا بہادر ناگر اور راجہ محکم سنگہ بہادر نے مع اپنی فوج کے روبرو سے عظیم الشان کے دل سوختگی سے فریاد کی
کہ اب ہمکو تاب طاقت نہین ضرور جا کر مخالفون سے [illegible] ہین حضرت اگر خبرداری کرسکین تعمیل کرین والا خیر
پہر بھی یہی حکم ہوا کہ ٹہیرو مگر دونون بہادرون نے جو کچھ زبان نے یاری دی کہہ سنایا اور مخالفون سے جا بھڑے
عدو کو شکست دی اور بلندی پر جا کر توپین چہین لین شاید بے نصیب نے کچھ اعانت بھی نکی بلکہ بعضون نے چاہا
کہ مدد کو جاوین اونکو قراول بہیجکر ممانعت کی ذوالفقار خان اور رستم دل خان اور جانی خان نے جب دیکہا
کہ کوئی اونکی مدد نہین کرتا دوڑ کر جا لگے سخت آویزش کی چونکہ عظیم الشانیان کم اور یہ لوگ کثرت سے تھے
غالب آئے ہر دو راجہ مذکور سخت زخمی ہوے اور اونکے ہمراہی بہت سے زخمی اور مجروح ہوئے قبضۃ السیف
راہی لاہور ہوگئے سلیمان خان برادر داؤد خان پنی بعد مغلوب ہونے دونون راجہ کے ہزار سوار سے وہان پہونچکر
نشانہ تیر بندوق ہوا ہمراہیون نے اوسکی لاش شہر مین پہونچائی فیل عظیم الشان کے آگے پیچہے ساٹھہ ستر ہزار سوار
تھے دس بارہ ہزار باقی رہگئے شام کو جب لشکر سے فرودگاہ مین آئے اور عظیم الشان داخل خیمہ ہوا باقیماندہ

بھی اکثر شہر کو سدھارے دو تین ہزار آدمی سے زیادہ ہمراہ نرہا صبح کو جب عظیم الشان نے ارادہ سواری کیا فیلبان
نے ہرچند کوشش کی رام نہوا لاچار دوسرے ہاتھی پر سوار ہوا نعمت اللہ خان مع دس سوار اور امین الدولہ
مع بیس سوار اور راجہ راج سنگہ مع ہزار سوار کے بہیئت مجموعی دو ہزار حاضر تھے لڑائی میں پہونچے قضارا باد تند
کے جھونکے شروع ہوئے اور دریاے راوی کی بالو اوڑنے لگی صداے توپ کے سوا کچھ سن نہ پڑتا تھا آنکھیں
بند تھیں فوج مغل نے تیرباران شروع کیا بعضون نے زخم پیت ال کہا یا چونکہ عظیم الشان کو نہ پہچانا خزانہ لوٹنے
کو گئے بعد اونکے گذرنے کے ایک گولہ ہیکست ڈنبر سواری پر پہونچا کہ میں اگ لگ اوٹھی اوسکا دہوان چہا گیا
عظیم الشان نے تکیہ کو نیچے گرا دیا امین الدولہ نے پوچھا خیریت ہے عظیم الشان نے جواب دیا آرہے اسوقت امین الدولہ
کو رقت آئی رونے لگا عظیم الشان کمال استقلال سے بولا کہ بے صبری و بیقراری عبث ہے امین الدولہ نے
کہا کہ اپنی تباہی نظر آئی ہے پھر سر پھوڑنے کے کیا کرون بیشتر جسقدر یورش کو جو کچھ منظور ہوا اسمین حضرت کا بھی قصور
نہین تقدیر کو کیا کیجے اغلب یہ صلاح ہے کہ خود بدولت گھوڑے پر سوار ہون بنگالہ مین مرشدزادہ اور دکھن
مین داؤد خان نتھی سے پھر طبیعت چاہنے سدھارے بعد درستی سامان تدارک فرمائے اوسنے جواب دیا کہ بعد
ہزیمت دارا شکوہ اور شجاع سے کیا ہوا اگر سلطنت تقدیر مین ہے فتحیابی ممکن ہے پھر امین الدولہ نے
التماس کیا کہ بائیس سوار میرے ہمراہی مین رہگئے ہین عظیم الشان نے کہا دس سوار مجھے دو تاکہ معز الدین پر
دوڑ کرون اور تم بارہ سوار سے خجستہ اختر پر حیرہو امین الدولہ اس کلام سے سخت متحیر ہوا خواجہ عاصم خاندوران
نے اسوقت امین الدولہ سے کہا کہ ہم بنگالہ جاتے ہین میرے ہمراہ ہو جیئے اوسنے جواب دیا کہ عظیم الشان سے
مین حیات بارہ جدا نہین ہو سکتا خاندوران نے سلطان پور کی راہ لی اسوقت توپ کا گولہ عظیم الشان کے ہاتھی کے
خرطوم مین لگا فیل میدان سے سہارا مانند برق دریاے راوی کو جھکا فیلبان گر پڑا جلال خان شمشیر
خواص پیمان پکڑ کر کود پڑا چند نفر ہاتھی کے پیچھے دوان تھے مگر پاس نہ پہونچے اونمین امین الدولہ بھی تھا
ناگاہ دیکھا کہ فیل نے اپنے تئین اونچے کنارہ سے دریا مین ڈالا اور گرداب مین ایسا جا گرا کہ نہ اوبھرا جب
کسیقدر نزدیک پہونچا دیکھا کہ دریا کی کیچڑ مٹی اوپر کو آتی ہے اور کسیقدر پانی کی حرکت سی صداے موج ہم
اوٹھتی ہے معلوم ہوا کہ عظیم الشان مع ہاتھی کے ڈوب گیا اس حال کے دیکھتے ہی اپنے رستگاری کی تلاش ہوئی
لیکن امین الدولہ گرفتار ہو گیا فرخ سیر کے پہونچنے اور معز الدین و ذوالفقار کے شکست پانے تک قید رہا
جب فرخ سیر کا شقہ محمد یار خان قلعدار شاہجہان آباد کے نام صادر ہوا رہائی پائی اور مراتب عالی پر فائز ہوا اس
فتح کی بوما ہند کور کی ۹ بار کو جہان شاہ جو پاس الفاے عہد ہوا اسی جھگڑے مین تیر و تلوار کی نوبت پہونچی اسکا
سبب یہ ہوا کہ ایکسو اسی ارابہ خزانہ جسمین اسی ارابہ اشرفی اور سو ارابہ روپیہ کے بھرے تھے جہان شاہ کی

ہاتھہ لگے چاہتا تھا کہ تینون حصہ برابر تقسیم ہون ذو الفقار خان نے یہ فیصلہ کیا کہ پانچ حصون مین سے تین حصہ
معز الدین کو اور دو حصہ دونون دوسرے بہائیون کو دیا جاے اسی پر اتفاق ہوا چند امرا مثل رحمت خان اور امیر خان اور
رستم دل خان وغیرہ رفیق جہان شاہ ہوکر آمادہ جنگ ہوے تمام روز لڑائی رہی جب رات ہوئی خوابگاہ کو سدہارے
تین روز اسی رنگ سے گذرے چوتھے روز جہان شاہ کا زوال آیا اخر روز کو حکم دیا کہ مجھے دیدہ و رچہ منظور ہے
فوج طیار رہے اور ہرکارون کو حکم دیا کہ جب معز الدین معہ فوج داخل خیمہ ہو اور گھوڑے بار زین اور لگام سے سبکدوش
ہون خبر دین ہرکارے تعمیل حکم مین مصروف ہوے جب لشکریان معز الدین خیمہ گاہ مین اترے گھوڑون کو دانہ
چرہایا کہانے پینے کی فکر مین ہوے جہان شاہ بہیئت مجموعی لشکر معز الدین پر حملہ آور ہوا قلب تک جا پہونچا
ایسا حملہ کیا کہ معز الدین کے رفقا کا پاے تاب اوکھڑ گیا بڑا معرکہ پیش آیا حتیٰ کہ لال کنور جو کہ سایہ دار اور لازم
سواری خاص تھا ہمراہ امراے باوشاہی کے آشفتہ حال ہوکر رستم دل خان کے ہاتھہ لگا شدہ عروار ید جو اوسکے
ازار بند مین بندہا تھا کہول لیا اسوقت مین معز الدین نے دوسری عماری مین جسمین میگ ڈنبر نہ تھا
چہپکر سفید چاندنی اوڑہ لی اور فیلبان سے کہا کہ سواری زنانہ کے بہانے یا کسی امیر مقتول کے حیلے سے باہر
لیجاے اور ذو الفقار خان تک پہونچا وے اوسنے معز الدین کو خان سپہ سالار تک پہونچا دیا شاہجہان شاہ
کے لشکر سے شادیانہ بجے ذو الفقار خان اس حال سے مضطرب ہوا چونکہ شام ہوگئی تھی بندوقندازان خاصہ کو
طلب کرکے فرمایا کہ جب نزدیک پہونچو ایک تفنگ اوسکے ہاتھی پر کرو اسکے بعد جو مقدر ہوگا ضرور ہوگا سپاہی
وے لوگ حسب الحکم تین چار سو نفر مع سردار کے بہیئت مجموعی جہان شاہ کے حضور مین جہان دو تین سو
آدمی کہڑا تھا نذر گذرانتے کے حیلہ سے جا پہونچے اور بموجب تفہیم ذو الفقار خان کے ریزش بندوق سے
جہان شاہ کا کام تمام کر دیا فتح و نصرت معز الدین کے حصہ مین ہوئی معز الدین جہاندار شاہ اس خبر سے داخل
دولتخانہ ہوا اور لال کنور معشوقہ سے مصروف عیش و نشاط ہوکر شرب شراب مین سرشار ہوا جب صبح ہوئی
رفیع القدر نے اپنے محلے کو واسطے تہنیت کیو اسطے معز الدین کے حضور مین بہیجا وہ تمام رات کا شراب پیا
ہوا مشغول استراحت تھا خواجہ سرایان شاہی نے رفیع القدر کے خواجہ سراؤن سے یہ اظہار کیا کہ عظیم الشان
اور جہان شاہ کی کیا نوبت ہوئی پس تمہارا آقا کیا امید رکھتا ہے اور وہ بہی دربار کا رنگ دیکھکر واپس ہوا
اور جو کچہ معز الدین کے خواجہ سراؤن سے سنا تھا عرض کیا رفیع القدر خواب غفلت سے بیدار ہوکر مستعد جنگ ہوا
اور خود مسلح سوار ہوکر معہ رفقا چلا ہر ایک سوار دربار مین آپہونچا ذو الفقار خان نے یہ خبر پاکر طیاری لشکر کو
حکم دیا اور خواجہ سراے معتمد بہیجکر کہا کہ جس صورت سے ہو بادشاہ کو باہر لاوے معز الدین عین خمار مین اٹھکر
فیل پر سوار ہوا میدان کو رخ کیا ذو الفقار خان مع امرا وغیرہ فوج کے رفیع القدر کے مقابل ٹھیرا ہوا

رفیع القدر نے خفیف فوج سے جو کہ ہمراہ تھی اس جمع کثیر کا مقابلہ کیا خوب مردانگی دکھلائی جب کہ ہمراہی طعمۂ نہنگ
اجل ہوئے اور خود تنہا رہگیا سپر و شمشیر در دست ہاتھی سے کود ا اور چپقلش مردانہ کر کے جان بحق ہوا

ذکر استقلال سلطنت معز الدین اور اوسکے انقلاب اور طالع بیدار کا حال

محمد معز الدین جہاندار شاہ نے بعد فتح اطراف ملک مین فرامین صادر فرمائے اور خود بدولت لاہور سے شاہجہان آباد ہر
آیا ۱۳ جمادی الاولے روز یکشنبہ سنہ مذکور تین گھڑی دن رہے محمد یار خان صوبہ دار شاہجہان آباد کو
استقبال کیواسطے باولی تک گیا دوشنبہ کو ملازمت کی پنجشنبہ کے روز ۱۸ ماہ مذکور داخل قلعہ ہوا
آصف الدولہ بدستور وکیل مطلق رہا اور ذو الفقار خان کو بہ نسبت وزارت کے اقتدار بڑھا سلطان کریم الدین
ولد عظیم الشان ہدایت کیش خان کی سعی سے قید ہو کر آیا اور بموجب حکم مقتول ہوا دیگر شاہزادگان اعظم شاہ
اور محمد کام بخش جو فارغ البال تھے قید ہوئے نام اونکے یہ ہین عالی تبار ولد اعظم شاہ اور محمد کام بخش کی
اولاد مین محمد محی السنہ اور محمد فیروز اور تیسرے کا نام نامعلوم معز الدین تربیت برادر رضاعی مین ساعی ہوا اور
بجائے کوکلتاش خان کے خانجہان خطاب مقرر فرمایا یہ امر موجب ملال ذو الفقار خان ہوا معز الدین کہ اعتماد
کامل کوکلتاش خان پر رکھتا اور اضافہ روز مرہ کرتا جاتا تھا اور لال کنور کے عشق مین بھی ایسا پہنسا کہ اوسکی
خاطر داری مین پہسا رہتا تھا خوشحال خان اوسکے حقیقی بھائی کو ہفت ہزاری اور دوسرے بھائی نعمت خان کو
پنجہزاری کیا ارادہ یہ تھا کہ خوشحال خان کو اکبر آباد کی صوبہ داری بخشیئے ذو الفقار خان نے سند جاری کی اور
لطیفہ کے طور سے درخواست حق التحریر کی کرکی ہزار دہل اور طنبور طلب کیے خوشحال خان نے لال کنور
کے وسیلہ سے اس تحریر بادشاہ کو اطلاع کیا بادشاہ نے براہ سفارش ذو الفقار خان سے فرمایا کہ ظاہرا تمہاری
درخواست دہل اور طنبور کی براہ شوخی ہوگی او وزیر الممالک نے کہا شوخی نہین بلکہ حقیقت مین ہے بطور استفسار
وسیاق عرض کیا کہ بند و بست امور سلطنت خانہ زادان موروثی کا کام ہے قوال اور رقاصون کی رعایت اور
ڈہب سے کرنا چاہیے جب ڈہاڑی کلاونت صوبہ داری کرینگے خانہ زادان موروثی کس مرض کی دوا ہین کام
آئینگے اسی سبب سے طنبورہ وغیرہ طلب کیا تھا کہ ہم قدر دان حجابنیاز کو کوئی مشغلہ ہاتھہ آئے اس جواب سے
معز الدین شرما کے چپ رہا اسیطرح زہرہ نام کنجڑن کا جسے باعتقاد ہمشیرہ لال کنور کی دوگانہ کہتے ہین عروج ہوا
مادہ فیل پر سوار حرم سراے شاہی مین لال کنور کی دید کو آیا جایا کرتے تھے اوسکے ہمراہی راستہ مین ضعفا پر
زور و بدعت کرتی تھی ایکروز فتح خان ولد غازی الدین خان فیروز جنگ تورانی جو کہ عہد عالمگیری مین سپہ سالار
صاحب اقتدار اور لڑکا بہی سود الطاف شہریار تھا اور بجز ذو الفقار خان کے دوسرے کو ہمرتبہ نہین سمجہتا تھا

بعد رحلت عالمگیر دربار سے ہاتھ دہوکر گوشہ گزین ہوا تھا کبھی کبھی علماے خلوت گزین کی صحبت مین آمد و رفت
جاری تھی ایکروز کسی عالم کو دیکھنے جاتا تھا اثناے راہ مین زہرہ کی سواری ملی بکمال ہوشیاری سے اپنے قلیل ہمراہیون کو
اشارہ کیا کہ اوسکی سواری کے برابر سے بچا وین جو کہ زہرہ اور اوسکے ہمراہی نہایت رزیل تھے عمداً فتح خان کے آدمیون سے
مشوخانہ پیش آئے اور جب زہرہ کا ہاتھی فتح خان کے برابر آیا اوسنے دریافت کیا کہ سواری کسکی ہے لوگون نے
کہا چین قلیچ خان کی تب اوسنے پردہ اوٹھا کر کہا کہ قلیچ خان ولد کور تو ہی ہے اس بیباکی سے قلیچ خان نے
اشارہ کیا کہ اوسکے ہمراہیون نے عرومان ہمراہی زہرہ کو لکد کوب کرکے زہرہ کو ہاتھی سے گرا کر پا پیپٹ ڈالا پہر
اس تہدید کی بعد سمجھا کہ بادشاہ سلب الحواس ہے مبادا اس عورت کے بھڑکانے سے کوئی فتنہ کھڑا کرے باوجودیکہ
عالمگیر کی رحلت کے بعد کبھی ذوالفقار خان کے گہر نگیا تھا چارناچار جانا پڑا ذوالفقار خان نے متحیر ہوکر سبب
تشریف آوری دریافت کیا چین قلیچ خان نے مفصل ماجرا بیان کیا ذوالفقار خان نے جیسا کہ چاہئے دلجوئی
کرکے ہمت و جرأت کی تعریف کی اور بادشاہ کو پیغام بھیجا کہ آپ ہم خانہ زادون کی یکسان ہے اور فدوی
قلیچ خان سے سمجھ اور وہ ہرگز نہ جانی لال کنور کے پاس ہوچکر زاری و نالہ کیا لال کنور نے بادشاہ کو درپے انتقام کیا قریب
تھا کہ کوئی حادثہ پیش آوے مگر ذوالفقار خان نے اس فضیحت کی ممانعت کی اسی عرصہ مین خوشحال خان برادر لال کنور
ایک ہمسایہ کی عورت پر عاشق ہوا چاہا کہ زور و ظلم سے اوسکی پردہ دری کرے اوسکا شوہر ذوالفقار خان کے
پاس مستغیث ہوا خان عادل نے فرمایا کہ خوشحال کو کشان کشان حاضر لاؤ حاضر ہونے اسقدر پہونچایا
کہ سارا غرور اوتر گیا اور مقید کرکے سلیم گدہ روانہ فرمایا کہ ایسے ایسے حالات سے بادشاہ دل مین ناخوش ہوئی
مگر پاس احسان بادشاہ اوسکے رضا جوئی مین رہتا تھا

حسن علیخان کی اعانت سے فرخ سیر کا آنا اور خطبہ محمد معز الدین کا خارج کرنا

عہد عالمگیری سے جعفر خان صوبہ بنگالہ کی دیوانی پر مقرر تھا اور اوس زمانہ مین عظیم الشان ناظم صوبہ مذکور
اور بہادر شاہ صوبہ دار اوڑیسہ بنگالہ عظیم آباد اور الہ آباد کا تھا اور حسب تحریر سابق کے صوبہ عظیم آباد و الہ آباد
حسن علی خان اور عبید اللہ خان کو اور صوبہ اوڑیسہ اور بنگالہ علاوہ دیوانی کے جعفر خان کو دئیے تھے اور بعد رحلت
عالمگیر جب کہ اپنے پدر کی مدد کو جاتا تھا محمد فرخ سیر اپنے لڑکے کو مع بعضے حرم سرا اور اسباب وغیرہ کے
ہمراہی چند منصبدارون کے اکبر نگر عرف راج محل مین بھیجا اور بعد فتح پدر اور مدت سلطنت کے بعض موانع
سے ہنوز بلایا نہ تھا کہ لاہور مین وفات پائی اور محمد معز الدین نے بعد حصول سلطنت جعفر خان کو واسطے
اسیر کرنے فرخ سیر کے تحریر فرمایا خان مذکور نے پاس حق نمک پوشیدہ فرخ سیر کو کہلا بھیجا کہ اپنی فکر کرو

فرخ سیر نے آگاہی پاکر راج محل مین ٹہرنا مناسب نہ جانا چونکہ یہ جانتا تھا کہ حسین علیخان ناظم صوبہ عظیم آباد
مرد جرأت اور خاندان نجابت سے ہے اوسکی طرف سے عظیم آباد کو آیا اور باغ جعفر خان مین جو کہ لب دریا
شہر کے اوتر طرف واقع ہے خیمون مین جا اوترا اور حسین علی خان بہادر سے بکمال عجز و نیاز پیغام دیا اپنی
بیکسی ظاہر کی چونکہ بادشاہ ہند کے مقابلہ مین آپکی تاب نہ تھی اول تو انکار کرکے کہا کہ تمہارے حق مین
حکم بادشاہ بطور دیگر صادر ہوا ہے مگر حق نمک کا پاس ہے بہتر یہ ہے کہ کسیطرف کو سدھارو بندہ کسی حیلہ
سے اپنی نجات کرلیگا دوسری روایت سے بطور دیگر جلوس فرخ سیر کا حال لکھا ہے وہ بھی مذکور
ہوگا بموجب روایت اول کے یہ ہے کہ احمد بیک مخاطب غازی الدینخان کوستہ نے دربار مین آکر اپنے
حسن بیانی سے حسن علیخان کو فرخ سیر کے پاس آنیکو راضی کیا اور حاضر لایا فرخ سیر اوس سلوک سے
پیش آیا جو کسی آقا نے نوکر کے ساتھہ نکیا ہوگا حکم بیٹھنے کا دیکر حسن علیخان سے بکمال الحاح عرض کیا
اور پردہ حرم سرا سے اوسکی چھوٹی لڑکی ملکہ زمانی نکلکر حسن علیخان کی گود مین بیٹھکر بکمال شیرین زبانی
سے اپنے باپ کی مددخواہ ہوئی اور کہا کہ تم بڑے شجاع اور مرد ناموری ہو اگر تمنے بھی ہماری دستگیری
نکی تقدیر یا نصیب لیکن خلق اللہ آپکو کیا کہے گی دیکر حرمان نے اندر باہر سے اس کلام کی پیروی کی
فرخ سیر نے کہ اول امر خاص خاصت اپنے کا حسن علیخان کو پہنایا تھا اوٹھکر شمشیر خاصہ بھی حسن علیخان
کی کمر مین کردی حسن علیخان سے شریک بیان ہوکر عرض کیا کہ جو کچھ حضور سے میرے حق مین صادر ہوا
شان خداوندی سے بعید ہے حالا میرے سر کوئی چیز لائق نذر نہین پھر اب سامان فوج جمع کیجئے اور جلوس
فرماکر دشمن کو فرصت نہ دیجئے مقدر کی تحریر اسے ہے جو ہونا ہے ہوگا اسی بموجب حکم حسن علیخان کے ہر ایک چھوٹا بڑا
جان و مال سے حاضر رکاب ہوا اس حال کے دیکھتے ہی ہیچم اور ٹال بھی حاضر ہوکر نوید سلطنت دینے لگے اور
وہ بھی ہر ایک سے سلوک ہوکر پایان کار کی خبر دریافت کرتا تھا لوگ اوسکی دلجوئی کرتے تھے اور فی الحقیقہ
بروقت حصول مدعا اس شخص نے حسب لیاقت ہر ایک کی پرورش کی حسن علیخان کے اجماع سامان حرب
مین مصروف تھا اپنے بڑے بھائی عبد اللہ خان ناظم الہ آباد کو لکھا کہ فرخ سیر کی رفاقت مین عزم بالجزم ہے
عبد اللہ خان صاحب اس ارادہ سے متحیر ہوکر بھائی کو مانع ہوا کہ ساری عزت برباد ہوجائیگی اسنے پھر جواب مین
لکھا کہ آپ بزرگ ہین معز الدین کے رفیق رہین اور بندہ اس عہد سے پھر نہین سکتا تب عبد اللہ خان نے
بھائی کی عزیمت صادق پر آمادہ ہوکر لکھا کہ اگر یہی ارادہ ہے تو جسقدر سامان ضرور ہو لیجئے دوسری روایت
یہ ہے کہ بہادر شاہ نے اعز الدولہ خان جہان بہادر کو صوبہ داری بنگالہ مقرر کیا فرخ سیر کو حضور مین بلایا
لیکن چونکہ اوسکے بھائی سلطان کریم الدین اور ہمایون بخت باپ دادا کی نظر مین بے اعتبار تھے اسکو حضور مین

جاتا نہایت شاق گذرا عظیم آباد پٹنہ مین پہونچکر اپنی بی بی کی وضع حمل کے بہانہ سے وہین پر ٹہر کر حضور مین عرضی لکہہ بہیجی
اس درمیان مین بعض نجومیون اور فقیرون نے محمد رفیع حکیم سے متفق ہوکر فرخ سیر کو بادشاہی کی خوشخبری
دی اونہین دونون مین محمد رضا جو بہادر شاہ کے معتقدون مین تہا آوارہ ہوکر اس صوبہ مین آیا اور ایک
فرمان جعلی بتاس کے قلعداری کا بناکر قلعہ مذکور مین دخیل ہوا جنس وغیرہ مایحتاج پر قابض ہوکر بادشاہ کو
عرضی لکہی کہ ملازمان شاہی کی غفلت سے فدوی نے اس مکان مین دخل کر لیا اور اخبار سے یہی حال
دریافت ہوا لہذا بہادر شاہ کا فرمان اور عظیم الشان کا حکم اوسکی تادیب کو فرخ سیر کے نام صادر ہوا چونکہ
اوس قلعہ پر قبضہ پانا نہایت متعذر تہا فرخ سیر نے ہمراہیون کے صلاح سے لاچین بیگ قلماق نے جو کہ فرخ سیر
کا نوکر اور بیباک شخص اور اوندنون جملہ مقہورون مین تہا سب سے پوشیدہ فرخ سیر کو پیغام دیا کہ اگر شاہزادہ
فرمان وخلعت بادشاہی کا آنا مشہور کرکے حکم دے یقین ہے کہ بمدد اقبال عدو مال فتح ہو اگر بندہ جانثار ہو
سیری اولاد مربوط لطف شاہی فرمائی جائے یہ مصلحت شاہزادہ نے پسند کی چوتہے روز شہرت دیگئی اور قلماق
مذکور کے معرفت خلعت اور نشان فرخ سیر نے بہیجا جب قلعہ کے نیچے پہونچا متغلب مذکور نے آنا لاچین بیگ کا مع
تہوڑے ناپسند کیا ہمراہیون کو ساتہ لانے پر راضی ہوا قلماق مذکور مع ایک نفر کے بالا ے قلعہ گیا بر وقت پہونچنے کے
قلعہدار نے سند لینے مین کار وکر سے کہینچکر خنجر زخمی لیے اوسے گرادیا ہمراہی بہی زخمی ہوئے ہزاریان وغیرہ ملازمان
بادشاہی نے حمایت قلماق کرکے رفقای متغلب کو مجروح کیا اور سر مقتول کا مع قلماق مذکور کے فرخ سیر کی
حضور مین بہیجا لاچین بیگ مورد الطاف فرخ سیر ہوا انہین دنون مین بہادر شاہ کے وفات کی خبر ملی اوسوقت
حسین علیخان بہادر بندوبست پرگنات مین مصروف تہے فرخ سیر نے دوسری حالات بہادر شاہ کا انتظار نکرکے
سبقتا اپنے باپ عظیم الشان کے نام خطبہ پڑہایا اور جلوس اور تسلط اوسکا مشہور کرکے شادیانہ تہنیت بجوایا
اس کام کے بعد حسین علیخان کی فطرت سے گہبرایا خطوط عذر آمیز بہیجکر حسین علیخان کو بلایا اور والدہ فرخ سیر نے
فرخ سیر کی طرف سے مدارالمہامی کا عہدہ دار اوسے کیا اور رسول اللہ صلعم کی ضامنی دی جب حسین علی خان فرخ سیر
سے ہداستان ہوا یہی اوسکے اقتدار مین روز بروز متوجہ ہوا

فرخ سیر کا تخت خلافت پر جلوس کرنا اور عظیم آباد سے کوچ کرنا مع حسین علیخان بہادر کے

حسین علیخان بہادر نے فرخ سیر کو تخت سلطنت پر جلوس کرا کے مہاجنون وغیرہ سے جسقدر ممکن ہوا روپیہ قرض لیکر
فتح پر الفای عہد کرکے ساعت سعید مین پیشتر کو روانہ ہوا عزت خان اپنے بہانجے کو عظیم آباد کی نیابت پر مقرر فرمایا
اور سید عبد اللہ خان کو منجانب خود اور نیز فرخ سیر کی طرف سے حاکم لکہا کہ خزانہ صوبہ بنگالہ مرسلہ جعفر خان داماد شجاع الدین محمد خان اکبر آباد

لے جاتا ہے لہذا الہ آباد پہونچکر منضبط کرے اور بقدر ضرورت خرچ کرکے باقیماندہ امانت رکہے چنانچہ حسب الحکم تعمیل ہوئی اور نیز قلعہ الہ آباد کی توپین عمدہ عمدہ میدان کے لائق ہمراہ ہین

سید عبد الغفار خان گردیزی کا بموجب حکم معز الدین کے الہ آباد آنا اور عبد اللہ خان کے بہائیون سے شکست کہانا

ہنوز حسین علیخان مع فرخ سیر کے الہ آباد نہ پہونچا تہا کہ سید عبد الغفار خان گردیزی جو کہ راجی محمد خان کی نیابت مین عبد اللہ خان صوبہ دار الہ آباد کے تغیر مین مقرر ہوا تہا مع دس بارہ ہزار سوار وغیرہ سامان کے عبد اللہ خان کی نائب کو مامور ہوکر جا پہونچا عبد الغفار نے انتظار برادران فرخ سیر کا کرنا مناسب سمجہا تا عبد الغفار نے کو تالیف قلب کے پیغام بہیجے اوسنے بنا بر ترقی مراتب اور خیال افزایش منصب اپنے کے اسکا کہنا نہ مانا جنگ کو آمادہ ہوا عبد اللہ خان نے اپنے چہوٹے بہائی سراج الدین علیخان و نجم الدین علیخان و سیف الدین علیخان کو مع ابو الحسن خان بخشی کے سارے تین ہزار سوار اور اسیقدر پیادہ سے مقابلہ کو بہیجا سید عبد الغفار نے جو اپنے زور و شمشیر پر نازان تہا تینون بہائیون کو دیکہا لیکن انسے لڑنا عیب سمجہا قلعہ کی راہ لی اور کہلا بہیجا کہ لڑکون سے بازی نہین کرنا چاہتا ہون انہون نے لاچار خود لڑائی مین پیشقدمی کی چونکہ انکی جمعیت قلیل اور چندان لشکر شایستہ نتہا اول حملہ مین کسیقدر ہمراہی انکے مغلوب ہوئے اکثر مقتول اکثر منفر و رہے برادران عبد اللہ خان نے مع دیگر سادات کے پیرگروہی اور نہایت مردانگی سے اوس جمع غفیر مین جا پہنچے شیرون کے مانند جان سے سیر ہوکر مردانگی دکہلائی ادہر مدد ایزدی نے پشت پناہی فرمائی باد مخالف نے شور ڈالا حریف کے حواس اوڑے سادات بارہا نے دوڑ دوڑ کر تیغ آزمائی کی کوشش رستمانہ سے دشمنون کو مع برادر عبد الغفار کے مار ڈالا عبد الغفار کے کشتہ ہونیکا اشتہار ہوا ہمراہی لوگون نے راہ فرار لی عبد الغفار نے شکست فاش کہائی عبد اللہ خان کی بہائیون سے سراج الدین علیخان نے جام شہادت نوش کیا سید عبد اللہ خان نے بعد فتح نذر مبارکباد دکہلائی شادیانہ بجنے کی نوبت آئی بعدہ بہائی کے ماتم مین اشک ریزان ہوا معز الدین کو جب خبر ملی عبد اللہ خان کی تالیف قلوب مین مصلحت معلوم ہوئی صوبہ داری الہ آباد کی سند بہیجکر تحسین و آفرین کی اور خلعت بہیجکر عبد اللہ خان کی استمالت فرمائی اسی کے پیچہے فرخ سیر مع لشکر تازہ کے اور حسین علیخان اور صف شکن خان نایب صوبہ دار اوڑیسہ اور احمد بیگ کو کہ جسکا خطاب غازی الدین خان بہادر غالب جنگ کو سہ تہا اور خواجہ عاصم خاندوران وغیرہ کی آپہونچا لشکر تینون بہائیون کا فراہم ہوا سادات فضل الہی پر نظر رکہکر پیشتر کو روانہ ہوے

آنا سلطان اعز الدین کا فوج بہیارسے اور پریشان واپس ہونا

جب عظیم آباد سے فرخ سیر کی عزیمت کا اشتہار ہوا معز الدین نے اپنے بیٹے سلطان اعز الدین کو پچاس ہزار سوار سے

عبد اللہ خان کی نایب اور قلعہ الہ آباد کی تسخیر کو روانہ کیا خواجہ حسن خان برنہ کو کوکلتاش خان کو جو کہ پنجہزاری تھا
ہفت ہزاری اور خاندوران کے خطاب سے سرفراز کرکے کل فوج کی ترتیب اور شاہزادہ کی اتالیقی سپرد کی
اور چین قلیچ خان کو بھی عقب سے روانہ فرمایا اعز الدین اکبر آباد سے کجھوہ تک پہونچا تھا کہ فرخ سیر اور عبد اللہ خان
اور حسین علیخان کے اکٹھے ہو جانے کی خبر پا بزدلی سے اوسی جگہہ مقیم ہوا اور خندق کہودنے اور مورچال درست
کرنے کو حکم دیا بمجرد خبر پہونچنے نزدیکی فرخ سیر کی باوجودیکہ وہ ہنوز دور تھا نہایت پریشان ہوا اور اپنے حرکات
ناشایستہ سے دشمن کو دلیر کردیا تا آنکہ فرخ سیر آپہونچا عبد اللہ خان ہراول اطراف مورچہ اور موضع کی
دیواریں پکڑکر آخر روز تین پہر تک توپ اندازی کرتا رہا شہزادہ اور مدار المہام دونوں دل باختہ ہوکے بہاگنے
میں ہم سخن ہوے آخر کار جسقدر ممکن ہوا اشرفی جواہرات لیکر باقی کارخانہ خزانہ توشکخانہ وغیرہ ویساہی چھوڑکر
پہر رات رہے باہم متفق ہوکر ادہر بہاگے جب یہ حال کہلا لشکر میں عجب طرح کا غدغہ پڑگیا لوٹ مچادی
آقاے نامدار کا مال خوب ہاتھہ لگا اور بعدہ سرکار فرخ سیر کی ضبطی میں آیا چین قلیچ خان کہ مدد کو شاہزادہ کے
عقب ہو آتا تھا اکبر آباد کو لوٹ کر شاہزادہ کی فضیحت دیکھی آخر فرمان معز الدین کا منتظر تھا جب دار الخلافہ میں اعز الدین
کی شکست کی خبر پہونچی معز الدین مایوس ہوکر عازم ہوا

سلطان معز الدین کا مع ذوالفقار خان اور کوکلتاش وغیرہ ارکان شاہی کے کوچ کرنا اور اکبر آباد کو آنا

محمد معز الدین جہاندار شاہ دوازدہم ذیقعدہ دوشنبہ کی شب کو ساڑہے تین گھڑی گذرنے پر واقع ۱۱۲۴ ہجری
مدافعہ فرخ سیر کو شاہجہان آباد سے برآمد ہوا ذوالفقار خان کے ہراولی اور کوکلتاش خان کی ساقت
تھے اعظم خان وحافی خان ومحمد امین خان وغیرہ سرداران ایران و توران وغیرہ مع اسباب جنگ وجدال
کے ستر اسی ہزار سوار اور پیادہ بیشمار ہمرہ سپہ ہوئے اثناے راہ میں سربلند خان جسنے فوجداری کہڑی سے کسیقدر
روپیہ جمع کیا تھا فرخ سیر کی رفاقت سے برخاست ہوکر مع زر مذکور معز الدین کے حضور میں آکر مورد تحسین و
آفرین ہوا احمد آباد گجرات کی صوبہ داری پر رخص کیا گیا اور چھبیلا رام فوجدار کورہ اور علی اصغر خان ولد کارطلب خان
فوجدار اٹاوہ اعز الدین کے ہمراہی سے رفیق فرخ سیر ہوئے جب معز الدین قصبہ سمو گہر متصل اکبر آباد میں پہونچا
فرخ سیر کی بھی رایات ظفر طراز مع رفقا کے جو اوسی قصبہ کے نزدیک جا پہنچے تھے نمودہ ہوئے چونکہ معز الدین کی
زشت حرکات سے اکثر عوام خصوص تورانی امراسی پنجہ عبد الصمد خان کے متنفر اور کشیدہ ہوگئے تھے اکثر نے
نوشتہ مشعر ارادہ اضطرار فرخ سیر کے لشکر میں بہیجے تھے اگرچہ معز الدین کے دیکھتے ہوئے لشکر فرخ سیر نے فتحیابی کی

اسید نہ تھی لیکن عمدہ ارکان دولت معز الدین کے یعنی کوکلتاش خان اور ذوالفقار خان باہم نہایت متفق تھے اور
انہیں کے نفاق سے کارہائے بادشاہی برہمی پاتے جاتے تھے دونو برخلاف ہمدیگر صلاحیں دیا کرتے تھے حتی کہ دریا
جمن کے عبور کے مشورہ پر ہنوز اتفاق نہوا اور خود بادشاہ ساقط الحواس لال کنور کے عشق میں بیہوش تھا سید عبداللہ خان نے
ایک مقام پر پایاب پا کر رات کیوقت معز الدین کے لشکر سے چند کوس پیشتر کوچ کر کے جمنا کنارے جا پار اوتر گیا دوسرے
روز بہانی میں جو اکبر آباد سے چار کوس اوپر ہے جا ٹہرا اور تہوڑی دیر میں فرخ سیر بھی مع ہمراہیوں کے پار اوتر کر عبداللہ خان
کے برابر پہونچا اور دشمن کی راہ داری او مغالطہ دہی کو حسین علیخان بہادر جس جگہ تھا اوسی جگہ بمقابلہ دشمن ٹہرا جب
دن گذرا دوسری رات آئی مع فوج اور رائے چھبیلہ رام ناگر کے دریا سے پار ہوا تقدیر کی پردہ داری دیکھیے کہ معز الدین اور
کل امرا اوسوقت خبردار ہوئے جب لشکر فرخ سیر اوسکے عقب میں نمایاں ہوا ترتیب فوج جو اول مقرر ہوئی تھی بحال
نرہی نئے سر سے درستی فرمائی گئی

فرخ سیر اور سادات کی لڑائی معز الدین کے ساتھ اور فتح پانا

بتاریخ نہم ذی الحجہ سنہ مذکور طرفین سے مقابلہ ہوا معز الدین مع فوج اور توپخانہ اور تجملات خسروانہ کے قول
میں ٹہرا اور ذوالفقار خان معتمد علیہ سلطنت اگرچہ بادشاہ سے کبیدہ خاطر تھا مگر اپنے نام کا خیال کر کے مع سامان
عمدہ ہراولی پر جا اور کوکلتاش خان مع اعظم خان و جانی خان وغیرہ ہمراہیان کے دست راست اور
محمد امین خان و عبد الصمد خان و چین قلیچ خان اور جانثار خان وغیرہ تورانیوں کے جانب چپ اور راجی محمد خان
و اسلام خان و مرتضی خان و حفیظ اللہ خان وغیرہ بطور التمش اور رضا قلیخان داروغہ توپخانہ اسیطرح ہر ایک
بجائے مناسب مامور ہوا ادہر سے فرخ سیر ہم آئینوں کے ساتھ قول میں اور عبداللہ خان ہراولی میں اور حسین علیخان
و صف شکن خان و حسین بیگ دست راست میں ذوالفقار خان کے مقابل اور خانزمان اور چھبیلہ رام
ناگر مع چند دیگر مبارزوں کے کوکلتاش خان کے برابر صف آرا ہوئے اول عبداللہ خان نے آہستگی
سے تورانیوں کے مقابل جا کر جہاندار شاہ معز الدین کے توپخانہ پر پہونچا اچھی کوشش کی قول خاص کے قریب
جا پہونچا اور حسین علی خان مع صف شکن خان و فتح خان داروغہ توپخانہ کے دوڑا اسی حملہ میں صف شکن خان
اور فتح علی خان اور زین الدین خان ولد بہادر خان روہیلہ اور میر مشرف اور میر اشرف وغیرہ بہادران رفقاے
حسین علی خان جان بحق ہوئے چھبیلہ رام اور خانزمان منتظر فال تھے حسین علیخان اپنے رفقاؤں پر وقت تنگ
دیکھکر بمقتضاے غیرت ہندوستانی کے ہاتھی سے کود کر جا ٹہرا اور شمشیر و بندوق کے زخم کھا کر میدان میں گر پڑا
سید عبداللہ خان فوج معز الدین کے درمیان میں تھا تیروں کے تیر و بندوق کی بوچھاڑ نے رفقاؤں کو پراگندہ

کردیا تھا ایکسو سوار ہمراہ تھے اوسوقت سید عبد الغفار خان کو اوسکے ہاتھی کے پاس آیا اور اپنا نام لیکر عبد اللہ خان
پر تیر مارا اسکے ہمراہیون نے اوسکا پیچھا کیا اور عبد اللہ خان نے بہی تیر سے زخمی کیا سید عبد الغفار زخمی ہو کر جان بچا گیا
سید عبد اللہ خان کثرت مخالف سے نہین جانتا تھا کہ کدہر جاتا ہے اور انجام کیا ہوتا ہے اس وقت کسیقدر رفقا
کے ملنے سے قدری تقویت ہوئی اونچی جگہہ پر پہونچکر معز الدین کو مع ہمراہی فوج کے اپنے سے نزدیک اور ہوشیاری
سے دور پاکر بہیئت مجموعی اوسکے زنانہ سواریون کے ہاتھیون پر جا کر تیر باران ہونے لگا عجب قیامت مچی معز الدین
نے اپنے تئین درست نکیا تھا کہ فیلان سواری زنانہ کے باہمدیگر یورش او مہائی لال کنور اور اوسکے ہمراہی خواجہ سرایون
کے ہاتھی صدمہ تیر سے گریزان ہوئے معز الدین نے ارادہ مدافعت کیا اوسکا بہی ہاتھی بگڑا فیلبان کا کچھ بس نہ چلا
عبد اللہ خان نے قدم جرأت بڑہایا خلل عظیم معز الدین کے لشکر مین نمود ہوا باوجودیکہ شادیانہ فتح بہی بجایا گیا مگر
فوج نہ جمی چل نکلی کوکلتاش خان نے اس واوید سے جانا کہ معز الدین کے پاس پہونچے خانزمان اور چھبیلہ رام جو
گہات مین لگے تھے کمین گاہ سے نکلکر کوکلتاش پر جا گرے زخمہای متنوعہ سے بیدست و پا کردیا اور رضا قلیخان
داروغہ توپخانہ کام آیا جانی خان اور مختار خان قبل اسکے حسین علیخان کے مقابلہ مین کشتہ ہو چکے تھے اعظم خان برادر
کوکلتاش خان مجروح ہو کر معز الدین کے پاس پہونچا معز الدین وقت تنگ دیکھکر لال کنور کے پاس آیا اور
دن آخر ہوتے ہوتے اکبرآباد کی راہ لی ذو الفقار خان باوجود ہجوم مخالف کے پہر رات تک میدان وغا مین مستقیم ٹہرا
آدمیون کو تفحص جہاندار شاہ و اعز الدین کو فرمایا تا کہ اگر پتا پاوین انکے شجرہ اقبال کو بارور کرین مگر نشان ان کا تحقیق نہوا فرخ سیر
کے لشکر مین شادیانہ بجے رسم مبارکباد و تہنیت ہونے لگی فرخ سیر ذو الفقار خان کی استقامت سے پریشان ہو چکا
تھا کہ اگر میری فتح ہو گی ذو الفقار خان کیون ٹہرا ہوا ہے جب مدعیون کی فرار کی تحقیق معلوم ہوئی ذو الفقار خان
کو پیغام دیا کہ دعویدار تو فرار ہوا تم کیون برقرار ہو اگر برائے خود شاہی درکار ہے تو یہ امر جدا ہے ورنہ نسل عالمگیری
مین معز الدین نہین تو ہم ہین اس پیغام سے ذو الفقار خان نے اکبرآباد کی راہ لی جہاندار شاہ نے اکبرآباد مین رات
کاٹی داڑہی مونچہ مونڈوا وضع بدل آخر شب کو مع لال کنور اور چند نفر معتمد کے روانہ شاہجہان آباد ہوا اور آصف الدولہ
کے پاس پہونچکر قید ہوا اسی کے پیچھے ذو الفقار خان دار الخلافہ پہونچا اور عبد اللہ خان نے بعد فتح اپنے بہائی کے تلاش
مین آدمی دوڑائے آخر خواص نے حسین علیخان کو لاشون کے درمیان مین مجروح و بیہوش پایا ایک نے
عبد اللہ خان کو خبر دی لباس خاصہ اور جواہرات جو اسوقت زیب تن تھا مجھکو عطا فرمایا بعضون سے سنا گیا کہ شکر اللہ خان
اور بار یار خان ملازمان حسین علیخان مع اپنے ہمراہیون کے اوسکی حفاظت مین مصروف تھے محمد ہاشم بن خواجہ
میر خافی کی تحریر سے دریافت ہوتا ہے کہ تنہا میدان رزم مین مجروح بیخبر گرا پڑا تھا لچے اوسکا لباس تک اوتار
لیگئے تھے بہرحال عبد اللہ خان نے اپنے معتمد بہائی کے پاس بہیجکر اوسے اوٹہا منگوایا حسین علی خان نے

فتح فرخ سیر کی خبر جان رفتہ تن مین آئی اور ہوش بھی بجا ہوے عبد اللہ خان نے اپنے بھائی کو زندہ پایا اور فتح یابی سے سجدہ شکر بجالایا ذو الفقار خان باپ سے شورہ کرکے عازم تھا کہ پھر معز الدین کو لیکر تدارک پیکر بازی کرے کہ فرخ سیر سے بدین وجہ کہ ذو الفقار خان اوسکے اور اوسکے باپ کے ساتھہ عداوت رکھتا تھا اور معز الدین کی حمایت کی تھی اطمینان نرکھتا تھا آصف الدولہ نے مبالغہ کرکے اس ارادہ سے باز رکھا لاچار ذو الفقار خان نے عزم دکن کیا مگر باپ نے نہ مانا فرخ سیر کی اعانت سے مانع رہا غرضکہ جب اقبال اسد خان اور ذو الفقار خان کا تمام ہوا اور اجل موعود ذو الفقار خان کے نزدیک تھی باوجود عدم اطمینان اور یقین ہوتے عداوت کے بدین امید کہ حقوق ہمارے خاندان تیموریہ مین بہت ہین اور نیز عالمگیر کس مرتبہ قدر و اقتدار کرتا تھا آصف الدولہ نے ذو الفقار خان کو ہمراہ لیکر قصد حضوری فرخ سیر کا کیا

اقتدار پانا فرخ سیر کا سلطنت مین اور بھیجنا عبد اللہ خان کو بندوبست دار الخلافہ کیواسطے

جب کہ فرخ سیر مدد غیبی سے مرادیاب ہوا لڑائی کے دوسرے روز سیزدہم ذی الحجہ روز پنجشنبہ کو وقت صبح بار عام فرمایا اول چین قلیچ خان اور عبد الصمد خان اور محمد امین خان وغیرہ سرداران توران سید عبد اللہ خان کی وساطت سے بعد آداب و کورنش مورد مراحم ہوئے اور عبد اللہ خان نے مع لطف اللہ خان صادق وغیرہ امرا کے بنا بر بندوبست دار الخلافہ اور دولتخانہ شاہی اور قید خانہ سلاطین کے رخصت پائی اور فرخ سیر خود بھی ایکہفتہ کے بعد شاہجہان آباد کو عازم ہوا ۱۲ محرم کو بارہ پلہ متصل شاہجہان آباد مین نزول اقبال ہوا سید عبد اللہ خان قطب الملک سے مخاطب ہوکر منصب ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار سے سرفراز ہوا اور مرتبہ وزارت اعظم کو فائز ہوا اور حسین علیخان بہادر خطاب امام الملکی اور منصب ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار اور امیر الامرائی کے عہدہ پر سرفراز کیا گیا اور بخشی اول مقرر ہوا محمد امین خان بخشی دوم مع اضافہ ہزاری منصب و ہزار سوار و خطاب اعتماد الدولہ سے مفتخر ہوا اور چین قلیچ خان نے پنجہزاری سے ہفت ہزاری کے ہفت ہزار سوار و نظام الملکی کا خطاب اور دکن کی صوبہ داری داود خان نایب ذو الفقار خان کی عوض مین پائی اور صوبہ داری برہانپور کی کہ داود خان کو بالاصالت تھی صوبہ داری احمد آباد گجرات کی پائی اور خواجہ عاصم نے خطاب صمصام الدولہ خاندوران اور منصب ہفت ہزاری شش ہزار سوار کا حاصل کیا احمد بیگ کو کہ معز الدین کا رفاقت کے عوض مین غازی الدین خان بہادر غالب جنگ سے مخاطب اور منصب شش ہزاری پنجہزار سوار اور عہدہ بخشی گری درجہ سوم سے مفتخر ہوا اور قاضی عبد اللہ تورانی کو جو جہانگیر نگر ڈہاکہ کی قضا پر رکھتا تھا میر جملہ خانخانان سے مخاطب اور منصب ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار سے سرفراز فرمایا اور اختیار دستخط خاص کا اوسکے قبضہ اختیار مین دیا گیا لیکن ظاہر مین داروغگی خواص اور ڈاک کی رکھتا تھا محمد جعفر منشی جسنے بعض خدمات سابق مفوض تھی نصرت خانی کے خطاب

اور اسیر سامانی اور دار الانشا سے سرفراز فرمایا گیا سیف اللہ خان بیوتات مین مامور ہوا سیف الدین علیخان اور نجم الدین علیخان
قطب الملک کے بھائی مع دیگر رفقای بادشاہی اور سادات بارہا کے جنکے خدمات جانفشانی ثابت ہوئین حسب تقدیر
ولیاقت انعام وخلعت سے سرفراز ہوئے قطب الملک انتظام ارکان سلطنت اور معاملات وزارت مین مشغول ہوا ++

آصف الدولہ اور ذوالفقار خان کا حاضر ہونا اور ذوالفقار خان کا جان کھونا ❊

آصف الدولہ اسد خان اور ذوالفقار خان بہادر بارہ پلہ پر جوا ہان ملازمت ہوئے میر جملہ عبید اللہ خان خانخانان نے جو کہ
مزاج بادشاہ مین دخیل تھا اور یہ دعوے رکھتا تھا کہ سابق اور حال کے کل امرا سے اوسکا مرتبہ زیادہ اور اوسکا اقتدار بھی اثر
پذیر ہے اول اول ذوالفقار خان کی قطع حیات چاہی بادشاہ کو اس امر پر زیادہ آمادہ کر دیا امیر الامرا حسین علیخان
بہادر نے اس مشورہ سے آگہی پاکر ذوالفقار خان کو پیغام دیا کہ اگر میری وساطت سے حصول ملازمت کروگے کسیکی
مجال نہوگی کہ سر مو تمہین آزار دے میر جملہ اس راز کے مطلع ہونے سے سمجھا کہ درحقیقت ان دونوں کے ملجانے سے کسیکو
تاب عدول نہوگی پس تقرب خان کو جو اہالی ایران مین سے تھا بسبب ہم جنسی کے ذوالفقار خان کے پاس بھیجکر نہایت
دلجوئی کی اور کلام خدا کی قسم کھائی چونکہ بادشاہ باطن مین سادات سے خوش نہین لہذا تمہاری ملازمت معرفت امیر الامرا
کے بے سود ہے بجز نقصان جان کے حاصل نہین اور نیز دوسرے کی اعانت کیا ضرور ہے بلا ذمت ورفع ملال کل امرا
اور خداوندان دولت اقبال کے مرجع ہوگے ایسی ایسی باتون سے آصف الدولہ کا دل جمع کر دیا کسیقدر ذوالفقار خان کو وہم
باقی تھا کہ خود میر جملہ نے جاکر تشفی کر دی اور نئے سر سے سوگند یاد کی جب حضور فرخ سیر مین لائے ہاتھ ذوالفقار خان
کے باندھے تھے روبرو کھڑا کیا اور آصف الدولہ نے چند کلمات سفارش عرض کئے فرخ سیر نے ظاہر مین بڑی مہربانی
خرچ کی ہاتھ کھلوا کر خلعت اور جواہر عطا فرمایا بعدہ آصف الدولہ کو بجہت ضعف رخصت کر کے فرمایا کہ ذوالفقار خان
خیمہ مین رہے کچھ دریافت کرنا ہے آصف الدولہ متوہم باہر نکلا اور ذوالفقار خان جان سے ترسان ٹھہر رہا مردم مامور نے
چارونطرف سے گھیر لیا فرخ سیر نے عظیم الشان اور سلطان کریم الدین کے قتل کا دعوے کیا ذوالفقار خان نے موت
کی گرم بازاری دیکھی زبان پر لایا کہ مین محض بیقصور ہون مجرم بادشاہ ہے جب دیکھا کہ فرخ سیر پیاسے خون سے عاجزی
مسکینی چھوڑ کر سخت جوابی پر آیا اسی عرصہ مین لاچین قلماق بہادر دل خان نے پیچھے سے اوسکے گردن مین تسمہ ڈالا
اور لوگون نے ہجوم کر کے قتل کر ڈالا اور اوسی روز کہ اتوار اور ۱۶ محرم کی تھی بموجب اشارہ فرخ سیر کے لوگون نے
قلعہ مین جاکر معز الدین کو تسمہ سے پھانسی دیکر مار ڈالا فرخ سیر دوشنبہ کے روز ۱۷ ماہ مذکور ۱۱۲۵ھ کو بہ تجمل تمام
داخل قلعہ شاہجہان آباد ہوا حکم دیا کہ معز الدین کا سر نیزہ پر اور لاش ہاتھی پر اور اسی ہاتھی کے دم سے ذوالفقار خان
کی لاش اولٹی لٹکا کر تمام شہر مین تشہیر کرین اور بعد تشہیر دروازہ قلعہ پر ڈالدین اور آصف الدولہ کو پالکی پر مع سواری

زنانہ لاش کے پیچھے پہر اکر خانخان بہادر کے مکان مین قید کیئین اور کل زر و مال ضبط سرکار ہوا راجہ سبہا چند دیوان ذوالفقار
جو کہ آدمیون سے زبان درازی کرتا تھا حکم ہوا کہ زبان کاٹی جاوے کہتے ہین کہ باوجود زبان بریدگی کے لکنت مین تافہم تھا
اکثر امرا شک و تہمت سے تسمہ زیب گلو گیر کر روانہ عدم ہوئے اعز الدین ولد معز الدین اور عالی تبار ولد اعظم شاہ اور ہمایون بخت
برادر خورد کی آنکھین لکوالیین اس بادشاہ کی اسقدر خونریزی سے ہر ایک نہایت مخوف ہو گیا تھا گھڑی گھڑی کی خبر منگاتا تھا

شروع ہونا منازعت کا فرخ سیر اور سادات کے درمیان مین مع دیگر حالات

جب فرخ سیر نے قطب الملک کو بنا بر بندوبست شہر قلعہ دار الخلافۃ کو بہیجا لطف اللہ خان صادق کو بہی ہمراہ کر دیا قطب الملک
شہر مین پہونچا دیوانی خالصہ لطف اللہ خان کو اور کل کی صدارت سید امجد خان کو مقرر کی ادہر فرخ سیر نے بعد چلے
جانے قطب الملک کے دیوانی خالصہ وطن چھبیلہ رام ناگر کے نام اور افضل خان استاد کو صدر الصدور مقرر کیا جب
بادشاہ شہر و قلعہ مین آیا اور انتظام سلطنت ملاحظہ فرمایا صدارت اور دیوانی کے تقرر مین درمیان شاہ و وزیر کے
عجب گفتگو پڑی قطب الملک کا یہ کلام تھا کہ اگر آغاز کار مین میری بات مسلم نہ رہی میری وزارت کا کیا اعتبار ہوگا
اور میر جملہ بادشاہ کے خاطر نشان کرتا تھا کہ ہرچند بادشاہ بندگان درگاہ کو صاحب مقدرت فرماتے ہین مگر لائق ہین کو
چاہیئے کہ اپنی حد پہچانے رہین فی الجملہ ہرچند وہ جھگڑا اس طرح پر فرو ہوا کہ دیوانی خالصہ لطف اللہ خان کو اور صدارت
افضل خان کو دی گئی لیکن طرفین کے دلمین گرہ پڑ گئی اور اصل سبب آشفتگی ارکان سلطنت اور بدنامی قطب الملک
حسین علیخان امیر الامرا اور جماعہ سادات کا یہ ہوا ہے کہ فرخ سیر مطلق عقل سے بے بہرہ اور پست ہمت و نامرد تھا کمینہ
بے ہنرون کو غیر لائق انعام دیتا تھا اسی سبب سے فرخ سیر بازاریون لچون کے روبرو مانند اعتقاد خان وغیرہ
کے ممدوح تھا اور نہ لیاقت صوبہ داری کی کچھ بہی نہ تھی اور میر جملہ بنا بر کثرت طمع اور حسد کے کم لیاقتی مین کل افراد سے
فوق رکھتا تھا اسد خان اور ذو الفقار خان کی سو برس کی کمائی برباد کر کے سادات کے پیچھے پڑا انہین چاہتا تھا
کہ مرجع خلایق اور مقیم سلطنت رہے اور قطب الملک بہی کثرت عیاشی سے آرام طلب ہو گیا تھا عنان اختیار راجہ
رتن چند اپنے دیوان کے ہاتھہ مین پکڑا دی تھی وہ شخص بسبب اقتدار پانے کی اور وزارت مین پہونچتے ہی روز بروز شرارت
عداوت کرتا گیا جسکے نتیجہ سے چار سو برس کی سلطنت تیموریہ برباد ہوئی اور نیز سادات بارہہ کو داغ بدنامی لگا القصہ
میر جملہ اور بادشاہ اور دیگر بدخواہون نے دونو بہائیون کے منافق ہونے مین تدبیرین کین امیر الامرا حسین علیخان
بہادر کو راجہ اجیت سنگہ راٹہور کے تنبیہ کو جسنے بعد وفات عالمگیر کے جودہپور کی مسجدین کہود وا کر بتخانے تعمیر
کرا دیئے تھے اور بہادر شاہ مع اپنے بہائیون کے اوسکے لڑنے مین مصروف ہوا تھا اور بعد ازان واسطے استیصال
جماعہ سکہان کے جنہون نے سرحد لاہور مین سرکشی کی تھی منہضمت کی تھی مقرر فرمایا حسب الحکم مع بعض دیگر امرا کے

اس بدبکال گرگوشمال کو روانہ ہوا اجیت سنگہ اسکے سطوت سے گھبراکر عیال و اطفال کو کوہستان دشوار گذار مین پہونچاکر اپنا ملک خالی کر گیا اور باوجود تحریک حسین علیخان کی لڑائی سے باز رہکر وکلاے معتبر مع تحفہ لایق کے بہیجکر مستدعی عفو جرایم ہوا اسی ضمن مین چونکہ حضور مین دراندازون نے فرخ سیر اور قطب الملک کے باہم فساد کرایا اور عبد اللہ کے قید کی فکر مین تہے اوسکی تحریرین امیر الامرا کے نام تقضن جلد واپس ہو آنیکی پہونچین ناچار حسین علیخان نے راجہ اجیت سنگہ کو اطاعت اور ارسال پیشکش اور دختر پر واسطے فرخ سیر کے راضی کیا اور اسکی تقبیل کی بعد حضور مین آیا

زیادہ ہونا رنج کا فرخ سیر اور سادات کے بیچ مین

جب قطب الملک وزیر اعظم اور حسین علیخان امیر الامرا تہا کوئی امر جہانداری کا مانند منصب و اضافہ وغیرہ کے بدون انکی استرضا کے ناممکن تہا اور میر جملہ کے حق مین جو صاحب دستخط تہا اکثر فرخ سیر کہا کرتا تہا کہ میر جملہ میری زبان اور ہاتھہ کا مالک ہے لہذا مردم اوس سے رجوع ہوتے اور وہ بہی انجاح مرام بکار انام سے نیکنام ہوا تہا راجہ رتن چند دیوان قطب الملک کو یہ کینہ ہوا کہ کسواسطے میر جملہ سے رجوع ہوتے ہین جاری نہین کرتا تہا اور جو اس سے رجوع ہوتا اپنے اور اپنے آقا کیواسطے نذرانہ لیکر اوسکا کام انجام کرتا اس سبب سے بدنام ہوا اور قطب الملک کی حمایت سے زیادہ مفرور ہوا خلق اللہ کی کامرانی جو کہ میر جملہ کرتا تہا قطب الملک اور امیر الامرا کو گران معلوم ہوتی تہی میر جملہ نے فرخ سیر کے حضور مین آکر شکایت کی کہ انکی پیشانی سے آثار نمکحرامی پیدا ہین ایسی شکایت سے فرخ سیر کو بکمر قید کرنے کی فکر ہوئی اسی فکر مین کبہی سیر باغ اور کبہی شکارگاہ کو نکلتا تہا ہرچند تمہید رنگارنگ جوڑتا مگر نامردی سے کچہ کام نکرتا تہا آخر کو خوب رنج و حسد بڑہا یہ بہی مشہور ہے کہ بادشاہ کی والدہ بسبب عہد و پیمان کے جو کہ کلام اللہ کی ضامنی سے ہوا تہا اکثر اوقات انکے ارادہ فاسد سے امیر الامرا اور قطب الملک کو آگاہی کر دیتی تہی اسی ضمن مین امیر الامرا نے کل ممالک دکن کی صوبہ داری کی استدعا کی اور ارادہ کیا کہ ابد حصول مدعا داؤد خان کو بدستور سابق ذو الفقار خان کے اپنا نایب مقرر کرے اور اوس سے کسیقدر رسالیانہ ٹہراکر خود حضور ہی مین رہے اور بادشاہ اور میر جملہ کی یہ مرضی تہی کہ خود دکن کو چلا جائے اور اوسکو منظور تہا کہ قطب الملک کو تنہا چہوڑے آخر گفتگوی خشونت آمیز طرفین سے شروع ہوئی رفتہ رفتہ یہ حال ہوا کہ دونون بہائیون نے دربار داری موقوف کی اپنی حفاظت کو فراہمی سپاہ اور درستی مورچال مین مصروف ہوئے بادشاہ امراے خیر اندیش میر جملہ اور محمد امین خان اور خاندوران سے خلوت مین مشورہ طلب ہوا ہر روز تلون طبعی سے تدبیر اولٹی پہیجی جاتی تہین اور اس خبر کے اشتہار سے غلہ کی گرانی ہو گئی بادشاہ وزیر کے فیمابین پیامبروں کی آمد رفت تہی مگر بے سود جب مدت تک یہی حال رہا والدہ بادشاہ نے قطب الملک کے مکان جاکر مطمئن کیا قرار ہوا کہ قلعہ مین سادات کا

بندوبست ہو اوسکے بعد دونون بھائی حاضر حضور شاہی ہوے چنانچہ ایسی ہی تعمیل ہوئی قطب الملک
اور امیر الامرا حضور مین آئے عذر تقصیر کیا اور جو شبہہ کہ بادشاہ کیطرف سے دو تین متنفسی نے پیدا کرا دیا
تھا بیان کرکے کمر سے تلوار نکالکر روبرو رکھدی اور عرض کیا کہ اگر تقصیروار ہین سر و شمشیر حاضر ہے اور اگر
بنا بر حقوق خدمت ہمارا قتل نامنظور ہو منصب سے برطرف کیے جاوین کہ اپنی راہ لین حج بیت اللہ کو
سدہارین اور اگر خدمت مین رکہنا منظور ہے درانداز ون کے کلام اور حاسدون کی سخن انگیزی پر توجہ
نفرمائی جاوے آخر بنائے فساد اس پر دفع ہوئی کہ میر جملہ عظیم آباد کا صوبہ دار ہو اور امیر الامرا صوبہ ہاے
دکن کے انتظام پر رخصت ہو لہذا میر جملہ عظیم آباد کو روانہ کیا گیا ظاہر مین تو خاطرداری سادات کی ہوئی
اور باطن مین گویا نائرہ فساد کو اشتعال کیا امیر الامرا کے واسطے فرمان صوبہ داری دکن صادر ہوا اور
نظام الملک کے برخاستگی کو بھی دکن سے تحریر گئی نظام الملک کو حضور مین طلب کیا اور لکہا کہ داود خان پنی
برہانپور مین جاکر انتظار امیر الامرا کا کرے جب وہ پہونچے جس کام کو حسین علی حکم دے بجالائے اور اسکے
استیصال مین ساعی ہو بعد فتح کل صوبہ ہاے دکن کا ناظم اور مورد الطاف شاہی ہوگا اسی عرصہ مین
شادی بادشاہ کی اجیت سنگہ کی لڑکی سے ہوئی ذکر اسکا عنقریب ہوگا بالفعل حال شورش گجرات کا
لکہا جاتا ہے جو کہ بسبب داود خان کے عدم تدین سے درمیان ہندو مسلمان کے واقع ہوا

بلدہ گجرات مین ہندو مسلمان مین فتنۂ عظیم کا برپا ہونا داود خان افغان کی عدم تدین سے

سنہ احد جلوس فرخ سیر مین داود خان گجرات کا ناظم تھا آخر سال کو اسکی صوبہ داری مین یہ فتنہ ہوا جس رات کہ
ہندو لوگ ہولی جلاتے ہین کسی ہندو نے اپنے صحن خانہ مین جو کہ مسلمانون کے گہرون سے ملحق تھا ارادہ کیا
کہ ہولی جلاوے مسلمان مانع ہوے ہندو نے اس زعم سے کہ اپنا گہر ہے ہولی جلائی دوسرے روز مسلمانون نے
وہی جہت اپنے گہر کی ہندوون پر کرکے ایک گاو ذبح کی تمام ہنود محلہ مسلمانون پر ہجوم کر آئے مسلمان چونکہ
کم تہے بیتاب ہوکر گہرون مین جا گہسے ہندوون نے ایک قصاب بچہ کو جو چودہ برس کا تھا قید کرکے گاو کشی کے
عوض مار ڈالا شہر کے مسلمانون نے جب یہ دیکہا نقارۂ عام دی ہزار پٹہان جو داود خان کے ملازم تہے ہمسکنا
شہر کے بے اجازت داود خان کے قاضی کے مکان پر آئے قاضی نے داود خان کے خوف سے جسکو رعایت ہنود
کی منظور تھی دروازہ بند کر لیا لوگون نے قاضی کا دروازہ توڑکر گہر مین آگ لگا دی اور شریعت پناہ کو ہمراہ لیکر
دوکانات پہاٹک چوک سے آگ لگانا شروع کر دیا رفتہ رفتہ کپور چند جوہری کے مکان پر جو داود خان کا مصاحب
تہا چڑھ گئے اسنے اپنے محلہ کا دروازہ بند کرکے بندوقدارون کو لڑنے بہیجا طرفین سے چند لوگ مارے گئے کیفیت فساد سے

چند روز تک شہر کی دوکانات بند رہین جب مسلمانون کے خاطر خواہ تدارک ہوا جب عبد العزیز عبد الواحد شیخ محمد علی واعظ جو کہ
فضیلت پناہ تھے بمع مسلمانان شہر وغیرہ کے استغاثہ کے واسطے روانہ بیت الخلافۃ ہوے جب شاہجہان آباد آئے
راجہ رتن چند نے بمقتضاے ہم مذہبی کے مسلمانون کو قید کیا اونکی فریاد کسی نے نہ سنی خواجہ محمد جعفر درویش
جو کہ صمصام الدولہ خاندوران کا حقیقی بھائی تھا اونکے حالات پر مطلع ہوکر خاندوران کی وساطت سے مسلمانان
محبوس کی رہائی مین ساعی ہوا شیخ محمد علی واعظ زیر احسان محمد جعفر ہوا اکثر از لطیفہ اتحاد بڑہانے کو خواجہ مذکور کی
مجلس مین جاتا تھا اور اشعار حمد و نعت قوالون سے گواتا اور نہایت رغبت سے سنتا اور ہر وقت وعظ کے
حمد و نعت کے بعد چند فقرے آئمہ اثنا عشر کے مناقب مین زبان پر لاتا اسی وجہ سے شاہجہان آباد مین بھی
مفسدہ ہوا چاہتا تھا مگر بخیر گذشت انشاء اللہ حسب موقع ذکر کیا جاویگا چونکہ اجیت سنگہ نے اپنی دختر نیک اختر
کی سفارش کامل کی تھی شفقہ بادشاہ کے جو متضمن قتل امیر الامراء کے دکہلائے امیر الامراء شقہ ہاے شاہی
لیکر راضی کے احترام مین متعہد ہوا ہنگام تجدید عہود کے وہ شقجات بادشاہ کو دکہلاے اسکی بھی عذر خواہی
ہوئی جب رفع کدورت ہوگئی جشن شادی مقرر ہوا یہ بات ٹہری کہ بعد فراغت امیر الامراء بھی عازم دکن ہونے کو

جشن شادی بادشاہی دختر راجہ اجیت سنگہ سے

محمد فرخ سیر نے حکم تیاری سامان نشاط فرمایا کارپردازان نے جیت بیٹ اہتمام کر دیا ادہر سے امیر الامرا
نے اسباب شادی دختر حسب رسم ہنود سر انجام کیا اوس شان و شوکت سے یہ شادی ہوئی کہ ہند اور دکن مین
کسی راجہ اور بادشاہ کے عہد مین نہوئی تھی شب پنجشنبہ ۲۲ ذی الحجہ ۱۱۲۷ ہجری کو بادشاہ امیر الامرا کے مکان پر
آیا عقد نکاح پڑہایا چراغونکی روشنی آرایش کی زیبائی آتشبازی کی لو جسقدر تھی اس صحیفہ مختصر مین گنجایش تحریر نہین ہوسکتی

ذکر مناقشہ شیخ عبد اللہ ملتانی اور خواجہ محمد جعفر کا

اس عرصہ مین شیخ عبد اللہ نامے ملتان سے دار الخلافۃ مین آیا مسجد جامع مین وعظ کہا کرتا تھا اسکا شہرہ کہ
رونق افروز ہوا کسی روز محمد جعفر کے دیکہنے کو گیا دیکہا کہ بعض مرید اوسکے پابوس ہو رہے ہین اور قوال لوگ
ابیات منقبت پڑہ رہے ہین شیخ کو ابیات مناقب کا سننا گران ہوا نصیحت کرنا شروع کی کہ سجدہ بجز خدا
کی دوسرے کو کرنا درست نہین اور سرود سننا بھی شرع مین ممنوع ہے اور استماع مناقب اہل بیت پیغمبر
صلعم بدون ذکر نام اور اصحاب کرام کے خلاف آئین اسلام ہے خواجہ نے درجواب کہا کہ فقیر لوگ بجز خدا
کسی دوسرے کو جانتے نہین پس کیونکر دوسرے کو سجدہ کرینگے جن لوگون کو جوشش حقیقی سے ہر جگہہ

زمین بوس ہوتے ہین ہمارا کیا قصور ہے بہری یار کی ہرجگہہ رنگ وبو ہے جدہر دیکہتا ہون اودہر تو ہی تو ہے ::
قوالون نے جو کچہ اپنے استاد سے پایا گاتے ہین مجکو منع سے کیا سو اب تم جو اشعار مناقب صحابہ کی بتلاؤ گا یا کرین اس جواب
سے شیخ نے سمجہا کہ مذہب تشیع کی طرف مایل ہے آزردہ ہوگیا اور جامع مسجد مین مشغول وعظ کہا کرتا کہ جناب امیر المومنین
علی مرتضی علیہ التحیۃ والثنا واہل آل عبا نہین اور علوی کو سید لکہنا چاہیے اور پنجتن پاک جو کہتے ہین خلاف عقیدہ اہل سنت
ہے کیونکہ دوسرے صحابہ کیا ناپاک تھے اسیطرح مذمت مذہب امامیہ کی کیا کرتا خواجہ جعفر نے اطلاع پاکر پیغام دیا کہ وعظ
مین ایسی قیل وقال برخلاف رسم مذہب اہل سنت وجماعت کی ہے اگر فقیر خانہ مین آئیے یا دوسری جگہہ تجویز فرمائیے بیٹہے
روبرو فضلا کے کلام شریف مین دلیل کیجا وے جو کچہ آپکو دعوے ہو از روے کتب تصدیق کیجیے شیخ عبید اللہ نے
درجواب کلمات سخت کہلا بہیجے اتفاقاً اسی قربت مین چند مغل زادو باش وضع مع تسبیح اور خاک کربلا گردن اور
بازو مین لگائی جب وہ وعظ کہہ رہا تہا بہیئت مجموعی حاضر مجلس ہوے اور نگاہ بد سے جانب شیخ نظر کرنے لگے اور
تین ہزار آدمی اوسکے پیرو کار جو وعظ سن رہے تہے اس خیال سے کہ فرستادہ خواجہ قتل واعظ کو آئے ہین کلمات
زفش زبان پر لائے مغل زادون کو تاب نہ آئی مسجد سے نکل پڑے اونکے پیچہے ایک ہندو اجل رسیدہ
سپاہی وضع جو وعظ سننے کو آیا تہا اکر لوٹ گیا ایک مغل نے اس گمان سے کہ اونہین کے ساتہیون مین سے
ہے اوسپر حملہ کیا ہندو مذکور کو لوٹا اور موذن کو مار کر خود مارا گیا دو تین روز تک اوسکی لاش اسی تحقیق کو
زینہ مسجد پر پڑی رہی کہ کسکی لاش اور بہیجا ہوا کسکا ہے بعض متعصبان اور ہوا خواہان شیخ عبید اللہ نے بوسیلہ بعض
مقربان درگاہ استغاثہ کیا کہ خواجہ کی یہ مراد ہے کہ اہانت سے دین مین خلل انداز ہو اور بادشاہ کے عہد مین کلمہ
وصی سے جو ہنگامہ ہوا تہا اسحال احتمال زیادہ تر ہے لہذا لازم کہ خواجہ کو شہر بدر کرایا جاوے شاہجہان آباد
کی گذرگاہون اور بازارون مین جہان مناقب ائمہ طاہرین پڑہ کر اوسکے فضایل بیان ہوتے تہے اس واقعہ کے
بعد ورق اولٹا بجز ذم روافض کے زبان پر نہ آتا تہا فرخ سیر نے شریعت خان کے ساتہہ جو کہ قاضی حضور تہا
اس بارہ مین سوال کیا قاضی نے کہا کہ خواجہ کی بداعتقادی شرعاً ثابت نہین ہوتی اور جو کچہ شیخ عبید اللہ نے
کہا ہے مطابق کتب معتبرہ اہل سنت کے نہین ہے مگر رفع گفت وگو کو اگر خواجہ نقل مکان کرین مضایقہ نہین
خاندوران نے اس بات مین جو کچہ مناسب تہا خواجہ کی جناب مین عرض کرکے صلاح دی کہ چندی مزار خواجہ نظام الدین
پر ٹہہرے تاکہ معاندان کی زبان ساکن ہو اور شیخ عبید اللہ کو کہا کہ کس مدعا سے اس شہر مین آیا او بعد فیصلہ
مدعا دو تین روز سر انجام کرکے روانہ ملتان کیا

عبد الصمد کا بندا پیشوا لے فرقہ سکہان پر فتح پانا اور اس فرقہ کا مجمل حال

سال پنجم جلوس مین مطابق ۱۱۲۸ ہجری عبد الصمد کے زور و بازو سے بندا نام اپنی سزا کو پہونچا تفصیل یہ ہے کہ فرقہ سکہان

جو گرو گوبند کے پیرو اور ابتدائے تولد سے بال نہیں منڈاتے اکثر سیہ پوش او سلاح بستہ ہیں ہر چند فرقہائے مختلف سے ہوں
مگر جب یہ راہ اختیار کی ہرگز بموجب قاعدہ دیرینہ ہنود کے ہمدگر میں احتراز اور پرہیز نہیں کرتے اس مذہب کی پیدایش
عہد عالمگیر کے آخر میں ہوئی موجد اسکا گورو گوبند ہے جو نانک شاہ فقیر مشہور کے خلفا میں ہے مجمل احوال نانک شاہ
کا یہ ہے کہ اسکا باپ بقال قوم کھتری سے تھا عہد طفلی میں یہ شخص حسن فصاحت میں کیفیت استعداد خداداد رکھتا
تھا سید حسن نامی درویش صاحب کمال نے اسپر نظر توجہ فرمائی تربیت کرنے لگا اسکے فیض سے فی الجملہ شعور و
دانش حاصل ہوا اکثر حقایق اور معارف پر اطلاع حاصل کی اور تعصب بزرگان چھوڑکر اونہیں بزرگان تصوف
پسند کا قول زبان پنجابی میں بذریعہ دوہرہ موزون کرتا تھا او سکے شعر و کلام موزون ہوکر ایک کتاب بنی جو
گرنتھ کے نام سے مشہور رہا ہے اور اعتبار و کثرت بابر شاہ کے عہد میں میسر ہوا اس شخص کا گرنتھ آجتک تعظیم
تکریم کے ساتھ پڑھا جاتا ہے از بسکہ کیفیت سے خالی نہیں مقبول خلق خدا ہے اس مت کے فقیر اکثر ہندو مسلمان ہندی
فقیروں سے ہوتے ہیں اور اب بھی یہی صورت ہے اکثر مقامات پر ان لوگوں کا ٹھکانا ہوتا ہے جسے اپنی اصطلاح
میں سنگت کہتے ہیں اور اوس سنگت میں ایک مرشد اور او سکے مرید ہوتے ہیں بابا نانک کی اولاد دو لڑکوں سے ہے
سری چند او لکھمی چند لکھمی چند دنیاداری میں پھنسا پسر و شکار کی توجہ ہوئی اتبک اوسکی اولاد ہے اور اسکے
خاندان میں صاحبزادگی ہے سری چند نے درویشی اختیار کی زن و فرزند سے گریزان اور باپ کی جگہ بیٹھا اور سجادہ
نشینی بھی نہیں کرتا تھا فقرائے نانک شاہی پسلائی ہندوستانی فقیروں سے مشابہ ہیں او سکے پیرو میں ایک
خادم نانک شاہ کا انگد نام بجائے نانک شاہ کے سجادہ آرا ہوا ۱۳ برس تک سجادہ پر رہا چونکہ لاولد تھا امرداس
اپنے مرید کو اپنا وارث کیا اسنے بائیس برس زندگی پائی باوجود اولاد اپنے داماد رامداس نام کو گدی دی سات برس
زندگی کے وفا کی بعدہ اوسکا لڑکا گورو ارجن پچیس برس باپ کی جگہ مسند آرا رہا بعدہ اسکا بیٹا گورو ہرگوبند [illegible]
۳۸ سال مرجع مذہب رہا بعدہ گورو ہررائے نبیرہ ہرگوبند بسبب مرجانے باپ دادے کے جگہ پر سترہ برس مرجع مذہب رہا
بعدہ اسکا فرزند گورو ہرکشن خوردسالی میں گدی پر بیٹھا تین برس زندگی کی بعدہ تیغ بہادر ولد گورو ہرگوبند گیارہ
برس رہا بعدہ امرائے عالمگیر کا قیدی ہوا [illegible] ہجری میں مطابق [illegible] عالمگیری کے حسب الحکم بادشاہ کشتہ ہوا
گورو گوبند ولد تیغ بہادر بجائے پدر مسند آرا ہوا مدت تک ریاست کا سجادہ نشین رہا ہشتم کے جسکا نام تیغ بہادر تھا بہت
سو پیرو کار پیدا ہوئے صاحب اقتدار ہو گیا کئی ہزار آدمی اوسکے ہمراہ رہتے تھے اسکا ہمعصر حافظ آدم نام فقیر جو شیخ احمد
سرہندی کے مریدوں میں تھا اکثر لوگ اسکی طرف رجوع ہوئے اب دونوں نے جبر و تعدی سے اخذ زر شروع کر دیا
تیغ بہادر ہندوؤں سے اور حافظ آدم مسلمانوں سے روپیہ لیتا تھا وقایع نگاروں نے عالمگیر کو لکھا کہ دو فقیر ایک
ہندو دوسرا مسلمان ایسی ایسی حرکات کرتے ہیں کیا عجب کہ اگر قدرت حاصل ہو جائے خروج پر آمادہ ہوں

عالمگیر نے اس خبر سے حاکم لاہور کو فرمان بہیجا کہ دو لوگونکو گرفتار کر کے حافظ آدم کو اٹک اور پشاور کے اوس طرف
چھوڑ دین اور یہ لکہین کہ پہر اس طرف عود کر سکتا ہے اور تیغ بہادر کو قید رکہین حسب الحکم تعمیل ہوئی مگر تیغ بہادر
کے گہر ابہی فقیرانہ وضع سے گوشے تہے جب عالمگیر نے رحلت کی اور بہادر شاہ کو سلطنت ملی اخیر عہد عالمگیری
مین گورو گوبند تیغ بہادر یعنی باپ کی جگہ پر مسند آرا ہوا شیران نہبی کو آہستہ آہستہ سے فراہم کیا اور سلاح اور گہوڑے
فراہم کر کے ہمراہیون کو حصہ لگا دیا کسیقدر ہاتہہ پیر نکالنے لگا جب حکم شاہی فوجدار لوگ اوسکے تنبیہ پر آمادہ ہوئے
اوسنے بہاگ کر پناہ لی دو لڑکے اوسکے قید ہو کر مارے گئے جب چاہا کہ اپنے عیال و اطفال کے پاس پہونچے
حکام سہرند کے سبب سے عبور مشکل ہوا بعض افاغنہ سے یہ وعدہ ہوا کہ اگر مکان پہونچا دین زر خطیر معاوضہ
مین دیا جائے افاغنہ اونکو اپنے طریق پر لباس پہنا کر اور ڈاڑہی مونچہہ کی وضع بنا کر راستہ مین باحترام
لے چلے جو کوئی پوچہتا کہتے ہمارا پیر راجہ ہے جب جاے معہود مین پہونچے اور دلجمعی حاصل ہوئی اوسکا چال چلن
اختیار کیا اپنے مریدون کو بہی ایسا کیا کسیقدر بیہوشی طاری ہوئی اور اسی حال مین انتقام فرزندان کے گہات مین
رہکر جان بحق ہوا اسکے بعد بندا اسکی جائے گورو گوبند کے خاندان افروز ہوا اسکو بڑا اقتدار حاصل ہوا چونکہ اسکے دل مین
قتل تیغ بہادر اور گورو گوبند کی اولاد کا تہا مسلمانون کے سر پر تباہی لانا شروع کی جسے پایا قتل و خوار کرتا حتی کہ
مسلمان حاملہ عورتون کے شکم سے بچہ نکال کر مارتا بہادر شاہ نے یہ بدعت سنکر فوج شاہی تادیب کو مامور فرمائی
یکبار خانخانان منعم خان نے تیس ہزار سوار سے کوہ گڈہ مین محصور کیا لیکن مہم کی خوش انجامی نہوئی دوسری
مرتبہ محمد امین خان و اعز خان و رستم دلخان وغیرہ نے محصور کیا الا ناکام رہے بندا بہت کم فوج شاہی سے
مقابل ہوتا تہا اکثر بطور قطاع الطریق کے گہوما کرتا تہا جہان قابو پایا استیصال اسلام مین قصور نکرتا ہنوز یہ جہگڑا
تمام نہوا تہا کہ بہادر شاہ نے دنیا کے جہگڑے سے خلاصی پائی لاہور مین جیسا کہ ذکر ہوا شاہزادون کے باہم مقابلہ ہا
کسیکو کسیکی خبر نہ تہی اس سبب سے بندا کا اور بہی اقتدار ہوا جب معز الدین مارا گیا اور فرخ سیر کے قبضہ مین عنان
سلطنت آئی تنبیہ بندا کے واسطے اسلم خان صوبہ دار لاہور کو حکم کیا اسلم خان اوسکے لڑنے کو نکلا مگر شکست کہا کر لاہور کو
واپس ہوا اب بندا کو نخوت ہوئی بہ نسبت سابق کے زیادہ تر مسلمان آزاری پر کمر باندہی اسی عرصہ مین بایزید خان
نام فوجدار سہرند بارادہ درشتگی بندا کے قصبہ مذکور سے برآمد ہوا اپنے لشکر مین ٹہرا تہا اور نماز مغرب کے وقت چند آدمیون
کے ساتہہ خیمہ علیحدہ مین نماز پڑہتا تہا کہ کسی سکہہ نے صبح کے وقت عین غفلت مین خیمہ مذکور مین آکر
بایزید خان کو مار ڈالا اور خود صحیح و سالم ہمراہیون سے جا ملا جب یہ خبر حضور مین آئی عبد الصمد خان بہادر دلیر جنگ
تورانی صوبہ دار کشمیر کو حکم ہوا کہ بندا کی بیخ کنی کرے اور لاہور کی صوبہ داری اسکے لڑکے زکریا خان کو عطا ہوئی
قمر الدین خان ولد اعتماد الدولہ محمد امین خان و اعز خان وغیرہ فوج معظم اور رسالہ شاہی اور احدیان اور

اور توپخانہ وغیرہ اوسکی مدد پر تعینات ہوے عبد الصمد خان بموجب ورود حکم و سند عازم لاہور ہوا عارف خان
اپنے چیلہ کو شہر کی نیابت پر بہیجا اور خود مع فوج سیر و شکار کے اوسکی لڑائی کو روانہ ہوا فوج ولایتی نے اپنے تیز
سر چنگال سے بندا کو خوب نوچا بندا نے وہ تیز دستی دکھلائی جس سے یقین تھا کہ قریب مغلون کی شکست ہو لیکن فضل
الٰہی نے اپنا کام کیا کہ وہ قصبہ گورداس پور مین جہان اوسکا مسکن اور آبادی اور اسباب سے معمور تھا پہونچکر محصور
ہوا عبد الصمد خان نے ایسا سخت محاصرہ کیا کہ ایکدانہ غلہ مین پہونچنے کی راہ تھی جب مدت گذری اور انبار خانہ مین
کچھ باقی نرہا ناپاک ماکولات سے گہوڑے گدہے گاو وغیرہ ممنوعات مذہبی کہانے لگے لیکن تعصب کے زور سے اعانت
نامنظور تھی جب کہ بعض بہی حد درجہ کو پہونچی بعضے گرسنگی اور اخیر کے مرض مین رہگراے ملک فنا ہوے اور اکثرون
نے استدعاے امن و امان اور لشکر مین آنے کی کی عبد الصمد نے ایک نشان میدان مین گاڑ دیا اور حکم فرمایا کہ بے
سلاح اوسکے نیچے جمع ہون بیچارون نے چار ناچار قبول کیا حاضر آئے بعد احضار عبد الصمد نے سب کو قید کرکے
سرداران لشکر کے حوالہ کیا کہ اونہون نے گورداس پور کے نیچے جو دریا بہتا تھا اوسکے کنارے ہر ایک کو دریاے
عدم کے کنارے لگایا اور اوس فرقہ کے روسا اور مشاہیر کو تنگی پٹیا اونٹون پر سوار کرا کر کاغذ کی ٹوپی سر پر اور پیرون مین زنجیر
و سلاسل ڈالکر قاصد لاہور ہوا اسی صورت سے اون مغرورون کو در پیش سواری لیئے ہوے داخل شہر ہوا
باسر ندخان کی مان جو لاہور مین تھی اس خبر سے شادان ہوئی اور سر راہ چہت پر بیٹھی آدمیون سے کہا کہ جب میری
لڑکے کا قاتل کہ جسنے اپنی قوم مین نارسنگہ نام پایا ہے آے مجھی بتلا دیجیو جب وہ آیا لوگون نے اوس ضعیفہ کو
خبر دی اوسنے عداوت کی راہ سے جب وہ نزدیک آیا ایک پتھر اوسکے سر پر مارا وہ پتہر کے لگتے جان سے درگذرا
عبد الصمد نے اس خبر کے سنتے ہی سکہون کو گہوڑے گدہے کی جہولین پہنا کہ مخفی کیا تا کہ اکثر مارے جانے سے
محفوظ رہین اور سر بادشاہ کے حضور مین لیجاے اور چند روز کے بعد بدستور اون لوگون کو قمر الدین خان ولد
محمد امین خان اور اپنے لڑکے زکریا خان کے ہمراہ دار الخلافہ کو روانہ کیا جب شاہجہان آباد کے نزدیک پہونچے
فرخ سیر نے اعتماد الدولہ محمد امین خان سے فرمایا کہ بیرون شہر جا کر بنا گوشہ کلاہ اور رو سیاہ کرکے سواری فیل اور
دوسرون کو اونٹ اور گدہون پر اور دوسرون کو نیزہ پر رکہکر شہر مین لائے بعد احضار کے بندا کو مع دو لڑکون کے
حکم حبس ہوا اور دوسرون کے نسبت ارشاد ہوا کہ روز مرہ سو نفر ایک دوسرے کے روبرو چبوترے کوتوالی اور
راستہ بازار مین قتل ہوا کرین حسب الحکم تعمیل ہوئی عجب بات یہ ہوئی کہ مرنے کیواسطے ایک دوسرے پر تفوق
چاہتا تھا بلکہ جلاد کی منت کرتے تھے جب وہ گروہ مارا گیا بندا کے لڑکے کو اوسکی زانو مین اوسکے ہاتھون سے
ذبح کرایا آخر کار زنبور آہنی گرم کر کر اوسکے بدن کو داغ دیا اور نہایت تکلیف سے جان لی گئی کہتے ہین کہ
محمد امین خان نے پہر اس سے کہا کہ تیرے چہرہ سے آثار خرد مندی کے نمایان ہین یہ کیا تیرے دلمین آئی کہ

چند روز سے دنیا و آخرت کا وبال لیا بندا نے در جواب کہا کہ جب تمرد اور عصیان خلق اللہ کی حد سے گذرتی ہے خاد ر قدیر
مجہہ آیسے ظالم کو اختیار مین اوسکی مکافات دیتا ہے اور اس حیلہ سے جزا دلاتا ہے بعد ازان تم ایسے سے اوسکی سزا دلاتا ہے

کوچ کرنا امیر الامرا حسین علی خان بہادر کا دکن کو اور داؤد خان پنّی پر فتح پانا

قبل اسکے مذکور ہوا ہے کہ امیر الامرا نے بعد رخصت کے سیر جہاں کے حضور سے عزم دکن کیا تھا چند روز بعض مرادون کے متوقف رہا بعد فراغ کل امور کے عازم دکن ہوا بادشاہ کو عرضداشت کی کہ اگر قطب الملک کے ساتھ کسیطرح کی بدمعاملگی یا برخلاف نمائی ظہور مین آئی بیس روز کے عرصہ مین بندہ حاضر درگاہ ہو جائیگا بعد رخصت امیر الامرا کے بادشاہ نے داؤد خان کو جو صوبہ دار احمد آباد اور افغان شجاع مین تھا اور دکن کے سرداران مرہٹہ سے نہایت اتحاد رکھتا تھا صوبہ داری برہانپور پر مقرر کیا اور متواتر حکم بھیجا کہ برہانپور مین اگر امیر الامرا حسین علیخان کی اطاعت نکرے بلکہ اوسکے استیصال مین ساعی ہو در صورت تعمیل حکم کے دکن کی کل صوبہ داری عطا ہوگی داؤد خان نے برہانپور پہونچکر دم استقلال مارا امیر الامرا نے آگاہ ہو کر پیغام دیا چونکہ کل صوبجات دکن کے ہمسے متعلق ہین لہذا لازم ہے کہ جادہ فرمانبری سے منحرف نہو کر استقبال کو آوے ورنہ بادشاہ کے حضور مین چلا جاوے اور فتنہ و فساد برپا نکرے داؤد خان نے ان دونون باتون سے انکار کر کے برہانپور سے برآمد ہوا اور باہر خیمہ کھڑا کر کے امیر الامرا کی اطاعت سے صاف باغی ہو گیا اور سرداران مرہٹہ سے ایک شخص بہاجی سندیہ بہادر شاہ کے زمانے سے ہفت ہزاری تھا اور پرگنات پر حاصل اورنگ آباد کی اوسکی جاگیر مین تنخواہ تھی بلایا اور وہ حاضر ہو کر خیمہ زن ہوا ۱۱۲۹ سنہ جلوس واقع رمضان کو امیر الامرا نے پہونچکر پند و نصیحت فرمائی مگر سود مند نہوئی نوبت شمشیر پہونچی امیر الامرا نے بیس ہزار سوار سے صف آرائی کی اودہر سے داؤد خان مع ہمراہیان ستی فروش کے نمودار ہو کر رزم کنان ہوا ایک بہاری لڑائی زور آزمائی ہوئی طرفین سے جوانمردی دکھلائی گئی بے سر دیا سہر سر اوتارے جاتی تھی مردان جرار زخمہاے خونبار سے زنگ گلنار تھے بدنہاے نازپرور نے گرانی روح سے سبکدوشی پائی سرون نے نیزون پر چڑہائی کی گردنون تلوار نے رسائی پائی داؤد خان نے دعوی مقابلہ مین فیلبانان کو حکم دیا کہ امیر الامرا کے ہاتھی کے برابر لیجاوے لہذا باوجود مارے جانے ہمراہیان ہراول کے داؤد خان امیر الامرا کے توپخانہ پر گرا حسین علیخان کے لشکر مین قیامت برپا ہوئی سیکڑون تہ تیغ ہوے داؤد خان چند نفر کے جو پاسے امیر الامرا تھا دو تین سو پٹہانون سے تیر افگنان چلا آتا تھا ہر گوشہ مین امیر الامرا کی تلاش تھی قصد یہ تھا کہ بہر صورت حسین علیخان بہادر تک پہونچے امیر الامرا کے لشکر مین عجب تہلکہ پڑ گیا رستم بیگ اور محمد یوسف داروغہ توپخانہ اور رسالت خان وغیرہ نے جانفشانی کی اور خانزمان و عالم علیخان مع دیگر امرا کے

مجروح ہوئے اس لڑائی مین میر مشرف جوکہ امیر الامرا رفیق اور عمدہ سردار تھا اور اوس روز ہمراہ آہنی پوشش ہوا تھا داؤد خان کے مقابل ہوا داؤد خان نے تیر چلایا اور چلا آیا کہ عورات کے طرح سے کیا منہہ چھپایا ہے جھلم اوٹھا تاکہ چہرہ نظر آئے یہ بھی اس سبب سے تھا کہ خود مدانتہ زرہ وغیرہ پہنے تھا وہ تیر ایسا سخت گلے مین چبیان ہوا کہ اوسی وقت سے نکلا اور میر مشرف سرنگون ہودج مین گر پڑا داؤد خان کے فیلبان نے دو تین کوک میر مشرف کے پیچھے پر اس چالاکی اور چستی سے مارے کہ تا حیات ہر مجلس مین یاد کرکے ذکر کرتا تھا اوسیوقت میر مشرف کے فیلبان نے اپنا ہاتھی علیحدہ کیا اس صدمہ عظیم کے دیکھنے سے تمام فوج امیر الامرا کی اس خیال مین ہوئی کہ میر مشرف کا کام تمام ہوا داؤد خان قریب امیر الامرا کے پہونچا نہایت ہراس پیدا ہوا نزدیک تھا کہ شکست فاش ہو بلکہ اکثر کنارے ہوئے کچھ سرداران جانباز کے جمع نفیر کے پھر اور کٹ گئے اس زد و خورد مین داؤد خان گولے کے ضرب سے جان بحق تسلیم ہوا فیلبان نے اوسکے مرنے پر مطلع ہوکر ہاتھی کو پھیرا باقیماندون نے راہ فرار لی امیر الامرا نے شادیانہ بجائے داؤد خان کے سواری کا ہاتھی دوبارہ طلب کیا جب حاضر آیا اوسکی لاش کو ہاتھی کے دُم سے باندہ کر شہر مین گشت کرایا اور شیبانی [illegible] جوکہ میدان سے بھاگ کر طرفین مین سے کسی ایک کی فتح کا امیدوار تھا اوسنے مبارکباد کو حاضر ہوا اور نذر تہنیت پیش کی اوسکے ہمراہیون نے داؤد خان کا مال و اسباب خوب لوٹا اور اوسکے گھوڑے ہاتھی امیر الامرا کے سرکار مین ضبط ہوئے اونمین سے چند فیل مدت کے بعد حضور شاہی مین گئے

نقل عجیب

کہتے ہین کہ صوبہ داری گجرات کے زمانے مین کسی زمیندار کی لڑکی مسلمہ ہوکر داؤد خان سے منعقد ہوئی تھی اوسے سات مہینے کا حمل تھا جب واقعہ داؤد خان پر گذرا بروقت رخصت داؤد خان کے اوسکا عہد لے لیا تھا جب یہ خبر پائی اس احتیاط سے اپنا پیٹ چاک کیا کہ بچہ صحیح و سلامت امانت چھوڑا جب امیر الامرا کی فتح کی خبر فرخ سیر کو پہونچی بڑا رنج ہوا قطب الملک سے فرمایا کہ ایسے سردار شجاع نامی کو بیجا قتل کیا اوسنے عرض کی کہ اگر میرا بھائی مارا جاتا تو کیا موجب رضاے حضرت تھا

بھاگنا میر جملہ کا صوبہ عظیم آباد سے بسبب بے عقلی و نامردی کے اور نفاق شدید پیدا ہونا سادات اور فرخ سیر کے بیچ

فرخ سیر نے اوایل سال پنجم اپنے جلوس کے حکم دیا تھا کہ آٹھ ہزار سوار نوکر ہون اور تا لقمہ چاکیر مقرر ہوا تھا کہ [illegible] ہاتھی اور دو روپیہ [illegible] ماہیہ نقدی لیا کرین یہ گروہ سال بھر کی طلب سرکار مین رکھتے تھے اسکو [illegible] فقط جاگیر[illegible]

خدمت گذار تھے ناگہان انکی برطرفی کا حکم ہوا بخشیون نے اوس گروہ کو جواب دیا اونہین دنون مین میر جملہ جو عظیم آباد کا
صوبہ دار تھا اسکی بدانتظامی و بے تدبیری سے سپاہ کی طلب نکلی جماعہ مغلیہ کے رعایا پر جور و جفا شروع کی میر جملہ کی
بڑی بدنامی ہوئی باوجودیکہ بہت سا روپیہ خزانہ سرکاری سے خرچ کیا مگر تنخواہ سپاہ کینہ خواہ کی باقی تکہ سکا لاچرم
اپنے ملازمان سے پوشیدہ محافہ مین بیٹھ کر دار الخلافہ کو بہاگا اور عظیم آباد سے سیدہ روز مین وقت شب قلعہ شاہی
کے دروازہ پر پہونچا اتفاقاً اون دنون مین خبرین متوحش شہر فتح کرنے قطب الملک کے اوڑی تہین اور فی الحقیقت
بادشاہ ارادہ بدی کا ساداتسے رکہتا تھا اور عوام مین شہرت تھی کہ بادشاہ نے میر جملہ کو بھی اس کام کے لیے طلب
کیا تھا اسی وقت مین یہ آہو بخار یادہ تر بادشاہ کی بدنامی اور میر جملہ کی مطعونی ہوئی میر جملہ اس حرکت سے عفو مین
آؤ نہ پایا قطب الملک کے پاس جاکر عجز و انکسار کیا اور عفو جرایم کا خواستگار ہوا لیکن یہ سب باتین مکر و فریب تجویز
ہوئین تاکہ وزیر اسیر ہو ہمیشہ آٹھہ ہزار سوار مع دیگر مغل کے جو ہر طرف ہوگئے تھے فراہم ہوکر محمد امین خان بخشی اور
خاندوران نایب امیر الامرا اور میر جملہ کے مکان پر جاکر تقاضاے طلب کرتے تھے ان لوگون کے ہتیار بند امراے
مذکور کی حویلی پر جانے سے لوگون کو شک ہوئی کہ فتنہ جویون کی سازش سے ہے ایسے شور شغب سے قطب الملک
فوج جمع کرنے مین مصروف ہوا اسکا بہانجا عزت خان جو اوسوقت مین نارنول کا فوجدار تہا مع فوج بارسہ تازہ
ملازم کے قطب الملک کے پاس آیا پانچ چہہ روز تک برخاست شدہ اور مغل کے افواج کا ہجوم بازار مین تھا
قطب الملک کے بھی سردار لوگ مسلح پھرا کرتے تھے میر جملہ نے ازبسکہ خوف کہایا محمد امین خان کی پناہ مین جا چھپا
سررشتہ کار ہاتھہ نہ آتا تہا ہر طرف سے گھبرایا تھا باوجودیکہ میر ذو الفقار خان بہادر اور حسین علیخان بہادر اور قطب الملک
سے دعوے برابری تھا مگر نامردی سے گھبرایا سب کچھ بھولا چار ناچار فرخ سیر نے رفع اتہام کے لیے میر جملہ کو معتوب
اور صوبہ عظیم آباد سے بدل دیا سربلند خان عظیم آباد کا صوبہ دار ہوا اور میر جملہ نے پنجاب کو رخصت پائی چونکہ باطن
صاف نتھا مکر و فریب کا خیال دلون سے دور نہوتا تھا جسوقت بادشاہ سیر و شکار کو جاتا قطب الملک کے پکڑنے کا غلغلہ پڑ جاتا اور
قطب الملک متوحش فوج کی بھرتی مین مصروف تھا

جملۃ الملک اسد خان آصف الدولہ وزیر عالمگیر کا انتقال کرنا

فرخ سیر کے چھٹہوین جلوس کو مطابق ۱۱۲۹ھ ہجری کے اسد خان آصف الدولہ جو رانوے ۹۴ برس کا ہوکر جنت کو راہی ہوا
یہ شخص خاتم الامراے ہند تھا صفات حمیدہ اور مراحم اخلاق اور علو قدر وغیرہ جو کچھ چاہیے رکہتا تھا اخیر وقت تک
کسی امر اسکے لیے وست لبسر نہوا کافہ انام اوسکے مشکور تھے دنیا مین نیکنامی سے بسر کرتا کیا عمدہ بات سے ہے
اسطرح جی کہ بعد مرنے کے ٭ یاد کوئی تو گاہ گاہ کرے ٭ مشہور ہے کہ ذو الفقار خان امیر الامرا محمد فرخ سیر کے

ملازمت کو راضی نتھا بلکہ دوبارہ ڈھونڈ اتفاق معز الدین ارادہ جنگ رکھتا تھا بعد اصرار پدر کے ملازمت مین ایا جب ذوالفقارخانکی
توسل سے ملاقات کرنے مین فرخ سیر کی بیرحمی سے مقتول ہوا اس شخص ذی ذانشے کے مرنیکی تاریخ کہی ذوالفقارخان کا
نام اسمٰعیل اور اسدخان کا نام ابراہیم تہا ؎ ہاتف شام غریبان با دو چشم خونفشان + گفت ابراہیم اسمٰعیل را قربان نمود
کہتے ہین کہ اس شخص کے مرض الموت مین فرخ سیر نے کسی معتمد کو عیادت اور معذرت کے لیے بہیجا کہ افسوس تمہاری
قدر نجانی اب بجز ندامت کے کیا حاصل اگر در بارہ سادات کے کوئی صلاح دیجیے اشفاق سے بعید نہو کا اوسنے جواب دیا
کہ تمسے غلطی عظیم واقع ہوئی جسطرح ہمارا خاندان برباد ہوا ہے اوسکا عوض باقی ہوا اب جسقدر ممکن ہو سادات
کے ساتھہ سلوک رکہکر رنجیدہ نکرنا کہ تمہارے قبضہ اختیار سے عنان اقتدار جاتی رہی ہے

زیادہ ہونا منازعات کا بادشاہ اور سادات مین

فرخ سیر مصاحبان بدخواہ کے شورہ سے جسکو چاہتا ملک دکن کی خدمت و منصب عطا فرماتا امیر الامرا بہی
موجب اپنے سستی کا سمجھکر بطائف الحیل مین ٹالکر کچھ دخل نہ دیتا اور اونہین خدمات پر اپنے ہمراہیون کو بہیجتا
اس وجہ سے عناد کی افزایش ہوتی گئی حضور مین بہی قطب الملک کے ساتھہ یہی معاملہ ہوا کرتا راجہ رتن چند
قطب الملک کا دیوان اپنے آقا کی حمایت مین مغرور ہو کر کل دفتر بادشاہی مین دخل دیتا اور متصدیان حضور کو
کچھہ بہی دخیل نہونے دیتا تھا مالی و ملکی مقدمات مین دیوان خالصہ و تن محض بیکار رہا اجارہ محالات کا رتن چند
کی تجویز سے ہوتا تھا اعتصام خان جو خاندوران کی تجویز سے دیوان خالصہ ہوا تھا اور راے رایان جہان شاہی کو
جسے دیوان تن کیا تھا دونون ناچار تھے کیونکہ رضا جوئی بادشاہ اور قطب الملک کی کرین اعتصام خان کو کسیقدر
بادشاہ سے اور راے رایان کو قطب الملک سے زیادہ التفات تھا اس وجہ سے دونونکو معتوب اور معزول کرنا
واجب ہوا تھا ناگہان عنایت اللہ خان جو اول جلوس فرخ سیر مین بعد کشتہ ہونے اپنے لڑکے ہدایت اللہ خان
کے معتوب ہو کر کعبہ کو گیا تھا واپس آیا فرخ سیر نے برہمی اوضاع سلطنت اور بدخواہان کی حماقت سے نادم اور
امراے بہادر شاہی اور عالمگیر کا نظیر کرنا غلط فاحش جانتا تھا عنایت اللہ خان کا آنا مغتنم جانا سرفرازی منصب اور
اضافہ سے دلجوئی کرکے مصروف خدمت کیا اس وقت مین اعتصام خان پاسداری طرفین اور ارباب طلب
کی خجالت سے مستعفی ہوا صوبہ داری کشمیر اور دیوانی تن کی تجویز عنایت اللہ خان کی نام ہوئی خان مذکور قطب الملک
کے ڈر سے انکار کرتا تھا اور قطب الملک اوسکی سخت گیریون سے جو عالمگیر کے زمانے مین دیکہین تہین راضی نہوتا تھا
اخلاص خان نومسلم بہادر شاہی نے جو مرد فاضل دانشمند تھا اور بنظر منازعت ترک خدمت کرکے تاریخ فرخ سیری
لکھا کرتا اور قطب الملک کا ندیم تھا طرفین کو اس فعل پر رضامند کیا عنایت اللہ خان بدون اطلاع عبداللہ خانکے

کوئی امر حضور مین نہ عرض کرے اور نہ تجویز خدمت کرے اور راجہ رتن چند محالات خالصہ بادشاہی مین دخیل ہو
چونکہ قطب الملک بسبب بیدماغی بادشاہ اور اپنے عیاشی کے دستخط وغیرہ امور وزارت کے انصرام کو کچہری
مین نہین بیٹہتا تہا اور خلق اللہ کا کام انجام نہین ہوتا تہا لہذا عنایت اللہ خان نے عرض کیا کہ دو بار روز ایکبار
قلعہ مین کچہری فرماکر انجاح مرام کیا کیجے اسکی عرض قبول ہوئی چند روز اسی رنگ سے بسر ہوئی عنایت اللہ خان
نے باوجود شعور رتن چند کے برخلاف اخذ جزیہ کو حکم دیا اور نیز چونکہ خواجہ سرا اور کشمیری اور ہندون نے سازش
اور تغلب اور زبردستی سے بڑے بڑے منصب اور جاگیرات بیحاصل پر متصرف ہوکر دیگر مردم پر عرصہ جاگیر
تنگ کرادیا تہا چاہا کہ از روے توجہ کے ہنود وغیرہ کا منصب کم کرے یہ امر راجہ رتن چند وغیرہ مدار المہامان دفتر کو
ناگوار گذرا قطب الملک سے شکایت ہوئی اللہ خان اس حکم سے راضی نہوا کل ہنود وغیرہ عنایت اللہ خان کے
عدو ہوگئے ایسی کاوشون سے جو اقرار کہ درمیان قطب الملک اور عنایت اللہ خان کے ہوا تہا شکست ہوگیا آپس مین
رنجش نمود ہوئی اسی کج بحثی مین کوئی متوسل رتن چند کا جو محال خالصہ مین عامل تہا واسطے فہمانید حساب دیوانی کے
آیا زر خطیر اوسکے ذمہ بافتنی ہوا عنایت اللہ خان نے وصول زر کو قید کیا مگر رتن چند نے رہائی دی لیکن بے سود ہوا
ایکروز عامل مذکور قید سے مفرور ہوکر رتن چند کے گہر مین پناہ پذیر ہوا عنایت اللہ خان نے بادشاہ سے عرض
حال کرکے چیلون کو واسطے لانے عامل مفرور کے تعین کردیا گفتگو سے فساد انگیز کی نوبت پہونچی بادشاہ نے
بکمال غصہ سے قطب الملک کو حکم دیا کہ رتن چند برطرف کیا جاوے لیکن تعمیل نہوئی اور عمدہ جڑ اس فساد کی
یہ ہے کہ چوڑامن جاٹ جو زمیندار عمدہ صوبہ اکبرآباد کا تہا اوسکے باپ دادے ہمیشہ سے مصدر شر و فساد تہے اوسکی تنبیہ کو
اوایل ماہ شوال سنہ ۱۱۲۹ ہجری کو راجہ جے سنگہ سوائی خطاب راجہ دہیراج اور اضافہ اور انعام جواہر و فیل و کئی
لکہہ روپیہ نقد سے سرفراز ہوکر مقرر ہوا اور سید خانجہان قطب الملک کا خالو جے سنگہ کے پیچہے بطور کمک روانہ
کیا گیا اور چند مہینے کے بعد خانجہان بہی جا پہونچا مگر یورش ہوئی طرفین سے زور آزمائی رہی ایک برس کے
محاصرہ مین چوڑامن تنگ ہوا فتح و ظفر کی قریب امید تہی کہ چوڑامن نے اپنا وکیل قطب الملک کے پاس بہیجکر
استدعاے صلح باقرار اداے پیشکش و حاضری حضور کی اور اس درخواست مین راجہ جے سنگہ سوائی سے
کچہہ خبر نہ پائی کہ مقدمہ اوسکا سرسبز ہوگیا جے سنگہ شکستہ دل ہوکر حضور مین آیا بادشاہ بہی بشدت تمام آزردہ ہوا
چوڑامن متصل شاہجہان آباد کے قطب الملک کی ہمسائگی مین قیام پذیر ہوا ایکمرتبہ چوڑامن نے ملازمت کی
بادشاہ اس مصالحت سے نہایت ہی آزردہ تہا لہذا دوسری ملازمت کو راضی نہوا اسی وقت مین دکن کی شورش اخبار گوش زد ہوکر موجب
آشوب جہان ہوئی

امیر الامرا حسین علیخان بہادر کی سرگذشت جو دکن مین گذری اور جسکے نتیجہ ملنے

تمام ہندوستان مخزن شر و فساد ہوا

جب امیر الامرا نے داود خان پر فتح پاکر اورنگ آباد کی راہ لی اور ملک دکن کا بندوبست ہو چکا خبر ملی کہ کہندو دابارہ سپہ سالار عمدہ راجہ ساہو بدین ضابطہ جو بعد انتقال عالمگیر کے بسبب ہجوم مرہٹہ اور دوری بادشاہ کے ایک ایک سردار مرہٹہ دکن کے ہر صوبہ مین بطور صوبہ دار تھا اور زر حاصل کی چوتھ وصول کرتا تھا تھائی او سکے قبضہ مین صوبہ خواندیس ہے اور بندر سورت کے مابین چھوٹی چھوٹی گڈہیان بناکر مقرر کیا ہے کہ جو قافلہ اودہر سے گذرا بشرط ادائے چوتھ سلامت رہا ورنہ لوٹ لیا جاتا ہے اور مردم قافلہ فی نفر کسیقدر زر دیکر رہائی پاتے ہین اس خبر کے پاتے امیر الامرا نے ذوالفقار بیگ بخشی کو تین چار ہزار سوار اور اسیقدر برقندازون سے اوسکی سزا کو روانہ کیا جب ذوالفقار بیگ کویل سے اورنگ آباد اور خاندیس کے درمیان مین گذرا کہندو دابارہ یہ خبر پاکر اٹھہ ہزار سوار جنگی اور پندرہ سولہ ہزار سپاہی سے بگلانہ اور رکالنہ کی سرحد پر اورنگ آباد کے پچھم رخ ستر کوس پر واقع ہے آنکلا ذوالفقار نے جو نہین چاہا کہ دہاوا کرے دابارہ نے فرار نمودار کیا بخشی مذکور کو جنگل سخت جو پرپین لے گیا ہرچند ہرکارون نے کہا کہ یہ مکان قابل تعاقب نہین غرور شجاعت نے کان بہرے کردی کچھ نسنا یکتاز اپنے تین جوانان کہندو کے برابر پہونچایا کہندو اول مقابلہ مین بطور دکنیان کے بہاگا اور چار پانچ سو ہمراہی کے دکھلانے سے فوج بخشی اودہر کو متوجہ ہوئی دوسرے روز جمعیت مجموعی اگرچہ چارو طرف سے دبا لیا ملک کی راہ نہ رہی ذوالفقار بیگ پر وقت تنگ ہوا آخر کو زندگی سے جواب دیا جو بچے عاجزی سے جان بچا گئے امیر الامرا نے اس خبر سے راجہ محکم سنگہ اپنے دیوان مقید رکو فوج شایستہ کے ہمراہ رخصت فرمایا اور سیف الدین علی خان نے اپنے بہائی صوبیدار برہانپور کو بنا بر تادیب ساہو تحریر کیا کہندو نے اس خبر سے مطلع ہو کر راجہ ساہو کو جو قلعہ دشوار گذار مین رہتا تھا یہ کیفیت پہونچائی جسوقت فوج پہونچتی تھی اوسکی تھانہ دار مکان خالی کر بہاگ جاتے تھے ہرچند محکم سنگہ کو فوج مرہٹہ سے اکثر لڑائیان ہوئین اور مرہٹہ قلعہ ستارہ تک فرار ہوئی الا ذوالفقار خان کے قتل کی تلافی کہندو کو نہ ملی اور بسبب مشہور ہونے خبر منافقت سادات اور بادشاہ کے پاس پہونچنے فرامین بادشاہی موسومہ ساہو کی وجہ سے دیوان و زمیندار اطراف کرناٹک کے امیر الامرا کے اطاعت سے سرتابی کرتے تھے ہرچند مبارز خان صوبہ دار حیدرآباد نے اورنگ آباد آکر امیر الامرا کی ملاقات کی اور رخصت ہو کر اپنے صوبہ کو لوٹ گیا مگر بندوبست قرار واقعی حیدرآباد بیجاپور اور کرناٹک مین نہوا حالات مذکورہ کی آگہی سے امیر الامرا جو لوگ قلعہ داری اور دیوانی اور صوبہ داری پر حضور سے مقرر ہو آ اونکو دخل نہ دیتا اور بلطائف الحیل سے گذران کرتا تھا

مصالحہ کرنا امیر الامرا کا غنیم سے بسبب بدکاری ملازمان حضور کی اور زیادہ ہونا فساد کا

عالمگیر نے بڑی سعی اور زر خطیر کے صرف سے تیس چالیس قلعہ مرہٹہ کے فتح کرائے تھے جب عالمگیر گذر گیا اور

اوسکی اولاد مین مخاصمت پیدا ہوئی بہادر شاہ لڑائیون مین آیام مرہٹون کو فرصت ملی اپنے قلعجات کی تسخیر مین شورشیان آغاز کین بادشاہی ملک مین لوٹ کہسوٹ کرنے لگے جہان قابو پایا ہاتھہ مارا جسنے چوتہہ دی اوسے اونکے ہاتھہ سے نجات ملی ورنہ بربادی ہوئی جہان کچہہ پیش نجاتا چند روز محاصرہ کرکے پریشان ہوجاتے عالمگیر کے زمانہ مین رام راجہ کی بی بی تارا بائی نام بارہ برس بادشاہ سے برخلاف رہی اور یہی التماس کرتی رہی کہ اگر دیس مکہہ حصہ صوبہ دکہن بدستور فیصدی دہ روپیہ پر عطا فرمائے جاوین رفع فساد ہو عالمگیر نے قبول نکیا تہا بہادر شاہ کی عہد مین رانی مذکور اور راجہ ساہو کے وکیل نے مراد مذکور حاصل کی لیکن بسبب اختلاف رانی اور راجہ مذکورین کچہہ بندوبست بہادر شاہ کے مد نظر تہا نہ ہوسکا اور صوبہ دار داود خان کے عہد مین درمیان مرہٹہ اور اسکے صیغہ انوت تہا شرط یہ تہی کہ شاہزادون اور اسکی جاگیر مین مزاحم نہون باقی محالات امرا اور ارکان پر اسن نایب داود خان سے بموجب استصواب چوتہہ لیوین نظام الملک کی صوبہ داری مین جو کل ایک برس یا پنج مہینے رہی اول صلح اور اخیر مین لڑائیان رہین انکا نتیجہ قرار واقعی گوشمالی دی دو تین مادہ فیل لوٹکر مرزا بیگ کے ہاتھہ حضور مین بہیجین بعد ازان دو سال تک امیر الامرا کی صوبہ داری سے جو فساد و عناد مین بادشاہ سے گذرا امیر الامرا نے جانا کہ بسبب بدمکاری فرخ سیر اور بدخواہان بے عقل کے ہر روز راجہ کے نام فرمان سرکشی صادر ہوتے ہین اور اس وجہ سے پہر انتظام و بندوبست بخوبی نہین ہوسکتا علاوہ برین بادشاہ کیطرف سے اپنے بہائی اور خاص اپنے حق مین اطمینان تہی لاجرم دفع فساد مصالحت پر قرار پایا جو کچہہ داود خان پنی کے عہد مین مقرر تہا باضافہ دیس مکہہ فیصدی دس روپیہ کے قبول کرکے صلح کرلی اور مقرر کیا کہ پندرہ ہزار سوار اور چند پیادے مع جمعیت شایستہ بطور نیابت او وکالت راجہ ساہو کے واقع اورنگ آباد امیر امرا کے حضور مین حاضر ہون اور عمال و ارکان سے حسب مقررہ چوتہہ لین اور دیس مکہہ رعایا سے الغرض اسیصورت سے فساد دکن رفع ہوا لیکن عمال اور حکام اور مال گذارون کو تین عاملون کے رہنے سے یعنی عامل حضور دوم عامل چوتہہ سوم عامل دیس مکہہ کے بڑا رنج ہوا بعد تحریر دستاویز فیصلہ اور دخل یابی مرہٹہ کی امیر الامرا نے اپنی دستاویز کے بموجب درخواست سند فرخ سیر کے حضور مین کی فرخ سیر دولتخواہان مفسد کے بہکانے سے آزردہ ہوا اول یہ کہ غنیم کی شرکت ملک شاہی مین خوب نہوئی دوم یہ کہ بغیر اطلاع عمل درآمد ہوا انہین دنون مین جان نثار خان کو جو کہ امیر قدیم اور بہادر و دانا اور عبد اللہ خان کے ساتھہ رشتہ برادر خواندگی رکہتا تہا امیر الامرا کی نیابت پر صوبہ برہان پور مع خلعت و فیل و سرپیچ مرصع کے عنایت کرکے مرخص کیا اور خلوت مین حسین علیخان کیواسطے پند و موعظت فرمائی اس امید سے کہ جان نثار خان حسین علیخان کے چچا کی جگہہ ہوتا ہے اور وہ بہی اسکی عزت کرتا ہے شاید کہ اسکی نصایح سے حسب خواہش بادشاہی کار بند ہو اسی ایام مین اعتماد الدولہ امین خان کو مالوا کی صوبہ داری پر رخصت کیا

اور مقرر ہوا کہ بعد پہونچنے سرحد مالوا کے فرمان صوبہ داری راجہ جے سنگہ سوائی کے عوض مین صادر ہوگا اور مشہور یہہ ہے کہ خفیہ فرمان صوبہ داری عنایت کردیا جب جانباز خان دریاے نربدا پر پہونچا باوجودیکہ براہ احتیاط اصلا سوار وپیادہ کی جمعیت ہمراہ نہ رکہی تہی اور بغیر محمد امین خان سرونج متعلقہ مالوہ مین وارد ہوا دونون کی خبر ورود اورنگ اورنگ آباد جا پہونچے محمد امین خان سات ہزار سوار اور جانباز خان کے ہمراہ اوس سے بیس سات آٹھہ ہزار سوار کے بارادہ پیکار سوار ہوا حسین علی خان کو بہی کسیقدر تدارک کا خیال ہوا بعد تحقیق کے یہ امر ثابت ہوئی جانباز خان کے نام خطوط متضمن طلب کسیقدر جمعیت کے پہونچے لکہا تہا کہ سنتا ہون غنیم راجہ ساہو کے علاوہ ہند مین سرکشی کررہے اور میری سرراہ بندی ہی حسب خط مرقومہ کسیقدر آدمی واسطے شفو کرنی جانباز خان کے مقرر ہوے اور جان نثار خان امیر الامرا کی خدمت مین کامیاب ہوا لیکن احتیاطاً صوبہ برہان پور ندیا باقی عاطفت بزرگانہ مبذول رکہین انہین دنون مین ضیاء الدین خان جو خراسانی شرفا مین تہا دیوانی دکہن پر دیانت خان نبیرہ امانت خان کے بدلے مین مقرر کیا فیض اللہ خان بخشیگری دکہن پر مامور ہوا جب کہ اورنگ آباد پہونچے ضیاء الدین خان نے قطب الملک کی سفارش کے سبب دیوانی مین دخل پایا لیکن کل کار امیر الامرا کے بیعت مین ہوتے تہے اور وہ امیر الامرا کو خوشنود رکہتا تہا امیر الامرا نے فیض اللہ بخشی کو صاف جواب دیدیا سلام تک کا روادار نہوا اور جلال الدین خان نے برہانپور کی دیوانی کی عوض چندروز دیوانی برار کی پائی اور یہہ خبرین بہی موجب افراط رنج بادشاہی ہوئین

اقتدار پانا رکن الدولہ اعتقاد خان کا اور فرخ سیر کے ادبار کا ظہور امراے بیشعور کے فتور سے

اسی عرصہ مین محمد مراد نام کشمیری جو کہ عیوب وبرائیون سے مشہور ومطعون عام تہا ہموطنی کے وسیلے سے صاحبہ نسوان والدہ فرخ سیر کے توسل سے خلوت مین بادشاہ سے یون ہمکلام ہوا کہ بدون حرب وضرب کے تدابیر نیک سے دفع سادات کرسکتا ہون بادشاہ کو یہہ امر گوارا معلوم ہوا کہتے ہین کہ بسبب علت ابنہ کے اعتقاد خان سے خوب موافقت ہوئی اور تہوڑے زمانہ مین بخطاب رکن الدولہ اعتقاد خان اور ہفت ہزاری دہ ہزار سوار سے سرفراز ہوا اعلا ملا مین مشہور ہوا کوئی دن تہا کہ خلعت جواہرین ہتیار مرصع انعام پاتا ایسا مقرر ہوا کہ سربلند خان عظیم آباد سے اور نظام الملک فتح گڑہ مراد آباد سے جو کہ صوبہ داری دکہن سے مراد آباد کی فوجداری پر قانع ہوا تہا اور راجہ اجیت سنگہ کو احمد آباد سے طلب کر شریک اس خدمت مین کرین عجائبات سنے کہ جب نظام الملک حضور مین پہونچا بدون اسکے کہ دوسرے عہدہ پر سرفراز ہو سرکار مراد آباد کی فوجداری مع محال جاگیر کے اوس سے بدل کر مراد آباد کا نام رکن آباد رکہا اور علیحدہ صوبہ مقرر کرکے وہانکی صوبہ داری اور نظام الملک کی جاگیر رکن الدولہ

اعتقاد خان کو عنایت فرمائی چونکہ اکٹھا ہونا راجہ اجیت سنگہ اور سربلند خان اور نظام الملک کا ظاہر ہوا اجیت سنگہ کو
مہاراجگی کا خطاب مع دیگر عنایات کے اس شرط سے ملا کہ سادات کی بیخ کنی کرے مگر اوسنے بنظر نامردی فرخ سیر
کے انکار کیا اور قطب الملک سے ہمداستان ہوا نظام الملک اور سربلند خان بامید وزارت اور بخشی گری کی
سادات کی جانستانی پر راضی ہوئے ہر روز التماس کرتے تھے کہ وزارت کا قلمدان عنایت ہو اسکے جواب مین
فرخ سیر نے فرمایا کہ وزارت کیواسطے اعتقاد خان سے بہتر کوئی معلوم نہین ہوتا اس کلام کے سننے سے دلتنگ ہوئے
اسی ترغیب امرا اور اشتہار ہونے پر کہ اسیری قطب الملک مین عید الفطر کا اتفاق ہوا قریب ستر ہزار سوار کے مع
ہمراہیون راجہ اور فوج بادشاہی کی حضور مین تھی اور قطب الملک کے پاس چار یا چہہ ہزار سوار سے زیادہ نتھے عوام مین
چرچا ہوا کہ آج قطب الملک قید یا مارا جائیگا باوجود اس شہرت کے کسیطرف سے کچہ صدا نہ اوٹھی اور قطب الملک
کہ ہزار کر سپاہ نوکر رکھنے مین مصروف ہوا سوائے مردم بارہہ کے جنپر اعتماد رکھتا تھا اور فرقہ کم نوکر رکھتا تھا آخر اس امر کو
نے تخصیص سے گذر تعمیم قبول کیا فرمایا کہ بیس ہزار سوار تک جس قوم کے ہون بھرتی کرین جب یہ اخبار حسین علی خان کو
پہونچی بہائی کی فکر اور دشمنون کی تادیب کا خیال ہوا شاہجہان آباد کے عزیمت کا دہیان آیا قبل اسکے معین الدین نام
مجہول النسب کو جو کہ محمد اکبر بن اورنگ زیب کے ولدیت مین مشہور ہو کر راجہ ساہو کا قیدی ہوا تھا چند آدمی
بہیجکر بشان و شوکت تمام اطراف جنیر کہ کوئی اوسکی صورت نہ دیکھے اپنے پاس بلا کر اوسکا حال حضور مین لکہا تھا اور ایک
عرضی مشتمل ارزوے ملازمت اور ناموافقت آب ہوائے دکن کے ارسال کی تھی فرخ سیر فوج نوکر رکھنے سے جو کہ
قطب الملک نے شروع کیا تھا اور نیز اس عرضی سے ڈرا قطب الملک سے عذر خواہ ہوا مہاراجہ اجیت سنگہ
جو کہ عبد اللہ خان کی اعانت سے سرفراز ہو کر ہمراز و ہمدم ہوا تھا اس صلح کا واسطہ ہوا آخر ماہ شوال کو فرخ سیر
باتفاق اعتقاد خان اور خاندوران وغیرہ مخاطبان کے قطب الملک کے مکان پر آیا اور باہم عہد و پیمان محبت
قسمیہ ہوئی لیکن چونکہ بادشاہ کے فراج مین تلون تھا کبھی صلح کبھی فکر عداوت تھی اور باوجود ارادۂ ثانی کی
جو لوگ اس کام کو کر سکتے تھے اونکی رائے نہ مانتا تھا کمینون کو صاحب اقتدار اور مردان کاری جرار کو ذلیل و خوار
کرتا تھا ایسے ہی سمجہنا چاہئے جیسا کہ سربلند خان مبارز جنگ اور نظام الملک سے سلوک ہوا راجہ جے سنگہ سوائی
اور مبارز الملک سربلند خان کہتے تھے کہ اگر پردہ از روے کار اوٹہائے اور کمر ہمت چست کیجے قطب الملک کو
برخاست کر دیجے اب وہ بے تاب و توان ہو گئے ہین جب عذر تقصیر کرین گے بادشاہ نے انکا کہنا نمانا اور جو کہ
وعدہ وزارت اور امیر الامرائی کا کیا وہ درکنار بلکہ اصلی عہدہ سابقہ یعنی مراد آباد کی فوجداری نظام الملک سے
لیکر اور کچہ اضافہ کر کے اعتقاد خان کو دیدی اور سربلند خان کو صوبہ عظیم آباد سے جو عہدہ مذکور طلب کر کے کوئی کام
بالعوض دیا اور اوسکی جاگیرات سیر کی تغیر کر کے سیر حاصلہ کو عطا فرمائی جب کہ قطب الملک کے گہر جا کر عذر تقصیرات او

عہد مراعات کے تھے اخلاص خان بہادر شاہی کو جو مخلصان سادات سے تھا واسطے اطمینان کرنے امیر الامرا کے
اور نیز قلع ہونے ارادۂ فاسد اور عزیمت شاہجہان آباد کے رخصت کر کے فرمایا کہ جلد پہونچے حسین علی خان جسنے کہ
اخبار سابقہ کے سننے سے عزیمت شاہجہان آباد کی کی تھی بلکہ سیف الدین خان چھوٹے بھائی کو واسطے فراہم کرنے
سامان رزم کے روانہ برہانپور کیا تھا اس خبر سے کہ بادشاہ نے قطب الملک کے گھر مین آکر نئے سر سے عہد و پیمان
کیا چند روز بانتظار ورود اخبار ثانی کے متوقف رہا تھا کہ دوبارہ اخبار حسرت بار اور نیز تحریر قطب الملک کے مشعر
تاکید اکید جلد پہونچنے کی پہونچی اور نیز عبید اللہ خان کے قریب پہونچنے کے اورنگ آباد کے گھرونمین جا پہونچے اور
اور نیز حسین علیخان کی عرضی کا جواب اس مضمون سے پہونچا کہ اگر چاہیے تبدیل آب ہوا کو احمد آباد گجرات کی عزیمت
کریئے ورنہ ہمین بھی مشتاق دیدار سمجھکر روانہ حضور ہوجیئے اور نیز حکم طلب سید معین الدین معلی اکبر کے حق مین صادر ہوا
اور فوج والاشاہی اور توپخانہ بادشاہی وغیرہ فوج سلطانی نہایت پریشانی مین ہشت نہ ماہہ تنقدی کے طلبگار
اور قطب الملک اور اوسکے عملہ کے اغماض سے کچھ نپاتے تھے اور کوئی سردار کار فرما بھی نرکھتے تھے اور فوج قطب الملک
کی بیس ہزار کے قریب ہوگئی تھی سربلند خان سے نے تغیر جاگیر اور کمی خرچ اور تقاضاے قرض خواہان کی شکایت
رکہتا تھا مال واسباب فروخت کر کے تقسیم طلب کی اور خود خرقہ درویشی پہنکر آزاد ہوا نظام الملک نے بھی قدردانی
بادشاہ سے کہ بوعدہ وزارت طلب کیا اور خدمت سابقہ بھی اعتقاد خان کو عطا کی دل آزردہ ہو کر گوشہ اختیار کیا
قطب الملک نے دونون امرا کے گھرونمین جا کر استمالت کی اور اپنے گھر لایا اور سربلند خان کے عیوض اوسکے قرضخواہون
کو اپنے پاس سے روپیہ دیکر اوسے کل جی کی صوبہ داری پر مقرر کیا اور نظام الملک کی تسلی کر کے صوبہ داری مالوہ کا امیدوار کیا اسی
درمیان مین محمد امین خان اعتماد الدولہ بسبب نہ پہونچنے سند ہو عود صوبہ مالوہ کی اور نیز خبر عزیمت امیر الامرا جانب
شاہجہان آباد کے سنکر بے اجازت او لشکر چلا آیا اور مغضوب سلطانی اور معزول المنصب ہوا قطب الملک نے اوسکی
بھی دلجمعی کی تا بمقدور ہر ایک خاطر داری اور مہمان نوازی مین مصروف ہوا خاندوران کو جو کہ باتفاق میر جملہ کے
آتش افروز فساد تھا اپنا ہمدم و محرم بنایا ایکروز فرخ سیر شکار کو سوار ہوا امراؤن سے کہدیا کہ شکارگاہ سے معاودت ہو کر قطب الملک
کے دیدکو آونگا چونکہ مہاراجہ اجیت سنگہ کا مکان قریب ہے اور سر راہ واقع بروقت ہمارے پہونچنے کے راجہ نذر کو واسطے
اداے رسم پیشکش اور نذر کے دروازے پر ضرور آویگا اسوقت نظر باتفاق قطب الملک گرفتار کیجیو الغرض گویہ امر فرخ سیر
کو منظور نہ ہوا اور سنی اپنے گمان سے اوکسی شخص سے سن لیا ہو قبل مراجعت بادشاہ کے عبید اللہ خان کے مکان آیا بادشاہ
اس خبر سے بد دماغ ہو کر باوجودیکہ اکثر لوازم ہمراہی شاہی قطب الملک کے گھر مین پہونچے اور قطب الملک لب دریا
بعزم استقبال جا کر منتظر تھا اوسکی طرف متوجہ نہوئی فسخ عزیمت کر کے ملاحون کو حکم دیا کہ کشتی کو شہر کرکے
روان کرین اور داخل دولت خانہ ہوئے

نقل معدلت افزا متضمن اوصاف امیر الامرا

ایک معتمد سے سنا گیا کہ سفر دکن مین امیر الامرا کے ہمراہ ادمیون کی کثرت تھی ہر وقت ورود لشکر کے چند دیہات لشکر کی درمیان مین واقع ہوئے کسی کی تاب نتھی کہ وہانکے رہنے والون پر جور وجفا کرے اکبر وزر ایک گانون لشکر کے روبرو واقع تھا ایک لڑکی نابالغ کسی عفیفہ پیر زن کی فلک زدہ محتاج کسی سپاہی سے قوت روزانہ کی سایل ہوئی اوسنے کہا میرے پاس رہیگی احتیاج تو بہری شئے ہوتی ہے یہ ہمراہ ہو گئی سپاہی نے بلا کسی طرح نیک وبد سمجھنے کے خیمہ مین رکھا صبح کو بار برداری پر سوار کرا کر روانہ ہوا اوسکی والدہ ضعیفہ تمام رات بیتاب رہکر صبح کو سر راہ امیر الامرا کے پاس آکر فریاد خواہ ہوئی کہ ایک لشکر کے سپاہی نے میری لڑکی چھپائی ہے انصاف کیجئے دختر دلوا دیجئے امیر الامرانے وہان پر ٹھہر کر حکم دیا کہ جب تک لڑکی حاضر نہو گی یہان سے پیر نہ اوٹھاونگا قسم یادکی لوگون نے ڈہونڈ نکالا حاضر حضور لائے امیر الامرانے حال پوچھا اوسنے کہا کہ ملازم سرکار کا کچھ قصور نہین میری احتیاج نے بلا جبر واکراہ راضی کر دیا تھا رات بھر خیمہ مین رہی اوس نیکمرد نے عصمت دری نہین کی امیر الامرانے اوسکے ملجا نے اور عصمت برقرار رہنے کے شکر مین دوگانہ ادا کیا اور لڑکی کو چند اشرفی جیب مین تھین دیکر کسی ملازم کو فرمایا کہ اسکے مکان پہونچا دے جب تک لشکر نکل نجائے وہان ٹھہرا رہے

امیر الامرا حسین علیخان کا دکن سے عزیمت کرنا شاہجہان آباد کو اور فتنہ و فساد کا اوٹھنا

قبل ازین لکھا گیا ہے کہ حسین علیخان نے اپنے بھائی سیف الدین علیخان کو پانچہزار سوار سے اسباب حرب کے سرانجام کو واقعہ ۵ شوال ۱۱۳۰ ہجری کو برہانپور جو سر راہ واقع ہے بھیجکر خبر بانی کے پہونچنے کی انتظار کرتا تھا جب اخبار فتنہ بار اور نیز قطب الملک کے متواتر خطوط آئے اور تاب آیا دے نکلکر چند امور ضروری کے سرانجام کو ایکہفتہ قیام کیا اور اوایل محرم ۱۱۳۱ کو فرخ سیر باتفاق سید اسد اللہ خان عرف نواب اولیا چچازاد بھائی اور جانثار خان اور عوض خان نایب صوبہ برار اور سید اسد علیخان بکہ پرست عالیمردان خانی اور دل دلیر خان بابی پتی اور برادر خان صادق اور اختصاص خان نبیرہ خانعالم او حاجی سیف اللہ خان اور ضیاء الدین خان دیوان دکن اور فیروز علیخان بخشی جو باقی سادات بارہہ مین سے تھا اور راجہ شترپتا سنگہ بوندیلا اور راجہ محکم سنگہ جو کہ عمدہ ملازم امیر الامرا کے تھے اسکے سوا بایس ۲۲ نفر نوکران شاہی بھی مع فوج و بہلوج جو تیس ۳۰ ہزار سوار سے ٹھہرے تھے متحرک ہوا بعض مجبور اور بعض بضرورت چارونا چار ہمراہ ہوے علی ہذا القیاس پیادہ ہاے برقندار اور اکثر منصبداران دکن جنکے ہمراہ کوئی آسمیر نہ آیا تھا بضرورت چارناچار ہمراہ ہوے قلعہ احمد نگر وغیرہ مین اپنے قلعدار مقرر کئے اور بعض کو مرہٹون کے قبضہ مین چھوڑا برہانپور پہونچکر چند امور کے انصرام کو چار یا پانچ مقام ہوے ۲۲ محرم کو عزیمت ہوئی طئے مسافت کرتے ہوئے

اکبر اوپر کے گھاٹ پر سے اوترے اسی ضمن مین اخلاص خان جو کہ امیر الامرا کے پاس رکھنو کو روانہ کیا گیا تھا اوایل ماہ
صفر مین ماندو کے قریب پہونچا اور خلوت مین بعد ملاقات صلح بے ثبات اور ہنگامہ آشوب شاہجہان آباد کا
ذکر کیا اور امرا کا جمع ہونا اعتقاد خان کے پاس خاطر اور مبارز الملک اور نظام الملک کا بیدل ہونا بیان کر کے سرگرم
زود رسی کیا مرحمت خان ولد امیر خان کلان صوبہ دار کابل نے جو ملک ماندو کے بندوبست کرنے کا انتظام
کیا تھا امیر الامرا کے مافی الضمیر سے آگاہ ہو کر ملاقات کو نہ آیا امیر الامرا کو ناگوار ہوا ۱۴ ماہ صفر کو دار الفتح اوجین
کے کنارے لشکر آ پہونچا وکیل حضور کی تحریر سے معلوم ہوا کہ فرخ سیر عزیمت امیر الامرا کی خبر سنکر ۲۵ محرم کو
قطب الملک کے مکان مین آیا اور مواثیق عہود کیواسطے کلام اللہ درمیان آئی اور اپنی سر سے دستار اوتار کر عبد اللہ خان
وزیر الملک کے سر پر رکھی اور دوسرے روز عبد اللہ خان کو مع مہاراجہ اجیت سنگہ کے بولاکر نئے سرے سے بہائی بنایا
اور باہمدگر صفائی ہوئی اور اعتقاد خان وغیرہ امرا کو حکم دیا کہ اصلاح کار مین متوجہ ہون امیر الامرا اس رنگ سے
مطلع ہو کر دربار عام مین باواز بلند گویا ہوا کہ اگر درحقیقت بادشاہ کو ہمسے مخالفت نہین ہم لوگون کو بہی اطاعت فرمانبرداری
سے گریز نہو گا بعد ملازمت جلد دکن واپس ہونگا اس اشتہار سے سکان دکن کو مسرت ہوئی الا زبان ثقات سے دریافت
ہوا کہ اکثر امیر الامرا خلوت مین کہتا تہا کہ یہ سارا افسون و افسانہ ہے اصل یہ ہے کہ اگر بادشاہ ہمرقاب ہو یا وسے رہائی مشکل ہے
بعد ورود حدود ملک رانا کے اکثر دیہات تاراج لشکر ہو گئے تھے جب اوسکا وکیل مع پیشکش کے حاضر ہوا امیر الامرا نے
لشکریون کو منع کیا جب راجہ جے سنگہ کے ملک مین آیا بنا بر عداوت جو اوسکے محال راستے مین پڑے تھے تلف ہو گئے
ہر چند اوسکے عمدگان مین سے کوئی شخص پیشکش مناسب لایق لیکر پہونچا مگر قبول نفرمایا زراعت اور مویشی بکثرت اوس دیار سے
لشکریون کے ہاتھ لگی جب دار الخلافہ کے تین چار منزل رہجانی پر پہونچا بادشاہ نے روشن الدولہ ظفر خان اور راجہ رتن چند وغیرہ
امرا کو مع دیگر متصدیان حضوری کے استقبال کو بہیجا ہر ایک نے شرف ملازمی حاصل کیا چونکہ ظفر خان روشن الدولہ
نے سواری مین بڑا تزک کیا تھا اپنی خود نمائی دکہلائی امیر الامرا کو ناخوش لگا دراندازون نے اودہر کی اودہر لگانے سے
کوتاہی نکی اور بہی راجہ رتن چند نے جو نہایت کمسن اور متعصب تہا ایسے کلمات حسین علیخان کے ذہن مین دوسرون
کی نسبت دلنشین کر دیئے کہ سابق کے نسبت امیر الامرا زیادہ تر کبیدہ خاطر ہوا آخر ربیع الاول کو شہر شاہجہان آباد
کی کنارے فیروز شاہ کے منارہ کی طرف پہونچکر خیمہ گاہ کیا چہندن اوس خیمہ مین داخل ہوا بخلاف ضابطہ اور آداب
کی وقت نزول نوبت بجاکر ملوکانہ تجمل سے داخل خیمہ ہوا اور کہا کہ اب مین اپنے تئین بادشاہی ملازم نہین جانتا ہون
باوجود اسکی اطلاع پانے کے بہی بادشاہ کا دل دوستی اور دشمنی کیطرف ڈانوان ڈول تہا کبہی دریاے قہر
سا طالع مواج ہوتا کہ مخالفون کی کشتی حیات طوفانی کیجے کبہی راہ آشتی اور صلح مین موج زن ہوتا راجہ
جے سنگہ میدان جنگ مین جانے کی صلاح دیتا تہا اور کہتا کہ جب ارادہ جنگ سے پس کیا در جنگ فوج بادشاہی

بہ نسبت مخالفت کے عوض بیہ ہے ابھی اونکی سزا ہو جاینگی اگر بادشاہی ارادہ اونکو ثابت ہو تو ہمراہی ابھی تحریک رفاقت
کرتے ہین بعض امراے جان نثار خصوص جماعت مغلیہ بادشاہ کے تلون مزاجی اور اوسکے مصاحبون کے سبک عقلی
سے احتیاط کرتے تھے لیکن نہ تو جے سنگھ کی مصلحت قبول ہوئی نہ طریقہ آشنائی مین قدم رکھا غرض کہ دولتخواہان
دانشمند کی بات فرخ سیر خود پسند اور مصاحبان ابلہ نے نسنا آخر کار اسے غفلت کہکر سید بنا امراے معتبر راس
مداخلت سے خون جگر کہاتے تھے لاچار بیچارے کچھ کر نہ سکتے تھے بلکہ بموجب حکم بادشاہ کے امیر الامرا کی ملازمت
کو گئے اور اوسکا اقتدار اور استغنا دیکہکر مالامال حسرت اور شکایت کے ہوکر نادم ہوے اور بہوتے تاکہ قطب الملک
نے بھائی کی طرف سے پیغام بھیجا کہ اگر جے سنگھ کو جو ہمارا مخالف ہے وطن کی رخصت عطا ہو اور خدمات
حضوری مانند توپخانہ اور داروغگی دیوان خاص اور دیگر عمدہ جات اصالتاً ہمارے متوسل مقرر ہون اور قلعہ مین بھی
ہمارا بندوبست ہو اوس وقت بلا وسوسہ حاضر ہو سکتا ہے بادشاہ نے جواب دیا کہ بالفعل خدمات مذکورہ اصالتاً قطب الملک
کے نام مع دیگر سادات اور اوسکے ہمراہیون کے مقرر کرتے ہین اور نیابت مین اعتقاد خان رہے بعد چند روز کے جب جشن
نوروزی قریب آئیگا یہ نیابت موقوف ہو جائیگی ۳ ربیع الثانی کو جے سنگھ سوائی نے آنبیر وغیرہ کی رخصت پائی بموجب حکم
شاہجہان آباد سے روانہ آنبیر اپنے وطن کا ہوا

آغا حسین علیخان کا دربار مین اور بادشاہ کا قید ہونا زمانہ نیرنگ کی مکر و فریب کا نمونہ

چونکہ فرخ سیر فطرتی شجاعت سے معرا تھا باوجود نہایت عداوت کے اور ارادہ استیصال سادات کے کچھ نکرسکا
لاچار قلعہ مین سادات کے بندوبست ہو جانے کو راضی ہوا اور مردم بادشاہی کو دروازون سے اوٹھا دیا ۸ ربیع الثانی
سنہ مذکور کو قطب الملک نے مع راجہ اجیت سنگھ کے داخل قلعہ ہوکر جا بجا اپنا بندوبست کر لیا مردمان عمدہ بادشاہی
سے سواے اعتقاد خان اور امتیاز خان مشرف دیوان خاص اور ظفر خان روشن الدولہ کے جنکا عدم اور وجود برابر تھا
مع دیگر چند خواص اور خواجہ سراؤن کے بادشاہ کے پاس اور کوئی قلعہ مین نرہا اور امیر الامرا شوکت و شان تمام سے
آنجہ بروز کو داخل قلعہ ہوا اور ملازمت سلطانی مین چند کلمات ملال آمیز زبان پر لایا جملہ خلعت عنایتی سے اسپ و فیل و
جواہر کسیقدر لیکر یاوی کے حق مین عذر کیا اور تقدیم آداب مین بھی سہل انگاری کر کے لشکر مین لوٹ آیا اسپر بھی
بادشاہ کو طالع خفتہ نے بیدار نہ کیا کوئی تدبیر نکی دوسری مرتبہ ۸ تاریخ سہ شنبہ کے روز قطب الملک اور مہاراجہ نے
مع ستعہ دن کے قلعہ مین آکر بندوبست قرار واقعی کیا اور بدستور اول روز مردمان شاہی کو قلعہ سے نکال کر اپنے
آدمی دروازون پر تعینات کئے اور دیوان خاص اور خوابگاہ اور عدالت حضور کی کنجیان اپنے پاس کر لین بعد دوپہر کے
جب حسین علی خان کو خبر ملی اوسی تجمل و کر و فر سے مع لشکر کے آنیکا ارادہ کیا اوسکی فوج نے اول روز سے آنا شروع کیا

اور اطراف قلعہ میں ہر جگہہ نزول کیا سید بہر کو خود سوار ہوکر معین الدین مجہول مشہور بسیر اکبر کو ہمراہی میں لیا مگر عماری
میں پوشیدہ نزدیک قلعہ کے بارہ دری شائستہ خان کے نام سے جو مکان نامزد ہے اوس میں اوترا قطب الملک نے
فرخ سیر کے پاس جاکر مع راجہ اجیت سنگہ کے اپنے بہائی کے طرف سے عرض کیا کہ خدمات مطلوبہ کی پذیرائی ہو
اور نیز یہہ کہ جو ہر وقت پاس کے خدمتگاریان تمہاری اور تمہارے باپ دادے کی کی گئین نہیں اوسکے عوض میں
بجز بدنامی کے کچہہ نہ ملا چنانچہ شاہد اس کلام کا یہہ فرمان ہے کہ مشعر عام دخل دہی اور ایماے قتل بندہ بے تقصیر واو دجا ہیچ
وغیرہ سرکشون کا م صادر ہوا خیر الحال اطمینان ہوتا ہمارا اسی پر ہے کہ بدون قیب نیابت کے ہملوگون کو خدمت حضوری
سپرد ہو نہی بغیر اس امر کے اندر فت ہماری دربار میں نہیں ممکن ہے بادشاہ جاہل باوجود مشاہدہ کرنے حالات مذکورہ
کی کچہہ نہ سمجہا دہی ایام جشن کا وعدہ لیوچ کرتا رہا حتی کہ کلمات درشت کی نوبت پہونچی فرخ سیر بیتاب ہوکر
اعتقاد خان اور قطب الملک سے کلمات نامناسب زبان پر لایا اوسوقت اعتقاد خان نے چاہا کہ سخنان آمیز فریب سے
اصلاح کرے مگر قطب الملک نے گالیان دیکر کہا کہ اسی قلعہ سے نکال دو اعتقاد خان بدہواس جان لیکر بہاگا گہبراہٹ
ایسی ہوئی کہ اپنی پالکی تک نہ پہونچا امتیاز خان اشرف کی پالکی پر سوار ہوکر اپنے مکان کو سدہارا اوسوقت ہر گوشہ سے
آثار محشر پیدا ہوئی اگرچہ بادشاہ برگشتہ بخت نے آثار بد ملاحظہ فرماکر محل کی راہ لی اسی قیل و قال میں رات ہوگئی قلعہ کے
دروازے بند ہوگئے قطب الملک اور راجہ اجیت سنگہ اندر رہا اور فرخ سیر کے ہوا خواہ باہر خون جگر کہاتے رہے اوس
رات کو کسی نے نہ سمجہا کہ قلعہ میں کیا سرگذشت گذری امیر الامرا کی فوج تمام رات کوچہ و بازار میں مسلح استادہ رہی۔
اور مرہٹہ مع سرداروں کے منتظر لطیفہ غیبی تھے جب صبح نے گریبان چاک کیا بے اصل خبر اوڑی کہ قطب الملک مارا
گیا اس عرصہ میں بعض امراے فدویت کیش مانند سادات خان جو فرخ سیر کا سسر تہا اور غازی الدین خان کوسہ
غالب جنگ اور اعز خان بہادر ترک جنگ اس ارادہ پر کہ فرخ سیر کی فتح ہوئی جو استعداد میسر تہی لیکر گہروں سے
نیچے سوار ہوئے لیکن نظام الملک اور صمصام الدولہ بمقتضاے دوربینی خانہ نشین رہے اعتماد الدولہ محمد امین خان
حسین علیخان کے رفاقت کے ارادے سے سوار ہوا اتفاقاً چند سوار صمصام الدولہ کے رفیقون سے نکل
اپنے آقا کے مکان آرہے تہے راستے میں مرہٹون نے مزاحمت کی اونہون نے تیرون سے جواب دیا اسی حال میں سواری
اعتماد الدولہ کی نمایان ہوئی مرہٹے جو کہ شہر کی لڑائی سے ناواقف تہے بیقرار ہوکر بہاگے مردم بازار و منابیہ وغیرہ سپاہ
بیکار و ملازم سرکار جو اوس گروہ سے بیزار تہی قابو پاکر اونکے مار پیٹ اور لوٹ کہسوٹ میں متوجہ ہوئے مرہٹے ایسے
گہبرائے کہ بعض تو لشکرگاہ تک بہزار خرابی جا پہونچے اور بعض مع سنتا نام سردار اور دو تین اور جماعہ دارون کے قریب
دو ہزار سوار کے مقتول اور ایک گروہ زخمی ہوئے زر بسیار و نگے گہوڑون کے زین تو گیر سے ہاتہ لگا محمد امین خان
حسین علیخان کے پاس پہونچا اسکے حسن خدمت امیر الامرا کے دلنشین ہوئی ایکطرف سے غازی الدین خان اور

شاداب خان مع اپنے لڑکون کے بادشاہ کی نصرت پانی کو پہونچے دوسری طرف سے اعتقاد خان اور ہدایت خان
داروغہ معزول توپخانہ شاہی اور سو سوار ہزاری مع دو تین ہزار سوار کے سید اسد خان کی بارا مین ہو کے امیر الامرا کی
رفقا اور لشکر خبر قتل عبد اللہ خان کی پاس نزدیک تھا کہ منفور ہو جاوین تا کہ قطب الملک کے زندہ رہنے کی خبر تحقیق
ہوئی اور امیر الامرا کے حکم کے بموجب رفقاے ولادر چاندنی چوک مین شاداب خان اور غازی الدین خان سے
مقابلہ پر گئے اول ہی حملہ مین بان کے صدمہ سے غازی الدین خان کا ہاتھی روگردان ہوا اور ساتھی بھی سارے ہمراہی
گریزان ہوئے شاداب خان مع فرزند دلبند کے جو زخمی ہوا تھا بجاے خود آبیٹھا اعتقاد خان نے حرکت مذبوحی کی جرأت
نہ آگے قدم نہ بڑہایا اپنے مکان کے نزدیک مورچہ باندھکر بیٹھا اوسکی حماقت سے چند دوکان چوک کے راستے کی لٹ گئین
اکو خان مع اپنے جمعیت اور انبوہ مغلون کے دروازہ لاہوری کے روبرو نمایان ہوا حسین علی خان کے آدمیون نے
دروازہ بند کرکے مزاحمت کی وہ لاچار واپس ہوا ہنوز اسطرح دار و گیر ہو رہی تھی کہ فرخ سیر اسیر ہوا شادیانہ جلوس
رفیع الدرجات بلند آوازہ ہوا

قید ہونا فرخ سیر کا اور شمس الدین ابو البرکات رفیع الدرجات کا جلوس فرمانا

ہر چند قطب الملک اور اجیت سنگہ نے چاہا کہ فرخ سیر برآمد ہو تا کہ الفضل سوالجواب کا کرکے چھوڑ دین مگر وہ نہ نکلا اوس
ہنگامہ قتل نے درازی پکڑی امیر الامرا نے قطب الملک کو پیغام دیا کہ عنقریب بلواے عظیم ہوا چاہتا ہے جلد تدبیر کا کرنا
چاہیے چونکہ فرخ سیر کے نکلنے مین دیر ہوئی لاچار قطب الملک کے فدائی وغیرہ بیٹیلا اور نجم الدین علی خان کی لشت گرمی
سے حیلہ محاسرا کے بیچ جا گھسے اور ترکین جو دروازہ حرمسرا کی پاسبان تھین شمع کرسکے جستجو کرنا شروع کی آخرش
توپخانے سے نشان ملا فرخ سیر کو بڑی بے حرمتی سے نکالا اسکی مان بہن لڑکیان سب بیگمات نہایت الحاح و زاری کرنے
لگین مگر اسوقت مین رحم کہان کشان کشان بیرون حرم لائے اور تیرپولیہ کے اوپر جاے تنگ و تاریک مین محبوس کردیا
اسکی ایام سلطنت سواے حکم اسے معز الدین کے چھ برس چار مہینے رہی بعض لوگون نے اس سانحہ کی تاریخ کا مادہ یہ پایا ہے
(فاعتبروا یا اولی الابصار) اندنون فقیر بھی ایک کتاب سے دیکھکر اسکو نقل کیا

شمس الدین ابو البرکات رفیع الدرجات کا جلوس کرنا

جب فرخ سیر کی طرف سے دلجمعی ہوئی اوسوقت کہ شہر مین بڑا شور و شر پڑ رہا تھا ۹ ربیع الثانی روز چہارشنبہ ۱۱۳۱ ہجری
کو پہر دن چڑھے شمس الدین ابو البرکات رفیع الدرجات پسر خورد رفیع القدر پسر بہادر شاہ کو جو کہ اکبر نبیرہ عالمگیر کی
دختر سے بیست سالہ تھا قید سے نکالکر شہر والون کی ہنگامے کے باعث بغیر اسکے کہ حمام اور لباس بدلا جاے اور رسم ...

وزیبایش لیجاے اوسی لباس سے جو پہنے تھا مالاے مروارید پہنا کر تخت نشین کیا اور صداے نقارہ شادیانہ بلند ہوئی
فتنہ و آشوب فرو ہوا اطمینان ہونے لگا قطب الملک نے مع ہمراہیان خاص اور رفقاے معتمدین قلعہ میں رہنا اختیار
کیا اور قلعہ کے دروازون اور دیوان عام و خاص وغیرہ مقامات پر اپنے معتمدین مقرر کیے کل عملہ خواص و خواجہ سرا
وغیرہ اپنے متوسلون سے مقرر فرماے اول روز کی کچہری مین حسب تمناے اجیت سنگہ اور رتن چند کے معافی جزیہ کو حکم صادر
ہوا اور احکام امن و امان اور بحالی حکام اور صوبہ داران ممالک محروسہ کے روانہ ہوے اعتقاد خان کو خفت اور خواری مین
مقید کر کے اوسکا گھر اور مال و اسباب ضبط کیا اور اسقدر جواہرات اور طلا و نقرہ کے پانے سے امید دریافت دیگر خزاین نہایت
سختیان اعتقاد خان پر ہوئین اسیطرح اور ہواخواہان فرخ سیر کی جاگیرات سواے جاگیر رانی زوجہ فرخ سیر کے کہ وہ
بھی اجیت سنگہ کی دلجوئی کو بحال رہی سب لوگون کی ضبطی مین آئین منصب داران والاشاہی جو اکثر پچاس روپیہ ماہواری
نقد در ماہہ کے نوکر تھے اور بعض جاگیر دار اور اکثر پاس حاضر تھے اونکو حکم ہوا کہ جسے ارادہ نوکری کا ہو حسین علیخان کے سرکار مین اپنا گھوڑا
داغ دلاکر موافق شرح دیگران پچاس روپیہ لیا کرے بخشی گری دوم اعتماد الدولہ محمد امین خان کی نام بحال رہی اور
سیف اللہ خان بخشی سوم کے تغیر مین ظفر خان مقرر ہوا نظام الملک کو مالوہ کی صوبہ داری ملی ہر چند منظر کہجاری روزگار
وہ نامنظور کرتا تھا مگر عنایت ہوئی اور سربلند خان کو جو اس انقلاب سے بیشتر رخصت ہو کر ۱۵ کوس کابل کو گیا تھا اور
انجام کار کا انتظار کر رہا تھا واپس طلب فرما کر از سر نو خلعت استقلال اور بحالی صوبہ عطا کر کر رخصت کیا مرادآباد کی فوجداری
اپنے بھائی سیف الدین علی خان کے نام کی اور محمد رضا کو حاضر حضور اور امیر خان عالمگیری کو جو اکبرآباد کا صوبہ دار تھا
صدر الصدور اور دیانت خان خوافی کو دیوان خالصہ اور راجہ بخت مل کو دیوان تن مقرر کیا لیکن کل متصدی مالی
اور ملکی جتنے ارباب عدالت تک رتن چند کے بطور نایب کے تھے اور ہمت خان جو قطب الملک کا محرم اور محارم تھا
دیوان خاص کی مشرفی اور بادشاہ کی اتالیقی وغیرہ خدمات مناسبہ پر سرفراز ہوا اور دور دراز کے صوبجات کے انتظام
مین نظر بر بہی سررشتہ بند و بست کچہ تبدل و تغیر نکیا مگر ماندو کی قلعداری مرحمت خان ولد امیر خان صوبہ دار کابل سے
بدل کر خواجم قلی خان تورانی کو عنایت کی یہ اوس حرکت کا نتیجہ ملا جو مرحمت خان نے بروقت آنے دکن کو حسین علیخان
کی ملاقات مین کی تھی اور راجہ اجیت سنگہ جو احمدآباد کی صوبہ داری پر بحال تھا چاہتا تھا کہ رفع ملال نیک دخص ہو مگر نامنظور ہوئی

فرخ سیر کی وفات کا بیان

دو طرح سے سنا گیا ہے وہ بیان ہوتا ہے راست در وغ برگردن راوی فقیر نے معتبرون سے ایسا سنا ہے کہ سادات نے
فرخ سیر کو قید کر کے کچھ ضرر جسمانی اور تکلیف جانی نہین پہونچائی ایک افغان کے اختیار مین فرخ سیر کو قید کیا تھا وہ رات
دن اسکی حفاظت کیا کرتا تھا ایک رات کو فرخ سیر نے چاہا کر باہر جانے متعلق کے ونیا ہے اوسکا نے کمند لٹکایا منہ چنہم بند ہم

دوسرے کوٹھے پر محبس خانہ سے دوجا پہونچا افغان نے لیو آگاہی تانی کے ہرطرف نگاہ کرنا شروع کی ناگاہ نظر پڑا کہ ایک
شخص ستر دیوار مین چھپ گیا افغان نے اوسطرف دوڑ کر ہاتھہ کھینچ لیا اور اٹھانے کے وقت ایک طمانچہ مارا فرخ سیر
نے اس مذلت کا کچھ خیال نکیا اپنا سر دیوار پر دے مارا کہ پھٹ گیا فوراً دیار بقا کی راہ لی اور محمد ہاشم بن خواجہ میر مورخ
فرخ سیر کے کشتہ ہونے کی علت ایمای سادات سی لکھاہے ہرچند ایسا ہو مگر احتیاطاً اوس کی عبارت لکھتا ہون تاکہ یہ امر
ثابت ہو کہ سادات کی یا سازش ہوئی اس زمانہ مین جب کہ بادشاہ کے قید ہونے کو دو مہینے گذرے اور ایک روایت
یون ہے کہ باوجود سلائی پہیرنے کے بخوبی نور بصارت سے معذور نہوا تھا غرض کہ اپنے سادہ لوحی اور طمع ریاست سے
اس قید شداید مین بھی یہ حال تھا کہ اپنے مدعیون سے معذرت کرتا اور استدعاے سلطنت مین تاک رکھتا کبھی عبداللہ
افغان سے جو اس قید خانہ کا محافظ تھا چاپلوسی کرتا اور اعلی درجہ کی ترقی کا وعدہ فرماکر اشارہ کرتا کہ مجھکو راجہ
جے سنگہ سوائی تک پہونچا دے یہ حمق اور چاپلوسی جان کی عداوت کرنے لگی عبداللہ خان سب ماجرا دونون بھائیون کے
گوش گذار کیا کرتا آخر کار سادات موصوف نے اسکی جان لینے کی فکر کی اور دو مرتبہ زہر کہلایا مگر موثر نہوا تیسری بار زہر
ہلاہل بالخیر کا معاملہ ہوا اسم قاتل نے اپنا زور دکھلایا سختی جان کندنی در پیش آئی اوسوقت اون دونون بیدردان کے
حکم امی پر غصہ آیا اور جو کلام الہی کی قسم ہوئی تھی اوس پر گران بار خاطر ہو کر سخت وسست کہنا شروع کیا کہ کلام اللہ ایسے
روسیاہون کی مہر کیون نہین دیتا اور اسیطرح جناب احدیت صمدیت مین بھی زبان درازیان کرنے لگا مثل مشہور
ہے مرتا کیا نہ کرتا امیرالامرا قطب الملک نے یہ گفتگو سنکر حکم دیا کہ گلے مین پہانسی ڈالدین جسوقت گردن مین پہانسی
ڈالی فرخ سیر نے دونون ہاتھہ سے پکڑلی اور بقیہ ہاتھہ پھر کھینچنے لگا جیا دولت نے لکڑی سے ہاتھہ پر خوب سید سے
کیچ تاآنکہ بصد حسرت و یاس اس دنیای فانی سے درگذرا ؎ نقشے نبینی درین دیر کس تا تا کہ حرص تہ یکنفس بعضے
کہتے ہین کہ بروقت جان کنی کے دو زخم چہریون کے بھی مارے تھے لیکن جوکہ راقم سیرالمتاخرین نے ایک صداقت گو
مورخ سے تحقیق سنا ہے کہ یہ روایت زخم چہری کی محض غلط ہے بہرحال بارہ پہر کے بعد تجہیز و تکفین کر کے مقبرہ
ہمایون مین تابوت پہونچایا گیا شہر کے نیچے قریب تین ہزار عورت و مرد کے تابوت کے آگے آگے گریان چلے اور بعض انہین
پر طعنہ زنان چلے جاتے تھے دلاور علیخان بخشی اور سید علیخان برادر بخشی قطب الملک حسب الحکم جو تابوت کے ہمراہ
تھے رفت کنان روان تھے اکثر لوگ ان کی سواریون پر اینٹ پتھر کھینچ مارتے اور گالیان سناتے تھے اور ان لوگون
کی جرات کسی نے قبول نہ کی تیسرے روز ایک گروہ لچون کا اوسی چبوترہ پر جمع ہوا جہانکہ فرخ سیر کی لاش کو غسل دیا
تھا اور مولود کی مجلس تیار کی اور تمام رات بیداری مین صبح کی مشیت ایزدی دیکہا چاہیے کہ معاملات فرخ سیر
مین کیسے کیسے عجایبات دیکھنے مین آئے جبکہ اسقدر عداوت تھی لازم تھا کہ اول ہی روز جب وہ قید ہو گیا تہا تو قفس
عنصری سے رہا کیا جاتا لیکن آخر وبال کہان جاے اوسنے بھی پہانسی لگانا سر کہا تا آنکہین نکلوانا اور ایسی ہی سختی

بد عقیدہ کہیں نہیں آخر اسکا عوض ملا چاہیے کہ گندم از گندم بروید جو ز جو۔ از مکافات عمل غافل مشو۔ اور است یاد تھا
عمل میں سادات نے بھی اپنی بدمزاجی کا ثمرہ پایا فقط عبارت خاتمے کی تمام ہوئی القصہ بعد تسلط جنہے جو جا بجا خزاین اور
نقد اور جواہرات و فیل و اسپ سے اپنے اپنے کارخانہ میں شامل کر لیا اور جسطرح سے مناسب معلوم ہوا دونوں
بھائیوں نے قیمت کرکے باہم گر بانٹ لیا قطب الملک کو عورات سے بڑا عشق تھا کہتے ہیں حرم سراے شاہی
میں جو جو حسینان صاحب جمال تہیں اپنے قبضہ میں لایا واللہ اعلم اسحال کے بعد بھائیوں میں بھی چندان
صفائی نرہی ہر چند ظاہر میں ایسی کچھ بُرائی نتھی مگر بہیدیوں کو کسیقدر اس راز باریک سے اطلاع ہوئی تھی امیر الامرا
بہ مقتضاے دانائی اور شجاعت خداداد کے کل باتوں میں اپنے بڑے بھائی سے فوقیت ڈہونڈتا تھا اسکا اقتدار
بھی زیادہ تھا تا کہ فرمانروایان گذشتہ کے بہ نسبت سلطنت بخش اور ملک ستان ہوا افسوس اسکی عمر و دولت
نے وفا نہ کی ورنہ ہندوستان کی آبرو برباد نہ جاتی چونکہ خلق اللہ کی بد اعمالی کی سزا ضرور تھی لاجرم ایسے بزرگوار
امیر جلد گذر گئے

رفیع الدرجات کا رحلت کرنا اور رفیع الدولہ کا جلوس اور جلد اس جہان سے گذرنا اور نیکوسیر کا خروج کرنا اکبرآباد میں

چونکہ رفیع الدرجات مسلول تھا تین ۳ مہینے اور چند روز تخت آرا رہکر بروز شنبہ رجب کی ۱۲ تاریخ کو جان بحق
ہوا دونوں بھائیوں نے جو کہ سلطنت کے مدار المہام تھے رفیع الدولہ کو جو رفیع الدرجات کا بھائی تھا بادشاہ بنایا چونکہ
ان دونوں بھائیوں نے زمانہ قلیل میں رحلت کی اور نیز نیکوسیر کا خروج ہوا انکا حال بخوبی معلوم نتھا لہذا
انتظام سلسلہ کے واسطے کچھ تھوڑا سا بیان کیا جاتا ہے خلاصہ یہ ہے کہ جب رفیع الدولہ کے جلوس کو تھوڑے دن
گذرے شاہزادہ نیکوسیر ولد اصغر محمد اکبر نے قلعہ اکبرآباد میں جو کہ اوسجگہ قید تھا قلعہ دار اور دیگر ملازمان متعینہ قلعہ
مذکورہ کی مدد سے خروج کرکے تخت سلطنت پر جلوس فرمایا اکبرآباد کے لوگ اوسکی خدمت میں حاضر ہوئے
صورت بلوہ پیدا ہوگئی امیر الامرا نے مع قطب الملک کے رفیع الدولہ کو ہمراہ لیکر جمیع ارکان دولت کے ساتھ
اکبرآباد پہونچکر قلعہ گہیر لیا نیکوسیر اپنے لوگوں کے ساتھ اور مدد سے جو کچھ کر سکتا تھا نہ ہوا تھا چند روز کے بعد
قلعہ مفتوح اور نیکوسیر [illegible] اور محبوس ہوا اور ازان قلعہ دار وغیرہ جو اس فساد کے بانی ہوئے تھے سزا کو پہونچے اور دوسرے قلعہ دار
مقرر ہوئے اسی ضمن میں مرض اسہال جو رفیع الدولہ کو عاید ہوا تھا بڑہ گیا ہر چند قطب الملک نے دوا معالجہ میں اہتمام
کیا گیا مگر موت و عدم سے برآگئی تھی کچھ فایدہ نہوا ہنوز اسکی سلطنت کے ایام بھائی کی بادشاہت کے برابر نگذرے تھے
کہ اسکو درگذرنے کے آثار پیدا ہوئے قطب الملک اور امیر الامرا نے اسکی زندگی سے مایوس ہوکر اخیر شوال اور بقول دیگر

نجب الدین علی خان اپنے بہائی کو اور بقول دیگر غلام علیخان ولد سید خانجہان کو واسطے لانے روشن اختر ولد نجب اختر
شاہ جہان بن بہادر شاہ کے جنکی عمر اٹھارہ برس کی تھی بہیجا ممکن ہے کہ غلام علیخان نجم الدین علیخان کے ہمراہ گیا ہو
اور یہہ بہی کہ نجم الدین علیخان صوبہ دار شاہجہان آباد شاہزادہ مذکور کے نکالنے کو غلام علیخان کے ہمراہ گیا ہو شاہزادہ
مذکور معز الدین کے وقت سے شاہجہان آباد کے قلعہ میں مع اپنے والدہ کے بسر کرتا تھا یہہ شخص نہایت ذہین اور
خوشرو تھا قبل پہونچنے روشن اختر کے اکبر آباد میں رفیع الدولہ جان بحق ہوا شاہزادہ کے پہونچنے تک رفیع الدولہ کا مرنا
ایک ہفتہ عشرہ تک چہپا رہا اور روشن اختر پہونچا اور دہر رفیع الدولہ کا تابوت خواجہ قطب الدین کے جوار میں
بموجب وصیت اپنے بہائی کے دفن ہوا

ذکر جلوس ابو الفتح ناصر الدین محمد شاہ

گیارہوین ذیقعدہ کو روشن اختر فتحپور میں رونق افروز ہوا ۱۵ ذیقعدہ ۱۱۳۱ ہجری روز شنبہ چار گہڑی دن گذرنے پر
سریر آرا ہوا تمام نامی کے فیض خطبہ سے ممبر کا پایہ بلند ہوا ابو الفتح ناصر الدین محمد شاہ لقب مقرر ہوا شادیانہ فیروزی
بجنے لگے غلہ ارزان ہوا نواب قدسیہ حضرت کی والدہ نہایت دانشمند اور باشعور تہین بمقتضاے وقت دونون بہائی
مدار المہام کی خاطر داری کرتی تہین ایک مہینے کے بعد لشکر کے ساتھہ دار الخلافت سے لشکر میں آئین پرانے جہان شاہ
کی نوکرون نے استقبال کرنا چاہا اسنے مطلع ہو کر ممانعت کی کہ استقبال درکنار بلکہ ملازمت بہی نکرین اور کورنش
کا ارادہ سے حرم سرا کے دروازہ پر نہ آئین مقرر ہوا کہ محمد شاہ کے آغاز سلطنت کے سن کو فرخ سیر کے بعد سے لکہین
بارہ ہزار روپیہ نواب قدسیہ کے ضروریات کے رفع کے واسطے ماہواری مقرر ہوا اور کلان باڑہ اور نظارت اور عہدہ
داران کا انتظام بدستور رہا اور خواجہ سرا اور خواص اور فیلبان اور مردم خاص اور باورچی اور رکاب دار اور فراش وغیرہ
سید عبد اللہ خان کے نوکرون سے منصوب رہے ہمت خان بادشاہ کے اتالیق اور صاحب اختیاری دیوان خاص و
عام میں سادات کی طرف سے مقرر تہا رفق و مدارا کرتا تہا کوئی کام اوسکے خلاف مرضی نکرتا کبہی کبہی ایک دو مہینے
کو سیر و شکار کے لیے کوس دو کوس لیجا کر واپس لاتے تہے القصہ چہبیلہ رام ناگر صوبہ دار الہ آباد کے طرف سے بعض
اطوار ناہموار دونون بہائیون مدار المہام سلطنت کو معلوم ہوے امیر الامرا نے اوسکے تنبیہ کا ارادہ کرکے الہ آباد کی
طرف پیش خیمہ نکلوایا اوس وقت چہبیلہ رام کے وفات کی خبر سنی حسین علی خان اگرچہ اس خبر سے اپنے نصیب کی
یاوری سمجہی مگر افسوس کیا لوگون نے اوسکے سر پر غرور کو نوک سنان پر نہ پایا متعاقب اسکے معلوم ہوا کہ گردہر داس
چہبیلہ رام کا بہتیجا اپنے چچا کے مرنے کے بعد میراث نشین ہو کر فراہمی سپاہ اور استحکام قلعہ میں مصروف ہے اس خبر
کی سننے سے آخر ذیقعدہ کو محمد شاہ کو فتحپور سے اکبر آباد میں لا کر تسخیر الہ آباد کی شہرت دی اور حکم دیا کہ دریاے جمن میں

پل باندھا جاوے اور کسیقدر فوج بطریق ہراول کے مقرر ہوا اور اس مہم میں ہر جگہ کو صدر الصدور کیا لیکن رتن چند
کل امور مالی اور ملکی بلکہ شرعی میں بھی اسقدر استقلال اور اختیار رکہتا تھا کہ کل متصدیان بادشاہی بیکار تھے بجز اسکے
کہ اونکی مہر سے سند ہوجاتی تھی کچھ دخل نہ تھا یہانتک کہ قضات اور ارباب عدالت کا تقرر بھی رتن چند کے بغیر نہ ہوسکتا
تھا کہتے ہیں کہ ایک روز رتن چند نے کسی شخص کو قطب الملک کے پاس لاکر تسلیم خدمت قضاے شہر کی قطب الملک
نے کسی ہمنشین کی طرف متبسم ہو کر کہا کہ ہمارا رتن چند قاضیوں کا تجویز و تقرر بھی کرنے لگا رتن چند نے گستاخانہ جواب
دیا کہ راجہ جیو امور دنیوی کے بندوبست سے فراغت کر کے امور دینی کے انتظام میں مشغول ہوئے ہیں الحاصل تعیین
فوج کی خبر سنکر گردہر بہادر کا وکیل حاضر دربار ہوا اور اپنے موکل کی طرف سے عفو تقصیر کی استدعا اور اظہار اطاعت کر کے
استمداد اوسکی صوبہ الہ آباد سے تبدیلی میں اونپر عطا ہو کے صوبہ اودہ کے بمع خطاب و منصب کے اور اقرار الہ آباد
سے نکلنے کا بعد فراغت مہم کے پیام کے ظاہر کیا عرضی اوسکی قبول ہوئی صوبہ داری اودہ کا فرمان مع خطاب بہادری کے
گردہر کے نام صادر ہوا

دلاور علیخان کا راجہ بھیم کی مدد پر بوندی کے مہم کے واسطے مقرر ہونا اور حیدر قلیخان کا واسطے اخراج گردہر بہادر کے الہ آباد سے

ملک بوندی راجہ بدہ سنگہ اور راجہ بھیم کا ملک موروثی تھا اور آپس میں جھگڑا اوٹھاے تھے بدہ سنگہ نے راج پر تسلط پاکے بھیم سنگہ
کو نکال دیا بھیم سنگہ امیر الامرا کے وسیلہ کا خواستگار ہوا حسین علیخان بہادر نے سید دلاور علیخان اپنے بخشی کو مع چہ ہزار
سوار جنگ طلبگار کے راجہ بھیم سنگہ کی مدد پر روانہ کیا اور حکم دیا کہ بدہ سنگہ کے تنبیہ کے بعد باتفاق راجہ بھیم سنگہ اوجین کی
طرف صوبہ مالوہ کے سرحد پر جاکر دوسرے حکم کا منتظر رہے اور اس سبب سے کہ گردہر بہادر کے التماس پر وہ لحاظ نہ تھی حیدر قلیخان
بہادر کو مع فوج روانہ الہ آباد کیا کہ اگر گردہر بہادر بدعہدی کرے تو اوسکی تنبیہ کریں حیدر قلیخان بہادر نے الہ آباد پہنچکر
تا بہیرات جرأت میں کوئی دقیقہ اوٹھا نہ رکھا لیکن انجام کار جب گردہر بہادر نے بھی عدم اطمینان سے جنگ دور قلعہ خالی
کرنے کے اقرار میں گذرانے اور چند روز جنگ اور قلعہ داری کے حیلہ میں اخیر سقدر رکہا حسین علیخان نے خود دریاے
چنبل سے عبور کیا اسکے قربت کی خبر الہ آباد میں مشہور ہوئی گردہر بہادر زیادہ تر غلہ وغیرہ جمع کرنے میں مستعد ہوا اور
سواے اس قلعہ کے رہنے کے کوئی تدبیر نہ سوجہی امیر الامرا قلعہ کے دیکھنے سے کہ تینوں طرف سے گنگا اور جمنا محیط ہے
اور گردہر بھی نشان شجاعت سے خالی نہیں اگر پایداری کرے محاصرہ طول کو کھینچیگا ورا ذراسی بات میں بڑی مدت گذریگی
اور یہ امر باعث برہمی امور خلیفہ کا ہوگا متوقف رہا انہیں دنوں میں دونوں بھائیوں کے درمیان میں بہ اکبر آباد کے اقتدار منصب
کی بابت غبار اوٹھا باہم و کلام رنجش آمیز جانبین سے ہونے لگے گر رتن چند نے خوب اخفا کیا

رتن چند کا الہ آباد جانا حسب التماس گردھر بہادر کے اور فرد ہونا وہان کی شورش و فساد کا

اندنون گردھر بہادر کی متواتر تحریرات صادر ہوئین کہ اگر رتن چند آنکر مجھسے عہد و پیمان کرے تو میری جمعیت ہو جاے اور اطاعت شاہی
اختیار کرون لہذا دونون بھائیون نے انطفاے فساد و مناسب جانکر رتن چند کو رخصت کیا کہ آخر ربیع الثانی کو مع فوج
لائق روانہ الہ آباد ہوا اور بعد حصول ملاقات کے دونون نے باہم عہد و قسم سے اپنی گفتگو کو مضبوط کیا اور وہ کی صوبہ داری
مع فوجداری قدیمہ صوبہ مذکورہ کی گردھر بہادر کو تفویض کی اور اوایل ماہ جمادی الثانی جلوس محمد شاہ کو قلعہ الہ آباد خالی
ہوکر اولیاے دولت کے ہاتھہ لگا اور رتن چند واپس دلی عود کرکے [illegible] پہونچا

شروع فتنہ آصف جاہ اور پیدا ہونا مشاجرت کا درمیان سادات کے

جیسا کہ ذکر ہوا نظام الملک صوبہ مالوہ مین جا کر منتظم ہوا اور ملک کو مفسدون سے صاف کیا چونکہ امیر الامرا حسین علی خان کو بسبب
نکرنے ملاقات کے بوقت آنے دکن کے مرحمت خان سے ملال تھا اسلیے اشارہ کیا کہ مرحمت خان کو قلعہداری ماندو سے معزول
کیا اوسکے عوض خواجم قلیخان تورانی کو مامور کیا مرحمت خان عہد بہادر شاہ سے قلعہداری روزگار سید دلی قلعہ مین تعینات چلی کی
خواجم قلیخان حضور مین شاکی ہوا سادات نے مرحمت خان سے دلجوئی کی خیر خواہی کرکے کہا کہ مرحمت خان کو لازم ہے حوالہ قلعہ
کو خواجم قلیخان کے سپرد کرے نظام الملک نے مرحمت خان کو سمجھایا کہ قلعہ خواجم قلیخان کو حوالہ کردیا چونکہ مرحمت خان کو
بسبب امیر الامرا کے حضور مین آنا میسر تھا اور نظام الملک اسکے خاندان کی نجابت اور شرافت خوب جانتا تھا لہذا اپنے
پاس طلب کرکے باعزاز تمام نگاہ رکھا اور اونہین دنون مین حکم ہوا کہ اوس نواحی سے [illegible] قلعہ لگا لاوے فتح جنگ سے
نظام الملک نے حکم کے صادر ہوتے ہی مرحمت خان کو مع فوج شایستہ اوس خدمت پر روانہ کیا اور مرحمت خان نے خدمت
جانفشانی بجالاکر قلعہ کو مسخر کیا باوجود اس خدمت کے بھی اعتقاد جیسا کہ چاہیے فتح جنگ نے مراعات بزرگانہ کرکے صوبہداری
مالوہ کا بندوبست اوسکے سپرد کیا اور مرحمت خان نے صوبہداری مین نہایت ہوشیاری اور تدبیر سے کارروائی کی چند موضع
پرگنہ چندیری مین مفسدون کا جماو تھا اونکی تنبیہ فرمائی اخبار کے ذریعہ سے واضح ہوا کہ مرحمت خان نے جمعیت لیکر لوگون
رکابکر دیہات پر تاخت کی اور دوسری روایات سے یہ ثابت ہے کہ وہ اور اسکے ابا سے محمد شاہ سے کبھی کبھی
ترکی زبان مین گفتگو کرتا تھا بسبب کثرت سپاہ مرحمت خان نے جمع کی تھی اور بعض کے قول کے بموجب انہین دنون
حسین خان کا نوشتہ نظام الملک کے نام اس مضمون سے پہونچا کہ ہمارا ارادہ ہے صوبہ جات دکن کے بندوبست کو صوبہ
مالوہ مین اقامت گزین ہو تم چار صوبہ اکبرآباد و الہ آباد و برہانپور و ملتان سے جس جگہہ منظور ہو لکھو تو تمہارے واسطے
تجویز کیا جاوے نظام الملک نے اس سبب سے اور نیز پہونچنے دلاور خان کے مع فوج اور برفاقت راجہ بھیم اور راجہ گج سنگہ

کی سرحد صوبہ مالوہ پر جہان سے اسکا لشکر قریب اور باعث اضطراب سکنا کا ہوا تھا مگدر ہوا اور جواب مین چند کلمات تحریر کرکی یہ شعر عنوان مین درج کیا سے من بو قائیم بو قائمیورم قسم بہ من چون شما نیم شما میخورم قسم امیر الامرا اور قطب الملک مضمون مذکور کے دیکھتے سمجھہ گئے اور نظام الملک کے وکیل شہر کو خلوت مین بلا کر کلمات تند و تلخ اوسکی آقا کی حق مین کہی

نظام الملک اور سادات کے سمدگر نفاق ہونا اور قطب الملک اور امیر الامرا کا فوت ہونا

جب سادات کے گفتگو کی خبر نظام الملک کے گوش زد ہوئی اور نیز بادشاہ کا نہانی اشارہ محمد امین خان کے معرفت پہونچا ہمدمان جلیس کی مشورت یہہ ہوئی کہ بنظر پیروزی بخت کمر کے لڑنے کو آمادہ ہون لہذا عزم بالجزم کرکے دو کلمہ قطب الملک اور امیر الامرا کو لکھا اور مع عبد الرحیم خان و رحمت خان و رعایت خان وغیرہ ہوا خواہان جدید و قدیم دس بارہ ہزار سوار سے وسط جمادی الثانی ۱۱۳۲ ہجری کو نواح سرونج سے دکن کیطرف متوجہ ہوا رفتہ رفتہ یہ خبر سادات کو ملی امیر الامرا نے دلاور علی خان اور اوسکے ہمراہی دونون راجہ کو تعاقب کیواسطے تحریر کیا اور یہہ بہی لکھا کہ اودہر کے افاغنہ کو تالیف و ترغیب جاہ و منصب کرکے اپنا رفیق بناوین

عبد الصمد کی فتح پانی حسین خان خویشگی پر اور اس خبر کا مشتہر ہونا

حسین خان افغان خویشگی رہئیس قصبہ قصور کا چند دنون سے سرکش ہوا تھا اور نواح قصور اور لاہور پر متصرف ہوکر باغی ہوگیا تھا اور ابتدای صوبہ داری عبد الصمد خان بہادر دلیر جنگ سے گردن کشی کرکے اوسکو مع عمال بادشاہی کے بیدخل کرکے شوخی کرنی لگا قطب الدین خان نام عامل صوبہ دار کو قتل کرکے اوسکا مال اسباب و خزانہ لوٹ لیا اور اٹہہ نو ہزار سوار سے بقصد تاراج گرد نواح کے برآمد ہوا عبد الصمد خان نے ساعت آٹہہ ہزار سوار فراہم کرکے عزم تنبیہ کیا نزدیک چہونی کے جو لاہور سے ۳۰ کوس پر ہے دونون لشکر صف آرا ہوئے عبد الصمد خان نے کریم قلی خان بخشی کو ہراول کیا جلالی خان اور خواجہ رحمت اللہ خان افغان ہاے دلاور کو جانب راست اور حفظ علیخان ہراول خان مذکور کو ہراول مع ہزار سوار کے تعین کیا اور چپ کیطرف اوغان الفاق عارف خان اپنے نایب کے مقرر فرمایا کچہ فوج طرح کرکے آراستگی کی حسین خان نے بہی مصطفی خان اپنے بہتیجے کو ہراولی پر مع رحمت خان اور بہلول خان کے مقرر کیا اور خود سعید خان وغیرہ افغان نامی کے ساتھہ صف آرا ہوا بمجرد شروع جنگ اور ہاے ہوی توپ و تفنگ کے توپخانہ پر جاکر اوہان سے بڑہ کر کریم خان ہراول کو تنگ و عاجز کردیا کریم قلیخان کی فوج ششدر ہوئی حسین خان دو تین ہزار سوار جوان سے اعزخان کے قتل مین مصروف ہوا عجب دلیری کی زد و خورد ہوئی ہمراہی تو کچہ حفاظت اعزخان کے نکرسکے بہاگ نکلے لیکن جو تیر نکلتا تھا دشمن کے دل مین جا بیٹہتا تھا ناگاہ مصطفی خان جو مخالف کا ہراول تہا مع چند افغان کے گوشہ عدم کو سدہارا حسین خان بعد ان اعزخان سے فارغ ہوکر عبد الصمد خان کے مقابل جا پہونچا عرصہ کارزار تنگ ہوا اکثر ہمراہی اسکے بہاگی اور تزلزل پیدا ہوا کہتے ہین کہ عبد الصمد اپنی ڈاڑہی نوچتا تہا اور کہتا کہ ای

خواجہ کتا بو شاہ ٹہسک سے جو کہ حسین خان کا مرشد تھا کم ہوا ہے اسی عرصہ مین جانی خان اور حفظ اللہخان نے تردوات نمایان کیے اور اعزخان نزاو سوقت اوسکی کمر چوٹ کی اوسی حال مین حسین خان کا فیلبان مع پیر و مرشد شاہ ٹہسک کے مارا گیا اور بعد اوسکے گولہ حفظ اللہخان کے ہاتھ سے حسین خان کے چہاتی پر لگا کہ جان بحق تسلیم کی عماری مین آگ لگ اوٹھی عبد الصمد خان نے فتح پائی اور خوشحال ہوکر ہمراہیون کی مراعات فرمائی اور اعزخان کو فیل و خنجر و شمشیر مع اضافہ پانصدی اور دوسو سوار کے خدمت کے اور قطب الملک اور امیر الامرا نے اس نوید سے خوش ہوکر عبد الصمد خان کو سیف الدولہ کا خطاب بخشا ٭

نظام الملک کا حدود دکن مین پہونچنا اور قلعہ اسیر اور برہانپور کو قبضہ مین لانا

نظام الملک نے جب عزم سرکشی کیا دریاے نربدہ سے عبور کرکے گذر اکبرپور سے اوترا قلعہ اسیر کے ہزاری طالب خان قلعہ دار سے صلاح ہو جب طمع انعام وغیرہ استقبال کو نکلے یہ وہی قلعہ ہے جسے اکبر شاہ نے برسون کے محاصرہ مین فتح کر پایا تھا اور بالفعل امیر الامرا کے حکام یہان مامور تھے عطاے تنخواہ باقیات دو سال کا امیدوار کرکے قلعہ مذکور نظام الملک کے سپرد کیا اور اسی طور سے برہانپور کا قلعہ بھی قبضہ مین آیا عوض خان صوبہ دار برار جو مرد جرار اور شجاع باوقار تھا مع سامان عمدہ کے نظام الملک کی مدد کو آپہونچا اور ربہا سروار مرہٹہ جو کہ راجہ ساہو سے مخالف تھا دو ہزار سوار سے نظام الملک کی فوج مین ملحق ہوا اور بعض زمیندار وغیرہ اوس نواح کے پہونچ کر موافق ہوے انور خان جو کہ برہانپور کا صوبہ دار اور امیر الامرا اور قطب الملک کا پرورش یافتہ تھا حق نمک فراموش کرکے بے اسکے کہ عالم علیخان برادر زادہ امیر الامرا کے حضور مین جو صاحب صوبہ کل ممالک دکن کا تھا مقیم ہو نظام الملک کا اقتدار سنکر حراست حصار کے بہانہ سے نکلا اور نظام الملک کے خدمت مین آگیا مرہٹہ لوگ جو چوتھہ کیواسطے جابجا تھے آصف جاہ کے قرب لشکر سے بہاگ کر سروار دن سے جا ملے اسی ضمن مین سید دلاور علیخان کی والدہ مع چہوٹے بچون کے لڑکے کے پاس جانے کے ارادہ سے برہانپور پہونچی تھی نظام الملک کے بہائی نے اطلاع پاکر اصلا اوسکی آبروریزی کی فکر نکی اور اوسکی مان نے اسکے اقتدار کو سنکر پیغام دیا کہ اگر زر و جواہر کی طمع ہو تو لیجیے مگر خدا را حفظ آبرو کیجیے اسنے جواب مین حسب مناسب عرض کیا اور محمد علی پیغامبر کو عطاے خلعت سے سرفراز فرمایا بلکہ لڑکون کو میوہ جات وغیرہ بہیجے اور دو سو سوار ہمراہ کر دیے تاکہ دلاور علیخان کی فوج تک پہونچا دین بعد پہونچنے اس خبر کے امیر الامرا نے دلاور خان کو جنگ نظام الملک کی تاکید کی اور خود امیر الامرا عازم دکن ہو انتظار حضور دلاور علیخان کی کرتے تھے اور رتن چند بمعانیہ چند در چند صلاح دیتا تھا کہ دکن کی صوبہ داری عطا کرنا اور نظام سے صلح فرمانا اچھا ہے مگر حسین علی خان راضی نہوا ٭

محتوی خان کی شوخی کردار سے کشمیر مین آشوب فساد برپا ہونا

ملا عبد النبی کشمیری جو کہ محتوی خان کے نام سے ملقب تھا مدتون سے وہان کے ہنود کے ساتھ متعصبانہ پیش آتا اور عداوت

رکہتا تہا اب کہ گردش روزگار نمودار ہوئی مسلمانان اوباش کو اپنا رفیق بناکر حرکات بیجا ظاہر کی میر احمد خان نایب صوبہ
کشمیر اور وہان کے قاضی کے پاس جاکر شکایت دی کہ اہل ہنود کو سواری اسپ اور کپڑا پہننے اور ہتیار باندہنے اور سیر
باغ اور ایام مخصوصہ ناپہی کے غسل سے مانع ہون اونہون نے کہا کہ جو حکم بادشاہ اور ارباب شرع کے حضور سے کل
ملک محروسہ کو ہنود کے نسبت صادر ہوا ہو ہم بہی اوسکے مطابقت بیان کرسکتے ہین محتوی خان فتنہ پرداز بیدماغ اونہا
اوکمینون کی اعانت سے جہان ہندو کو پایا ہزارون شرارت سے پیش آیا ایکروز صاحب راے نام ہندو جو کہ کشمیری
ہندوئین معزز تہا کسی باغ کی سیر کو جاکر چاہتا تہا زنارداران کو کہانا کہلواتا تہا وہ مفسد جاکر بیچارون کے مارنے اور قید کرنے
مین متوجہ ہوا صاحب راے مع چند نفر کے بہاگ کر میر احمد خان کے مکان پر آیا محتوی خان نے صاحب راے کے گہر پہونچکر
اوسکے اور تمام محلہ والون کے گہرونمین آگ لگادی اور لوٹ مچائی جس کسی ہندو مسلمان نے ممانعت کی مجروح اور مقتول ہوکر
بعد ازان اوسیطور سے میر احمد خان کے مکان پر آیا مکان گہیر لیا اینٹ پتہر تیر بندوق کے مار دہاڑ شروع کی میر احمد خان
ایکرات دن برابر گہر سے نکل نسکا بڑی مشکل سے سلامت رہا دوسرے روز جمعیت فراہم کرکے باتفاق میر شاہو خان
بخشی بادشاہی کے سوار ہوکر اوس مفسد پر چڑہ گیا اوسنے بدستور اوباشون کو جمع کرکے مقابلہ کیا اور پہر چند بدشور بختون نے
جس پل سے میر احمد خان نے عبور کیا تہا جاکر جلا دیا اور ہر دو طرف بازار کے رستے جدہر سے میر احمد خان گذرا تہا جلا
دئے اور مقابلہ اور گہرون سے اینٹ پتہر تیر وبندوق چلانے لگے اوسکے عورات بہی جو کچہ باقی تہین مکانون سے
پہینک مارتی تہین طرفہ بلوہ ہوگیا اس ہنگامہ مین سید ولی خواہرزادہ میر احمد خان اور ذوالفقار بیگ نایب چبوترہ کوتوالی
وغیرہ مجروح ہوے میر احمد خان پر جو کہ نہ پیچہے جانے اور نہ آگے بڑہنے کی راہ پاتا تہا نہایت تنگ وقت نمود ہوا کہ آخر کو
لاچاری اور عجز وزاری کرکے نجات حاصل کی اور دوبارہ محتوی خان نے میر مذکور کے گہر پر دہاوا کرکے صاحب راے
کو مع ہمراہیون کے باہر نکال کر کان کاٹے اور ختنہ کیا بلکہ بعض کے قطع آلت تناسل کرادئے اور قید مین رکہا دوسرے
روز اوسی ہنگامہ کے ساتہہ مسجد مین آیا اور میر احمد خان کو نیابت سے معزول کرکے اپنا لقب دیندار خان اور حاکم مسلمان
مقرر کیا کہ دوسرے نایب کے پہونچنے تک احکام شرعی کیا کرے میر احمد خان بیچارہ پانچ مہینے تک معطل رہا اور دیندار خان
حاکم مسجد مین بیٹہہ کر اجراے حکم اور انفصال مقدمات کرتا تہا جب حضور مین خبر پہونچی مومن خان نجم الدولہ کو نیابت
کشمیر پر مقرر کیا اور وہ شوال کی آخرین کشمیر سے تین کوس پر پہونچا محتوی خان دیندار جو اپنے ناشایستہ کامون سے
منفعل اور ہراسان تہا عبد اللہ خان سے جو شاہیرون مین تہا اور اسکا دوست تہا جاکر مع دو پسر خوردسال کے
کہا کہ تم سے اور چند فضلا سے رفاقت کا خواستگار ہون تاکہ استقبال کو جاون خواجہ مذکور نے صلاح دی کہ اول
شاہ نور خان بخشی کے مکان مین جاکر عذرخواہی کرنا چاہیئے بعدہ مومن خان کے لانے کو چلینگے محتوی خان نے بخشی مذکور
کی گہر کی راہ لی وہان بخشی نے محلہ داری پل کے لوگ اپنے مکان مین چہپا رکہے تہے کہ بروقت فرصت کام کرین جب محتوی خان

پہونچا دو تین باتون کے بعد بخشی کسی کام کے حیلے سے اوٹھہ گیا پوشیدہ لوگون پر جب یہ موقع ظاہر ہوا انکا لشکر اول ونیدار خان کی
رد سردار اوسکے لڑکے مارے پہر اوسکو بھی عذاب زندگی سے رہائی دی دوسرے روز اوسکے پسر دکارون نے بلوہ مچادیا جدی چال
مین حشر برپا ہوا وتین ہزار آدمی اوس محلہ کے مارے گئے لاکھون کا اسباب لوٹ گیا اس جہاد کے بعد جہاد ثانی کی عزیمت
ہوئی قاضی اور بخشی کے گھرون پر جا پہونچے بخشی تو روپوش ہوا اور قاضی جی بھی منہہ بہاگ گئے باغیون نے اینٹ سے
اینٹ بجادی مومن خان نایب حضور نے پہونچکر میر احمد خان کو پہین آباد روانہ کیا اور چار ناچار بدکاران کشمیر
کی ساتھہ موافقت پیدا کر لی +

دلاور علی خان بخشی امیر الامرا کا نظام الملک سے لڑنا اور انجام کار شکست کہانا

جب دلاور علی خان برہانپور سے چودہ کوس پر پہونچا نظام الملک نے بعض سرداران لشکر کو مع فوج عوض خان وغیرہ
سرداران کے محمد عنایت خان کو سردار بناکر روانہ کیا اور خود بھی مع عوض خان وغیرہ کے برہانپور سے نکلکر اس تفاوت
سے کہ بروقت غیاث خان کے مدد کر سکے جا ٹھہرا جب دلاور علیخان سے مقابلہ نزدیک آیا غیاث خان صف آرا ہوا
اور بموجب حکم نظام الملک کے توپخانہ دستی اور شترجن توپون مین چہرہ بہرتے ہین اپنے معتمد بہادرون کے ہمراہ نالہ مین
بطور مناسب بٹھلایا دلاور علیخان بمقتضاے شجاعت ذاتی اور جہالت فطری کے جو اکثر مردم بارہہ مین ہے گیارہ ہزار
سوار ہمراہی اور نیز فوج راجپوتانہ ہمراہی راجہ بہیم سنگہ و راجہ گج سنگہ اور دوست محمد افغان کے مسلح ہوکر صف آرا ہوا طرفین
سے بان اور توپ کی شتر زنیان ہونے لگین غیاث خان مردمان کمین گاہ کے پیچھے اس انتظار پر کہ دلاور علی خان آگے کو
آئے کہڑا تھا آخر دلاور علیخان کو تو اس گہات سے آگاہی نہ تھی چند قدم جاکر دفعتہً حملہ کیا اور ہمراہیون کی ساتھہ توپخانہ
کمین گاہ کے برابر جا پہونچا مردم کمین گاہ نے پایداری کر کے یکبارگی توپ اور بندوق دستی فیر کی ایک ہی فیر سے جمع کثیر
خاک ہوگئے جو پیچھے رہگئے تھے اس حال کے دیکہتے متزلزل ہوئے بارود کے دہوئین مین روسیاہ کر کے بہاگے دلاور علیخان
اور دونو راجہ چار پانسو سوار سے ٹہرے رہے چونکہ راہ ناہموار اور روبرو توپخانہ آتشبار تہا گہوڑے ہاتھی کے قدم نہ اوٹھہ
سکتے تھے اسی عرصہ مین اکثر بارہہ اور راجپوتیہ اور دوست محمد خان افغان بھی نام و ننگ خاک مین ملاکر بہاگ نکلے بہر حال
نصیبہ تو جواب دے چکا تہا بہادران نامی کی بہادری کچہہ کام نہ آئی دلاور علیخان مع راجہ اور جمعیت باقیماندہ کے اوسی
میدان مین ہونہار فنا ہوئے یاوری سخت اسے کہتے ہین نظام الملک کا کوئی سردار مارا نہ پڑا اور شادیانہ بلند آواز ہوئے
شہر مین لوٹ کر رعایاے خاندیس کی دلجمعی اور لشکر کی تسلی کی مجروحون کو مرہم نوازش سے چنگا کیا اس اخبار فتح سے
بادشاہ اور محمد امین خان معتمد الدولہ وغیرہ باطن مین خوش ہوکر شکرانہ بجالائے اور قطب الملک اور امیر الامرا کو نہایت
ملال ہوا اپنے چارہ کار کے فکر مین اسیر ہوے کبھی ارادہ کرتے کہ ہم دونو بہائی بادشاہ کو ہمراہ لیکر دکن جاوین اور نظام الملک

کی تلافی کرین کبھی کہتے کہ امیر الامرا تمہارا روانہ ہو کبھی یہ کہ بادشاہ امیر الامرا کی ہمراہی کرے اور محمد امین خان کے مقدمہ
مین مشورہ ہوا کبھی صلح کرنے کی راے ہوتی تھی کہ متعلقان امیر الامرا کو دکن سے طلب کر لینا چاہیے اوسکے بعد تدارک کیا جاویگا
محمد امین خان کے بارہ مین کبھی قتل و قید کی شہرت ہوتی کبھی رفق و مدارا کیا جاتا امیر الامرا چاہتا تھا کہ محمد امین خان کو قتل
کرے قطب الملک چونکہ اوس سے قول و قرار رکھتا تھا لہذا مانع آتا تھا بلکہ اکثر کہا کہ اوسکی جان کے ساتھ میری جان ہے
بہرحال چونکہ وہ حسین علیخان کا قاتل تھا کیونکر مارا جاتا بہرحال انہین دنونمین واقعہ ۲۲ ماہ رمضان ۱۱۳۲ ہجری کا روز جمعہ کو
جبکہ اکثر لوگ نماز مین مصروف تھے عجیب طرحکا زلزلہ آیا اکثر عمارات شاہجہان آباد اور دہلی کی گر پڑین تو مر تعمیر مین و
عمارت کو تزلزل ہوا چالیس روز تک یہی نوبت رہی کہ زمین ہلتی اور آواز پیدا ہوتی تھی آدمیون کو خوف سمایا تھا بعد
مدت مذکورہ اگرچہ زلزلہ موقوف ہوا چار پانچ مہینے تک کبھی کبھی لرزہ سا آجاتا تھا القصہ مقرر ہوا تھا کہ غرہ ماہ ذیقعدہ
کو پیش خیمہ بادشاہ اور قطب الملک کا شاہجہان آباد کو لیجا دین اور حسین علیخان مع مردان رزم آزما کے روانہ دکن ہو
اسی عرصہ مین پھر محمد امین خان کے ساتھ بسبب دراندازون کے منازعت درپیش ہوئی چند روز تک گفتگوے مخاصمت
بلند رہی یہانتک کہ اعتماد الدولہ مع اپنے بہادرون کے منتظر حرب مسلح بیٹھا رہا کرتا تھا آخر کہ رفع کدورت ہوئی باہم
سخت سوگندون سے اقرار رفاقت ہوا ایفاے عہد جو کچھ محمد امین خان سے ہوا عنقریب بیان ہوگا کہتے ہین کہ فوج
دلاور علیخان جو باقی رہ گئی تھی پریشان حال عالم علیخان بہادر سے جا ملی اور نظام الملک سرانجام کار اور درستی مہم و جان
اور ترغیب اور تحریص مردم مین مصروف رہا اور عالم علیخان کے رفقا کو خوب بہکایا انور خان ناحق شناس سادات کا حق
پرورش فراموش کرکے نظام الملک سے جا ملا یہان بھی خبث باطن ظاہر کیا کہ عالم علیخان کو لکھا کہ ہنوز نظام الملک
فی نفسہ ان قوت نہین پکڑی جلد پہونچیے وقت فرصت ہاتھ سے نہ دیجیے اتفاقاً وہ خط نظام الملک کے ہاتھ لگا اور انور خان
کی عزت خاک مین ملگئی جلد جزاے اعمال کو پہونچا عالم علیخان اوایل ماہ رمضان مین مع فوج قریب پچیس ہزار سوار کے
چلا جسمین بارہ تیرہ ہزار سوار مرہٹہ راجہ ساہو کے ملازم تھے اور کندو دہاریا و سکراجی ملہار وغیرہ سرداران مرہٹہ جو کہ
مرہون احسان تھے ہمراہ ہوے اور بعض امراے مشہورہ دکن بھی ظاہری اطاعت کے رو سے مجبور ہمراہ ہوگئے تھے القصہ
کتل فردا پور مین جو صوبہ خاندیس اور بالا گھاٹ اورنگ آباد کے مابین واقع ہے شہرا فوج مرہٹہ حسب شعار ربط
خود غرضیات کی لوٹ مار مین منتشر ہوئی نظام الملک نے اسباب فاضل اور ناموس کو قلعہ اسیر مین روانہ کرکے
عالم علیخان کی لڑائی کو آمادہ ہوا چونکہ دریاے پورنا جو کہ برہانپور سے ۸ کوس پر واقع ہے نہایت طغیانی مین تھا عبور
مین توقف ہوا نظام الملک عوض خان کے رہنمائی سے سترہ کوس بائین جانب سے پایاب پاکر بلاتاخیر بہ سمت بلغار پار گیا
عالم علیخان اس عبور سے آگاہ ہوکر مقابلہ کو متحرک ہوا اپنی دست برد کیواسطے پیشقدمی کر گیا نظام الملک کا لشکر
گھیر کر شوخیان کرنے لگا ایک تو بارش کا برابر تار لگا تھا دوسرے مرہٹہ محیط تھے چند روز تک نظام الملک کے لشکر مین

قلعہ کی گرانی اور کمیابی ظاہر ہوئی مرہٹہ بہیر و بنگاہ مین چپاولی کی لڑائی کیے جاتے تھے عوض خان اور مرہٹہ جو نظام الملک کو رفیق تھے اور حسین علیخان کے مخالف تھے تدارک کرتے تھے اور نظام الملک تامل کے ساتھہ جنگ کنان اُس موقع کا جویان چلا آتا تھا کہ کوئی عمدہ موقع لڑائی کا ہاتھہ لگی تا آنکہ قصبہ بالاپور جا پہونچا اور وہان پر موقع دلخواہ پاکر لشکر گاہ کیا

عالم علی خان کا نظام الملک سے مقابلہ کرنا اور نہایت بہادری سے راہی عدم ہونا

عالم علیخان بہادر پانچوین شوال کو نظام الملک کے مقابلے پر پہونچا مشہور خان اور غالب خان ولد رستم خان دکنی کو ہراول کرکے امین خان برادر خان عالم اور عمر خان بنی عم داؤد خان اور شمشیر خان اور محمد اشرف خان بخشی اور فرزند خان دیوان اور حبشی خان اور محمدی بیگ کی کشتی پناہی پر بانی اور رعایت طلب خان اور خواجہ رحمت اللہ خان وغیرہ دلاوران نامی اور سرداران گرامی کو یمین و یسار مین جگہہ دیکر توپخانہ کو بجائے شایستہ لگایا دس بارہ ہزار سوار پیادہ کرناٹکی روہیلہ لیکر فیلان مست غرق آہن کو توپخانہ کے پیچھے مقرر کیا چونکہ جوان نو رسیدہ ناتجربہ کار تھا باوجودیکہ دلاور علیخان کی لڑائی کا حال سن چکا تھا کہ نظام الملک نے کمین گاہ مقرر کی تھی اور اوسی کے پوچھاڑ سے دلاور علیخان نے شکست کھائی اپنی فکر نہ کی اور بلا مین گرفتار ہوا پیچ سے سابقہ پیش آتی ہی وہی چوک کہ پشیمانی پیچھے ہو القصہ ربادہ ماہ مذکور عرصہ کارزار گرم گرم ہوا نظام الملک نے رحمت خان بہادر کو ہراول کرکے غازی الدین خان اپنے لڑکے کو ہمراہ کیا اور عبدالرحیم خان اور رعایت خان اور سعد الدین خان اور داراب خان اور کامیاب خان اور غیاث خان اور قادرداد خان اور اختصاص خان اور دلیر خان اور فتح اللہ خان اور انور خان وغیرہ کو مع چند راجاؤن کے میمنہ اور میسرہ پر تعین فرمایا اور خود مع عوض خان کے قول مین آیا اور تنہا مرہٹہ کو مع بعض زمینداروں کے پیشگاہ مین چھوڑ کر مرہگان مخالف کے یورش دفع کرنے کو حکم دیا اور توپخانہ اور بان جو کچھ ہمراہی مین تھا اور جسقدر قلعہ اسیر اور برہانپور اور دلاور علیخان کے لشکر سے حاصل کیا تھا اول روز تو ویساہی لگا رہا رات کو گوشہائے تختی مین واقعہ یمین و یسار لگا دیا اور دلاوران مستعدین کو مع چہرہ دار توپ اور بان کے کمین گاہ مین کھڑا کر دیا اور خود اونکے زیر پناہ ہوا فوج عالم علی خان کی متحرک ہوئی مشہور خان ہراول دس بارہ ہزار سوار ہمراہی سے نظام الملک کے توپخانہ شرربار پر حملہ آور ہوا لیکن جبکہ پہلی ہی بارہ مین ہزاروں بار ہے اور کتنی خاک مین ملگئے مبارزان مغلیہ جو نظام الملک کے نوکر تھے دلاوری کرکے ہراول کے مقابلہ مین جا پہونچے عالم علیخان کی فوج مین عجب طرح کا زلزلہ آیا عالم علیخان اپنے فوج کی سراسیمگی دیکھکر مع غیاث خان ہمنشین کے مدد کو آپہونچا حملات بہادرانہ سے نظام الملک کی سپاہ پر عرصہ تنگ کیا فوج مقہور روگردان اور اوسکے تعاقب مین عالم علیخان مع رفقا کے شتابان ہوا اگرچہ عنان ہوشیاری ہاتھہ سے چھوڑ دی آگے پیچھے کا خیال نرہا جلد جلد قدم بڑہاتا آتا تھا تقدیر برگشتہ کی رہبری سے توپخانہ کمین گاہ اور فوج مغل کے برابر جا پہونچا ناگہان ادہر سے یکبارگی بان اور توپ چہرہ دار کی فیر سے قیامت برپا ہوئی دوم

باروت سے تاریکی چھائی گویا موت کی بدلی اوٹھی آگ چھروں کی بوچھار سے موسل دھار خون برسنے لگا بعد رفع تاریکی معلوم ہوا
کہ منور خان ہراول اور غالب خان اور شمشیر خان اور محمد اشرف خان اور خواجہ رحمت اللہ اور ہاشمی خان اور چند بنگش
وغیرہ جانباز مجروح و مقتول اور اکثر سوار و پیادہ فرار ہو گئے پہلوان بن عالم علیخان بہادر با وجود جراحتی چند بہادران جانفشان کی
ساتھ مستقیم الحال رہا اور دمبدم آگے کو بڑھتا جاتا تھا اوس وقت میں اختصاص خان غیرت خان تھا اور عیاث خان
جسکی ایک آنکھ تیر سے زخمی ہوئی تھی جسارت کرتے ہوئے عالم علی خان کے روبرو ہوئے اور دیگر
سرداران نظام الملک بھی جو اوسکے قرابت رکھتے تھے مدد کو پہونچے عجب طرح کی زد و خورد ہوئی آخرکار اختصاص خان نے
دو دستی تلوار کا ہاتھ مارا کہ سر بدست عالم علی خان کا ہاتھ حرکت سے معطل ہوا اور فوج نظام الملک کی یورش
متواتر ہوئی دہ نوجوان یکہ قدم عالم علی خان کے ہمراہ تھے جنمیں اوس فیل ہاتھی گھوڑے والے اور پیادہ تھے سرخرو ہوکر شہید
ہوئے سنکراجی ملہار زخمی مع چند سردار دیگر گرفتار ہوا اور محمد خان برادر زادہ داود خان اور اسد خان برادر خانعالم
جہنوں نے دو تین لاکھ روپیہ اور تین چار ہاتھی اس معرکہ میں خان مرحوم سے لیے تھے ہر وقت مقابلہ کے جدا ہوکر
مع بعض دیگر رفقاء پیشہ کے لشکر نظام الملک میں جا ملے اور خیمہ وغیرہ کل کارخانہ جو کہ اوٹھیروں سے بچا نظام الملک
کی قبضہ اختیار میں آیا اس لڑائی میں کوئی نامی سردار نظام الملک کا آفت جانی سے [illegible] قلم مجروح ہوئے
تھے مرقوم الطرف [illegible] سے پہلے جنگ ہو گئے اس خبر کے سننے سے جس قدر رنج و غم قطب الملک اور امیر الامرا کو ہوا بیان
سے باہر ہے خصوصاً امیر الامرا کہ گھر میں کانا سا [illegible] کرنے لگا ایسے ناموس کی فکر سے جو دکن میں تھی نہایت
مضطرب تھا ہفتہ بعد خبر پہونچی کہ حسین علی خان کے عیال کو مع مال و اسباب کے قلعہ دار دولت آباد نے قبل پہونچنے
فوج نظام الملک کے قلعہ میں گھیر لیا تھا اور باوجود کمال ازردگی کے جو حسین علی خان سے رکھتا تھا لوازمہ غمخواری
کی مراعات کی اس خبر سے کسیقدر دلجمعی امیر الامرا بہادر کی ہوئی اور پھر اسی عرصہ میں خبر پہونچی کہ مبارز خان صوبہ دار
حیدر آباد اور دلاور خان جو باہم ہم زلف ہیں سات آٹھ ہزار سوار سے رفیق نظام الملک ہوئے ہیں

امیر الامرا کا دکن کو جانا اور قطب الملک کا شاہجہان آباد آنا اور دیگر سوانحات کا بیان

انجام کو یہ صلاح ہوئی کہ قطب الملک بادشاہ کی نیابت سے دار الخلافہ میں رہے اور حسین علیخان بادشاہ کی خدمت
میں جا کر انتظام الملک کی سزا کرے جب یہ عزم بالجزم ہوا امیر الامرا نے محمد سید خان ولد اسد اللہ خان کے ہمراہ
بہیجکر جماعہ داران عمدہ افغانی اور بارہہ کو طلب کیا تاکہ قریب پچاس ہزار سوار قدیم اور جدید نوکر رکھکر مع بادشاہ اور افواج شاہی اور
راجہ وغیرہ اور توپ خانہ آتشوب اور گولہ انداز قضا دست ہمراہ لیکر آخر شوال کو دکن کو جانا پیش خیمہ نکالا اور خود امیر الامرا نے کوچ کر کے
اکبرآباد سے دس کوس پر مقام کیا چونکہ اجل سر پر کھڑی تھی امیر الامرا نے چند امور صریح بخلافت کیے چنانچہ اوائل ذیقعدہ میں

میر آتش کی خدمت سید خانجہان سے لیکر حسین علی خان کے اقربا مین تھا حیدر قلیخان کو دی اور ۲ ذیقعدہ ۱۱۳۲ کو محمد شاہ نے اکبرآباد سے کوچ کر کے تین کوس پر جا کر مقام فرمایا اور سید عبداللہ خان نے بطریق مشایعت رفاقت کی رخصت لی پندرہ ذیقعدہ کو جشن بادشاہی تھا قطب الملک چاہتا تھا کہ بعد فراغ رخصت ہو حسین علی خان راضی نہوا چار کوس سے رخصت کر دیا اور اوسی مہینے کی چودھوین تاریخ کو حسین علی خان بادشاہ کے ہمراہ فتحپور میں داخل ہوا اور تین چار مقام واسطے سرانجام جشن جلوس کے فرماے قطب الملک نے مع حامد خان عموی نظام الملک کے اور ... اور غازی الدین خان غالب جنگ اور ابراہیم خان اور نعمت اللہ خان اور میر خان اور سید صلابت خان وغیرہ امراء کے سیر و بال کے وہان رکھا ۱۹ کو شاہجہان آباد کی راہ لی اثناے راہ مین محمد خان بنگش نے ملاقات کی اور ... بادشاہ اور سید سے ظاہر کر کے پچاس ہزار روپیہ علاوہ چھ لاکھ روپیہ کے جو حسین علی خان سے بوعدہ ہمراہی ... لیکر اپنی راہ لگا شرکت کا فقط بہانہ تھا

مارا جانا امیر الامرا حسین علیخان بہادر کا اثناے راہ دکن مین امراے زمن کے مکر و فریب سے اور زوال دولت بارہیہ

جب کہ قطب الملک شاہجہان آباد کے چالیس کوس پر پہونچا امیر الامرا حسین علیخان بہادر اور غیرت خان بہادر بھانجہ خان مذکور اور نور الدین علیخان برادر امیر الامرا کے کشتہ ہونے کا حال رتن چند کے شقہ سے جو نہایت اضطرار مین تحریر کیا تھا مطلع ہوا شرح اسکی یہ ہے کہ جب بادشاہ کو چند ان اختیار نرہا دست تسلط سادات کا ہوا امراے قدیم نظام الملک اور ... اور اعتماد الدولہ کو رشک ہوا اسوقت سادات کی فکر مین رہتے تھے اور محمد امین خان نے بادشاہ کی ... اجازت حاصل کی نظام الملک کو شورش پر آمادہ کیا اور اوسکی کوشش کا اثر عالم علیخان اور دلاور خان پر گذرا جب محمد امین خان نے امیر الامرا کا ارادہ نظام الملک کی استیصال پر دیکھا نہایت اپنی ذلت اور مخصوص تورانیون کی سمجھا اور یہ یقین تھا کہ بروقت مقابلہ امیر الامرا فتحیاب ہوگا لہذا اسی فکر مین روز و شب رہتا تھا کہ امیر الامرا کو اثناے راہ مین غافل پاکر مار ڈالے مگر یہ امر دشوار دوسرے کی اعانت بغیر ناممکن تھا کہتے ہین کہ میر محمد امین المعروف سعادت خان جو سادات نیشاپور خراسانی مین تھا اور جسنے عہد فرخ سیر مین عہدہ ہفت ہزاری حاصل کیا تھا بعد اون ہندون بیانہ کی فوجداری پر جو عمدہ محالات اکبرآباد مین سے مقرر ہوا اور وہان زیادہ سپاہ فراہم کی اور سید عبداللہ خان سے مدد لیکر وہان کا بندوبست کیا اور سرکوبی مخالفین کے صلہ مین اضافہ پانصدی سے مقرر ہوا اس سفر مین کسی اپنے مدعا کو ہمراہ لشکر محمد شاہ کے تھا محمد امین خان نے بمناسبت وجہ اوسکو اپنا ہمراز و ہمدم بنا کر باہمدگر میر حیدر خان کاشغری سے جو قوم مغل تھا اور بسبب ہمشیرہ ... کے میر کا خطاب رکھتا تھا درخواست صلاح کی میر مذکور نے جو نہایت بیباک اور مرد شجاع تھا قبول کیا ... اور صلاح کی کہ ...

اس مہم کو انجام دیجیے باتفاق فرقہ اس امر بد کا میر حیدر کے نام پڑا اور اس نے عرضی متضمن شکایت محمد امین خان کے لکھی اور ایک
کو اپنے ہمراہیوں سے ہمراہ لیکر روز چہارشنبہ ۶ ذی الحجہ ۱۱۳۲ ہجری کو جب کہ فتحپور سے ۳۵ کوس پر مقام ہوا تھا آیا اور محمد امین خان
نے دو پہنچ ... ایک دولتخانہ شاہی کے ہر جی غراج والا ظاہر کر کے اپنے ... حیدر قلی کے پیش خیمہ میں پہونچایا اور اوسکو بھی
اس ارادے سے آگاہ کر کے متفق کیا امیر الامرا بادشاہ کو خیمہ میں اوتار کر داخل محلسرا کر کے خود خیمہ سے نکلا اور عازم اپنے لشکر کا
ہوا چونکہ فاصلہ اولی ایک کوس پر ہوا کرتا تھا جب دروازہ کلال بارہ کے نزدیک پہونچا میر حیدر نے دور سے نمایاں ہو کر کاغذ عرضی
کو نمایاں کیا چیلہ اور چوبدار روبرو آنیکو مانع ہوئے قضا و قدر نے امیر الامرا کے دل میں ڈالدیا کہ حکم روبرو آنیکا صادر فرمایا
میر حیدر خان نے دوڑ کر عرضی گذرانی اور متصل پالکی عرض حال کرتا ہوا چلا جاتا تھا چونکہ امیر الامرا متوجہ ملاحظہ عرضی ہوا
میر حیدر خان نے پیش قبض کمر سے نکال کر اس زور سے اوسکی جگر پر ماری کہ دوسری طرف برآمد ہوئی اور اوس ضرب سے شہید
ہو گیا لیکن اوسی جلدی میں امیر الامرا نے قاتل کو لات مار کر فرمایا کہ بادشاہ کو قتل کر لات کے صدمہ سے پالکی لڑکی اور
لاش امیر الامرا کی زمین پر گر پڑی اسکے دیکھتے ہی نور اللہ خان ولد اسد اللہ خان نے جو امیر الامرا کا عمزادہ تھا اور پیادہ پالکی
کے ہمراہ چلا جاتا تھا اپنی تلوار سے قاتل کو قتل کیا اور ایک روایت یون بھی ہے کہ اسکے قتل میں میر مشرف بھی شریک ہوا
اور دوسرے مغل کو جسنے نور اللہ خان کو مارا میر مشرف نے روانہ عدم کیا اور خود زخمی ہو کر جان بچا گیا دوسرے مغل ہجوم کر کے
امیر الامرا اور نور اللہ خان کا سر کاٹ کر بادشاہ کے روبرو لائے خواجہ مقبول خان ناظر امیر الامرا نے جانفشانی کی زخمی ہو کر
تین چار روز کے بعد حق نمک سے ادا ہوا امیر الامرا کے سقے اور خاکروب بھی شرط رفاقت کی ادا کرنے میں شمشیر برہنہ
بادشاہ پر دوڑے مگر تسبیح خانہ کے نزدیک دست مغل یا برہان الملک کے بچہ سے مارے گئے کسقدر ہمراہیان محکم سنگہ
دیوان امیر الامرا نے کلال بارہ کے دروازہ پر پہونچکر راہ مسدود کی اور راجہ دیوان خاص کے پھاٹک پر شمشیر عریان جا پہونچے
دو تین نفر زخمی اوٹھا کر اور امیر الامرا کو کشتہ پا کر واپس ہوئے بعض مردم برقنداز حسین علیخان بہادر کے برقنداز بھی
کر کے پریشان و فرار ہوئے

خبر قتل امیر الامرا عزت خان کو پہونچنا اور بادشاہ کے مقابلہ میں اکر جان دینا

جبکہ امیر الامرا کی خبر قتل عزت خان بہادر خواہرزادہ امیر الامرا کو پہونچی مطلق آراستگی فوج اور توپخانہ اور طلب رفقا
اور درستگی سامان لشکر کے رومال سے آنسو پونچھکر ہاتھی پر سوار ہوا اور بادشاہ کے مقابلہ پر دو تین ہزار سوار سے آپہونچا
اوسوقت سعادت خان نے محمد امین خان اور حیدر قلیخان کی رہنمائی سے حرم سرائے شاہی کے دروازہ پر پہونچکر رفقائے
امیر الامرا کو جو بضرور ازدحام کے ہوئے تھے دفع کیا اور ہر چند والدہ شہریار بمقتضائے رافت مادری بادشاہ کے باہر نکلنے پر
راضی نہ تھی مگر سعادت خان [illegible] بمقتضائے دولتخواہی بکمال الحاح بادشاہ کا ہاتھ پکڑ کر محل سے باہر لایا اور اعتماد الدولہ
اپنے ہاتھی پر سوار کر کے خود خواصی میں بیٹھا چونکہ فوج اور بادشاہی رسالہ اور امرا سے موافق دستور ہر روز کے اپنی جگہ پر

کو گئے تھے اوسوقت قلیل جمعیت تو مغل محمد امین خان کے ہمراہیون سے اور کسیقدر مردمان سعادت خان کے گاردی
شاہی مین تھے حیدر قلیخان جسنے حسن لیاقت سے آج کے واسطے مردم توپخانہ کو مشغول کر رکھا تھا عین آشوب و رستخیز مین
آیا عزت خان بہادر نے جو کہ دو ہزار سوار سے نہایت نزدیک آگیا تھا احضار مردم اور توپخانہ اور فیل خانہ بادشاہی مین تدبیر کی
اور عین اضطراب مین درستگی فوج کر کے مستعد سرداری ہوا اور عزت خان شیر ژیان کیطرح جان سے ہاتھ دھو کے
نہایت بیقراری سے چلا آتا تھا گویا کڑی کمان کا تیر تھا اوس بہادر کو مد نظر یہ تھا کہ اول قاتل کو قتل کرے بادشاہ اور
محمد امین خان اور حیدر قلیخان کو جسکے حیدر قلیخان کی کار فرمائی سے گولہ اولے کی طرح سے برستا تھا اور حیدر قلیخان نے
معرکہ کارزار کو ایسا گرم کیا کہ چار سو سے صداے احسنت احسنت آتی تھی امراے بادشاہی جو اندر دربار کو پہنچے جاتے تھے اور کم کوئی
عزت خان کی مدد کو بھی پہونچی تھی خلاصہ عزت خان نہایت نزدیک حیدر قلیخان اور بادشاہ سے آگیا عزت خان سے بہر آ اگر اجل
تو دور بھی ایسا پشت سپر مین نہ بنا ہوا کہ بعد فتح نہایت دشواری سے برآمد ہوا تھا قمر الدین خان اور سعادت خان حیدر قلیخان
کی مدد پر پہونچے تھے شرط وفاداری بادشاہ اپنے دست مبارک سے تیر افگن تھا اس عرصہ مین لوٹیرون نے امیر الامرا وغیرہ
سادات کے خیمون مین آگ لگا دی اور اوسکے مال و اسباب کو جو کہ ورثے زیادہ تھا لوٹ لیا اور صمصام الدولہ خاندوران بہادر منصور
جنگ بادشاہ کی مدد پر حاضر ہوا عزت خان نے بعد دو تین زخم تیر کہانے کے حیدر قلی خان کے خواص کی گولی کہا کر راہ عدم لی
خزانہ وغیرہ اوسکا خوب لوٹا گیا اور جو کچھ راہ مین رہگیا تھا لوٹ سے محفوظ رہکر داخل خزانہ بادشاہی ہوا

بعد قتل امیر الامرا کے اوسکے ہمراہیون پر جو ایسا آنیکا اظہار

بعد فتح و نصرت کے حیدر قلیخان نے محکم سنگہ کو پیغام عنایات حضرت کا بادشاہ کی طرف سے دیکر اپنے پاس بلوایا اور اوسکی عفو تقصیر کے بعد منصب شش ہزاری
پر سرفراز کر دیا اور رتن چند کو اعتماد الدولہ کی طرف سے مکرر پیام پہونچے کہ اوسکو یہ خیال ہوا کہ جان کا بچنا محال ہے پس
ایک رقعہ متضمن ماجرا قطب الملک کے نام لکھکر ... روانہ کیا اور خود سواری پالکی اپنے گہر کو چلا گیا کہ وہ مغل اور
کچہ لوگ بازاری نے جو کہ اوسکے اطوار ناشایستہ سے بیزار تھے اوسکے سر پر پہونچکر پالکی سے اوتارا اور عریان اور احوال تباہ سے محمد امین خان کی
پاس لا کر حاضر کیا اوسوقت جان کا امان خواہ ہوا محمد امین خان نے لباس پہنوا کر قید مین رکہا راے سر و نندلال جو قطب الملک
کا وکیل تھا وقت کی نیرنگ سازی دیکہکر ڈاڑہی مونچہ منڈوا کر صورت تخت نشینی بنائی اور کسیقدر مال و اسباب لوٹا کر بقدر حاجت
نقد و جنس ہمراہ لے آشنایون کے گہر و نہین بسر کرنے لگا اور سر وقت قابو آکر چلا گیا اور ... خان کے پاس جا پہونچا ... علیخان
خدمتگار مقرب حسین علیخان جو صاحب فیل اور داروغہ داغ و تصحیح اور لڑائی کے دن غیرت خان کا رفیق ہوا تھا
دو تین روز تک تاراج کی آفت سے محفوظ رہا آخر کار مال و آبرو دونو برباد ہوئین قید ہو گیا اور بہت سے شرفا ... باوجود
و عمدہ ... اضافہ اور رعایت لشکر کے پاس نکال ... کے جدا ہو گیا اور چند ... بادشاہ کے ہمراہ اور محمد امین خان

کی ترغیب و تشنیع عوام کیواسطے جنازہ امیر الامرا کو عزت خان ولد نواب اولیا کا زیارات مین لیکر ٹہیری اور جنازہ جس تردد اور انتہا شجاعت
کو مردمان مخاطب سے فرمایا ہے کہ ان مین یہ لوگ شہید ہین کہ ہمت زیادہ بعد ازان جنازہ روانہ اجمیر کیا تاکہ اونکو میر عبداللہ خان کے جوار مین دفن کرین
جنازہ آرائی سے یہ غرض تھی کہ راستے مین رہزن لوگ لوٹ کر غارت کرین لیکن یہ امر نہوا جسجگہ تابوت پہونچتا وہانکے لوگ
احترام کے ساتھ پیش آتے آخر اجمیر پہونچا کر سپرد خاک کیا۔ زمانے کا مرسوم ہے رنگ دگر کبھی شام ہے اور کبھی ہے سحر
عوض داد و دانش سے رکھہ صبح شام کہ بعد فنا تا رہے نیک نام۔ معتمدین سے دریافت ہوا کہ داد و دہش یہ دونون صفات امیر الامرا
مین نہ تھے اور جو کچھہ فرخ سیر اور امیر الامرا کے بعد گذرا اخبار سے معلوم ہوتا ہے کہ بار رجب الا جاری سرزد ہوا ورنہ کون ہے کہ
حفظ آبرو اور جان کو نچاہے دنیا طلب البتہ حفظ آبرو نہین کرتے بلکہ تا العیان عدا ہیولی سے بھی حفظ نادر ایسے لوگ ہوتی
ہین جنکا یہ مقولہ ہے سے آبرو جائے مین رہے اور جان جانا ثم ہے۔ الغرض اسد اللہ خان معروف بنواب اولیا جو کہ واقعیار ہو گیا تھا رتبہ
بیت اللہ کی حاصل کرکے اپنے مقصد کو روانہ ہوگیا اور غلام علیخان کر ظفر کے تحقیق خدمت تھا جو ہر وقت کا ساتھ بادشاہ کے
اوس سے ظاہر ہوتی تہین بے آبروئی سے محفوظ رکھ کر بوقت فرصت عبداللہ خان کے پاس چلا گیا نصرت یار خان نوجہ
سادات نامے اور عبداللہ خان سے غبار رکہتا تھا اور بموجب طلب حسین علیخان کے لشکر کو آتا تھا تین کوس پر خبر امیر الامرا کی
سنی چونکہ صمصام الدولہ سے محبت تھی اپنے آنے کی اطلاع کی صمصام الدولہ نے اسکو بلا کر اپنے ہمراہ بادشاہ کے حضور مین پہونچایا دو ہزاری کا اضافہ
پنجہزاری ہوا اعتماد الدولہ محمد امین خان کو منصب ہشت ہزاری ہشت ہزار سوار عنایت ہوا اور ڈیڑھ کرور دام انعام اور خدمت
وزارت مع لقب وزیر الممالک بہادر ظفر جنگ کے مرحمت فرمایا اور خدمت میر بخشی کی صمصام الدولہ کو ملی منصب ہفت ہزاری اور
خطاب امیر الامرائی کا دیا قمر الدین خان ولد محمد امین خان بخشی دوم اور داروغہ غسلخانہ اور صاحب خزانات دیگر مقرر ہوا اور اضافہ ہزاری کے
منصب ہفت ہزاری کیا گیا حیدر قلی خان ذو منصب ہفت ہزاری اور شش ہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ پاکر خطاب ناصر جنگ کا پایا سعادتخان
پنجہزاری ہوا اور خطاب بہادری اور عطائے نقارہ سے معزز ہوا اسیطرح جیسے ظفر خان وغیرہ ملازمان قدیم وجدید کی حوصلہ پوری فرمائے گئے

عبداللہ خان کا بادشاہ سے لڑنا اور سادات کا روسیاہ ہونا

سید عبداللہ خان شاہجہان آباد سے چالیس کوس نکل گیا تھا عزت خان بہادر کا شتر سوار مع نوشتہ خطر ناک چند
کے مشعر سانحہ جانکاہ امیر الامرا کے آپہونچا بدریافت ماجرائے گذشتہ عبداللہ خان کے نظر و نین جہان تیرہ ہوا اور رنجبر صبر و
شکیبائی چارہ کار ندیکھا خاموش دلین قلق کا جوش ہوا شاہجہان آباد کو لوٹا بعض شیرون نے ترغیب دی کہ
ہنوز اطراف کی فوجین بادشاہ تک نہین پہونچین اور حسین علیخان کا لشکر اوس سے متعلق نہین ہوا اسی عرصہ مین
پہونچنا چاہیئے قطب الملک نے یہ لڑائی نہ پسند کی صلاح ہوئی چونکہ بادشاہ مستقل اور اوسکے تکیدل ہوئی ہین اور اس
سبب سے ہماری فوج شکستہ خاطر ہے بدون ہمراہی کسی شاہزادہ کے جو نسل عالمگیر سے ہو مقابلہ کرنا بہتر نہین لہذا

دار الخلافت کو کوچ کیا اس خبر کی شہرت سے گنوار مفسد اور سواتی اور بہت دنوں نے متفق ہو کر بر وقت قابو پاکر جو اسباب پہنچی سپاہ و خیمہ کو راہ لوٹنا شروع کر دیا ہر چند تادیب اور تنبیہ بھی اونکی ہوتی جاتی تھی مگر اس حرکت سے باز نہ آتے تھے ایکروز ہمراہیان پیش خیمہ مین سے کوئی جماعہ دار مع اپنی جماعت کے مقتول ہوا اور ایک قافلہ شاہجہان آباد کا جسمین بعض اسباب حسین علیخان کا تھا اور بہر لیے جاتے جو لشکر سے دو تین کوس پر تھی پہونچا تھا تمام مال اسباب اوسکا غارت ہو گیا عمال محالات جاگیر نے زمیداران مفسد کو بے دخل کر کے محصول خریف کا خورد و نوش کر لیا سید عبد اللہ خان نے شجاعت اللہ خانکو مع میر تقی خانکے اس غرض سے شاہجہان آباد بھیجا کہ کسی شاہزادہ کو منتخب کرین اور نیز اپنے بھائی نجم الدین علیخان صوبہ دار شاہجہان آباد کو تحریر کیا کہ اوسکی مدد سے اور آراستگی اور فراہمی سپاہ اور سامان جنگ مین ساعی ہو آخر روز تاریخ آٹھوین ذی الحجہ کو یہہ خبر نجم الدین علیخان کو پہونچی قبل اسکے کہ یہہ خبر مشتہر ہو ایک جماعت کوتوال کی ہمراہ محمد امین خان کے مکان پر پہونچی ایک ثلث رات گذری تک اوسکا مکان گھیر لیا اور اوسکے آدمی بنا بر اطلاع یا بخیال وفاداری اپنی جگہہ پر تھی رہے دروازون کے نگاہبان رہے آخر بموجب ممانعت عبد اللہ خان یا بطور خود متنبہ ہو کر اس حرکت سے باز آیا اور نجم الدین علیخان نے عید قربان کی روز عیدگاہ جاکر نماز پڑھی بعد ازان عبد اللہ خان کی بھیجے ہوئے لوگ معز الدین کے لڑکونکی دروازہ پر آکر مستدعی اندر آنے کے ہوئے مگر اونہون نے نامنظور کیا اور شاہزادونکو بھی یہی معاملہ ہوا بعدہ سلطان ابراہیم ولد رفیع القدر نبیرہ بہادر شاہ کو راضی کیا

چند روز کیواسطے ابراہیم کا جلوس کرنا

گیارہوین ذی الحجہ ۱۱۳۲ ہجری کو سلطان محمد ابراہیم تخت نشین ہوا ابو الفتح ظہیر الدین محمد ابراہیم لقب مقرر کیا سید عبد اللہ خان نے دو روز کے بعد شاہجہان آباد مین آکر لازمت شاہ محمد ابراہیم حاصل کی غازی الدین خان کو منصب ہشت ہزاری اور خطاب امیر الامرائی اور میر بخشی کی خدمت مقرر ہوئی اور نجم الدین علیخان بخشی دوم اور صلابت خان بخشی سوم اور میرم خان بخشی چہارم مقرر ہوا ہر ایک امراے قدیم کی دلجوئی ہوئی جو اشخاص کہ رفیع الدرجات کے عہد مین معزول ہوے تھے طلب ہو کر بعطاے منصب و نقد خوشنود ہوے اکثرون کو حکم ہوا کہ اتنی روپیہ درماہہ پر رسالے بھرتی کرین اکثرون کے ساتھ چالیس پچاس ہزار روپیہ سے لاکھہ تک کی مدد ہوئی اور جانہ خان بھوی نظام الملک کو محال جاگیر اور عطاے نقد سے تسلی دی بعض امراے فرخ سیری مانند اعتقاد خان و شایستہ خان و سیف خان و اسلام خان و صفی خان کو جو ذلیل پاتے تھے طلب کر کے امیدوار مکارم فرماکر رفاقت کی ترغیب دی اسلام خان و صفی خان و محمد یار خان نے معذرت ناسازی مزاج ظاہر کی اور اعتقاد خان و سیف خان نے قبول منصب کرکے مدد خرچ کو کسقدر روپیہ بھی لیا لیکن اعتقاد خان وغیرہ منصب داران شاہی نے خیانت کی جو ایک منزل ہمراہ جاکر لوٹ آئے اور اونہی منصبداران کم منصب کو ساتھہ مانند چیلوجات وغیرہ کی بہت صدی اور ہزاری تک بہت سی رعایات کین اور اکثر ان قدیم جو پچاس روپیہ کی تنخواہ کو نہی تھی متنا در روپیہ پاکے خوشنود ہوگئے لیکن اب اسی ایسی روپیہ مین پانسو سوار اور جدید بھرتی کیے ہوی شریک ہوے اس سبب سے ملازمان

قدیم کی دل آزردگی ہوئی جو کہ لگا بداشت سپاہ میں تاکید ہوئی نو ہزار سوار سرکار قطب الملک میں ملازم ہو گیا در تخمینا ایک کرور روپیہ اس آراستگی سپاہ میں صرف ہوا

قطب الملک کا مع سلطان ابراہیم کے بعزم رزم محمد شاہ کے شاہجہان آباد سے نہضت کرنا

اوسی چند سنہ مذکور کو قطب الملک سلطان ابراہیم کو جو کہ ہمراہ ہے گوہر خیر جیسا کہ اوسوقت میں میسر آیا ہمراہ لیکر شاہجہان آباد سے آیا اول عید گاہ میں مقام ہوا یہان پر غلام علیخان لشکر محمد شاہ اور سرور علیخان اکبر آباد سے آکر قطب الملک کی سپاہ سے ملحق ہوا اس شخص کو مع نجابت علیخان کے ہو کہ بھیجا اور نیتنی قطب الملک کا تھا او رجو دو برس کی عمر پائی تھی قلعہ شاہجہان آباد کے بندوبست کو رخصت کیا چونکہ اول خبر پہونچی تھی کہ محمد شاہ ملک راجپوتانہ کی راہ سے متوجہ بیت الخلافہ ہے قطب الملک نے تیسرے کوچ میں خواجہ قطب الدین کے فرار کے پاس مقیم کیا بعد ازان سنا کہ اکبر آباد کی راہ آتا ہے لہذا فرید الدین فرید آباد میں آیا اور سیف الدین علیخان اور شہامت خان اور سید محمد خان و ذوالفقار علیخان وغیرہ روسا بارہہ کا انتظار کرتے ہوئے طے مسافت میں تامل کرتا تھا ہر منزل میں فوج بارہہ اور افاغنہ وغیرہ داخل معسکر ہوتی تھی علی ہذا القیاس حسین علی خان کے سب نوکرون سے جو بادشاہ کے نوکر تھے بگایا ہے لیکن وقت فرصت چلدیے ہر روز سو دو سو سوار آتا جاتا تھا جب کہ موضع پلول میں قطب الملک کا لشکر پہونچا سیف الدین علیخان اور شہامت خان اور سید محمد خان ولد اسد اللہ خان معروف نواب اولیا مع دیگر برادران و افواج بارہہ کے جو دس بارہ ہزار سوار کے قریب ہونگے اور ڈیڑھ سو ارابہ جنہیں سادات بارہہ کے ساتھ ہمراہی میں آپہونچا انکے بعد چوڑا من جاٹ بدر بدل سنگھ چند ہزار سوار سورج مل کی جو زمینداران عمدہ اکبر آباد و متھرا کا تھا مع محکم سنگھ اور کسیقدر ہمراہیان حسین علیخان اور زمینداران اطراف کے ملحق ہوا علاوہ افواج سابقہ کی جہانتک نظر کام کرتی تھی زمین نظر نہ آتی تھی اوسی روز چوڑا من نے دو تین زنجیر فیل اور چند قطار شتر جو لشکر محمد شاہ سے رہ گیا تھا بطریق رہ آورد کے قطب الملک کو دیے قطب الملک نے اوسکو انعام دیا خلاصہ یہ کہ نوین محرم کو فوج محمد شاہ نے موضع شاہپور سے نکلکر متصل اوسکے مقیم بنایا دونون لشکر کا فاصلہ کم رہگیا محمد شاہ نے ہر چند انتظار عبد الصمد خان سیف الدولہ بہادر دلیر جنگ اور راجہ جے سنگھ کا کیا مگر بوجہ راہ اور دیگر موانع کے سبب سے نہ پہونچ سکے ہان محمد خان بنگش تین ہزار سوار اور مظفر خان روہیلہ اور بابر خان بیواتی کے ساتھ حاضر حضور ہوا اور جے سنگھ سوائی کے چار ہزار سوار آنکر ملحق فوج شاہی ہوئے ☆☆

جانبین کی صف آرائی اور محمد شاہ کی فتح و فیروزی سادات کی تیرہ روزی خاندان بارہہ کا زوال

نوین اور دسوین محرم سے طرفین کے لشکرون میں حزم و ہوشیاری ہونے لگی حسب الحکم قطب الملک کے چوڑا من نے بہت کچھ سعی کی کہ بارود خانہ بادشاہی میں آگ لگا دے تاکہ توپخانہ کے سرگا و اڑا دے لیکن حیدر قلی خان میر آتش کی خبرداری

سے کچھ نہو سکا محمد شاہ کے لشکر کا ہراول حیدر قلیخان مقرر ہوا اور سعادت خان بہادر اور محمد خان بنگش دہنی طرف اور صمصام الدولہ
اور نصرت یار خان اور ثابت خان مع دیگر فوج کی بائیں طرف مقرر ہوئی اور اعظم خان کہ ہمراہ سرداران جنگ آزمودہ کو طرح میں اور اعتماد الدولہ محمد امین خان کو
مع ہادی خان اور قمر الدین خان اور عظیم اللہ خان اور طالع یار خان وغیرہ کے التمش پر ٹھہرایا اور شیر افگن خان اور ترتیب خان وغیرہ
حضور خاص میں رہے اور سید جملہ اور عنایت اللہ خان اور ظفر خان اور اخلاص خان اور راجہ گوپال سنگہ بہدوریہ وغیرہ بہیر و بنگاہ
کے محافظ ہوئے اور اسد علیخان و سیف اللہ خان و محامد خان و امین الدین خان وغیرہ مع فوج راجہ دہراج کے جرار الغار و جرانغار کی
مددگاری اور ہمواری خدمہ محل سے قوت افزا ہوئے فیلان کوہ شکوہ کو براق جنگ سے آراستہ اور عقب میں جوانان جرار توپخانہ لشکر اپنے توپ
کی مدد پر آمادہ ہوئے قطب الملک نے حسن پور پہونچکے مقام کیا ۱۲ محرم کو ترتیب لشکر میں مصروف ہوا سرداران بارہ بموجب اپنے
خوئے رعونت انگیز کے جیسا کہ چاہیے مطیع تھے لہذا چند بار ترتیب ہوئے اور پھر برہم ہوئے بہر صورت نجم الدین علیخان اور سیف الدین علیخان
اور غالب جنگ بہادر غازی الدین خان اور مظفر خان وغیرہ بارہہ ہراول پر مقرر رہے اور چاند خان و سیف خان و بہرام خان
و نصرت اللہ خان و امیر خان و سید صلابت خان اور عبد الغنی خان اور اخلاص خان افغان و عمر خان روہیلہ و دیندار خان و
عبد القدیر خان و صبغۃ اللہ خان و غلام محی الدین خان و دلیر خان و شجاع خان بلوچ و عبد اللہ خان ترین وغیرہ افغانان صاحب
الوس اور زمینداران فیل مع انبوہ بیشمار اور ستر فیل سوار ہیں اور بسیار قطب الملک و سلطان ابراہیم کے مقابل پیدا ہوئے اور ابو الحسن خان بخشی سابق اور
سید علیخان بخشی رسالہ اور سیراب بخشی مردم بارہہ پچیس ہزار سوار قدیم و جدید سے مع پیادگان بارہہ کے ہمرکاب قطب الملک
کے سوار ہوئے ۱۳ تاریخ کی رات پاسداری اور حفاظت میں گذری صبح ہوتے تیر و کمان نے پیغام اجل پہونچانا شروع
کیا بادشاہ نے فیل سوار ہوکر فرمایا کہ بموجب حکم رتن چند کا سر کاٹکر اوسکے ہاتھی کے نیچے پامال کریں فوج دریا موج نے
پیش آہنگی کے توپخانہ نے دہویں اوڑانا شروع کیا گرد اور کوس کی آوازیں کوسوں تک پہونچیں امن و امان گوشہ سلامت
کو سدھارے اگر بیزن ہلکے گوش کر دیاں کر گیا تو پونکی گرج رعد کا کلیجہ پھاڑتی تھی بان کی آن بان سے شہاب ثاقب کی جان جاتی
تھی توپخانہ میں حیدر قلیخان کا اہتمام تھا آتش افروزی میں ید بیضا کی کرامات روشن تھی ہر دم قدم پر قدم پیشتر کو رواں
تھا بکہ ان سید کا دم گھٹتا تھا خصوصاً نجم الدین علیخان نے دس بارہ ہزار سوار اور توپخانہ برق آثار سے درختان گنجان
کے سایہ تلے جا کر ایسی آتش باری کی کہ طائر خیال کے پر جلنے لگے فوج بادشاہی پر ایسی آگ برسائی کہ عرصہ بہر تنگ کر دیا بہادران
نامی کے چہرے زرد ہوئے اوڑنے لگے بے شرم و بے حیاؤں نے راہ گریز کی بے حیائی کا پہلا سنا یا حیدر قلیخان مع صمصام الدولہ
اس حال کے دیکھتے ہی نصرت خان اور ثابت خان وغیرہ بہادروں کے ہراول پر آئے نجم الدین علیخان کے مورچہ میں یکدم
شرر افشانی سے آگ لگا دی وہ مورچہ اوسکے ہاتھ سے نکل گیا آفتاب کے ڈوبتے وقت قطب الملک نے فرمایا کہ مختصر خیمہ
استراحت کے لیے آراستہ ہو چونکہ آسایش دنیوی انجام کو پہونچی تھی مقربوں نے صلاح نسمجھکر موقوف کیا جسوقت تھوڑی
رات گزری [illegible]

چلا تمام رات قطب الملک کی فوج پر گولہ برستا رہا اکثر ہمراہی مجروح اور مقتول ہوے خلاصہ یہ ہے کہ عجب طرح کا تحمل اون لوگون سے ظاہر ہوا بہت سی فوج نے بیقرار ہو کر امن و پناہ کی جستجو مین کنارہ کیا اکثر فیل سوار اور جماعہ داران معتبر نے فرار کرکے اپنے تئین گوارون کے لوٹ مار مین ڈالا اخیر شب کو جب راجہ محکم سنگہ کے فیل سواری پر گولہ لگا محکم سنگہ گھوڑے پر سوار ہو کر اس زنگ سے باہر نکل گیا کہ دیر تک اوسکے موت حیات کی خبر کسیکو معلوم نہوئی تا آنکہ ۱۴ تاریخ روز جمعہ کے صبح ہوتے ہی صرف سولہ ہزار سوار منجملہ ایک لاکھ سوار کے جو کہ تمام شب بیدار اور اٹھہ پہر توپخانہ آتشبار کے مقابلہ مین دوچار رہے اور گرسنہ اور تشنہ بسبب محرومی آب کے جو کہ بہت دور اور قوم جاٹ کے تصرف مین تھا حاضر رہے تھے اور سپاہ آبروانی ہمراہ قطب الملک و غازی الدین خان وغیرہ سرداران وحامد خان وسیف خان و امیر خان و روح اللہ خان و نعمت اللہ خان و بیرام خان وغیرہ اور چند جماعہ دار قدیم الخدمت مثل صبغۃ اللہ خان و شیخ ہیلا کے رہگئے تھے محمد شاہ بادشاہ بسند ہاتھی پر سوار مع امرا و رفقا کے تمام شب زینت افزا رہا ناگہان نجم الدین علیخان نے مع سرداران بارہہ کے قدم دلیری بڑھایا اور باوجود تشنگی اور صدمہ آتشباری توپخانہ شاہی کی کچھ پروا نکرکے بمقتضاے شجاعت آبائی قیامت اوٹھائی رفقاے محمد شاہ خصوص حیدر قلیخان و صمصام الدولہ نصرت یار خان کہ وہ بھی سرداران بارہہ سے تھا اور نجم الدین علیخان اور قطب الملک سے دعوی ہمسری کا رکھتے تھے آب شمشیر سے غبار کدورت دہونے لگے دونون طرف سے ایک دوسرے پر جا گرے وہ شور و شین ہوا کہ قیامت کی انتظار جاتی رہی تیر و تفنگ سے آگ برسنے لگی ہتھیارون کے دل جلنے لگے سعادت خان لی تحصیل ننگ کی نام و نشان کو جانثاران شاہی کہ مدد پر قدم اوٹھایا شیر افگن خان مدد بادشاہ سے مقابل کو کمند پیچان اور نوک سنان سے اولجھایا درویش علیخان داروغہ توپخانہ صمصام الدولہ اور عبد الغنی داروغہ توپخانہ حیدر قلیخان اور میارام منشی اور محمد جعفر نبیرہ حسین خان نے مع دیگر چند آدمیون کے جان نثاری کی نصرت یار خان نے بھی دو زخم تیر کے کہائے اور دوست علیخان مع دیگر ہمراہیون کے مجروح ہوا قطب الملک کی طرف سے شہامت خان بانام و نشان مع فتح یار خان اور تہور علیخان اور عبد القدیر خان برادر قاضی میر بہادر شاہی اور عبد الغنی خان ولد عبد الرحیم خان عالمگیری اور غلام محی الدین خان اور صبغۃ اللہ خان عرف شیخا مع پسر شجاع خان بلوچ کی رہرو عدم ہوے اور انکے ہمراہی بھی اس معرکہ تنگ آرا مین آقا کے خدمتگزاریون کو ساتھ ہوے نجم الدین علیخان بہادر جنکے ذات سے گرمی بازار معرکہ آرائی تھی زخمی ہوا اور زخم پیشانی کے چشم زخم سے دیدہ سے نور بصیر سے چشم پوشی کی قطب الملک نے اپنے بہائی کا وقت تنگ دیکھکر باقیماندہ دلاوران بارہہ کے ہمراہ نجم الدین علیخان کے مدد پر قدم زن ہوا اسی وقت چورامن نے لشکر بادشاہ کے عقب مین ہو کر شورش اوٹھائی اور قریب ایکہزار اونٹ بیل تیل کی جو جمنا کنارے تھے مع چند شتر لنگر خانہ اور دفتر کے لوٹ کر فوج بادشاہی کے مقابل جو کہ بنگاہ کی حفاظت پر مامور تھی نمودار ہوا بادشاہ نے بھی تیر پھکر دو دراوسطرف کو چلایا محمد امین خان نے مع ہادی خان داروغہ تیر قنداران خاص کے اوسکی مدافعت کی اودہر قطب الملک کی پشت گرمی سے باقیماندہ فوج بارہہ اور نجم الدین علیخان کے رفقاے نیم جان

کی قوت ظاہری باوجود پایداری صمصام الدولہ وغیرہ امرا کے لشکر بادشاہی میں جو اسی جہاں کی حیدر قلیخان اور سعادت خان اور محمد خان بنگش نے یہ حال دیکھکر چاہا کہ قطب الملک کی کمر توڑ دیں قطب الملک اس ارادہ سے آگاہ ہوکر حیدر قلی خان کے مقابل آگیا اور حیدر قلی خان مع دیگر امرا کے دست بگریبان ہوا تیر کے سناٹے سے عجب طرح کی کشاکش پڑ گئی اس آخیر وقت کے دار وگیر میں سید علی خان ابوالحسن بخشی کا بھائی زخمی اور اسیر ہوا اور طالع یار خان کی سعی سے شیخ ہٹیلا جان سے گذرا حیدر قلی خان مع افواج آراستہ اور صمصام الدولہ اوسکے رفیقون کے اتفاق سے قطب الملک پر حملہ آور ہوا باوجودیکہ بارہا سابقہ لڑائیون مین عرصہ کارزار تنگ ہوا تھا مگر دلاور بھیلان مشہور ہندوستان سے کبھی ہاتھی سے نہ اوترا تھا اور سرداران نامی شجاعت پیکان جب تمکین کی راہ رسم نچھوڑی تھی اب دیکھیے جبکہ بخت و دولت نے مددگاری سے رخ پھیرا ایدون ایسے خیالات کے حواس باختہ تدبیر مین خطا کرنے لگا باوجودیکہ دو تین ہزار سوار جرار ہمرکاب تھے مگر اس خیال سے کہ شاید سواران ہمراہی گھوڑون سے جدا پیادہ ہوکر جانفشانی کو آمادہ ہون ہاتھی سے اوتر گھوڑے پر سوار ہوا التقدیر تو بر خلاف ہو گئی تھی بمجرد اس عمل کے سیف الدین علیخان و شجاعت اللہ خان و ذوالفقار علیخان و عبداللہ خان ترین و ابوالحسن خان بخشی فوج وغیرہ مع سرداران بارہہ کے اس گمان سے کہ شاید قطب الملک مارا گیا یا اس امید سے کہ انجام کو شکست ہوگی قطب الملک سپہ سالار کو تنہا چھوڑکر فرار کر گئے اور دوسرا قول یہ ہے کہ قبل اوترنے قطب الملک کے ہاتھی سے سیف الدین علیخان نے اولاً بھاگنے کا عار اختیار کیا قطب الملک نیرنگی تقدیر سے حیران تن تنہا میدان رزم مین دلیرانہ کھڑا ہوا چونکہ سر سے پیر تک غرق آہن تھا اس لڑائی مین پیشانی پر زخم تیر اور ہاتھ پر صدمہ شمشیر اوٹھا کر اسیر پنجہ تقدیر ہوا اوسوقت حیدر قلی خان نے قطب الملک کو پہچانا اور نجم الدین علیخان بھی قطب الملک کے حال مین شریک ہوا دونون بھائیون کے زبان پر یہ اشعار روان تھے ع من آنم کہ چون حملہ آوردمی

بر مہ از کف انگشتری بردمی ٭ وسے چون نگہ داختم یاوری ٭ گرفتہ گرد م ہوا انگشتری ٭ چہ یاری کند منقر و جوشنم ٭ چو یاری نکرد اختر روشنم ٭ کلید ظفر چون نباشد بدست ٭ ببازو در فتح نتوان شکست ٭ حیدر قلیخان نے دونون بھائیون کو ہاتھی پر سوار کراکے حضور مین حاضر کیا چونکہ محمد شاہ کی طبیعت جبلی مین رحم تھا بنظر شفقت ملاحظہ فرماکے حیدر قلیخان کے حوالہ کیا شادیانہ فتح کے بجوائے بعض امرائے مغلوب داخل لشکر شاہی ہوکر محظوظ ہوے غازی الدین خان بہادر غالب جنگ اس ماجرے کے بعد لوٹ کر قطب الملک کے نیگاہ مین متوقف ہوا اور نیگاہ کو جو ضرور لوٹ سے بچے تھے لیکر راہی ہوا امرائے حضور نے اوسکے کورنش کی مبارکباد کی نذرین گذرانین سجدہ شکر خداوندی ادا ہوا اسباب و مال مخالف جو لوٹ سے بچا تھا خزانہ شاہی مین داخل ہوا

ذکر حروف جفر جو کسی بزرگ سے نسبت بزرگی امیر الامرا کے سوال کیا گیا تھا

معتمدین سے سنا گیا ہے کہ جب امیر الامرا اور قطب الملک کو چاہئے تو ان دونون سے لڑائی درپیش ہوئی کسی سادات دولتخواہ نے کسی عارف سے سوال فتح و شکست کیا اوسنے بقاعدہ جفر سایل کا سوال استخراج کیا یہ حروف نکلے (غ ل ب ع و ک) جسوقت مرتب کرین

کا غائب عدد کا تھا اور حروف ان حروف کا قلب کرین بلیغ اور عدد کا سرا ہو فی الحقیقت خالی عجائبات سے نہین ہے القصہ جب سلطان ابراہیم قید
ہو کر آیا جب شور فساد برپا آخر روز جمعہ ۱۴ محرم کو یہ خبر دار الخلافہ مین پہونچی اسکو خوشی کسیکو رنج ہوا بعض شادمان بعض گریان
ہوئے کہ بادشاہی دولتخواہون نے شادیانے بجائے قہقہے مچائے سادات کے گھرونین چراغ تک نجلا ہی رنج و غم مین جی جلا
نجم الدین خان اور قطب الملک کی عورات پریشان و مضطرب ہوئین بعضون نے تا پہونچنے فوج بادشاہی کے جو ہوسکا زر و
مال جواہر فی چادر ونمین پیٹ کر پوشیدہ سلامت نکل گئین بعض کو توال کے قید مین پھنسین اور عورات سیدہ نے بہر صبوری کی
چادر اوڑہ کر چھمرا عصمت سے باہر قدم نہ رکھا عبد الله خان کاشی جو قدیم نوکران قطب الملک مین تھا اور حرم سرا کی محافظت
پر تعینات تھا اگر پہرہ والون کے اتفاق سے خیانت پرست ہوگیا حرص و طمع ایسی جی دوڑانے لگا جو کچھ چاہا اسیریون کے ہمراہ لوٹ
کھسوٹ کر کے جاندیا اور اپنے تئین مطعون خاص و عام کیا غلام علیخان و نجابت علیخان جو قطب الملک کا بھتیجا اور بہنوئی تھا
تغیر وضع کر کے بقصد جانشینہ وطن اصلی کو سدھارے مگر راستے مین مردمان شاہی نے قید کر لیا

شروع اقتدار سلطنت محمد شاہ و ارتفاع درجات امراے دولتخواہ

بعد حصول اطمینان کے محمد شاہ فارغ البال ہو کر جاہ و جلال مین مصروف ہوا امراے جان نثار کو بشمول عواطف فرمایا ۱۶ ماہ
محرم کو سوار ہو کر طے منازل کرتے ہوے ۱۹ ماہ مذکور کو خواجہ نظام الدین کے مزار کے قریب نزول فرمایا اور بعد زیارت مزار
خواجہ مذکور کے خادمہ مزار کو انعام و عطا سے سرفراز فرمایا اور بقرر ساعت کیواسطے مقام ہوا اثناے مقام ہوا حیدر قلی خان کے منصب
پر اضافہ فرما کر ہفت ہزاری ہشت ہزار سوار کیا اور سعادت خان بہادر کو بہادر جنگ کا خطاب دیکر بعطاے ماہی مراتب سرفرازی
بخشی اور دیگر امرا بھی مورد لطف و عنایت ہوئے نجابت علی خان مقید حضور مین پہونچکر حیدر قلی خان کے حوالے ہوا کہ
عبد الله خان کی ساتھ لگا کہا جاوے اور بتاریخ ۲۲ ماہ مذکور روز دوشنبہ ۱۱۳۳ ہجری کو بادشاہ بنہایت شان و شوکت سے
روانہ ہوا ہاتھیون پر زربفت کی جھولین نقرہ و طلائی پالکھی سے آراستہ نشان زر افشان طلا کار زر نگار جسے آنکھ نہین ٹھہرتی تھی
دستہ دستہ فوج بادشاہی اور امراے ہمراہی کج کلاہ یراق نو ساختہ سے پیراستہ کوتل گھوڑے مرصع سامان سے مزین قدم بقدم
دیکھ دکھلاتے تھے اسی شان و شوکت و شان ہمرے آن و بان سے اجمیری دروازہ ہوتے ہوئے داخل دار الخلافہ ہوا
اور تصدق و نثار سے غربا اور مساکین کی جھولی پر ہوئی اور چار روز کے بعد ساعت سعید سے داخل دولتخانہ ہوا ہر طرف سے
مبارکباد بلند ہوئے نواب قدسیہ والدہ بادشاہ وغیرہ بیگمان حرم سرا نے طلا و نقرہ کے خوانچہ جواہرات سے ملا کر نثار فرمائے

بعضے امرا کا حضور مین پہونچنا اور خدمات لائقہ پر سرفراز ہونا

ماہ مذکور کے آخر مین سیف الدولہ عبد الصمد خان بہادر دلیر جنگ اور زکریا خان ولد عبد الصمد خان داغر خان وغیرہ جو کہ حسب الطلب

لاہور سے عازم حضور ہوئے اور بعد مسافت سے پہونچ نسکے تھے شرف یاب ملازمت ہو کر عطاے خلعت و جیغہ و سرپیچ مرصع
وغیرہ سے سرفراز ہوئے زکریا خان نے ہزاری اضافہ ہفت ہزاری پر پایا اور راجہ جے سنگہ اور راجہ گردہر صوبہ دار اودہ بدولت
نہ پہونچا آخر ماہ صفر میں حاضری سے مشرف ہوا جزیہ شرعیہ کی تحصیل کا حکم ہوا تھا مگر جے سنگہ کی عرض سے معاف ہو گیا
نظام الملک کی عرضی در جواب فرمان مبارکباد نظر سے گذری اور صوبہ دار بنگالہ مرشد قلی خان کی عرضداشت متضمن
مبارکباد و نیز کسیقدر نذر نقد کی پہونچی حیدر قلی خان کو معز الدولہ کا خطاب ناصر جنگ پر اضافہ عطا ہوا ظفر خان بہادر
روشن الدولہ مخاطب ہوا سعادت خان بہادر بہادر جنگ کو خواصیون کی داروغگی ملی اور زکریا خان عنایت اللہ خان
کی جگہ پہ صوبہ دار کشمیر ہوا اسنگل کے روز ۲۲ ربیع الاول کو بادشاہ نیلہ گاو کے شکار کو سوار ہوا تھا کہ ہرکارہ نے خبر
دی کہ اعتماد الدولہ بسبب عوارض بدنی کے رکاب سے محروم رہا دوسرے روز شدت مرض سے عجب حالت ہوئی
تھی کہ منہ کی راہ سے فضلات برآمد ہوئے اور عدم کو سدھارا تین مہینے ۱۲ یوم غرض اس شخص نے وزارت کی اوسکا مال
واسباب جو کروڑوں سے زیادہ تھا ورثا کو معاف ہوا اور خلق خدا اوسکی ایذا رسانی سے بچ گئی کہتے ہین کہ سات سو گھر اوسکی
ہمسایہ تھے جب اپنا گھر زیادہ کرنا چاہتا تھا ایک حکم مین خالی ہو گئے اور لوگ قفل لگا کر چلدیے بعد وفات اوسکے لڑکی
قمر الدین خان نے نیک اندیشی کی مالکون کو اونکے گھر دلوا دیے محمد شاہ اگرچہ بخیل و ممسک مشہور ہے مگر بعض
تحریرات سے ایسا ظاہر ہوتا ہے کہ جیسا مشہور ہے نہین تھا چنانچہ اسوقت مین محمد امین خان مرا اور چندان خزانہ
بھی تھا بلکہ لشکر کشی کے باعث بہت روپیہ خرچ ہو گیا تھا اور جو کچھ خزانہ مین باقی تھا وہ لوٹ مین جاتا رہا تھا
بادشاہ کو کچھ ملا تھا حتی کہ دیوان خاص و عام کے چھپرے جو طلائی و نقرئی تھے مسلوک ہو گئے تھے انکی بھی تعمیر کی ضرورت تھی اور
مخبرون نے بہت سا مال و اسباب نقد و جنس محمد امین خان کا اظہار کیا مگر کچھ طمع کی باوجودیکہ خاندان بابریہ بلکہ
تیموریہ کا معمول تھا کہ امرا اور دیگر ملازمین فوت ہوتے جو کہ اونکا ترکہ سرکار مین داخل کرتے اور ورثا کو محروم فرماتے تھے
ہان بعد پسند لیاقت ورثا کسیقدر اپنی طرف سے بطور انعام عطا فرماتے تھے مگر یہ رسم نہایت مذموم تھی کہ کسینے اپنی محنت
و مشقت سے تمام عمر مین کسیقدر روپیہ پیسا جمع کیا اوسکے بعد مرگ اوسکی اولاد اوس دولت آبائی سے محروم اور
اور دربدر مظلوم کیجاوے کہتے ہین کہ اس امر مین محمد اعظم شاہ کو اس امر سے نہایت نفرت رہی بلکہ قطعی ممانعت تھی کہ
کہ اس بدعت کا ذکر حضور مین نہو

ذکر میر محمد حسین المعروف نود و نہود اور اوسکا دکرنا مذہب باطن کا

میر محمد حسین نامے رہنے والا مشہد مقدس رضوی کا ظاہرا سید تھا عمدۃ الملک امیر خان صوبہ دار کابل کے استقلال
اقتدار سے جسکے احسان و فضل کی شہرت اہل ایران کے ساتھ بہت کچھ تھی بامید رفاہ اور افزائش جاہ وطن سے
چلکر کابل آیا چونکہ علوم منطق اور عربیت سے محروم تھا اوسکی لیاقت مشہور ہوئی سنتے ہی امیر خان کے لڑکے نے استقبال

لینا شروع کیا کسی تقریب سے اوسکی فضیلت کا ذکر امیر خان کی مجلس مین ہوا امیر خان نے اوسکے پیتہ سے ماہر ہو کر اپنی
بی بی صاحب جی کو مطلع کیا اس سبب سے کہ صاحب جی کی کوئی اولاد نہ تھی اونسے ایک لڑکی سید کی جسکا باپ اوسکے شوہر
کا ملازم تھا لیکر متبنی کی تھی اور یہہ خواہش تھی کہ اگر کوئی شریف ایران سے آوے اوسکے مناکحت کی تدبیر ہو جاوے صاحب جی نے
یہہ خبر سنکر شوہر سے کہا کہ اوسکی کیفیت خوب دریافت کرین لہذا امیر خان نے اوسکو بلا کر معاینہ کیا اور اوسکے آداب لیاقت کو
پسند فرمایا اور بی بی کو آگاہ کیا آخر کو برضامندی فیمابین ازدواج کر دیا اسی وسیلہ سے سید مذکور کی رفاقت امیر خان سے پیدا
ہوئی اور چند دن کے بعد رفتہ رفتہ بادشاہی خوشبو خانہ کی دارغگی کا منصب پایا اور عمدۃ الملک کے دیگر اولاد سے جو علاوہ
صاحب جی کے دوسری عورتون سے بہی اتفاق پیدا ہوا تھا یہہ شخص نہایت عیار جاہ طلب تھا چند طرح کے شعبدہ اور نیرنگ
سازیان دکہلا کر امیر خان کے لڑکے ہادی علیخان وغیرہ کو اپنا معتقد کر لیا مگر ہادی علیخان زیادہ معتقد ہو گیا اس زمانہ مین امیر خان
نے داعی اجل سے لبیک کہا اور اوسکے اہل و عیال حضور مین آئے میر محمد حسین مذکور اپنے عہدہ پر وہین رہا بعد مدت کے
عطر و گلاب پشاور وغیرہ کا اچہی طرح ہمراہ لیکر قاصد حضور ہوا تا کہ عز و جاہ بخوبی حاصل کرے لاہور پہونچا تھا کہ عالمگیر بادشاہ
کی رحلت کرنے کی خبر سنی جو توقع کہ افزایش جاہ کی تھی منقطع ہوئی عطر مذکور اوسی شہر مین ساٹھہ ستر ہزار روپیہ کو بیچا اور اسقدر
سرمایہ بہم پہونچا کر فقیر ہو گیا چون کہ طالع اور جاہ طلب تھا پرانی تقلید پسند نہوئی ایک نئی راہ نکالی جو کبہی کسینے سنی نتھی اور
اوسی منشی زادہ اپنے شاگرد کو موافق کیا صلاح کی کہ ہم تم ایک نیا مذہب نئے قواعد اور نئی زبان سے ایجاد کر کے الہام
اور نزول کلام کا دعوے کرین تا کہ اولیا و انبیا کی شان پائی جائے اول عوام کو بہکا کر کسیقدر ہجوم خلایق کرین بعدہ مرجع
انام ہو جاوینگے چونکہ دونون کی طبیعت یکسان تھی شاگرد نے بہی قبول کیا ایک کتاب عمدہ دلچسپ مضامین سے بنا کر
اوسکا نام اقوزہ مقدس رکہا تیز تو تہا ہی اکثر الفاظ غیر مانوس فارسی کے بہی کسیقدر ترجمہ کر کے اکثر درج کئے بیگوگیت کا دعوے
کیا اور کہا کہ یہہ رتبہ مابین امامت اور نبوت کے ہے ہر پیغمبر اولو العزم کو تو بیگوگ ہوئے ہین اور خاتم الانبیا کو اون بیگوگ
حضرت ختمی پناہ سید اوصیا و شاہ اولیا علی ابن ابی طالب ہے اور ہشتم امام رضا سے امام ثامن ضامن تک امامت
اور بیگوگیت دونون باہم جمع تھے بعد ازان بیگوگیت مجہی ملی اور امامت امام محمد تقی کو حضرت صاحب الامر علیہ السلام تک
اور میرے خاتم البیگوگیت ہون تعداد بیگوگیت کی اس ترتیب سے کہ ذکر ہوئی یہہ امامیہ مذہب کے روبرو تھا اور جس وقت اہل سنت
کے روبرو کرتا خلفاے اربعہ اور چاروں دیگر یعنی موسی و عباسی کو جنکی نیکی مذکور ہے گنگزوین بیگوگ اپنے نام بیان کرتا تھا
اور کہتا کہ مجہے کسیکے مذہب سے غرض نہین مین ہر مذہب کا چراغ روشن کرنیوالا ہون وحی مجہپر بہی نازل ہو گئی ہے اور چند
ضوابط مقرر کر کے بعض آیام کو مانند عید اسلام کے جنہین مذہب اسلام مین محترم سمجہا تھا اپنے پیرو کارون پر جنہین وہ لو کہتا تھا
ملزم کر دیا تھا تا کہ اون دونون کی حرمت نگاہ رکہین جیسا کہ ماثر نبوی مین درج ہے کہ دو قسم کی وحی حضرت پر نازل ہوئی تہی
خود بہی اسی تشبیہ پر کہا کرتا تھا کہ ایک وحی باد این قسم ہوتی ہے کہ آفتاب کی طرح سے ایک گروہ نورانی دکہلایا اوسکے حروف

برابر اسکے بیٹھے میں آتے اور وہی قرص نورانی اسپر محیط ہوکر بیہوش کر دیتا ہے اور ایک شی اس قسم کی کہ اذانی اور
وہی فرخرقات سنتا اور اسلام میں بیچ جیسے ہم اسلام کے السلام علیک کہتا اور کلمہ خفقان ہنود نو وال زیادہ بڑھاتا اور جس روز کہ
اول اول بموجب اوسکے اعتقاد کے اوسپر وحی نازل ہوئی اوسکا نام روز جشن کر لیا تھا اور اوسی روز عوام کے تحفہ عنبر
عبیر و خوشبو اوسکے اُمتی اوسپر چھڑکتے تھے اور ردو علم اور خود و کلاہ مانند کلاہ ارامنہ کے مگر کسیقدر اوس سے طویل سر پر کہ تاج کی
قریب دو دن کے اون پہاڑون کے طرف جہان دیول رانی کی عمارت دہوبی بھٹیاری کی محل ونکے نام سے مشہور میں جاتا تھا اوسکا
اظہار یہ ہے کہ اول مرتبہ نزول وحی کا اوس پہاڑ پر ہوا ہے اور چہہ روز قبل روز جشن کے غرہ ذیحجہ سے روزہ رکھتا اور گونگا ہوجاتا
کچھ کلام نکرتا اور کسی دن کا نام روز سولان رکھا تھا اسدن بھی اژدحام ہوتا تھا مگر اسکی کیفیت یاد نہیں ہے

ذکر اوقات و آداب جو بمنزلہ نماز مقرر کیے تھے

ہر روز سواے نماز پنجگانہ کے تین مرتبہ دید مقرر کی تھی کہ تعمیل ہو اوسکی اوقات اول وقت طلوع آفتاب بعد نماز صبح
دوم نصف النہار سوم وقت غروب کہ ہنوز شفق کی سرخی مشرق میں ہو اور تعمیل دید کے آداب کی یہ تھی کہ خود مع خلیفہ
کے درمیان میں استادہ ہوتا اور جسقدر آدمی حاضر ہوتے چار صف مربع چار دیواری کی طرح سے باہم متصل ہوتے اور ہر صف اسکی
طرف رخ کرکے چند کلمہ جو اسکے اختراعی تھے پڑہتی اور بعد خواندن اوسطرف سر جھکا کر دست چپ کی طرف ہو جاتے تا کہ صف
شمالی مغربیہ ۔ جنوبیہ ہو اور مغربی جنوبی اور جنوبی مشرقی اور مشرقی شمالی ہو جائے جب مقابلہ چارون سمت کا چار دفعہ کر چکے
زمین کی طرف دیکھتے بعد ازان آسمان کو بعد ازان شش جہت کو دیکھتے بعد دید تمام ہوتی جمعیت متفرق ہوجاتی آنکہ ایک دوسرا اوسکا
یہ تھا کہ میں وہی محسن ہون جو حضرت فاطمہ زہرا کے شکم سے اسقاط حمل ہوا تھا اسکے علاوہ اور بھی کفر ہوگا مگر فقیر کو معلوم نہیں اسقدر
جب کہ راقم اواخر عہد محمد شاہ اور آغاز احمد شاہ میں شاہجہان آباد آیا تھا اوسکی اولاد اور پیرون سے [illegible] سنا گیا تھا القصہ اوس
کافر نے چار خلیفہ بمقابل خلفاے اربعہ اپنے واسطے مقرر کیے تھے اونمین سے ایک وہی شاکر درشید تھا جسکا نام دوجہ یار رکھا تھا
دوسرا امیر باقر اوسکا سالا اور دو سرے اور بھی جنکا نام نمود اللہ اور نمود دو اتھا اسیطرح اپنی اولاد و اقارب کی نام مخترع سواقوم
اپنی کی کیے تھے اور جو کوئی اوسکا فرزند ہوتا سواے اوسکے پہلے نام کے اپنی طرف سے بھی لقب دیتا تھا اسکے لڑکے تین تھے اول نمود
دوم قفار سوم دید اور دو لڑکیان نمانہ کلان اور نمانہ خورد اور اقربا سے بی بی کے نام حق نما اور نما پا اور نمود پا اور بچا فلاو نمود فہر
تھی القصہ لاہور سے آکر شاہجہان آباد میں مقیم ہوا چونکہ بہادر شاہ لاہور میں تھا مکر اہلہ فریبی کرکے لوگون کو دام
تزویر میں اولجھا یا تھا اور بے پروائی اپنی بوجہ مالداری کے ظاہر کرتا کسی سے کچھ سوال نکرتا اسی استغنا سے اور بھی
لوگون کو مریدی کی تمنا ہوئی رفتہ رفتہ ہجوم ہوا اسی ضمن میں بہادر شاہ کا انتقال ہوا اور شاہزادون میں مخالفت ہوئی
اس ہنگامہ میں اس تیرہ دل نے کچھ خزانہ جال پھیلایا جو کوئی مناظرہ کرتا چونکہ خود بدولت معقول و منقول میں کچھ [illegible]

مہارت رکھتا تھا قایل کر دیتا اسی وجہ سے خوب گرم بازاری ہوئی تا آنکہ فرخ سیر کی تاجوری ہوئی یہ خود نادان تھا امیرالامرا حسین علی خان بہادر اکثر حرب و ضرب مین رہا اور قطب الملک عیاشی مین مقید تھا اور کبھی کبھی بادشاہ کے نفاق سے اپنی فکر مین غرقاب رہتا اسوجہ سے کسی نے اوسکی فکر نکی ہادیعلیخان ولد امیر علیخان جو عمدہ امرا مین تھا اوسکی پیروکار تھا ظاہر ہے کہ عوام کو امرا کے مرشد دلگار زیادہ اعتقاد ہوتا ہے اسکی مریدی کا ہر ایک ہزار جان و دل سے رجوع ہوگیا قریب تیس ہزار مرید کے گرد ہوگئے

فرخ سیر کا موسی ملاقات کرنا اور اوسکی بنیاد کا مستحکم ہونا

بعض خوانین متدین کی رہنمائی کے بموجب ایکرات فرخ سیر مع بعض خواجہ سرایان کے مخفی اس مکار کی ملاقات کو آیا اور رسوخ شاہی غنیمت سمجھا دروازہ حجرہ کا بند کر لیا اور کسیقدر دیر کی فرخ سیر نے نہایت الحاح کی اور مہر بادشاہ کے ساتھ وتودون کی بہی لجاجت کی اوسوقت دروازہ کہولا بادشاہ نے نہایت فروتنی سے سر جھکایا اوسنے مرگ چہالا بادشاہ کی بیٹھنے کو بچھوا کر کہا سہ پوست تخت و گدا سے و شاہی نہ ہمہ داریم انچہ میخواہی نہ فرخ سیر بے عقل تو تہا ہی اسکا استغنا دیکہکر معتقد ہوگیا اور چند ہزار روپیہ اور اشرفی جو نذر کو لیگیا تھا نذر گذرانی اوس مدبر نے اوس نقد کو قبول نکیا اور بہزار سماجت اپنے ہاتھ کی لکہی ہوئی قرآن بادشاہ کو دی اور کتابت کے عوض مین ستر روپیہ جو کہ مقرر تھے لیے اور بادشاہ نے تعظیم کر کے قرآن کو سر پر رکہا اور رخصت ہوا جب حجرہ سے باہر نکلا اوسکے عاکفان در دولت پر وہ روپیہ انثار کر دیا یہ حرکت زیادہ تر موجب اعتقاد ہوا اور عموماً لوگون میں اسکی مکاری انتہا کو پہونچا یا اب کہتا تھا یہ تدبیر اپنی مقرری عیدون کے دن جا ے سجود مین کیطے ہندون ڈہول بجاکر جایا آیا کرنا اور نقارہ کی چوب اپنے کفر مین بہلاتا تھا

محمد امین خان کا ارادہ تادیب کرنا اور اجل سے مہلت نپانا

جب فرخ سیر کی سلطنت کو زوال آیا اور حسین علیخان و عبداللہ خان نے زمانے ز روگردانی کی محمد شاہ کے عدل و عدالت سے تاجداری کی رونق ہوئی اور محمد امین خان نے پایہ وزارت حاصل کیا محمد خان ذی بعدہ و میمنو چند روز کی جبکہ بیماری شروع ہوئی تھی اس مکار کا حال سنکر حکم دیا کہ حاضرین دروازہ جاکر اوس ملعون کو قید کر لاوین یا وہین پر قتل کرین چونکہ دوپہر نزدیک تھی لوگ اپنے گہرون کو چلے گئے تھے بموجب حکم حاضرین ہر ایک کے گہر گئے اوسوقت بسمی خفشان خود بہی اپنے گہر مین کچہ کہہ رہا تھا بمجرد سننے کے بیہوش ہو کر حیران ہوا اور استقلال کر کے چھوٹی لڑکے دہرتا ہی کو جو صاحب جمال تھا مع چند قرص نان جو و گندم کے باہر بھیجکر پیغام دیا کہ آپکی تکلیف کی ہے لہذا کچہ تناول کیجیے فقیر بہی آتا ہے لوگون نے اوس لڑکے کی صورت سر سبز کہا یا کسیقدر توقف کیا مرحوم امین خان نے ناگہان خبر سنی کہ حالت قیام کی بردی ہوئی آنکو سنتے ہی اولیٹے پیرون فریر کو دروازہ پر آئے محمد امین خان قد لیٹے مین بیتاب رہتا بیہوش ہو گیا تھا اور حالت بیہوشی

جب افاقہ ہوا لانے کی خبر پوچھی لوگون نے عذر تشویش بیماری کا بیان کیا آپ نے کہا یا کہ کل صبح کو فرو تعجیل ہوا دیر موت نے گرم بازاری
کی صبح ہوتے تمام رات کی سیاہی ہوئی ننھو کو ہادی علیخان وغیرہ گھڑی گھڑی کی خبر دیتے تھے اوسنے ارادہ کرلیا تھا کہ صبح کو
روانہ ہو جاوے بلکہ اپنے مریدون کو جمع کر رکھا تھا جب خبر مرگ وزیر بہی دلشاد ہو کر بدلجمعی تمام پہنچ مسجد کر کے برابر دروازہ مکان اوسکے
تھی بیٹھا فقرا وغیرہ معتقدین نے گرد ہجوم کر لیا قمر الدین خان ولد محمد امین خان نے باپ کی حالت ردی دیکھکر عورتون کی تنخواہ سے اپنے
دیوان کو مع پانچہزار روپیہ کے نذر کے واسطے اور عفو جرایم اور طلب تعویذ مین بھیجا وہ مکار اوسوقت خبر جانکنی تو سن چکا تھا
حاضرین جلسہ سے کہہ رہا تھا کہ مینے ایک تیر اسکے جگر مین مارا ہے ہرگز جانبر نہو گا اور مین بھی شہادت کے انتظار مین ہون چونکہ
میرا دادا بھی مسجد مین شہید ہو بیٹھا ہون ہرچند بسبب اسکے کہ اگر تیر شہید ہو چکا ہون امید شہادت کی نہین رہی اسی ضمن
مین دیوان قمر الدین خان کا پہونچا اور کیسہ زر نذر گذرانکر استدعاے تعویذ کی اوسنے درجواب کہا کہ تیر از شست جستہ واپس
از جوی رفتہ باز نمی آید جب زیادہ لجاجت سماجت کی دوجی بار مرید سے کہا کہ لکھے (وننزل من القران ما ہو شفاء ورحمۃ للمؤمنین
ولا یزید الظالمین الا خسارا) جب لکھ چکا دیوان کو دیکر کہا لیجا مگر یقین جانتا ہون کہ تیرے پہونچنے تک وہ زندہ نرہیگا دیوان
نے نذر قبول فرمانے مین بہت سا اصرار کیا اوسنے کہا مجھے منظور نہین ہان فقراے حاضرین اگر چاہین تو لیوین آخر
ان لوگون نے لے لیا دیوان نے راستہ مین سنا کہ محمد امین خان جہان گذران سے چل بسا جب یہ خبر ننھو کو پہونچی خوشحال ہو کر
مسجد سے گھر گیا اور یہ کرامات اوسکی شاہجہان آباد مین مشتہر ہو کر موجب اعتقاد ہوئے

ننھو کا مرنا اور اوسکے اولاد کے باہمدگر منازعت کا ہونا

دو تین سال کے بعد ننھو جہنم واصل ہوا اوسکا پسر اللہ کا ننھو گدی پر بیٹھا لالچ تو بری بلا ہوتی ہے اس شخص نے
تینون حصہ جو ننھو نے زمین حیات رازداری کے واسطے دوجی بار اور ننھو وغیرہ کے مقرر کئے تھے جھگڑا کھڑا کیا ہرچند
دوجی بار نے سماجت کی کہ مجھہ چند روزہ سے لڑائی اچھی نہین ننھو نے کچھ التفات نکیا دوجی بار نے کہ اوسکا والد محرم
راز تھا لاچار ہو کر ایک دو جماعہ فقرا دوون مین کھڑے ہو کے فرمایا کہ یاران تم لوگ ننھو کا اور ہمارا اختلاط جو تھا جانتے ہو جو لوگ پہچانتے تھے
اونہون نے اقرار کیا جب اقرار ہو چکا جو مسودات کہ دونون نے باہمدگر کی صلاح سے مرتب کئے تھے اور باہم صلاح ومشورہ
مین کم وبیشی دونون کے قلم سے ہوئی تھی نکالکر دکھلا دی اور کہا کہ اس عہدہ کی بنیاد ننھو اور بندہ کی اعانت سے ہوئی ہے اگر جدا
کی طرف سے ہوتا کم وبیشی کی ضرورت ہوتی لوگون نے کاغذ کو دیکھکر دوجی بار کی باتین سچ جانین کچھ شعور رکھتا متنبہ ہو کر منحرف
ہوئے اور حاضرین جلسہ نے غیر حاضرون کو خبر پہونچا کر منحرف کر دیا کساد بازاری ہو گئی اوسوقت ضرورتا ننھو نے دوجی بار کو
اپنا یار بنایا لیکن وہ بات جاتی رہی چند روز کے بعد ننھو ہادی علی خان کے موقع مین جو اوسنے اپنی جاگیر مین دیا تھا
جا بیٹھا اور وہین مر گیا اوسکے بعد شاہ مختار سجادہ نشین ہوا

شاہ فغار کا حال اور پایان کار

شاہ فغار سفر بیان اور خوش گفتار متواضع اور علوم متداولہ سے بھی ماہر تھا راقم نے اوسے اور اوسکے بھائی شاہ دیلادر وجہی یار اور میر باقر خلیفہ اول و دوم تھوان چار دن کو دیکھا اور اسقدر کلامات دریافت کئے کہ شاہ مغار مجذوب تھا اگرچہ ابتدا سے احمد شاہ میں زندہ تھا اور محمد شاہ کے حضور میں آمد و رفت رکھتا تھا بعد نادر شاہ کے صحبت فقرا کا ذوق ہوا اور احمد شاہ کے عہد میں نواب بجساور جاوید خان کی مصاحبت میں پہونچا الہامات جاوید کی تالیف میں چند آدمی جو خوشامد کی راہ سے معروف تھے یہ بھی شریک ہوا اور فغار سے پیشتر اسنے موت پائی اور فغار بھی اوسط احمد شاہی میں سفر فغار کی آخر زمانہ میں اکثر اوسکے باپ کے مرید لوگ مر گئے اور اکثر منحرف کسیقدر رحمقا مریدان میں رہگئے تھے بعد رحلت فغار اور شاہجہان آباد کی خرابی کے چند آدمی ہنود کے اقربا میں رہگئے سو بنگالہ پہونچے میرن ولد جعفر علی خان ناظم بنگالہ جو مذہب سے بیگانہ تھا بنظر سفارش چند بیدینون کے مہربان ہوا اس فرقہ کے اخراجات کیواسطے پانچ روپیہ یومیہ مقرر کردیئے اونمین سے بھی چند لوگ مر گئے منجملہ اوسکے نامود یار مع بعض عورات کے ہنوز کہ سنہ ۱۱۹۴ ہجری تک زندہ انتظار مالک کا کرتا تھا اور دوسرا اونمین سے کوئی باقی نرہا

محمد امین خان کا سفر کرنا اس جہان بیوفا سے اور اوسکی شدت عداوت اہلبیت پیغمبر آخر الزمان سے

جب محمد امین خان پر عارضہ مذکور زور لایا اور اطبا وغیرہ کی دوا اثر پذیر نہوئی آخر الامر اطبا کی یہ راے ہوئی کہ حقنہ دیا جاوے مگر اجابت نہوئی مُنہ کی راہ سے فضلات برآمد ہوئی اور راہ عدم کی لی کہتے ہیں کہ اس شخص کو اہلبیت اور حضرت ولایت مآب سے ایسی عداوت تھی کہ اس نے کسی شارک کو سنا تھا کہ کلمہ ولی اللہ پڑہتا ہے اوسکو طلب کر کے اوسکی زبان کٹوا ڈالی اور یہ بھی مشہور ہے کہ اکثر کے رنجم میں بعض مردم حضرت شاہ مردان کا دسترخوان کرتے ہیں اوسمین غیب سے نشان ہوجاتا ہے جیسا کہ ہندوستان میں معمول اور بکثرت مردان ہوشیار نے اپنی آنکھ سے دیکھا اور یہ کرامات راقم نے بھی دیکھی تھی وہ بدبخت اس ماجرا کو سنکر بیتاب ہوا زید دعمر کا نام لیکر ہم صحبتون سے کہا کہ میں بھی انکا دسترخوان کرتا ہون البتہ نشان ہوجائیگا اور بموجب ارادہ عمل فرمایا جب اسباب دسترخوان کا کسی خلوت گاہ میں آراستہ ہوا مع چند آدمیون کے وہان جاکر فاتحہ مقتدایان مذکور اور اپنے خود کے نام پڑہکر دروازہ بند کردیا اور ایک عورت معتمد کو تعینات فرمایا تا کہ بعد تھوڑی دیر کے دروازہ کھول دی اور جو نشان دیکھے اطلاع کرے اتفاقاً وہ عورت شیعہ مذہب تھی جو کہ اپنا ملت پوشیدہ رکھتی تھی بعد تھوڑی دیر کے جب اوسنے دروازہ کھولا دیکھا کہ ایک کالا کتہ دسترخوان سے ہر قسم کا کھانا کھا رہا ہے شدت شوق سے خود داری نکر سکی دوڑ کر کہا کہ نشان کی کون بات ہے خود بدولت تشریف لاکر تشریف بجان کر رہے ہیں محمد امین خان مع ہمراہیون کے اودہر چلا اور وہ عورت خوف جان سے گھبرا کر نکل گئی جب وہان پہونچا کتہ نظر آیا نہایت غضب سے عورت کی تلاش کی مگر وہ نکلی ہمیشہ اوسکا جویان رہا تا کہ اس جستجو میں جہان گذران چہوڑ کر ملک عدم کو سدہارا اور یہ بھی نہایت مشہور ہے کہ جب میر جملہ عظیم آباد کی

صوبہ داری پر مامور ہوا امراے حضی سلام کو جاتے تھے نعمت اللہ خان مرحوم ولد روح اللہ خان بسبب ایام عاشورہ اور اشتغال مراسم تعزیہ داری کے چند روز نہ پہونچ سکا بعد انقضائے ایام مذکور حاضر ہوا اتفاقاً محمد امین خان حاضر مجلس تھا ایک طرف میر جملہ نعمت اللہ خان کو جاکر بٹھایا دوسری طرف محمد امین خان بیٹھا ہوا تھا نعمت اللہ خان نے عذر کیا کہ مجھے بسبب ماتم داری کے دیر ہوئی قصور غیر حاضری معاف فرمایا جائے محمد امین خان نے کہا کہ یہ کیا بات ہے یزید اور حسین بن علی دونوں صاحبزادے تھے ہمیں کب پہونچتا ہے کہ ایک کا ماتم کریں اور دوسرے کا نکیر بن نعمت اللہ خان نے جواب میں کہا کہ ہمارا صاحبزادہ مارا گیا اوسکا ماتم ہم کرتے ہیں اور تمہارے صاحبزادے نے فتح پائی تم خوشیاں کرو اس گفتگو میں خانہ جنگی کی نوبت ہوئی مگر میر جملہ نے درمیان میں آکر اصلاح کر دی

عنایت اللہ خان کا وزیر ہونا اور اوسکے عہد کی کیفیت

پانچویں ربیع الثانی ۱۱۳۳ھ ہجری کو عنایت اللہ خان عالمگیری کو محمد امین خان کے مرنیکے بعد عہدہ وزارت ملا اسی عرصہ میں بحضور بادشاہ خبر لگی کہ نظام الملک بعد انتظام اورنگ آباد کے بعزم حضوری روانہ ہو کر نزدیک فردا پور کے پہونچا تھا کہ خبر فساد بیجاپور اور کرناٹک و افاغنہ وغیرہ کی سنکر لوٹ گیا اور عرضداشت راجہ ساہو کی مع پانسو اشرفی نذر مبارکباد کے ملاحظہ میں گذری سیف الدولہ عبد الصمد خان اپنے صوبہ لاہور کو مرخص ہوا اور قمر الدین خان اپنے باپ کے خطاب اعتماد الدولہ سے مخاطب ہوا معز الدولہ حیدر قلی خان بہادر کو فیروز جنگی کا خطاب ناصر جنگ کے عوض میں عطا ہوا اور سعادت خان بہادر بہادر جنگ کو اکبر آباد کی صوبہ داری سے معزول کیا گیا اور محمد خان بنگش اله آباد کی صوبہ داری کو رخصت ہوا شہر سے باہر نکلنے کے بعد بوجہ زیادہ طلبی جاگیر اور دیگر تکالیف ما لا یطاق کی مکرر متوجہ ہو کر مورد تفضلات ہوا اسی عرصہ میں از روے اخبار حیدر آباد کے معلوم ہوا کہ ضلع کرناٹک میں ہفتم ماہ صفر کو دو مرتبہ ایسی غیر موسم بارش ہوئی کہ ندی نالے چڑھ گئے اور اس طغیانی بارش کے بدولت بارہ کوس تک اکثر موضع اور قصبہ اور جانوروں کی تباہی ہوئی اور نیز اسی عرصہ میں ایک پہاڑ پھٹ گرا جسکے صدمہ سے اکثر جانور ضایع ہو گئے اثر آبادی باقی نہ رہا ایک روز بادشاہ نے شکارگاہ میں بزبان ترکی اعز خان کی تعریف کی اور دو تین روز کے بعد یکصدی دو صدی کے اضافہ سے ہزاری پانصد سوار اور نقارہ و سرپیچ عنایت فرمایا چند روز کے بعد ہزاری ہزار سوار اور بہادری کا خطاب ملا صوبہ اکبر آباد کے سوانح سے آگہی پائی کہ دلیر خان جو محمد خان بنگش کا منشی تھا ماہ رجب کے آخیر میں مع دو ہزار سوار کے واقع سودہ ہودہ متعلقہ بوندیل کھنڈ جبکہ وہاں کے زمیندار سے معاملہ جاگیر میں گفتگو ہو رہی تھی اور لڑائی ہوئی اور دلیر خان مع سات آٹھ سو سوار پیادہ کے مارا گیا پسر محمد خان بنگش کو خلعت اور سرپیچ ماتمی لطف ہوا

راجہ اجیت سنگہ راٹھور سے منازعت کا ظہور میں آنا اور ملازمان شاہی کا سستی کرنا

صوبہ اجمیر اور گجرات اور احمد آباد کی رعایا راجہ اجیت سنگہ کے ظلم و جور سے دربار حضور میں مستغیث ہوئے چونکہ اول تو وہ کہنہ تھا جو

وہ امیر الامرا اور قطب الملک کا رفیق ہوا تھا دوسرے راجہ کو بھی مذہبی تعصب تھا دونوں صوبہ راجہ مسطور سے تغیر کر کے
گجرات کی صوبہ داری مع ایتی اور دیوانی اور فوجداری کل محالات خالصہ صوبہ مذکورہ کی معز الدولہ حیدر قلی خان کو عطا ہوئی اور کاظم خان
شجاعت خانی کو جو احمد آباد کے متغیہ منصبداران میں تھا صوبہ گجرات کی نیابت ملی اصل و اضافہ سے سہ ہزاری اور دو ہزار سوار کر کے
شجاعت خان خطاب عطا فرمایا علم و نقارہ سے بھی سرفراز کیا گیا اور مرتضی قلی بیگ اوسکا بھائی اضافہ ہزاری و پانصد سوار اور
خطاب رستم علیخان سے سرفراز ہوا اور فوجداری پرگنات بروده کی نیابت ملی اور رای رگھناتھ دیوان حیدر قلی خان بھی مورد
عنایت اور اضافہ منصب ذات و سوار سے معزز ہوا اور واسطے بندوبست مالی بندر سورت اور صوبہ مذکور کی رخصت دی سرکار مراد آباد
کی فوجداری معز الدولہ کے تغیر سے اعتماد الدولہ نے پائی اور صوبہ اجمیر مظفر علیخان کو جو صمصام الدولہ کا متوسل تھا اور راجہ جے سنگھ
سوائی سے بھی نفرت رکھتا تھا خلعت سرپیچ مرصع اور ہاتھی عطا کر کے مرخص فرمایا عطیۃ اللہ خان ولد عنایت اللہ خان بخدمت داروغگی ڈاک اور
فضل علی خان داروغگی فیلخانہ پر مقرر ہوا اور خلعت عنایت ہوا اسد اللہ خان کو جو نظام الملک کے پاس آیا تھا بموجب تجویز نظام الملک کے
خلعت عرضی عطا فرمائی احمد آباد کی اخبار سے ظاہر ہوا کہ جب راجہ اجیت سنگھ کے عزل کی خبر اوسکے نایب کو پہونچی اور ہنوز یہ خبر
تھی کہ ہنوز شجاعت خان نے نیابت کی سند نہیں پائی نایب نے چاہا کہ صوبہ کو تاخت و تاراج کر کے نکل جائے مہر علیخان اوسکا
بخشی معز دل کے جو خسر اور راجہ کا نایب اور آخر کو اوسکے محاسبہ سے آزردہ رہا کرتا تھا اور حیدر قلیخان اور صفدر خان بھی اوس کے
ملول تھے پس ہر دو باہم متفق ہو کر اس نظر سے کہ ادنی راجپوت کی تعدی حیدر قلی خان کی خوشنودی سے مبدل ہو جائے
اور حسن خدمت اوسکی حیدر قلی خان کو معلوم ہو کسیقدر افاغنہ اور رعایائے شہر کو متفق کر کے نایب کے سر پر چڑھ گئے اور بعد زد
و خورد کی نایب کو مغلوب کر کے حویلی میں محصور کر دیا اور وہ صفدر خان کے بھانجی کی مدد سے بکمال خفت شہر سے نکل بعض مواضع
میں راہ پر دست درازی کر کے اپنے وطن اصلی جودھپور کو چلا گیا اور مہر علیخان اور صفدر خان بعد و لجمعی کے ناہر خان
دیوان احمد آباد کو جو کہ رفقائے سادات میں تھا پیغام دیا کہ خزانہ موجودہ حاضر کرے اور محال دخل سے ہاتھ اوٹھائے
چونکہ یہ شخص جمعیت فراوان رکھتا تھا بعذر عدم سند لڑائی پر آمادہ ہوا اسی ضمن میں شجاعت خان مع دستاویز مہر معز الدولہ
حیدر قلی خان کے مفصل سے پہونچا اور ناہر خان نے صلح کی شہر سے نکلا سید نصرت یار خان بارہہ صوبہ دار عظیم آباد رکن الدولہ
کا خطاب مع اضافہ ہزار سوار دو اسپہ کے عنایت ہوا اور شیر افگن خان نے عزۃ الدولہ کا خطاب اور ملتان کی صوبہ داری
پائی سوانح اکبر آباد سے عرض ہوا کہ تین چار قلعہ مامن مفسدان اطراف متھرا اور دار الخلافت کے اثنائے راہ میں واقع
تھے سعادت خان بہادر بہادر جنگ نے بعد محاصرہ او مقابلہ عظیم کے جسمیں قریب چار سو نفر کے سعادت خان کیطرف سے مارے
گئے تسخیر کر لیا خلعت اور خنجر مرصع مع فرمان کے صادر ہوا ہر چند محمد شاہ چندان ایسے امور پر متوجہ نتھا مگر معدلت گستری کی
ساعت کیواسطے ایک زنجیر ہوائی کہ مع گھنٹہ کے برج مثمن سے ملحق ہے اور ایک کنارہ اوسکا دریا کے اوس پار ہے اور
منادی کرادی جسکو استغاثہ کرنا ہو برج مذکور کے نیچے آکر زنجیر ہلائے داد پائیگا ۹ شوال کو جشن معمولی بڑے کر و فر سے ہوا

اس سال مین مظفر علیخان جو اجمیر کی صوبہ داری پر مامور ہوا تھا بسبب عسرت و بے سرانجامی کے ہنوز قصبہ داری سے
کہ جو بیس کوس دار الخلافت سے واقع ہے نکلا تھا کہ خبر پائی کہ راجہ جودہپور تیس ہزار سوار سے اجمیر کو آتا ہے اس خبر سے وہین
چند روز مقیم رہا اور اجیت سنگہ نے اجمیر مین داخل ہو کر منادی کرا دی کہ قصائی وغیرہ اہل پیشہ بلا اندیشہ اپنے اپنے
کام مین مصروف رہین اور اظہار بیعت اسلام کیواسطے موذن مسجد کو طلب کر کے رواج رسم مذہب کی تاکید کی اور اکثر
مسجدین اجمیر کی ایمن بعد ازان عملہ اور ارکان بادشاہی کو حاضر کر کے قول نامہ اور فرمان بادشاہ کا متضمن نشان پنجہ دکھلایا
جسمین یہ عہد تھا کہ دونون صوبہ اجمیر و احمد آباد کے بقاے عمر دولت محمد شاہ تک بحال رہینگے اور نہ فرمان عہدنامہ وسوقت
ملاحظہ [illegible] اور روشن اختر محمد شاہ کی سلطنت کا شہرہ ہوا تھا نظر برانیکہ راجہ کو جو سادات کا رفیق ہی اسطرف
بلایا چاہیے والدہ بادشاہ نے لکھوا کر بھیجا دیا الغرض بعد دکھلانے کے اوسکی نقل مع اپنے عرائض کے مصحوب دیوان
بادشاہی صمصام الدولہ اور روشن الدولہ کے پاس مع عرضی حضور بھیجی اس مضمون سے کہ اگرچہ دونون صوبون کا تغیر
خلاف عہد و پیمان ہی مگر صوبہ داری احمد آباد کی بنابر مرضی حضور نذر ہے مگر صوبہ اجمیر میری عزت و آبرو کیواسطے بحال رہے یہین
خداوندی سے ہے درصورت بے آبروئی اہل غیرت کو جان تک عزیز نہین امیدوار ہون کہ دونون صوبہ مجھے معاف ہون ذی الحجہ کی
[illegible] مین بادشاہ بیگم دختر عالمگیر بادشاہ جسکا نام زیب النسا تھا اس جہان فانی سے گذر گئی بعد ورود عرائض راجہ کی صمصام الدولہ
نے بنظر قلت زر اور صرف کثیر کے صلح کر لی اور کہا کہ چونکہ صوبہ اجمیر مین اکثر بزرگون کے مزار اوس دار الخلافت سے ملحق ہین راجہ کی
نام صوبہ گجرات بحال رکہنا چاہیے اور اجمیر کسی مسلمان کو دینا لازم ہے اور بادشاہ خصوص حیدر قلیخان کا ارادہ یہ ہوا کہ اوسکی
تادیب و تنبیہ کرنا چاہیے بعد مصلحت بسیار کے کہ کسی امراے حضور نے اوسکی مہم منظور نکی حیدر قلیخان کی تجویز سے سعادتخان بہادر کو
اکبر آباد سے تاکید بلایا سعادتخان بموجب حکم پہونچنے کے جرأت کر کے آخر ذیقعدہ کو حاضر ہوا اور اپنی کارکنان لشکر کو حکم دیا کہ لڑائی
کا سرانجام جلد پہنچے سے ہو چکے بعد ملازمت چاہا کہ استدعاے اسباب [illegible] کی [illegible] لائے لیکن بعض امراے نے
رفاقت سے پہلو تہی کی اور حضور سے بہی کسقدر اعانت مین قصور ظاہر ہوا لاجرم فسخ عزیمت یہ ظاہر ہوئی اسی ضمن مین خبر ہوئی
کہ مظفر علیخان نے بسبب عسرت اور تہیدستی سپاہ کے تقاضاے تنخواہ سے مجبور ہو کر دو تین موضع معتبر نواح اجمیر کے لوٹ لیے
اور اونکا مال اور مواشی بہی غارتگران لشکر لیگئے اور تقاضاے تنخواہ بدستور جاری رہا تب بیچارہ نے ہاتھی گہوڑے دیکر نجات
حاصل کی اور سپاہ ملازم کے خوف اور راجپوتانہ کے غلبہ سے امبیر مین نایب راجہ جے سنگہ کے پاس گیا اور
خلعت اور فرمان صوبہ داری صمصام الدولہ کے پاس واپس کیا اسی حالت مین دونون لڑکون راجہ اجیت سنگہ نے
مع فوج کثیر پانچ چار دیہات بادشاہی لوٹ لیے اور اوسی قرب مین مفسدان اور زمینداران اوس نواحی نے آشوب
زمانہ اور اجیت سنگہ کے کارخانہ پر نظر کر کے قصبہ نارنول پر دوا کہ بارا بایزید خان وہان کا فوجدار جو گشت کے واسطے
نکلا تہا اونکے مقابلہ سے بہاگا اور اوسکا بہائی جو قصبہ کو ملین تہا [illegible] کرکے [illegible] کار فتح ہوا نارنول کے شہر

نام سنگھ کے لیے لڑے اور اسنے ناموس کو جوہر کر کے شہید کر دیا مفسدوں نے تمام قصبہ اپنے دلخواہ لوٹا کچھ اکثر عورت
و مرد کے بدن میں نہ چھوڑا اور ایک جماعت کو قید بھی کر لیگئے اس خبر کے بعد صمصام الدولہ نے راجہ اجیت سنگھ کی تادیب کیواسطے
و مدد کی پیش خیمہ روانہ ہوا لیکن چونکہ ابتدا سے درمیان مغل اور صمصام الدولہ کے نفاق تھا اور نیز قلت زر کا بھی خیال تھا
لیت و لعل میں گذرانتا تھا اور حیدر قلی خان نے باوجود بد مزاجی سابقہ کے جو خاندوران سے تھی اس مہم میں یکدل ہوکر رفاقت
کی بارہ میں سخت سخت قسم کی اور سوگند کھائی اور بجان و دل بجہت منظور کی اور اپنا خیمہ باہر نکالکر بلا دلی اختیار کی خاندوران
صمصام الدولہ نے اجیت سنگھ کے لڑنے میں صلاح نہ دیکھی خلوت میں بادشاہ سے کہا کہ خدا نخواستہ اگر وہ فتحیاب ہو تو تدارک
اسکا نہایت مشکل ہوگا اور درصورت اپنی فتح کے اگر راجہ کوہستان دشوار گذار میں فرار کرے تو ایسا وہ کہاں ہے کہ اوسکا تعاقب
کیا جاوے فی الحقیقت بموجب قول مشہور کہ خنین اوجہان میں رہکر قدم مہر باقمر للاہجان (یعنی جب کہ عزم کی باندہی) اس مہم کا متکفل ہوا
اور قطب الملک و نجم الدین علیخان کی ہمراہی کا مستدعی ہوا یہ امر بادشاہ کو ناگوار ہوا اور دیگر ارکان دولت کو بھی نامنظور تھا اس کے عدم قبول
سے اونسے بھی فسخ عزیمت کی اوسوقت میں ایلچی کا ذہاب درمیان میں و بایکدیگر خاندوران کے خانہ پر دربار کی آمد رفت موقوف کردی
بادشاہ نے مدار المہاموں کی صلح و آشتی مقدم جانی ہر ایک کی رفع کدورت فرمائی اور ارادہ مہم راجہ اجیت سنگھ کا اوٹھا
ظاہرا صمصام الدولہ کے نوشتہ مشتمل ملائمت راجہ کے پاس پہونچے اور وہ اپنے ارادہ فاسدہ سے باز رہا اسی ضمن میں خبر
آمد آمد نظام الملک کی جو کہ بعد بندوبست کرناٹک اوایل ذی الحجہ کو اورنگ آباد میں داخل ہو گیا تھا اور دہلی اورنگ آباد سے
بارادہ مذکور عازم حضور ہوا اور برہانپور میں پہونچکر دیانت خان جو کہ سابق دکن کی دیوانی پر حضور سے مامور تھا خلعت و فیل
عطا فرماکر اوسی کام پر رخصت دی اور خود حضور میں چلا اس خبر سے کل تدابیر مہم وغیرہ اوسکے آنے پر ملتوی ہوئیں پشاور
و کابل کی وقایع سے واضح ہوا کہ مبارز الملک سربلند خان نے خانہ زاد خان اپنے لڑکے کو کابل بھیجا تھا اور وہ بعد
بندوبست پشاور کے باپ کے پاس آیا تھا واقعہ منزل عزیجان محمد امین خان ولد خانخانان مرحوم عبارت ہوا تھا افغان سد راہ
ہوکر لڑنے پڑے بڑی لڑائی ہوئی خانہ زاد خان نے اپنے ہمراہیوں کے ساتھ اچھی جانفشانیاں کیں اور شیخ مجاہد جو کہ
ہزاروں کا جماعہ دار تھا زخمی ہوکر قید ہوا قریب سات آٹھ سو نفر کے کام آئے سربلند خان کی فوج کی ہزیمت ہوئی اور خانہ زاد خان
کی سواری کے دو گھوڑے بندوق سے غلطان ہوئے خانہ زاد خان کو بھی زخم پوست مال پہونچا جب جانا کہ کیا مجال اقامت
نہیں ناچار چند آدمیوں کے ساتھ راہ فرار لی اور تمام فیلان اور توپخانہ وغیرہ پٹھانوں نے لوٹ لیا اور عبد الصمد خان
اس سبب سے کہ زکریا خان اوسکا لڑکا کشمیر کا صوبہ دار ہوا تھا اشرف الدین ولد محتوی خان کے شور و فساد
اور نایب مذکور کے مغلوب و محصور ہونے کی خبر سنکر تین چار ہزار سوار مغلیہ وغیرہ سے بطور یلغار آپہونچا اور اشرف الدین خان
خوف زدہ ہوکر مقابل نہ آیا بے لڑے بھڑے منفعل اور نادم حاضر ہوکر اظہار الطاعت کی ہوا و فساد کی تسکین پائی عبد الصمد خان کی
کل منصبدار او متعینہ اور یومیہ دار اور وظیفہ خواروں کو اس فساد انگیزی کے پاداش میں سماعت کر کے اونکی جاگیر

اور مدد معاش ضبط کر لی

ذکر تولد صبیہ حرم سرائے شاہی میں اور ملکہ زمانی کی کتخدائی محمد شاہ سے

۲۹ محرم الحرام ۱۱۳۲ ہجری کو پنجشنبہ کے روز وقت شب محمد شاہ کے گھر میں لڑکی پیدا ہوئی اور سہ شنبہ کی رات کو ۱۹ صفر ۱۱۳۲ ہجری میں محمد شاہ بادشاہ کی شادی ملکہ زمانی دختر محمد فرخ سیر سے بکمال زیب و زینت عمل میں آئی اور طالع اسد میں نکاح پڑھایا گیا آرائش و آتشبازی و رقص و سرود ہندوستانی طور پر بڑے کر و فر سے ہوا اور ملکہ مذکور داخل سرای شاہی ہوئی

نظام الملک کا حضور میں آنا اور وزارت پر مامور ہونا

نظام الملک بعد بندوبست ممالک دکن و کچھی صلاح فساد کرناٹک وغیرہ سے کوچ کر کے حاضر حضور ہو کر روز پنجشنبہ ۱ ربیع الثانی سنہ کو بشرف ملازمت ہوا پانچویں جمادی الاولی یکشنبہ کے روز دوپہر کے وقت عہدہ وزارت اور عطائے خلعت چار قب اور قلمدان سے سرفراز ہوا شنبہ کے روز تیسری جمادی الاخری سنہ مذکور کو جشن نوروز حسب معمول ہوا بادشاہ کا لقب ابو الظفر سے تبدیل ہو کر ابو الفتح ناصر الدین مقرر ہوا پنجشنبہ کے روز چھبیسویں رجب کو دیوانی خالصہ راجہ گوجرمل کو ملی اور یکشنبہ کو شیخ سعد اللہ نے دیوانی تن پائی لیکن بعض امرائے حضور نے خصوص حیدر قلی خان اکثر مقدمات مالی اور ملکی میں برخلاف رائے آصف جاہ کے دخل دیا تھا بادشاہ نے آصف خان کی پاس خاطر ضروری سمجھی حیدر قلی خان کو گجرات کی صوبہ داری پر رخصت کیا حیدر قلی خان نے وہاں جا کر ایسا بندوبست کیا کہ کسی کو میں نہوا تھا نظام الملک نے جو امیر دیرینہ سال مزاج گرفتہ جاہ طلب صاحب اقتدار تھا بعد وزارت کے چاہا کہ اپنے خاطر خواہ رائق و فائق ہو کر انتظام کرے اور بادشاہ کو بھی گرانباری اور وقار اور تہذیب اخلاق اور تقسیم اوقات اور تادیب اتباع اور انفصال مقدمات وغیرہ امور سلطنت میں تعلیم کرتا تھا اور بادشاہ کو جوانی اور دولت کی غرور میں اچھا معلوم نہوتا تھا امرائے دیگر خصوص صمصام الدولہ اور خود نظام الملک اپنی کساد بازاری کو حضور میں نہیں چاہتے تھے ہمیشہ اسیطرح کھچڑی میں وقت بسر ہوتا تھا تا آنکہ بعضے امرا و خواجہ سراؤں کی تحریک سے حیدر قلیخان نے اپنے حد سے پیر بڑھائے چونکہ وہ بھی مرد شجاع جاہ طلب صاحب جرأت تھا صوبہ گجرات میں خوب سا روپیہ تحصیل صوبہ اور جاگیر اور ضبطی خانہ عبد الغفور بوہرہ سے بہم پہونچایا جسکا حساب کروروں سے گذر گیا اسقدر دولت پا کر غرور پیدا کیا کہ اپنے دل میں یہ خیال کرتا تھا کہ امیر الامرا حسین علیخان بہادر کی مرتبہ پر فائز ہونگا امرای حضور کے اغوا سے بغرض استیصال نظام الملک روانہ ہوا اور بادشاہ اور دیگر امرا بھی نظام کے نکال لینے میں اس ارادہ سے خوش ہوے کہ نظام الملک کے ہاتھوں سے امیر حیدر قلی خان کا گجرات سے عزل کر دیا اسی عرصہ میں واقعہ شب دو شنبہ غرہ محرم کو کہ صبح کاذب کے قریب ملکہ زمانی کے بطن سے دختر پیدا ہوئی دو شنبہ کے روز ۱۵ محرم ۱۱۳۵ھ کو صوبہ داری گجرات کا خلعت نظام الملک کو حیدر قلی خان کے بدلے میں عطا ہوا اور

پنجشنبہ کے روز دوم ماہ صفر سنہ مذکور کو دوپہر کے بعد نظام الملک احمد آباد گجرات کو روانہ ہوا

مارا جانا نیل کنٹھ ناگر نایب سعادت خان بہادر کا اکبر آباد میں اور صوبہ اکبر آباد راجہ جے سنگھ کو ملنا اور چوڑامن کی مہم فتح ہونا

جا مرا برہان الملک سعادت خان بہادر کو علاوہ صوبہ اکبر آباد کے صوبہ اودہ جو راجہ گردھر سے متعلق تھا مقرر ہوا برہان الملک ساتھ سند دلبست صوبہ جدید اپنے کے روانہ ہوا اور نیل کنٹھ اپنی نایب کو اکبر آباد میں چھوڑا ایک روز نیل کنٹھ خود فیل سوار راہ میں چلا جاتا تھا کسی عمدہ زمیندار کے اثنا میں ایک جاٹ درخت نیم کی بھی سے چھپا ہوا تھا اوس پر پہونچتے ہی اوسنے اپنی بندوق ماری کہ خود آگہ چھاتی سے پار ہوگئی برہان الملک عازم تھا کہ دونوں صوبہ کا مالک ہو کر اپنے نایب کا انتقام لے صمصام الدولہ نے فرصت پاکر صوبہ اکبر آباد کو برہان الملک سے تغیر کر کے جے سنگھ سوائی کو دلوا دیا اور برہان الملک کو فقط اودہ کی صوبہ داری ملی راجہ جے سنگھ بعد عطاے صوبہ داری اکبر آباد کے چوڑامن جاٹ کی سزا پر مامور ہو کر اوسکے اخراج پر آمادہ ہوا بدن سنگھ اپنے بھتیجے کو موافق کر کے ایک مدت تک اوسکی فکر میں مصروف رہا تا آنکہ محکم سنگھ نے اپنے باپ چوڑامن کے روبرو خلاف شان پسر کے گستاخی کی باپ کو خفت ہوئی مگر شفقت پدری سے درپے انتقام نہ ہوا لیکن مارے رنج کے زہر کھا کر ہلاک ہو گیا محکم سنگھ نے بجاے پدر بیٹھکر استمالت رعایا کر کے سر راجہ جے سنگھ پہ اوٹھا دیا اور بدن سنگھ نے خوب تالیف قلوب کر کے رفقاے محکم سنگھ کو موافق کر لیا محکم سنگھ اس حال سے ماہر ہو کر قلعہ خالی کر کے بھاگا اور صفر ۱۱۴۵ ہجری پنجشنبہ کی شب مذکور کو قلعہ تھون فتح ہوا اور بدن سنگھ بجاے محکم سنگھ کے مقرر ہوا اور راجہ گردھر بہادر صوبہ مالوہ پاکر اوجین میں پہنچکر انتظام کرنے لگا

حیدر قلی خان اور نظام الملک کے شورش کی انجام کو نظام الملک کا غالب ہونا

بطور تحریر بالا نظام الملک کو جب صوبہ گجرات تفویض ہوا بالعزم تنبیہ اوس ملک کے روانہ ہوا اور سامان سرانجام مناسب مرتب و مہیا کیا اثناے راہ سے سوچا کہ حیدر قلیخان کے ملازمین کو منحرف کرے اور بذریعہ خطوط کے سلسلہ سے اکثر اوسکی افواج کو جو کہ آغا فخر اودیانی اور مغربی اور بنی کے لشکر میں جو اوس قوم سے تھے بہتوں کو اپنی طرف مایل کر لیا اور حیدر قلیخان سے منحرف کر دیا چنانچہ شجاعت خان رستم علیخان محمد علیخان گجراتی صلابت خان زبردست خان کابلی اسد خان مغربی و دیگر سرداران مغلیہ و تورانیہ اوس سے منحرف ہوئے اور نظام الملک جھالوہ تک قریب گجرات کی پہونچ گیا معز الدولہ حیدر قلیخان اس حال کی مشاہدہ سے گھبرا گیا مقاومت کی تاب نہ لاکر آصفجاہ کی نذر کی مالیخولیا کی علت پیدا ہوئی رفقاے دیرینہ لیجا میں بیٹھا کر حضوری کی راہ لی آصفجاہ گجرات پہنچکر وہاں کے انتظام میں مصروف ہوا بعد فراغ امور ضروریہ کی صوبہ گجرات اپنے چچا حامد خان کو جو شاہزادہ جنگلی

کو نام سے مشہور تھا حوالہ کیا اور خود صوبہ مالوہ کے بندوبست کو جو گرد وپیش کے تغیر سے ابتر ہو گیا تھا آیا اور یہان کا انتظام
کر کے عظیم اللہ خان اپنے بھتیجے کو نیابت مین چھوڑ کر حضور کو معاودت کی حیدر قلی خان مع زر ومال حاضر حضور ہو کر
چند روز معطل رہا آٹھوین ربیع الاخری ۱۱۳۵ھ کو جشن نوروز ہوا اور اوسی روز نیکوسیر نے رحلت فرمائی اور گیارھوین
رجب سنہ مذکور کے سنیچر کی شب کو روشن آبادی بادشاہ کی بیگم کے شکم سے صبیحہ جہان افروز بانو بیگم نام پیدا ہوئی
ظاہرا حیدر قلی خان بعد معاودت گجرات کے نظام الملک کی غیبت مین مورد مراحم شاہانہ ہوا چونکہ اجیت سنگھ کی
تادیب ملحوظ تھی صوبہ داری اجمیر کی ملی اور حیدر قلیخان نے بھی بسبب شجاعت اور راجگی عداوت کے جو اجیت سنگھ
سے تھی قبول کی او حسب الامر اوسکی مہم پر روانہ ہوا آخر شعبان سنہ مذکور کو راجہ مذکور بھاگا اسی سال مین سید قاسم
کوتوال کے لڑکے کو کسی نے سرخ پوش سکھ جماعہ مین سے مار ڈالا اور قاتل بھی مقتول کے زخم شمشیر سے مجروح
ہوا اتوار کے روز غرہ شوال سنہ مذکور کو نظام الملک بعد فراغ انتظام مالوہ و گجرات کے ملازمت مین آیا اور پنجشنبہ
۲۴ ذیقعدہ سال مذکور کو جبکہ گھڑی گذرنے پر بادشاہ کے لڑکا پیدا ہوا اور نصف آخر ماہ محرم ۱۱۳۶ھ سحر گاہ مین ستارہ ذو ذنب
برج دلو مین نمودار ہو کر دس بارہ روز تک آشکار رہا اور اسی مہینے مین بادشاہ کی لڑکی نے انتقال فرمایا—

بادشاہ سے نظام الملک کا آزردہ ہونا اور قمر الدین خان ولد محمد امین خان کو وزارت ملنا

ارکان سلطنت مانند اعتماد الدولہ قمر الدین خان بخشی دوم اور داروغہ غسلخانہ اور صمصام الدولہ امیر الامرا بخشی اول
اور صاحب رسالہ شاہی اور اعلی شاہی اور روشن الدولہ ظفر خان بخشی سوم اور سید صلابت خان بخشی چہارم اور خانسامان
عزت الدولہ شیر افگن خان اور اوسکے بعد اوسکا بھائی لطف اللہ خان بہادر رسالہ دار سلطانی اور صدر الصدور میر جملہ خان
اور ناظر اور داروغہ صرف خاص حافظ خدمتگار خان خواجہ سرا عالمگیری اور بعد اوسکے روز افزون خان اور دیوان
خالصہ راجہ گوجرمل اور اوسکے بعد اشرف الدولہ ارادتمند خان اور بعد ازان راجہ بخمل اور دیوان تن شیخ سعد اللہ اور
میر آتش اول حیدر قلیخان اور بعدہ سعد الدین خان اور بعد ازین حیدر قلی خان اور پس ازان مظفر خان برادر صمصام الدولہ
اور داروغہ جواہر خانہ برہان الملک اور اوسکا باپ اسد قلیخان اور میر توزک اول امین الدولہ اور دوسری داور داد خان
اور داروغہ گرز داران سرباز خان اور اسکے بعد اغر خان اور داروغہ خاص چلو اور چلو خانہ قدیم میر حسن خان کوکہ اور
عرض مکرر یعنی احمد خان کوکہ اور داروغہ مہر فیض علی حامد خان داروغہ فراش خانہ نور علی قوربیگی اور بخشی احدیان
معز خان برادر روشن الدولہ بخشی شاگرد پیشہ متانت اللہ خان راسخ ولی خان صادق قراول بیگی آلہ وردی خان اور خود صاحب دیوان
فیض کی مہر ور خان کو اور حبیب خاص کی جاوید خان خواجہ سرا یون کو جواہر خان داروغہ جواہر خانہ تھا و نجابت خان داروغہ باورچیخانہ
داروغہ قہوہ خانہ فضل علیخان داروغہ فیلخانہ سید قطب الدین علیخان چکھوری داروغہ حبشی یاسین خان داروغہ سرخ پوشان قولادان

اللہ یار خان قلعہ دار شاہجہان آباد قایم خان ولد روشن الدولہ داروغہ وقائع کل وڈاک حکیم معصوم علی خان داروغہ سوانح
ہر ایک ایک کام پر مقرر تھی لیکن روشن الدولہ دخیل مزاج بادشاہ ہو کر ہر آمد کار مقدمہ
خلائق کرتا تھا اور بجان محمد فقیر کے لڑکے کوکی نام نے محمد شاہ کے حضور مین نہایت ادب حاصل کیا بادشاہ کا قلمدان
اوسکے سپرد تھا بادشاہ کی طرف سے صاحب دستخط تھی محل کے اندر رہا جمعیت مندون کی عرضی توقیع کرتی تھی عقلاء دوربین
ایسے امر سے حیرت زدہ ہو کر یہ نکتہ گاتی تھی رباعی نوبت زکیان بہ ناکیان افتادہ است * بازوی شگرفی بمیان افتادہ است
شاید کہ سپہر سفلہ رقصد نشاط * شمشیر زدن بدرف زنان افتادہ است * بادشاہ چونکہ جوان اور کم جرات تھا عیش وعشرت
مین پڑا رہتا ہان کوئی ایسا ہی کار سخت وضروری ہوتا تو البتہ اسطرف متوجہ ہوتا اور عمدۃ الملک امیر خان وغیرہ امرا اور امرازادہ خوشطبع و
رنگین مزاج کی طرف طبیعت کو اپنے رغبت دی کار سلطنت سے بیغرض تھا اس سبب سے کچھ خوف وہراس امر ایکار
عوام کے دلون سے دور ہونے لگا ہر شخص اپنے اپنے خیالی پلاؤ پکانے مین مصروف ہوا بجائے خود دم استقلال بھرنے لگے
و نظام الملک چاہتا تھا کہ بادشاہ اوسکی راے کے بموجب تعمیل کرے اور صحبت رنگین مزاجان نازنین منش واختیار مدار المہامی
زنان نازک سرشت مثل کوکی وغیرہ دل بادشاہ اور کاروبار ملکی مالی سے نکل جاوے اس سبب سے ہر ایک امیر وامرا
اور بادشاہ اسکے طرف سے بدظن اور مسخرگی کرتے تھے اور غیبت مین اوسکے حق مین کلمات رکیک زبان پر لاتے تھے ایسے
وجوہ سے نظام الملک بہانہ دکن اور گجرات کو عازم ہوا چندے آمد ورفت دربار کی موقوف کر کے گھر مین بیٹھ رہا محمد شاہ
اوسکے مافی الضمیر سے آگاہ ہو کر تالیف قلوب مین متوجہ ہوا قصد یہ تھا کہ پھر راضی ہو کر جاوے اوسنے بھی یہ ارادہ معلوم کیا
بجہت واسطہ ووسایل درمیان لاکر دفع رنج ظاہری کیا پس نظام الملک دوشنبہ کے روز مطابق دوم ماہ صفر سنہ ۱۱۳۳
ہجری کو مشرف ملازمت ہو کر ساختہ مہربانیوں سے خوشنود ہوا

مبارز خان صوبہ دار برہان پور کو آصفجاہ پر ورغلانا اور مبارز خان کا مارا جانا

امراے حضور نے آصفجاہ کی آزردگی پاکر شقہ خاص بادشاہی نہایت اخفا کے ساتھ مبارز خان ناظم برہانپور کے نام
صادر کیا کہ اگر ممکن ہو صوبہ ہاے مذکور آصفجاہ کے گماشتون سے چہین لیوے اور عنقریب نظامت دکن کا فرمان صادر کیا
جاویگا اور نظام الملک نے امراے حضور کی فتنہ انگیزی اون سے اطلاع پاکر بخالفت آب وہواے شاہجہان اباد کا اظہار
کیا اور سازگاری عناصر مراد آباد کی بیان کر کے بہ بہانہ سرکار سے اوسکی رخصت حاصل کی اور روز یکشنبہ ۲۸ ربیع الاول
سنہ ۱۱۳۶ ہجری کو تھوڑی دور اودہر جاکر سیدہی دکن کی راہ لی اور یلغار کر کے ملک دکن مین جا پہونچا اور مشغول ارادہ اسباب
کارزار و پیکار کا ہوا مبارز خان طمع دنیوی مین آکر بالاتفاق ابراہیم خان برادر داود خان پنی اور اولاد شیخ نظام اور شیخ
منہاج سرداران دکن کے جو آصفجاہ کے دشمن تھی بعزم رزم آصفجاہ برآمد ہوا آصف جاہ برادر زادہ مبارز خان نے انکی باتی

لڑائی کو اوٹھکر اہوا اور پنجشنبہ ۲۴ محرم الحرام ۱۱۳۷ کو سخت لڑائی ہوئی چار ہزار مرد خنجر گذار و چار ہاتھی مارے گئے آصف جاہ کو فتح نصیب ہوئی مبارز خان مع رفقا کے عدم کو روانہ ہوا آصفجاہ نے اس فتح کی عرضی مع فہرست نام مقتولان و اموال مغروقہ اور اشرفی نذر مبارکباد کی ارسال حضور کی اور خود فارغ البال سب صوبجات دکن پر متصرف ہوکر دریافت امرائے ودن ہمت اور بادشاہ کم جرات ہوا اور قمر الدین خان بعد سات مہینے کے حجابۃ الملکی اور وزارت پر سرفراز ہوا اور اوسنے استمزاج آصف جاہ کا قبول کرکے کہا

حیدر قلی خان کا اجمیر سے آکر میر آتشی حضور پر سرفراز ہونا

آصف جاہ اور بادشاہ کے صحبت کی ناچاقی روز بروز بدیہ ہوئی ہر چند دونوں طرف سے دلجوئی ظہور میں آتی تھی خصوص بعد جنگ مبارز خان کے کہ کسیقدر پردہ اوٹھہ گیا تھا بادشاہ نے حیدر قلی خان معز الدولہ کو مخلص یگانہ مرد شجاع سمجھکر اپنے پاس طلب کیا اور وہ مہینہ کی روز چہارم ربیع الاول سنہ مذکور کو اجمیر سے روانہ ہوکر دو گھڑی دن چڑہے مستفیض ملازمت ہوا میر آتشی کی خدمت مع خلعت عنایت ہوئی اور سعد الدین خان تورانی جو آصف جاہ کا متوسل اور دست گرفتہ تھا خدمت مذکور سے برطرف کیا گیا اور بیر راجہ گردھر بہادر کو کہ بعد اولی نظام الملک کی تغیری پر مالوہ کا صوبہ دار ہوکر ملک اوجین کو گیا اور جیسا کہ چاہیے منتظم ہوا اعظم اللہ خان جو نظام الملک کی طرف سے وہان پر کارفرما تھا شاہجہان آباد کو چلا آیا

آصف جاہ نے اپنے چچا حامد خان کو باغی ہونے پر آمادہ کیا

آصف جاہ نے بعد فتح اور مشاہدہ حرکات امرائے حضور کے بیباکی اور کمشاہی سرداران مرہٹہ کو اپنے چچا حامد خان سے موافق کرکے اشارہ کیا کہ تعاقب اختیار کریں حامد خان نے بموجب ایما کے جاگیرداروں کے گماشتے اور حضور کے فوجدار کو برطرف کرکے اپنا قبضہ کرنا شروع کر دیا اور اظہار اس تمرد اور نافرمانی اور مرہٹہ کی اعانت کے حضور میں ہوئچا ارکان دولت کو تدارک اسکا مشکل ہوا بادشاہ نے تو اینون کا غلبہ دیکھکر قطب الملک کی رہائی فرمائی اور کسی معتمد کے توسل سے پیغام دیا کہ اب تمسے کچھ ہو سکتا ہے اسنے درجواب عرض کیا اگر عنایت شاہی شامل حال ہو ہر وقت حصول ملازمت پانچ ہزار سوار مہیا اور خود پیش حضور آمادہ ہون مخالفون نے اس خبر سے اوسکا کام فریب سمجھکر بیچارہ کو مسموم کرکے جان لی سربلند خان کا مقرر ہونا حامد خان کی تادیب کو اور نجم الدین علیخان بہادر کی رہائی اور حامد خان کا فرار مبارز الملک سربلند خان بعد تغیری صوبہ کابل کے ایک مدت خانہ نشین رہا اور بابین ہمت کم جاتا تھا جب قطب الملک حسب الحکم مخصوص حافظ خدمتگار خان کی عرضی سے مقرر ہوا کہ مبارز الملک واسطے سزا سے حامد خان باغی کی اجین اور گجرات کی صوبہ داری کی عنایت ہو خان مذکور چونکہ مدت سے بیکار رہا اوسکا ساز و سامان محض بیکار ہو رہا تھا بیس ہزار روپیہ نقد مساعدہ کے طور پر خزانہ عامرہ سے لیکر حامد خان کی تادیب اور تسخیر گجرات کو مامور ہوا اور پوشیدہ اسید وزارت بھی

سند ولی کہنا تھا التماس قبول فرمایا روز جمعہ ۲۲ رجب ۱۱۳۳ ہجری کو آخر روز قید سے رہائی و کلید خلعت مع شمشیر کے نجم الدین علیخان
بہادر کو دی اور سربلند خان اور نجم الدین علیخان کو رخصت عطا ہوئی دونوں امیر ایک ہاتھی پر سوار ہوکر داخل خیمہ ہوئے
رفقائے قدیم عزیز سادات کی فوج نجم الدین علیخان کے پاس فراہم آئی کسیقدر اقتدار پایا اور مبارز الملک سپاہ دوست
تھا کوئی صوبہ ایسا ہندوستان میں نتھا جہاں چند برس صوبہ داری نکی ہو اوسکے رفیق اور ملازم سالہا سے جو سرکاری
میں اس روز کے منتظر تھے تھوڑی عرصہ میں آحاضر ہوئے مبارز الملک نے نیابت کی سند شجاعت خان گجراتی کو
بھیجی او حامد خان عدم مقدرت سے گجرات چھوڑ نکلا اور موضع دہد میں مقیم ہوکر کنتھا نام غنیم کو اپنی کمک پر بلایا اور
اوسکے باتفاق خود بھی گجرات پر چڑہا شجاعت خان گجرات سے برآمد ہوا او حامد خان کی ساتھ جنگ کرکے جان بحق ہوا
رستم خان حاکم بندر سورت اپنے بھائی شجاعت خان کے قتل کی خبر سنکر سامان حرب میں مصروف ہوا
اور پیلاجی گائیکوار کو جو اوس ملک کنان تھا متفق کرکے بندر سورت سے برآمد ہوا حامد خان مع اپنی جمعیت او رکنتھا
ٹھاکور کے جو بیس ہزار سوار کو قریب تھے احمد آباد سے کوچ کرکے دریا کے کنارے آیا دونوں لشکر مقابل ہوا پیلاجی
گائیکوار اگرچہ رستم علیخان کا رفیق تھا مگر کنتھا جی کی والدہ سے حامد خان کی موافقت کرنے لگا رستم علیخان بھی
اوس مرہٹہ کی دغا سے مارا گیا جب یہ خبر مبارز الملک کو پہنچی اور اجمیر کے دورہ پر جہاں وہ وزارت کی امید پر
مقیم تھا علی اوسنے شمر دھوکر بادشاہ سے استمزاج کیا چونکہ تو انہوں کا نصیبہ عروج پر تھا [illegible]
ہوئے گجرات کی طرف حکم کوچ دیا اور راجہ گردھر بہادر نظام الملک کی تغیری میں مالوہ کی صوبہ داری پر رخصت کیا گیا
اور نجم الدین علیخان نے بعارضہ بیماری چند روز حاضر حضور نرہکر بعد صحت اجمیر کی صوبہ داری پائی اور بادشاہ نظام الملک
کی فتنہ سازی سے بدظن اور آزردہ خاطر ہوکر الکاعد ہوا بعض خدمات او رصوبہ داری جو اعتماد الدولہ قمر الدین خان
کے نام تھیں دوسروں کے نام مقرر ہوئیں اور برہان الملک بدستور صوبہ کو رخصت پائی اور سربلند خان آٹھویں
سال گجرات کو گیا اور نجم الدین علیخان بسبب بے اسبابی کے چند روز کے توقف میں جیرانی رفیقوں کو جمع کر کے سربلند خان کی رفاقت
روانہ ہوکر اوس سے جا ملا حامد خان کنتھا او رپیلاجی گائیکوار سردار ان مرہٹہ کے ساتھ متفق ہوکر بقصد محاربہ گجرات سے نکلا مبارز الملک
نے حامد خان کو نصیحتیں تحریر فرمائیں مگر کچھ فائدہ نہوا حامد خان نے نجف علی اماں بیگ کو مع فوج کے مقابلہ پر بھیجا انہوں نے لڑکر
بھگا دیا اور امان خان میدان جنگ میں مارا گیا او رشیخ الہ یار بلگرامی بخشی او رسردار معتمد مبارز الملک کا دوسری راہ سے
احمد آباد کے قلعہ میں داخل ہوا شہر کو قبضہ میں لایا حامد خان شکست کہا کر نظام الملک کے پاس گیا دوسرے سال نظام الملک
نے مرہٹوں کو سربلند خان کی لڑائی پر آمادہ کیا او رحامد خانکو شریک کر کے گجرات بھیجا اوسکے پہنچنی کی حدود گجرات میں سخت لڑائیاں
ہوئیں مرہٹوں نے پیل نگر او ربڑ نگر جاگیر سید الامراء کو تاخت و تاراج کیا [illegible] سربلند خان او رنجم الدین علیخان نے سات ہزار سوار
پیادہ کی سپاہ [illegible] سے مقابل ہوکر ان مرہٹوں کو بھگا دیا [illegible] گجرات صاف کر دیا چونکہ مبارز الملک کی پاس [illegible] فوج بھی

پانچ لاکھ روپیہ ماہ بماہ برسبیل ہنڈوی کے حضور سے معرفت ناظر خدمتگار خان اور لوہا
مرنے ناظر کے معرفت بخشی سوم روشن الدولہ مبارز الملک کے ہاتھ میں پہونچتے تھے تاکہ
خلل تسلط اسکے کا بیچ اس ملک کے نہو اور مقرر ہوا تھا کہ جب تک ہنڈوی فتح صوبہ مذا
قرار واقعی نہووے مداخل صوبہ مذکور کا پھیرنے والا سرکار مبارز الملک کا ہو جب فتح مذکور کی
حضور میں پہونچی صمصام الدولہ کی صلاح بموجب فوج زیادہ کے برطرفی کا حکم اور صوبہ ذی
دریاے سربلند خان کے نام صادر ہوا۔

گرنا روشن الدولہ کا مرتبۂ اقتدار سے بسبب خیانت کے اور کوکی اور شاہ عبد الغفور کا اور معزولی سربلند خان کی گجرات سے باعث سعی صمصام الدولہ کے اور منصوب ہونا ابھی سنگھ کا اور قوی ہونا مرہٹوں کا بسبب سستی ابھی سنگھ کی اور مراجعت کرنا سربلند خانکا شاہجہان آباد کو

روشن الدولہ بہادر بہ صفت موصوف تھا لیکن جو نیابی کار اسکی اوپر رشوت کی تھی بارہ لاکھ روپیہ
نقد بابت صوبہ کابل کی جو سال بسال روشن الدولہ کی حوالہ ہوا تھا نصف بیچ خود متصرف ہو کر نصف باقی
ارسال کرتا تھا اور اسیطرح اکثر امور میں دخل خیانت ہوتا رہا امرا لوگ بھی کشیدہ ہوئے پردہ کھل گیا بادشاہ نے
عتاب فرمایا حکم فہمید حساب صادر ہوا متصدیان حضور کی دو کرور روپیہ اسکی ذمہ برآمد کئے حسب الحکم بادشاہ وہ
روپیہ روشن الدولہ سے طلب ہوا اور اوسنے چار ناچار داخل سرکار کیا نظر سے گرا یہ کارروائی صمصام الدولہ
کی سپرد ہوئی امیر الامرا کی ساری قدر عالی رہی اور شاہ عبد الغفور جو دخیل مزاج شاہی ہو کر مختار بحالی و برطرفی
خالصہ کا اور مرتشی تحاقی الحقیقت ایسی ایسی امور ناشایستہ بہ غرور عبد الغفور غافل سے ظاہر ہوئے تھے مرتبۂ اقتدار
سے خارج ہو کر محبوس روانہ بنگالہ کیا گیا اوسکے مکان کی ضبطی سے دو کرور روپیہ نقد سوائے جنس کے داخل خزانہ ہوئی
اور کوکی بھی دونون راشیونکی شریک اور مختار دستخط تھی اس غضب میں اسیر ہوئی اسکا بھی اندوختہ بیت المال
حضور میں آیا صمصام الدولہ کو جب اقتدار کلی حاصل ہوا سربلند خانکو جو روشن الدولہ کا متوسل تھا معزول کر کے راجہ ابھی سنگھ
راٹھور کو گجرات کی صوبہ داری پر بھیجا اور تاکید کی جلد تر گجرات پر پہونچکر سربلند خانکو روانہ حضور کرو ابھی سنگھ نے
آرام طلبی اور بےغروری و قدامت سے نایب اپنی کو گجرات بھیجا مبارز الملک نے نایب کی اچھی طرح گوشمالی دیکر بھگایا ابھی سنگھ نے
دوسری بار دوسرا نایب بھیجا وہ بھی پہلی مرام ناکام واپس آیا تب ابھی سنگھ نہایت نادم ہوا اور خود بہ جمعیت
پچاس ہزار سوار اور دیگر سامان پیکار کے گجرات آیا مبارز الملک نے خدمت بادشاہ اور آصفجاہ کی طرف سے تشویش

رکھتا تھا مگر بسبب قلت زر اور اسباب سفر کے قاصد مقابلہ ہوا شہر سے چند کوس نکل کر خیمہ برپا کیا مقابلہ کی
نوبت آئی خوب جنگ آزمائی ہوئی مبارز الملک نے وہ پیشقدمی کی کہ ناچار راجہ کے پیر ہٹے پیچھے ہٹ گیا مبارز الملک
اسی برگشتگی کو اچھی یاوری بخت سمجھا مصالحت کا خواہان ہوا آخیر روز کو چند چوبدار اور خدمتگار کے ہمراہ دستار سفید
اور لباس سادہ پہنکر راجہ کی ملاقات کو گیا راجہ سنگھ متحیر ہوا آخر یہ حرکت اپنے موافق مرضی پاکر استقبال کو آیا
دروازہ پر ملاقات کی اور باحترام تمام لاکر مسند پر بٹھایا مبارز الملک نے کہنا شروع کیا کہ ہمارے تمہارے پرانی
دوستی ہے مہاراجہ اجیت سنگھ سے دستار بدلی تھی اور برادری متحقق تھی تمہیں بجاے برادر زادہ اپنے کے ہم
جانتے ہیں اسقدر جنگ و آویزش بپاس ناموس و ننگ مردمی کے ہوئی کوئی عداوت نہیں غرض تو کار بادشاہی
کی سرانجام سے تھی بندہ بھی اسی کام کو ادھر آیا تھا اب آپکو مبارک ہو حالا اسقدر امیدوار ہوں کہ کچھ اسباب
سفر اور زاد راہ عنایت فرمائیے ابھی سنگھ ایسے کلمات سے شادان ہوا اپنے عملہ کو حکم دیا کہ جلد ساز و سرانجام کر دیں
مبارز الملک نے پھر از سر نو اوس تقریر کا اعادہ کیا اور سر نو ابھی سنگھ سے دستار بدل ہو کر اوسکی دستار کو جو صبح
گرا تھا اوپر سر اسکے بکمال خلوص سے اوٹھاکر اپنے سر پر رکھی اور اپنی دستار سفید اوسے دی اور باہم گرا خوت کی باتیں
دینے لگے بعد ازان اپنے لشکر کو مرخص ہوا جب سامان مطلوبہ ابھی سنگھ کے حضور سے عنایت ہوا دار الخلافت
شاہجہان آباد کو عازم ہوا صمصام الدولہ کو جب یہ خبر ملی کہ بعد لڑائی کے مبارز الملک نے راجہ ابھی سنگھ سے خلاف
مرضی اور فرمان شاہی کے ملاقات کی آزردہ ہو کر بادشاہ سے تحریک کی کہ سربلند خان کو معاتب کر کے گرز دار تعین
کئے جاویں تاکہ جلد روانہ ہو کر جہاں اوسکو پاویں اوسی جگہ موقوف کریں جب اوسکا قصور معاف ہوگا اپنے گھر
چلا جاویگا لہذا دو سو نفر گرز دار مقرر ہوئے ایک سو نفر گجرات کی راہ پر اور ایک سو نفر اکبر آباد کی راہ پر ہو بیٹھے منتظر ہوئے
جب وہ اکبر آباد پہونچا موجب حکم حضور کے اوسکے سدراہ ہوئے مبارز الملک بضرورت اکبر آباد میں منتظر عفو تقصیر مقام
کئے ہوا سپاہ ہمراہی جو اکثر نوکری سے برطرف ہونے کی طالب تنخواہ میں گستاخی کرتے تھے برہان الملک جو ان دنوں
اکبر آباد کا صوبہ دار تھا اور پیشتر مبارز الملک کا نوکر رہا تھا ملتمس ہوا کہ اگر تنخواہ ملازمان قدیم کی میرے ذمہ فرمائی جاوے
احسن ہوگا یہ کلام سربلند خان کو گران ہوا فرمایا کہ فضل الہی سے ابھی یہ حال نہیں ہوا کہ دوستوں کا احسانمند ہوں
اور جو خزانہ کہ حرم سرا میں پوشیدہ رکھتا تھا اوس میں سے اشرفیاں نکالکر سپاہ کی تنخواہ دی

آصف جاہ کا مرہٹوں کو شہ دینا تسخیر ہندوستان پر اور اسکی کوشش کی

جب آصف جاہ نے قدر دانی حضور کی دیکھی تو مرہٹوں کو ترغیب دینا شروع کیا اول باجی راؤ کو جو سپہ سالار راجہ ساہو کا
تھا اور پیر راجہ [illegible] مشہور [illegible] مرہٹہ کے اول وہیں تھا [illegible] کہ صوبہ مالوہ کو راجہ گردھر بہادر [illegible]

ناگر سے اور گجرات کو نواب راجہ ابہی سنگہ راٹھور سے لوٹ مار کر نا چاہا پھر باجی راو وغیرہ سرداران مرہٹہ نے لشکر گران لیکر
راجہ گردہر بہادر اور راجہ ابہی سنگہ کے گماشتون پر چڑہائی کی حدود دونون صوبون کے محالات کو لوٹنا شروع کیا
راجہ گردہر بہادر خالی شجاعت سے تھا الرٹے گوشتہ ہوا اور تنزل اقبالت سپاہ ہمراہ تھی حضور شاہی سے استمداد
طلب کی پیاسی کسی نے خبر لی اور وہ بہادر ایسے نزد و خورد میں مدد کی حسرت میں جان بحق ہوا کوئی اشخص راجہ چھبیلہ رام کا
دیا ہوا ور نام توم گردہر سے تھا وہ گردہر بہادر کی جگہہ پر جانشین ہوا لیکن مرہٹون کے ہاتھ سے جانبری
نکرسکا اور حضور میں لکہا کرتا تھا کہ اپنی زندگانی میں مرہٹون کو ہندوستان پر یورش کرنا دشوار و محال ہے
لیکن میرے بعد ضرور انکا اثر ہند میں شایع ہوگا باوجود ایسے تحریرات کے کچہ فایدہ نہوا آخر الامر وہ بہی مارا گیا
میں محمد خان بنگش مالوہ کا صوبہ دار ہوکر وہان پہونچا لیکن مرہٹہ کے دست بردی سے اوسکی سپر اونکہر گئے آخر
اوسکی تغیری پر صوبہ مذکور راجہ جے سنگہ سوائی کو ملا الا پیاس مذہب باجی راو کے تقویت کرتا تھا اور جے سنگہ
کی سفارش سے مالوہ کی صوبہ داری باجی راو کو عطا ہوئی انشاء اللہ اسکا ذکر کیا جاویگا صوبہ مالوہ بہی مرہٹون
کی قبضہ میں آیا اور ملک گجرات بہی ابہی سنگہ کی سستی سے مرہٹون نے لیا بہت سی خرابیان درپیش ہوئین
سلطنت کا کام ضعف کو پہونچا یہانتک کہ تدارک اوسکا محال ہوا ایسے کام شجاعون اور دلاورون سے آگے مین رہا
شیر دلین بہادر ... [illegible] ... صمصام الدولہ عیاری مکاری سے اپنا اونکا بند و بست کرنا چاہا کہ
سے آصفجاہ اور مرہٹون کو عاجز کرے افسوس کوئی تدبیر کارگر نہوئی جو تدبیر کرتا بیر ... تہی جالی امراے دولت کی
سستی سے ملک کو زوال ہونے لگا ایسے ہنگام میں ذوالفقار خان اور حسین علیخان یاد آتے ہین سچ ہے بقول

چو شکل زبان نیست تن مین کردن * تو مردی بکن گر بدشمن نبے لہون

رعایا کی سرکشی شروع ہونا اور محمد خان بنگش کا عاجز ہونا مرہٹہ اور بندیلون سے صوبہ الہ آباد مین

جب افواج مرہٹہ نے صوبہ مالوہ اور گجرات پر تسلط پایا اور حضور سے کچہ تدارک نہوا اپنی مشاہدہ سے دیگر سرداران
ملک ستانی اور منازعت سلطانی کی ہوس ہوئی چہ راو وغیرہ نے جو گجرات و مالوہ پر قابض تہے آہستہ آہستہ
پر یعنی الہ آباد اور اکبرآباد کے قرب و جوار کے فوجداریون پر دخیل ہوکر روز بروز ترقی دولت ہونے لگی انہی
دنون میں محمد خان بہادر غضنفر جنگ بنگش صوبہ دار الہ آباد کا قصبہ بوندیلہ کو جہان کا راجہ چہتر سال تہا
گیا اور جماعہ افاغنہ کی فوج لیکر جا پہونچا اکثر مقامات بوندیل کہنڈ کے مسخر کئے اور اپنی اقامت اوس دیار مین
مناسب سمجہکر راجہ کی دارالحکومت مین مقیم ہوا راجہ مذکور اور نیز دیگر لوگ جنکا ملک قبضہ بنگش مین آیا تہا
حقیقت سلطنت مرہٹون سے رجوع ہوئے ناگپور کلان کے مرہٹون سے جو کہ ظاہرا صوبہ برار اور راہ دکن

توابع مین ملک بوندیل کھنڈ کے پشت پر واقع ہے یا کہ سرداران باجے راو سے جو اطراف اجین مین سے تھے
مستدعی ہوئے اور اونہون نے نقد اور نیز کسیقدر ملک دینے کا وعدہ کرکے اپنا مددگار بنا لیا محمد خان بنگش
زوانیے غلبہ اور نیز اس فتح تازہ سے مغرور ہو کر بقدر ضرورت فوج رکھ لی باقی ماندہ کو جواب صاف دیا چونکہ اوس
ملک تازہ کی راہون سے آگاہی تھی راجہ مقہور مذکور مع فوج مرہٹہ غفلت کی حالت مین محمد خان بنگش کے
سر پر آ پہونچا محمد خان گھبرا کر لڑنیکو سوار ہوا چونکہ مرہٹہ اور بوندیلہ کی کثرت بیشمار تھی حضرت عاجز ہوئے جا بجا امن
کی تلاش ہوئی دو تین روز کے بعد قلعہ جیت گڈہ مین پہونچکر مع فوج کے اندر قلعہ مذکور کے محصور ہوا راجہ نے
مع مرہٹہ ایسا سخت گھیرا کہ ہوا بھی قلعہ مین نہ جا سکتی تھی کسیقدر فوج بنگش کی زیادہ تھی آذوقہ نے جواب دیا
نایابی ماکولات سے وہ نوبت پہونچی کہ حرام حلال مین تمیز نرہی باہر آنے کی کوئی راہ نتھی غضنفر جنگ کی عیال
واطفال جو فرخ آباد مین تھے درگاہ شاہی مین مدد کو التماس کرتے تھے مگر کون سنتا تھا آخر قایم جنگ اوسکے
لڑکے نے لاچار ہو کر اپنی قوم سے رجوع کی اور اوسکی والدہ نے بھی استخلاص شوہر کیواسطے عاجزی کی لاجرم بہاس
ہم قومی افاغنہ کا مجمع ہوا اور جسقدر روپیہ غضنفر جنگ کے لینے سے سرانجام ہو سکا اوسی مین راضی ہو کر
قایم جنگ کو اپنا سردار بنایا اور جا پہونچی اور غضنفر جنگ کو دشمنون کے درمیان سے نکال کر قلعہ الہ آباد مین پہونچایا
درحقیقت یہ بڑا کام تھا جو لڑکے نے باپ کی واسطے کیا الغرض امرائے حضور نے قصور مغلوب ہونیکا بوندیلہ اور مرہٹہ سے
اوپر غضنفر جنگ کے ثابت کیا پس حضور نے غضنفر جنگ کو صوبہ داری الہ آباد سے معزول کر دیا اور مبارز الملک
کی عفو تقصیر فرمائی الہ آباد کی صوبہ داری پر بھیجا یہ شخص خانہ زاد خان بہادر غالب جنگ اپنے بیٹے کو نایب صوبہ مقرر
کرکے خود اکثر حضوری مین رہا کرتا تھا لیکن شکستہ دلی سے دربار مین بہت کم جاتا انہین دنون مین حیدر قلیخان
آگ مین جلکر جان بجان آفرین ہوا اور روز چہار شنبہ ۱۸ جمادی الاولے ۱۱۳۸ھ ہجری کو چار پانچ گھڑی دن نکلے محمد یار خان جو
عہد عالمگیر سے شاہجہان آباد کا صوبہ دار رہا تھا مگر اسکے ملک عدم ہوا چونکہ روز میر آتشی کی خدمت مظفر خان برادر
صمصام الدولہ کو سپرد ہوئی اس سال کی چوتھی شوال کو برہان الملک کے توپخانہ مین آگ لگی منارہ فیروز شاہی کو
مع نصف حصہ عمارت پایون اوسکے گرا دیا اسی وقت مین نجم الدین علیخان نے دنیا سے کوچ کیا اسکے مرنے سے اجمیر کی
صوبہ داری بھی علاوہ میر آتشی کے مظفر خانکو عطا ہوئی مشکل کہ روز دوشنبہ سوئین جمادی الاخری ۱۱۴۱ھ ہجری کو بادشاہ
صفدرت سا بیمار ہو کر صحیح و تندرست ہوا ساتوین شعبان روز سہ شنبہ مذکور کو راجہ ابھی سنگہ ولد راجہ اجیت سنگہ
جو گجرات سے حضور مین آیا تھا مرہٹون نے شورش اپنی وطن مین شکر جو حدود گجرات مین واقع تھا روانہ ہو کر جودہپور
مرہٹہ اپنے دار الحکومت کو پہونچا اور اسی مہینے کی دسوین تاریخ روز جمعہ کو پنجابی چیزہ فروش وغیرہ اہل اسلام جمع
ہو کر دعوے یہ تھا کہ اوسکی جماعت مین سے ایک شخص حاجی کو کسی ہندو نے ہنگامہ ہولی مین خانہ جنگی کر کے مار ڈالا ہے

صوبہ گجرات و مالوہ کو جو تدارک حضور سے عمل میں نہ آیا تھا اور لوٹ مار کا دست ہوس دلکا دراز ہو رہا تھا آہستہ آہستہ قدم بڑھانا
شروع کیا اور گذر ایک زمانہ ماہ و سال کے اونہوں نے رفتہ رفتہ سہل مدت میں اکید و محال لیتے ہوئے حصار
گوالیار تک جو نہایت قرب و جوار اکبرآباد میں واقع ہے آپہونچا اور متصرف ہوکر دم استقلال مار رہے تھے آصفجاہ بھی ہنوز
کی اغوا پر ساعی ہوکر آتش عناد و فساد خوب بھڑکاوی مرہٹہ تو ولیں یہی اراده رکھتے تھے آصفجاہ کی تحریک سے
خاطر خواہ بہانہ ہاتھ لگا زیادہ تر قدم بڑہاسے جاگیرات امیر الامرا اور محالات خالصہ کو لوٹ مار میں بھی صرف کی حسب
گوالیار سے بھی گذر کر اجمیر و اکبرآباد کے متعلقات میں بھی قدم زن ہوئے امیر الامرا نے لاعلاج و لاچار ہوکر اپنے بھائی
مظفر خان کو جو گھر میں تمنا شجاعت کا دم بھر رہا تھا جنگ مرہٹہ پر مقرر کرا کر حضور سے اجازت دلوائی اور نیز دیگر امرای
بادشاہی اور بعض اپنے ہمراہی رسالوں کے اوسکے ساتھ کر دئے سپہ سالار مذکور مع فوج بیشمار اور اسباب شایستہ
پیکار کے بعزم رزم مرہٹہ سوار ہوا مرہٹہ لوگ جنکا ضابطہ جنگ چپاولی اور قزاولی کے طور پر ہے اثنای راہ میں کسی جگہ
اوس سے بھڑے مظفر خان سرونج تک جا پہونچا مرہٹہ نے جنوبی تک میں میدان میں اوسے محصور کیا رسد کی راہ
بند کر دی اور لڑائی پر ہر وقت آمادہ رہے مظفر خان اپنی خودداری میں رہکر حکم شاہی اور ایمای برادر کا انتظار کرتا
تھا جب حکم مساودت کا صادر ہوا شکر الٰہی کرکے بادشاہ کی ملازمت میں آیا بیسویں محرم سنہ ۱۱۴۸ ہجری روز شنبہ کو
مشرف ملازمت ہوکر لشکن جواہر سے مشرف ہوا شاہجہان آباد میں ہجکر مدفات و نیز حسب مقدور اپنا رہوئے اور
بد خواہون نے اسکی سلامتی حال پر شکر گذاری کی اکثر اوقات مصاحبان خردمند کی زبان پر یہ مصرع جاری ہوا
این کار از تو آید و مردان چنین کنند اسی سال میں شاہزادہ عالی تبار محمد اعظم شاہ مرحوم نے وفات پائی مقبرہ والدہ
اپنی میں کہ یا پور میں واقع تھا دفن ہوا اور نیز اول یکشنبہ کو روز ۲۴ جمادی الثانی کو امیر الامرا صمصام الدولہ اور
اعتماد الدولہ قمر الدین خان نے مرہٹہ کی سرکوبی کیلئے رخصت پائی دونوں بہادروں نے کوشش مردانہ کرکے مظفر خان کو
مانند معاودت فرمائی او غنیم لئیم سے روز شنبہ ۱۲ شوال سنہ مذکور قصبہ سامنھر میں جو کہ شاہجہان آباد سے سو کوس
[illegible] مال و اسباب مرہٹہ کے ہکر ایمان
[illegible] دیا اور روی
قصبہ کی قاضی [illegible] گرم پیکار ہوا اور زخمی ہوکر دروازہ لیا
لیکن [illegible] ربیع الثانی سنہ ۱۱۴۹ ہجری کو [illegible] ایسی سخت بارش ہوئی کہ جسکی [illegible]
عمارت منہدم ہوگئیں رای روشن آرای [illegible]

ازراہ رو جہکلہ ازکوڑہ کی کمر و نمشی اور جانا بہاجیراو کا مارا جانا اور برہان الملک سے انتقام پانا

اسی حالات میں مسمی ازراہ زمیندار جہکلہ کوڑہ کی [illegible] اور انہی ایام میں [illegible]

عدم کیا اور اوسکا مال و اسباب ... عیال پر قابض ہوگیا اعتماد الدولہ نے یہ خبر پاکر عظیم اللہ خان کو بنا بر تنبیہ بہیجا مینیار
مذکور نے اسکی آمد سنکر دشوار گذار جنگلون کی راہ لی مکان خالی کرگیا عظیم اللہ خان نے جمعیت ذی اوسکا کو شمال سہل سمجھکر
خود چکلہ مذکور میں قیام کیا بعدہ خواجم بیگ خان تورانی وغیرہ کو چکلہ مذکور کی حکومت دی اور اوس مفرور کی سزا کو فرمایش
کرکے خود شاہجہان آباد واپس آیا اراڑو مفرور یہ دیکھکر کہ عظیم اللہ خان کی معاودت کے آسودگی اور خواجم بیگ خان وغیرہ کو جاتے
ہی مار ڈالا اعتماد الدولہ وزیر نے خبر الہی سے لاچار ہوکر برہان الملک صوبہ دار اودہ سے اس معاملہ کو رجوع کیا اور مبالغہ سے تاکید
لکھی کہ بپاس آبروی سلطنت و اسلام کی تنبیہ اوسکی چاہیے کرے برہان الملک نہایت شجاع اور نشہ مردانگی سے مخمور تھا
سنہ ۱۱۴۴ ہجری میں عازم حضور ہوکر شاہجہان آباد کو آتا تھا اثنای راہ سے غرہ دوم جمادی الاخری میں بھگونت اراڑو کے سر پر پہونچا
زمیندار نابکار نے چاہا کہ فریب سے اسکو بھی اپنی طرف کرے مگر یہان فریب نچلا تب وہ آمادہ رزم ہوا اسوقت برہان الملک
راہ سے پہونچکر داخل خیمہ ہوا اتفاقاً جامہ زنگ سفر پہنے تھا جاسوسون نے زمیندار کو خبر دی کہ آج برہان الملک لباس
سفر سے خیمہ میں پہونچا ہے ڈاڑھی سفید رکھتا ہے اراڑو اوس خبر کے سنتے ہی کمینگاہ سے نکل مع فوج ظاہر ہوا برہان الملک
... تیار ہوکر آراستگی فوج کا حکم دیا بعض ... جسطرح ہوا جسقدر لشکر
ہمراہی اراستہ ہوا اوسوقت برہان الملک ... سفید لباس پہنے ہوئے تھا اور ابو تراب خان تورانی جو
اسکی ہمراہ سرداروں میں تھا قضارا اوس روز لباس سفر و سر اور ریش سفید رکھتا تھا اراڑو نے ابو تراب خان کو
برہان الملک تصور کرکے اسکی فیل پر متوجہ ہوا اور مع ہمراہیان جان باز کے مثال برق آپہونچا اور فیل سواری کی پاس آکر
گھوڑے کو کوداکر برچھی اس زور سے ماری کہ اوسکی سنان ابو تراب خان کی پشت سے نکل گئی اکثر برہان الملک کی ہمراہی
اوسکی وہ بہ آمد سے روگردان ہوئے برہان الملک چند نفر سے بمقتضاے شجاعت اراڑو کے روبرو ٹھہر رہا تیر و کمان کی ...
مین اراڑو کو گھیر لیا اور رفقای جان نثار نے تیغ و تیر کی زر افشانی دکھلائی درجن سنگھ جو اراڑو کا رفیق تھا اور پہر برہان الملک سے موافق
ہوگیا تھا برہان الملک کو جتلا دیا کہ وہ اراڑو ہے اوسکے گھوڑے کو دوڑاکر اوسکی مقابل جا پہونچا تیار ہونے لگا شجاعت کی نوک جہوک دکھائی گئی
آخر اراڑو کی جان ... درجن کی ہاتھ سے اور برہان الملک کے تیر سے چپیدہ کے سرد ہا جہنم واصل ہوا برہان الملک نے سجدہ شکر
ایزدی ادا کیا اراڑو کا سر کاٹ کر پادشاہ کے نذر کیا اور اوسکا پوست ... اس سے پرکرکے قمر الدین خان کے لیے روانہ فرمایا اور
چہار روز کے بعد سرداری لشکر کی صفدر جنگ بہادر کو دیکر خود دار الخلافت کو آیا چہار شنبہ کے روز ... سنہ مذکور کو شرفیاب
حضوری ہوا ایک ہزار نو اشرفی اور ایک خنجر اور ایک شمشیر نذر دی اور خلعت و سرپیچ مرصع و شمشیر و اسپ و فیل سے سرفرازی
پائی روز یکشنبہ ۱۲ شوال سنہ مذکور کو حسب التماس ابو المنصور خان بہادر صفدر جنگ کو کہ داماد اور خواہرزادہ برہان الملک کا تھا
اور شیخ عبد اللہ وغیرہ اور سرداران لشکر کے رخصت ہوا سبب اسکا یہ ہوا کہ مرہٹہ کے آنے کی خبر جسے اراڑ کا لڑکا اپنی مدد میں لایا تھا
... اسی ہجری میں ... شنبہ ۲۰ ذیقعدہ کو بادشاہ نے ... خطاب ... اور امیر الامرا صمصام الدولہ کی رقعہ میں تھا

راجہ جے سنگھ سوائی اور باجی راو سپہ سالار مرہٹہ کے پاس جو کہ راجہ ساہو کیطرف سے تسخیر ہندوستان پر مامور تھا مع اسناد صوبہ داری صوبہ مالوہ اور گجرات کے مرخص فرمایا اور حکم دیا کہ جلد جا کر تالیف قلوب اور مطیع شاہی کرے اور اس سال مین واقعہ شب پنجشنبہ ۱۲ ذی الحجہ کو پہر رات گذرے روشن الدولہ ظفر خان بہادر نے رحلت کی شخص فیاض وصفات حمیدہ رکھتا تھا و رشتہ ارادت شاہ بھیک نام فقیر سے بہم پہونچائی تھی چنانچہ رضا جوئی مرشد مین تا دم زیست رہا

کسیقدر ذکر فخر الدولہ برادر روشن الدولہ کا کیا جاتا ہی

نصرت یار خان کے بعد فقیر کو معلوم نہین کہ کون کون عظیم آباد پٹنہ کا صوبہ دار ہوا اسقدر معلوم ہے کہ اغلب ۱۱۴۰ ہجری مین یا کچھ پیشتر ہو فخر الدولہ برادر حقیقی روشن الدولہ کا صوبہ دار عظیم آباد ہوا پانچ چھہ برس تک صوبہ داری مین مشغول رہا بعدہ چونکہ یہ شخص محض بیہودہ و احمق تھا اور نہایت زود رنج اور اعمال اسکے بھی ساتھ بیہودگی و کمینگی کے ملے ہوئے جو شیخ عبد اللہ جو ایک مدت تک اوس صوبہ کا مدار المہام اور مرجع انام رہا اور وہان کی صوبہ دار اسکو نایب بھی کیا کرتے تھے اور اکثر زمیندار وغیرہ اوسکی مطیع تھی ایک سہل سی بات مین کاوش ہو گئی ایذا رسانی کے درپے ہوا ناچار اپنے مکان واقع عظیم آباد سے گنگا پار ہو کر قلعہ سوانچ مین جو اوسکا بنوایا ہوا اور وہین پر چند گانون زر خرید تھے جا کر آزردہ بیٹھا فخر الدولہ نے اوس سے ہاتھ نہ اوٹھایا پیچھے سے خود ہی پار ہو کر شیخ مذکور کو قلعہ مین محصور کیا اور درپے تخریب عزت و آبرو ہوا اوسنے لاچار ہو کر برہان الملک صوبہ دار اودہ سے توسل ڈھونڈھا اور بعد طلب برہان الملک کی مردانہ نکل پڑا اور برہان الملک کے صوبہ کے حدود مین جا پہونچا اور فخر الدولہ کی آسیب رسانی سے محفوظ ہو کر برہان الملک کے حضور مین آیا عزت شایستہ حاصل ہوئی اور فخر الدولہ نامرد الپس ہوا چند روز کے بعد خواجہ معتصم برادر اپنے الٰہ سے ظاہر اجو لباس فقرا اور مشایخ ہند کے مشغلہ مین باشان و شوکت بسر کرتا تھا حرکات ناشایستہ کیے اسکو آزردہ خاطر کیا خواجہ مذکور بدرجہ نہایت آزردہ ہو کر روانہ شاہجہان آباد ہوا اور بروقت ملاقات اپنے بھائی صمصام الدولہ سے احوال فخر الدولہ کا بیان کیا صمصام الدولہ بمجرد استماع برہم ہو گیا فخر الدولہ کو تغیر کر دیا اور عظیم آباد کی صوبہ داری متعلق صوبہ بنگالہ کر کے سند صوبہ مذکور کی موتمن الملک شجاع الدولہ شجاع الدین محمد خان بہادر اسد جنگ داماد جعفر خان کی نام جو اپنے خسر کی جگہہ پر بنگالہ کا صوبہ دار تھا بھیجی اور فخر الدولہ تغیر ہو کر شاہجہان آباد کو چلا

ذکر احوال پر اختلال شجاع الدولہ داماد جعفر خان ناظم بنگالہ

پوشیدہ نہ رہے کہ شجاع الدولہ کی اصل برہانپور صوبہ دکن سے ہے اور نسب اوسکا قوم افشار کیطرف پہونچتا ہی جو خراسانی ترکون مین سے ہیں جب اورنگ زیب صوبہ دکن مین تھا جعفر خان دیوان صوبہ بنگالہ کی دامادی مین جو آخر وقت مین اوسجگہہ کی نظامت کرتا تھا ممتاز ہوا چونکہ جعفر خان کا اعتماد بڑہا اسکا بھی مرتبہ درجہ بدرجہ ترقی پر آیا تا آنکہ جعفر خان صوبہ بنگالہ اور اوڑیسہ کی دیوانی اور نظامت پر سرفراز ہوا شجاع الدولہ اوسوقت مین صوبہ دار اوڑیسہ اور وہان کے انتظام مین مصروف تھا اسکا سبب یہ تھا کہ خسر و داماد کی باہم صحبت برابر نہ تھی اکثر جدائی مین راضی تھا شجاع الدولہ نہایت جوادو اور

معدلت اور اخلاق حمیدہ وغیرہ صفات پسندیدہ سے موصوف تھا و جعفر خان برخلاف اوصاف اسکی تزوّج شجاع الدولہ
کی بی بی زیب النسا بیگم مع اپنے لڑکے علاءالدولہ سرفراز خان بہادر حیدر جنگ کے باوجودیکہ شایستہ اور حمیدہ اطوار
تھی براہ اطاعت پدر رہا اس وجہ سے کہ شجاع الدولہ کو دیگر عورات سے بھی رغبت تھی اپنے باپ کے گھر میں رہا
کرتی تھی شہر مرشدآباد میں جو جعفر خان کا بسایا ہوا ہے اور سابق میں اسکا نام مرشد قلیخان تھا مقیم تھی چونکہ
محمد علی وردیخان بہادر مہابت جنگ کی ماں بھی قوم افشار اور شجاع الدولہ کی قرابتی تھی اور مہابت جنگ
مع اپنے باپ مرزا محمد اور اوسکے بھائی حاجی احمد کے اعظم شاہ مغفور کی رفاقت میں تھا بعد قتل آقا خانہ نشینی
کی بدولت افلاس میں اسیر ہوا عہد محمد شاہ کے اوائل لیکن اول مہابت جنگ کا باپ شجاع الدولہ کے
پاس آیا اوسنے مرزا محمد کا آنا غنیمت جانا سلوک شایستہ سے پیش آکر اپنا رفیق بنایا اس خبر سے مہابت جنگ
مرزا محمد علی بھی بنگالہ اور اڑیسہ کا عازم ہوا نہایت صعوبت مفلسی سے شجاع الدولہ کی خدمت میں گیا یہ شخص
نہایت ہوشیار مزاج شناس آداب دان شجاع دلاور تھا شجاع الدولہ نے اسکا پہونچنا مددگاری اقبال سے
سمجھا رفاقت میں رکھا اب روز بروز زیادتی پائی اور ترقی پاتا ہوا مدارج علیا پر پہونچا جب شجاع الدولہ اور مرزا محمد علی کی
یکدگر بکمال درجہ کے اتحاد ہوے اپنے بھائی حاجی احمد کو مع متعلقان و عیال و اطفال کے بلا لیا دونوں بھائی
شجاع الدولہ کے ترقی دولت میں مصروف ہوئے بندوبست صوبہ اوڑیسہ کا نہایت توفیر سے کیا مرزا محمد علی
جو جوہر شجاعت اور کاردانی سے نہایت آگاہ تھا اپنے باپ اور بھائی اور دیگر رفقاے شجاع الدولہ سے زیادہ
نام آور ہوا شجاع الدولہ نے اسکے لائق منصب اور خطاب محمد علی وردیخان حضور سے طلب کیا چونکہ جعفر خان
شجاع الدولہ سے کسیقدر سرگردان تھا چاہا کہ علاءالدولہ کو جو اوسکا پوتہ تھا بعد اپنے نظامت اور دیوانی صوبہ
بنگالہ کی ہی اس مقدمہ میں اپنے وکلا کو تحریک کی اور شجاع الدولہ اس مدعا سے ماہر ہوکر محمد علی وردیخان
اور حاجی احمد سے مصلح ہوا اونہوں نے تدبیر مناسب وقت تجویز کرکے اپنی تجویز سے چند نفر زبان آور ہوشیار
حضور کی وکالت میں بھیجے اور عرائض کے مسودے واسطے بادشاہ اور امیر الامرا کے بانداز عجیب و لطائف غریب
تحریر فرمائے اوسمیں یہ استدعا کی کہ سند صوبہ بنگالہ و اوڑیسہ مع دیوانی وغیرہ کے بنام شجاع الدولہ کی عنایت
ہو اور مردم معتمد فوج سپاہ رفقاے دیرینہ شجاع الدولہ کو ظاہر میں برطرف کراکر رخصت کیا کہ مرشدآباد جاکر
شعرق دارالامارہ کے نزدیک منتظر خبر ورود شجاع الدولہ کے رہیں چونکہ موسم برسات قریب آگیا تھا اور یہ
اندیشہ تھا کہ کٹک سے مرشدآباد کا انسداد راہ ہو جائیگا اپنے اور سپاہ کے سواری کے واسطے کشتیاں مہیا کرکے
بہت سے ملاح بھی ملازم رکھے تاکہ جسوقت جعفر خان کی نہضت کی خبر دریافت ہو فورا روانہ مرشدآباد
ہو جاویں اور نیز ایک پوشیدہ ڈاک شاہجہان آباد تک بٹھائی تھی تاکہ جسوقت اسناد صوبہ داری صادر ہو

فوراً خبر پہونچی اور نیز روزمرہ خط خطوط شاہجہان آباد کے پہونچا کرتیں جب یقین ہوا کہ دو چار روز جعفر خان اور بہی دنیا
کا مہمان ہے شجاع الدولہ مع علے وردیخان وغیرہ رفقا کے بقدر مناسب بعض جگہہ خشکی اور بعض جگہہ کشتیون سے
گذر کر مرشدآباد کو چلا اور اپنے لڑکے محمد تقی خان کو جو کسی دوسری عورت کے شکم سے سواے زیب النسا کی تہا نایب
مقرر کیا راستے مین جعفر خان کے انتقال کی خبر پائی جب چہہ منزل اور بڑہا صوبہ داری کی سند مین بہی وصول ہوئین
جسکے گم کر فرمان حضور بادشاہ کا پہونچا تہا اوسکا نام مبارک منزل رکہا اور رات دن چلکر نہایت شتابی
سے جعفر خان کے دارالامارت مین پہونچا چہل ستون دیوان عام ساختہ جعفر خان مین مع اپنے رفقا کے نزول اجلال
فرمایا بمجرد پہونچنے کے اپنے آدمی بہیجکر عملہ وقائع نگار و سوانح نگار وغیرہ کو بلایا بالعد حاضری مسند امارت پر جلوس
فرماکر حکم دیا کہ قوانین استادی پڑہین اور شادیانہ دولت خداداد بجانا نذرین لینا شروع کین اوسکا لڑکا علاء الدولہ
سرفراز خان جو کہ محض نادان اور اپنے زعم مین ولی عہد اور جانشین جعفر خان کا تہا اور خاطر جمع رکہتا تہا کہ دوسرے
کی مجال تصرف نہین پہنچیگا اوسوقت خواب غفلت سے چونکا جبکہ باپ کے نقارہ دولت کی دہون دہون کان مین سنائی
چونکہ دارالحکومت سے ایکدو کوس کا فاصلہ تہا بعد وصول خبر متحیر ہوکر عملہ فوج سے مشورہ طلب کیا اکثر امراہیون
نے ایکدل ہوکر عرض کیا کہ جب فرمان شاہی اور خزائن دفائن جعفر خان کے تمہارے باپ کے پاس اور قبضہ مین
آگئے بجز اطاعت کے مفر نظر نہین آتا لاچار طوعاً و کرہاً تنہا سوار ہوا اور بعد شرف یابی ملازمت پدر نذر مبارکباد
پیش کی شجاع الدولہ نے مالی ملکی مہم اپنے ذمہ لیے بعدازان حسب صلاح محمد علی وردیخان اور حاجی احمد اور رای
میان عالم چند جو اونکا دیوان قدیم تہا اور فی الحقیقت فرقہ ہنود مین لیاقت دار اور عمدہ دانشمند تہا اور نیز
دیگر دولتخواہان مانند جگت سیٹہہ فتح چند جسکی دولت اور ساہوکاری کروڑون سے بڑہ گئی تہی اور اپنے زمانہ مین
بے نظیر تہا سرکار دربار کی بنیاد ڈالی انکے سوا کسی پر اعتماد نہ تہا بامکان ہر امر کی تفتیش خود ہی کرتا تہا حق و انصاف کو
خوب ہی پہونچتا تہا حق حقدار کو ملتا تہا جعفر خان کے عہد مین جو زمیندار اور مالگذار صوبہ بنگالہ کے قید ہوا کرتے تہے
جو جو اذیت اونپر جری ہوتی تہی افسوس آتا ہے کہ اوسکی بدگوئی سے زبان قلم پریشان تقریر ہو بموجب بیت بنا لیے بری طور پر
یاد ہرین نہ کہ پس ماندگان او بہ نفرین کرین؛ الغرض شجاع الدولہ نے زمیندار وغیرہ قیدیونکو طلب کرکے جنکی بیحرمتی تہی رہائی دی اور دوسرے دن انکو
بلاکر کہا کہ اگر تم لوگ رہائی پاؤ اداے مال سرکار اور اطاعت و فرمانبرداری مین پیش آؤگے یا نہین اونہون نے عرض کیا کہ اللہ تعالی عمر و دولت کی
افزایش کرے ہم لوگ رہائی پاکر اس وقت سے ہزار چند زیادہ زیر اطاعت رہینگے اور اس قول و قرار پر سوگندین یاد کین
اور بہانے نشان از سیٹہہ جگت سنگہ کے وساطت پر چہوڑکر شجاع الدولہ نے ہر ایک کو خلعت فاخرہ سے بقدر لیاقت سرفراز کرکے
رخصت کیا اس عدالت نوشیروانی سے بنگالہ جسکا نام جنۃ البلاد تہا اوسکے عہد مین اسم بامسمی تہا بندگان خدا اوسکے عہد
خداوندی مین دست بدعا ہے سرفراز خان کو بدستور دیوان صوبہ مقرر کیا اور محمد تقی خان پسر دوم کو اوڑیسہ کی صوبہ داری

پرچھوڑا اور جہانگیر نگر ڈھاکہ پر مرشد قلیخان بہادر رستم جنگ اپنے داماد کو مقرر کیا اور رنگپور کی فوجداری سید احمد خان اپنے
بھتیجے کو جو مہابت جنگ کا پسر حاجی احمد بہادر اور زین الدین احمد خان چھوٹے بھتیجے کو اکبر نگر راج محل کی فوجداری [illegible]
فوج کی نوازش محمد خان بھتیجے اور داماد کلان مہابت جنگ کو تفویض کی اور کل امور ملکی و مالی میں محمد علی وردی خان اور
حاجی احمد اور رائے رایان عالم چند اور جگت سیٹھ فتح چند صاحب مشورہ شجاع الدولہ کے مقرر ہوئے تا آنکہ فخر الدولہ تغیر ہوا
صوبہ عظیم آباد بھی ضمیمہ صوبہ بنگالہ ہو گیا اور امیر الامرا صمصام الدولہ نے اوسکی سند شجاع الدولہ کے نام صادر فرمائی

صوبہ بنگالہ میں عظیم آباد کا ملنا اور اوسکی نظامت مہابت جنگ کی نام ہونا اور شروع دولت و اقبال

شجاع الدولہ نے نائب عظیم آباد کے تجویز میں دولتخواہوں سے مشورہ طلب کیا چند نفر کا گذر ہوا شجاع الدولہ نے
کسیکو لائق نہ دیکھا چاہا کہ اپنے دونوں لڑکوں میں سے کسیکو وہاں کی نیابت پر مقرر کرے مگر سرفراز خان کی ماں زوجہ
شجاع الدولہ نے جدائی گوارا نکی اور میرزا محمد تقی کی مہاجرت لی بھی جبکہ یگانہ سمجھتے تھے روادار نہوئی آخرالامر
شجاع الدولہ کی رائے یہ ہوئی کہ اوس ملک زور طلب کو صوبہ اودھ اور الہ آباد اور برار اور اورنگ آباد سے
ملحق کیجئے اوسکا سوال جواب اور اوسکا بندوبست کرنا بہتر محمد علی وردی خان سے دوسرے سے ممکن نہیں اور
دولتخواہان بیغرض نے بھی اس رائے کی تصدیق کی شجاع الدولہ نے نیابت صوبہ عظیم آباد کی مع اضافہ منصب
پنجہزاری اور خطاب مہابت جنگی اور بہادری اور عطاے پالکی جہالردار اور علم و نقارہ کے محمد علی وردی خان کے
واسطے تجویز کیا اور اپنے وکیل کے معرفت حضور میں التماس کیا کہ منظور عنایت ہوا اور امیر الامرا کو بھی
لکھا شجاع الدولہ نے اظہار احسان کیا اسلیے خان مذکور کو معہ عم بھائی بلا کر عظیم آباد کی صوبہ داری کا خلعت
اپنی طرف سے دیا اور اپنی فوج ملازم سے کسیقدر ہمراہ کر دیا چند روز قبل اس عروج کے جب مہابت جنگ
کی لڑکی سے جو زین الدین احمد خان کو بیاہی تھی ایک لڑکا پیدا ہوا مرزا محمد نام چونکہ مہابت جنگ لاولد تھا
اس لڑکے کو اپنی ولدیت میں قبول کرکے پرورش کرتا تھا اب کہ اس دولت کو پہونچا اوسکا پیر قدم سمجھکر
زیادہ تر محبت کرنے لگا اور اپنے دونوں داماد ون کو مع دیگر بعض اقربا کے ہمراہ لیکر مرشد آباد سے عظیم آباد آیا
ایکسال کے بعد شجاع الدولہ کی ملازمت میں آکر مورد الطاف ہو العبد و اپنے صوبہ کو چلا گیا انہیں دنوں
میں بنابر منصب پنجہزاری مع پالکی جہالردار و نقارہ و علم وغیرہ کے جسکے درخواست شجاع الدولہ نے کی
تھی حضور شاہی سے مہابت جنگ خان کو پہونچی چونکہ مہابت جنگ مرد ہوشیار تجربہ کار تھا شروع انتظام
کرکے آراستگی فوج اور تالیف قلوب رعایا اور سپاہ اور تادیب مفسدین متمردین میں مشغول ہوا تھوڑے
سے زمانے میں عمدہ سامان سرداری پیدا کر لیا جسکی طرف سے ذرا بھی تمرد پایا فوراً تادیب کرنا شروع کی عبد الکریم خان

نامے افغان روہیلہ جنکے پاس ڈیڑہ ہزار ہم قوم رفیق تھے اور اپنے برابر دوسرے کو شجاع و دلیر نجانتا تھا اور
درحقیقت ایسا ہی تھا مہابت جنگ چاہتا تھا کہ یہ شخص اسکا رفیق اور مطیع رہے مگر اوسکو اپنے غرور مین
دوسرے کی اطاعت سے کچہ غرض نہو تی تھی خود سری پر آمادہ ہوا مہابت جنگ نے دیکہا کہ اسکے ساتھ طرح دینا
درحقیقت مایہ فساد کی افزائش کرنا ہے صلاح یہ ہے اسکی سزا کیجاوے تا دیگر گردن کشون کی ہمت شکست ہو
ایکروز بعض ہمراہیون مانند والد راقم اور چند کس دیگر سے مشورہ کیا کہ جب وہ ستمرد کل صبح کو آئے تقصیرات
سرکشی و گردنکشی پر متنبہ کرکے سر کاٹ لو چونکہ وہ مغرور دس آدمی سے مجرے کو حاضر ہوتا تھا اور بیرون دروازہ سو
دو سو اوسکے ہمراہی کہڑے رہتے تھے اور خود بھی نہایت شجاع بیباک تھا ہر شخص کا جبہہ تھا کہ اوسکا سامنا کرے
لہذا دو تین آدمی جو اس کام کے لائق نظر آے مامور ہوے صبح ہوتے حسب الحکم تعمیل ہوئی اور رعب مہابت جنگکا جیسا چاہیے
نوکرون کے دلمین جانشین ہوا دیگر زمینداران صوبہ جو کہ مغرور اور مفسد تھے اور بعض سے کسیقدر گستاخی
بہی ظاہر ہوئی سزاے لائق کو پہونچے اور چند کس جنکی پیشانی حال سے آثار دولتخواہی پائے ممنون
احسان الطاف بے پایان ہوئے یہ شخص شجاع الدولہ کو راضی اور خوشنود رکہکر اپنے استحکام دولت مین
مصروف تہا اب پہر احوال دار الخلافت کا لکہا جاتا ہے باقی احوال مہابت جنگ کا دوسرے مقام پر دیگر لکہا جائیگا

ذکر تقرری امیر الامرا صمصام الدولہ اور وزیر الممالک اعتماد الدولہ کا باجی راو مرہٹہ کی تنبیہ کو

پیشتر لکہا گیا ہے کہ محمد شاہ یادگار خان کشمیری سوالجواب کیواسطے راجہ جے سنگہ سوائی کی وساطت
سے مرہٹہ کے پاس بہیجے گئے اور صوبہ داری مالوہ اور گجرات کی بہی مرہٹہ کو دی گئی تہی جب مرہٹون نے پند
و نصیحت شاہی پر سنی اور سرکشی سے باز نہ آئے ہفتم ذیقعدہ ۱۱۴۹ ہجری روز یکشنبہ کو گیارہ گہڑی روز
گذرنے پر امیر الامرا صمصام الدولہ نے تنبیہ غنیم کو رخصت پائی اور ایک بالابند مرحمت ہوا امیر الامرا اپنے اسکے
گہر کو جاے شاہجہان آباد سے نوکوس پر واقع تلپٹ مین جاکر مقیم ہوا اور سنیچر کے دن اوسی ماہ و
شہر کو دوپہر کے قبل اعتماد الدولہ بہی ایک بالابند پاکر تادیب مخالف کو رخصت فرمایا گیا اسنے جا باغ
مین جاکر نقل مکان کیا امیر الامرا صمصام الدولہ خاندوران خان بہادر منصور جنگ گوشمال مخالف کی
ارادہ سے مع فوج ملازم خود اور رسالہ ہاے شاہی جملہ چالیس ہزار سوار کے ہمراہ اور توپخانہ وغیرہ
سامان حرب وپیگار کے لشکر آراستہ کرکے نواح اکبرآباد مین بعض راجہ ہاے ہندوستانی کو ہمراہ
لیتے ہوئے روانہ ہوا اکثر اوقات اسکے ہمراہی خوف و امید مین رہتے تہے اور اعتماد الدولہ مع سرداران
مغل و ہندوستانی کہ جو اوسکے ملازم تہے اور غیرہ دیگر مغل اور تورانی ملازمین شاہی وغیرہ پیکران

رفیقون نے ساتھ اجمیر کے راستہ مین انتظام تعلیم کرتا تھا اور محمد خان بنگش بھی فرخ آباد سے چلا گیا
اور فرخ سیر کا بسایا ہے نکلا۔ حسب الحکم بادشاہ روبراہ مرہٹہ تھا لیکن ایسے امرا سے متقدمین کی کب یہ
جرات تھی کہ خود مرہٹون پر چڑہکر کچھ کام کرین اور دشمنون کو شکست دیکر صفحہ روزگار سے نام دلیری
و بہادری قلم تہور سے لکہین صمصام الدولہ بجای خود تدبیرات خیال کرتا تھا اور اوسکا خلاصہ جی سنگہ
کو لکھتا تھا اور جو کچہ اوسکے دل مین گذرتا وہ امیر الامرا کو بھی اطلاعاً حوالہ زبان قلم کرتا اور راجہ
ابہی سنگہ راٹہور اپنے وطن مین دنکو تو نشہ افیون مین اور رات اس پیچ و تاب مین بسر کرتا تھا کہ کیا کرنا چاہیے
جب امیر الامرا طلب کرتا ایک نہ ایک عذر و حیلہ لکھ بہیجتا۔ اسیطرح اعتماد الدولہ کبھی غافل از کار
اور کبھی خوف و دہشت مین گرفتار رہتا تھا اور ہمیشہ مشورہ اپنے رفیقون و ہمقومون سے کرتا مگر عقدہ کشائی
نہوتی تہی اور امداد و اعانت نظام الملک سے چاہتا پس نظام الملک کہ صمصام الدولہ اور بادشاہ کے
ہاتہ سے نہایت آزردہ ہوکر دکن چلا گیا تھا اس فساد کی اصلاح مین کچھ ساعی نہوتا تھا بلکہ چاہتا تھا کہ
ارکان دولت کی جس طرح سے ہوسکے تذلیل اور کسر شان ہو اور بادشاہ بسبب بدطینتی کے جو
آصفجاہ سے رکہتا تھا اور نیز امیر الامرا کی ممانعت سے اس مقدمہ کی صلاح نظام الملک سے کچھ ظہور مین
نہ آتی بلکہ امرا سے تورانی کو اپنی مددیر نہین چاہتا تہا رات دن تذبذب مین بسر کرتا تھا کسی کام کی بنیاد
درست نہین ہوتی تہی امرا سے بیمقدور و منصبداران معذور جو بادشاہ کے حضور مین دم مار سکتے
تہے اور بعضون کو تو دراصل کچھ لیاقت بھی نتہی اور بعضے مانند عمدۃ الملک وغیرہ بنظر ناراضی امیر الامرا
کے کوئی تقریر خلاف اوسکے عرض نہین کرسکتے تہے اور جو مبارز الملک سربلند خان کہ مرد لیاقت شعار
و جرار تھا کبھی کبھی کچھ کہتا تھا کبھی بادشاہ بھی کسیکا کہنا امیر الامرا کے برخلاف نہین سنتا تہا ہان بادشاہ
کی دلمین جو کچھ عبور کرتا وہ امیر الامرا اور اعتماد الدولہ کو لکھتا اور یہ بھی عذر آمیز عرائض ارسال کیا
کرتا ہر ایک امرا اور بادشاہ مرہٹہ کی صلح پر راضی تھے امیر الامرا نے بھی استیصال مرہٹون کا بہی اپنی
طاقت سے باہر سمجھکر واسطے مشورہ جنگ و صلح کو چندروز انفصال مقدمہ ملتوی و زمانہ آیندہ پر
چہوڑکر معاودت بدار الخلافت کی اس ضمن مین خبر تسلی افزا پہنچی کہ برہان الملک نے مرہٹون کی
سزا جیسا کہ چاہیے دی اس خبر سے کسیقدر امرا سے ہراسان کی دلجمعی ہوگی

صف آرائی برہان الملک کی جماعت غنیم سے اور بہاگنا اوس سیہ گلیم کا کمال خوف و
وبیم سے و بدہمکاری صمصام الدولہ امیر الامرا کی باعث کجی رای مستقیم سے

برہان الملک سعادت خان بہادر بہادر جنگ باوجودیکہ صرف صوبہ آودہ اور حفاظت باد شاہی کی داروغگی رکہتا تہا

اور یہ نسبت امراے ثلثہ مذکورہ کے نہایت چہوٹے رتبہ مین تہا مگر نہایت دلیر اور صاحب شعور جو یاے
نام تہا امرا کی بدنامی اور مرہٹہ کی چیرہ دستی دیکہکر باوجودیکہ اسکے بہوٹون سے کچہ غرض نتہی کیونکہ اسکے صوبہ
کی سرحد شمال رویہ گنگا کی تہی مگر بپاس عزت لشکر آرا ہوا اور مع اپنے داماد ابوالمنصور خان بہادر صفدر جنگ
اور سامان ضروریات لڑائی کے دار الامارۃ سے نہضت کرکے عبور گنگ فرمایا عزم تہا کہ دریاے
جمن سے بہی گذرے اور راجہ بہدا ورکی کمک کرے کہ ہمارا ہی متوسل ہے ہرچند کہ مرہٹون نے راجہ مذکور کو قلعہ
بند کیا تہا اسی سبب سے برہان الملک نے راجہ کو بروفق تمنا دلی مدد کی اور جواب عرضی بہیجا کہ تو ہرگز
دل تنگ نہو اور ایک حبہ مخالفین کو نہ دے عنقریب مین دایرہ دولت پر پہنچتا ہے۔ چونکہ مرہٹہ اور بوندیلہ
جماعت کثیر سے باتفاق باہمی دریاے جمن کی گہاٹون پر محافظ تہے آسانی سے جلدی مین عبور میسر نہوا
اور راجہ مذکور نے مرہٹہ کے ہاتہ سے سخت صدمہ پایا اور راو ملہار جو عمدہ سردار باجی راو کا تہا پایاب کی
راہ دریاے جمن سے اوترکر غفلت مین برہان الملک کے عقب مین آکر چکلہ اٹاوہ سے موتی بلغ واقعہ
اکبر آباد تک جہان آبادی پائی آتش نادانی مین جلادی اور قصبہ سعد آباد اور جالیسہ کو لوٹ لیا۔
برہان الملک روز دوشنبہ ۲۴ ذیقعدہ ۱۱۴۹ کو ناگہانی بلا کی طرح راو ملہار کے سر پر جا پہونچا
اکثرون کو قتل اور اوسکے تین عمدہ سردارون کو اسیر کرکے اعتماد پور تک جو چار کوس پر تہا تعاقب
کیا راستہ مین کشتونکے پشتے ہوگئے راو ملہار زخمی ہوکر فرار کرگیا بہاگتے وقت جو نہایت گہبراہٹ اور بدحواسی
مین واقع ہوا ارادہ ہوا کہ دریاے جمن جہان سے پایاب گذرے تہے عبور کرین مگر بیہوشی مین راہ
بہول کے کدہیٹ گہاٹ مین جا گرا زنجیر موج نے سیکڑون کے ہاتہ پیر باندہ باندہ کر دریاے عدم کے
کنارے لگادیا ملہار راو مع قلیل جماعت کے جو ہمراہ اوسکے نیم جان کی مانند رہگئے تہے باجی راو
کی بارگاہ مین جو سپہ سالار فوج دکن اور قصبہ کوٹلہ آبادی سادات گوالیار کے متصل مقیم تہا آیا
برہان الملک اوسکے تعاقب مین دس دس کوس بلکہ زیادہ چلتا تہا واقع دہولپور باڑی جو دار الخلافہ
سے اٹہارہ کوس دریاے چنبل کی اسطرف ہے یہ خبر سنی کہ باجی راو وہان پر ٹہرا ہوا اس ارادہ سے
کہ جہان ملجاوے مقابل ہوجاے گیا جب کچہ اثر اوس بدگوہر کا نہ ملا دو روز آرام لیکر تیسری روز پہر لشکر مین منادی کی
کہ سواران لشکر پہر ایک چار روز کا ماکولات ہمراہ لیکر ہمرکاب ہون اور خود بہی مشک وغیرہ نان
و آب بافراط مناسب ہمراہ رکہا اور نیز یہ بہی صدا دی کہ جو ملازمین شاہی سے رہجاویگا گہوڑے کی
اوسکے دم کا نکر تشہیر کیا جاویگا خزائن گران اور ہاتہی اور گہوڑے اور اونٹ واضراب توپ
قدر حاجت وقت ہمراہ لیکر دلمین یہ قرار دیا کہ اگر وہ ملعون دریاے چنبل کی اوس پار ہوگا صبح

فوج پار ہو کر جاوینگا پس سارا سامان ضروری فراہم کرکے روانگی کا ارادہ ہوا۔

صمصام الدولہ کا مانع ہونا برہان الملک کو تنبیہ اعدا سے اور جلوریز پہنچا ان بدذاتونکا شاہجہان آباد پر اور غارت کرنا اور لوٹ لینا شہر کو

جب برہان الملک کی جرات اور تہور کی اور مرہٹہ کی مغلوبی کی خبر صمصام الدولہ کو معلوم ہوئی شرمندہ ہوکر چاہا کہ اسکے ہمراہی مین اپنا نام پیدا کرے یا کہ اسے بھی مانع ہو کر بدنام کرے لہذا شترسوارونکو متواتر بتعاقب مع خطوط کے اس مضمون سے بہیجا کہ ہم بھی عنقریب آپ سے ملتے ہین تا ہمارے پہونچنے تک توقف کرو تاکہ ہم تم باتفاق ہمدیگر غنیم کی گوشمالی مین ساعی ہون ہرگز جلدی نہ کیجیگا برہان الملک نے عین وقت سواری جو یہ آگاہی پائی بمجرد ملاحظہ مضامین مذکورہ کے متوقف ہوگیا تین چار روز کے بعد امیر الامرا بھی پہونچا حسب الحکم بادشاہ کے جو قرب مرہٹہ سے اندیشہ مند تہا اور امراے صاحب فوج کو اس مہم کے مدافعہ پر مامور فرمایا تہا قمر الدین خان بھی مع فوج اپنی کے دار الخلافت سے تین کوس پر صوبہ اجمیر کی راہ پر تہا اور محمد خان بہادر غضنفر جنگ بنگش بھی مع اپنی جمعیت کے کسیطرف مامور تہا جب صمصام الدولہ اور برہان الملک کی ملاقاتین ہوئین اور مہمانون کی ضیافتین ہوچکین اس عرصہ مین چہ سات روز کی دلجمعی غنیم کو ملی اور برہان الملک کے تعاقب کا ڈر دل سے نکل گیا شاہجہان آباد کو فوج سے خالی سمجہکر اوسہی روز اسہ شنبہ ہشتم ذی الحجہ سنہ مذکور کو باجی راو سپہ سالار مرہٹہ نے تعلق آباد مین پہونچکر شاہجہان آباد کے آدمیون کو جو ہندو مسلمان معبد کالکا مین واسطے تماشا کے جمع ہوے تہے خوب لوٹا اور خواجہ قطب الدین کے مزار پر رات کاٹ کر بدہ کی صبح کو مینا بازار اور دیگر دوکانات کو جلاکر خاک سیاہ کردیا اور دوپہر کو قریب قصبہ بالم کو تاراج کیا کالکا کے بہاگے ہوے لوگ شہر مین جاکر پہونچے اور ورود مرہٹہ کی خبر لگردی شہر والون کو عجب طرح کا دغدغہ اور امید و بیم پیدا ہوا بادشاہ نے عجایب سپاہ امرا اور آراکین جانفرکو حکم دیا کہ دفع مخالفین کو عازم ہون امیر خان اور راجہ بخل اور میر حسن خان کوکلتاش اور منور خان برادر روشن الدولہ اور عبد المعبود خان اور شیو سنگہ سردار رسالہ عنبری وغیرہ سرداران حسب الحکم شاہی سراے قاضی اور تال کٹورہ مین جگہہ مناسب متصل شہر کو دیکہکر صفین آراستہ کرکے روبرو سے غنیم استادہ ہوے اونمین سے میر حسن خان اور شیو سنگہ نے جو کہ جرات بے تجربہ اونکی عقل رکہتی تہی قدم بیشتر کو بڑہایا ہرچند عمدۃ الملک نے جو مرد ہوشیار تجربہ کار تہا ممانعت کی کہ مرہٹہ کی لڑائی بخصوص ایسے وقت مین پیش روی مناسب نہین یکجائی خوب ہے مگر ان دونون مغرورون بے شعورون

سنے نہ سُنا چند قدم چلے تہی کہ تہوڑی سے مرہٹہ دورسے نمایان ہوئے اوران سب مین اپنی قلت
دکہلاکر دورتر تعاقب مین لے گئے پہر بکثرت چار و نطرف سے گہیر لیا سیف و سنان چلنے لگی کہی شخص نے
ہمراہیان میر حسن خان سے مجروح نکلکر امیر خان کی پاس آکر کہاکہ کہڑے کیا کرتے ہو ہمارا سید امام مارا
جاتا ہے — امیر خان نے جوکہ خوش طبع بذلہ گو لطیفہ سنج تہا او سوقتمین اپنا طریقہ کلام ظہور کیا کہ مجہے بارہ امام
سے غرض ہے اگر تیرہوان مارا جاے کچہ ممانعت ضرور نہین — چونکہ ہندوستانی لوگ گہوڑے کی سواری
مین مہارت نہین رکہتے تہے اکثر مقتول ہوے میر حسن خان مع بعض باقیماندگان کے مجروح میدان سے پہرکر
سلامت آیا اور ہمراہی اوس لڑائی کے بہاگے ہوے بے سر و سامان برہنہ پا بکہینی دو کوش پریشان
سے ہمدوش اپنے اپنے گہرونمین پہنچے امیر خان وغیرہ امرا شام تک مسلح کہڑے رہے رات کو خیمہ مین گئے
شاہجہان آباد کے ہنگامہ کی خبر بسبب عدم مسافت اور قرب دار الخلافہ کے سنکر یاکہ مرہٹون کو
اپنے روبرو نپاکر مخوف تنہائی بادشاہ امراے متعینہ بیرونی نے شاہجہان آباد کی جانب یلغار کیا —
اعتماد الدولہ جو بہ نسبت دیگر امرا کے بہت قریب تہا جلد پہونچا اور ۹ ذی الحجہ روز چہارشنبہ کو مرہٹہ سے
تخفیف لڑائی کی مرہٹہ ہٹکر پیچہے جا پڑا برہان الملک اکبر آباد سے منگل کے دن ۸ ذی الحجہ کو یلغار کرکے
بدہ کے روز بعد طے مسافت کے قصبہ تلپٹ مین کہ متصل دار الخلافہ کے ہے آیا اور دوسرے روز
عید الضحی کو دار الخلافہ مین داخل ہوا صمصام الدولہ بہی ہمراہی مین آپہونچا تیسرے روز بنگش بہی
آکر ملحق ہوا چونکہ غنیم شمشیر آبدار برہان الملک کی غنیم کو ایک مرتبہ آسودہ کرچکی تہی اسکی خبر سُننے سے
بیتاب ہوکر قصبہ ریواڑی اور پاٹوڈہی کی طرف چلے اور دونو قصبون کو من مانا لوٹا اور اوس راہ سے
گجرات و مالوہ کو پہنچے چونکہ سواے برہان الملک کے دوسرے کو تعاقب کی ہوس نتہی ہر ایک معذرت
خواہ ہوا کسی نے اونکے تعاقب مین پیش قدمی نکی بادشاہ اور وزیر اور امیر الامرا نے چوتہ دینے پر
رضامندی اظہار فرمائی صلح کرکے آتش فساد بجہائی — بادشاہ نے آصف جاہ نظام الملک کو بانی
مبانی فساد مرہٹہ اور پریشانی بہی سمجہکر دلجوئی اوسکی ضرور جانی آخر ۱۱۴۹ھ مین شقہ عنایت اور عطاے
خطاب آصفجاہی اور منصب وکالت مطلق اور اضافہ منصب ہشت ہزاری وغیرہ رعایات سے
دلداری کرکے طلب حضور کیا اوسنے دکن مین اپنے لڑکے نظام الدولہ ناصر جنگ کو نائب مقرر
کرکے حضوری کی راہ لی ہنوز اسکے آنے کی خبر آئی تہی کہ صمصام الدولہ نے مرہٹہ سے صلح کرلی بایں خیال
کہ اسکا توسل نہو اور اقرار یہ ہوا کہ مرہٹہ لوگ تابع بادشاہ اور امراے حضوری رہین
آصفجاہ کی سبہا آوری نہ کرین — مرہٹہ نے بد تمیزی امرا کی دیکہکر طرفین سے اپنا کام سمجہکر کیا بعد

چندے آصفجاہ دار الخلافت مین آیا دوشنبہ کے دن سولھوین ربیع الاول سنہ ۱۱۵۰ ہجری کو پھر دن چڑھے مستفیض ملازمت ہوا اور پنجشنبہ ہفتدہم ربیع الثانی کو خلعت صوبہ داری اکبرآباد اور مالوہ کی جی سنگہ اور باجی راو کی تغیری پر نظام الدین خان پسر آصفجاہ کو مرحمت ہوئی۔ روز جمعہ ۲۱ ربیع الثانی کو عبدالصمد خان کی وفات کی خبر سنی اعتماد الدولہ کو خلعت ماتمی مرحمت ہوا اور نیز خلاع ماتمی اور بحالی صوبہ لاہور اور ملتان کی ذکریا خان پسر عبدالصمد خان وغیرہ ورثہ کے نام لاہور کو ارسال ہوا حسب الحکم حضور بادشاہ آصفجاہ نے باجی راو کی تنبیہ کا عزم کرکے اکبرآباد آیا اور عازم مالوہ ہوا اکبرآباد کے گہاٹ سے گذر کر اٹاوہ اور ملکپور ہوکر کالپی سے دوبارہ عبور جمن کرکے ملک بوندیلہ مین آیا وہان کے راجہ کو مع فوج ہمراہ لیا اور بعد طے منازل بھوپال جو توابع صوبہ مالوہ مین تھا آیا باجی راو نے فوج سنگین کے ساتھ دکن سے استقبال کیا سنہ مذکورہ بالا دار قم ماہ رمضان بھوپال مین مقابلہ ہوا لڑائی سخت آزمائی شروع ہوئی اسی عرصہ مین خبر پہنچی کہ نادر شاہ بہت نزدیک آگیا لیس آصفجاہ نے مصالحہ کرکے جلد شاہجہان آباد کی راہ لی۔

سیف الدین علیخان کا مقتول ہونا اعتماد الدولہ کی عداوت سے اور عظیم اللہ خان کی شقاوت

امراے نفاق پیشہ حضور نے کہ سمجھ بوجھ نہ رکھتے تھے ایسی عظیم سخت مہم کو تو ایک چھوٹا سہل سا کام سمجھتے تھے ہان باہمی عداوت کی فکر مین رہا کرتے تھے کہ غلا نے کی جڑ کسطرح کھود پھینکئے انہین دنون مین سیف الدین خان قطب الملک سے کنارہ کش ہوکر خانہ نشین ہوا تھا جاگیر اور تعلقہ قدیم سے روٹی مین گذر اوقات کرتا تھا کسی سے کچھ غرض نہ رکھتا تھا جسقدر سیادت راز فتنہ نے دیا تھا مع چند ضعیف و ناتوان خاندانی کے بسر کرتا تھا اعتماد الدولہ وغیرہ تورانی سادات سے عداوت جبلی رکھتے تھے اور امیر الامرا حسین علیخان بہادر مرحوم کے کسی اقربا کی وجود کے خواہان نتھے ہمیشہ اسی غریب کو مارنے مین بہانہ جو تھے اس سبب سے اعتماد الدولہ نے حشمت خان نامی کو چکلہ سہارنپور دیدیا کہ سیف الدین علیخان وغیرہ منتسبان امیر الامراے مغفور کے ضیاع و اقطاع کی ضبطی کرے اوس بدذات نے فوجدار ہوکر سید کی اولاد پر دست درازی کرنے کا ارادہ کیا کہ سیف الدین علیخان وغیرہ سادات کو قوت روزمرہ سے عاجز و محتاج کرے نوبت بایجا رسید کہ جب بیچارون نے کسیطرح اپنا رفاہ نہ دیکھا اور قتل مشہور ہے مرتا کیا نہ کرتا مقابلہ مین طیار ہوے اور اوس بدبخت سے لڑ بھڑ کر جب کچھ زور نچلا عدم کی راہ لی اعتماد الدولہ عظیم اللہ خان نے بعد کشتہ ہونے جان نثار خان اور دو تین بھائی بھگوانت واراڑوکو

عار لیسمجہا اور تدارک اونکا ضرور نہ ہوا اور اب کہ حشمت خان اپنی خودسری اور ظلم پروری سے
سادات کے ہاتہ سے مارا گیا اعتماد الدولہ کو نہایت بڑا معلوم ہوا انتقام کی فکر ہوئی فوراً عظیم اللہ خان کو
کہ نایب ابی سفیان کہنا چاہیے سالار لشکر بنا کر مع باقیماندہ فوج توران اور علی محمد خان روہیلہ اور فریدالدین
خان اور عظیم اللہ خان فاروقی شیخ زادہ سے لکہنؤ سے جو قمر الدین خان کی طرف سے فوجدار مراد آباد کے
تہے واسطے قتل و غارت سادات بارہہ مامور کیا اور یہہ بدسر ہونچکر صف آرا ہوئے سیف الدین علیخان
مع چند بہائیون برادرون کے جو ایسے نازک وقت مین شریک ہوے چار ناچار برای حفظ آبرو و مقابلہ
کو نکلا اور باوجود کمی لشکر اور نہونے توپ و تفنگ وغیرہ دیگر سامان جنگ و جدال کے تشنگان آبرو
کی خواری اور ذلت مین کوئی دقیقہ اوٹہا نرکہا قریب تہا کہ فی النار والسقر ہو جاوے ناگہان دوسری فوج
روہیلہ کی مدد پر آپہونچی اور آتے ہی طرف پہلو و پشت سے بندوق اور بان سر کیے آن کی آن مین سیف الدین
علیخان اور اوسکے ہمراہیون کو شربت شہادت نوش کرایا بعد ازین بد حیائی نے زور دکہلایا قصبہ جانسٹہہ
جو سیف الدین علی خان اور اوسکے باپ دادے کا مسکن قدیمی تہا آگر خانہ سادات مین غارتگری شروع کردی
کہ سید ہای پریشان حال کو تکلیف پہونچائی عیال و اطفال کی نوبت بری دکہلائی قصبہ مین حشر کو واویلا
تہی او سکے ظلم و جفا سے اولاد پیغمبر کی آہ و نالہ چرخ نہم پر کروبیون کے کان کہرے کرتی تہی اوسی زار
نالی کے خیال مین آجتک صبح و شام چرخ بد پیر خون آنسوون سے روتا ہے نمود شفق کا فقط بہانہ ہی ہوتا ہے
اون دنون شفق کی سرخی اس کثرت سے نمود ہوتی تہی کہ دیکہنے والون کی آنکہہ مین خون نکل آتا تہا نجومی لوگ
اس خون ریزی اور شفق انگیزی کی علامت سے کہتے تہے کہ عنقریب قتل عام ہوتا ہے تلافی مافات مین خلق
کثیر کا کام ہوتا ہے ـــ

کابل کے بند و بست مین خلل ہونا اور نادرشاہی کا حادثہ ظاہر ہونا

جب صمصام الدولہ کا اقتدار حضور مین بڑہا جس کام کو چاہتا اپنی عقل کے بموجب کر ڈالتا اور اوسکا اثر
جلد ظاہر ہو کر موجب فساد ہوتا منجملہ ان سب امر کے جو مرہٹون کے ساتہ گذرا لکہا گیا اور جن تفرقات
سے کہ صوبہ کابل کے مصارف مین اور اوسکے استحکام کی عدم ضوابط مین مفسدہ برپا ہوا یعنی نادرشاہ
کا ورود ہندہ مین ہوا اور اوس صوبہ کے حالات اور انسداد عبور سے جو غافل نرہتا امکان تہا کہ نادرشاہ
کا عبور اس آسانی سے نہوتا ناصر جنگ صوبہ دار کابل مرد صالح غفلت و زرا اکثر شکار دوست تہا جب شکار
سے واپس آتا تلاوت و عبادت مین مصروف ہوتا تنخواہ نقدی صوبہ کابل کی جو حضور سے جاتی تہی

صمصام الدولہ نے اوسکا بہیجنا بیوجہ جانکر مسدود کیا اور اوسکی راہون کی خبر اور دربارسے گذارہ کی کیفیت سی نہ تو صوبہ دار خبر لیتا نہ امیر الامرا کو پروا ہوتی اس سبب سی محافظ راہ سی برخاستہ ہوے سستی کار سلطنت اور غفلت عملہ بادشاہی کی شہرت جو ہوئی کسیکو خوف جزا بہ خیانش سزا نرہا ہر نفر اپنا من مانا قول وفعل کرنے لگا راہ سی جو چاہتا آتا جاتا بادشاہ وامرا کو خبر بھی نہ ہوتی اور نہ اسکا تدارک تہا کہ کیون خبر رسانی نہین ہوتی عجایب واقعات سی یہ ہی کہ سلاطین سلسلہ علیہ صفویہ کو مطلقاً سلاطین ہند سی کسی مقدمہ مین رجوع نہین رہا اور بابر بادشاہ اور اوسکا لڑکا ہمایون جو مورد الطاف خاقان صفویہ ہوے ظاہر اور انکار ہی اودہر سے بلا غرض استحکام رسم صوری کی سبب سلسلہ ارسال رسل ورسایل مستحکم تہی ونوبت متحرک تہا اور ادہر سے نسبت فقدان ادمیت کی یہ سلوک مبذول نہوتی تھے چنانچہ باوجود ظاہر نہونے حوادثات سکے ملک ایران مین اور متسلط ہونے شاہ طہماسپ ثانی کے تخت موروثی پر بعد تنبیہ مفسدان سکے محمد شاہ بادشاہ ہند کو ہرگز رسم پرسش اور تہنیت کی یاد نہ آئی بلکہ پیر ویس افغان سی لطایف آشنائی خرچ ہوا اور اوسکی لڑکی حسین کیسا تہ بھی ادا خر مین جبکہ قندہار پر ضابطہ ہوا تہا باوجودیکہ ملتان پر چڑہکر موجب غارتگری ہوا خط بہیجوایا گیا — اور شاہ طہماسپ نے بلا غرض باوجود مسافت دور سکے بعد فتح اصفہان اور استیصال افغان کی کسی امیر کو ہندوستان بہیجا اور اوس ایام کا سارا وقایع لکہا اور یہ بہی خط مین اشعار فرمایا کہ چونکہ افغان بقیۃ السیف یہان سے فرار ہوسے ہین بجز ہندوستان کی کوئی معاون انکا نہین اگر وہان آئین راہ نہ پاوین — اسکا جواب چند روز کی بعد محمد شاہ نے عنوان مضر ورع سی لکہکر ایلچی کو مرخص فرمایا اور جب شاہزادہ عباس مرزا بجاے پدر تخت نشین ہوا ایک ایلچی ہند کو آیا اوس خط مین بہی ایسیہی کلمات درج تہے اوسی بہی بطرز اول رخصت ملی جب نادر شاہ تخت نشین ایران ہوا اکسی معتمد قزلباش کو برہان الملک سکے پاس جو اعظم امرا تہا بہیجا اور اوسکے اور پیر محمد شاہ سکے نام خطوط لکہے تہو فرستادہ مذکور کو بعد پہونچنے ملک ہندوستان سکے چورون سنے غارت کیا اوسنے ہزارون خوشامد سے نامہ لیکر بمشقت تمام خط مذکور پہونچایا لیکن لوٹ لیجانے کی تاب نپائی — محمد شاہ اور امراے ہند ایلچی ایران کے بار بار آتی اور حسین افغان سکے بادشاہ ہوتی اور قلعہ قندہار کی ضبطی اور صوبہ ملتان کی چڑہائی سے مشوش ہوکر آصفجاہ کو اوسکے صوبہ مین نجانی دیا حضور مین رکہا تاکہ بروقت ضرورت بموجب اوسکے صلاح دید کی تعمیل ہو یہ آصفجاہ گرگ باران دیدہ سرد وگرم روزگار چشیدہ تجربہ کار مرد ہوشیار محمد اورنگ زیب کی عمدہ اقرباون سے تہا جب نادر شاہ نے

قندہار آکر قلعہ تسخیر کیا محمد خان ترکمان کو جو امراے صفویہ سے تھا برسم سفیری ہندوستان کو
بھیجا اور شکایت سخنان گذشتہ کی تحریر کی جب وہ دار الخلافت مین آیا خط دکھلایا اوسکو مقیم
کر رکہا تحریر جواب سے ساکت ہوے چند اثنا درخواست رخصت کی کرتا تہا کیسو وقتاً گاہے
اصل جواب کے لکھنے مین اندیشناک ہوتا کبھی یہ خیال ہوتا کہ اگر لکھیے القاب کیا لکھنا ہوگا متحیر
اور سرگردان تہی مقیم رکھنے ایلچی سے تدبیر کاری یہ سمجھے کہ شاید حسین خان مع متحصنان قندہار
سے نادرشاہ پر فتحیاب ہوں اور چونکہ محاصرہ قندہار کو طول ہوا اور محمد خان کی بھی مراجعت
مین دیر ہوئی نادرشاہ نے اوسکے نام ایک فرمان چہ نفر سواران سباتگ کے ہاتہ روانہ کیا
لکہا تہا کہ حقیقت اور سبب تعویق لکہکر جلد روانہ ہو چونکہ جواب نہ ملتا تہا نہ رخصت پاتا تہا اس پر
بھی کچہ حصول مدعا نہوا بالجملہ جب قندہار کے محاصرہ کو ایک برس گذرا اور شہر نادرآباد کی تعمیر
تمام ہوئی نادرشاہ نے فرمایا کہ لشکر قزلباش نے دہاوہ کرکے پٹہانون کو بیدست و پا قتل و مجروح
کرکے قلعہ مذکور تسخیر کر لیا حسین افغان مذکور قید ہوا اسکے چند سال بعد افغان ہر طرف سے ہندوستان
آئے اکثر افغان سرکارون مین ملازم ہوکر داخل سپاہ ہوے علی محمد خان معروف بہ روہیلہ جو کہ
اعظم اللہ خان کی جنگ مین ہمراہ سیف الدین علیخان کی رفاقت مین عظیم اللہ خان کی اعانت
کی اور بمورد عنایت اعتماد الدولہ ہوا بعض محالات جاگیرات خالصہ سیف الدینخان پر بطور ملکیت
کے قابض ہو گیا اگرچہ اصل مین کہ بچہ جاٹ اور کسی پٹہان کا پسر خواندہ تہا لیکن چونکہ مرد شجاع
صاحب جرات تہا روہیلہ ہاے گریختہ قندہار کو اپنا رفیق کر لیا اور اونکا اجتماع سے روہیلہ کے
نام سے مشہور ہوا اور اکثر ملک مانند آنولہ اور سنبہل اور مرادآباد اور بداون اور بریلی وغیرہ
پر متصرف ہوا ایسی جو جو لوگ کہ باعث تکلیف بہم الفت محمد شاہ کو کرتے تہے بیرون حوصلہ اور اوسکے انضباط
سے باہر تہا کیونکہ دریا سے کابل اور اوسکا ضبط نارسائی صوبہ دار اور بیخبری امرا اور بادشاہ
اور عدم التفات اور موقوفی تنخواہ مقررہ سے واقع ہوا کسی کو کسیکے عبور و مرور سے خبر نتہی خود
صوبہ دار تو پیشاور مین رہا کرتا تہا ایک ادنی صوبہ دار کابل پر مقرر کر دیا تہا مجال ضبط راہ کی
کسکو مجال تہی اور مترددین اور مسافرین کی احوال سے کون آگاہ تہا کہ تدارک اوسکا کیا جاتا ہر گاہ
نادرشاہ ایسا بادشاہ سالہا سال پہلو بہ پہلو رہا ہوا اور کوئی اوسکے ارادہ سے مطلع نہوتا ہو کہ
دوسرے غیرون کا احوال ان بیخبرون کے نزدیک کیا ہوگا — نادرشاہ نے قلعہ قندہار کو
خراب کرکے حکم دیا کہ لوگ وہان کی نادرآباد مین اقامت کرین اور کابل و غزنین کے طرف حرکت

سکے کوتوال کابل کو پیغام دیا کہ ہمین محمد شاہ کی ملک سے کام نہین لیکن جو اسطرف بہاگے ہین ان کا مسکن ہی اور کسیقدر مغرور بھی ادہر آملے ہین پس غرض اونکی سزا سے ہی لہذا چاہیئے کہ سب اس سے ہراس ہوکر رسم مہمانداری بجالاسیئے اور خود کنار شہر کابل خیمہ زن ہوا کوتوال اور کابلیون نے نصیحت نہ مانی آمادہ پیکار ہوئے قزلباشون کو حکم ہوا کہ سزا دین محصورین بموجب حملہ ہونے کے امان خواہ ہوئے اور پناہ پاکر اطاعت قبول کی قلعہ خالی کردیا اوس سرزمین مین جہان جہان قوم افغان فراہم ہوئے تھے تہ تیغ نادری جانفشان ہوئے ـ نادر شاہ محمد خان ایلچی کی زیادہ توقف سے نہایت آزردہ ہوا چند نفر کابلی کو زبانی پیغام دیکر روانہ شاہجہان آباد کیا فرستادہ لوگ لاہور ہوتے ہوئے شاہجہان آباد آئے کسی نے انکی بات نہ سنی اور جسنے سنی اوسنے کچہ نہ سمجہا معتبرین سے سنا گیا ہے کہ جسوقت کابلیان مذکور کے زبان سے دوسرے مسافر باشعور جو اوسطرف سے آتا تہا اور کوئی اخبار اور پیغام نادر شاہ کا سنکر امیر الامرا تک پہونچا تا تہا خاندوران کچہ ملتفت نہوکر بطور استہزا کہتا تہا کہ یہان کی آدمیونکی کوٹہی اونچی ہین کہ مغل اور قزلباش کو دے سکتے ہین اور اوسکے مصاحبین اور رفقا کو ــ کابلیون کو بہیجا اعتماد الدولہ اور آصفجاہ کا قریب سمجہا تہا اور نادر شاہی ایلچی کو فرستادہ زکریا خان تورانی جو کہ اعتماد الدولہ صوبہ دار لاہور کا پیرنہ تہا جانتا تہا جو لوگ اس خبر کی تصدیق کرتے تہے استہزا مین ٹالتا جب کہ امیر الامرا کی یہ فہمید تہی جسکے اختیار مین کل پیغام سلطنت تہی تب اور ون کا خدا حافظ غور سے دیکہو اے صاحبان بنائی خیر نادر شاہ نے پہر کابل سے کسی لشکری کو مع دس سوار کی سفارت مین بہیجا جب جلال آباد پہونچکر فرود آئے جماعۂ حرامیون نے گہر کو گہیر لیا اول ہتہیار رکہائے اور آخر کو دس آدمی مار ڈالے ایک نے بہاگکر یہ ماجرا اظہار دیا کابل مین سات مہینے نادر شاہ مقیم رہا جب اپنے دس سوار کے قتل سے خبردار ہوا نہایت بیقرار ہوکر جلال آباد کو کوچ کیا اور شہر مین پہونچکر قتل عام کیا خلق کثیر رائیگان ہوئی ایک غریب وعجیب امر یہ کہ جنہون نے اون دس نفر ہمراہیان سفیر کو مارا تہا اونکے سردار کو محمد شاہ کے حضور سے خلعت تیار ہوکر ارادہ تہا کہ ارسال ہو مگر قتل عام جلال آباد کے باعث توقف ہوا جس روز سے کہ ہندوستان مین ورود نادر شاہ کی خبر کابل مین پہونچی تہی خاندوران اور نظام الملک اوسکی لڑائی پر ناصرد ہوکر شاہجہان آباد مین مقیم تہے اور آوازہ عزیمت کابل مشتہر کرتے تہے اور اسکو سمجہا تہا کہ ہمارا آوازہ عزم سنکر نادر شاہ جلال آباد سے بیٹہا ورکو چلا جاوے گے ـ

لڑنا ناصر خان کا نادر شاہ سے اور مغلوب ہونا اور نادر شاہ کا لاہور آنا اور زکریا خان کا مغلوب ہونا اور محمد شاہ کو انہین کے معاملہ ناصر خان نے حاکم صوبہ کابل مع فوج موجودہ سد راہ ہو بیٹہا اور بہت سے افاغنہ کو فراہم کرکے ایک دشوار گذار کوہ

مانند درہ خیبر وغیرہ کے اپنی دانست میں محکم اور مضبوط کردیا اور آمادہ محاربہ نادرشاہ بیٹھا تھا نادرشاہ نے اوسے پیغام دیا کہ ہم فلانے روز پہنچیں گے بہتر یہ ہے کہ سر راہ چھوڑ دے۔ اوسنے کچھ نہ سنا ہرگز رستہ نہ اوٹھا نادرشاہ روز موعود کو آپہونچا ناصرخان کی فوج سے اکثر لوگ قتل کرتا تھا چنانچہ ناصرخان زندہ مجروح کسی قزلباش کے ہاتھ سے قید ہوکر اسنے کو ظاہر کیا اوسنے نادر کا سب کیا لکھنؤ میں حاضر کیا چند روز کے بعد خلعت فاخرہ پایا اور نادرشاہ پیشاور میں نزول فرماکر دریاے اٹک کے پار اوترا ممالکت پنجاب بخصوص شہر لاہور میں قیامت ظاہر ہوئی ہر شخص نے لوٹ مار شروع کردی اور بہتون کو ہزارون نے راہون کو گھیرا تھا اور آپس میں ستیزہ اور آویز کو رائج کیا لاہور کے حاکم نے غرور فوج کثیر سے دریاے راوی پر لشکر آرائی کی کیا خوب یہ مثل راست ہوئی کہ کیفیت صلح اور جنگ احمقوں کی مثل لڑکون کی عجایب و غرایب ہے القصہ نادرشاہ مع فوج کے گھوڑے دریا میں ڈال کر پار اوترا چند سوار قزلباش سپاہ لاہور پر دوڑ اوسکے لاہور کی سپاہ و سوار یہ غلبہ نادری دیکھکر پسپا ہوئے آخر کار حاکم مع ہمراہیون و مشیرون کے قلعہ بند ہوا نادرشاہ نے متصل شہر خیمہ کیا زکریا خان نے عرضداشت نیازمندی ارسال کرکے امان چاہی اور حضور نادری میں آکر خلعت یاب ہوا نادرشاہ کسیقدر لوگ قلعہ لاہور میں چھوڑکر شاہجہان آباد کو چلا

محمدشاہ کا نہضت کرنا شاہجہان آباد سے اور کرنال پہونچنا اور مجادلہ نادرشاہ کی سرگذشت

چند روز پیشتر سے محمدشاہ مع امرا و لشکر کے شہر سے نکل کر آہستہ آہستہ وہ نوروز تھا دو مہینے میں چار منزل طے کرکے کرنال میں آیا اور جو نہر علیمردان کی لائی ہوئی تھی اوسکے کنارے خیمہ زن ہوا گرد لشکر کے توپخانہ چنا اور زنجیرون کے سلسلہ سے خوب جکڑا۔ نادرشاہ نے دو تین بار لاہور سے لشکر ہندوستانی کے دوچار ہونے تک محمدخان ایلچی کی واپسی کو پیغام بھیجا مگر یہان سے رخصت نہ دی جاتی تھی خدا معلوم اوسکے ٹھہرا رکھنے سے کیا غرض تھی صمصام الدولہ نے ہر چند راجہ جی سنگہ سوائی وغیرہ راجہای راجپوتیہ کہ محل اعتمادی تھے مدد پر بلایا مگر وہ عذر کر گئے اور آجکل کا حیلہ لگا رکھا تھا اور نادرشاہ اور امرا کی آنکھیں برہان الملک کی راہ دیکھ رہی تھیں واے غفلت کہ نادرشاہ مع لشکر نہایت قریب آگیا تھا اور لشکریان محمدشاہی کو اوسکے کوچ و مقام کی کچھ خبر نتھی تا آنکہ ایک روز چند گھسیارے جو گھاس لانے کو چار پانچ کوس لشکر سے نکل جاتے تھے پانچ چھ گھڑی دن چڑھے مجروح و خستہ آکر مظہر ہوئے کہ قزلباشون نے آگھیرا اوسوقت نادرشاہ کی آمد گرم ہوئی اور فوج میں تہلکہ عظیم و خوف و بیم جلوہ

جانب چشم دکھلانے لگا اسوقت اس طوفا نکو طغیانی سے آتش انتظار برہان الملک بھی بجھ گئی —

برہان الملک کا لشکر شاہی مین آنا اور لڑائی کا آہنگ ہونا

اسوقت مین برہان الملک کے قریب آجانے کی خبر بادشاہ اور امیر الامرا کو معلوم ہوئی روز پنجشنبہ یازدہم
ذی القعدہ سنہ ۱۱۵۱ ہجری کو خاندوران لشکر سے نیم کروس پر استقبال کو گیا اور برہان الملک کو ہمراہ ملازمت
شاہی مین لایا حکم ہوا متصل امیر الامرا کی خیمہ زن ہو برہان الملک وہان پہونچکر انتظار لشکر اور بنگاہ کرتا تھا
ناگہان خبر آئی کہ بعض نادرشاہیون نے اوسکی بنگاہ لوٹ لی برہان الملک نے اس خبر سے مضطر ہوکر امیر الامرا
کو پیغام دیا کہ اب بندہ اپنی فوج و اسباب کی حمایت کو جاتا ہے یہ کہکر حرکت کی صمصام الدولہ نے پیغام
بادشاہ سے اور بادشاہ نے آصفجاہ سے کہلا بھیجا آصفجاہ نے جواب دیا کہ ایک تہائی دن سے باقی رہگئی ہے
اور ہنوز لشکر برہان الملک کا آسودہ نہین ہوا لڑائی کی صلاح نہین اوسے حکم دیجیے کہ شتابی نہ کرے
صبح کو بہیئت مجموعی دشمن پر چڑھ جاوینگے بادشاہ نے یہی جواب صمصام الدولہ کو کہلا بھیجا صمصام الدولہ نے
آصفجاہ کی سہل انکاری پر خیال کرکے کہلا بھیجا کہ اب برہان الملک دور نکل گیا کچھ عجب نہین کہ فوج مخالف
سے بھی اویزش ہوگئی ہو اسپر جان نثار بےقدر مرد جرار کی مدد نہ کرنا خلاف مصلحت ہے اور رکنے کی جا ہے
یا نہ جانے بندہ اوسکی کمک پر روانہ ہوتا ہے یہ کہکر ہاتھی پر سوار ہوکر مع ہمراہیان اور توپخانہ موجود
جلوس وغیرہ مختصر سامان سے متوجہ لشکر ہوا پہر دن رہا تہا کہ برہان الملک کے پاس جا پہونچا برابر آدہ کوس
کے فاصلہ پر جا ٹہرا نادرشاہ نے لشکر کے دو حصہ کیے بعض کو اپنے ہمراہ رکھکر ان کے مقابلہ پر بھیجا اور لشکر سواری
کے تین حصہ کرکے ایک اپنے ہمراہ لیا اور دو حصہ دونو امرا کی جنگ کو روانہ کیے قزلباش امیر الامرا کے
سر پر جا پہونچے دو گہڑی مین تمام لشکر برہان الملک اور صمصام الدولہ کا بگڑ گیا اور ہمراہیان امیر الامرا جنہین
اکثر نامور تھے مثل اوسکے بھائی مظفر خان کے تھے مارے گئے اونہین سے بڑا لڑکا صمصام الدولہ کا اور علی حامد خان
اور شاہزاد خان اور یادگار خان اور مرزا عاقل بیگ کمل پوش مع اپنے رفقا کے اور میر کلو پسر میر شریف
اور رتن چند خلف رائے خوشحال چند پیشکار میر بخشی وغیرہ تھے اور امیر الامرا مجروح مع چند رفقا کے
باقیماندہ کی تلوار میدان رزم سے لوٹکر سر شام لشکر مین آئے بندوبست سلاطین ہند کی خوبی دیکھیے
قبل اسکے دیکھنے کے خیمہ وغیرہ سامان بنگاہ غارت ہوگیا تہا جب یہ پہونچا کوئی جگہہ نہ تھی کہ اسکی پالکی
پہنچا ن استراحت پذیر ہو آخر کہین سے خیمہ پیدا کر استادہ کیا اور امیر الامرا نے وہین شب بسر کی
اعتماد الدولہ و آصفجاہ و خواجہ سرایان محلی بادشاہ پرسش اور عیادت کو آئے اور نہایت

افسوس سے دعا سے بقاے عمر مین مصروف ہوے صمصام الدولہ جو کسیقدر ہوش رکھتا تھا آنکھ کھولکر نہایت ضعف سے جواب دیا کہ مینے اپنا کام تمام کیا اب تم اپنی خبر لو مصرعہ نکیا جیئے تم کرو پرہیز اسقدر البتہ کہتا ہون کہ بادشاہ کو نادرشاہ کی ملاقات کو اور نادرشاہ کو شاہجہان آباد لیجانا باقی جسطرح سے ہو اسی جگہہ بلاکر دور کرو آصف جاہ اور اعتماد الدولہ بعد گفت و شنید کے اپنے خیمون مین اٹھہ گئے اور صمصام الدولہ نے روز سہ شنبہ ۱۹ - ماہ مذکور کو رحلت فرمائی - اور برہان الملک کو جو میدان مین کھڑا اور اوسکے ہمراہیون مین بعض مقتول اور باقیماندہ مضطرب باہم مجتمع ہو رہے تھے لشکر قزلباش نے چارون طرف سے گھیر لیا ایک ترک نیشاپوری جو برہان الملک کا ہموطن تھا جرات کر کر برہان الملک کی ہاتھی کے برابر جا پہونچا برہان الملک نے جو تھین تیر مارا خاندکور نے آواز دی کہ او محمد امین دیوانہ ہوا ہے کسسے لڑتا ہے اور اپنی فوج مین کس سے اعتماد رکھتا ہے یہ کہکر نیزہ زمین مین گاڑکر گھوڑے کو باندہ دیا اور ہاتھی کا رسیمان پکڑکر برہان الملک کی عماری پر جا پہونچا برہان الملک چونکہ ضابطہ ایران سے آگاہ تھا بموجب اوسکے اطاعت بجا لایا اور اسیر پنجہ تقدیر ہوکر اوسکے ہمراہ حضور نادری مین گیا نادرشاہ نے عفو تقصیر فرمائی چونکہ شام ہو گئی تھی نادرشاہ خیمہ کو گیا برہان الملک صمصام الدولہ کا فوت ہونا سنکر امیر الامرائی کا امیدوار ہوا سخنان مصلحت آمیز نادرشاہ سے کہے سنکر دو کروڑ روپیہ دینے پر مصالحہ کرکے معاودت کی اور یہ قرار کیا کہ آصفجاہ آنکر دو کروڑ روپیہ انعام دے اور نادرشاہ معاودت کرے پس ایک رقعہ متضمن اس نوید کا بادشاہ اور آصفجاہ کو لکھ بھیجا جب یہ رقعہ پہونچا آصف جاہ اور نادرشاہ جو سر بہ گریبان تردد تھے نہایت شادان ہوے محمد شاہ نے جلد آصفجاہ کو رخصت دی اور آصفجاہ نے بوساطت برہان الملک مشرف ملازمت ہوکر اوسے زر معہود کیا اور خوشی خوشی منزل مقصود کو واپس آیا اور بادشاہ کے حضور مین پہونچکر اپنی کاروائی اور دولتخواہی ظاہر کی چونکہ عہد و پیمان صلح کا کر آیا تھا امیدوار امیر الامرائی کا ہوا بادشاہ نے خوف جان سے اور سلامتی سلطنت سمجھکر استرضا سے آصفجاہ لازم سمجھی اسوقت آخر روز شنبہ نوزدہم ماہ مذکور کی تھی خلعت امیر الامرائی عنایت فرمایا اور روز یکشنبہ تاریخ بستم کو نادرشاہ کی حسب الطلب محمد شاہ بموجب صلاح آصفجاہ کی ملاقات کو روانہ ہوا جب قریب لشکر ایران کے پہونچا شاہزادہ نصر اللہ میرزا نے پیشوائی کی جب نزدیک آیا محمد شاہ نے تخت روان زمین پر رکھا کر نصر اللہ سے معانقہ بزرگانہ فرمایا اور نصر اللہ نے بھی فرزندانہ آداب تقدیم کی بعد ازان وہان سے آگے کو چلے لب فرش تک نادرشاہ نے پیشوائی کی اور ہاتھ پکڑ مسند پر بٹھا لیا اور نہایت خوشنودی کی ساتھ رخصت ملی برہان الملک نے جو صمصام الدولہ کی عہدہ امیر الامرائی

پیر آصفجاہ کا سنبھال ہونا سنا بیقرار ہوگیا نادر شاہ سے عرض کی کہ محمد شاہ کے لشکر میں آصفجاہ کے
سوا کوئی کچھ نہیں کر سکتا اوسکے نزدیک دو کروڑ روپیہ کی کچھ حقیقت نہیں اسقدر تو غلام فقط
اپنے گھر سے دے سکتا ہے باقی امرا اور خزانہ بادشاہی اور جواہر وغیرہ کا کیا ذکر اکثر شاہجہان آباد تک جو
تیس چالیس کوس سے زیادہ دور نہیں نہضت کیجاوے حصول مدعا ممکن ہے نادر شاہ نے اس خبر سے
خوشنود ہوکر آصفجاہ کو بلایا اور آصفجاہ باطمینان عہد و پیمان سابق حاضر آیا تب حکم دیا کہ محمد شاہ کو بلا نا ضرور
ہے آصفجاہ نے عرض کیا کہ ایسا عہد و پیمان نہیں ہوا نادر شاہ نے جواب دیا کہ نقض عہد اب منظور ہے مگر کچھ ضرورت
ایسی ہی عائد ہے لاجرم آصفجاہ نے بادشاہ کو عرضی کی اور بادشاہ مع عمدۃ الملک اور مومتن الدولہ
محمد اسحق خان اور بعضی خواص خواجہ سرایان و عملہ شاگرد پیشہ کی تخت روان پر سوار ہوکر چلا دیگر منصبدار
وغیرہ کو جو ہمراہی تھے باز رکھا جب جا پہونچا دوسرے خیمہ میں جو پیشتر سے اوسکے واسطے نصب کیا تھا اوتارا
اور کہلا بھیجا کہ اسباب تجمل سلطنت اپنے اور مستورات حرم سرا اپنی کو مع وابستگان مقربان و ملازمان
خدمت وغیرہ کو بلا تامل بلالیں اور تلنگانا وغیرہ مع غلہ و فعلہ کی منگا کے اسی لشکر میں آرام فرماویں اور عموم
لشکر محمد شاہی کو حکم دیا کہ جسکا جی چاہے لشکر میں رہے جسے جانا ہو شاہجہان آباد جاوے موافق حکم کی عمل میں
آیا اور جو کچھ محمد شاہ کو مطلوب تھا حاضر کیا اور رقم نادر شاہی بنام اعتماد الدولہ واسطے طلب انکے صادر
ہوا اعتماد الدولہ مع قمر الدین خان کے حضور میں پہونچا برہان الملک مع طہماسپ
جلایر کے جو سردار فرقہ جلایر اور نادر شاہ کا مقرب تھا مع شقہ محمد شاہ اور رقم نادری کے
متضمن اس کی کہ کلید قلعہ اور خزاین وغیرہ کارخانجات کی لطف اللہ خان صادق ثابت دار الخلافہ کو دیجاوے
پیشتر سے روانہ ہوا اور متعاقب انکے نادر شاہ نے مع محمد شاہ کے نہضت کی اور عازم شاہجہان آباد ہوا
محمد شاہ کے لشکر میں بجرد آنے اوسکے کی آگے نادر شاہ کی اور جانے اعتماد الدولہ کی اس اردوئے شاہی کی
سخت اضطراب و تردد واقع ہوا کوئی راستہ میں قزلباشیوں کی ہاتھ سے مارا گیا اکثر نے بھاگ کر جا کر
جنہوں نے جان لی اگر گنگھائی سے جان بچا کے لی نام و ننگ ننگا مادرزاد کر کے چھوڑ دیا الفقصہ
نادر شاہ مع محمد شاہ کے شہر میں پہونچے اول ذی الحجہ کے عشرہ کو بتاریخ ہشتم روز پنجشنبہ محمد شاہ
اور روز جمعہ نہم کو نادر شاہ قلعہ شاہجہان آباد میں رونق افروز ہوے اور محمد شاہ اور امرا وغیرہ بطور مہمان
قلعہ میں جا پذیر ہوے کے روز شنبہ عید الضحیٰ کہ اسی روز نوروز بھی تھا نادری خطبہ مسجدوں میں پڑھا گیا
جب تاریخ اس شہر مذکور کو وقت عصر آیا ہندوستانیوں نے غپ اوڑادی کہ نادر شاہ مر گیا بعض
کہنے لگے کہ موت سے مرا کتنوں نے بھک مارا کہ کسی قلماقنی کی ہاتھ سے مارا گیا غرضکہ ایک گھڑی میں اوسکی

خبر موت سارے شہر مین مشہور ہوئی اور حال آنکہ وہ صحیح و سلامت قلعہ مین مشغول عیش و طرب
تھے بعض شہر کے مکانون مین بعض فرودخانہ مین غلبہ کر آئے قزلباشی تو ہندی زبان کچہ نہ سمجھتے تھے
متفرق دو دو چار چار ہر گلی کوچہ مین سرگردان تھے ان لوگون نے بہو نچکر اونکے سر اوڑانا شروع کیا تاکہ پیلانی
شام نمودار ہوئی مگر بلوائیون کی وہی شورش تھی جب مکرر نادرشاہ کو یہ فساد معلوم ہوا حکم دیا کہ
ہر شخص اپنی جگہ پر مستقیم رہے ہندیون کے درپے انتقام نہو ہان اگر ہندی آنکے سر چڑہین تو اونکا
مدافعہ کرین اس رات کو کسی امراے ہند نے اس شور و فساد کا انسداد نکیا بلکہ چند قزلباشیون کو
جو استمداد کرکے اپنے حفظ مکانات کو لیگئے تھے اونکو بھی قتل کر ڈالا باوجودیکہ کرنال کی لڑائی مین
قریب بیس نفر قزلباش کے زخمی اور تین نفر سے زیادہ مقتول نہوئے تھے اور اس ہنگامہ مین قریبا
سات سو آدمی کے قزلباشیہ کا مارا گیا خیر جب صبح ہوئی وہی آشوب تزاید مین تھا نادرشاہ نے قلعہ سے
نکلکر قتل عام کا حکم دیا سوار و پیادہ کی فوج تعینات ہوئی کہ جہان تک قزلباش مارا گیا ہو کوئی
نہ بچے قزلباشی چست و چالاک ہوکر شہر مین پڑے اور ایسا دار و کشت ہوئی کہ خون کی نالی بہی اور مقتولون کا شمار
اندازہ قیاس سے باہر ہوا تب حکم معافی صادر ہوا اور باقیماندون کی جان سلامت رہی لاشونکی
کثرت سے راہ مین وہ تعفن تھا کہ گذر دشوار ہوا آخر صفائی کا حکم ہوا اور کوتوال شہر نے سب لاشین
جمع کراکے بے تلاش ہندو مسلمان سب کے خس و خاشاک مین جلوا دین چندروز کے بعد برہان الملک مرض
سرطان مین جو اوسکے پیر مین عاید ہوا تھا راہی ملک بقا ہوا اور شیر جنگ جو کہ ہزار سوار قزلباشی
سے واسطے لانے دو کڑور روپیہ موعود کے صفدر جنگ صوبہ دار اودہ کے پاس گیا تھا زر مذکور حاضر
لایا اور داخل خزانہ نادرشاہی ہوا اور نادرشاہ نے خوب سازو سامان جمع کر دیا اور خاندان شاہجہانی
سے ایک لڑکی اپنے چہوٹے بیٹے نصر اللہ میرزا کو بیاہ دی اور ملک سندہ اور صوبہ کابل کو مع دیگر بعض
محالات پنجاب کے ہندوستان اور محمد شاہ کے توابع سے نکالکر ملحق ایران کیا محمد شاہ نے بڑے
تزک سے ضیافت نادری کی خدمتگار استر ہوے عمدۃ الملک کو قہوہ نوشانی سپرد ہوئی اوسوقت بادشاہ
اور نادرشاہ باہم بیٹھے تھے دلمین خیال کیا کہ اول پیالہ کسے دون اگر محمد شاہ کو دیتا ہون نادرشاہ
بڑا سفاک ہے دشمن جان ہوگا اگر نادرشاہ کو دون اپنے آقا کی خدمتمین بے ادبی ہوتی ہے پس اول
اپنے آقا محمد شاہ کے ہاتہ مین پیالہ دیکر کہا کہ فدوی کو پیالہ دینے کی لیاقت ایسے شہنشاہ
کے حضور مین نہین حضور اپنے ہاتہ سے دین اس طرز ادب عمدہ سے دونو بادشاہ نہایت خوش
ہوئے اور آشنا و بیگانہ نے آفرین فرمائی بعد ازان نادرشاہ نے محمد شاہ کی تواضع کی اور باستقلال

اور ہمراہیان ویکو خلعت عطا ہوئے اور پنجم ماہ مذکور کی کوچ کرکے ساتوین تاریخ ماہ صفر کو ۱۱۵۲ ہجری میں معاودت فرما ہوا۔

بعد جانے نادرشاہ کی واقعات ہند کا بیان ہوتا ہی

جب نادرشاہ کی معاودت ہوئی محمد شاہ مع آصفجاہ اور اعتماد الدولہ کی عمدۃ الملک و موتمن الدولہ اسحق خان بہادر تازہ وارد کی جو نسبت کارگذاری جنگ کرنال کی نصرت یاب ہوا تہا سرگرم کار سلطنت ہوا روز جمعہ بستم ماہ صفر سنہ مذکور کو امیرخان عمدۃ الملک کی خطاب اور بخشی گری سوم سی سرفراز ہوا اور دیوانی خالصہ اور خطاب موتمن الدولہ کا محمد اسحق خان بہادر کو ملا اور خدمت صدارت کی عظیم اللہ خان کو تفویض ہوئی اور روز یکشنبہ ۲۹ ماہ مذکور کو میر توزکی کی خدمت مرتضی خان کو اور قراول بیگی نعمت اللہ خان کو عنایت ہوئی اور دوشنبہ تاریخ ہشتم ربیع الاول سنہ مذکور کو فیل خانہ کی داروغگی مع خلعت شش پارچہ کے ہادی علی خان برادر عمدۃ الملک کو اور احدیوں کی بخشی گری سید صلابت خان پسر سادات خان کو مرحمت ہوئی اور داروغگی گرز داروں کی عظیم اللہ خان کو اور داروغگی توپخانہ کی تربیت خان کو اور بخشی گری احدیان شاہجہان آباد کی عمدۃ الملک کو اور ڈاک سوانح حکیم معصوم علی خان کو عنایت ہوئین روز پنجشنبہ ہفدہم شعبان مذکور کو ماہی و مراتب اسحاق خان اور صلابت خان کو اور روز یکشنبہ ... ماہ مذکور کو عطایات مذکور سعد الدین خان میر آتش کو عنایت ہوا۔ محمد شاہ کو ابتدا سی بدظنی تورانیون کی ساتہ تھی اب اس سانحہ نادرشاہی کی ظہور سی اور بہی زیادہ بڑہ گئی اب نادر ہی تقویت پر آصفجاہ اور اعتماد الدولہ کی تذلیل کا قصد کیا عمدۃ الملک اور اسحق خان وغیرہ سی مشورہ طلب کیا کرتا تہا۔ عمدۃ الملک نی جو کہ مرد صاحب جرات و فطنت تہا بادشاہ کی ولایت کرکے اوسکی عزل پر اعتماد الدولہ کو وزارت کی اور دلیر کردیا خلوت مین عرض کی کہ اگر سایہ الطاف مجہپر ہوگا انشاء اللہ خاطر خواہ سب بسر انجام ہوگا چونکہ بادشاہ اوسکی عقل و دانش پر اعتماد رکہتا تہا ارادہ عزل قمر الدین خان کا وزارت سی مصمم کیا بروقت معاودت آصفجاہ کے پیش نہاد خاطر کیا ایک برس چند مہینے کے بعد آصفجاہ تجدید بند و بست دکن کیواسطے کہ باعث آنے نادرشاہ و ظہور فساد شاہجہان آباد کا ناصر جنگ خلف آصفجاہ نایب اوسکی تہا محمد شاہ سی رخصت ہوا اور اپنے بڑے لڑکے غازی الدین خان بہادر فیروز جنگ کو جو اعتماد الدولہ کا داماد تہا نیابت امیر الامرائی کی خلعت حضور سے دلائی اور خود عازم دکن ہوا اور کوچ کرکے داخل خیمہ ہوا اودہر بادشاہ نے محض قلمدان وزارت عمدۃ الملک کے حوالہ کیا قصد یہ تہا کہ جب آصفجاہ دور ہو خلعت وزارت کی مرحمت کرے

عمدۃ الملک کی طبیعت مین کسیقدر تیزروی تھی بےپردہ ہوگیا کلمات رکیک خلاف شان اعتماد الدولہ
کے نسبت کہنے لگا اوسکے مخلصان جان نثار نے یہ کلمات اعتماد الدولہ کو جا سنائے ہنوز آصفجاہ بیرون
شہر مقیم تھا اوسنے بجہت اس امر کی اطلاع آصفجاہ کو دیکر صلاح پوچھی آصفجاہ نے کہلا بھیجا کہ بادشاہ اور
خداوند نعمت سے مخالفت کرنا قرین صلاح نہین البتہ بادشاہ سے رخصت ہوکر ہمارے ہمراہ ہونا چاہیے اعتماد الدولہ
نے حسب الامر آصفجاہ کے حضور والا مین اس مضمون سے عرضی ارسال کی کہ میری دانست مین فقیر سے
کوئی خطا سرزد نہین ہوئی مگر بعض غرض بندون کی دراندازی سے مزاج والا منحرف ہوا چونکہ ارادہ ملازمی
کا نہین رہا فدوی آصفجاہ کے ہمراہ دکن کو جاتا ہے خداوند نعمت چاہین اس کام سے سرفراز فرماوین —
یہ عرضی بھیجکر خود داخل بیشیانہ ہوکر آصفجاہ سے ملحق ہوگیا بادشاہ کہ محض بے استقلال تھا گھبرا کر عمدۃ الملک
اور موتمن الدولہ سے استشارہ کیا عمدۃ الملک نے گذشتہ حکایات کا اعادہ کرکے بادشاہ کو مایوس کیا
لاچار عمدۃ الملک کو رخصت کرکے تنہائی مین موتمن الدولہ سے استفسار فرمایا اور اپنے سر مبارک کی سوگند
دی کہ جو امر قرین مصلحت ہو بلاحیف وخواہش عرض کرے — موتمن الدولہ چونکہ عمدۃ الملک کا متوسل
اور باہم متعہد تھا کہ برخلاف اوسکی مرضی کی کوئی بات حضور مین نہ کہہ سکتا تھا بیچارہ جواب مین متحیر ہوا بادشاہ نے
دوبارہ قسمین دلاکر استفسار کیا تب موتمن الدولہ نے عرض کیا کہ اگر برخلاف قول عمدۃ الملک کہتا ہون خلاف
پیمان ہے جب زیادہ اصرار ہوا اسیقدر کہا کہ ہرچند عمدۃ الملک امیر بن امیر صاحب جرات وصاحب تدبیر ہے
مگر عمدہا سے ہند کی روبرو خصوص راجہا سے ہندوستانی کی نظر مین اعتماد الدولہ اور آصفجاہ کی برابر نہین
ہے بندہ اور نیز دیگر متوسل عمدۃ الملک کی ہندیون کی نگاہ مین کچہ نہین ٹہرتے برخلاف اعتماد الدولہ کے
کہ اوسکی اطاعت اور فرمان برداری کو موجب فخر جانتے ہین بادشاہ نے اس جواب سے متنبہ ہوکر
اعتماد الدولہ اور آصفجاہ کی دلجوئی شروع کی دوسرے وزیر اعتماد الملک نے مزاج بادشاہ کا منحرف دیکھا مستعفی
ہوا در جواب حکم ہوا کہ بالفعل امراے تورانی کا آزردہ کرنا مناسب نہین تمہین بھی لازم ہے کہ بمقتضاے
دولتخواہی نفاق سے احتراز کرو — عمدۃ الملک بادشاہ کی مرضی پاکر آصفجاہ کی خدمت مین آیا اور عرض کی کہ جو کچھ
مرضی ہو تعمیل کیجاوے آصفجاہ نے بعد مدح وثنا کے فرمایا کہ چونکہ بالفعل اعتماد الملک اور معتمد الدولہ کے
فیما بین ملال ہے بہتر ہوگا اگر چند روز کیواسطے اپنے صوبہ الہ آباد کو تشریف لیجائیے پس عمدۃ الملک ان کی خدمت
سے رخصت ہوکر بادشاہ سے بھی مرخص ہوا اور صوبہ الہ آباد کی راہ لی بیرون شہر اگرچہ چند روز انفصال مقدمہ
کے سوال جواب اور سامان سفر مین مصروف رہا بعد ازان وکیل مقرر کرکے خود الہ آباد کو سدھارا اور
موتمن الدولہ کی جگہہ بادشاہ اور آصفجاہ اور اعتماد الدولہ کی دلمین ہوئی — ابوالمنصور خان بہادر صفدر جنگ

بعد رحلت برہان الملک کے اودہ کی صوبہ داری پر سرفراز ہوا اور اس شخص نے بڑا اقتدار
پایا۔ زکریا خان بدستور صوبہ لاہور اور ملتان مین زیر حمایت نادری بیخوف رہا اوسکا چھوٹا لڑکا
جو کہ چندان دلیر و بیباک تہا نور محمد خان لٹی کی تادیب مین شاہنواز خانی کے خطاب سے سرفراز ہوا اور
ممالک پنجاب مین اپنے علاقہ کا انتظام مین مصروف رہا۔

رحلت کرنا شجاع الدولہ صوبہ دار بنگالہ کا اور جھگڑا اوٹہانا مہابت جنگ نائب صوبہ عظیم آباد کا علاء الدولہ سرفراز خان پسر شجاع الدولہ سے اور مہابت جنگ کو حاصل ہونا فرمان سند صوبہ بنگالہ کی مع اجازت جنگ سے موتمن الدولہ اسحاق خان کے توسل سے

شجاع الدولہ کہ صوبہ دار بنگالہ تہا جب کہ شاہجہان آباد مین نادر شاہ آیا تہا اجل طبعی مین جان بحق
ہوا اسکے محامد کو بیان مین زبان قاصر ہے کوئی اوسکے ملازمین سے ایسا نتہا جسکے ساتھ مراعات شایستہ
نہ کیے ہون مرتے وقت سوار و پیادہ و عمدہ و عمدہ زادہ اور خزانہ وغیرہ کو دو ماہہ دیکر عفو تقصیرات
چاہا اسکے ایام دولت مین جو کسیقدر اوسکی خدمت مین بہی آشنا ہوا خواہان احسان سے بہرہ کافی
اوٹہایا بر یا پنور کی ٹہیان وغیرہ جو اسکا مولد تہا وظیفہ سالیانہ پاتی تہین عدالت ایسی کرتا تہا کہ لڑکی بہی
طرفداری کا روادار نتہا باز و کبوتر ایک آشیانہ مین آبدانہ کرتے تہے ہوشیاری اور انتظام اور خبرداری
کی یہ نوبت تہی جو شخص وارد بنگالہ ہوتا تہا اور کسیقدر اوسکی لیاقت جیسی چاہیے ہوتی اس شخص کو اوسکے
پہونچنے کی اطلاع فوراً ہو جاتی اور جسوقت وہ شہر مرشد آباد مین پہونچتا تین روز اس امر کا منتظر رہتا
کہ وہ شخص اس ملک مین کسی ارکان دولت سے توسل رکہتا ہے یا نہین اگر متوسل کسیکا ہوا اور کسیقدر
اوسکا ذکر حضور مین کیا اپنے مجلس مین بلاکر کامیاب مدعا کرتا اور اگر بے توسل محض ہوتا چوتہے روز
اپنے محفل مین اوسکا ذکر کرکے فرماتا کہ شاید حاضرین دربار سے تعرف نہین رکہتا ورنہ ضرور تم لوگ مین
اوسکا ذکر ہوتا اگر اس پر بہی کسی نے دم نمارا تو خود اوسکو پیغام دیتا کہ بروقت ادہر آنے کے ہماری بہی
ملاقات کیجو اور اوسکی وجہ معاش اور مقدار و مصارف وغیرہ کی خبر مخبرون سے لگاتار رہتا اوسکے
ملازمون کی مجال نتہی کہ کوئی دروغ امر اظہار کرین اس ہند مین یہ رسم لغو ہے کہ جو شخص کسی ارکین
و امرا و بادشاہ کے دربار مین کسی چیز یا دوسرے وسیلہ سے کچہ انعام حاصل کرے اوسکی عملہ وغیرہ
اوس شخص سے خواہان رشوت بطور انعام کے ہوتی ہین شجاع الدولہ کے نوکرون خصوص انفار اور
چوبداروں کے جو اکثر طامع اور مصدر ایسے حرکات کے ہوتے ہین مجال نتہی بمجرد اطلاع ایسی خطا کے

یہ طرف اور معتوب ہو جاتے تہی خود ایسی اعانت رعایت اپنے نوکرون سی کرتا تہا کہ دوسرے کی احتیاج
کی حاجت نتہی القصہ جب اوس نومراد کی ملاقات ہوتی استفسار و استمزاج مدعا سے دلی
کرتا اگر اوسکو نوکری کی طمع ہوتی بکمال دلجوئی و اعزاز بوجہ مناسب اپنی نوکری مین رکھہ لیتا
اور صورت معتدبہ واسطے مصارف اسکے کی حوالہ تہیہ دیتا کہ اس ملک مین اسقدر پر کفایت کیجے
اللہ تعالی قادر ہی کیا عجب کہ کچہ وسعت بخشی اور حلبہ ملازمین روشناس کو ہر روز دستارخوان عنایت
ہوا کرتا اکثرون کو روزمرہ اور بعض کو کبہی کبہی اسکی زیست تک کسی سی یہ فیض قطع نہوا اور اسم نویسی
روشناس عملہ شاگرد پیشہ و مصاحبان وغیرہ کی ایک بیاض مین جسکی ورق عاج کی تہی تحریر کی اپنے
پاس رکہتا تہا اور جب خوابگاہ کو جاتا بیاض مرقومہ کو دیکہتا اور چند اسامی منتخب کرکے ہر نام کو جابجا
پر مبلغ کلی جو لایق حال انکے ہو لکہتا تہا اور ہر ایک کو زمیداران خالصہ کے مالگذاری پر بطور سزاولی
وغیرہ متعین کرتا اور اوسے یا اوسکی وکیل کو ظاہر کرتا کہ اسقدر رعایت کرنا اس عزیز سی ہماری خوشنودی
کا موجب ہی زمیدار لوگ اپنی سعادت سمجہکر اوس سی بہی زیادہ تعمیل کرتے جب وہ شخص واپس ہوتا اوس سی
دریافت حال کرتا اگر اوسنے ظاہر کردیا زیادہ قدر و منزلت پاتا ورنہ بنابر ناراستی نظر سے گر جاتا
اور جب اوسقدر کی رعایت ہو جاتی دوسرون کے نام بہی تحریر ہوتی تا بہ حیات اسیطرح پر کارروائی
کرتا رہا اللہم اغفر لہ والحقہ بالصالحین ۔ القصہ علاء الدولہ سرفراز خان بجاے پدر مسند آرا ہوا مہابت جنگ
جو اوسکے باپ کی طرف سے صوبہ عظیم آباد کی نیابت پر مامور تہا انقلاب سلطنت دیکہکر سر حد عظیم آباد پر
مقیم تہا فرمان نادری جو شجاع الدولہ کے نام صادر ہوا تہا بعد اوسکے مرنے کے سرفراز خان کو پاس پہونچا ۔
مہابت جنگ جسکو سرفراز خان سی اطمینان نتہا اپنے کار کی فکر مین غرق ہوا اور سرفراز خان ہر چند صلح
و مدارا رکہتا تہا اور رمضان کی روزی اور رجب و شعبان اور ایام البیض ہر مہینے کے اور اکثر نوافل
معینہ ہر ماہ و سال کا ادا کرتا تہا مگر جو عقل و شعور سرداروں کو چاہیے نرکہتا تہا امور مرجوعہ مین جیسا کہ چاہیے
نہین پہونچتا تہا بنابر وجہات مذکورہ ہر چند متوسلان بہ خصوص راے رایان عالم چند اور جگت سیٹھہ
اور حاجی احمد جو کہ عمدہ مقربان اور موجب حل و عقد امور نظامت کی تہی کچہ معترض نہوتا مگر بوجہ مذکورہ
بالا کے اکثر اسکے مصاحبان قدیم مانند میر مرتضی اور حاجی لطف علی خان اور مردان علیخان وغیرہ کے جو
حاجی احمد سی پرانی عداوتین رکہتے تہے اوسکی اہانت اور تذلیل منظور کرکے توہینات زبانی بیان کرتے تہے کوئی
دقیقہ اوٹہا نرکہتے اور ہمیشہ حاجی احمد کی مخالفت علاء الدولہ سی ظاہر کرکے حاجی مذکور کی طرف سے مزاج علاء الدولہ
منحرف کرنے پر آمادہ ہوتے تہے تا آنکہ علاء الدولہ نے مہر دیوانی جو شجاع الدولہ کی عہد سے حاجی احمد کی قبضہ میں

تھی حاجی احمد سے لیکر میر مرتضی کی سپردگی اور رہا یہ کہ راج محل کی فوجداری عطاء اللہ خان سے لیکر اپنے
داماد حسن محمد خان کو دی حاجی احمد نے اس سبب سے اپنے دشمنوں کے طرف سے متوہم ہوکر مہابت جنگ
کو ایک کی عوض دس لکھہ بھیجا کرتا تھا اور سرفراز خان کو دولتخواہی ظاہری دکھلا کر سرطرفی سپاہ کی اشتعال
کی اوسنے کسیقدر باوجود عدم اعتماد کے پذیرا کیا اس عرصہ مین کہ زین الدین احمد خان عظیم آباد سے اور
سعید احمد خان رنگپور سے حضور علاء الدولہ مین حاضر ہوئے منوچہر خان نے علاء الدولہ کو یہ صلاح دی
کہ حاجی مذکور کو مع دونو لڑکون مذکورہ بالا کے محبوس کرے علاء الدولہ نے یہ امر نامنظور کرکے حاجی احمد
سے ظاہر کردیا اور اپنی دانست مین اسکا اظہار موجب صفائی اتحاد سمجھا انہین حالات سے عطاء اللہ خان
کی لڑکی کو جو کہ حاجی احمد کے بھانجی اور سراج الدولہ نواسہ مہابت جنگ سے جسکا نام مرزا محمد تھا منسوب
تھی چاہا کہ فسخ عقد سابقہ ہوکر میرے لڑکے سے منسوب ہو اور نیز صوبہ عظیم آباد کا محاسبہ چاہتا تھا
اور چوسیاہ کہ مدتون از حضور پدر سے متعینہ ہمراہی مہابت جنگ تھی اوسکے حاضر ہونے کا حکم دیا
جب اونہون نے آنےمین کسیقدر تعلل کیا اراد‌ۂ استرداد مانند اوس عطا کے جو شجاع الدولہ ذاتہٖ بیر
عطا فرمایا تھا فرمایا کہ حاجی احمد نے امور مذکورہ کو مفصل بلکہ مع کچہ اور بھی گڑہ گڑہا کر لکھا اور سعید احمد خان
نے بھی سوید ہوکر اپنے چچا مہابت جنگ کو جملہ امور متذکرہ بالا سے مطلع کیا اور علاء الدین باوجود ایسے سلوک
کرنے کے امیدوار وفاداری کا حاجی احمد اور اوسکے بھائیون اور لڑکون سے تھا بموجب امن مصرع
کے سہ زہی تصور باطل زہی خیال محال ٭ مہابت جنگ نے جب اس خبر کی تصدیق و تحقیق پائی درنگ
کرنیمین اپنے مضرت دیکھی موتمن الدولہ محمد اسحق خان بہادر کو جو آشنائے دیرینہ اور تقرب حضور مین
نہایت درجہ تہا لکھا اور عیاری سے دربردہ یہ اقرار کیا کہ اگر تینون صوبون کی سند عنایت ہووے ایک کروڑ روپیہ
پیشکش اور جملہ مال جو سرفراز خان کا ضبط ہو حضور مین بہونچاوے اور نیز یہ کہ شقہ بادشاہی اس حکم
مین کہ سرفراز خان سے لڑے اور اوسکے ہاتھ سے صوبجات نکال لینے کا اقرار کری فقط یہ تدبیر کرکے خود تیاری
فوج مین آمادہ ہوا یہ اشتہار دیا کہ زمینداران بھوج پوریہ کے جو صوبہ عظیم آباد مین نہایت متمرد و سرکش
مشہور تھے تادیب کرنا منظور ہے سرفراز خان ظاہرداری کرکے دفع الوقت کرتا تھا تا آنکہ دس مہینے
نادرشاہ کی ایران لوٹ جانے سے اور ایکسال وفات پدر سے گذرے اور حسب خواہش شقہ بادشاہی
پاس مہابت جنگ کے صادر ہوا مہابت جنگ نے ساعت روانگی عزم جنگ منجم معتمد سے دریافت کی
اور اس ہوشیاری سے مرشد آباد کی راہ مسدود کی کہ کوئی مسافر وغیرہ نجانے پاوے اور کسی اپنے
معتمد کو مع خط جگت سیٹھ فتح چند کے نام بہیجا کہ فلانے تاریخ کو کوچ کرے اور اوسے سمجھا دیا کہ فلان

تاریخ تک یہ خط سیٹھ جی کو پہونچا دیا اور خود آخر ذی الحجہ سنہ ۱۱۵۲ ہجری کو بہوجپور کی عزیمت کا شہرہ دیکر عظیم آباد
سے نکلا اور وارث خان کے تالاب پر جو شہر کے مغرب طرف واقع ہے خیمہ زن ہوا اور دلجمعی سے
ساری فوج کو جمع کر لیا اور اپنے چہوٹے داماد زین الدین احمد خان کو شہر عظیم آباد مین نائب مقرر
کیا اور سید ہدایت علی خان بہادر اسد جنگ والد مؤلف کو پرگنہ سرس وکٹینہ وغیرہ کی حکومت دیکر مرخص کیا اور لکہا
کہ تمہین اور زین الدین احمد خان کو خدا کے سپرد کیا عازم مرشدآباد ہو اور جو صورت کہ پیش آئے باتفاق
مناسب کرو جس روز جانا کہ کل روانہ مرشدآباد ہون سرداران سپاہ ہنود و مسلمان کو روبرو بلاکر
جمع کیا جب سب لشکر جمع ہوا مصحف مجید ایک مسلمان کے ہاتہ اور گنگا جل مع تانبہ اور ریحان سیاہ یعنی تلسی
ایک برہمن کے ہاتہ منگوائی مسلمانون سے قرآن کی اور ہنود سے گنگا جل مذکور کا خواہان قسم
ہوا بدین اقرار کہ مجہے اپنے مخالفون سے آویزش کرنا ہے تم لوگون سے اپنے اطمینان خاطر کے واسطے قسم
کا خواہان ہون کہ اگر ہماری رفاقت اور اعانت منظور ہو سوگند یاد کرو کہ اگر ہم آگ مین کہین جا
دریا پانی پر اشارہ کرین تو کود پڑو کسی طرح پر تم لوگون کو دریغ نہو اور جسسے ہم کو لڑنا ہو خواہ وہ رستم ہو یا
افراسیاب ہو ہمراہی سے نہ ہٹو اور میرے دشمن کو دشمن اور دوست کے دوست رہو سپاہ
جو کہ نمک پروردہ اور توقعات لاحقہ رکہتی تہے عہد مذکور کو بجان و دل منظور کیا اور مسلمان و ہنود نے
قرآن و گنگا کی قسم کہائی اور یکدل و یکزبان ہو کر رفاقت کا اقرار کیا اور نیز ملازمون نے بہی دیکہا دیکہی رفاقت کی
عہد و پیمان کئے وقت شام یہ مجلس برخاست ہوئی جب عہد و پیمان سے دلجمعی ہوئی ارادہ جنگ و
جدال ظاہر کر دیا صبح کو بروقت ساعت مسعود مع سامان سپاہ پایان جانب مرشدآباد نہضت فرمائی
اور منزل بمنزل بلا توقف قطع راہ کرتا ہوا جب درہ شاہ آباد مین پہونچا چونکہ راہ دشوار گذار تہی چند کوہ
مین لشکر متوقف ہوا اور مصطفی خان افغان کو جو کہ دلاوران و سرداران جانفشان سے تہا مع ایک سوار
اور پروانہ اور دستک جعلی سرفراز خان کے مضمون طلب کسی جاگیردار کے جو کہین سے اوسکے ہاتہ
لگا تہا پیشتر بہیجکر حکم دیا کہ اس پروانہ اور دستک کو محافظان درہ مذکور کو جو زیادہ سو دو سو پیادہ برق
انداز سے نہونگے دکہلا کر داخل درہ مذکور ہو اور علامت دخول کی یہ کہ وہان پہونچکر اپنے اونٹ کا نقارہ
بجاتا اوسکے متعاقب فوج ہمراہی بلا مزاحمت عبور کر جاویگی مصطفی خان نے حسب ارشاد تعمیل
کی جو نزدیک درہ کے پہونچا محافظون نے دور سے موافق ضابطہ تعمیل حکم کیا بعد توقف کے مستفسر احوال
ہوئے مصطفی خان نے دستک و پروانہ ایک اپنے ہمراہی کو دیا کہ دکہا دے پروانہ کو دیکہتے ہی
متصدیان متعینہ نے درہ مین جانے کو اجازت دیدی مصطفی خان نے وہان جا کر نقارہ بجایا

مہابت جنگ کی فوج ہراول نہایت کروفر سے نمایاں ہوئی محافظ درہ نہایت مضطرب ہوئے چاہا
کہ سامنا کریں مصطفی خان نے بانگ ماری کہ خبردار اگر کچہ حرکت کی سزا کو پہونچوگے اس صدا سے
پر ہیبت سے پیادہ بیحواس ہوگئے اور مردم مصطفی خان کے دروازہ کہولکر مستعد ایستادہ ہوئے فوج
پہنچکر داخل درہ ہوئی چونکہ اوس روز جگت سیٹھہ کے خط پہونچنے کا عہد تہا اوسنے اوس روز خط پہنچایا
اور جگت سیٹھہ نے یوم روانگی کا حساب کرکے سمجہ لیا کہ آج مہابت جنگ درہ تلیا سے گذرہ کہو پانچ
چہہ روز میں مرشد آباد پہنچا چاہتا ہے ـــ پس نہایت مضطرب سوار ہوکر سرفراز خان کے پاس
آیا اور مہابت جنگ کا خط دکہلایا اور اوسکے پہنچنے کا حال راج محل کے قرب بیان کیا اور جو خط
کہ مہابت جنگ نے سرفراز خان کو بہیجا تہا پیش کیا اوسکا خلاصہ مضمون یہ تہا کہ چونکہ میرے بہائی
کی خفت اور مذلت حد کو پہونچی فدوی بپاس ناموس و عزت کے لاعلاج ہوکر اس جگہہ تک آپہونچا
غیراز بندگی اور فدویت کے کوئی غرض نہیں امیدوار ہوں کہ حاجی احمد کو مع توابع اور علاقوں کے
رخصت فرمائیے بمجرد اس اطلاع کے حیرت عظیم ہر ایک خورد و کلاں کو لاحق ہوئی ـــ سرفراز خان نے
سرداران لشکر کے احضار کو حکم دیا اور حاجی احمد برادر مہابت جنگ کو بہی بلایا جب سب جمع ہوے
ہر ایک کو بار یاب کرکے حاجی احمد کو تہدید سے ڈرایا حاجی احمد نے ملائم گفتگو حسب تقاضائے وقت
عرض کرکے اقرار کیا کہ اگر اجازت پاؤں مہابت جنگ کے پاس جاکر اوسے واپس کروں بعضوں
نے یہ تقریر حاجی احمد کی مکر و تزویر سمجہکر رخصت کرنے کی صلاح نہ دی اور بعضوں نے اوسکا کلام سچ جانا
آخر اونکی رخصت تذبذب میں رہی محمد غوث خان رفیق قدیم شجاع الدولہ اور سرفراز خان مخمور
شجاعت نے سرفراز خان سے کہا کہ حاجی احمد کے قید کرنے سے کچہ حاصل نہیں اور حاجی احمد کو قید کرنے
کے ارادہ سے فوج مہابت جنگ لڑائی کی باز نہیں آتی ہے اگر رخصت کیا جاوے اور برخلاف وعدہ
تعمیل کرے کیا ہوگا نہیں جب کہ مہابت جنگ سے آنیکو آمادہ ہوں حاجی احمد تن تنہا سے کیا سرداری مہابت جنگ
حاجی احمد کے ہونے نہ ہونے سے کچہ کم و بیش نہیں ہوتی یہ کہنا اسکا موثر ہوگیا سرفراز خان نے حاجی احمد
کو رخصت دی اور وہ اپنے بہائی کے پاس گیا اور یوسف علی عرض کیا کہ محمد علی وردیخان بجان و دل
مطیع و فرمان بردار ہے ہرگز حضور نوکر کے مقابلہ کو دولتخانہ سے باہر تشریف نہ لاوینگے وہ خود حاضر حضور
ہوکر اظہار اطاعت کرے گا اگر احیاناً برخلاف التماس فدوی کے نمک حراموں کے ورغلانے سے برآمد ہوے
خوف ہے کہ بنا بر حفظ آبرو کوئی ایسا امر نہ سرزد ہو کہ دنیا اور عقبیٰ کی روسیاہی کا موجب ہو چونکہ مخمور
حاجی احمد کے لکہنے پر اعتماد تہا اس امر میں چند راے لی گئیں آخر کو برآمد ہونے کی راے ٹہری

اور مرد العلیخان کی سعی ہی جو حاجی احمد کو اور مہابت جنگ کا عدو تہا ۲۲ محرم الحرام سنہ ۱۱۵۳ ہجری روز
چہارشنبہ کو علاء الدولہ برآمد ہو کر بعد تین چار کوچ کی منزل کہرہ مین خیمہ زن ہوا اور اسی منزل مین
بسنت خواجہ سرا اور شجاع قلیخان فوجدار ہوگلی کا جو کہ واسطے استمزاج مہابت جنگ کی پیشتر روانہ
ہوا تہا مع حکیم محمد علی سفیر قزلباشی کو واپس آکر مشرف ملازمت ہوے اور عرض کیا کہ مہابت جنگ تابع
اور فرمان بردار ہے التماس کرتا ہی کہ جو عالی ہمت اوسکی پرورش کر کر رتبہ عالی کو پہونچاتی ہین
اوسکی پاس پرورش اور حفظ مراتب لازم جانتی ہین پس یہ فدوی پرورش یافتہ اسی آستانہ
دولت کا ہی اور جسقدر کہ حقوق پرورش اپنے ذمہ رکہتا ہی اوسیقدر بہ نسبت دوسرون کی دعوی زیادہ
اور فرمان برداری بہی ہی اب دو التماس فدوی کی ہین اول یہ کہ مرد العلیخان اور میر مرتضی اور حاجی
لطف علیخان اور محمد غوث خان جو غبار و کینہ انگیزون کی سرگروہ ہین خارج فرمائے جاوین اور کمترین کی التماس
مشرف اجابت ہو دوم یہ کہ اگر یہ امر متعذر ہو تو خود بدولت اون سے جدائی کرین اور اون لوگون
کو میرے مقابلہ پر مقرر فرماوین اگر وہ غالب ہوے اونکا مدعا حاصل ہوا اور اگر مغلوب ہوے بندہ
اسی قدم کہان حاضر خدمت ہوگا اور اسی گفتگو کو بقسم مستحکم کر کے ایک کلام مجید بہی حکیم محمد علی کے ہاتہ
بہیجا لیکن چونکہ سرداران مذکور حضور علاء الدولہ مین نہایت صاحب اقتدار اور معتمد تہے اور اوسیقدر
حاجی احمد اور اوسکے قرابتیون سے عداوت رکہتے تہے کوئی صورت مصالحہ کی نہوئی اور نہ شجاعان دانشمند
کے رنگ پر مجادلہ کا ظہور ہوا حاجی احمد نے راج محل کی نزدیک پہونچکر سواری بہائی سے ملاقات کی اور
مہابت جنگ کو ہاتہی پر سوار ہو کر بنا بر ایفاے عہد چند قدم لوٹا کر پہر جدہر کو ارادہ تہا راہی ہوے
اور اودہر سے سرفراز خان مع فوج کے نکلکر موضع گریا مین جو دریاے بہاگیرتی پر مشہور و معمور
ہی پہونچا اور اسطرف سے غوث خان بہاگیرتی پر مقابل لشکر مخالف کے خیمہ زن ہوا اور سرفراز خان
نے درمیان اپنے لشکر اور غوث خان کے دریا کو حائل رکہا لیکن دریا پایاب اور اوسکا پاٹ ایک
تیر مسافت کا فاصلہ رکہتا تہا اور مہابت جنگ اور سرفراز خان کے لشکر کا فاصلہ تخمیناً پانچ چہہ کوس کا
ہوگا مقامات مذکورہ کے پہونچنے تک صلح کی بارہ مین سوال جواب ہوئے اور رغبت ملاقات کی
سرفراز خانکی طرف سے متواتر وقوع مین آگئی مہابت جنگ نے وہی ایک بات کہی کہ مین بپاس حقوق
باپ تمہارے کی داعیہ بدخواہی نہین رکہتا ہون بشرطیکہ جو لوگ کہ موجب نفاق و شقاق طرفین ہوگئے
ہین میرے سپرد کیے جاوین تا کہ خود بدولت کسی اونچے مقام پر رونق افروز ہو کر اونہین میرے مقابلہ پر
حکم دین اگر بندہ نے ظفر پائی ملازمت مین حاضر ہوگا اور اگر اونکی فتحیابی ہوئی مدعا سے حضور

حاصل ہوگا چونکہ دونو امر سرفراز خان پر گران تہی ملاقات کی صورت نہوئی اور سرفراز خان
کی طرف سی باوجود پیغام آشتی اور نیز ورود نوشتہا سے جگت سیٹہہ کی جنکو اصطلاح ہندمین
سیٹ کہتی ہین اور جسمین یہ مضمون لکہا تہا کہ اگر سرداران لشکر مہابت جنگ اوسکو گرفتار کرین تو ہر ایک
کو بہت کچہ روپیہ انعام دیا جایگا ایسے مقام پر بوقت شام ہیچ صادر ہوا مصطفی خان وغیرہ رفقا کی
نوشتہ مذکور مہابت جنگ کو دکہلا کر عرض کیا کہ اگر لڑنا ہی توکل عزم فرمایئے ورنہ پس فردا دگرگون
رنگ ہو جایگا مہابت جنگ نے مخلصان خیر اندیش کی صلاح پسند فرما کر اوسیوقت گولی باروت تقسیم
کرکے صبح پر عزم جنگ مصمم فرمایا اور فوج کو تین حصہ کیے نندلال کو جو فوج کا عمدہ سردار تہا مع اپنی نشان
کے مقابل محمد غوث خان کی مقرر کرکے فرمایا اسی طرف دریا کی رہکر اوسپر دوڑ کرے اور دو حصہ فوج
کو دریا سی عبور کرا کر فرمایا کہ ایک حصہ سرفراز خان کے لشکر کی عقب مین ٹہہرے اور خود مع دوسرے
حصہ فوج کی رہبرو سے لشکر سرفراز خان کی روانہ ہوا اور اپنے اور فوج کی درمیان مین یہ حکم دیا کہ جسوقت
توپ کا سر ہونی کی آواز تم سنو فوراً سرفراز خان کے لشکر پہ دوڑ کر ملجاؤ عبد العلیخان بہادر اور مصطفی خان
اور شمشیر خان وغیرہ افغان ہمراہ نوازش محمد خان کی جو مہابت جنگ کا داماد کلان پیشوا سے
لشکر تہا ایک ثلث رات باقی رہی حسب الحکم پیشتر کو روانہ ہوا اور اوسکے متعاقب تہوڑی فاصلہ پر
مہابت جنگ بہی چلا اور نندلال نے بہی بموجب ایما قدم بقدم مہابت جنگ کی محمد غوث خان کی
مقابل پر راہ لی صبح صادق کی ہوتے ملاقی ہوے اور مہابت جنگ جب سرفراز خان کی لشکر کے پاس
پہونچا ایک توپ اپنے لشکر مین سر کی بمجرد اوسکے آواز کی سرفراز خان کے لشکر پر ہراول کی فوج
جا گری اور نندلال محمد غوث خان سی مقابل ہوا سرفراز خان مضطرب اپنے مصلی سی اوٹہکر فیل پر سوار ہوا
مہابت جنگ کی مقابلہ کو روانہ ہوا مہابت جنگ کی فوج ہراول نی بعض مردم عقب لشکر سرفراز خان کو
مانند محمد ایرج خان اور اوسکے لڑکے کو ہلاک کرکے لشکر پر لوٹ پڑے اور سرفراز خان چند قدم جاکر
نقار خانہ کے نزدیک بندوق کی گولی کہاکر راہ آخرت کو روانہ ہوا اور اکثر اوسکے ہمراہی مانند میر کامل
اور میر گدائی اور میر احمد اور میر سراج الدین اور محمد ایرج خان کا لڑکا اور حاجی لطف علیخان اور باقر علیخان
وغیرہ نے خدمتگذاری کی لیے اخیر ہی رفاقت اختیار کی اور راے رایان عالم چند اور محمد ایرج خان زخمی شہر
مین آئے اور محمد غوث خان دریا کے اوس پار نندلال سی لڑکے فتح یاب ہوا اور نندلال مارا گیا سرفراز خان
کے فیلبان الی الغنیمی اپنی کو کشتہ دیکہکر فیل کو مرشد آباد کی راہ دکہلائی محمد غوث خان نے دور سی دیکہا کہ آقا کی
نابدار کے سواری کا ہاتہی گریزان ہی عدم دلیری آقا کا احتمال ہوا کسی سوار کو دوڑایا اور پیغام دیا کہ

مین حریف کو مار ڈالا مجھسے ملچ ہو جیو کہ باقیماندون کو بھی راستے عدم کرون ـ مہابت جنگ نے احتیاط فرمائی باوجودیکہ سرفراز خان کے مارے جانے کا یقین تہا مگر غوث خان کے زندہ رہنے اور اوسکے فوج کے جماو سے اپنے قول کے آدمیونکو متفرق نہونے دیا ہراول کی فوج ظفر پائی اور سرفراز خان کی تیاری جاتی اور لشکر کے زر و جواہر کی کثرت سے مطمئن ہوکر غارتگری مین اپنے سرداران سے متفرق ہوگئی محمد غوث خان نے زبانی سوار فرستادہ کی آقا سے نامدار کے کشتہ ہونے سے بیخبر ہوکر اپنی عزت و آبرو کی خیال سے جو منجانب مہابت جنگ کے رکہتا تہا مرنے کو آمادہ ہوا اپنے لڑکون محمد قطب اور محمد پیر کو فرمایا کہ درد و خفقان دور کرو اب وقت حفظ آبرو ہے اور پاس ننگ و نام جانفشانی ہے پس مہابت جنگ کے قول پر دہاوا کرنا چاہیے چونکہ محمد غوث خان وغیرہ اوسکی بیٹے فی الحقیقت شیر زبان اور رستم زمان تہے اس کلام کے ساتہہ ہی محمد غوث خان مع اپنے لڑکون اور باقیماندہ حاضرین کی بکمال استقلال روانہ ہوا اکثر لوگ سرفراز خان کا جان دینا سنکر علیحدہ ہوگئی مہابت جنگ کے قول تک پہونچتے پہونچتے چند نفر ہمراہ رہگئے اور نزدیک پہونچتے ہی محمد غوث خان گولیون سے مجروح ہوا باوجودیکہ گہوڑا طلب کیا کہ مہابت جنگ پر اوسکے دوڑے مگر ہاتہی سے اوترتے متواتر دو زخم گولی کی کہاکر دل سے روانہ میدان آخرت ہوا بعد بدر لڑکون نے پیادہ پا ڈہال تلوار لیکر حریف کے مقابلہ کو رخ کیا مگر گولیون کی بوچہار سے پیالہ روح مین رنگ اوڑا کی کہ نقد جان کیسہ بدن سے نکل گیا محمد قطب کہ نہایت شجاعت اور قوت بدنی رکہتا تہا جس طور پر کہ تلوار و سپر ہاتہہ مین تہی اوسی طرز و ہیئت سے میدان بنبہا اور اوسی طرح و دستور سے روح نے انتقال فرمایا واہ واہ اسی زمین و صورت سے دفن بہی ہوا میر دلیر علی بہی سو نفر بہائی بند و نسبی بعد وفات سرفراز خان کی پاس آپر کر حق خدمت سے ادا ہوا فی الحقیقت ہندوستان مین سرفراز خان کی نوکرون کے مانند کم کسی نے جرات اور حلال نمکی کی ہے میر شرف الدین نے بہی اورون کی طرح جوہر نمایان کرکے مراجعت کی میر شرف الدین کے دو تیر مہابت جنگ سے لگی ایک جس ہاتہہ مین کمان تہی اور دوسرا دوش راست پر کسی قدر زخم آیا سرفراز خان کی ہمراہیون نے بقدر حوصلہ نمک حلالی کی مگر تقدیر کی دوا نکر سکے مہابت جنگ نے فتح پاتے حاجی احمد اپنے چہوٹے بہائی کو تا بردلجوئی رعایا پیشتر سے شہر کو بہیجا اور اوسنے جلد پہونچکر مہابت جنگ کی شہر مین منادی کراکر فتنہ فرد کیا ـ

داخل ہونا مہابت جنگ کا شہر مین

دو روز کے بعد با تجمل و شان و شوکت مہابت جنگ ما بین شہر صفر ۱۱۵۳ھ مین شہر مرشد آباد مین داخل ہوا اور قبل مسند نشینی کے نفیسہ بیگم بنت شجاع الدولہ کے درحرم سرا پر حاضر ہوکر التماس عفو تقصیر کی اور

عرض کیا کہ جو کچھ تقدیر میں ہونا تھا ہوا اب اور ہمیشہ کیواسطے اس بدنامی کا داغ مجھے نصیب ہوا
لیکن اسوقت سے تا بہ زندگی کسی ادنی ملازم سرکار کی خدمت میں بے ادبی نہوگی امید ہے کہ قصور اس
غلام پیر کے صفحۂ خاطر سے محو یا فراموش فرما لئے جاویں بعد ازان دار الامارۃ میں آکے واقع چہل ستون (؟)
شجاع الدولہ مرحوم میں آکر مسند آرا ہوا نذریں مبارکباد کی گذریں اول تو بندگان خدا کو بسبب اس
حرکت قبیح کے کہ آقا کشی کی صاحبت جنگ سے نہایت نفرت ہوئی آخر کار اسکی غربا پروری اور اخلاق
عام اور پاس حقوق خورد و کلان سے لوگون نے قبول کیا اور مہابت جنگ نے بھی اپنی قدر شناسی
اور ترحم و عفو جرائم و پاس حقوق کی لگا لگت سے اسقدر اتحاد بڑھایا کہ جس سے زیادہ متصور نہیں
حقیقت تو یہ ہے کہ اگرچہ سرفراز خان کا مارا جانا جو کہ آقا زادہ تھا نہایت برائی کی مگر سرفراز خان کو
ملکداری کی لیاقت کچھ بھی نتھی کچھ عجب نتھا کہ اگر اوسکے زمانہ دولت کو درازی ہوتی تمام صوبجات
میں خرابی پیدا ہو جاتی مہابت جنگ ہی کا یہ کام تھا کہ حوادث عظیمہ کو فرو کیا جنکا بیان انشا اللہ کیا جاویگا

تسلط پانا مہابت جنگ کا اور ارسال پیشکش مع ضبطی سرفراز خان وغیرہ

جب مہابت جنگ نے تسلط پایا اور خزاین و اموال سرفراز خان اور شجاع الدولہ کو جو کروڑون پر
پہونچے ضبط کیے حضور سے بخطاب حسام الدولہ اور منصب ہفت ہزاری اور ماہی و مراتب سے
سرفراز ہوا زین الدین احمد خان چھوٹے داماد کو جو عظیم آباد کی نیابت پر تھا اوسکو اصالتاً اوسی
صوبہ کا صوبہ دار بنایا اور احترام الدولہ بہادر ہیبت جنگ کا خطاب اور منصب ہفت ہزاری مع
ماہی و مراتب و پالکی جھالردار و نوبت و علم اوسکے لیے طلب کیا اور بڑے داماد نوازش محمد خان
کو چکلہ جہانگیر نگر اور فوجداری سلہٹ اور اسلام آباد چٹگانون اور تمام دیوانی صوبہ بنگالہ کی مع
منصب ہفت ہزاری اور مراتب مذکورہ مع خطاب احتشام الدولہ بہادر کی طلب کر کر دلا دیا اور
تیسرے بھتیجے منجھلے سعید احمد خان نام کو جو شجاع الدولہ اور سرفراز خان کے عہد میں رنگپور کا
فوجدار تھا مراتب مذکور مع خطاب صمام الدولہ بہادر صولت جنگ کے دلوایا اور نیز صوبہ داری
اوڑیسہ کی امید بعد انتزاع مرشد قلیخان کی دی مرشد قلیخان جو شجاع الدولہ کا داماد اور سرفراز خان
کا بہنوئی تھا مرد سخن فہم شاعر تھا سرشار تخلص اور رستم جنگ بہادر خطاب اور میرزا محمد نام کو جو کہ
مہابت جنگ کا پوتا اور ہیبت جنگ کا پسر کلان تھا اور جسے مہابت جنگ نے فرزندی میں قبول
کیا تھا سراج الدولہ شاہ قلیخان بہادر کا خطاب مع خدمت نوارہ جہانگیر نگر ڈہاکہ کی لی اور اوسکے

بھائی شہامت جنگ کیواسطے اکرام الدولہ بادشاہ قلیخان بہادر کا خطاب اور وہان کی انتظام کی
خدمت طلب کر کے یہ دونو بھائی منصب ہفت ہزاری پر مع مراتب وغیرہ لازمہ کی چھوٹی عمر
مین امیر کبیر رہے سے عطاء اللہ خان نے جو چھوٹا داماد حاجی احمد کا اور جو کہ عہد شجاع الدولہ اور
سرفراز خان میں فوجدار تہا بھاگلپور کی فوجداری کی اضافہ اور رسالہ سہ ہزار سوار اور پیادہ او منصب
ہفت ہزاری مع لوازمہ اور خطاب اعزاز الدولہ بہادر ثابت جنگ سے سرفراز ہوا اور شہامت جنگ
کا نائب حسین قلیخان خطاب بہادری اور منصب چار ہزاری اور علم اور نقارہ سے ممتاز ہوا
اور اسد یار خان برادر علاتی مہابت جنگ کا اور فقیر اللہ بیگ خان اور نور اللہ بیگ خان اور میر
جعفر خان اور مصطفی خان وغیرہ بھائی بند خدمات بہادری اور مناصب لائقہ پر سرفراز کیے گئے اور
چین رائے جو کہ شجاع الدولہ کے دیوان رائے رایان رتن چند کا پیشکار تہا بخطاب رائے
رایانی اور دیوانی مہابت جنگ سے مفتخر وممتاز ہوا اور راجہ جانکی رام جو قدیم خانہ مہابت جنگ کا
دیوان تہا دیوانی تن پر مقرر ہوا عبد العلیخان راقم تاریخ کا چچا جو مہابت جنگ کے ہمراہ اس سفر مین
شہامت جنگ کا ہمراول تہا اور برادرزادگی کی قرابت اوس سے رکھتا تہا اسطرح پر کہ عبد العلیخان
کا باپ سید زین العابدین راقم تاریخ کی ماں کا جد اور مہابت جنگ کا پسر عم تہا تمام سپاہ کی بخشی گری
مع خطاب بہادری اور منصب سہ ہزاری تجویز ہوا تہا مگر خان مذکور چونکہ دیگر برادرزادون کی
برابر امید رکہتا تہا خوش ہوکر بعد رخصت عظیم آباد کو معاودت ہوا احترام الدولہ بہادر ہیبت جنگ نے
اسکا مقدم غنیمت سمجہا اور بہار وبسوک کی پرگنات پر پرگنہ ترہٹ اضافہ کردی اور مہابت جنگ نے
عبد العلیخان بہادر کے نصرت علیخان کو جو راقم کا خالو تہا اپنی فوج کا بخشی بنایا اور بخشی دوم فقیر اللہ بیگ
خان بہادر کو۔ اور مبلغ کروڑ روپیہ پیشکش موعودہ روانہ حضور کیا اور موتمن الدولہ اسحق خان بہادر
کے توسل سے داخل خزانہ شاہی ہوا اور ضبطی سرفراز خان کا مال واسباب اخذ جو مناسب بادشاہ
کیواسطے علیحدہ کر رکہا تہا مو یہ خان بہادر بنابر اپنے اموال ضبط شدہ اور خزانہ سالیانہ بنگالہ کے
جو سرفراز خان کی عہد مین ارسال ہوا تہا دربار حضور شاہی سے عظیم آباد پہونچا اسنے اوسکا آنا
بنگالہ مین نامناسب جانکر لکہا کہ واقع سکریگلی متوقف ہو جیے نیاز مند مع مال حاضر ہوکر تفویض
کرتا ہے اور حسب اسکے چلنے مین اکبر نگر راج محل کی طرف جاکر چند روز خان مذکور کی
انتظاری کی گئی لاکہہ روپیہ نقد اور ستر لاکہہ روپیہ کی جنس مانند جواہر وفیل واسپ اور
ظروف طلائی ونقرہ وغیرہ نفائس دیکر رخصت کیا اور اوسکے ساتہ بہی رعایت لائق کی گئی بعدہ عرضہ

کہ صوبہ اوڑیسہ مرشد قلیخان سے لیا جاوے پس نہضت کٹک مصمم ہوئی۔

فتح پانا مہابت جنگ کا مرشد قلیخان پر اور صوبہ اوڑیسہ اپنے بھتیجے صمصام الدولہ صولت جنگ بہادر سعید احمد خان کو دینا

بعد استقلال مسند حکومت کے سامان لائق آراستہ کرکے چاہا کہ مرشد قلیخان کی حقیقت کی دریافت کرے اس اثنا میں مرشد قلیخان نے مہابت جنگ سے لڑنا اپنی طاقت سے زیادہ سمجھکر درخواست مصالحہ کی آقا محمد تقی سورتی کو برسم رسالت بھیجا مہابت جنگ نے بنظر حقوق سابقہ اور اپنے حسن اخلاق کے قبول کیا لیکن مرزا باقر خان اصفہانی نے جو ماں کے طرف سے علویہ صفویہ سے نسبت رکھتا تھا اور اور مرشد قلیخان کا داماد تھا سرداری بنگالہ کی طمع سے باوجودیکہ اسکے لائق نتھا مصالحہ پر راضی نہوا اور اپنی ساس کے تحریک سے انتقام علاء الدولہ کا مشہور کرکے متمرد ہوگیا مہابت جنگ نے اس جہر سے مرشد قلیخان کو لکھا کہ میں کسیطور سے ایذا رسانی آپکی نہیں چاہتا لیکن قیام کرنا اس جوار کا طرفین کے موجب اعتبار نہیں لہذا لازم ہے کہ اوسطرف سے دکن کو تشریف لیجائیے مرشد قلیخان نے جو کہ مرد مآل اندیش تھا مقابلہ مہابت جنگ کا قرین صلاح نسمجھا چاہا کہ ترک عناد کرے مگر مرزا باقر نے اسقدر لڑائی کی تحریک کی جسکا بیان نہیں ہوسکتا اور نیز اوسکی بی بی نے طعنہ اور تشنیع کرنا اپنے شوہر سے شروع کیا بلکہ یہ ارادہ کیا کہ اگر نمانے تو شوہر کو ریاست سے خارج کرکے خزانہ وغیرہ کل داماد کے مفوض کرے اور مہابت جنگ سے آمادہ پیکار ہو مرشد قلیخان نے چار ناچار نقض کرنے عہد اور آمادہ کارزار ہونے سے مہابت جنگ کو اطلاع دے ے مہابت جنگ نے اطلاع پاتے حاجی احمد اور مہابت جنگ کو نیابت مرشد آباد میں چھوڑکر دس بارہ ہزار سوار سے اوائل ماہ شوال میں کٹک کی نہضت فرمائی ے مرشد قلیخان نے اول جملہ رفقاسے مجلس آراستہ کرکے اپنی تلوار رکھکر مجمع سے کہا کہ اگر تم لوگ عزم جزم کرو تو عزم رزم کیا جاوے والا بندہ اپنی راہ لے عابد خان وغیرہ نے عہد و پیمان سے اسکی دلجمعی کی اور حسب التماس مرشد قلیخان کے سرداران لشکر نے اونکی تلوار کمر سے لگادی جب اس طرف سے اطمینان ہوا مع باقر علیخان کے کٹک سے برآمد ہوا اور بالیسر بندر سے گذر کر اوسکے رود خانہ کے قریب موضع بلوار میں پہونچا اور ایک مقام دشوار گذار میں جسکے اطراف میں ندیاں اور جنگل گھرے ہوے تھے اور مخالف کا عبور وہاں پر غیر ممکن تھا مقیم ہوا اور لشکر کے گرد تین سو چھوٹی بڑی توپیں لگادیں ادہر مہابت جنگ بعد قطع راہ

سیدنی پورا ور جالیسر ہوتے ہوئے رود خانہ کے اسطرف چند کوس پر اقامت پذیر ہوا چند روز تک اس تدبیر مین رہا کہ مخالف کو کس نیرنگ سے اوس دشوار گذار مکان سے باہر نکالے چونکہ وہ سرزمین مخالف تھی زمینداران اطراف غلہ وغیرہ سامان رسد کے پہونچانے مین قاصر ہوے بلکہ جو غلہ مہابت جنگ کے عمال نراین گڈہ وغیرہ سے بھیجتے راہ مین لوٹ کر ڈالتے تھے اس سبب سے کبھی اجناس کی فکر زیادہ ہوئی نہایت تشویش رسد کے نہ پہونچنے کی مشہور ہوئی میرزا باقر خان نے اس اضطراب کے سنتے ہی باہر نکلنے کا ارادہ کیا ہر چند مرشد قلیخان نے ممانعت کی مگر نہ سنی آخر ذی قعدہ بعزم مقابلہ برآمد ہوا مہابت جنگ بھی اس خبر سے مدافعہ کو سوار ہوا جب طرفین مین قریب ہوے جانب تو پخانہ مخالف کسی حال سے وہ لوگ غافل اور مقابلہ کو چلے آئے تھے فوج مہابت جنگ نے حملہ کیا اور اول ہی حملہ مین متصرف ہو گئے طرفین سے بندوق اور بان کی جنگ شروع ہوئی خلق کثیر اس آتشبازی مین تلف ہوئی مرشد قلیخان نے باوجودیکہ اکثر ہمراہی متفرق ہو گئے کمال پایداری کی اس عرصہ مین عابد خان نامی افغان جو مرشد قلیخان کا ساختہ پرداختہ اور معتمد علیہ تھا بموجب تقاضائے جبلی کے مصطفی خان رسالہ دار مہابت جنگ سے متفق ہو کر آقا کی خدمت مین غدر و نفاق کر کے جسطرف رسالہ دار مذکور نے بتایا تھا گیا اور آسودہ ہوا لیکن دیگر گروہ سادات نے ایسی حملہ آوری دلیریان دکھلائین کہ اکثر مہابت جنگ کے لشکریون کی چھکے چھوٹے نامردی سے بھاگنے لگے اس کشمکش و پیچ مین نزدیک تھا کہ مہابت جنگ دورنگی روزگار سے دوچار ہو اسی عرصہ مین میرزا باقر خان نے چاہا کہ فتح اوسکے نام ہو کمین سے نکلا اور مہابت جنگ کے بیسار کیطرف آکر جعفر خان وغیرہ سے لڑا اکثرون کے پاے ثبات مین تزلزل آگیا اس حال کو دیکھنے سے میر محمد جعفر خان چند لوگون کے ہمراہ پاپیادہ مصاحب خان اور اصالت خان پسر عمر خان رسالہ دار کے اعانت سے ناموری کر رہا تھا آخر الامر سادات کی جماعت سے جو مرشد قلیخان کے رفیق تھے میر علی اکبر و میر مجتبی علی وغیرہ نے جام سرشار فنا نوش فرمایا اور باقر علیخان زخمہاے منکر سے سر و گردن برداشتہ واپس ہوا باقی لشکر پر شکست پڑی مرشد قلیخان مع باقر علیخان وغیرہ کے سلامت چل نکلا بالیسر کی آبادی مین پناہ لی اوسوقت مین دو تین ہزار آدمی ہمراہ تھے اور مرشد قلیخان کو ان لوگون سے اطمینان تھا لہذا اس بہانہ سے کہ شہر مین محصور ہو کر ہم لڑنا چاہتے ہین مردم ہمراہی کو شوارع آبادی پر تعنات کر کے اپنے پاس سے دور کیا اور خود لب دریا پہونچکر ہاتھی سے اوترا ۔ مرشد قلیخان کے دوستون مین ایک شخص سورت کا رہنے والا ہمیشہ جہاز کی تجارت کرتا تھا سوداگری کا مال و اسباب جہازون پر ہر ایک جگہ بھیجتا اور وہ شخص

حاجی محسن نام ہمراہ اس لڑائی مین تہا قضارا اس شخص کا ایک جہاز مال تجارت سے بہرا ہوا دریا
کنارے آمادہ روانگی تہا عملہ جہاز نے دریا کنارے ہجوم دیکہکر واسطے خبر لانے مرشد قلیخان اور
اپنے آقا حاجی محسن کے فانس یعنی پلنسوی جو اکثر کنارے پر آنے جانے کو جہاز کے ہمراہ رکہتے ہین بہیجا
حاجی محسن نے مرشد قلیخان کو اطلاع دیکر کہا کہ کشتی کا اسوقت مین آنا موجب آپکی بخشی غیب سے ہے
مرشد قلیخان بلا تامل بہبانہ سیر و تفرج مع باقر علیخان داماد اور حاجی محسن اور بعض حشم ضروری
کشتی کے توسل سے جہاز پر جا پہونچا پانچ چہ روز کے عرصہ مین مچہلی بندر آپہونچا لیکن متعلقان
اور زر و مال خطیر تہی جو کہ کٹک مین چہوڑ آیا تہا نہایت تشویش رکہتا تہا لہذا باقر علیخان کو واسطے
خبر لانے اور نیز تدارک کرنے کی سبکاکول اور گنجام کی طرف جو کٹک سے نہایت ملحق تہا بہیجا
تقدیر کی کارسازیان دیکہی رتی پور خورده راجہ مالک تہخانہ جگرناتہ جو ہنود کے مشہورہ معابد سے ہی حقوق
محبت مرشد قلیخان کی کہ اتبا رہی ہے جبکہ خان مذکور کی عزیمت بطور سرگذشت سُنی محمد مراد
کو بہیجا اور اوسنے بیگم اور اوسکی لڑکی زوجہ باقر علی خان کو مع جمیع توابع اور لواحق اور خزاین
اور اسباب کے حدود کٹک سے اچہاپور مین جو سبکاکول اور گنجام کے تابع تہا پہونچایا اور بہراد
اور آرام ہر گونہ مقیم کرایا انور الدین خان وہان کی حاکم نے بہی بپاس معرفت سابقہ کی مہمانداری
کیمین اسی ضمن مین باقر علیخان آپہونچا اور حفظ ناموس دننگ کی وطینہ سے شکر گذار خدای برحق
ہوا خود واسطے استخبار احوال صوبہ کٹک کے چندی مقیم ہوا اور اپنی بی بی اور ساس کو مع اموال
وغیرہ مرشد قلیخان کے حضور مین روانہ کیا سسر اور داماد نے دار الملک آصفجاہ مین پناہ لینا
غنیمت سمجہی مہابت جنگ نے کٹک پہونچکر چند روز قریب چالیس روز کی اقامت کی چونکہ ابتدا سے
عہد شجاع الدولہ ہی اسطرف کے زمیندار وں کا تجربا کیا ہوا تہا ہر ایک سے جیسا کہ چاہیے سلوک اور دلجوئی
سے پیش آیا اور اپنے برادر زادہ منجہلے صام الدولہ سعید احمد خان بہادر صولت جنگ کو وہانکا صوبہ دار
بنایا اور رگہو جبر خان جماعہ دار کو مع سرداران رسالہ کے وہان پر معین فرمایا اور صولت جنگ کو
حکم دیا کہ جسقدر فوج کی ضرورت ہو مقرر کرلے اور مہابت جنگ بعد بند و بست صوبہ اوڑیسہ کی
مرشد آباد کو جو عہد جعفر خان سے دار الحکومت صوبہ دار مقرر تہا معاودت فرما ہوا اور آرام و راحت دیتی چالی
رعایا میں موافقت کی شہامت جنگ اور سراج الدولہ اور نیز دیگر نشینان خاندان مہابت جنگ کا
مع امراے دولت مرشد آباد مین بحضور مہابت جنگ حاضر ہوئے اور بازماندگان سرافراز خان کو
شہامت جنگ نے زیر سایہ خود کرلیا اور نفیسہ بیگم سرفراز خان کی حقیقی بہن کو بعزت تمام اپنے گہر میں لایا

اور نسبت فرزندی دیکر اوسکو اپنے حرم سرا کا مالک بنایا اور نفیسہ بیگم سکے اموال اور خادمہ اور اسباب وغیرہ محل خاص سے کچہ تعرض نکیا اور ادب اور تعظیم وقت تکلم کی جیسا کہ چاہیے مہابت جنگ اور شہامت جنگ وغیرہ بجا لاتے تہے جس روز کہ سرفراز خان مارا گیا تہا اوسکے کسی مدخولہ کو لڑکا پیدا ہوا نفیسہ بیگم نے اوسے اپنی فرزندی مین قبول کیا شہامت جنگ نے اپنے لڑکے سے زیادہ اوسکی خاطرداری اور عزت ملحوظ کی چونکہ سرفراز خان کوئی عورت اپنے بہوون کی حبالہ نکاح مین نہین رکہتا تہا اکثر جواری تہین اور بعض ممتوعہ اونمین سے جو کہ صاحب اولاد تہین اونہین مع اونکے اولاد اور دیگر منتسبان سرفراز خان کے جہانگیر نگر بہیجدیا اور وظیفہ لایق گذران مقرر کردیا کسیکی تکلیف کار وا دار نتہا ہر ایک سے بہ اعانت پیش آیا کہتے ہین کہ مبلغ تیس ہزار روپیہ ضعیفان اور بیوہ عورتونکو دفتر دیوانی سے علیحدہ ماہ بماہ عطا فرماتا تہا اور شہامت جنگ کا نایب حسین قلیخان بہادر اور اوسکے طرف سے راسے گوکل چند ضلع جہانگیر نگر اور اسلام آباد اور سلہٹ وغیرہ پر مقرر ہوا اور رنگپور کی فوجداری قاسم علی خان جو برادر زادہ صابت جنگ کی بی بی کا تہا مقرر ہوئی — معین الدولہ سیف خان بہادر سیف جنگ برادر عمدۃ الملک جو جعفر خان کے عہد سے پورنیہ وغیرہ کا فوجدار تہا چند روز تک صابت جنگ کو باغی سمجہا اور اوسکے تادیب کا شہرہ کرتا رہا بدین امید کہ بادشاہ کے حضور سے ضرور اوسکی تادیب کو فوج مقرر ہوگی جب اسکا کچہ اثر نہ ملا تب تو نہایت نادم ہوکر برخلاف اول کے اظہار اطاعت جاری کی مہابت جنگ بپاس خاطر عمدۃ الملک کے کچہ خیر خواہ

ہیبت جنگ اور صوبہ عظیم آباد کا حال

احترام الدولہ زین الدین احمد خان بہادر ہیبت جنگ پسر حاجی احمد جو مہابت جنگ کا چہوٹا داماد تہا بعد فتح بنگالہ عظیم آباد کے صوبہ داری پر مقرر ہوا اور خلعت مع خطاب مذکور اور منصب ہفت ہزاری اور ماہی مراتب اور نوبت اور پالکی جہالردار حضور سے طلب کرکے عنایت ہوئی اور ہیبت جنگ نے سید ہدایت علی خان بہادر والد مورخ کو جو اپنے فوجداری پرگنات مین تہے طلب فرماکر نہایت شفقت مبذول کی اور تکلیف بخشی گری لشکر کی دیکر فرمایا کہ چونکہ حق تعالی نے یہ ملک و دولت تمہارے بہائی کو یعنی اپنی ستین عطا فرمائی چاہیے کہ باتفاق ہمدیگر انتظام معاملات مین مصروف ہون اسیطرح اور بہی چند کلمے جو موجب ازدیاد رسم محبت ہون فرماکر ہمیشہ یہ معمول ہوا کہ نہایت شفقت فرماتا اور راے صائب سے اسکو جو مہابت خان کا قدیم دیوان تہا اپنے ... سے لیکر اپنے سرکار کا دیوان مقرر کیا ہیبت جنگ

اگرچہ نوجوان تہا مگر میدان جرات اور ہوشیاری اور آداب مناسب اور تہذیب اخلاق سے بخوبی
واقف تہا جب نسخیر مرشد آباد کو گیا تہا اوسکے حسن سلوک اور احسانون سے اکثر زمیندار صوبہ عظیم آباد
کے مانند راجہ سندر سنگہ برہمن زمیندار پرگنات گہ اور زمینداران پرگنہ ترہت سہا جبان قوم
سے اور نومسلم تہے اوسوقت چار ون بہائی نامدار خان و سردار خان و کامگار خان و رستم خان کی
رفاقت کی اور فرقہ سپاہ سے بہی اکثر متوطنان عظیم آباد ہمراہ ہو لیے بعد فتح و ظفر کے جب واپس
آسکے استدعا اپنے وطن کی ظاہر کی ہر ایک کو ہاتہی گہوڑے خلعت فاخرہ عطا فرماکر رخصت فرمایا اور
وہ لوگ اپنے وطن مالوف مین پہونچکر ہیبت جنگ کی ملازمین مین مقرر اور معتمد ہو گئے درحقیقت ہیبت جنگ
کے خاندانیون مین جیسا کہ چاہیے حسن اخلاق اور سلوک بہت تہا اور پاس حقوق ایسا تہا کہ راقم نے
اپنے زمانہ مین کسیکو نہ دیکہا ہیبت جنگ کو والدہ مورخ سے سررشتہ رضاع تہا بدین وجہ کہ جد مادری
مورخ نے ہیبت جنگ کو صغیر سنی مین بمقتضا سے شفقت کبہی کبہی دودہ پلایا تہا بپاس سررشتہ مذکور
محبت برادرانہ مورخ سے ایسی کرتا تہا کہ برادران حقیقی بہی اوس مرتبہ تک نہ پہنچینگے ایتک ہیبت جنگ کمال
جاہ و جلال باتفاق والد و عم و خال مورخ کے نہایت عدل و داد مین بسر کرتا تہا اگر ادنی ادنی اوسکے
بیٹون بہتیجون کے صفات و حالات تحریر ہون سررشتہ مورخی جاتا ہے اور بیان طول ہوتا ہے —

صولت جنگ کا قید ہونا باقر علیخان کے ہاتہہ سے اور صابت جنگ کا رہا کرانا

جب صابت جنگ بہادر مرشد آباد پہونچا اوسکا بہتیجا صولت جنگ جو اوڑیسہ کا صوبہ دار تہا لالچ مین آکر
چاہا کہ تنخواہ سپاہ مین تخفیف کرے جو لوگ کہ غریب الدیار رفیق قدیم مرشد آباد سے ہمراہ آئے تہے
قبول نہین کرتے تہے اور شہر کٹک وغیرہ کے لوگ جو صوبہ اوڑیسہ کے رہنے والے تہے مکان کی نوکری سمجہکر
اوسیقدر مین راضی تہے اس سبب سے اکثر لوگ اوس ملک کے ملازم ہو گئے اور رفقا سے دیرینہ
برطرف ہوئے اور بعض دیگر سرداران مرشد قلیخان کے شہر کٹک مین سے نوکری صولت جنگ کے مقیم
تہے اور باقر علیخان کی تخم محبت اپنے دل مین بوتے تہے شاہ بیگ نام درویش جو صولت جنگ کا ساتہہ
دہلی مین باہم پرورش تہا اسوقت مین دکن سے آکر مصاحب اور معتمد ہوا چونکہ یہ شخص بدسرشت تہا اور
صولت جنگ شروت جوانی مین سرگران اوسنے ایسی تحریک کی کہ شہر والون کو ضرر پہونچا سکے حسین
وجمیل عورتون کو ہر ایک گہر سے بلا لئے اکثر سپاہ سے مرشد قلیخان کا بچا ہوا روپیہ جو تو پنج وصول کیا
ایسی ایسی امور سے مردم شہر اسیقدر ناراض و جان بلب ہو گئے کہ صولت جنگ کے عدم وجود کی

خواہان ہوسے قدما رفیقون سے توکوئی نتہا مگر کسیقدر لفنگی اور گوجر خان مع اپنی رفیقون دو تین سو لشکر کو
پہنچا ہی ہین تہا اور وہان کی جدید آدمی جو نوکر ہوے تہی اکثر مرشد قلیخان اور باقر علیخان اور انکی ہمنشینون اور منتسبون کی
نوکر ہو چکا سے تہا ایکسال تک تو صولت جنگ نے مع عیال و اطفال کی بڑی عیش عشرت مین بسر کی ناگاہ
فلک شعبدہ باز نیرنگ ساز نے سر نو بنای فتنہ آغاز کی باقر علیخان نے اپنی خسر مرشد قلیخان کو یہہ
تحریص کی کہ صوبہ اوڑیسہ صولت جنگ سے چہین لی اور سرفراز خان کا انتقام لی مگر مرشد قلیخان زمانہ
کا رنگ دیکہکر خاموش تہا باقر علیخان نے جب دیکہا کہ التماس میرا قبول نہین ہوتا خود عازم ہوا بعض
دکہنون سے توسل چاہا کہ شاید اونکی دستگیری سے کچہ دسترس ہو تدبیر یہہ کی کہ بعض فوجداریونمین
جو صوبہ کٹک سے ملحق ہین آکر بیٹہا اور صولت جنگ اور اوسکے رفقا کی کیفیت دریافت کی اور وہان کے
حکام اور زمیندار و مہاجنون سے رابطہ بڑہایا جب معلوم ہوا کہ قدیم معتمد رفیقون مین بہت کم لوگ صولت جنگ
کے ساتہ رہگئے ہین اور جو لوگ ہین وہ اکثر پرانی نوکر مرشد قلیخان اور اپنی اوسکے رہی ہین اون لوگون
سے خط خطوط کا سلسلہ نکالا اور اپنی رفاقت اور صولت جنگ کی منافقت کی تقریرین لکہا جب معلوم
ہوا کہ کسیقدر ادہر توجہ ہوئی مردم کو وعدہ اور لالچ سے موافق کرکے کہا کہ جو لوگ مانند گوجر خان وغیرہ
کے تمہی موافق نہین خانہ جنگی یا اور کسی بہانہ سے اونکو مار ڈالو تب آرزوی دلی میسر ہوگی یہہ رای اونکو پسند
ہوئی ایکروز مجمع عام بطور بلوا کر کی آہستہ آہستہ بڑہ چلی صولت جنگ نے گوجر خان کو واسطی بجہانے
آتش فساد کے پیغام دیا ہرچند خوب پیغام آسکے مگر شہر والی تو بالکل صولت جنگ سے بنسبت باقر علیخان
اور محمد مراد جا ایک سوار کے منحرف ہوگئی تہی کچہ سود نہوا دوسرے روز مین بازار سے گوجر خان
واسطی تقدیم سلام صولت جنگ کے دربار کو تنہا جاتا تہا غفلت مین آکر لوگون نے کام تمام کردیا اور
بمجرد اس حرکت کی باقر علیخان کے آنیکا شہرہ قرب وجوار مین بلند کردیا ایکبار بلوا سے عام کی صورت ہوگئی
اور یہہ اشتعال اس آتش فساد کی سارا حال باقر علیخان کو پہنچا مددگار بلایا وہ تو ایسی وقت کا امیدوار ہی تہا
فورًا آپہنچا اور شہر کٹک مین پہونچکر جو اوڑیسہ کا دار الملک تہا آپ شہر والون اور دیگر مخلصان کو حکم دیا کہ جسطرح
سے بنے صولت جنگ کو قید کرین مردم شہر نے جو صولت جنگ کی نوکر اور باقر علیخان کے دوست تہی
صولت جنگ کی قدیم نوکرون کو جو اوسکی حراست مین تہی پیغام دیا کہ اگر براہ اطاعت دروازہ کہولدو
تمہاری جان مال کی سلامتی ہے ورنہ آمادہ سیاست رہو بیچارہ جان سے ڈرے ہرچند صولت جنگ
ڈیوڑہی کی اگر کچہ پہرا ہوا کنجیان لیکر مفسدون کے حوالہ کین اور خود بہی اونمین ملگئی باقر علیخان نے جو نہایت نزدیک
تہا پہونچکر صولت جنگ کو قید کیا اور خود بجاے اوسکی مسند آرا ہوا خزائن وغیرہ پر متصرف ہوا اور

عیال اطفال صولت جنگ کی قلعہ باڑہ بہاتی مین قید ہوئے اور صولت جنگ حضور مین مقید رہا ۔
صولت جنگ نے چند روز پیشتر اس سانحہ کے مہابت جنگ کو اطلاع دی تہی اور مہابت جنگ نے
شہر سے باہر خیمہ کیا تہا قصد تہا کہ عنقریب صولت جنگ کی مدد کو جاوینگا ناگہان قید ہو جانے کی خبر آئی
اور ہرکارون سے بہی اوسکی تصدیق ہوئی عزم روانگی مین توقف ہوا کیونکہ یہ خیال ہوا کہ ایسی
حرکت بدون تحریک آصفجاہ کے نہین ہوسکتی اور تدارک اوسکا بڑی تامل سے ہوگا لہذا مشورہ ہونے لگا
صولت جنگ کی مان نہایت لڑکے سے تعشق رکہتی تہی اور مہابت جنگ اونکی رضامندی اپنی مان کی
برابر جانتا تہا حاجی احمد کو اور صولت جنگ کی مان نے یہ صلاح دی کہ صوبہ اوڑیسہ باقر علیخان کو دیا جائے
اور اوسکے عوض مین صولت جنگ کی رہائی ہو اور مہابت جنگ باقر علیخان کی پیروی مین موجب
سستی اپنے ارکان دولت کا جانتا تہا اور مصطفی خان نے جو عمدہ سردار اور دولتخواہ مہابت جنگ تہا
راے آقا کی پسند کی آخر الامر چند روز کے بعد سرانجام سامان فوج و سپاہ ہونے لگا ۔

مہابت جنگ کا مع فوج آراستہ جانب کٹک آنا صولت جنگ کی رہائی کیواسطے قبضہ باقر علیخان سے

چونکہ یہ خیال تہا کہ باقر علیخان کی شان و شوکت آصفجاہی کی پشت پناہی سے ہوگی مہابت جنگ نے
ہر ایک سردار لشکر کو حکم دیا کہ تمہارے دوست و بہائی عزیز جو موجود ہون ملازم کرنا چاہیے اور جو لوگ
کہ چند روزہ راہ پر بہی ہون طلب کرکے رفیق بناؤ اسیطرح مصطفی خان کو پانچ ہزار سوار کی تقرر
کا حکم دیا اور شمشیر خان کو بنابر سہ ہزار سوار اور سردار خان کو دو ہزار سوار کیواسطے اور عمر خان کو
تین ہزار کے لیے اور عبد العلی کو دو ہزار اور حیدر علیخان کو ہزار سوار اور فقیر اللہ بیگ کو ہزار سوار اور میر جعفر خان
کو ہزار سوار اور میر شرف الدین کو پانچ سو سوار اور شیخ محمد معصوم کو پانچ سو سوار اور امانت خان وغیرہ نائب افغانان کو
ایک ہزار پانچ سو سوار اور میر کاظم خان کو دو سو سوار اور بہادر علیخان داروغہ توپخانہ جلسی کو پانچ سو
سوار کیواسطے حکم دیا اور رفیع راو بخشی اور چندن بہلیہ وغیرہ ہزار یون کو مع پچاس ہزار پیادہ تفنگچی
بہلیہ کے ہمراہ لیکر حاجی احمد اپنے بہائی کو اور صولت جنگ کے مان سے وقت رخصت عرض کیا
کہ بندہ مع صولت جنگ کے منہہ دکہلاویگا ورنہ خیر شہامت جنگ کو پانچ ہزار سوار اور تقریبا دس
ہزار پیادہ کے اپنی نیابت پر مرشدآباد مین چہوڑکر ساعت سعید کو مع بلینٹ ہزار سوار کے روانہ ہوا
اور آہستہ آہستہ مع توپ و توپخانہ وغیرہ کے چلا جاتا تمام رستہ ہمراہی سے وعدہ کیا کہ جو فوج اول
صولت جنگ کے پاس پہونچکر اوسے رہا کریگا لاکہہ روپیہ انعام پاویگا اور اگر صاحب رسالہ ہوگا

اوسکے ہمراہیون کو بھی دو ماہیہ انعام ہوگا باقرعلیخان کی مہابت جنگ اور فوج کثیر کی آمد آمد سے نہایت
گھبرایا حیرت تھی کہ کیا کرے آخر کو دریاے مہانندا کے کنارے مورچہ اور توپخانہ لگاکر مع ہمراہیونکو
آمادہ مقابلہ بیٹھا اور لشکر کے پیچھے تین چار کوس پر بنگاہ کو ٹھیرایا اور صولت جنگ کو ایک رتھہ مین
جسکے غلاف پر سفید چاندنی اور سفید ڈوریون سے جال بندی کردی مع دو مغل تورانی کے بٹھاکر حکم دیا
کہ جسوقت مہابت جنگ کے آدمی نزدیک آوین تم چھریون سے اسکا کام تمام کرنا اور پانسو سوار و پیادہ
دکھنی کو اوسکے گرد مقرر کیا کہ جب مہابت جنگ کی فوج نمایان ہو تم لوگ دوڑکر ایک ایک نیزہ اس
رتھہ پر مارنا اسکے بعد جسکا جو قابو چلے تعمیل کرے مہابت جنگ نے نزدیک پہونچکر بندش مورچال
و مستعدی توپخانہ اور صولت جنگ کی بنگاہ مین قید رکہنے کا حال سنا بعض افواج کو مقرر کیا کہ
بمجرد شروع جنگ جب فوج دشمن مین گھبراہٹ دیکھنا فوراً دوسری راہ سے بنگاہ پر پہونچکر صولت جنگ
کی رہائی مین ساعی ہونا اور آدہی رات کو روانہ ہوکر قریب صبح دریاے مہانندہ پر پہنچا لشکر باقرعلیخان
کا بمجرد معاینہ فوج کے عازم پیکار ہوسے جب ادہر سے دو تین بان اور توپ سر ہوئین اودہر بہکدر
پڑی مہابت جنگ کی فوج نے دلیری کرکے دریا سے گذر باقرعلیخان کے لشکر پر چڑہ گئی بمجرد پہونچنے
اس فوج کی باقرعلیخان نے بھاگنے کا ارادہ کیا مصطفی خان اور میر جعفر خان جو صولت جنگ کی رہائی
پر مقرر تھی بنگاہ پر تیز قدم ہوئے اور باقرعلی کے لشکر سے آدہ گھڑی مین کچہ نشان نہ ملا محمد امین خان
برادر مہابت جنگ جو میر محمد جعفر خان کی زوجہ کا حقیقی بھائی تھا مع اصالت خان اور دلیر خان دونو لڑکو
عمر خان و غیرہ ہمراہیان کی جو دس نفر سے زیادہ نتھے سب سے اول بنگاہ مین پہونچکر صولت جنگ
کے متلاشی ہوئے ایک نوجوان عملہ کارخانہ ملازم صولت جنگ نے حاضر ہوکر بتلادیا کہ اوس رتھہ
مین نواب کو قید کے لیے جاتی ہین انہون نے اوسیطرف سے رجوع کیا مرہٹون نے مہابت جنگ کو
قریب دیکھکر رتھہ پر نیزہ لگاکر راہ پکڑی اینکے زخم نہان سے منجملہ دو مغل کے جو صولت جنگ کی
قتل پر مامور تھے ایک مقتول ہوا دوسرے مغل نے اوسکی نعش بطور سپر اپنے سر پر حفاظت
زخم کو اوٹھالی قضارا خواستہ جناب باری تھا صولت جنگ دونون کے نیچے ہوگیا اور اون کے
جراحات سے محفوظ ہوا دوسرے مغل کے بھی کسیقدر جراحت پہونچی اسی عرصہ مین سواران
مذکور رتھہ کے پاس آپہونچے اور پردہ پھاڑ ڈالا صولت جنگ نے جب اصالت خان اور محمد امین خان
و غیرہ کو پہچانا ثنا و صفت کی محمد امین خان نے گھوڑے سے اوترا اشارہ صولت جنگ سے کیا کہ سوار
ہو مغل مجروح رتھہ سے جست کرکے بنہایت چستی و چالاکی اوس گھوڑے پر سوار ہوکر بھاگا اور راستے

۱۰

لشکر مین جا ملا دیکھنے والون کو حیرت ہوئی اور اس چالاکی پر اوسکی تحسین کی بالآخر دلیر خان سنے اپنے
گھوڑے پر سوار کر دیا فوج مہابت جنگ کی متواتر آرہی تہی تہوڑی دیر مین میر محمد جعفر خان مع چند ہمراہی
سکے فیل سوار آپہونچا محمد امین اور دلیر خان سنے آگے بڑہکر مقدم صولت جنگ کی خوشخبری سنائی میر محمد
جعفر خان بمجرد دیکھنے کے اپنے ہاتھی پر سوار کرالیا اور خود خواصی مین جا بیٹھا واہ رے قدرت یا تو کچھ دیر
مین جان کی خیر دشوار تہی یا کہ اب ہر طرف سے لوگ قدمبوسی کو آنے لگے بموجب اس حکم جلیل خداوند
قدیر کے اللہ شہنشاہ ممالک ہے دیتا ہے ملک جسکو چاہے اور چہین لے ملک جس سے چاہے تو عزت دے
جسکو چاہے ذلیل و خوار کرے جسکو چاہے اوسکی دست قدرت اور قبضہ اقتدار مین ہر خیر ہے اور وہی کل چیزون
پر قادر اور توانا ہے غور کرو اے صاحبان بینائی و دانائی مخبرون نے یہ خبر مہابت جنگ کو پہونچائی اور
متعاقب صولت جنگ بھی پہونچا چچا کی ملازمت سے سرافراز ہوا مہابت جنگ سنے آغوش پدری مین لیکر زیادہ
حد سے مسرور و خوشحال ہوا اور صولت جنگ کا حمام اور تبدیل پوشاک کرائی سرپیچ جیغہ کلگی مروارید
کے مالا وغیرہ سے زیب تن بڑہا کر مسند آرا کیا سرداران فوج کو نذر دینے کیواسطے ارشاد فرمایا حسب الحکم
تعمیل ہوئی بہت سا روپیہ مستحقین اور صدقہ وخیرات نذر نثار مین صرف ہوا اور اسیوقت ایک فوج
واسطے لانے عیال و اطفال کے مع سواری قلعہ بارہ بہاٹی روانہ ہوے جو لوگ باقر علیخان کی طرف
سے محافظ تہے اونمین سے جنہون سنے خدمت کی تہی بامید عنایت کفایت برقرار رہے اور ایذا رسانون
نے بنظر تشدید راہ فرار لی مردم متعین سنے اہل و عیال مقیدہ صولت جنگ کو لشکر مین پہونچایا
صولت جنگ اور حرم سرا کے واسطے جو خیمے نصب کیے گئے تہے لیجا کر اوتارا مہاجرت کشیدہ باہم
وصل مہابت جنگ کے ہوے بعد چند روز کے جو اسباب اور سامان صولت جنگ کو ضرور تہا مانند
ہاتہی گہوڑے اور توشک خانہ اور جواہر اور اسلحہ اور یراق وغیرہ کا اپنے پاس سے دیکر روانہ مرشد آباد
فرمایا تاکہ منزل مقصود پہونچکر والدین کی ملاقات سے مسرت اندوز ہو خصوص اپنی سنیم جان منتظر مان
کو از سر نو زندہ کرے جب صولت جنگ روانہ مرشد آباد ہوا اکثر اسباب اور فوج مہابت جنگ کی اوسکے
ہمراہ مرشد آباد روانہ ہوے اور مہابت جنگ مع کل سرداران جان فشان اندر پانچ چہہ ہزار سوار کے
جریدہ رہکر بعد انتظام ارادہ معاودت فرمایا اور مخلص علی خان داماد حاجی احمد کو صولت جنگ کی نیابت پر
مقرر کرکے وہان پر معین فرمایا بعد چند روز کے اثنا ے راہ سے حسب التماس مصطفی خان کے شیخ محمد معصوم
پانی پتی کو جو سردار دیرینہ اور شجاعت و تہور ی مین موصوف و مشہور تہا صوبہ مذکور کی نیابت پر مامور
کیا اور چند منزل واسطے انفصال سوانحات کے ہمراہ رکہا بعدہ تشخیص اور تقرر کل معاملات کی شیخ مذکور کو

صوبہ اوڑیسہ کی نیابت کی خلعت دیکر مع کسیقدر سوار و پیادہ کے رخصت کیا شیخ معصوم کٹک کو
چلا اور مہابت جنگ شکار کیلئے ہوئے پانچ چھ ہزار سوار اور سراج الدولہ اور اپنی بیگم مرشد آباد کو چلا

ہیبت جنگ کا ارادہ ہونا بھوجپوریونکی سزا کا اور اول اول آنا جماعہ مرہٹہ کا ملک اوڑیسہ وغیرہ مین اور پہونچنا بھاسکر پنڈت کا مع چالیس ہزار سوار دکھنی مرسلہ رگھوجی بھوسلہ راجہ ناگپور کلان کی مہابت جنگ کے سر پر اور اوسکے تدارک کا بیان

انہین دنون مین جب صولت جنگ اسیر پنجہ تقدیر ہوکر مہابت جنگ کے ذریعہ سے رہا ہوا تھا احترام الدولہ
بہادر ہیبت جنگ صوبہ دار عظیم آباد پٹنہ کا یہ ارادہ ہوا کہ ملک بھوجپور فتح کرے اور راجہ بھول سنگہ اور
بابو اودونت سنگہ قوم اوجین زمینداران سرکار شاہ آباد کو جو مدت سے سرکش ہو رہے تھے سزا دے اور
رکھتا مین داس جو دیوان صوبہ اور قدیمی معتمد تھا مورخ کے والد سید ہدایت علیخان بہادر سے جو بسبب
قرب و منزلت کے جو خدمت ہیبت جنگ کے علاوہ قرابت بہم پہنچاکر مرجع تمام زمینداران صوبہ در وسا
اور کل فوج کے بخشی تھے اکثر لوگون نے حسد کیا اور ہیبت جنگ کے دل مین یہ بات
ڈالی کہ ہدایت علیخان بہمہ وجوہ حضور عالی مین نہایت معتبر اور صاحب اقتدار اور کہنا اونکا
زمینداران حضور ہر امر مین خواہ نیک ہو خواہ بد منظور فرماتی ہین اور انکی طرف توجہ ہوتی ہین پس جسوقت کہ
حضور نے بھوجپوریون کے استیصال کا عزم فرمایا وہ لوگ بعد مقہور ہی اور مایوسی کے البتہ میر ہدایت
علیخان سے رجوع کرینگے اور میر صاحب ضرور اونکے پاس خاطر خواہان عفو انکے ہونگے اور حضور کو
معاف فرمانے مین صرف کثیر کا نقصان عاید ہوگا پس بہتر ہے کہ میر ہدایت علیخان کو حضوری سے
بہ لطائف الحیل دور کر دیجئے ہیبت جنگ نے اسکا التماس کرنا موجب بہبودی سمجھکر والد مورخ کو پرگنہ
سنوٹ وغیرہ تعلقہ مکھہ کی فوجداری دیکر وہان کی زمینداروں کی معاملات کا مختار کیا اور ارشاد فرمایا
کہ راجہ سندر سنگہ عمدہ اور اوسکا ملک کوہستان سے ملا ہوا ہے بغیر تمہارے وہان بیجانیکے ہمارا اطمینان
دلی نہین ہوتا لہذا بہتر ہے کہ تم وہانپر رہو تاکہ ہم بدلجمعی تمام سرکار رہتاس اور شاہ آباد کا انتظام
کرین اور اپنے بھائی مہدی نثار خان کو اپنا اس عہدہ بخشی گری پر مقرر کرکے ہمراہ میری کردو والد
مورخ نے موجب امر خوشنودی اپنے آقا کا سمجھکر کارما مور پر روانہ ہونا مناسب سمجھا اور اپنے بھائی مہدی نثار خان مرحوم
کو ہیبت جنگ کی ہمراہ چھوڑا ہیبت جنگ جس ساز و سامان سے کہ چاہتا تھا شاہ آباد پہونچکر بھوجپوریونکی
استیصال مین ساعی ہوا ان لوگون کی دست تعدی سے مسافرون کی راہ بند تھی اس سے زیادہ کیا اور

اور تحریر کرین خلاصہ یہ ہے کہ بعد بڑی جنگ و یورش کے زمینداران مذکور کو نکال دیا اور قلعہ مذکور کو
خس و خاشاک سے شہر کو صاف کر دیا اس عرصہ مین روشن خان تراہی کہ فرقہ افاغنہ سے کہ جو عظیم آباد
اور الہ آباد مین مدتون سے صاحب نام و نشان تھا اور سرکار شاہ آباد کی حکومت کرتا تھا اور وہان کے
زمینداران مشہور سے کسیقدر اتحاد رکھتا تھا اسوقت مین کہ ہیبت جنگ نے وہان کے زمینداران کو بالکل
خراب و برباد سے خارج کر دیا اس شخص نے بنظر قدامت اور اتحاد کے ہیبت جنگ سے مکرر حضور مجالس
مین عرض کیا کہ انہین ملک مشمول عنایت کرنا چاہیے یہ امر ہیبت جنگ کو ناپسند ہوا اس سبب سے
روز بروز روشن خان کے طرف سے خان مذکور کو افسردگی ہوتی تھی اور وہ خود پسند استقدر
مبالغہ پر آمادہ ہوا کہ بعض کلمات نا ملایم کہ جو ہیبت جنگ کو برے ہون زبان پر لایا ایکروز جسپتی و چالاکی کرکے کہنے
لگا کہ ابھی آپ صاحب زادے ہین دنیا کو رنگ و دشت سے محض ناواقف میری نصیحت سن لیجیے ورنہ
اسکا انجام کار اچھا نہین ہوگا ہیبت جنگ کو یہ سخن نہایت تلخ معلوم ہوا اسکے قتل کا قصد کیا اور
میر قدرت اللہ پسر شاہ شکر اللہ قادری کو جملہ چابکسوارون سے صاحب جرات تھا اور حسن بیگ ان کا عہدہ دار
مونگیر کو اس بات پر مستعد کیا اسکے قتل پر مامور فرمایا ایکروز روشن خان بدستور معہود دربار عام کے
خیمہ مین عصر کے وقت ہیبت جنگ کو سلام کو آ کر بیٹھا اور دو نوجوان مذکور نے آکر کام تمام کیا روشن خان
کہ صاحب فربہی و قوی جثہ تھا کچھ ہاتھ پیر نہ ہلا سکا بیٹھا کا بیٹھا رہ گیا اس حرب و سفر مین مورخ کے چچا
مہدی نثار خان نے کہ صفات حمیدہ و حقیقت پسندیدہ یگانہ روزگار اور جوان سنجیدہ ہوشیار تھے
اچھی اچھی خدمت اور جرات ظاہر کین کہ جسکے ثمرہ مین ہیبت جنگ کی منظور نظر ہوئی اور ہیبت جنگ نے
بعد استرضا سے والد مورخ کے بخشی گری کی خدمت اصالتاً مورخ کے چچا کو مع خلعت و فیل و اسپ
و شمشیر و دیگر عطایا کے مرحمت فرمایا اور اپنا رفیق بنایا اور اسکی پاس خاطری کا نہایت ساعی رہا
اور اپنے کل رفیقون پر اسے ترجیح دی اور یہ صاحب حقوق شناسی اور فروتنی اور تواضع و صلہ
ارحام اور احسان و انعام و پاس آشنائی و دادگری و شجاعت و عزت و تحمل و بردباری مین منفرد
تھا اللہم اغفر له وارحمه والد مورخ سے بحسب الامر سرکار مامور پر افزایش نام و نشان کیواسطے راجہ سندر سنگھ
[illegible]
اور راجہ [illegible] بلاقیان اور نیز دیگر زمینداران سرکش کشتہ اور جگالوان وغیرہ کے
اتفاق سے تنبیہ پر آمادہ ہوا اور وہان کی زمینداری کی تادیب کا ارادہ کیا کہ عمدہ زمینداران کوہستان سے تھا
اور بہت کم کام [illegible] فرمایا [illegible] آیا تھا بہ نصرت کرکے اور قلعہ جترا جو کہ درہ کوہ اور رام گڈھ کی
راہ مین واقع ہے محاصرہ کیا اور بعد فتح قلعہ مذکور کے آگے کو چلا جنہ داران معتمد نے آگہی دی کہ گھوچیا سے

پنڈت نے اپنے پیرد ہان سے بہاسکر نام کو مع چالیس ہزار سوار کے تسخیر بنگالہ کو رخصت کیا ہو عنقریب
فوج مذکور اس راہ سے گذر کر بنگالہ کو جاویگی والد مورخ نے یہ خبر ہیبت جنگ کو لکھی ہیبت جنگ نے وہ
عرضی بجنسہ مہابت جنگ کے پاس بذریعہ اپنے خط کے بہیجدی مہابت جنگ نے بیہودہ سمجہا اور کچہ باور
نکیا اور جواب مین لکہا کہ تم بدلجمعی تمام اپنا کام کرو جسوقت مرہٹہ ادہر آویگا تنبیہ اور تدارک جیساکہ
چاہیے کیا جائیگا جب ایسا جواب مورخ کے والد کو معلوم ہوا اور اوسوقت کچہ فوج ہمراہ نتہی کہ مرہٹہ
کا سد راہ ہوسکتی صلاح رفقا و خیر طلبان سے کوہستان کے نیچے آکر جا سے مناسب دیکہکر مقیم ہوی
اور چند روز کے بعد مرہٹہ جلوریز پچیٹہ اور موربہنج کے طرف آکر میدنی پور کے موضع مین ظاہر
ہوئے مہابت جنگ جیساکہ مذکور ہو چکا ہی پانچ چہہ ہزار سوار سے بے اندیشہ مرشد آباد کو آیا نزدیک
میدنی پور کے جب آ پہنچے کسی عامل معتمد نے ورود مرہٹہ کی خبر جا سنائی اوسوقت مہابت جنگ نماز ظہر مین مشغول
تہا اور عرض کیا کہ بہاسکر پنڈت چالیس ہزار سوار سے بہت نزدیک آگیا ہی یقین ہی کہ کل پایر سون
جمع ہوتے اوسکا لشکر ظاہر ہو چونکہ حضور کا نمک خوار ہون اطلاع کرنا مناسب سمجہا اب حضور کو
اختیار ہے جیسا چاہین بند و بست کرین مہابت جنگ نے باوجودیکہ بہت کم فوج ہمراہ تہی بلا تامل
جواب دیا کہ ان کافرون کو کس مقام پر مارا چاہیے جس شخص نے کہ یہ خبر مہابت جنگ کو پہونچائی تہی
مورخ کے روبرو قسم یاد کرکے کہتا تہا کہ کسیطرحکی تشویش مہابت جنگ کے چہرہ پر اصلا ظاہر نتہی
مین نہایت تعجب اسکی فرط استقلال اور دلیری کا کرتا ہون —

پہونچنا مرہٹون کا مہابت جنگ کے سر پر اور اُسکی آویزش کا حال

مفصل اس کیفیت کا حال یہ ہی کہ رگہوجی بہوسلہ بنی عم راجہ سا ہو کا تہا جو کہ صوبہ برار کے عمدہ مرہٹون
مین تہا اسکا دار الملک ناگپور کلان ہی بنا بر ضعف ارکان سلطنت یا آصفجاہ کی ترغیب سے تسخیر بنگالہ کا
عازم ہوا ورنہ چوتہہ دینے کے سبب سے بنگالہ اس بلا سے محفوظ تہا بہاسکر پنڈت اپنے مدار المہام کو
پچیس ہزار سوار سے جسکی شہرت چالیس ہزار کی ہوئی تہی روانہ کیا اور ادہر سے بموجب تحریر بالا
کے کچہ دڑہ ہاے دشوار گذار کے عبور سے انسداد نکیا گیا بہاسکر مذکور نے کٹک کے پہاڑون سے راہ
بنائی جب درہ پچیٹہ سے جو آٹہہ منزل دکن مرشد آباد سے واقع ہی متوجہ ہوا اور یہ خبر منزل چنکٹہ مین
مہابت جنگ نے پائی جب مبارک منزل مین پہونچا مجبور مرہٹہ کی خبر درہ پچیٹہ سے قریب بسرحد بردوان
کے ملی اس سبب سے کہ کچہ تو برطرفی کا حکم دیا تہا اور اکثر ملازم بخیال انہوں نے کسی شورش کے

صولت جنگ کے ہمراہ مرشدآباد کو گئے تھے زیادہ نہین چار ہزار سوار اور چار پانچ ہزار پیادہ برقانداز
سے ہمراہ تھا قصبہ بردوان جو کثرت غلہ اور معموری مین کل پرگنات بنگالہ سے فوقیت رکھتا ہے اپنا
مسکن قرار دیا کہ یہان شہر کہ مدافعہ غنیم مین ساعی ہو اس ارادہ کے ساتھ دوسرے روز کوچ کر کے
بردوان کے اوسی موضع مین مخیم ہوا اور مرہٹہ نے بھی جلد ہو نچکر بعض آبادی مین آگ لگادی اور
بعض محفوظ رہا اس مقام مین ہلکی ہلکی لڑائیان ہوکر اپنے خیمون کو لوٹ آتے تھے اسی ضمن مین مہابت جنگ
کی شجاعت اور اسکے لشکریون کی تہور وجلادت دیکھ بہاسکر نے چاہا کہ بے لڑائی لڑے جو کچھ
ملجاوے لیکر واپس ہو اور اسی غرض سے مہابت جنگ کو پیغام دیا کہ ہم لوگ راہ دور سے محنت کھینچکر
اس جگہہ آئے ہین اگر دس لاکھ روپیہ برسم ضیافت عطا فرمایا جاوے ابھی واپس ہوتے ہین کہنا
اسکا نواب نے بمقتضاے غیرت اور مصطفی خان کی مشورت سے جو ہمیشہ خواہان جنگ وجدال رہتا تھا
سراسر نامنظور فرمایا اور جواب صاف کہلا بھیجا کہ ہمکو نہین منظور ہے جب چند روز اسی رنگ مین
گذرے مہابت جنگ نے عزم کیا کہ زوائد سامان مانند رتھ اور ارابہ اور باربرداری اور باروت
وغیرہ لشکر مین چھوڑکر جریدہ مرہٹون پر ترکتازکرے اس خیال سے اول صبح کو سوار ہو کر تاکید کی کہ مرد
بنگاہ سے کوئی شخص شریک فوج نہو لیکن خوف مرہٹہ تو دلونمین سا رہی تھا بے اختیار داخل فوج ہوگئی
جب کسیقدر راہ طی ہوئی اور خیمہ گاہ دور چھوٹا فوج مرہٹہ نے چارون طرف سے گھیر کر حملہ کیا طرفین
سے کشاکش ہونے لگی چنانچہ مصاحب خان جو کہ پرالٹہ کا عمر خان کا اور مرد جوان صاحب نام ونشان و
آبرو سے خاندان تھا میدان رزم مین خونفشان ہوکر مردمی دکھائی آخرکار جان نثار ہوا اسی وتیرہ سے
قطع مسافت بنگاہ مرہٹہ سے ہوئی تا آنکہ وقت عصر نمود ہوا اور شمشیر خان اور مصطفی خان اور سردار خان
اور رحیم خان سے جو پشت پناہ مہابت جنگ کے تھے جیساکہ چاہیے کچھ جانفشانی نہ کرسکے جب تو مہابت جنگ
متحیر اور خبردار ہوا کہ سرداران ہمراہی جیسے سرگران ہین اور ارادہ دیگر رکھتے ہین چونکہ اپنا لشکرگاہ تو
دور رہا تھا اور ادہر مرہٹون کا بھی مخیم دور تھا دیکھا کہ نہ تو لوٹ جانے کی طاقت ہے نہ آگے بڑہنے کی مجال
ناچار جس جگہہ کہ پہنچے تھے اور حسب اتفاق وہ جگہہ نہایت ناپاک کیچڑ دلدل ہو رہی تھی بجز اقامت کی چارہ
ندیکھا چار پانچ پالکی اور خیمہ مختصر سفر کی جو مہابت جنگ کیواسطے اور کچھ نہ رہا تھا اوس خیمہ کو بلندی پر بردوان
کے پانچ چھہ کوس پر نصب کیا اوسیروز تمام لشکر کا مال واسباب لٹ گیا اور جو فوج کہ پیچھے
رہگئی تھی اونمین سے بھی اکثر مجروح ومقتول ہوے اور بعض صحیح وسالم نے اپنی راہ لی اور مہابت جنگ
کی ہمراہی فوج بہت مجموعی مرہٹون کی محصور ہوئی شام تک وار دشمنون کے روکتے رہے جب

رات ہوئی اوسی جا منزل کی اوس رات کو انقلاب قیامت پیدا تھا مصطفی خان اور شمشیر خان اور
سردار خان وغیرہ اکثر افاغنہ چند وجہوں سے دل آزردہ تھے اسی وجہ سے لڑائی میں سبقت نہ کرکے لڑے ساری
وجوہات سے بڑی وجہ یہ تھی کہ جب لڑائی میں مہابت جنگ فوج نوکر رکھتا تھا بعد انفصال نوکروں
کو برطرف کر دیتا اور یہ امر موجب ناراضگی سپاہ کا تھا اسی لڑائی میں جو صولت جنگ کی رہائی کیواسطے
روانہ نہیں ہوئے مصطفی خان نے عرض کیا کہ مکرر دلاسا دیکر فوج نوکر ہوتی ہے اور پھر برطرف فرمائی جاتی ہے
اس مرتبہ امیدوار ہوں کہ برخلاف عہد و پیمان کے تعمیل نفرمائی جاوے مہابت جنگ نے تسلی سپاہ اور
مصطفی خان کی خاطرداری کو فرمایا کہ اس مرتبہ ایسا نہوگا اور بعد رہائی صولت جنگ اور ظفریابی باقر علیخان
کے بدستور برطرفی کر دی اور یہی امر موجب دلشکنی سپاہ خصوص مصطفی خان کا ہوا الحق کہ یہ امر نہایت
مذموم خصوص سردار اور حاکموں کو عہد و قرار کے برخلاف ہونا نہایت نازیبا۔ دوسری وجہ یہ کہ
اس زمانہ میں ہیبت جنگ ناظم عظیم آباد نے جو مہابت جنگ کا چھوٹا بھتیجا اور داماد تھا جنگ بھوجپوریہ
روشن خان افغان کو جو سرکار شاہ آباد کا فوجدار اور بھوجپوریوں پر حاکم تھا ذرا سی تقصیر پر مروا ڈالا
یہ امر بھی باعث آزردگی فرقۂ افغان بلکہ کل سپاہ کی رنجش کا ہوا اور یہ کام ایسا ہی بد وزراؤں سے
تیسری وجہ یہ کہ راجہ سوربنیج نے جب کہ مہابت جنگ کا لشکر صولت جنگ کی رہائی کو کٹک کی طرف آیا
اور یہ راجہ باقر علیخان کا طرفدار تھا اور اسی سبب سے مہابت جنگ نے اسکی بھی گوشمالی کی راجہ مذکور
نے مصطفی خان کے توسل سے یہی راہ بچاؤ سمجھکر عرض کیا مگر مہابت جنگ نے مصطفی خان کی ہستی اور نیستی
برابر کی چونکہ چاہتا تھا کہ مصطفی خان دل سے اسکا طرفدار ہے میر محمد جعفر خان سے کہا تھا کہ جب راجہ دردولت
پر آوے قبل ازان کہ افشاے راز ہو کام تمام کرنا اور ایسا ہی ہوا کہ جب راجہ نے درخواست اجازت
احضار پائی اور دربار کو چلا میر محمد جعفر خان یہ خبر سنکر مع ہمراہیوں کے مسلح ہو آپہنچا اور میر محمد جعفر
کے جعفر خان کے آدمیوں نے اوسکا کام تمام کیا اور اوسکے ہمراہیوں کو بھی جسنے جہاں پایا مارنے
لگا یہ انہیں عداوتوں اور رنجشوں سے اسوقت میں فوج نے سرتابی کی مہابت جنگ سپاہ کی اطراف
خصوص مصطفی خان کی سرگرانی سے جو کہ بڑے رفیقوں میں تھا ایسی ہوا کہ ان تدبیر خیال میں نہیں آتی تھی پھر
نے اوس میدان میں مہابت جنگ کو مع ہمراہی آدمیوں کے محصور کر دیا تھا اور اطراف میں اپنے سرداران
لشکر کو تعینات کر دیا تاکہ لشکر اور جنس رسد وغیرہ کے پہنچنے میں انسداد کریں مہابت جنگ نے
دفع الوقتی کے واسطے مرہٹہ سے سوال جواب چاہا کہ بھیجنے کو میر حبیب اللہ کو جو بخشی راجہ بردوان کا
تھا اور دکن کا رہنے والا بہ رسم رسالت پنڈت بھاسکر کے پاس بھیجا پنڈت نے مدد کو اسکے بھیجا یہ حال سنکر فوج کی

جواب دیا کہ المال تمہاری فوج مین تاب مقاومت نہین رہی اور تمامی لشکر محصور ہے پس مصالحہ کی
کیا ضرورت ہے لیکن چون کہ تم امراے ہند مین شمار کیے جاتے ہو لہذا اگر اس تہلکہ سے نجات منظور
ہے ایک کڑور روپیہ نقد اور کل ہاتھی موجودہ لشکر تسلیم کیجیے اور مرشدآباد کی راہ لیجیے اس صورت مین
البتہ ہماری جانب سے مزاحمت نہوگی راجا جانکی رام جو کہ دیوان تن اور صاحب اخبار سررشتہ سپاہ اور دولتخواہ معتمد تہا بمشاہدہ حقیقت
دیروزہ اور پہلو تہی کرنے سرداران معتمد کی اور باقی رہجانیمین ہزار سوار کی رکاب میں جنمین بہی اکثر خوف وہراس
سے غنیم مین ملجانے کی آرزو رکہتے ہین عرض پیرا ہوا کہ دشمنون کا غلبہ نہایت درجہ ہے اور جسقدر
فوج رکاب دولت مین ہے اس حال سے دریافت ہے مخالف کے طرفدار ہین پس ایسی صورت مین
صلاح ہے کہ التماس بہاسکر کا قبول ہو ہاتہیون کی بنگالہ مین کچہ قدر نہین اس سے عمدہ فیل خانہ مین
موجود ہین اور چالیس لاکہ روپیہ خزانہ مین ہے باقی ساٹہہ لاکہ جس طرح سے ہوگا بندہ فراہم کرکے
پہونچاتا ہے مہابت جنگ نے بمقتضای عزت شجاعت کے نامنظور فرماکر فرمایا کہ تا زندگی اسطرح کی
اہانت سے راضی نہین ہون انشاءاللہ مخالف مغرور کو سزا دیتا ہون خفت مین روپیہ دینے سے
کیا فائدہ انشاءاللہ بعد فتح وظفر جانثارون کی معاوضہ مین عطا فرمایا جاویگا جو لوگ اس معرکہ مین ساعی
ہون دس لاکہ روپیہ انعام پاوینگے بہرصورت دن تمام ہوا شام ناکامی نے سیاہی کی رات
کی سپاہی مین اکثر سیہ بخت سردار مہابت جنگ کی رفاقت سے کالا منہ کرکے مرہٹون مین جاملے
غیر جماعہ داران مشہور اور عزیزون وغیرہ وندبا اور چند رفیق کی کوئی نرہا جب میر خیراللہ مذکور کے
مکرر آمد و رفت ہوئی اور لوگ بہی اپنی فکر مین ہوے میر حبیب اللہ بہی مع بعض روساء مرہٹہ کی جو کچہہ
مہابت جنگ سے ناراض تہا مگر ارادہ گریز رکہتا تہا مرہٹون نے شام کیوقت نشان دہرم دہار محصورون
کے مقابلہ مین نصب کرکے منادی کی کہ جو کوئی اسکے نیچے آئیگا سلامت جان پاوے گا نامردون نے
حیلہ اور بہانہ سے اوسکے زیر سایہ جاکر پناہ لی اور مرہٹون نے اونکو غارت کردیا اور اس حرکت سے
وہ راہ بہی مسدود ہوئی مہابت جنگ ہر طرح سے لاچار ہوکر جاندہی پر آمادہ ہوا ایکرات کو تنہا بے
خدمتگار اور مشعلچی کے سراج الدولہ کو ہمراہ لیے ہوے مصطفی خان کے خیمہ مین آیا اور کہا تجہے قسم کہ
کرتا ہے مصطفی خان اس وضع مین دیکہکر نہایت حیران ہوکر اوٹہکر ہوا اور لیجاکر دوسرے خیمہ مین بٹہلایا اور
کہا جو ارشاد ہو بجا لاؤن مہابت جنگ نے کہا کہ انسان کو جان سے زیادہ کوئی چیز عزیز نہین مجہے اب
اسوقت جنگ مین جان بہی پیاری نہین ہے اگر تمکو کسی امر سے جو درحقیقت سے ملتے کیا ہو اور تمکو
میری طرف سے ملال ہو تو بندہ مع سراج الدولہ کے حاضر ہے شوق سے سر جدا کیجے اور اگر کچہ میری

حقوق کا پاس ہو تو سے سر گروہ غول بیابانی مین جان فشانی کیجے تا کہ بدلجمعی تمام مرہٹون کی تدارک مین مصروف
ہون مصطفی خان نے جواب دیا کہ مین اسکا جواب تن تنہا نہین دے سکتا ہون اور بہی میرے فرقہ کے
لوگ آوین تو جواب دون آخر مہابت جنگ نے اسکے ایما بموجب جواب دیا کہ کیا مضایقہ ہے مصطفی خان
نے کسی کو بہیجکر شمشیر خان اور سردار خان وغیرہ جماعہ داران افغان کو بلایا سب بموجب التماس کے حاضر ہوئے
مصطفی خان نے مہابت جنگ کے کلام گذشتہ کا اعادہ فرمایا لوگ سنکر چپکے رہے مصطفی خان نے کہا بہائیو
جو منظور ہو جواب دو شمشیر خان وغیرہ نے جواب دیا کہ تم ہمارے سردار ہو تمہارا اقبال و انکار
ہمارے جان و دل کو منظور ہے مصطفی خان نے کہا یارو ! سوقت تک جو کچہ ارادہ تہا مگر اب قدم
ولی نعمت پر جان نثاری کا عزم ہوا اور جب تک اپنی جان مین جان ہے مہابت جنگ اور انکے آل و اولاد کی
عزت و آبرو پر نثار ہون مشہور ہے کہ چالیس نفر سے ملک فتح ہو جاتا ہے ہم لوگ تو تین ہزار سے زیادہ
ہونگے پہر یہ کہنا نامردی اور بزدلی ہے ہون آلہی دشمنون سے لڑائی کرینگے انشاء اللہ تعالے غالب آئینگے اور
تم سب جیسے مناسب جانو کرو اس کلام کو سنکر سبہی ہمراہیون نے مصطفی خان کی پیروی کی مہابت جنگ اس عہد و پیمان سے
خوشنود ہوکر خیمہ گاہ کو واپس آیا بالفعل تمام رات بسر کی اور غلام علی خان کو جو سابق مین دیوان
خالصہ عظیم آباد اور ندیم اور مقرب مہابت جنگ کا تہا اوسکے مکان پر بہیجا کہ اب غائبانہ اوسکی کیفیت
دریافت کرے غلام علیخان مصطفی خان کے گہر آیا اودہر اودہر کا ذکر ہونے لگا کہ اس درمیان مین شمشیر خان
کا پیغام آیا کہ بموجب بندوبست سابقہ کے جو نشان کہ مرہٹہ سے چاہئے تہی آج آنیوالے ہین اس بارہ
مین آپکی کیا مرضی ہے مصطفی خان نے گفتگوے شب کا اعادہ فرماکر کہا کہ جو کوئی پٹہان ہمکو نسب سے
ہوگا اوسی قرار پر قائم رہیگا غلام علیخان یہ کلمات سنکر اوٹہا اور بے کم و کاست مہابت جنگ سے
بیان کیے مہابت جنگ نے اس جواب کو سنکر عزم رزم مضبوط کیا مصلحت یہ ہوئی کہ مرشد آباد مین
اسباب درست کرکے دفعیہ اعدا کرنا چاہیے جب پہر شام ہوئی مرہٹون نے وہ توپ کہ جو اول لوٹ
مین لیگئے تہے کسی درخت پر نصب کرکے گولے برسانے لگے اور بان کی سن سن برپا کی اس آتشبازی
سے بڑی سوزش ہوئی حتی کہ دیوان مانکچند جو راجہ بردوان کا دیوان تہا قریب صبح اپنے گہر کو فرار
ہوگیا اس درمیان مین مرہٹہ نے چارون طرف سے شورش کی مہابت جنگ ہاتہی پر سوار ہوکر متوجہ
انسداد غنیم ہوا چونکہ مرہٹہ بہت چیرہ آگئے تہے ترتیب فوج کی مہلت نہ ملی اور مرہٹہ آپڑے میر حبیب نے
عمداً سواری مین دیر کی دو تین زخم کہاکر مرہٹہ کے ہاتہ مین قید ہوا اوس روز حیدر علیخان
داروغہ توپخانہ دستی نے خوب شجاعت اور جوانمردی دکہلائی مرہٹون کو خاک مین ملایا اور مصطفی خان

و میر جعفر خان و شمشیر خان و سردار خان و رحیم خان و عمر خان وغیرہ نے بھی نہایت جی کھول کر شمشیر زنی کی
جمعیت مرہٹہ کی پریشان کر دی۔ روسا مرہٹہ نے شجاعون کی دست ضرب اور ہنر اپنی مقابل
و ہجوم فوج کی کثرت دیکھکر یورش کو موقوف کیا اور اپنے تئین جمع کرکے ساتھ کیطرف رجوع ہوئی اور
مہابت جنگ کی برہم خوردہ فوج جمع ہوکر کٹوہ کیطرف روان ہوئی اور جو کچھ اسباب بچ رہا تھا وہ بھی
مرہٹون کے ہاتھ لگا زوائد توکیسا ماکولات اور ملبوسات اور ضروریات کچھ بھی نہ رہا دو تین ہزار آدمی آگے
اور پیچھے اور چند فیل سوار اور پانچ چھ ہزار بھیلہ برق انداز پیادہ جنگ کنان راہ طے کرتے تھے مرہٹہ کی فوج
چارون طرف سے کوشش کنان تھی اور مہابت جنگ سے قلیل لشکر پر متواتر حملہ کنان ادھر سے بھی
شجاعان رستم دل دفعہ غنیم مین ید بیضا دکھلاتے تھے نہایت استقلال سے چلے جاتے تھے جب شام ہوتی
کسی تالاب کے کنارے زمین مرتفع پر مقیم رہتے اور کٹک کی راہ مین جو جگہ ناتھ کی راہ ہے اور وہین پر
ہنود کا بڑاو ہوا کرتا ہے یہ لوگ بھی اقامت کرتے آسمان کا سایبان اور فرش غبرا کے سوا کچھ میسر نہ تھا
مرہٹہ روزمرہ دیہات گرد و نواح کو لوٹتے اور دس دس کوس تک چارو طرف سے آگ لگا کر خاک کر دیتے
اور غلہ اور آبادی کا نام باقی نہ رکھتے تھے اس سبب سے مہابت جنگ کے لشکر مین بڑا ہرج واقع تھا
امید زندگی اور فتح کی نہ رہی تھی بسبب فاقہ روزمرہ کے تاب و طاقت زائل ہوئی اور دن رات مین
ایکوقت مقررہ پر جنس ماکول ارباب دولت کو بقدر سد رمق نصیب ہوتی تھی اور سب آدمی
درخت ماروکی جڑ سے پیٹ بھرتے تھے جیسا کہ یوسف علیخان مرحوم پسر غلام علیخان مرحوم کی تقریر سے ظاہر
ہوا کہ تین روز مین جب کہ کٹوہ کی قطع راہ ہوتی تھی ایکروز مین پاو بھر کھچڑی میسر آئی جسمین سات آدمی
شریک تھے اور دوسرے روز سات عدد شکرپارہ مین تین آدمی سیر ہوئے اور تیسرے روز آدہ سیر گوشت
گاو ملا جسکے کھانے مین چند آدمی شریک تھے اور اس سفر مین جیسا کہ بردوان سے مرشد آباد آتے تھے مرہٹہ
کی فوج نے بسبب نہ ہونے توپ و بندوق کے مہابت جنگ کی فوج مین قریب فاصلہ سے کہ گولی نہین پہونچتی تھی
احاطہ کرکے اوترنا شروع کیا۔ ایکروز مصطفی خان نے مرہٹہ کو اپنے قریب لشکر کے اوترا ہوا دیکھکر نہایت غیظ
و غضب سے ہمراہیون کو ڈانٹا کہ بہائی ہو چکی سو اے ترکمن ممتاز کرتے کے تمام شد!! افسوس کہ بہوکھ و
پیاس کی صدمہ مین جان دے رہے ہو اور یہ نہین ہوتا کہ بہیئت مجموعی زندگانی سے ہاتھ اوٹھا کر ان کافرونکا
دل توڑ دو اوسکے ہمراہی جو کہ اکثر پٹھان اور شجاع تھے اس کلام سے متغیر ہوکر بولے کہ جو حکم ہو اور جس امر
مین آپ اقدام کرین ہم بھی شریک ہین مصطفی خان نے ہمراہیون کا عزم جازم دیکھکر سپر اور شمشیر اوٹھا لی
اور آہستہ آہستہ بطور تماشائیون کے روش کرنے لگا۔ مرہٹہ تو مہابت جنگ کی فوج سے

ایسی شجاعت کا گمان نہ رکھتے تھے طبخ طعام مین نئے سلاح و قزلباش مشغول اور آرام مین مصروف تھے
جب مصطفی خان مع ہمراہیون کے نزدیک پہونچا یکبارگی شمشیر عریان کرکے جا پڑا اکثرون کے خون سے
زمین سرخ رو ہوئی اور بعض کھانا پینا چھوڑکر روسیاہ فرار ہوے جرابیان مصطفی خان نے یہ غلبہ
مبارک سمجھا غنیم کے ماکولات سے جسقدر ممکن ہوا اپنے لشکر کو اوٹھا لائے اور دیگر سپاہ نے بھی فرصت
پاکر جتنا ہوسکا اوٹھا لیگئے بارے دو تین روز کے کھانے پینے سے بعضون کو پھر طاقت آگئی اب مرہٹہ نے
مصطفی خان کی دستبرد دیکھکر دور رہنا اور لڑنا اختیار کیا مہابت جنگ اوسی حالتین ہمیشہ کوچ کرتا تھا تاکہ
کٹوہ مین پہونچے کسی منزل مین وقت صبح کہ ہنوز مہابت جنگ فیل پر سوار ہوکر لشکر مین نہ جا ملا تھا مرہٹہ
فوج پر جا گرے جو جہان تھا وسے وہین پر گھیر لیا سراپک نہایت مضطرب اور لاعلاج ہوا یہ بات
نہتی کہ ایک دوسرے کی مدد کرسے یا کہ مہابت جنگ کے حافظ ہون وہ حافظ حقیقی کی حمایت
دیکھو کہ مہابت جنگ کے ہاتھی کے برابر مین نشان والا ہاتھی تھا اور ان دونون کی سونڈون مین زنجیرین
تہین ہاتھیون نے اونہین زنجیرون سے سواران مرہٹہ کو مارنا شروع کیا جسپر مارتے اوسے خاک مین
ملا دیتے تھے اس جنگ آسمانی کو ظاہر ہوتے ہی مرہٹون کو نہایت سراسیمگی ہوئی اور خائف ہوکر بھاگے
اور انکے سر براہ ہوتے سے کسیقدر وسعت حاصل ہوئی اور ملازمین دوڑکر ہاتھی کے پاس آپہونچے
اور جو مرہٹہ لوگ کہ سرداران مہابت جنگ کو گھیرے ہوے تھے اونپر حملہ کیا اور ہر جگہ سے اونکے پاؤن اوکھڑ گئے
اور مار ہٹایا اور بفضل خدا اسے ایسی جمعیت فوج ہوگئی اور بعادت معہود کوچ کی ٹھہری خلاصہ یہ کہ
نہایت سختی سے قطع منازل ہوتی تھی ہر قدم پر خوف دشمن روبرو تھا مگر تائید غیبی مددگار تھی یہانتک کہ قصبہ کٹوہ
مین جو کہ مرشد آباد سے جنوب رویہ دو منزل پر واقع ہے مع الخیر جا پہونچے اہل لشکر نے یہ بین خیال کہ
کٹوہ مین غلہ وغیرہ ہر قسم کی چیز میسر آوے گی قطع راہ مین جلدی کی لیکن مرہٹہ نے قبل انکی ورود کے پہونچکر
اوس گانو کو قرار واقعی تاخت و تاراج کردیا اور غلہ کو انبار مین جسکا اوٹھانا دشوار تھا آگ لگادی باوجود
اسکے حیوان و انسان نے جو کہ فاقہ رسیدہ تھے جلا غلہ کو غنیمت سمجھے کہ مہابت جنگ نے کٹوہ مین ٹھہرکر حاجی
احمد اور شہامت جنگ کو بنابر حفظ و حراست تحریر کرکے صولت جنگ کو مع غلات وغیرہ ضروری
سامان کے طلب فرمایا اول خود ایکمدت تک شہامت جنگ اور صولت جنگ اور حاجی احمد وغیرہ
مہابت جنگ کا حال سے بیخبر اور صحت سلامتی اوسکی سے متردد تھے بارے خبر محضوری پاکر سجدہ گذار
خداوندی ہوئے اور صولت جنگ کو مع فوج شائستہ اور توپخانہ اور غلہ وغیرہ کے رخصت کیا
صولت جنگ بعد چند روز کے روانہ ہوکر منزل مقصود مین مہابت جنگ سے جا ملا مہابت جنگ اور

اوسکے ہمراہی اُسکے پاس جا پہونچنے سے نہایت خوش اور سر نو زندہ دل ہوئے اور غلہ وغیرہ سامان ضروریہ
کے ملنے سے اور بہی اطراف وجوانب سے غلہ پہونچنے کی باعث وامان تمام شکر خدا بجا لاکر قصبہ کٹوہ مین مقیم
ہوئے بہاسکر پنڈت قریب ایام بارش کہ مہابت جنگ کے دست ضرب کہائی ہوئی تہا ممالک
بنگالہ مین ٹہرنا دشوار سمجہا اور بیربہوم کی راہ سے اپنے ملک کو عازم ہوا میر حبیب نے شدت عداوت
سے جو مہابت جنگ کی ساتہہ رکہتا تہا مانع معاودت ہوکر کہا کہ اگر روپیہ حاصل کرنا ہو چند ہزار سوار
میرے ہمراہ کردو تاکہ مرشدآباد جاکر چونکہ شہر بے حصار ہے اور مہابت جنگ کٹوہ مین لہذا جگت سیٹہہ
کی کوٹہی وغیرہ لوٹ مار کر مال فراوان حاضر کرون بہاسکر نے اس آگاہی سے چند ہزار سوار جرار خوش آئیہ
ہمراہ کردیئے اور مہابت جنگ نے جو اس راز سے آگہی پائی اور خوب جانتا تہا کہ شہامت جنگ وغیرہ
سے حفاظت نہو سکیگی جلد یلغار کرکے مرشدآباد کو مراجعت کی مرہٹہ نے قبل اُسکے پہونچنے کے ایکروز
مین پہونچکر جگت سیٹہہ کے کوٹہی سے تین لاکہہ روپیہ کے قریب نقد اور کسیقدر جنس لوٹ لیا اور نزدیک
مکانون مین بہی دست برد کی اور میر حبیب نے اپنے بہائی میر شریف کو گہر سے ہمراہ لیکر باہر نکالا چونکہ
دارالامارۃ اور شہامت جنگ اور عطاء اللہ خان کے مکانات بسبب ہونے فوج کی نہایت حفاظت مین
تہے وہان ہاتہہ اونکا نہ پہونچا بمجرد استماع خبر آنیکی مہابت جنگ کی مرہٹہ نے راہ فرار لی اور تیسرے روز
کہ مرہٹہ نے لوٹ مار کر راہ فرار لی تہی اوسکے شام کو مہابت جنگ داخل مرشدآباد ہوا یہ ساری
سرگذشت سنہ ۱۱۵۵ ہجری مین واقع ماہ صفر جاری ہوئی۔

بہاسکر پنڈت سپہ سالار مرہٹہ کا کٹوہ مین مقیم ہونا اور ہوگلی بندر پر جو بنگالہ کی عمدہ بنیاد مین تسلط پانا

جبکہ مہابت جنگ مرشدآباد آیا بہاسکر پنڈت بارادہ معاودت بیربہوم کے طرف روانہ ہوگیا تہا
میر حبیب بہی اوسکی پاس جا پہونچا اور عزم کرنے جانب دکن کی سرزنش کی اور مہم بنگالہ کی اپنے کفالت
مین لیکر بڑے اصرار و مبالغہ سے واپس لاکر کٹوہ مین آیا اور بہاسکر کو کٹوہ مین مقیم کراکر کہا کہ غلات وغیرہ
ضروریات کے بہیجنے سے غافل نہوا اور مردم ہوگلی اور زمینداران اطراف سے راہ رسم پیدا کی
واقعہ طلبان ہوگلی وغیرہ نے آہستہ آہستہ مرہٹہ سے خط کتابت جاری کی اور میر حبیب کو واسطہ بنایا
تاآنکہ میر ابوالحسن اور میر ابوالقاسم وغیرہ ساکنان ہوگلی نے جو کہ محمد یار خان مہابت جنگ کے برادر
علاتی سے جو اوس بندر کا حاکم تہا نہایت اتحاد اور رسم دوستی رکہتے تہے میر حبیب کے اشارہ بموجب
ایکروز وقت شب مع پندرہ آدمیون کے دروازہ قلعہ ہوگلی پر آنے دروازہ بند پاکر پیغام دیا کہ کچہ

ضروری عرض کرتا ہی محمد یار خان فریب مین آگیا اوسیوقت حکم احضار دیا چونکہ تنہا تہا قید ہوگیا ان مکارون
نے سیس راو نام مرہٹہ کو میر حبیب کی وسیلہ سے جو بہاسکر کے لشکر مین رئیس تہا بلا کر ہوگلی کے قریب
بٹھالا تہا بعد مقید کرنے محمد یار خان کی سیس راو مذکور کو بولا کر مسند دولت پر جانشین کردیا بعض دیگر تجار
مغلیہ ساکن ہوگلی بہی میر حبیب کی اغوا سے ساتہہ او سکے ملگی اب کیا تہا مرہٹہ کا تسلط ہوگیا اور کسیقدر روپیہ
بہی بطور خراج اور دہیک کے وصول ہوا بہاسکر راو بنگالہ کے عزم سے کٹوہ مین مقیم رہا اور سیس راو
ہوگلی مین اور میر حبیب بطور مدار المہام کی کبہی ہوگلی اور کبہی کٹوہ مین رہتا تہا ۔ مہابت جنگ نے دیکہا کہ فوج
قلیل رہگئی اور کچہی سفر کشیدہ تکلیف رسیدہ اور بارش سر پر پہونچگئی بہر حال اوس سال مرہٹہ کا اخراج
ناممکن سمجہا مرشد آباد کی حفاظت مین کوشش کرکے امانی کچہ اور تارکپور مین شکارگاہ کی مرہٹہ کی فوج نے
دو ایک مرتبہ یلغار سی داودہو زتک آکر دیہات اطراف کو جلا کر کٹوہ کو چلے گئے ایک مہینے کے بعد دریای
بہاگیرتی نے طغیانی کی اور چونکہ کٹوہ اس پار دریا سے مذکورہ کی ہی مرہٹون کی تاخت تاراج سی اودہر
کے دیہات محفوظ ہوگئے مگر اور پرگنون پر دست درازی شروع ہوئی تمام جنگلہ بردوان اور مدنی پور کو
بالیسر تک زیر قبضہ لائے مدنی پور کا فوجدار میر قلندر نہ جسبطرح ہو سکا اس مہلکہ سی رہا ہوکر گوشہ
اختیار کیا اور نائب صوبہ کٹک شیخ معصوم نے بہی غنیم کے ہجوم سی تنگ ہوکر اپنی راہ لی اضلاع نہوم
اور اکثر پرگنات راج شاہی اور قصبہ اکبر نگر بہی مرہٹون کی زیر حکومت ہوگئی مرشد آباد اور گنگا کی اوسطرف
کے مملکت مہابت جنگ کی قبضہ مین رہی ساکنان مرشد آباد کہ جنہون نے مدت سی ایسا معاملہ دیکہا کیا
بلکہ کانون سی سنا تہا عین برسات مین گہبرا گہبرا کر بسواری ناو مع عیال و اطفال گنگا کی اوسپار
مانند جہانگیر نگر اور مالوہ اور رام پور بوریا وغیرہ مین جا کر مقیم ہوئے حتی کہ شہامت جنگ نے بہی
گنگا پار مہال گودہ کار ہی مین جو ایکروز دہ راہ تہی تعمیر مکان کرائی اور مع لڑکے بالے مال و اسباب
کے وہان پر جا کر سکونت پذیر ہوا اور چند روز کے بعد شہامت جنگ نے خاص خاص آدمیونکی
ساتہہ مرشد آباد کی معاودت کی اور مہابت جنگ نے تالیف قلوب سپاہ مین مصروف رہکر دس لاکہہ روپیہ
جسکا وعدہ کیا تہا انعام فرمایا ۔

مہابت جنگ کی بموجب طلب ہیبت جنگ احترام الدولہ بہادر اور عبد العلیخان بہادر کا عظیم آباد سی آنا اور نیز بادشاہ سی استعانت کرنا مہابت جنگ کا

مہابت جنگ نے بعد ورود مرشد آباد کے احترام الدولہ بہادر ہیبت جنگ اپنے چہوٹے داماد کو

جو عظیم آباد کا صوبہ دار تہا خط لکہا اور ایک خط عبد العلی خان بہادر مورخ کی خالو کے نام بہیجا کہ جسقدر
فوج ہو ارسال کرو اور خود بھی مدد کو آؤ اور گوشہ خط مین عبد العلی کی نام یہ فقرہ بقلم خاص تحریر کیا کہ اگر
توفیق رفیق ہو اپنے ضعیف چچا کی ایسے وقت مین رفاقت کرو ہیبت جنگ اخبار مذکورہ کے سننے سی
متحیر اور مضطرب ہوا بدین وجہ کہ بڑی مشکل سی استقبال بہو جوریون کا میسر ہوا تہا اور اب نفع اوٹہانی کا
وقت نزدیک آیا تہا کہ مایوس ہوا اور اوسپر مزید یہ ہوئی کہ تنخواہ سپاہ کی بیباقی کی فکر زیر تجویز ہے
بہرحال عظیم آباد وآیا اور بعد چند سے بارادہ مرشد آباد داخل باغ جعفر خان ہوا والد مورخ ہدایت علیخان
بہادر سے اپنے دولتخواہ سی مشورہ کیا کہ کسطرح ادا سے تنخواہ لشکر ہو اور صوبہ کیطرف سی کیونکر دلجمعی
ہاتہ لگی کوئی صورت نظر نہ آتی تہی آخر ایکروز خلوت مین والد مورخ سی ارشاد فرمایا مجہی اوس بزرگ
کی ملک پر جانا ضرور ہے مگر سپاہ کے طرف سے بہت تنخواہ چاہیی اور صوبہ کا انتظام کیطرف سے
طبیعت کو نہایت ہراسانی ہوئی اسمقدمہ مین تمہاری مصلحت کیا ہوگی بیان کرو اگر تمہاری مصلحت
سے ہرطرح دلجمعی ہوکر ملک کی جانے کی صورت ہوجائے نہایت احسان ہو والد مورخ نے جواب دیا
کہ بندہ دولتخواہ ہی جو کچہ حضور ارشاد فرماوین اوسکی تعمیل مین حتی المقدور قاصر نہونگا ہیبت جنگ نی
فرمایا کہ مجھے اسوقت مین دو امر سے زیادہ کوئی تشفی نہین اول اداے تنخواہ سپاہ دوم بندوبست صوبہ
اگر ان دونون امرون کے طرف سے میری دلجمعی کر دیجیے بخاطر جمع صاحبت جنگ کی اعانت کو روانہ
ہون والد مورخ نے جواب دیا کہ جو روپیہ کل سپاہ کی تنخواہ ملتفی نہوگا ظاہر ہی کہ فدوی کو میسر نہین ہان
اسقدر ہوسکتا ہی کہ کسیقدر مالگذاران صوبہ اور کچہ قرض و وام سے سرانجام کر دیا جاوے اور باقیماندہ
تنخواہ کا فدوی اپنا ذمہ کرے گا رہا بندوبست صوبہ انشاء اللہ جبتک جان باقی تن مین ہی مخالف کا
گذر مشکل ہوگا ہیبت جنگ نے اس تدبیر سی خوشنود ہوکر فرمایا کہ اسیقدر خواہش ہی کہ جسطرح ممکن
ہو سپاہ کو میری رفاقت پر راضی کر دیجیے اور صوبہ کی حفاظت اور حراست اپنے ذمہ لیجیے والد مورخ
اسکی تعمیل کا متعہد ہوکر گہر آیا اور مہدی نثار خان اپنے بہائی سے جو فوج کا بخشی اور رسالدار تہا اس مقدمہ
کی گفتگو جو ہیبت جنگ سی درمیان مین آئی تہی بیان کی اور باتفاق ہمدیگر سرداران فوج کو بلاکر بآئین
مناسب ہر ایک کو ہیبت جنگ کی رفاقت مین راضی کیا اور مالگذار اور مہاجنون سی روپیہ لیکر سپاہ کو
تقسیم کیا اور باقیماندہ کا تمسک لکہہ دیا اور خود ذمہ دار اوسکے پہونچا دینے کا ہوا اور ہر ایک سے
ایک ایک سند سپردزر کے واسطی لی تاکہ اوسکو روپیہ دیکر رسید حاصل کرلے جب ہیبت جنگ
کی اسطرف سے دلجمعی ہوئی والد مورخ کو خلعت نیابت صوبہ عظیم آباد کی لطف فرمائی اور تحفہ تاریخ

مسعود کو جعفر خان کے باغ سے مع مہدی نثار خان اور کل سرداران لشکر کے مع پانچ ہزار سوار
اور چھ سات ہزار پیادہ کے مرشدآباد کو رخصت فرمائی متعاقب اسکے عبد العلیخان بہادر نے بھی اپنے
مکان سے جسقدر ہوسکا روپیہ نکال کر بقدر اپنے طاقت کے سپاہ مجتمع کر کر مرشدآباد کو عازم ہوا قبل
حرکت عبد العلیخان کے دوسرا خط مہابت جنگ کا متضمن سابق پر آیا اور اوسمین خط خاص سے یہ مصرعہ لکہا تہا
سے ماز یاران چشم یاری داشتیم اور مصرعہ دوسرا نہ لکہا بعد قطع منازل دونو بزرگ مرشدآباد پہونچے اور مہابت جنگ نے
عند الملاقات عبد العلیخان بہادر کے معانقہ کے وقت دوسرا مصرعہ پڑہا سے خود غلط بود آنچہ ما پنداشتیم
الغرض شجاع الملک بہادر نگاہداشت فوج مین مصروف ہوا رسالہ داران لشکر کی بقدر لیاقت ترقی
کی چنانچہ مصطفی خان جسکے رسالہ مین پانچہزار سوار تہے آٹھہ ہزار سوار مقرر اور اوسکو منصب ہفتہزاری
اور نوبت اور پالکی جہالردار اور خطاب ببر جنگ بہادر کا عطا فرمایا اور اسیطرح فقیر اللہ بیگ خان
اور نور اللہ جنگ خان اور حیدر علیخان برادر حسین قلیخان اور میر محمد جعفر خان خطاب بہادری
اور افزایش رسالہ سے سرفراز ہوئے اور عمر خان اور شمشیر خان اور سردار خان اور بہادر علیخان
وغیرہ جماعہ داران سائر اور توپخانہ کے جماعہ ہمراہی کی افزایش اور مردم رسالہ کی زیادہ اور
اضافہ تنخواہ ذاتی سے سرفراز ہوئے اور اسباب توپخانہ وغیرہ کا درست کیا گیا اور چند زنجیر فیل
بھی مقرر ہوئی تاکہ ہنگام سواری پیشرو رہین سارا سامان جو ایسے مین درکار ہوتا ہے مہیا کیا گیا اب
انتظار انجام بارش کا ہونے لگا اور مرید خان کو جو خزانہ بنگالہ کے لیجانے کو حضور سے آیا تہا اور
مہابت جنگ اوس سے سرگرانی رکہتا تہا عظیم آباد مین ٹہرنے کی رخصت تا انفصال ہنگامہ مرہٹہ
کے صادر فرمائے اور خود بادشاہ کو عرضی لکہی کہ بالفعل بسبب ہنگامہ اسے قوم مرہٹہ کی فدوی
سے ارسال خزانہ متعذر ہے لہذا مرید خان بہادر کو اس آشوب گاہ سے عظیم آباد مین ٹہرایا ہے تاکہ تا انفصال
مرہٹہ آرام کرے اور فدوی امیدوار ہے کہ اسلیے وقت حضور والا سے کوئی سردار مدد پر تعین
فرمایا جاوے اگر خدانخواستہ فدوی جانثار ہوا سلطنت کی شان و شوکت مین خلل آجائیگا
اور اگر منظور حضور جو موقوف خزانہ بنگالہ کے وصول پر منحصر ہے مرفوع اور موقوف القلم ہوگا
خبرگیری فدوی کی ضرور غفلت اس مقدمہ مین خلاف آئین خداوندی ہے جب مہابت جنگ کی
عرضی بادشاہ کے ملاحظہ سے گذری محمد شاہ نے متوحش ہوکر امراے حضور سے مشورہ لیا اور
نیز عمدۃ الملک صوبہ دار الہ آباد کو جو کہ حضور سے دور اور مخلصان عاقل مین تہا لکہا عمدۃ الملک
اور جمیع دولتخواہون نے تصدیق کلام مہابت جنگ کی کی اور اعانت دینے کی اطلاع دی لہذا

بادشاہ سے نے نہایت جلد شقہ خاص متضمن تاکید زود رسی اور کمک دینے کی بنام ابو المنصور خان بہادر صفدر جنگ داماد برہان الملک جو صوبہ دار اودہ کا تھا صادر فرمایا اور عمدۃ الملک بہادر صوبہ دار الہ آباد کو بھی تحریر کیا کہ جسطرح ممکن ہو ابو المنصور خان کو مہابت جنگ کی مدد پر روانہ کرے حیلہ نہ کرنے پاوے اور نیز حکم حضور بالاجی راو کے نام جو جمیع لشکر دکن کا سپہ سالار تھا صادر ہوا کہ حضور والا سے مبلغ کلی بابتہ چوتہ کی عنایت ہوا کرتا ہے الحال رگھوجی بہوسلہ نے مصدر فساد ہو کر بہاسکر پنڈت کو مع مفسدون کے صوبہ بنگالہ مین بہیجا ہے اور انہون نے فساد اوٹہایا ہے لہذا چاہیے کہ صوبہ مذکور مین پہونچکر بہوسلہ مذکور کو سزا دے تاکہ آیندہ ایسی گستاخیون سے باز رہے

مہابت جنگ کا مرشدآباد سے آنا بہاسکر کی رزم کو اور بہگانا پنڈت کو بلاد کٹک سے چلکا تک اور آنا رگھوجی اور بالاجی راو کا

مہابت جنگ نے اسباب حرب اور فوجین جرار آراستہ کر کے بعد ایام برسات کے باتفاق ہیبت جنگ اور صولت جنگ اور عبد العلی خان اور جمیع ہمراہیان وغیرہ فوج جرار اور سامان بیشمار کے متوجہ رزم بہاسکر پنڈت کا ہوا ہنوز دسہرہ ہوا تھا کہ یہ عزم کیا اور شہامت جنگ کو مع اوسکی فوج کے شہر مین چھوڑا اور خود دریاے بہاگیرتی کٹوہ کے برابر آپہونچا اور بہاسکر کی اقامت گاہ کے مقابلہ مین خود بھی مقیم ہوا آٹہہ روز تک توپ کی لڑائی رہی بہاسکر کے لشکر کو دو طرف سے دریا گھیرے ہوے تہا اور مقابل کی طرف سے مہابت جنگ کی دریا اور پہلو پر پچہان لشکر مرہٹہ اجی نام نالہ اور سیر جیب کی سی سے ایک بجرا مقابل لشکر مہابت جنگ کے ٹھہرا ہوا تہا اور اوسپر جو توپین تہین اوسکی گولی برابر مہابت جنگ کے فوج پر برستی تہی اور مہابت جنگ عبور کی راہ ڈہونڈہ رہا تہا تا آنکہ یہ صلاح ٹھہری کہ شب تاریک مین دریاے بہاگیرتی سے پار ہو کر دریاے اجی پر پہونچے اور وہان ناو کا پل باندہ کر بے خبر اوترجاے چونکہ دریاے اجی سے دونو طرف گنگا رسے دریاے بہاگیرتی کو مرہٹہ کی ہاتہ سے دور اور مہابت جنگ کے قبضہ مین تہو لہذا بڑی بڑی ناونکا پل باندہ کر بدقت تمام مع فوج دریاے بہاگیرتی سے عبور کیا اور متوسط کشتیان جو پل باندہنے کو مرتب کی تہین آہستہ آہستہ ایک ایک دو دو فوج سے نے کہینچکر کنارہ بہاگیرتی سے دریاے اجی کے کنارے تک کہینچ لائے تقدیر سے کسی مرہٹہ کے آنکہہ نہ کہلی اور اگر کسی نے بیدار ہو کر پوچہا بہی تو اہل کشتی نے جواب دیا سب وہی لشکر غافل سو رہے یہانتک آخر ہوتے آدہی رات تک دریاے اجی پر پل طیار ہوا اور مہابت جنگ بہادر

سے لے عبور کا حکم افاغنہ وغیرہ جوانمردون کو دیا حیدر علی خان اور مصطفی خان اور شمشیر خان و عمر خان
اور سردار خان اور میر محمد جعفر خان وغیرہ سردار با پیادہ بڑی احتیاط و ہوشیاری سے مع ہمراہیون
کے لب دریا پہنچے اور اپنے رفقاے معتمدین کو منتخب کرکے حکم دیا کہ چونکہ مرہٹہ اوس طرف اثردحام
رکھتا ہی چاہیے کہ تاریکی شب مین عبور کرو مقصد یہ کہ پیشتر سے چھپا کر مزاحمت اعدا کی مانع ہون اور
باقی فوج دلجمعی سے عبور کرکے ملحق ہو یگے تا زون اور بام جو یون۔ غرضکہ سب نے عبور شروع کیا اتفاقاً
بسبب اثردحام مردم اور کثرت عبور کے کہ ایک کے بعد دوسرا چلا آتا تھا ایک کشتی درمیان مین غرقاب
ہوگئی اور جوانان تہمتن شعار تو سبقت کرتے ہوے چلے آتے تھے اور اوس غار سے خبر نتھی اکثر اوسی
غار مین گرے اور دریاے عدم مین جا سماے معتمدان خیر اندیش سے سنا گیا ہی کہ قریب ڈیڑہ ہزار
جرار کے اس بحر غفلت مین ڈوب گئے اور یہ حال کب ظاہر ہوا کہ اسیطرح کا رخنہ پل مین نمودار ہوا
اور اوسکے بند و بست مین جمع کثیر ڈوب گئی اوسوقت اوترنے مین اضطراب نہوا اور چابکدستان
خدویت منش نے اوسیوقت تازہ کشتیان لاکر رخنہ بندی اوسکی اور پل کی تجدید کردی اور پہر
آشنایان بحر و غازی پار اوترنا شروع فرمایا نزدیک صبح صادق کے قریب دو تین ہزار جرار کے پار
اوتر گئے دیکہا کہ اگر روز روشن ہوا اور مرہٹہ تیرہ بخت نے ہماری قلت دریافت کرلی تو اندہیر بپا
کردینگے کچہہ بناے نہ بنیگا لاجرم تائید غیبی پر تکیہ کرکے شمشیر برہنہ بہئیت مجموعی اوس بے شمار لشکر
مکار پر جا گرے اور یکبارگی اسکے غلغلہ پڑگیا کہ مہابت جنگ آپہونچا فوج مرہٹہ ایسی مضطرب ہوئی کہ
بلا شمار قلت و کثرت غازیان بخت بلند کے فرار ہوئی اور بہادران شیر صفت نے ہزارون مدبرکو شمشیر
خونفشان کے گہاٹ اوتارا مہابت جنگ نے ہمراہی ناوین دریاے اجی پر چہوڑائین اور لشکر نے بیہم اوترنا
شروع کیا تہوڑی سے توپ و فیل و اسپ وغیرہ مع آدمیون کے پار پہونچکر صف آرا ہوے اور مہابت جنگ
مع کل سرداران لشکر کے متعاقب اپنے لشکر کو پہونچا اور کسیقدر تعاقب کیا مرہٹہ جسقدر کہ اقتدار
والے اور رئیس تہے سب تہ تیغ ہوسے باقیماندہ شمشیر ایسی مضطرب فرار ہوسے کہ باوجودیکہ
چندان کثرت تھی جلدی مین جو لیتے بنا تہوڑا بہت لے لیا باقی اسباب چہوڑ کر راہ فرار لی جب
مرہٹہ دور تر نکل گئے اور پہر دلجمعی سے دیکہا کہ چندان کثرت نہین غور کرکے قریب نصف یا ثلث
سپاہ کے پہونچے اور مہابت جنگ کی فوج آراستہ اور بہاری بہاری توپین گرد ون شکیاں پیراستہ
دیکہتے ہی جو اسکو کہو دیئے دم دبائے اپنی راہ لی مہابت جنگ کو جو کسیقدر سپاہ کے
غرقاب ہوجانے سے ملال تہا اس فتح کے ہونے سے بکمال مسرت و شادمانی حاصل ہوئی اور مرہٹہ کے

خیمہ مین اس رو بپیر اپنا مقام کیا دریا مین جو لوگ ڈوبے تہے اونکے ورثا نی لاشین نکلوالین اور
اور ہتہیار اور لباس علیحدہ کرکے بعد تجہیز اور تکفین کے دفن کیا اور مردون کا رنگ زرد اور تمام بدن کا
کا کبود تہا ظاہرا سبب یہ ہوگا کہ ہوا نہایت حرارت مین تہی اور اخیر موسم برشکال ہند و بنگالہ تہا اور ہتہیار
بہی تو بر تو پہنے ہوے تہے اور مرنا بہی حالت غرق سے ہوا تہا زیادہ خدا آگاہ ہے حقیقت حال اون سپاہ
طعمہ غرق آجال ہوی یہ فتح ماہ شوال ۱۱۵۵ ہجری مین واقع ہوئی بہاسکر پنڈت نے زیادہ ٹہرنے کی تاب نلاکر
پچہٹہ کی راہ لی اور اوسکی فوجین جو کہ بردوان اور ہوگلی اور ہجلی وغیرہ اطراف کی تہین اس خبر سے
متوحش ہوکر اپنی اپنی راہ لگین اور مہابت جنگ تعاقب سے گہڑی بہر بہی باز نہین رہتا تہا اور بہاسکر
پنڈت خوار جنگلون مین سات آٹہ کوس کے فاصلہ پر چلا جاتا تہا چند روز تک ایسی جگہہ پہونچا جہان
انبوہی درختان سے وہم و خیال کا گذر دشوار تہا نہ کہ فوج کا بہاسکر بہی اوس درخت زار مین نجا سکا
لاچار میر حبیب کی رہنمائی سے جنگل بشن پور کو چلا اور وہان سے چندر کونہ لیجاکر میدانی پور سے
نکلا اور ایک فوج شیخ معصوم کے دفعیہ کو کٹک روانہ کی اور فوج مذکور رہ نوردی کرکے شیخ
مسطور کو جو قلیل لشکر سے حاجی پور مین تہا جا گہیرا شیخ مذکور نے باوجود دلجوئی کی اطاعت مرہٹہ کی
نامنظور کی اور بمقتضاے شجاعت اوسی قلیل فوج سے مستعد محاربہ ہوا اور اپنی طاقت سے
زیادہ لڑکر مقتول ہوا جب مہابت جنگ کو میدنی پور مین بہاسکر کے پہونچنے کی خبر ملی اطراف بردوان
کے جنگل سے نکل کر میدانی پور کی راہ لی بمجرد پہونچنے مہابت جنگ کے بہاسکر گشوہ ہوتی ہے مضطرب الحال
میدنی پور سے بالیسر کو روانہ ہوا اور مہابت جنگ نے بلا توقف پیچہا پکڑا بہاسکر نے میدنی پور سے
دو کوس پر جاکر لڑائی پہر استقبال کیا جب کسیقدر لوگ طرفین سے کام آئے بہاسکر پہر ادبار گزیدہ ہو
بہاگ نکلا اور مہابت جنگ مع صولت جنگ اور ہیبت جنگ اور عبد العلیخان بہادر شجاع جنگ اور
عطاء اللہ خان بہادر نایب جنگ اور مصطفی خان بہادر ببر جنگ اور میر محمد جعفر خان بہادر اور شمشیر خان
اور سردار خان اور عمر خان اور حیدر علیخان بہادر اور فقیر اللہ بیگ خان بہادر اور نور اللہ بیگ خان
بہادر وغیرہ فوج ظفر موج اور توپخانہ قیامت آشوب کو لائق تعاقب کنان ہوا بہاسکر پیچہے چلا جاتا
تہا مرہٹہ کو لڑائی کی ہوس نہ تہی اسیطرح سے برابر مرہٹہ کو سرحد کٹک بلکہ سرحد دکن تک بہگایا اور
خود دریاے چلکا تک پہونچا جب مرہٹہ کا نشان نپایا [illegible] اور کٹک [illegible] اور لیسہ کا
دار الملک ہے چند روز تک [illegible] شیخ معصوم کی مارے جانے [illegible] رفاقت سے [illegible]
[illegible] ہوا عبد النبی خان [illegible] مصطفی خان [illegible]

خفا ہوکر صوبہ لاہور سے مع رفقای چند کے آگر ملازم مہابت جنگ ہوا مہابت جنگ نے صوبہ داری کٹک پر مامور
فرمایا اور عطا سے منصب سہ ہزاری اور خطاب بہادری اور پالکی جھالردار سے حسب التماس
مصطفی خان کے سرفراز ہوا اور پانچہزار سوار کا رسالہ اوسکے نام مقرر ہوا اور راجہ دولبہرام پسر
راجہ جانکی رام اوسکی پیشکاری پر مقرر ہوا اسی درمیان میں خبر آئی ہیبت جنگ اور بعض حرکات ناملائم کی
مہابت جنگ کو ملی مقتضی ہوا کہ مرشد آباد کو معاودت فرمائی جاوے اگر صفدر جنگ خواہان معاودت
ہوا اوسکا تدارک کیا جاوے لہذا عبد النبی خان کو بطور مدد کو نصیحتیں کہ موافق وقت ہوں گوش گذار کیں
اور کٹک کی صوبہ داری پر مامور کیا اور خود مع برادرزادوں اور باقیماندہ فوج اور رفیقوں
کے معاود ہوا جب نزدیک بردوان کے پہونچا تو صفدر جنگ کی عزیمت اپنی دار الملک کے
طرف سنی او سوقتیں بعض حرکات صفدر جنگ کی سنکر تدارک کی تدبیر میں تھا ایکروز مصطفی خان
سے پوچھا کہ صفدر جنگ کے وضع مخالفانہ ہیں اور ہم مرہٹہ کی مدافعت میں مصروف پس اگر
اوس سے بھی لڑنا پڑے کیا کرنا ہوگا مصطفی خان نے عرض کیا کہ چنداں تشویش کا مقام نہیں
ایک کو حضور تنبیہ کریں دوسرے کیواسطے غلام مامور فرمایا جاوے اگر خواستہ خدا ہے
تدارک بخوبی ہوگا اسیوقت میں مہابت جنگ نے سنا کہ بموجب حکم بادشاہی بالاجی راو ملک
کو آیا ہے مرشد آباد کے قریب پہونچا کہ بالاجی راو آگیا جب مہابت جنگ کی فتحیابی کا اخبار دربار
محمد شاہی میں پہونچا قدر دانی کی راہ سے فرمان عطوفت عنوان مع تحسین و آفرین اور خطاب
حسام الدولہ اور شمشیر اور خنجر مرصع و عقد مروارید اور سرپیچ مرصع اور خلعت ملبوس خاص
کے صادر فرمایا اور اسیوقت میں بموجب استدعا سے مہابت جنگ کے شہامت جنگ کو
خطاب احتشام الدولہ اور صولت جنگ کو حسام الدولہ اور ہیبت جنگ کو احترام الدولہ اور
عطاء اللہ خان ثابت جنگ کو اعزاز الدولہ اور مصطفی خان کو منصب سہ ہزاری اور خطاب خانی
با بہادری کے حضور بادشاہی سے عطا ہوئے سنہ ۱۱۵۵ ہجری میں آخر شوال یا اول ذی قعدہ
صفدر جنگ عظیم آباد میں معاودت کرکے وارد مرکز دولت دار الامارۃ کے ہوے سنہ مذکور کو
بہاسکر پنڈت کو حدود کٹک سے نکال کر صفدر جنگ کے آنے کی خبر سنکر مرشد آباد کے قریب وارد
ہوا اور اوایل صفر یا آخر محرم کو رگھوجی بہوسلہ اور بہاسکر پنڈت سنہ ۱۱۵۶ ہجری میں وارد قرب جوار
مرشد آباد ہوئے اور چند روز کے فاصلہ سے بالاجی راو بھی بموجب حکم حضور کے پہونچا اور بسبب
ملاقات صفدر جنگ کے مرید خان کے توسل اور ہیبت جنگ اور مہابت جنگ کی دراندازوں

کے سبب سی والد مورخ سے دل آزردہ ہو کر اخلاص سابقہ فراموش کر دیا تفصیل اسکی اپنے محل زیب تحریر ہوگی۔

آنا صفدر جنگ کا عظیم آباد مین اور چند روز کی بعد حسب الحکم حضور اور اندیشہ ورود بالاجی راو کی اپنے صوبہ کو واپس ہونا

جب برسات گذر گئی راستہ خشک ہوا صفدر جنگ آخر ماہ شوال یا اول ذی قعد ۱۱۵۵ھ ہجری کو مع فوج مغل اور ہندوستانی اور نیز کسیقدر باز ماندہ مغلیہ فوج نادری کی جو سات ہزار کے قریب ہونگی اور ہندوستانی دس ہزار اور دیگر سامان توپخانہ وغیرہ کی اپنے صوبہ فیض آباد سے کوچ کر کے عمدۃ الملک بہادر کو عرضداشت کی کہ یہ فدوی بموجب حکم حضور صاحبت جنگ کی مدد کو جاتا ہی مگر مرہٹونکا جنگ و جدال آسان نہین اور میرا صوبہ زمیداران متمفنی اور مفسدون کا آرام گاہ ہی اونکے خیال سی ناموس کے بارہ مین بڑا اندیشہ ہی نہ تو صوبہ چھوڑ جا سکتا ہون کیونکہ کوئی مستحکم جگہہ اس صوبہ مین نہین اور نہ ہمراہ لے سکتا ہون پس امیدوار ہون کہ قلعہ رہتاس اور چنہارگڈہ عنایت ہو تاکہ عیال و اطفال کے طرف سی دلجمعی کر کے سرکوبی مرہٹہ مین مصروف ہون عمدۃ الملک نے یہ امر منظور کر کے لکہا کہ بادشاہ کو عرض کرے اور اوسکے مطابق مین بھی تحریک کرونگا جب بادشاہ کو عرضداشت ہوئی بادشاہ نے قلعہ رہتاس اور چنہارگڈہ کی قلعداری کی سند صفدر جنگ کی نام لکہی اور قلعداران سابق کو حکم پہونچا کہ قلعہ مذکورات اوسکے حوالہ کرین صفدر جنگ بنارس تک پہونچکر پل باندہ کر دریا سے گنگا سی اوترا اور قلعہ چنہارگڈہ مین عیال و اطفال کو چھوڑ کر اپنے طرف سی کوئی عمدہ معتمد محافظ مقرر کیا اور آپ بکمال شوکت و جاہ عظیم آباد کا قصد کیا اور متعلقون کو عظیم آباد تک ہمراہ لیگیا اس ارادہ سے کہ اگر اجیانا عظیم آباد کی گرد و نواح مین مرہٹہ سی ملاقی ہو بہر صورت متعلقون کو قلعہ مذکورہ مین پہونچا سکتا ہی اور ہیبت جنگ کی طرف سی والد مورخ کو حکم پہونچا کہ حسب الحکم حضور صفدر جنگ مدد کو آتے ہین بر وقت قرب استقبال کیا جاوے تاکہ کسی طرح انکو ملال نہو۔ عظیم آباد مین صفدر جنگ کے قشون مغلیہ کی آمد آمد سے عجب طرحکا زلزلہ اور غلغلہ پڑ رہا تہا گویا ایک قیامت برپا تہی بدین سبب کہ خبر قتل عام نادری جب کہ دہلی مین ہوا تہا یہان کے لوگون نے سنی تہی ۔ الغرض والد مورخ ہرچند اسباب اور فوج لایق نظامت کی ہمراہ رکہتا تہا مگر صفدر جنگ کی ساز و سامان فوج کی آن بان کے روبرو کیا حقیقت تہی چونکہ سابقہ

آشنائی صفدر جنگ اور اوسکے ہمراہیون سے تھی بخیال حفظ آبرو خیال ہوا کہ کسیکو وسیلہ کرنا چاہیے
مرید خان بہادر بموجب ایماے صابت جنگ کے عظیم آباد مین انفصال مرہٹہ کر رہا تھا اتفاقاً یہ شخص
فرقہ سادات طباطبا سے تھا اور والد مورخ بھی اسی زمرہ مین تھا اس سبب سے باہمدگر بڑا الفت واتحاد
تھا اور مرید خان چونکہ امراے حضور مین تھا اور صفدر جنگ سے سابقہ آشنائی رکھتا تھا پس ایسے
وقتین اس سے بہتر کوئی وسیلہ نظر نہ آیا لاجرم والد مورخ نے کسی تقریب سے یہ ذکر مرید خان بہادر سے
کیا خانمذکور نے بڑی دلجوئی کی اور خود واسطے ملاقات کرنے والد مورخ پیشتر سے اور بھی صفدر جنگ کی ملاقات
کو گیا اور صفدر جنگ کا پروانہ متضمن دلداری تنخواہ اور بکمال مبالغہ مین اپنا خط لکھا کہ دلجمعی سے استقبال
کرے والد مورخ جو کہ سامان موجود تھا لیکر منیر تک استقبال کو آیا اور اثناے راہ مین ملازمت
کر کے مورد الطاف وعنایات ہوا اور ہمعنان عظیم آباد تک آیا فرمانبرداری سے بوجہ احسن خوشنود
کیا صفدر جنگ نے حکم دیا کہ ہیبت جنگ کے اسباب و مال وغیرہ سے قلعہ خالی کیا جاوے اور پیشتر اس
حکم کے صفدر جنگ کی محافظ قلعہ کے دروازون پر بیٹھہ گئے تھے آدمیونکا نکلنا اور اسباب کا نکالنا ممنوع
ہوا حسب الحکم والد مورخ نے رات کیوقت خواص و جواری وغیرہ مع بعض اموال خلاصہ کو پوشیدہ
باحتیاط تمام نکالکر مکان مقررہ مین لایا اور بعد ازان لاچار دیگر اسباب وغیرہ بھی علاحدہ مکان مین
متصل اپنے گھر کے لا رکھا صفدر جنگ بکمال جاہ اقبال سے داخل شہر عظیم آباد ہوا اور قلعہ کو بنظر اجمالی
ملاحظہ فرما کر چند ہمراہیون کو تعینات کیا اور خود واسطے زیارت اور فاتحہ قبر جد مادری کی جو عظیم آباد
مین دفن تھی اور وہ مکان سعادت خان کی باپ کے مقبرہ کی نام سے مشہور ہے آیا اور وہان سے باقی پور مین
جہان لشکر تھا گیا کل منصبداران اور امراے وغیرہ زمینداروں نے سعادت ملازمت دریافت کی چونکہ اس
شخص کو غرور و نخوت بہت تھی اکثر مرحوم عالی شان سے نہایت کینہ اخلاص سے پیش آتا کہ اکثر بیدل و ناراض
ہوئے بعض عمدہ منتخب ہاتھی اور بڑی بڑی توپین مرہٹہ کی لڑائی کو ہیبت جنگ عظیم آباد مین چھوڑ گیا
تھا صفدر جنگ نے اونکی تعریف سنکر والد مورخ سے فرمایا کہ وہ ہاتھی اور توپین ہمین دو اور اونکی
قیمت لو والد مورخ نے جواب دیا کہ نہ تو آقا میرا سوداگر ہے اور نہ بندہ گماشتہ وہ بھی امیر اور
حضور بھی امیر ہین اور باہم رابطہ اتحاد پس اونکا اور آپکا مال و اسباب جدا نہین جو چاہے تصرف
مین لائیے مگر بندہ اپنی طرف سے بدون اجازت مالک کی نہین دے سکتا۔ صفدر جنگ نے
اس جواب پر کچھ التفات نہ کیا اور دو تین زنجیر فیل اور تین چار ضرب توپ ہر چند لایق اوسکے
شان کی نہ تھی اپنی سرکار مین داخل کرلین ایسے حرکات صابت جنگ کو نہایت بُری معلوم ہوئی صفدر جنگ کی

خط مخالفت اس مضمون کا تحریر کیا کہ مرشد آباد کو نہ آیئے اپنی صوبہ کو معاودت فرمائی اور بادشاہ
کو بھی عرضی لکھی کہ مجھے صفدر جنگ ایسے لوگون سے کچھ مدد کی حاجت نہین باقبال حضور جو کچھ ہوگا اپنی
جانفشانی سے تعمیل کرونگا امیدوار ہون کہ صفدر جنگ کو حکم واپس ہونا درفرمایا جاوے ورنہ میرے
اور اونکی صحبت موافق نہوگی بادشاہ نے بموجب التماس مہابت جنگ کی صفدر جنگ کو شقہ خاص جاری
کیا کہ بہت جلد اپنے صوبہ کو معاودت ہو اور نیز اوسکے وکلا کو تاکید سخت ہوئی خط مہابت جنگ اور
عرضداشت کا جانا اور اوسپر حسب مرضی سائل کے حکم ہوجانے کا حال قبل ورود شقہ بادشاہی کی تحریر
وکلا سے صفدر جنگ کو معلوم ہوگیا اسی عرصہ مین صفدر جنگ کی ہرکارون نے اطلاع دی کہ بالاجی راو
بہ ارادہ ملک مہابت جنگ کی اپنے مقر دولت سے متحرک ہوا ہے چونکہ بنا بر سابقہ جھگڑے کے جو کہ باجی راو
والد بالاجی راو کو برہان الملک سے محقق تھا اور چند سے سرداران مرہٹہ عین جنگ مین برہان الملک
کے قیدی ہوکر ہنوز صفدر جنگ کی قید مین تھے صفدر جنگ تو بالاجی راو سے اندیشہ رکھتا تھا صفدر جنگ
نے اپنا لوٹ جانا مصلحت سمجھا اور بہت جلد عظیم آباد سے کوچ کرکے گھاٹ منیر سے پل باندھکر اوتر
گیا اور والد مورخ کو منیر سے رخصت کردیا۔

ذکر آزردگی مہابت جنگ اور ہیبت جنگ کی سید ہدایت علیخان والد مورخ سے اور آنا بالاجی راو کا عظیم آباد کی نواح مین اور ایک تہلکہ کا ہونا مگر محفوظ رہنا شہر کا اور بالاجی راو کا مرشد آباد مین پہونچکر مہابت جنگ سے ملاقات کرنا

در اندازون اور غمازون نے ملاقات والد مورخ کی کہ نائب صوبہ عظیم آباد کا تھا ساتھ صفدر جنگ کی
وساطت مرید خان سے جسطرح ذکر ہوچکا ہے بطور دیگر ارادہ فاسد سے کہ ہیچ خیال والد مورخ کی یہ تھا
ہیبت جنگ اور مہابت جنگ سے کہا کہ سید ہدایت علیخان نے مرید خان کی وساطت سے صفدر جنگ
کی ملاقات کی مہابت جنگ چونکہ مرید خان اور نیز صفدر جنگ سے بوقوع اوسکے چند حرکات کی ملال
رکھتا تھا چغل خورون کی بات مان لی اور ہیبت جنگ بھی والد مورخ سے دل آزردہ ہوگیا لیکن ملالتا
چند روز ظاہر نہوا بعد ازان جبکہ مہابت جنگ نے اپنے چچا کو جنگ مرہٹہ سے مستقل پایا اور دوسرے
کی مدد سے مستغنی ہوا اراذل کی ظاہر کرکے راے چنتامن داس کو صوبہ عظیم آباد کی نیابت پر بہیجا اور
وہ چند روز کی بعد سسل سے عارضہ مین فوت ہوا چند مدت تک شہر عظیم آباد مین کوئی حاکم نرہا کہ ناگہان

بالاجی راو انبوہ بیشمار سے آیا یقین ہی کہ اوس فوج مین چالیس پچاس ہزار سوار ہوگا آتنا سے
مسافرت مین جسنے اطاعت کرکے پیشکش گذرانا اوسکا مسکن فتنہ و آشوب دکہنیون کی لوٹ مار
سے سلامت رہا جسنے کچہہ بہی سرکشی کی پایمال ہوا چنانچہ احمد خان نبیرہ داود خان قریشی جو کہ
دو پرگنہ اچہا اور کوہہ صوبہ عظیم آباد مین اپنا رکہتا تہا اور قصبہ داؤد نگر آباد اوسکے دادا کا بسایا
ہوا تہا بگمان اسکے کہ بالاجی راو مہابت جنگ کی کمک کو جاتا ہی ہمارے قلعہ کے محاصرہ سے اوسکو
کیا غرض اور غوث گڈہ جو داؤد نگر کے قریب اوسکا بسایا ہوا تہا اور اوسکو نہایت مستحکم جانتا تہا
مع مہاجنان قصبہ اور اغنیا ساکنان داؤد نگر کی وہان جا بیٹہا اور اطاعت و فرمان برداری مین نہ حاضر
ہوا بالاجی راو نے اوسکی تخریب کو فوج بہیجی فوج مذکور نے داؤد نگر جلا کر خاک کر دیا اور اوسکی خندق خاک
سے غوث گڈہ کے خندق ہموار کرکے قلعہ کو لے لیا احمد خان کی دماغ سے دون کی جاتی رہی لاعلاج
ہو کر مہاجنون سے صلاح خواہ ہوا اور پچاس ہزار روپیہ پیشکش دیکر جان بچائی اس خبر کی اوڑنے سے عظیم آباد
کے لوگ بیجان و ہراسان ہو گئے اور والد مورخ سے رجوع ہو کر عرض کیا کہ اس شہر مین آپ کے سوا کوئی
رئیس نہین آپ کو لازم ہی کہ شہر کے حفظ ناموس کی تدبیر فرمائیے والد مورخ نے اپنے لڑکے بالے دریا پار
روانہ کر دیئے اور نیز صاحبان دولت کو ایما کیا کہ ناموس کو گنگا پار بہیجنا چاہیے باقی بندہ بہر حال آپ
لوگون کا شریک ہی چنانچہ ساکنان شہر اپنے اپنے عیال و اطفال کو گنگا پار بہیجکر منتظر لطیفہ غیبی بیٹہے
بسبب اتفاق مورخ کے دادا سید علیم اللہ طباطبا اسکنہ اللہ فی فرادیس الجنان بہی قبل اس
انقلاب کے شاہجہان آباد سے آکر والد مورخ عظیم آباد تہے ہر چند والد نے مبالغہ کیا کہ آپ بہی گنگا پار
جا بیٹہیے مگر فرط غیرت سے منظور نہ فرمایا چونکہ علم معرفت کے زور سے واقف حال استقبال تہے ہمراہ صاحبزادہ یعنی والد مورخ کی
بہی دلجمعی فرمائی اور خود تنہا سوار ہو کر برخلاف عادت کے شہر کے گرد پہر کر واپس آئے اور والد مورخ
سے کہا کہ انشاء اللہ تعالیٰ یہ جو بلا کہ آتی ہے اس شہر مین اوسکا اثر بہی نہ پہونچیگا۔ شکر خدا کا کہ ویسا ہی
دیکہنے مین آیا اگر مورخ اپنے دادا کے علو مقامات و کرامات بیان کرے تو تقریر طول ہوتی ہی مثنوی بشارۃ
الامامۃ مین جو کہ مورخ کی تصنیف کی ہی بعض خوارق عادات اونکے درج کیے ہین من شاء فلیرجع الیہ القصہ
بفضل و افضال ایزدی یہ لطیفہ غیبی ظاہر ہوا بالاجی راو کے اقربا مین ایک شخص گوبند جی نایک نام بنارس
وغیرہ قصبات عظیم آباد مین مہاجنی کرتا تہا اتفاقاً جب والد مورخ وہان کے حاکم تہے چند وجوہات
سے اوسپر احسان کیے گئے تہے اسوقتین بمقتضائے ہل جزاء الاحسان الا الاحسان وہی نایک مذکور
کام آیا جلد بنارس سے بالاجی راو کی پاس آیا اور احسانہاے گذشتہ بیان کرکے کہا کہ اب خوب

سلہ جگہ دیہہ داؤد اوسکو بنیاد پانچون حضرت سکے ۱۲

سلہ یوکہ چاہیے دیکہنا حالات اوس صاحب ہمت کی پس چاہیے رجوع کرنا طرف اوس کتاب تصنیف مورخ کی ۱۲

سلہ بدلہ نیکی کا نیکی ہی ۱۲ مولوی سید محمد صادق علی سلمہ

احسان کا وقت عمدہ ہاتھہ آیا ہی ایسا تدارک کرنا چاہتی کہ بار احسان سی مجھو سبکدوشی حاصل ہو بالاجی راو نے اس کلام کو سنکر ایک خط مملو سے شفقت وکرم مع بعض تحف تحائف دکن کے والد مورخ کے نام صادر فرمایا اور تحریر کیا کہ آپ مع جملہ ساکنان شہر کے دلجمعی اور فراغ خاطر سی آرام کیجے کہ مجکو آپ سے اور شہر عظیم آباد مین کسیطرحکا تعرض نہوگا بفضل الٰہی اور انفاس مبارک بزرگان پاک نفس کے یہ شہر ایسی بلاے ناگہانی سے محفوظ رہا حمداً ثم حمداً کہ الحمد اللہ کہ جس جس مقامات پر والد بزرگوار رونق بخش رہی وہان کی خلق اللہ کو راقم نی مشکور وممنون اخلاق پایا اور اکثر وقتون مین خود مورخ اور نیز دیگر اولاد کے ساتھ احسانمندون نی خدمات مناسب کین اس قول مشہور کا مثل سچ ہوا کرتی ہی نیکی جانشین نیکون کی غالب بعد مرنیکی بہت اچہا رہا وہ آدمی جسکی رہین ہین نیکیان باقی القصہ بالاجی راو داؤد نگر سی بالا بالا انگار ہی اور گیا اپنورا اور بہار ہوتا ہوئی مونگیر اور بہاگلپور پہونچا ان دونو قصبون ناوسکی پہونچنی سی آفت عظیم نازل ہوئی محمد غوث خان کی بی بی جو فی الحقیقت شیرزبان تھی بسبب تہیدستی اور پریشانی کی طاقت عبور ومرور دریا نکرسکی ناچار اپنی مکان کا دروازہ بند کرکی مع چند اقرباؤن اور ملتشیون کو جو اس تہیدستی اور پریشانی مین رفیق تھی بیٹھی اور حفظ عصمت کو مستعد واقعہ ہی جب اوس خانہ دربستہ سی آتش جنگ وجدال اور صداے تفنگ مشتعل ہوئی غارتگرون کو حیرت آئی بعضون نے محاصرہ کیا اور بعض سردار لشکر کو خبر دینے گئے بالاجی راو نے بعد جستجو پتا پایا کہ محمد غوث خان کی بی بی بپاس حفظ آبرو مع چند رفیقون کی مستعد جنگ ہے اتبک کسیکو جرات نہین ہوئی کہ اوس خانہ ناموس مین قدم رکھی بالاجی راو اوسکے اس جسارت اور حفظ عفت سی خوش ہوا اور کسیقدر لباس دکن سی عطا فرمایا اور چند معتمد سوار بھیجی کہ جب تک سارا لشکر عبور نکرجاے اوسکے دروازے پر حاضر رہین اور حفظ مکان مین ساعی ہون کچہ تکلیف اوس بیچارہ ضعیفہ کو نہ پہونچی اور خود بیشتر سی کوہستان کو چلا جب کل فوج بہاگلپور سی گذری سواران متعینہ بھی ضعیفہ شجاع سی رخصت ہوکر داخل لشکر ہو گئے بالاجی راو نواح بیر بہوم سے ہوتا ہوا وارد مرشدآباد ہوا اور ناگپور کلان کی طرف سی رگہوجی بہوسلا بھی بہا سکر پنڈت کی مغلوب ہونیکا حال سنکر حسب طلب روانہ ہوا اور نواح مرشدآباد مین آپہونچا

ذکر مہابت جنگ کی بالاجی راو سی ملاقات ہونا اور رگہوجی کو حدود بنگالہ سے نکال لینا

جب کہ بالاجی راو نے قریب مہابت جنگ کے پہونچکر پلاسی کے اطراف مین معسکر کیا نواب بیگم بھی کہ اسوقت مین لب دریا خیمہ زن تہا ملاقات کو گیا بالاجی راو استقبال بجالایا اور بحال

شان و شوکت اپنے خیمہ مین لیگیا دونو ایک مسند پر بیٹھے گویا کہ اقتران مریخ و زحل نمود تہا کہ مناسب
خون ریزی کا نتیجہ بجالایا بعد تکلفات اور رسمیات عطر و پان کو سات و دست کی دوسرے روز بالاجی راو برسم
بازدید سوار ہوا صاحبت جنگ بہی لب فرش تک آکر بکمال خاطر داری مسند پر لیگیا اور اکثر
انتظام سلطنت اور اخراج رگہو مخالف کے مقدمہ مین گفتگو رہی بعد تواضع عطر و پان کے موافق
ضابطہ فیل و جواہر اپنا کے خوانچے اور ملبوسات وغیرہ بالاجی راو کو دیکر رخصت کیا صبح کو مداخلہ غنیم کی استدعا
بالاجی راو نے جواب دیا کہ کئی برس کی چوتہ نہ ملنے کی وجہ اول بتلانا چاہیے مصطفی خان اور صاحبت جنگ
نے اس سوال و جواب مین عرق ریزیان کین آخر روپیہ کا حساب ہوکر صاحبت جنگ نے اوسکے ادا
کرنے کا ذمہ لیا اور استدعا سے سواری کرکے تنبیہ رگہوجی بہوسلہ کو خود عازم ہوا مگر بالاجی راو
نے مخالفت کی صاحبت جنگ بہی بمقتضاے وقت خاموش ہوا اور ناچار زر معہودہ بالاجی کو
بہیجکر التماس تنبیہ و اخراج رگہوجی کا کیا ــ رگہوجی بہوسلہ جو کہ مابین کٹوہ اور بردوان کے مقیم تہا
اس اتفاق ہوجانے سے خبردار ہوکر اور اونکے مقابلہ کی تاب نہ پاکر غربی بنگالہ کے جنگلون سے روانہ ہوا
دوسرے روز موافق وعدہ کے افواج ظفر امواج رگہو کی تعاقب مین موج زن ہوگئی رود خانہ
بہاگیرتی سے بنگالہ کو عزیمت ہوئی بعد ایک دو کوچ کے بالاجی راو نے صاحبت جنگ کو کہلا بہیجا کہ آپ کی
فوج جیسا کہ چاہیے سریع القدمی نہین کرسکتی لہذا بندہ مرخص ہوتا ہے عنقریب مدافعہ رگہو بہوسلہ کی
خبر معلوم ہوگی بعد اس پیغام کے بالاجی راو نے ہوا کے گہوڑے پر کاٹہی باندہی نہایت شتابی سے
رگہوجی کے سر پر پہونچا رگہوجی نے بعد محاربہ شکست کہائی پہاڑون کی درہ سے اپنے ملک کی راہ لی
اور بہاسکر جو مدنی پور گیا تہا اس خبر شکست کے سنتے ہی سراسیمہ ہوکر درپاسے کٹک سے نکل بہاگا
اور بالاجی راو بہی فائز المرام دکن کو لوٹا جس وقت کہ بالاجی راو رخصت ہوکر دکن کو چلا اوسکا وکیل
کہ بعض مقدمہ کے سوال جواب کو مصطفی خان کے پاس آیا تہا اور گفتگو تا وقت بخیال تسلط اور اقتدار
اپنے موکل کے کچہ کلمہ نامناسب زبان پر لایا مصطفی خان کو نہایت ناگوار ہوا خوب سا پٹوایا وہ آزردہ
ہوکر چاہتا تہا کہ بالاجی راو کے پاس جاکر فساد اوٹہاے مگر صاحبت جنگ نے معہ خلعت و اسپ وغیرہ بجود
کرم سے خوشنود کرکے رخصت فرمایا اور راستے نہایت خوش ہوکر صاحبت جنگ کی تعریف بالاجی سے
کی کہ صاحبت جنگ کا معتقد دلی حاصل ہوا کہ رگہوجی اسی ملک کو عازم ہوکر پہر اسکے مقابل ہوا اور
صاحبت جنگ سے مصطفی خان نے کہا کہ یہ بہت بری حرکت ہوئی تہی اوسنے عرض کیا کہ اگرچہ حرکت کرنا حضور
رگہوجی کو سمجہتے اور بندہ بالاجی راو کو عدم کی بستی دکہلاتا سید ساختہ آخر محرم الحرام یا اول صفر سنہ ۱۱۵۶ ہجری مین

واقع ہوا۔ القصہ بالاجی راو کے بعد جانے کے مہابت جنگ وغیرہ کی خاطر جمع ہوئی چونکہ رگہوجی
بہوسلہ اور بہاسکر پنڈت کے معاودت کرنیکا خیال تہا مہابت جنگ عازم مرشدآباد ہوکر اپنے
مرکز دولت پر پہونچا اور ہیبت جنگ مرشدآباد سے رخصت ہوکر اپنے دارالملک عظیم آباد کو چلا
انہین دنون مین گوکل چند نے جو سرکار حسین قلیخان کا اہلکار تہا اونکے وسیلہ سے جہانگیر نگر کی پیشکاری
پائی اپنے مربی کو بازی دیکر شہامت جنگ کے پاس آیا حسین قلیخان کے نام مبلغ کثیر نکلے حسین قلیخان
معزول ومعتوب ہوا اور جہانگیر نگر کی نیابت یسین خان فوجدار کے نام مقرر ہوئی اور فوجداری
میر قلندر نے پائی حسین قلیخان وارد مرشدآباد ہوکر اپنی تدبیرون کی اصلاح مین پڑا اور بہت سا
روپیہ دیکر گہسیٹی بیگم زوجہ شہامت جنگ کا مزاج جو مہابت جنگ کے لڑکی تہی اپنے طرف متوجہ
کرلیا اور اوسنے حسین قلیخان کے کام کی اصلاح اپنے ذمہ لی اور اپنے باپ اور شوہر سے اوسکی
قصورات کی عفو کی خواستگار ہوئی اور پہر جہانگیر نگر کی نیابت مع خلعت وپارچہ وغیرہ کے
دلوادی اس مرتبہ حسین قلیخان اپنے مربی حقیقی کے مسند پر بکمال استقلال واستبداد روانہ
منزل مقصود ہوا یسین خان جو کہ رنجیدہ خاطر ہوگیا تہا عطاء اللہ خان کو اپنی طرف سے بہاگلپور کا
فوجدار بنایا اور حسین قلیخان نے جہانگیر نگر پہونچتے ہی گوکل چند کو معزول اور معتوب فرمایا اور اوسکی
بیخ وبنیاد کہود کر بلبہ کو پیشکاری پر مقرر فرمایا بعد انتظام اپنے نیابت پر حسین الدین خان اپنے بہتیجے کو
مقرر کرکے رکہا اور خود مرشدآباد چلاآیا اور جب تک رہا بکمال اقتدار رہا تاآنکہ نصیب نے پلٹے کہائے
اور سراج الدولہ نے ناحق مارڈالا اور اوسکا خون بے مانند خون سیاوش کے کہ اوسوقت مین
واقع ہوا تمام بنگالہ اور خاندان مہابت جنگ کا برباد کردیا۔

آنا ہیبت جنگ کا عظیم آباد مین اور قطع ہونا سررشتہ رفاقت والد مورخ کا اوس سے مع دیگر سوانحات کے

جب ہیبت جنگ نے بعد اطمینان حدود عظیم آباد مین آکر بنا بر انتظام پرگنات سنوٹ اور ٹکاری کی
اقامت کی اسی وجہ کے چونکہ والد مورخ سے سرگران تہا اور پرگنات مذکورہ بلاد ناگپور
کے کوہستان تک اسکے زیر علاقہ تہے اور سرمن اور کنٹہ اور رام گڑہ نوان اور شیرگہاٹی اور کوٹہی
کنڈہ وغیرہ کے تعلقہ مین تہا وہان کے زمیندارون کو آپ کے ساتہ توسل تہا مخصوص
راجہ سندر سنگہ نہایت اخلاص رکہتا تہا ہیبت جنگ چاہتا تہا کہ ان لوگون کو ایذا پہونچا کر لے

اور والد سے منحرف اور بہ تنبیہ اکثر رعایا کوئی کہ صوبہ کا بندوبست اپنی وساطت سے کرے اور پھر راجہ کیرت چند
پسر راے رایان عالم چند کے کہ دیوان شجاع الدولہ مغفور کے تھے اسنے ہمراہ لایا تھا اور اپنا مدار المہام
و دیوان خاص بنایا چاہتا تھا کہ جسکو جو عرض حال کرنا ہو دیوان مذکور کے وسیلے سے کیا کرے
بہرحال والد نے عریضہ مشعر اپنے ارادہ احضار کے ارسال کیا جواب میں لکھا کہ ہم خود عنقریب شہر
میں آتے ہیں وہیں پر ملاقات ہوگی تم تکلیف نہ کرو والد مورخ حسب مرضی مقیم رہے ناگہان اوسکے
کی آمد کا پرگنہ مذکور کے نواح میں غلغلہ ہوا اور ہیبت جنگ نے اس خبر کے سنتے بدین وجہ کہ
فوج اور اسباب کی قلت اور بسبب مہم بنگالہ کے تاب و طاقت باقی نتھی وہان کا ٹہرنا مناسب
نجانا تا ست با شب قطع راہ کر کے اول صبح عظیم آباد کے قریب آپہونچا والد مع ہمراہیون کے سوار ہوکر
متصل تالاب میٹھی پور کے ہیبت جنگ سے جا ملا ہیبت جنگ نے جو گہوڑے پر سوار تالاب کے
کنگر کی آڑ میں ٹہرا تھا اور والد مورخ کو دیکہا راجہ کیرت چند کو پیشتر سے واسطے استقبال و ملاقات
والد مورخ کے روانہ کیا جب نزدیک پہونچا والد اور راجہ کیرت چند گہوڑون سے اوترے اور باہم بگیر
معانقہ کیا اور باتفاق ہیبت جنگ کی ملاقات کو روانہ ہوے ہیبت جنگ نے حجاب مذکور سے نکلکر
گہوڑے کو آگے بڑہایا والد نے جب سلام کیا باگ پکڑ کر ٹہر گیا اور والد نے ٹہر کر نذر دکھلائی ہیبت جنگ نے
سوار رہ کر خم ہوکر معانقہ کیا اور دو تین کلمہ کے بعد حکم سواری دیا اور خود پیشتر کو بڑہا والد نے
تہوڑی دیر ٹہر کر اپنے بہائی مہدی نثار خان بخشی اور دیگر سرداران سپاہ سے معانقہ کیا اور سوار ہوکر
ہمراہ سواری ہیبت جنگ کی داخل شہر ہوا چند روز تک آمد و رفت دربار اور اعادہ کلمات
سابقہ اور عذر خواہی وغیرہ ہوتی رہی ہیبت جنگ نے کہا کہ صلابت جنگ تمہاری طرف سے بدگمان
ہیں اور مجہو اونکی استرضا منظور ہے پس بعد چند روز کے جب اونکا ملال دور ہوگا بدستور جملہ
مقدمات تمکو تفویض کیے جاوینگے والد نے نظر بہ آبرو قبول نکیا اور بنا بر غیرت و حدت کے کہ
خصلت جبلی رکہتا تھا راضی نہوا تا آنکہ لاچار ایکروز واسطے ملاقات اپنے والد کی مورخ حرم سرا
میں آیا اور نہایت درجہ اپنے والد کی دلجوئی اور عذر خواہی کی ولیکن والد اطاعت سے
باہر ہوکر اپنے مذلت پر راضی نہوا وکیل ناظم ہیبت جنگ سے رخصت ہوکر بعد چند روز کے تہیہ سفر
کیا اور ساعت مختار کو کہ نیمہ ہویں رجب المرجب ۱۱۵۶ ہجری تھی مع چند رفقا کے برخلاف ضابطہ ملازمت
عین شہر میں نقارہ کوچ بجا کر سوار ہوا اور ترک رفاقت و نیکنمی اور آقا اپنے کا تصور کیا اور ارادہ
دہلی جانے کا کر کے باغ راجی بالکشن وکیل ناظم میں نقل مکان کیا مہدی نثار خان مورخ کا چچا باوجودیکہ

ہیبت جنگ اوسکی نہایت دلجوئی کرتا اور اسپنے دولتخواہون مین جانتا تہا مگر اسپنے بڑے بہائی کی مفارقت
سے شکستہ دل ہوکر بخشیگری سے مستعفی ہوا ہر چند ہیبت جنگ نے بہت کچہ ترغیب رفاقت
دی اور معتمدون سے بہی نصیحت و پند کہلا بہیجے اور چاہا کہ خود اوسکے مکان مین آکر ہمراہ لیجاے
صدری نثار خان نے معذرت کرکے گوشہ گزین ہوا چونکہ یہ اندیشہ رکہتے کہ ایسا نہو بہو جپور سے جو سیدان
کہ نہایت سرکش اور حرام زادہ ہین درمیان راہ دشمنون کا اغوا سے والد کیساتہ کچہ مکر و فساد کرین
صدری نثار خان نے صوبہ عظیم آباد کی حد یعنی بکسر تک والد کو پہونچا کر لوٹ گیا اور والد عین برسات
مین سطے مسافت کرکے فیض آباد صوبہ اودہ مین کہ دار الملک صفدر جنگ کا تہا آئے اور اوسی
روز صفدر جنگ کی ملازمت حاصل کی چونکہ صفدر جنگ کے بدولت والد کی معاش مین خلل
ہوا تہا اسی شرم سے نہایت دلجوئی اور تسلی کرکے خوشخبری دی لیکن اوس روز اوسکے کوچ
کی ساعت محمد شاہ کے حضور مین جانے کی مقرر تہی دو تین گہڑے کے بعد داخل پیش خیمہ ہوا انشاء اللہ
باقی حال والد اور صفدر جنگ کا محمد شاہ اور احمد شاہ اور امراے شاہجہان آباد کے ذیل مین
درج ہوگا اب ایسا مناسب ہے کہ خاندان مہابت جنگ وغیرہ کا حال جو کہ اس ملک بنگالہ کیبیچ
مین عروج پاکر ایک زمانہ دراز کا انکی گذر نا پایا تہا تا امروز کہ ۱۱۹۴ ہجری ہین سلسلہ و انتظام
بسیار ایک دفتر مین تحریر ہے اور باقی حال محمد شاہ اور احمد شاہ اور عالمگیر ثانی اور شاہ عالم کا
مع امراے شاہجہان آباد و لاہور و اودہ و الہ آباد و اکبر آباد کا دوسرے دفتر مین اور دکہن کا حال
جسقدر مجملاً معلوم ہوا دونون دفتر کے موقع مناسب پر بیان کیا جاوے انشاء اللہ سے پہونچیگی اور اوسی پر اعتماد
ہے سب کا

ہیبت جنگ کا حصار گلی بنانا شہر عظیم آباد مین اور لوگون کی رنج و خوشی اسکو بنانے پر

جب ہیبت جنگ شہر عظیم آباد مین وارد ہوا اور مرہٹہ کے آمد کی شہرت پکڑی ہیبت جنگ نے بنانا ایک
گڑہی کا واسطے حفاظت عموم سکنہ اور رعایا کے مصلحت وقت و مناسب سمجھکر حکم دیا کہ حصار قدیم کے
بنا پر نئی دیوارین بنائی جاوین اور اوسکے گرد خندق کہود کر اوسکی مٹی سے دیوار کا پشتہ بنا دین
حصار قدیم کا یہ حال تہا کہ مدتون سے افتادہ تہا اور لوگون نے وہان پر مکانات تعمیر کرلیے تہے حصار کا کچہ بہی
آثار باقی نرہا تہا اب اس بنا کے شروع ہونے سے اکثرون کے مکان منہدم ہوے جن لوگون کے مکان
تہے باوجود ضروری کہودنے کی غربا دکہ شروع کی چونکہ غرض تو حفظ عام سے تہا کچہ بہی شنوائی نہوئی تعمیر
ہونی شروع ہوئی تہوڑے عرصہ مین قلعہ متین نہایت استوار بنکر تیار ہوا بعد ازان مرہٹہ کی لڑائی مین

کہ مکرر گردہ مذکور کا گذر ہوا اور ایک خلق کثیر شہر اور نیز بیرونجات سکے اوس حصار مین آکر صدمہ
حوادث سے محفوظ رہی اور بیرون شہر کے عمارات سے بھی گولہ توپ کے صدمہ نے مرہٹہ کا ہاتھ
نہ پہونچنے دیا وہی لوگ جو اول آزردہ ہوے تو بہت شکر گذار ہوئے اور ہیبت جنگ کی تدبیر
بنای قلعہ سے نہایت محظوظ و محفوظ رہے ہیبت جنگ کمال عزت اور احترام مین صبح و شام بسر کرتا لگا
اکثر اوقات بندہ مورخ کو مکان پر آکر والدہ کی دلجوئی کرتا تہا اور تمام سرکار ترہت کی حضور سے لیکر
ارادہ آبادی پرگنات مذکور کا نہایت رکہتا تہا لہذا ترہت جانے کا بہ گنگا پار ہی عازم ہوا چونکہ مورخ
سکے چچا مہدی نثار خان سے نہایت اعتقاد اور اخلاص رکہتا تہا اور اوسکی مفارقت گوارا نہی اوسکو
مکان پر آیا اور ساتہ لیکر بعد عبور دریا جب مقامات مذکور مین پہونچا ہنوارہ مین جو کہ مقام سکونت
راجہا سے گذشتہ کا تہا اقامت گزین ہوا اور بعض پرگنہ سرکار مذکور کے مہدی نثار خان اور نیز
دیگر لوگون کو سپرد کیے آبادی کی کثرت اور توفیر حاصلات مین ساعی تہا بعد ازان جب اوس قصبہ
مین بڑا عرصہ گذرا اپنے بی بی آمنہ بیگم بنت مہابت جنگ اور عیال و اطفال و خدمہ محل وغیرہ کو
اپنے پاس بلا لیا اور نیز والدہ مورخ کو تحریر کیا کہ آرزو سے ملاقات بہت ہی اگرچہ ہرج نہو مع
فرزندان دلبند کے اوسی مقام پر چند روز بسر کرو بندہ مورخ اور برادر علی نقی خان اندنون ہمراہ
والدہ شاہجہان آباد مین تہا اور مصطفی خان بنا بر نیکو خدمتی اور کمال جرات سے مہابت جنگ کے
پاس تہا اور کوئی مانند اور مثل میرا اوسکے ندیمون اور ہمنشینون مین دوسرا نظر نہ آیا ـ

مصطفی خان بہادر ہیبت جنگ کا خروج اور راجہ سکر پنڈت کا مقتول ہونا مصطفی خان کے ذریعہ سے

مصطفی خان جیسا سابق کی لڑائیون مین بہ نسبت دیگر رفیقون کی کمال درجہ جانفشانی اور شجاعت
دکھلائی تہی اور مہابت جنگ کے منظور نظر ہو کر زر نقد و فیل اسپ وغیرہ سامان انعام پایا اور
اسکے بعد پہر مکرر بارہ لاکہ روپیہ عطا ہوا اور ساتہ ہزار سوار اوسکے رسالہ کی اور پانچہزار سوار
اوسکے چچا عبد النبی خان صوبہ دار کٹک کے تہی اور بعد وفات عبد النبی خان کی اوسکا لڑکا عبد الرسول
خان منصب پدر پر سرفراز ہو کر صوبہ مذکور کا حاکم بالاستقلال ہوا اور خود مصطفی خان پنجہزاری
اور پالکی جہالردار اور علم اور نوبت اور رسالہ ہفت ہزار سوار اور قریب چالیس پچاس ہاتھی وغیرہ
اسباب امارت سکے بہم پہونچا تہا ساتہ کمال استقلال اور نہایت اقتدار اور دخل امور ملکی
اور مالی مین دخیل اور فرقہ سپاہ کا تو اسقدر پیشوا تہا کہ مہابت جنگ کے عزیز و اقربا وغیرہ اسکا

توسل ڈہونڈتے تہے خلاصہ یہ ہے کہ اوس مرتبہ کو فایز ہوا جسکا حسد ہونے لگا یہانتک تہا کہ
مہابت جنگ کا بڑا بہائی باوجودیکہ تین لڑکے ہفت ہزاری تہے مگر مصطفی خان کے اقتدار سے عاجز اور
حیران ہوا لاچار بہائی سے رخصت ہوکر وطن دیرینہ اپنے سے کہ محمد شجاع الدولہ مرحوم سے وہان مقیم تہا اور
اختیار کلی رکہتا تہا مہاجرت کی اور اپنے چہوٹے بیٹے احترام الدولہ زین الدین احمد خان بہادر
ہیبت جنگ کے پاس عظیم آباد گیا اور نیز حاجی احمد کی آزردگی کا باعث ہوگلی کی خدمت ہوئی جو
صولت جنگ بہادر کو عطا ہوئی جیسا کہ حاجی احمد اپنے واسطے چاہتا تہا اور صولت جنگ چونکہ بنگالہ
کنک کو بعد تہوڑی سی بہی فائدہ کی خدمت نکرتا تہا مہابت جنگ نے اسکا پاس خاطر کیا او حاجی احمد
کو کسیقدر محال سائر مرشدآباد سے بقدر ضرورت حاجت کی میسر تہا دینا خدمت ہوگلی کا فضول جانا
جب حاجی احمد بوجہ مذکورہ کی آزردہ خاطر ہوکر عظیم آباد آیا اس سال بعد انقضاے برشگال کے شدالدین
بہاسکر پنڈت نے علی قراول کو جو کہ سرداران مشہورہ ممالک دکن مین تہا اپنی رفاقت مین رکہکر
چہ سات ہزار سوار کا سردار بنایا شروع سال مذکور مین حسب الحکم رگہوجی بہوسلہ کی نہایت اقتدار
مین بیس ہزار سوار سے اڑیسہ اور بنگالہ مین داخل ہوا مقصد یہ تہا کہ اگر مصالحہ ہو جاوے فبہا ورنہ
عزم رزم ہو مہابت جنگ جو کہ متواتر سفر اور حرب وقتل سے ملول اور عاجز ہورہا تہا اس مرتبہ ایسی تدبیر
چاہی کہ بے جنگ کے بہاسکر کا کام تمام کرے اور باطمینان تمام بسر کرے اور مصطفی خان سے مشورہ
کیا کہ کوئی ایسی ہی تدبیر کرے کہ مع کل سرداران مرہٹہ کے بہاسکر راو کی جان جاوے لیکن یہ کام بے جنگ
سے ناممکن تہا لہذا مصطفی خان کو کہا کہ اگر تیری تدبیر وتزویر سے بہاسکر راو مع سرداران ہمراہی کے
حاضر حضور ہو تو عظیم آباد کی صوبہ داری عطا فرمائی جاوے مصطفی خان تو نہایت صاحب عزم اور دلاور
اور ہوشیار اور زبان آور تہا طمع مین آکر آمادہ کار ہوا جب بہاسکر نے اسکی دام مین آکر استدعای
حضوری مہابت جنگ کی کی مہابت جنگ نے مصطفی خان کو مع راجہ جانکی رام کے جو اوسکا معتمد علیہ تہا
سراندلی سے واقف فرماکر بہاسکر کے پاس بہیجکر کہا کہ اوسکو مع سرداران لشکر کے لانا چاہئے
تاکہ یکبارگی ہر ایک کا بارگران اوتارا جاوے مشارالیہ بہاسکر کے پاس جو کہ حوالی کٹوہ مین وارد تہا حاضر ہوکر
اور ادہر مہابت جنگ بارادہ اپنے مافی الضمیر کے خود مرشدآباد سے نہضت کرکے محال منکرا مین
کہ کنارے دریا سے بہاگیرتی کی ہی آکر خیمہ کیا تہا اور ادہر مصطفی خان اور راجہ جانکی رام نے تمہید مقدمہ کیکر
کتنے افسانہ و افسون اسپر پہونکے کہ بہاسکر ملاقات کو مہابت جنگ سے راضی ہوا اور علی قراول کو
جو اوسکا معتمد تہا مہابت جنگ پاس بہیجا قرار یہ ہوا کہ جب علی قراول مطمئن ہوکر واپس ہو جاوے تب ہی

ملاقات کو آوے مصطفی خان اور راجہ جانکی رام نے جب دیکھا کہ نقش مراد کرسی نشین ہوا علی قراول
کو ہمراہ لیکر معاود ہوئے اور مصطفی خان اثنای راہ مین بیان باہم قومی کی باتین کرتا ہوا مہابت جنگ
کے پاس لایا مورد الطاف فرمایا مہابت جنگ تو حسن خلق اور تقریر دلپذیر مین بے نظیر تہا اور وہ عین
قابلا کہ وہ غیر از جان سے فریفتہ ہا تون شیرین کا ہوا اور وقت مراجعت مصطفی خان کو ہمراہ کر دیا ادہر جبتک یہ سوال جواب
رہے مہابت جنگ ہمیشہ تحفجات اور سوغات مانند میوہ ولایتی و بنگالہ اور ریاق وغیرہ سے اشیاء وافر بہ
بہا سکر کو بہیجکر وحشت جنگ و مخالفت دور کرتا رہا ایسا اوسکے دلکو جذبہ ہوا کہ کیا عجب تہا اگر ایسی
ہم نہوتے تو خود بخود سے طالب مہابت جنگ کا اسکے ملاقات کو چلا آتا جب طرفین سے آمد و رفت
مین تکرار پائی راجہ جانکی رام کو کہ دیوان تن مہابت جنگ تہا واسطے تسلی بہاسکر پنڈت کے بلایا تہا
آخر الامر بنا سے مصالحہ و ملاقات فیمابین مہابت جنگ و بہاسکر پنڈت مقرر ہوئی اور میدان منکرا ہو کر
ملاقات قرار پایا الغرض جب یہ کچھ ٹہرا کہ مکان ملاقات میدان منکرا ہو گا مہابت جنگ امانی گنج
مین اور بہاسکر پنڈت کٹوہ مین خیمہ زن تہا۔ آخر صفر یا اوایل شہر ربیع الاول مین جس روز
کہ ملاقات فیمابین کا تعہد تہا ایک خیمہ کلان نصب کیا گیا اور اوسکے بڑے بڑے فاصلہ سے سرپردہ
لگاکر درمیان مین میدان وسیع و طویل بنایا گیا مہابت جنگ جب مع اپنی فوج کے وہان پہونچا خود
مع صولت جنگ اور عطاء اللہ خان ثابت جنگ اور میر محمد کاظم خان وغیرہ معتمد کے داخل خیمہ ہوکر
مسند نشین ہوا چونکہ کوئی شخص سوا سے راجہ جانکی رام اور مصطفی خان اور حکیم بیگ کے
اس معرکہ مخفی سے آگاہ نہتا اعیان شہر بہی اکثر اس تماشا کے واسطے مصاحبت مین بیٹہتے تہے
اور مصطفی خان اور راجہ جانکی رام کہ واسطہ جواب و سوال کے صاحب عہد و پیمان تہے بہاسکر کے لینے کو
گئے باقی سرداران لشکر مع ہمراہیون کے عقب خیمہ مہابت جنگ مین استادہ سوار و تیار تہے اور
معتمد جانفشان لوگ بعض ستون خیمہ کے متصل اور بعض مہابت جنگ کے پیچہے منتظر فرمان استادہ تہے
اوسوقت مین مہابت جنگ نے اس امر کی اطلاع صولت جنگ اور عطاء اللہ خان کو واسطے
تنبیہ کرنے اور ہوشیار ہونے کی ضروری سمجہی حکیم بیگ سے فرمایا کہ جو خیمہ دوسرا واسطے ملاقات
بہاسکر کے اسکے سوا کہڑا کیا گیا ہے وہ صولت جنگ بہادر کو ملاحظہ کرا دو حکیم بیگ نے خیمہ دکہلانیکی
حیلہ سے صولت جنگ کو علیحدہ لیجاکر مکنون خاطر مہابت جنگ سے آگاہ کیا صولت جنگ نے بعد معاودت
تحسین و آفرین خیمہ کر کے بیٹہا معلوم ہوا کہ وہ راے اسکو بہی پسند ہوئی القصہ مہابت جنگ
بہاسکر کے انتظام مین دمبدم خبر لیتا تہا ہرکارہ متواتر خبر رسانی مین مصروف تہے یہانتک کہ بہاسکر

دم دروازہ پر پہونچا اوسکی فوج کی دستہ دروازے کی روبرو مہابت جنگ کی لشکر کی مقابل
ایک تیر کے فاصلہ سے جا بجا کھڑے ہوی تھے اور مہابت جنگ کی سواری کا ہاتھی سراپردہ کی
اندر پشت کے طرف استادہ تہا لشکر بہاسکر کے سردار پیادہ پا ہوکر مع دیگر معتمدین کی عمدہ دارا
ہمراہی کے بہائی سے قریب چالیس پچاس آدمی کے جسمین بائیس سردار اور باقی اتالیک تہی تا بین
مذکورہ داخل سراپردہ ہوئے مہابت جنگ فراہم آیا جب بہاسکر پا دیان سے او ترا اوسکی ایک طرف مصطفی خان
اور دوسرے طرف راجہ جانکی رام کا ہاتہ پکڑے ہوی داخل سراپردہ ہوی علی قراول بدستور دیگر اشخاص
یمین و یسار عقب مین دامن بستہ شمشیر در دست نہایت تکبر و نخوت سے چلے مصطفی خان اور
راجہ جانکی رام کوئی عذر معقول کرکے باہر نکل گئے چہارم حصہ سراپردہ کی میدان کا طے ہوا تہا
کہ مہابت جنگ نی پوچہا کہ بہاسکر کون ہی لوگون نے جو پہچانتے تہی مانند حکیم بیگ وغیرہ کی انہون نی
کہا کہ وہ ہی اسیطور سے جب تین مرتبہ تحقیق ہوا حکم دیا کہ مار اس خود سر کا کاٹ ڈالو حاضرین تو
اس امر سے ناواقف تہے کچہ نہ سمجہی حیران سے رہگئی مگر میر کاظم خان نے عرض کیا کہ کیا حکم ہوتا ہی
جب مکرر تاکیداً ارشاد فرمایا میر محمد کاظم خان اور برخوردار بیگ وغیرہ جانثار شمشیر کشیدہ دوڑی
اور مصطفی خان نے پانچ چہہ نفر مانند اودل شاہ و حکیم شاہ وغیرہ کے مقرر کئے تہی کہ جو حکم
حضور مہابت جنگ سے صادر ہو فوراً تعمیل کرنا رفقای مصطفی خان نی اس حال کی دیکہتے ہی بہاسکر
اور اوسکے ہمراہیون پر جا گرے اور میر محمد کاظم خان نی سبقت کرکے ایک ایسا ہاتہ بہاسکر
پر مارا کہ اوسکا کام تمام ہوگیا ــ بہاسکر کے بہی ہمراہی تلوارین نکال کر مہابت جنگ پر دوڑی
شہر والے جو تماشا کو آئے تہی نہایت اضطراب مین ہوئے نامردون نی فرار کی راہ لی فراشون
نے صحن کے سراپردہ گرا دیئے مصطفی خان اپنی فوج کی طرف دیکہکر فوج مرہٹہ پر جا گرا
اور مہابت جنگ کو بہی کہلا بہیجا کہ حضور بہی سوار ہوکر تعاقب فرماوین مہابت جنگ اوس ہنگامہ
رستخیز مین کہ کوئی کسیکو نہین پہچانتا تہا سپر اور شمشیر لیے استادہ تہا چند نفر اوسکے محافظ تہی فیل سواری
کے طرف اشارہ کرتے تہی اور مہابت جنگ کفش بردار کا انتظار کرتا تہا کسی نی عرض کیا کہ یہ وقت
انتظار کفش کا نہین جواب دیا کہ اسیوقت تہوڑی دیر مین کہو گے کہ مہابت جنگ ایسا گہبرایا کہ
جوتی کی بہی خبر نہ رہی تا آنکہ کفش بردار حاضر ہوا اوسوقت ہاتھی پر سوار ہوا مرہٹہ کی سردار کا کام
آخر ہوا مہابت جنگ نے مصطفی خان کی خبر پوچہی لوگون نی کہا کہ تعاقب مرہٹہ مین روانہ ہوگیا
اور کہہ گیا ہی کہ حضور سوار ہون اوسوقت مہابت جنگ نے باستقلال تمام بہاسکر کا سر دیکہکر

حکم شادیانہ بجانے کا صادر فرمایا اور بعد تنقیح ہو جانی کشتہ ہونی بہاسکر کی تعاقب پر رخ کیا کٹوہ پر
برابر چلا گیا مگر کہین مرہٹہ کا سراغ نپایا اسکا سبب یہ ہوا کہ جب مصطفی خان نے بہاسکر وغیرہ سرداران
مرہٹہ کو عہد و پیمان سی مطمئن کر کے چاہتا تہا کہ دام بلا مین پہنساوے ہر ایک اسکی جعلی باتونین
آکر ملاقات کو ہمراہ ہوئے مگر ایک سردار رگہوگائی کوار نے ہر چند مصطفی خان و علی قراول سے لے
اسکو بہی تقیر سے دسیئے کہ مہابت جنگ کی ملاقات کو چلے مگر وہ نہ آیا اور مع اپنے گروہ کے باز رہکر کہا
کہ جب بہاسکر وغیرہ ملاقات کرکے واپس ہونگے صبح کو بندہ بہی کامیاب ملازمت ہوگا پس بمجرد
انقلاب اس واردات کے وہ مع اپنے ہمراہیون اور بنگاہ بہاسکر کے چلدیا اگرچہ اثناے راہ
مین صدمہ مہابت جنگ سے محفوظ رہا مگر رعایا وغیرہ کے دست برد سے ضرر پہونچا بہر حال اُفتان
وخیزان حدود بنگالہ اور کٹک سے باہر نکل گیا اور مہابت جنگ مع لشکر وغیرہ کو صبح و شام اپنے
مرکز دولت کو آیا اور باطمینان تمام مشغول کاروبار ہوا اور اس خدمت کی عوض مین افزایش
تنخواہ سے سپاہ کو خوشنود فرمایا اور دس لاکہ روپیہ بطور انعام کے عطا کیا اور بادشاہ کو فتح مذکور
کی عرضی بہیجکر التماس کیا کہ اضافہ منصب اور خطاب ببر جنگی اور نوبت واسطے مصطفی خان اور نیز دیگر
رفقاے جانفشان مانند میر محمد جعفر خان جسنے تلوار کا زخم کہایا تہا اور فقیر اللہ بیگ خان اور حیدر علیخان
وغیرہ کے لئے عنایت ہو بر طبق التجا فرمان شاہی مشعر عطاے خلعت خاص اور جواہر اور خطاب شجاع الملک و اسپ
و شمشیر کے مہابت جنگ کے نام صادر ہوا اور مصطفی خان کو خطاب ببر جنگی اور نوبت او منصب پنجہزاری
اور دیگر اشخاص کو بہادری کا لقب عطا ہوا اور موجب خوشنودی کا واسطے سب کے ہوا —

مہابت جنگ اور مصطفی خان کی ناچاقی اور مصطفی خان کا مرشد آباد سے برآمد ہونا اور احترام الدولہ زین الدین احمد خان بہادر ہیبت جنگ سے لڑنا اور فتحیاب ہونا احترام الدولہ کا مصطفی خان پر

جبکہ مصطفی خان کا رتبہ نوکری سے بڑہکر سررشتہ ہمسری بلکہ برتری کو پہونچا تہا اور جمعیت و تشویش
افغان کی بلکہ بنگالہ اور مہابت جنگ کی سرکار مین ایسا اژدحام رکہتے تہے کہ کسیکو ایک افغان
سے بہی مجال نفس زدن کی نتہی ہر چند کہ ایک نفر انکا برابر ایک جماعت اونکے کی تہا مگر بسبب
استیلاے فرقہ مذکورہ کے کچہ بہی نتہا اور فی الحقیقت یہ قوم اپنی کثرت اور عقل کی قلت سے جنگل
اور پہاڑون مین درندون کی مانند دلیر ہوتی ہی بنا بر علی ذالک لہذا ذرا سی نان و نمک کا پاس نہین کرتی
ذرا سے استعداد پر آمادہ فساد و شر ہو جاتے ہین اور ادنی سی طمع پین سالہاے دیرینہ کا حقوق

بہوجاتے ہین خصوص اگر کوئی افغان مارا جاوے تو اوسکے انتقام مین نہایت سختی ہوتی ہین ہرچند
مدتین گذر جائین بغض و عداوت اونکے دل سے نہین دور ہوتی مصطفی خان ہرچند عقل سے خالی
نتہا مگر لالچی تہا دولتہاے بنگالہ کو دیکہکر ہمیشہ حسد مین رہا کرتا تہا یہانتک کہ استعداد جماعہ افغان کی بہی
اور مہابت جنگ کے مقابلہ مین برابر بلکہ اوس سے بڑہکر نظر آئے آتش دیرینہ مشتعل ہوئی اور
مہابت جنگ سے ایفاے عہد کیواسطے جو بروقت عرض واسطے دینے صوبہ عظیم آباد کے اقرار کیا تہا
مہابت جنگ نے اوسوقت تو بموجب مثل مشہورہ کے صاحب الغرض مجنون باولا ہوکر مقر ہوا
تہا اب بڑی فکر ہوئی کیونکہ اوسکا چہوٹا داماد احترام الدولہ بہادر وہان کا صوبہدار تہا جیا کہ حسن
بیان اور سحر سازی سے ایسے امر دشوار کو آسان کرے چند مہینے تقریری دلجوئی کرتا رہا لیکن جب
اوسکے کہ مستسقی کی پیاس اوس سے نہین بجہتی خان مذکور اپنی تدبیر مین رہا آخر کار آہستہ آہستہ بداخلاقی
پر کمر باندہی رفتہ رفتہ آخر محرم الحرام ۱۱۵۸ ہجری مین آمد و رفت دربار کی موقوف ہوئی اسکی وجہ
یہ ہوئی کہ مصطفی خان کے آنے سے دربار تقریر یوسف علی خان مرحوم کا بند ہوا یہانتک کہ مہابت جنگ
ظاہر مین اسکی دلجوئی کرتا اور باطن مین اسکے مدافعت کی تدبیر کرنے سے غافل نتہا چنانچہ ایکروز مصطفی خان
نے اور دل شاہ اور حکیم شاہ اپنے دونون رفیقون کے کہنے سے بموجب قاعدہ مستمرہ کے دربار پہنچا
خود بہی آنیکا ارادہ رکہتا تہا کہ وہ لوگ دربار مین پہونچ مجرا کر کے بیٹہے تہے یوسف علی خان بہی حاضر دربار
ہوا اور یہ حالات دیکہہ رہا تہا اوسکے زبانی ہے کہ سواے چند نفر کے اور کوئی شخص حاضر نتہا جب وہ
دونو آکر بیٹہے اور اونکے بیٹہتے ہی کسی خواجہ سراے نے محل سے آکر خبر دی کہ نواب بیگم کو کہ مہابت جنگ کی
بی بی تہی ظاہر کیا کہ ہیضہ ہوا اور اس خبر کے ساتہ قریب پہونچنے مصطفی خان کی خبر لگی مہابت جنگ محل مین
چلا گیا اور دل شاہ اور حکیم شاہ کو فرمایا کہ ٹہرو اسی حال مین ان دونون کو دولت سرا سے کوئی حرکت
ستو ہمہ احساس ہوئی تو سہم ہوا کہ شاید کچہہ مسلح لوگ محفوظ ہین تاکہ مصطفی خان کا کام تمام کرین یہ
خیال کر کے اپنے اپنے گہرونکو چلدئے اور راستہ مین مصطفی خان سے تمام سرگذشت کو بیان کر دیا خان
مذکور جو مدت سے متردد اور مہابت جنگ سے غیر مطمئن تہا فوراً اس صدا کے سنتے ہی اپنے ملک کو گیا مہابت جنگ
کو یہ خبر پہونچی فوراً شہامت جنگ بہادر کو بہیجا کہ ہر نوع اوسکی تسلی اور تصفیہ کر کے حضور مین لاوے
شہامت جنگ فوراً اوسکے پاس پہونچا اور راستہ مین ملاقات ہوئی پس شہامت جنگ نے ہرچند چاہا
کہ دم دلاسے سے رضامند کرین مگر وہ راضی نہوا اور اپنے مکان کا راستہ لیا اور وہان پہونچکر اپنے
رسالہ کو جو نو ہزار سوار و پیادہ سے تیار تہا متفق کیا اور باغی ہوکر استعفاے نوکری اور استدعاے

عطا سے تنخواہ کی مہابت جنگ نے شہامت جنگ کی توسل سے جو کہ سپاہ کی نزدیک معتبر تہا ہر چند چاہا
اوسکی وحشت دور ہو مگر کچھ سود نہوا بلکہ مصطفی خان نے خشونت آمیز کلام و پیغام میں شروع کر دی
مہابت جنگ اور شہامت جنگ اور صولت جنگ وغیرہ مضطرب و حیران ہو کر نہایت پریشان خاطر
ہوئے اوسکے تہور اور شجاعت سے تو بخوبی آگاہ تہے مالامال ملاحظہ کیے تہے لڑائی کے اسباب و کارخانے
ہونے لگے شہر مرشد آباد میں مہابت جنگ کی ملازمان دو لتخواہ جمع ہوے دارالامارۃ سے چھاونی تک
سپاہ و لشکر کے لوگ مانند صولت جنگ اور ثابت جنگ اور شہامت جنگ اور میر محمد جعفر خان
اور حیدر علیخان اور فقیر اللہ بیگ خان اور نور اللہ بیگ خان و عمر خان اور اوسکے لڑکے اور دیگر امرا
متفرق اور ہزاری وغیرہ برق انداز مانند فتح راو اور بخشی و جیدن اور نیز بہلیہ اور خاص برادر وغیرہ
مہابت جنگ کی حویلی کے گرد مسلح رات دن ہوشیار رہتے تھے اور شمشیر خان اور سردار خان آمد و رفت
دربار کی کیا کرتے ظاہر میں مہابت جنگ اور باطن میں مصطفی خان سے ملکر دونو کو خوش رکھتے تہے مہابت جنگ
بھی بنابر عدم اعتماد فرقہ افغان سے بخوبی آگاہ ہو کر ظاہر سے تالیف قلوب سرداران مذکور کی کیا کرتا
اور مہابت جنگ عجب دغدغہ میں تہا اول یہ کہ مصطفی خان کی اصلاح چاہتا تہا اور بنابر ملاحظہ خدمتگزاری
اور اوسکی جانبازیوں کے مفارقت بہی گوارا نتہی اور لڑنا بہی امر دشوار تہا کیونکہ مخلصان شجاع اوسکے
رفیق تہے ایکروز چاہا کہ بموجب گذشتہ کی تمنا مع سراج الدولہ کے اوسکے مکان پر جاوے بلکہ پالکی طلب
کر کے سوار ہونا چاہتا تہا کہ اوسکے بہتیجوں نے مانند شہامت جنگ اور صولت جنگ اور نیز دیگر ہوا خواہ
مانند میر محمد جعفر خان اور حسین قلیخان بہادر اور فقیر اللہ بیگ خان وغیرہ نے نہایت مبالغہ سے مانع ہو کر کہا
کہ اب وہ باتیں باقی رہیں اب مصطفی خان کو ملک گیری کا دعوی ہے حضور کے زوال میں اپنا اقبال
چاہتا ہے پس اگر عزم جزم تشریف بری کا ہے اول ہم لوگوں کو ذبح کر ڈالئے بعدہ اوسکی گھر کی طرف قدم اٹہائیے مہابت جنگ
نے بسبب کثرت التماس یہ خیال کر کے فسخ عزیمت کی اس عرصہ میں رحیم خان نام مصطفی خان کا ہمراہ اول
بحسب تقدیر اوسکی رفاقت چھوڑ کر مہابت جنگ سے آملا اور شمشیر خان اور سردار خان بہی اپنا عروج
مصطفی خان کے اخراج میں چاہتے تہے لہذا مہابت جنگ کے رفیق ہوے مصطفی خان نے مرشد آباد
کی لڑائی اسی وجہ سے مناسب نہ سمجہی یا بحسب تقدیر پرواہ گواہی نہ کی بہر حال مصطفی خان نے صوبہ عظیم آباد
کا حاصل کرنا سہل سمجہکر اوس طرف کی عزیمت کی اور مہابت جنگ نے اوسکا یہ ارادہ غنیمت جانا مصطفی خان
نے اپنے وکیل کو مع فرد حساب مشاہرہ خود مع سپاہ وغیرہ کی خطاب خواہ بدون دینے تصحیح اور
موجودات کے بہیجکر درخواست عطا سے مبالغ مذکور کی مہابت جنگ نے بلا تامل بطور صدقہ رد بلا کے

سترہ لاکھہ روپیہ بہیجدیا اور مصطفی خان سنے اپنے آدمی بہیجکر چودہری سے گاڑی وغیرہ باربرداری منگواکر اسباب
لدایا اور تاریخ معہود کو کوچ کیا جب مرشدآباد سے دور نکل گیا شہر والون کے جان مین جان آئی مہابتجنگ
نے رحیم خان کی دلجوئی قرار واقعی کی اور شمشیر خان اور سردار خان کو بھی مشمول عاطفت فرماکر خوشنود
و مطمئن کردیا اور باوجودیکہ دل شیر خان برادر مراد شیر خان خواہرزادہ کہتر شمشیر خان اور الف خان
داماد سردار خان کی مصطفی خان کے رفیق ہوے مگر اسکا ذکر جب عقل مین آتا مہابت جنگ کہتا کہ یہ اونکی
جہل جوانی ہی جب مصطفی خان نے راج محل پہونچکر بعض توپین اور ہاتی جو وہان تہے مع سازوسرانجام
منتخب کرکے لیے اور صاف باغی ہوگیا — مخفی نہو کہ جب مصطفی خان نے ایفاے عہد مین مہابت جنگ
کا حیلہ دیکہا تہا اپنے بہائی چچازاد عبد الرسول خان صوبہ دار کٹک کو باہمی رفاقت کیواسطے بلایا تہا
لہذا عبد الرسول مذکور نے مسمی داوود خان افغان کو نائب اپنا مقرر کرکے مع اپنے رسالہ کے مصطفی خان
سے آملا — اسکا باپ عبد النبی خان شیعہ مذہب محمد اعظم شاہ خلف عالمگیر اورنگ زیب کا رفیق
تہا میر عبد العزیز جو کہ سادات سمانہ مضافات صوبہ لاہور سے تہا اور سرکار مہابت جنگ کی رسالہ دارون مین
منجملہ افواج متعینہ کٹک کے ہمراہ تہا مورخ سے نقل کرتا تہا کہ عبد النبی خان ہمارا ہم وطن ہمراہ تہا
جسوقت کہ مصطفی خان نے داعیہ مخالفت کیا ایکروز خلوت مین بندہ سے کہا کہ سید صاحب کو خبر ہوگی
مصطفی خان کو داعیہ گمراہی ہوا ہی بندہ عجب مخمصہ مین گرفتار ہی اگر مصطفی خان سے شریک ہو برخلاف
رسم اپنے خاندان کے نمکحرام ہوتا ہون اور اگر مہابت جنگ کا رفیق ہوا آشنا دیگانہ کی طعنہ سننا
پڑینگے لوگ کہین گے کہ مہابت جنگ کی رفاقت مین دولت وآرام پاکر بیٹھہ رہا جسکے بدولت
اس رتبہ کو پہونچا اوسکا ساتہ نہ دیا — کیا خوب ہو کہ قبل اس حادثہ کے حضرت ملک الموت تشریف
لاوین تاکہ دونو ندامتون سے رہائی پاؤن اور پنجشنبہ کے روز قدم شریف مزار پر جو کٹک مین ہی
جاکر یہی دعا کی اور بلاناغہ روز پنجشنبہ کو یہ معمول ہوا تاآنکہ دعا مستجاب ہوئی اور قبل شروع مخالفت
مصطفی خان کے ایک عارضہ مین مبتلا ہوکر پنجشنبہ کے روز روانہ ملک عدم ہوا اور اوسی قدم شریف
مین مدفون ہوا — اور واسطے زیارت قبر اوسکی کے کہ روز پنجشنبہ معین ہوا تہا الی الآن موقوف نہین
ہوا ہی — القصہ جب مصطفی خان نے ترک رفاقت مہابت جنگ اختیار کی اور عبد الرسول خان جو زور
بازو ہی برادر تہا رفیق ہوا مہابت جنگ نے کٹک کو اپنے نائب سے خالی پاکر راجہ دولبہ رام پیر راجہ
جانکی رام کو جو پیشتر عبد النبی خان کے عہد سے اوس صوبہ کا پیشکار رہتا اور اسکے بعد عبد الرسول خان
کی بہی نیابت مین اوسی عہدہ پر بحال رہا صوبہ داری کٹک پر مقرر اور منصب سہ ہزاری اور پالکی جہالر دار

اور دو ہزار سوار کے رسالہ سے سرفراز فرمایا اور سند بھی لکھدی صابت جنگ نے اپنی چہوٹی داماد
زین الدین احمد خان کو بہت پیار کرتا تھا لہذا اوسکو لکھا کہ مصطفی خان سے لڑنا نچاہیے بلکہ لازم ہے بہت
جلد دریائے گنگا کو شتابی طرف سے میرے پاس چلے آؤ اور جو احتیاج ہو باتفاق ہمدیگر مدافعہ
مصطفی خان کا کرینگے اور جو تن تنہا لڑوگی مفت لقمہ اجل کے ہوگا اور کچھ حاصل نہوگا۔

آنا ہیبت جنگ کا سرکار ترہٹ سے عظیم آباد مین و میدان باغ جعفر خان مین مقیم رہنا اور مصطفی خان سے لڑکر فتحیاب ہونا

اس نفاق کی خبرین کہ درمیان مصطفی خان بہر جنگ اور صابت جنگ کے درمیان مین واقع تہین
برابر ہیبت جنگ کو پہونچا کرتی تہین جب اوسکے عزیمت کی خبر بعزم ترود سنی اور نیز صابت جنگ کی
تحریر مشعر عدم ہنگامہ آرائی صادر ہوئی ہیبت جنگ نے رفقاے دولتخواہ سے صلاح کی ہر ایک
نے حسب مرضی کہنا شروع کیا اکثرون کی رضا یہ ہی ہوئی کہ بموجب تحریر صابت جنگ کی تعمیل ہو
کیونکہ مصطفی خان سے فتحیابی ناممکن تہی مصطفی خان کی ہمراہ چودہ پندرہ ہزار سوار جرار ملازم اور
غیر ملازم اوسکے ہمراہ تھے اور وہ لوگ سیکڑون حرب و ضرب مین دست زور دکھلا چکا تہا اور مصطفی خان
بذات خود نہایت دلیر اور شجاع اور تجربہ کار اور قواعد رزم و پیکار سے خبردار تہا تیر و شمشیر مین وہ
دست زور تہا کہ توپ بندوق کی حاجت نتہی مگر اوسکے ہمقوم بندوق ہمراہ رکہتی اور بروقت مناسب
سوار خواہ پیادہ ہوکر سر کرتے تہی علاوہ اسکے پچاس ضرب توپ اور ڈیڑہ سو سے زیادہ ہاتھی وغیرہ
تہا خلاصہ یہ ہی کہ جملہ سامان رزم و سپاہ و توپخانہ وغیرہ نہایت درستی مین تہا کہ اوسی زمانہ مین اکثرونکی
پاس ویسا اسباب و سامان نتہا اور ہیبت جنگ کی پاس بہمہ جہت تین ہزار سوار اور چہ ہزار پیادہ
تفنگچی سے زیادہ نتھے انہین بہی بعض سیر و نجابت مین متعین اور کسیقدر ہمراہ رکاب تھے اور بعض رفقاے
احترام الدولہ کہ شجاعت اور دلیری مین بے نظیر تہے مانند مہدی نثار خان مورخ کی چچا نے عرض کیا کہ ہر
امر مین مشیت ایزدی ضرور ہے بیش و کم پر موقوف نہین خدا معلوم کسکی حصہ مین فتح و شکست ہے
بموجب آیہ کریمہ کہ کما قال اللہ تعالی عزوجل کم من فئة قلیلة غلبت فئة کثیرة باذن اللہ بیدل کا ولولہ
کہون رہتا ہے بہتر ہی کہ بعزم رزم ہو دیکہین کسکو دکہ سے جانبی ہوتی ہی تقدیر کسکی سرنوشت
کو روتی ہی ہیبت جنگ چونکہ نہایت غیور اور صاحب شعور تہا عازم جنگ ہوکر ترہٹ سے کوچ فرمایا
اور برابر آتے تھے آئے جعفر خان کے باغ مین آٹھرا عبد العلی خان بہادر اور نیز دیگر معززان شہر نے

مانند عقیدتمند خان بہادر برادر عمدۃ الملک امیر خان وغیرہ منصبدار انکی ملاقات کو حاضر ہوے ہیبت جنگ
نے ہر ایک سے اخلاق کمال ظاہر فرمایا اور سرانجام اسباب اور فراہمی سپاہ مین ساعی ہوا
فایز علی خان بخشی تہا لہذا احمدی نثار خان اور عبد العلی کو تالیف قلوب جماعہ داران اور جواب و
سوال سرداران سپاہ پر مامور فرمایا احمد خان قریشی نبیرہ داؤد خان مشہورہ اور شیخ جہان یار
اور شیخ حمید الدین اور شیخ امیر اللہ اور کرم خان اور غلام جیلانی خان اور خادم حسین خان اور
راجہ کیرت سنگہ اور راجہ رام نراین وغیرہ رفقا سے خیر اندیش کو مامور کیا کہ اتنے جوانان جنگجو براق
و خوش اسپ کی بہرتی کی جاوے اسکے بعد بدرقہ لاچاری جیسے حاضر ہوں مقرر کرین اور
زمینداروں کو بھی طلب کیا ازانجملہ راجہ سندر سنگہ مع اپنے ملازمین کے اور نامدار خان زمیندار پرگنہ
ترہٹ مع اپنے برادران جانفشان کے اور سردار خان اور کامگار خان اور نصرت خان سارہ سیرہ
کے کہ وہ بھی برابر ہمراہیان سندر سنگہ کو تہا اور بشن سنگہ زمیندار سرس کنبہ اور پہلوان سنگہ اور
تو ہد سنگہ برادر زمینداران پرگنہ ترہٹ اور جلین پور کے اور ہر با سنگہ زمیندار ارول وغیرہ کے حاضر آنے
تہوڑے عرصہ مین چودہ پندرہ ہزار سوار و پیادہ علاوہ پہلے ملازمین کے مقرر و معین ہو گئے اب
دولتخواہوں کی صلاح کے بموجب یہ رائے ہوئی کہ میدان مین بدون سنگر کے مصطفی خان سے
عہدہ برائی ہوگی لہذا حکم ہوا اور بیلدار وغیرہ طلب ہوئے جعفر خان کے باغ کے برج سے سنگر کی آغاز
ہوئی اور جہان پر کہ دریا کے پانی کی حفاظت کو شہر عظیم آباد کے خارج پر سد بنائی گئی تہی وہان تک سنگر
بنائی اور سنگر کے باہر بہت گہرا خندق اور اوسکی مٹی سے سد باندہکر قلعہ تعمیر کر لیا اور اوسکے برجون پر
توپین چڑہا دین اور ایک برج سے دوسرے برج تک ایک نہ ایک جماعہ دار کی حفاظت ہوئی اور
فوج کی سرداری چند آدمیون کو مقرر ہوئی اور چند جماعہ دار اوسکے ماتحت کر دیے اول عبد العلی خان
بہادر مورخ کے خالو دوم احمد خان قریشی سوم راجہ کیرت چند دیوان خالصہ رائے رایان چہارم
راجہ رام نراین پنجم خادم حسین خان ششم ناصر علیخان وغیرہ سنگر کے پیچہے مع اپنی اپنی جماعت کے اقامت
گزین ہوئے اور خیمہ اور بنگاہ لشکر کے پیچہے برپا ہوے اور روز و شب انتظار مصطفی خان کا ہونے لگا
مورخ مع اپنے چہوٹے بہائی علی نقی خان کے تین مہینے اس سے پیشتر غرہ ذی قعدہ الحرام ۱۱۵۸ ہجری
کو شاہجہان آباد سے بموجب حکم اپنے والد کے واسطے انصرام شادی کتخدائی کے عظیم آباد پہونچکر
ماہ محرم ۱۱۵۹ کو اپنے خالو کی لڑکی سے کتخدا کیا گیا اور ہم اس ماہ صفر کو صاحبت جنگ کے لشکر مین
آکر شریک عبد العلیخان اپنے خالو کا ہوا اور نقی علیخان اپنے چچا مہدی نثار خان کی رفاقت مین گیا

ہیبت جنگ مین وارد ہوا اوسکے ہمراہی مین زیادہ سو سوار سے نتھے اور مورخ بلا علاقہ نوکری کے
بپاس آبرو اور نیز محبت خان اور عزیزان دیگر کے ۱۹ برس کے سن مین مہابت جنگ کا رفیق ہوا۔
الغرض ہیبت جنگ نے دروازہ ہاے شہر اور بعض بروج پر لوگ تعنات کر دیے تا کہ کوئی شخص
اسکے لشکر کا مغرور ہو کر شہر مین نجاسکے اور نیز مصطفی خان کی رسائی بھی نہو اور نیز دریافت مافی الضمیر
اور اتمام حجت کو دو تین آدمی برسم قاصدی تعنات کیے اونمین ایک حاجی عالم کشمیری جو آخر مین حاجی
محمد خان کے لقب سے سرفراز ہوا اور دوسرے مولوی تاج الدین جسکی اصل صوبہ اودہ سے تھی
اور عمدۃ الملک کے طرف سے سیف خان کے مدرسہ کہ ہین جو لب دریا قلعہ کے متصل مغرب کو واقع
اور جاے فضا ہے مقرر اور وظیفہ پاتا تھا اور ایک شخص جسکی یاد نہین رہی غالبا ملک محمد خان دیوان صوبہ
کابل کے خاندان کا چشم و چراغ تھا بہر طور یہ لوگ مصطفی خان کے پاس جاکر پیغام رسان ہوے کہ اگر آپ کا
مرشد آباد سے حرکت کرنا بسبب ترک رفاقت مہابت جنگ کی ہو چونکہ حقوق خدمت ہمارے تمھارے
ذمہ ہین برسم مہمان خانہ افروز ہو جیے جو کچھ سامان اور باربرداری کی حاجت ہوگی دو تین روز مین سر انجام
کر دیا جاوے گا اور اگر کوئی ملال مہابت جنگ سے ہوا ہو اطلاع دیجیے کہ بندہ واسطہ ہو کر رفع
کدورت کرا دیوے اور اگر کوئی سند اس صوبہ کی حضور شاہی سے حاصل کی ہو دکھلا دیجیے کہ بدون
حرب و ضرب کے اب راہ لون اور جواب لیکر جلد معاودت کی یہ جواب لائے کہ نہ تو جانے کا ارادہ
ہے نہ مہابت جنگ سے عزم رزم و مصاف بلکہ ارادہ حاصل کرنے تمھارے صوبہ کا ہے اور جو سند طلب
کرتے ہو اوسکا جواب یہ ہے کہ جو سند سرفراز خان کی صوبہ بنگالہ کی سے لیتے ہین تمھارے چچا کے پاس تھی
وہی سند ہمارے پاس بھی موجود ہے دیکھا چاہیے مصرع تا درمیان خواستہ کردگار چیست —
اس جواب دینے کے بعد مولوی مذکور سے سوال کیا کہ مولوی جی صاحب اگر ایک طرف سے سنت
اور دوسری طرف سے رافضی سر پورش ہون اور یہی دونو فرقہ کی سرکوبی کی قدرت ہو پس اول
کس گروہ پر ہاتھ صاف کرنا ضرور ہے مولوی صاحب مطلب سمجھکر بولے اول کافرون کا قتل روا ہے
اور اہل قبلہ کو ہر چند رافضی ہین مگر قتل کرنا واجب نہین لیکن دلالت بخیر و مخالفت منا ہے مہلا مکن کا
مستحسن ہے ہاے مصطفی خان نے کہا کہ باعتقاد اور ارشاد ہمارے مشایخ کے رفض کفر سے بدتر ہے اول رفض
کو مٹھا چاہیے بعدہ کفر کو یہ کلام سنکر وے لوگ خاموش ہو رہے اور رخصت ہو کے وہان سے آن کر سارا
حال ہیبت جنگ کو پہونچایا یہ کلام جلتی ہوئی آگ میں روغن کا چہڑکاو ہو گیا یہ بھی شہرت تھی کہ
مصطفی خان نے ہر ایک شہر والون کے مکان ہر ایک اپنے سردار لشکر کو تقسیم و نامزد کر دیے تھے تا کہ بعد

فتح خیالی کی جو جس جگہ نامزد ہوا مع اپنے عیال و اطفال کے ساکن تہا۔ سوسخ نے نہایت مشوش ہوکر دیوان لسان الغیب
حافظ شیرازی میں فال دیکہی یہ شعر برآمد ہوا فرد۔ تو با خدای خود انداز کار و دل خوشدار ٭ کہ رحم اگر نکند مدعی خدا بکند
اور شکر اللہ ہے کہ اسیطرح پر سرگذشت ہوئی القصہ جب مصطفی خان مونگیر پہونچا عبد الرسول خان اپنے بہائی کو
مع فوج ہمراہی کے قلعہ مونگیر کی تسخیر پر مامور کیا حسن بیگخان قلعدار مع بند و قچیان محافظ کے کہ ساتہ حراست کے قیام
رکہتے تہے سرگرم مدافعہ ہوا مگر اسقدر کام اونکی نظر میں کچہ حقیقت نرکہتا تہا ننگے پاؤن ساتہ جماعت رفقا وغیرہ کے
قلعہ میں یورش کی اور لوگون کو باہر نکال دیا اور قلعہ کو چہین لیا لیکن تقدیر کو دیکہیے جبکہ عبد الرسول خان
قلعہ کے دروازہ پر کہڑا ہوا لوگون کو لڑائی پر تحریص کر رہا تہا کسی قلعہ والے نے ایک پتہر مارا اس سنگدل کا سر چور
ہوا شیشہ حیات کو ٹہیس لگی بادۂ روح بہہ نکلی اگرچہ فتح ہوگئی مگر اس حادثہ کی مکافات کا تدارک کیلئے قلعہ ہی پر بس نہ تہا
ہرچند بظاہر میں مصطفی خان نے ظاہرا کچہ استقلال کو ملایا مگر کمر قوت کمزور ہوگئی چار و ناچار وہان پر تین مقام کیے تعزیت میں نوبت نہ بجائی
جو تہے روز توپخانہ وغیرہ جو سامان ضروری تہا قلعہ مذکور سے لیکر آگے کی راہ پکڑی جب ہیبت جنگ کو اسکے نزدیک
آپہونچنے کی خبر ملی رات دن لشکر کی حفاظت میں مصروف ہوا اور مہدی نثار خان کو حکم دیا کہ رات دن گرد لشکر
گشت کرکے تالیف قلوب لشکر میں مصروف رہے تا آنکہ پنجشنبہ کے روز ۱۷۔ یا ۱۸۔ ماہ صفر کو سب لوگ طیار ہوکر
بیٹہے تہے کہ دو گہڑی دن نکلے پر مصطفی خان لشکر کے قرب آگیا اور باغہای انبہ کے درمیان میں سکونت کی اور فوج کے دو حصے
کیئے ایک حصہ بلند خان روہیلہ کی سرداری میں اور دوسرا اپنے ہمراہی میں لیا اور اون باغات سے نکلکر بلند خان
کو چند ستی میں بہیجا تا کہ اوسی طرف سے مخالفین کے لشکر اور لشکر کے عقب سے آوے اور ہیبت جنگ کے لشکر کی پشت پر آپہونچے
یہ تدبیر کرکے خود بہی اخیر لشکر سے کہ راجہ سندر سنگہ اور کیرت سنگہ وغیرہ اوسطرف محافظ تہے گہس جانے کا ارادہ کیا
بلند خان حسب الامر نخاس ہوکے جعفر خان کے بڑے باغ سے جہان بنجارہ قید ہوتے تہے نکلکر ناصر علیخان مجروح
اور اوسکے بیٹے سید علی اور مرتضوی خان کے داماد مرزا رمضانی سے جا بہڑا ناصر علیخان زخمی ہوکر بیکار ہوگیا اور
سید علی اور مرزا رمضانی جان سے گئے اور ناہر خان موانی زخمی ہوکر روبفرار ہوا اور بلند خان ہیبت جنگ کے
لشکر میں جا پہونچا اوسکے ہمراہی روہیلہ لشکر کی معموری دیکہکر لوٹ مار میں راغب ہوئے ادہر سے مصطفی خان
نے راجہ سندر سنگہ پر حملہ کرکے جماعت کثیر مانند غازیخان بابوزئی اور سندر سنگہ کے داماد وغیرہ کو میدان
ہلاک میں مار ڈالا سندر سنگہ چند نفر کے ہمراہی میں فوج مصطفی کی ازدحام میں جو چہہ سات ہزار سے کم نتہی
اوسکی تلاش کرنے لگا اور مصطفی خان کچہ بہی ادہر سے خبر نہوا آگے کو بڑہا بمجرد دخول لشکر کے ذوالفقار خان موانی کے
تیر باران سے کلہ پر اور راجہ کیرت چند کے پہلو میں زخم آیا اور بمجرد مجروح ہونے کے پیر اوٹہ گئے اور
لشکر میں عجب بے انتظامی کی بہگدر پڑگئی ہیبت جنگ کے روبرو میدان خالی پاکر مصطفی خان مع ہمراہیان

بسیار کے نمایان ہوا ہیبت جنگ ہاتہی پر سوار ہوکر چند آدمیون سے جو تخمیناً دو سو سوار اور ڈیڑہ سو پیادہ خاص
سردار تہے مقابل ہوا جملہ سوارون سے نامدار خان اور کامگار خان اور سردار خان ورستم خان مین مع اپنے ہمراہی
ایک سو سوار کے اور انہی سوار متفرق رسالہ میر بدر الدجی مخاطب بسیادت علیخان کے اور کتنے لوگ ملازم سرکار ہیبت
رکاب بنصرت انتساب کے تہے اور مہدی نثار خان مع نقی علیخان اور میر اکرام اور پانچ چہہ اور آدمیون کے مورچہ
مین شیخ حمید الدین حاجی لکہنو والے ہیبت جنگ کے بائین طرف گفتگو اور دلجوئی اسکی مین تہا کہ اس معرکہ نے رونق لی
کی ہر چند مہدی نثار خان نے انکو اور نیز شیخ محمد اسعد لکہنو والے کو سواری کیواسطے کہا مگر کسی نے نہ سنا مہدی نثار خان
اونہین پانچ چہہ آدمیون سے ہیبت جنگ کے بائین طرف کہڑا ہوگیا مصطفی خان نے پیوستے ہی لوگون کو اشارہ کیا کہ
دونو ہاتہ سے ہیبت جنگ کو پکڑ لیوین بلکہ آواز سے کہا کہ ہیبت جنگ یہی ہے زندہ گرفتار کرو حکیم شاہ نے مقابل مہدی نثار خان
کے آکر پیادہ ہوا اور مہدی نثار خان کے تین چار آدمی پاپیادہ ہوکر مقابل ہوے ہیبت جنگ کمال استقلال سے تیر زنان
ہوا اور کسی شخص کی معرفت عبد العلیخان کو مع فوج طلب کیا عبد العلی خان وغیرہ جو مصطفی خان کا جا پہونچنا جانتا
متحیر ہوا کہ لشکر کا قاعدہ نہین کہ سوار ہوون اور اپنی جگہہ سے متحرک جو جہان ہو وہین کی حفاظت مین مصروف
رہتا ہے ہیبت جنگ نے دوسرا پیغام دیا ہو جب مصرعہ پس ازان کہ من نمانم بچہ کار خواہی آمد اسی خبر سے
عبد العلی خان متحیر ہوکر سوار ہوا اور صاحب کتاب ہذا بہی چند نفر کے ساتہ ہمراہ تہا دیکہا کہ مصطفی خان شکست کہا کر
لشکر کے باہر گریزان ہوگیا اور ہیبت جنگ کی طرف سے بان اور توپ چل رہی ہین عبد العلیخان اس واقعہ سے سخت
نادم ہوا کہ ایسے وقت مجہسے کوئی خدمت نہ ہولی جا کہ اونہین چند ہمراہیون کے ساتہ مصطفی خان کی فوج پر
جو دور ہوکر بکمال استقلال شادیانہ فتح بجا رہی تہی جا گرے دوستان دلربا نے ممانعت کی مگر ضبط جو آیا ایک نانی
بیساختہ قدم اوٹہایا اوسوقت ہیبت جنگ نے ممانعت کی کہ آگے بڑہنے مین اس فتح خداداد کا قضیہ بالعکس ہوگا پس ٹہر کر شروع شکر گذاری
کیجیے لاجرم آگے نہ بڑہا اور پہر آیا اور مصطفی خان دو پہر تک استادہ رہا جو سپاہی وسکے ہمراہی ہین اکٹہے ہووین کئرون کو مجروح پایا اور
اور بعض معتمدون کے مارے جانے کی خبر پائی لہذا اوسوقت یورش موقوف کرکے اپنے خیمہ گاہ کو لب دریا
پر تہا کہ چلا گیا اور لشکر کے مقابلہ پر درختان انبہ مین توپین لگاکر گولہ اندازی شروع کی مصطفی خان
کے لشکر پر شکست کہانے کی یہ صورت ہوئی کہ جب ہیبت جنگ نے مصطفی خان کا لشکر مین پہونچنا
دیکہا زندگی سے مایوس ہوکر بڑے استقلال سے جنگ آور ہوا دست خاص سے تیر افگن تہا اور ہم
تفنگچیان خاصہ اور راجپوت میمن نے بندوق و شمشیر سے مصطفی خان کے سر راہ بند کردی اس عرصہ مین
حکیم شاہ کہ جوانان با نام نشان سے تہا اور جملہ معتمدان مصطفی خان مین فوق رکہتا تہا روبرو مہدی نثار خان
اور ابدال شاہ اور اسکے بہائی اور بعضے متہوران دیگر کے روبرو ہیبت جنگ کے زخم شمشیر و تفنگ سے

مارا گیا مصطفی خان نہایت نزدیک آگیا تہا کہ اوسکا فیلبان زخم تفنگ سے برروے زمین آیا اس واردات سے
مصطفی خان کو اضطراب ہوا کہ ایسا نہو اوسکا ہاتی گریزان ہو جہٹ سواری سے اوترکر پیادہ پا ہوا
تاکہ اسکے ہمراہ اور لوگ بہی جانفشانی کرین مگر اوسکے اوترنے کا سبب لوگون نے یہ سمجہا کہ شاید فیلبان سے
ہم آغوشی ہوئی فوج بہاگ نکلی دربہ لاچاری کو خود حضرت بہی پیادہ پا دوڑے مع ہمراہیون کی لشکر کے باہر آئے جب لوگون
نے پہنچایا تو ہوش مین آئے اور ایک نہایت عمدہ گہوڑا واسطے سواری کے حاضر لائے اور اوسپر سوار کیا چونکہ عین
ہنگامہ انقلاب اور وقت اضطراب تہا ٹہرنا مصلحت نہ سمجہا دور تر جاکر شادیانہ بجانے کا حکم دیا اور مقابلہ
پر استادہ کہڑا ہوا اور جسطرح کہ ذکر ہوچکا ہے ویسا ہی عمل مین لایا ادہر ہیبت جنگ نے مع تمام ہمراہیون
و افواج باقیماندون کے تمام رات دن حفاظت کی اطمینان کے بعد معلوم ہوا کہ راجہ سندر سنگہ تا بمقدور مع
اپنے ہمراہیون کے سرگرم جانفشانی رہا آخرکار مصطفی خان کی دستبرد سے آکر اپنے رفقا کو مقتول و مجروح دیکہ کر
راہی ہوگیا اور راجہ کیرت چند بہی اپنے راہ لگا اور بلند خان نے لشکر کے بازار اور بہنگاہ لوٹ لی سندر سنگہ
نے مصطفی خان کی فتح اور ہیبت جنگ کا مارا جانا خیال کرکے اپنی راہ لی اوسکے ہمراہ بشن سنگہ اور محمد جمال
اور نصر اللہ زمیندار پرگنہ سرس کہنہ اور ترار وغیرہ کے بہی چلے گئے اور جنہون نے مصطفی خان کی ضرب کہائی تہی
اکثر حصار عظیم آباد کے گہرون مین اور بعض دریا کنارے اور اپنون کے باغ مین جا چہپے نصف لشکر کی قریب مکانون
سے خالی ہوگیا بازار اور خیمون کے نشان تک نتہے جہانتک نگاہ کام کرتی کفدست میدان نظر آتا تہا لاچاری سے
شہر کے طرف لشکر جانب مغرب چہوڑ دیا اور مشرق کی طرف غنیم کے مقابل مین حفاظت ضرور جانی ہیبت جنگ
تمام دن مختصر خیمہ مین جو عبد العلی کے خیمہ سے تہوڑے فاصلہ پر نصب تہا قیام کرتا تہا اور رات کو عبد العلیخان کے
خیمہ مین شب باش ہوتا تہا عبد العلیخان اور مہدی نثار خان اور نیز موسخ اور اسکے رفیق وغیرہ اور ہمراہیان
عبد العلیخان اور اکثر مہدی نثار خان کے نوکر اور علی نقی خان یہ سب لوگ اسکی پاسداری کرتے تہے ایکرات
پٹہانون نے قریب لشکر پہونچکر بان مارے اور چاہا پہ مارنے کا ارادہ کیا مگر بیاوری اقبال مہدی نثار خان و عبد العلیخان
کی حسن سعی سے کچہ پیش نہ گئی انہون نے جہٹ پٹ سب کو ہوشیار کرکے حکم دیا کہ اپنی اپنی جگہہ پر خبردار
طیار رہو جب غنیم پیشقدمی کرے سزا دو تمام دن غنیم کی توپین چلا کرتی تہین گہوڑے آدمی جو لشکر کے
ہم لوگون سے دور رہتے مجروح اور ضایع ہوتے اور جو لوگ کہ دامن لشکر مین رہتے وہ محفوظ تہے پانچ دن تک
کامل یہی دار و مدار رہا ساتوین رات کو کہ آخر ماہ صفر کی چہار شنبہ کی شب تہی ہرکارون نے خبر دی کہ مصطفی خان
کل کوچ کریگا ہیبت جنگ نے لوگون سے مصلحت کی یہ رائے قرار پائی کہ مصطفی خان کو بجز جنگ کے کچہ منظور
نہین صبح ہوتے حتی الامکان آمادہ پیکار ہونا چاہیے جو مقدور مین ہے ہوگا اور یہ صلاح ہوئی کہ [illegible]

سابق مین مغلوب ہوے اوسی سنگر مین گرد بیٹھے اور جو محفوظ رہے ہین اونکو ساتھ لیکر جنگ کیطرف عبد العلیخان
بہادر کو مع احمد خان قریشی اور شیخ جہانباز اور خادم حسن خان اور سید عرب خان کو مقدمۃ الجیش کیا اور
جسونت ناگر اور نامدار خان راجہ سپاہیون کو مع اوسکے چارون بہائی اور کل اور رسالہ خاص اور مہدی نثار خان
اور شیخ حمید الدین وغیرہ کو اپنے ہمراہ لیا اور سب لوگ ہمراہ احترام الدولہ ہیبت جنگ بہادر کے ساتھ مقرر ہوے
اور راجہ کیرت چند اور راجہ رام نراین اور ذوالفقار خان وغیرہ جو پہلی مرتبہ منہزم ہوے تھے سنگر مین تعین کئے گئے
اول صبح کو ہیبت جنگ نے نماز پڑہ کر توکل باری اپنی پشت پناہ کر کے سواری کی و ناصیہ نیاز بر آستان خداوند
کریم پر رکھکے فتح وظفر اوپر دشمن کے کیتہ تھی عبد العلی خان کے ہمراہ ڈیڑہ ہزار آدمی اور ہیبت جنگ کے ساتھ
دو ہزار سوار یکہزار پیادہ اور کچہ تہوڑے سے بان اور دو تین ضرب رہکلہ جلو مین موجود ہوے مصطفی خان کے ہمراہ
سوار بارہ ہزار تہے اونسے جو سنگر سکہ دکہن کی طرف واقع تہی مع توپون کے بعزم سد روبرو روان ہوے مہدی نثار خان نے
عبد العلی خان سے کہا کہ پیشتر جا کے سد اسپر جلد پکڑا چاہئے ایسا نہو مصطفی خان وہان پہونچکر سد کی حفاظت مین
ہو اور ہمکو سد اونہین پا کر فتنہ برپا کرے عبد العلی نے منظور کیا اور مہابت جنگ کے روبرو سے جپ طرف راہی ہوا
اور ہیبت جنگ شارع عام سے عبد العلی کے عقب دست راست کو جہکے ہوے روان ہوے باہمدگر ایک گولہ کا فاصلہ تہا
عبد العلیخان مع دیگر رفقا اور نیز مورخ کے قریب سد مذکور کے نہ پہونچا تہا کہ مصطفی خان اوس سد کے میدان مین
عقب کی طرف داخل ہوا اور اوس جگہہ پر قابض ہوگیا توپون کو ہمارے رخ لگا کر گولہ افگنی شروع کی اور ہمارے
روبرو مرتضی خان خلف الصدق مصطفی خان مع جمعیت فراوان سد کی آڑ مین استادہ ہوا اور مصطفی خان
تنہا سد پر پہونچکر باغ جعفر خان کے سر راہ ہیبت جنگ کے مقابل ٹہرا دشمن کی فوج سے ایک تیر کا فاصلہ تہا تہوڑی
دیر مین بہت سے ہمارے ہمراہی مجروح اور مقتول ہوے اور اکثر سوارون کے گہوڑے ڈرے سوار پیدل ہوگئے عبد العلیخان
کے کسی رفیق کا گہوڑا گولہ سے گرا مورخ کتاب ہذا نے حسب التجا اپنے ہاتہی پر جگہہ دی جب ہاتہی اوٹہنے لگا
اوسکی کمر مین گولی لگی احتمال ہوا کہ عزیز مذکور پر آنکر گولی اوسکی کمربند مین ٹہنڈی ہوگئی اور نیز مورخ کے بازو کی
جیب مین گولی آلگی چہڑا اچہل گیا مگر ہڈی محفوظ رہی عبد العلی خان کے فیلبان نے دو گولی کہائین بیکار ہوگیا
عبد العلیخان نے اپنے خواص رحمان خان کو بجاے فیلبان کے بٹہلایا اور فیلبان مجروح کو دوسرے ہاتہی کے
ہودج مین لٹا دیا ایک عبد الله خان کے رفقا مین فتح الله نام ایک شخص بنا رستم شان اسفندیار زمانہ
باوجودیکہ خود مجروح اور بیکار ہوگیا تہا مگر عبد العلیخان کے باقیماندہ تفنگچیون کو ہمراہ لیکر اونکی بندوقین تیار
کر دیتا اور اون سے فیر کراتا تہا نہایت نازک وقت تہا اکثر لوگ نکل گئے عبد العلیخان اور احمد خان قریشی
اور شیخ جہانباز اور خادم حسن خان ہر چہار سردارون کے پاس قریب تین سو سوار کے رہگئے باقی کل

جمعیت چلی گئی اوسوقتین عبد العلی خان نے ہیبت جنگ کو پیغام دیا کہ ہمپر وقت تنگ ہے بے مدد و پیشقدمی
نہین ہو سکتی اگر آپ جنبش کرین ہماری پشت گرمی ہوتی ہے ورنہ جو گذرتا ہے وہ ہمپر گذریگا الا لڑائی کا
انتظام بہی برہم ہو جائیگا ہیبت جنگ چاہتا تہا کہ اقدام کرے مگر حاجی احمد اوسکا باپ اوسکو مانع ہوا اور ہلوگ
یہ خبر سنکر نہایت مایوس ہوے مدد ایزدی سے رجوع کیا اسی ضمن مین مصطفی خان کا نشان بردار ہاتھی عقب
سد سے برآمد ہوا یقین ہوا کہ غنیم کا حملہ ہوا چاہتا ہے واہ واہ قدرت ایزدی دیکہیے کہ اوسیوقت مرزا فتح اسد نے مع تفنگچیون کے پہونچکر بارہ
ماریجا ایک گولی نشان بردار پر پہونچی اوسکا کام تمام ہوا دو گز سے مع نشان اوچہل کر جا گرا اوسوقت مورخ ہذا کی زبان
سے نکلا کہ وہ مارا — چار پانچ سرداروں نے دلیر ہو کر ہاتہیون کو بڑہایا اور سد سے گذر کر مرتضی خان کی فوج
سے کہ سامنے تہی جا ٹہرے اسی عرصہ مین ہیبت جنگ نے عبد العلی خان کی راے اور اوسکا پیغام مذکورہ پسند
کیا بدون حاجی مرضی والد کے اقدام کر گیا پیغامبر کے واپسی کے بعد تہوڑے سے عرصہ مین ہاتی کو پیشقدمی پر لایا ہیکل
وغیرہ بہی ہمراہ لیے گولہ اندازون نے راہ چلنے مین بہی بہار شروع کی ہمارا حملہ اور ہیبت جنگ کا پہونچنا غنیم
کے سر پر ایک ہی وقت پر ہوا ہمارے رفقا اور مرتضی خان سے ہنگامہ رزم گرم تہا چالیس آدمی جرار غنیم
کے ہمارے روبرو مارے گئے تہے کہ یکایک مدد غیبی نے اپنا کام کیا بموجب اس آیت کے تعز من تشاء وتذل من
تشاء ہوا بدلی مغربی سے مشرقی ہوئی ہیبت جنگ کے کسی پیشقدم کی گولی مصطفی خان کی چشم راست
مین جا پہونچی اور وہ بن گوش سے نکل گئی مردہ کی طرح سے ہاتہی پر لیٹ گیا رفیقون کو یقین ہوا کہ یہ تیرہ باطن
جہان گذران سے چشم پوشی کر گیا اس چشم زخم سے ہر ایک کی شورش شدید کی دور ہوئی طرفۃ العین مین بہاگ نکلے
مرتضی خان نے جب باپ کا یہ حال مشاہدہ کیا ہوش وحواس گم ہو گئے مصطفی خان نے چونکہ بڑا بے ادبی حضرت
امیر المومنین علی علیہ السلام اور محبان آنجناب تصور کی تہی اوسکے باعث سے اس سزا کو پہونچا اور جو کچہ کہ
دیکہا خوب دیکہا ہیبت جنگ اور عبد العلیخان وغیرہ سرداران منصور نے شکر گذاری باری کی احترام الدولہ
نے حکم نوبت صادر کیا آہستہ آہستہ تعاقب کرنا اختیار کیا چونکہ غنیم کے ہمراہ ناموس بہی تہا پٹہان لوگ بلا اضطراب
کمال استقلال سے ہر ایک کو فراہم لئے جاتے تہے اگر گاڑیان پیچہے رہجاتین دو تین ہزار جرار کہڑے ہو جاتے جب وہ دور
آگے کو نکل جاتین یہ بہی روانہ ہوتے ہیبت جنگ اور حاجی احمد نے تاکیدی حکم دیا کہ تعاقب مین شتابی
نکیجاوے حتی کہ دوپہر مین ایک کوس تعاقب ہوا بعد اذان قیام کیا معلوم ہوا کہ مصطفی خان زندہ ہے اور
تالاب ایلٹی پر اقامت گزین ہوا بعد افاقہ کے پوچہا کہ کیا ماجرا ہوا جب اس معرکہ سے خبر پائی بخت
واقبال کی ناساعدت پر حیف کیا ہیبت جنگ کی خیمہ مین پہونچتے ہی مبارکباد کی نذرین گذرین
ہر ایک حسب خدمت مورد الطاف و آفرین ہوا اور مورخ کو آغوش مین لیکر تمام رات خیمہ مین رکہا

صبح مصطفی خان کی کوچ کی خبر پائی خود بہی سوار ہوا تا لاب امیٹھی مین پہونچکر خیمہ زن ہوا اور مصطفی خان
نوبت پور پہونچا اسیطرح سے محب علی پور تک تعاقب ہوا تہا کہ مہابت جنگ عظیم آباد پہونچا رگہو بہوسلہ
کی نکلنے کی خبر بموجب طلب مصطفی خان کی سُنی پس ہیبت جنگ کو لکہا کہ احوال اسطور پر ہی اگر خدا نخواستہ
مصطفی خان اور مرہٹہ متفق ہو گئی مدافعہ مشکل ہوگا پس نہ مجہہ مین اتنی طاقت اور نہ تم مین اتنی وسعت
بہتر یہ ہی کہ چونکہ الحال وہ مغلوب ہی تم اوسکی مدافعت مین رہو اور ہم مرشد آباد کو معاود ہو کر کسی تدبیر سے
مرہٹہ کو متوقف کرین ہیبت جنگ نے اس خبر کو سُنکر لشکر کی سرداری عبد العلیخان کو سپرد کی اور کہدیا کہ
جو مناسب جانو عمل کرو اور خود وقت شب عبد العلیخان کی پالکی مین سوار ہو کر اور بہت سے کہار ہمراہ
لیکر شبا شب راہ طی کرکے صبح ہوتی مہابت جنگ کی پاس پہونچا اور چند منزل سکے آنے کا وعدہ لیکر
بطریق ضمان سراج الدولہ کو ہمراہ لیکے اپنے لشکر کو آیا مہابت جنگ بہی دو ایکروز کے بعد پہونچا اور
مصطفی خان کی تعاقب مین قصبۂ زمنیا تک جو کہ غازی پور کے مقابل لب گنگا واقع ہی اور صفدر جنگ
کے عمل کی سرحد ہی گیا اور قصبہ مذکور کو تاخت و تاراج کرکے معاودت کی مصطفی خان نے قصبہ چنارہ
مین جو قلعجات مشہورہ ہند مین سے ہی جاکر تیاری لشکر اور اسباب سلاح وغیرہ مین ساعی ہوا اور
ہیبت جنگ اور مہابت جنگ باتفاق ہمدیگر عظیم آباد کو معاود ہوی وہان سے مہابت جنگ بارادۂ انسداد
مرہٹہ عازم مرشد آباد ہوا اور ہیبت جنگ شہر عظیم آباد مین متوقف ہو کر تالیف رعایا اور فراہمی
سامان حرب اور اجتماع لشکر مین مصروف ہوا۔

جانا مہابت جنگ کا مرشد آباد اور توقف کرنا مرہٹون کا بردوان مین اور انجام واسطے مصطفی خان اور ہیبت جنگ کی فتح پانا

مہابت جنگ جعفر خان کی باغ مین بعض امور ضروریہ کے واسطے دو تین روز مقیم رہا اور منعم علیخان نام ایک شخص کو جو کہ ٹہرا زبان
آور تہا برسم رسالت رگہوجی بہوسلہ کی پاس بہیجا اور خود متعاقب اُسکے مرشد آباد جا پہونچا اور رحیم خان
جماعہ دار عمدہ و معتمد اپنے کو ہیبت جنگ کی رفاقت پر مقرر کیا رگہوجی بردوان پہونچا تہا کہ منعم علی خان نے
ملاقات کی اور پیغام مصالحہ کا ذکر شروع کیا رگہو نے اس پیغام صلح التیام سے مغلوبی اور مسلوب الحواسی مہابت جنگ
کی سمجہکر بدین قرار پیغام دیا کہ اگر تین کڑور روپیہ پیشکش کرے البتہ مصالحہ منظور ہی اور مہابت جنگ نے
بمقتضاے وقت ہان ہون مین چند روز ٹالی سلسلہ تقریر مین ایسا اولجہایا کہ حرکت کی مجال
نہو سکی ڈہای مہینے اسی رنگ مین قطع ہوی جب ہیبت جنگ کی فتح و نصرت کی خبر گوش زد ہوئی شکر
آلہی بجالایا اور رگہوجی کو صاف جواب دیدیا تفصیل اس اجمال کی عنقریب صفحۂ آیندہ مین

کمال فصاحت سے لکہتا ہون۔

مصطفی خان کا پرگنات سرکار شاہ آباد مین پہونچنا اور ہیبت جنگ سے لڑائی قصبہ کرہنی مین اور ہیبت جنگ کی فتحیابی

احترام الدولہ بہادر ہیبت جنگ آخر جمادی الاول کو کہ پایان گرمی اور شروع برشکال تہی مصطفی خان کی عزیمت سنکر شہر عظیم آباد سے برآمد ہوا اور اسلحہ حرب کو آراستہ کرکے گوشمالی اوس بد مآل کو عازم ہوا اور مصطفی خان نے اپنی قوم کو قصبہ چھاڑہ مین فراہم کرکے جو کچہ روپیہ تہا خرچ کیا جب دیکہا کہ موسم برسات سر پر آگیا اور رگہو بہی آپہونچا اپنے تئین صوبہ عظیم آباد کے حدود مین بابو اودیت سنگہ اوجین مالک جگدیس پور کی حدود مین جو کہ ہیبت جنگ کا بڑا مخالف تہا پہونچایا اور خیال کیا کہ اگر ہیبت جنگ نے آکر فتح پائی مدعا حاصل ہوگا اور اگر ہار گیا مراد ملی قصہ گیا کیونکہ اب سپاہ نوکر رکہنے کی طاقت نہ رہی تہی اور اگر ہیبت جنگ نے توقف کیا تو پہر دریاے سوہن کی طغیانی سے عبور دشوار ہو جائیگا پس وہان کے زمیندار بدکار سے ملک سرکار شاہ آباد کسیقدر روپیہ تحصیل کرنا ہوگا اور جماعہ سپاہ کو کسیقدر روپیہ کے طریق کے طور پر دیا جاویگا بعد انقضاے برسات رگہو کو موافق کرکے لڑونگا۔ ہیبت جنگ نے نور باطن سے اس تیرہ اختر کی مافی الضمیر پر آگاہی پائی کچہ فرصت نہ دی تیرہ چودہ ہزار سوار مع شیخ دین محمد جو شیخ مجاہد سربلند خانی کا بہتیجا اور جسکو سیف خان حاکم پورنیہ نے مہابت جنگ کی مدد پر بہیجا تہا اور نیز رحیم خان روہیلہ کی جسے مہابت جنگ چہوڑ گیا تہا عظیم آباد سے کوچ کرکے کو پور کے گہاٹ سے دریاے سوہن پایاب اوتر گیا اور دوسرے روز میدان کرہنی مین جو کہ جگدیس پور کے قریب ہے کسی جہیل پر اقامت فرمائی جو کہ لشکر مصطفی خان کا قریب تہا تمام روز و شب حفاظت رہی صبح ہوتے بعد نماز سوار ہوا حاجی احمد نے کہا کہ پہلے قاعدہ پر سنگر بنا کر لڑائی کیجاوے لیکن مہدی نثار خان وغیرہ رفقانے عرض کیا کہ اول ہم مغلوب وہ غالب تہا اب ہم غالب ہین اگر سنگر بنا کر جنگ آور ہون تو اوسکو فائدہ ہوگا نصف صوبہ سے زیادہ قبضہ مین لایا ہے آپ کی حکومت بہت کم رہگئی ہے دوسری برسات مین کیچڑ دلدل جب ہوا تو کیونکر مدافعہ غنیم ہو سکے گا اگر اوسنے برسات گذاری تو مرہٹہ سے باہم ہو کر لڑیگا اوسکا انتظام کیا کرتے ہو ہیبت جنگ نے اس مراتب کو خوب سمجہکر عبد العلیخان بہادر کہ ہراول و مقدمۃ الجیش تہا حکم دیا کہ آہستہ آہستہ سنگر بنانے کے حیلہ سے اقدام کرکر لڑائی شروع کردے اخر الامر اسطور تعمیل ہوئی ایک گروہ لشکر کا پیشتر گیا تہا کہ غنیم کا نمود ہوا مصطفی خان نے فوج کے دو حصہ کئے ایک حصہ پر بلند خان کی سرداری ہوئی دوسرا حصہ خود بدولت کے زیر حکومت رہا ادہر سے توپین سر ہوئین ایک گولہ سربلند خان کے فیل سواری پر جا گرا اجڑوا گئے فوج مین سراسیمگی آئی مصطفی خان نے فوراً اپنی فوج ہمراہی سے جہٹ پٹ ہاتہیون کو ڈبٹایا اور سواران ہمراہی نے بہی گہوڑے پہینکے

مصطفی خان جم غفیر سے تیر باران و داؤد خان جو کہ ہمراہ توپخانہ تہا اُسکے سر پر آپہونچا جو کہ توپخانہ جلدی کی
ہمراہ سب سے پیشتر بڑہگیا تہا داؤد خان مع سترہ نفر اپنے بہائیونکے میدان کارزار مین مستقل ہوکر مردی کا
کام کرگیا ہمیشہ کی نیکی اپنے واسطے چہوڑ گیا داود خان کا حال دیکہتے ہی لوگ بیساختہ بہاگ نکلے مصطفی خان
نے اپنے دست چپ پر خادم حسین پر حملہ کیا خادم حسین اس زد و خورد مین مع پچاس ساٹہ نفر کے میدان مین
کام آیا جب عبد العلیخان نے فوج کو دیکہا کہ ابتر ہوئی جاتی ہے مع ہمراہ والون کے آگے بڑہا راستہ مین توپخانہ
کے بیل مسلسل پڑے تہے عبور مشکل تہا لاجرم اونکی ناتہہ اور رسیین کاٹ دین اور نکل گئے اسوقت مہدی نثار
خان مع پانچ چہہ نفر کے اور نقی علی خان تنہا یمین و یسار سے پہونچکر ہمارے شریک ہوے اور مورخ ہذا
عبد العلیخان کے ہمراہ تہے اور شیخ جانبار اور راجہ سندر سنگہ جو دست راست پر میمین اور میمنہ سے عقب
تہے دس بارہ سوار سے آپہونچے اور رحیم خان پندرہ سولہ آدمیون سے نیزہ بکف ہمارے یسار سے آموجود
ہوے بمجرد اس ہجوم اور ہمارے اور مصطفی خان کے متقابل ہونے کے خدا معلوم کدہر سے بندوق کی گولی
مصطفی خان کی چہاتی پر جا لگی اور قلب سے متصل ہوتی ہوئی پہلو سے نکل گئی جان نے رفاقت کی مگر اس
جان دہی کے باقیماندہ جو اوسکی پشت گیری سے گرم جنگ تہے ٹہنڈے ہوگئے اپنی راہ سدہاری حتی کہ
مصطفی خان کا لڑکا مرتضی خان باوجود سراپا شان و شوکت کے میدان جنگ سے نکل گیا اور ہیبت جنگ نے جو
فوج ہراول کی گریز سے مایوس ہوگیا تہا عبد العلیخان کا حال دریافت کرکے فتح و نصرت کی التجا درگاہ
خدا سے کرکے ہاتہی کو بڑہایا اور اخیر زمانہ داروگیر مین ہمارے پاس آپہونچا عبد العلیخان کو فتح مند میدان
مین دیکہکر ہاشم قلیخان داروغہ دیوان خانہ کو حکم دیا کہ مصطفی خان کے ہاتہی پر چڑہکر اسکا سر کاٹ لے حسب الحکم
تعمیل ہوگئی سر نیزہ پر چڑہا کر لاش کو عظیم آباد بہیجا تاکہ شہر مین تشہیر کرین اور عملۂ شہر کو دکہاکرین تا اونکو انکی عبرت
ہو پہر اور کوئی ایسا امر خیال مین بہی نہ لائے دفن کردین — میر محمد باقر مفتی شوستری تہے جو کہ سادات
شوستر اور زاہدان عصر سے کمال ورع اور تقوی مین تہا اس لڑائی مین کہا تہا اور اوسنے حسب
التماس مفہیان غیب سے عالم رویا مین دیکہا کہ جناب امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام اون افغان
پر کین کو شمشیر سے قتل فرماتے ہین اور پہر تہوڑی دیر مین نعرۂ اللہ اکبر کہہ کے اوسکی کمر دو پارہ کی جب یہ
خبر سنی کہ اوسکا سر آیا اور لاش ہاتہی کے پیر مین باندہ کر گہسٹوائی گئی اونہین میر باقر موصوف نے تعجب کرکے فرمایا کہ مین نے
تو اسیطرح دیکہا ہے دو پارہ ہونا چاہیے دو تین گہڑی کے بعد ہیبت جنگ کا حکم پہونچا
کہ اوسکی لاش کمر سے دو نیم کرکے ایک حصہ شہر کے جانب مشرق اور دوسرا مغرب
مین لٹکاوین آخر اسیطرح تعمیل ہوئی اور بعد مدت کے وہ دونو حصہ کہ بوسیدہ ہوگئے تہے

اوٹھاکر دفن کیے گئے

باقیماندہ رفقاے مصطفیٰ خان کا بیان اور دلشیر خان و الف خان و عیسیٰ خان و مرتضیٰ خان کا احوال اور معاملہ رگھو کا راجہ دولبہ رام سے اور اخیر سوال و جواب مہابت جنگ کا

مصطفیٰ خان کا لڑکا مرتضیٰ خان آخر وقت جنگ مین مع باقیماندون کے بمقتضاے بیت مشہور کی — تن زندہ و خندہ ہمکنان ÷ بہ از مردۂ گریۂ دوستان ÷ عمل کر کے چلا گیا اور بکری گھو مین پناہ لی اور عیسیٰ خان جو مرتضیٰ خان کا خالو اور مصطفیٰ خان کا سالا تھا کو دالی سے جبان پوشیدہ ہوا تھا گرفتار ہو آیا چند روز مقید رہا بعد ازان عطاے جامہ اور لباس اور کچہ زادراہ سے سرفراز ہو کر خلاص کیا گیا دلشیر خان خواہر زادہ شمشیر خان مراد شیر کا چھوٹا بھائی دو تین گولیان کھا کر بیہوش میدان مین پڑا تھا ہیبت جنگ طفلی سے اسکا قدرشناس تھا اپنے پالکی پر اوٹھالایا اور جراحون کو معالج کیا مگر اجل نے چھوڑا دو روز کے بعد زخم حیات کا اندمال ہوا اور الف خان داماد سردار خان مرتضیٰ خان کے ہمراہ سلامت نکل گیا ہیبت جنگ نے سجدہ گذاری رب قدیر کر کے مصطفیٰ خان کے خیمہ مین نزول فرمایا مبارکباد کی نذرین قبول فرمائین شام کے وقت عبد العلی خان کے خیمہ مین آکر مبارکباد فتح دی اور تحسین و آفرین کامل فرمائی چونکہ اس میدان مین اسباب نوبت اور نقارخانہ وغیرہ عبد العلی خان کے ہاتھ لگا تھا نواخت نوبت کا حکم دیا اور مہابت جنگ کے حضور مین مبارکباد کی عرضی بھیجی اور سے یہ بھی لکہا کہ حضور شاہی سے خان مذکور کو علم و نقارہ دلایا جاوے مہابت جنگ نے اس امر عظیم کے جلدو مین جو ہیبت جنگ اور عبد العلی خان سے سرزد ہوئی خلعت فاخرہ اور جواہرات اور شمشیر اور ہاتھی عنایت فرمائی اور جعفر خان کے باغ مین دونو شخص باتفاق تمام آداب گذار ہوے اور کورنش عنایات بجالا کر شان و شوکت جاہ و حشم سے اپنے گھرونکو روانہ ہوے اور بعد چند روز کے محمد شاہ بادشاہ کے حضور سے علم و نقارہ عبد العلی خان کو دیا گیا اسکے مرحمت ہوا ۔

آنا رگھوجی بہوسلہ کا کٹک مین اور مقید ہونا راجہ دولبہ رام کا قلعہ بارہ بہاتی مین اور میر عبد العزیز کا مقابلہ کرنا رگھوجی بہوسلہ سے

دوسری لڑائی مین جبکہ مہابت جنگ سے پہونچکر مصطفیٰ خان کے تعاقب مین شریک ہوا تھا شامت جہان کے لکھنے سے رگھو بہوسلہ کے کٹک مین آنیکا حال معلوم ہوا اسکا ماجرا یون ہے کہ جب عبد الرسول خان بسبب نا چاقی صحبت باہمی مہابت جنگ اور مصطفیٰ خان کے کٹک سے معزول ہوا اور اوسکی جگہہ پر راجہ دولبہ خلف راجہ جانکی رام جو وہانکا پیشکار تھا مقرر ہوا دولبہ رام سے موافق اپنے عقیدہ کے اکثر برہمن اور سناسیون کی ہم صحبت رہتا اور مسلمانون کی جماعہ دارون سے نہایت کراہیت رکھتا تھا اکثر اوقات برہمن اور سناسیون کی مصاحبت

اکثر اون سناسیون مین رگہو کی جاسوس تہے کہ اسکی سستی او بیخبری رگہو سے بیان کرکے اوسکی تہوڑی کی اشتعال ک
کرتے تہے جب مصطفی خان کی طرف خط طلب رگہو کی نام پہونچا نامبردہ جب سے بہاسکر مارا گیا تہا مار دم بریدہ
کی مانند پیچ و خم کہا رہے پیچ و تاب کہایا کرتا اور انتقام کی فکر مین خون جگر پیا کرتا تہا اسکا خط جو پہونچا سر کی وقت
لطیفہ غیبی سمجہکر چودہ پندرہ ہزار سوار سے روانہ بنگالہ ہوا اور کٹک کی پہاڑون سے اوس ملک مین آپہونچا
ادہر راجہ دولبہ سناسیون کی فریب مین ایسا غافل تہا کہ رگہو لب دریای کٹک سے پار اوتر آیا اسکو اصلا
خبر نہوئی میر عبد العزیز متوطن سہارنپور جسکا ذکر کسی تقریب سے ہو چکا ہے اوسنے آ کی مطلع ہوکر مع دس بیس
آدمی کی جو اوسوقت حاضر تہے سوار ہوکر دربار مین آیا اور ہمراہیون کو کہا کہ جلد طیار ہوکر ہتیار قسب حاضر ہو
جب دولبہ کی دروازے پر آیا استفسار کیا لوگون نے عرض کیا کہ مہاراج ابہی خوابگاہ مین ہین اور مرہٹہ کی
بیان کچہ خبر نہین تہی کچہ دیر ہوئی تہی کہ شہر مین آشوب عظیم برپا ہوا اور بہگدر پڑ گئی اوسوقت دولبہ رام
کو ہوش آیا پالکی پر سوار ہوکر قلعہ بارہ بہاتی مین پہونچا چاہا اور ہمراہیان کا ابہی آشفتگی و پریشانی مین کہ
سر کی دستار کہین اور پانوکی پاپوش اور رفتار کہین بہاگا ہمراہ سیپاہ کا میر عبد العزیز تہے چند رفقا کی اوسکے تعاقب مین
دوان تہی کسی کام کی منہ پہیر کر ایک گہڑی کی کہڑے کسی رفیق سے کچہ کہکر ہمراہ لی چند قدم جا کر کیا دیکہتا ہے کہ راجہ نے
چند مرہٹون کو دیکہکر پالکی چہوڑ پیادہ پا خراسے کی راہ لی ہے میر مذکور نے اپنا گہوڑا دوڑایا اور کہا کہ گہوڑے پر سوار
ہو عجب گہبراہٹ نہین ہے جب کہہ اوسکی گہوڑے پر سوار ہوکر داخل قلعہ ہوا اور میر مذکور نے ہمراہ ہوکر
پہونچا دیا بعد ازان دولبہ کا لشکر تہوڑا تہوڑا آکر جمع ہو گیا اور دولبہ رام مع لشکر محصور ہو گیا رگہو نے
گہیر لیا دولبہ رام نے جب سنا کہ مہابت جنگ مصطفی خان کی تعاقب مین روز نکل گیا نہایت گہبرایا اور جن سناسیون
جو جاسوسی کرتے تہے واسطہ صلح بنایا رگہو کی ملاقات کا سایل ہوا سرداران ہمراہی سے مشورہ لیا میر عبد العزیز خان
اور چند دیگر آبرو دارون نے بسبب آسے برخلافی کی آخر الامر بعد ہفتہ بیست روز کی راجہ دولبہ رام مع جمیع سرداران
کی رگہو کے دیکہنی کو چلا اور عبد العزیز خان مع چار سو رفیق اور چند مستحفظان شہر کی قلعہ مین رہا رگہو نے بعد ملاقات
براہ فریب و مکر بآہ و زاری ہر ایک سردار کو اپنے ایک ایک سردار کی سپرد کیا تاکہ بتواضع و مدارات
پیش آئین اور دولبہ رام کو خیمہ علحدہ مین واسطے مقام کے جگہ دی کہ بعد آرام و خورد و طعام اپنی راہ لی
جب ہر ایک نے کمر کہولی استراحت کا سر انجام کیا قید ہو گئے ہر ایک نے دعوت پر عداوت کا پہل پایا عبد العزیز
آمادہ جنگ ہوکر قلعہ مین بیٹہا جب رگہو کو اوسکی یہ جرأت معلوم ہوئی میر مذکور کی بہائی کو مع رسولان
دولبہ رام اور اپنے ملازمین کی زیر قلعہ تہدید و توعید کیواسطے بہیجا میر عبد العزیز نے جواب دیا کہ بندہ نہ برادر
کا پابند ہے نہ آقا کا سستمند مہابت جنگ سے غرض ہے بعض ناصر و تمسی ملگئے بندہ کو حق نمک فراموش نہین

جو عہد کیا جان کی ساتھ ہی خلاصہ یہ کہ ایک مہینہ چند روز تک سید مذکور نی حفظ آبرو کی کسی کی تاب نہو سکی
کہ قلعہ مین قدم رکھی تا آنکہ مہابت جنگ بموجب التماس شہامت جنگ اور نیز سنی اس خبر کی کہ رگھو دریای
اٹک سی عبور کر گیا بتعاقب مصطفی خان اور رفاقت ہیبت جنگ کی چہوڑ کر مرشد آباد آیا اور ہر چند خبر مقید
ہونیکی دولبہ رام اور لڑکی میر عبد العزیز کی سنی لیکن بسبب چند غرض کی جو رگھو کی انسداد کی تئین انکی کمک اور
اعانت کو مخفی رکہا اور برعکس گمان مردم کی منعم علی خان نام ایک شاہجہان آبادی کو جو نہایت زبان آور اور
دلیر تہا برسم رسالت رگھو کے پاس بہیجکر مستدعی مصالحت ہوا رگھو نی جواب دیا کہ بشرط نذرانہ تین
کروڑ روپیہ کی اس حالت اضطراب مین صلح منظور ہی مہابت جنگ بضرورت چند روز ایسی اقرار و انکار
آمیز سوال الجواب مین بسر کر گیا جب فتح ہیبت جنگ کی خبر سنی شکر خدا ادا کر کی رگھو کو جواب صاف دیا کہ اب
ارادہ جنگ ہی نہ تاب و رنگ شمشیر غازیان لشکر خون اعدا کی پیاسی ہی اور تشنگان دغا شناوری دریای
خون اعدا مین چاہتی ہین بعد ازان جو غالب ہو صلح کی خواستگاری ہوگی رگھو نی جواب دیا کہ اینجانب
چودہ پندرہ ہزار سوار سی قطع مسافت کر کی یہانتک آیا ہی آپ سو کوس سی استقبال نہین کرتی مہابت جنگ
نی یہ جواب بہیجا کہ چونکہ تم نی بارہ دو دستہ تکلیف عظیم اوٹہائی ہی اور ایام برسات قریب آئی ہین مناسب ہوا
اپنی گہر آسودہ ہو لیجیی بعد انقضای بارش انشاء اللہ استقبال کر کی آپ کی در دولت تک مشایعت کیجاوی گی
اس خبر سی رگھو نی اطراف بیربہوم مین چہاونی کر کی تمام صوبہ کٹک میدنی پور اور ہجلی اور بردوان تک زیر تصرف
لایا میر عبد العزیز اس مدت مین جو سوال جواب مین منقضی ہوی اپنی کمک سی مایوس ہوا اور قلعہ کو بہی آذوقہ
سی خالی دیکہا ناچار وقت کی اصرار پر رگھو سی صلح کی قلعہ بارہ بہائی لیوی اور مچلکہ مع ہمراہیان ساتھ مال و
اسباب اور آبرو کی جانی دیوی ہی القصہ یہ عہد نامہ رگھو اور دیگر روسای لشکر کی مہر سی لیکر میر مذکور قلعہ سی برآمد
ہوا اور چند روز لشکر مین رہکر رگھو سی مرخص ہوا مہابت جنگ کی پاس حاضر ہوا اور بعد ایکسال اور کئی مہینی کے
راجہ جانکی رام نی تین لاکھ روپیہ واسطی رہائی اپنی لڑکی راجہ دولبہ رام کی بمعرفت جہانخان رگھو کو دیکر دولبہ رام
سکے رہائی کر دی اور مہابت جنگ نی پاس حقوق فدویت راجہ جانکی رام کی وہ روپیہ اپنی خزانہ سی دلایا۔

رگھو کا عظیم آباد جانا مرتضی خان و بلند خان وغیرہ افغان کی رہائی کو مکری گہو سی اور مہابت جنگ کا اوسکی مقابلہ پر پہونچنا اور اوسکی معاودت وہان سی

جن دنونمین کہ رگھو بہوسلہ نواح بیربہوم مین ٹہرا ہوا تہا مرتضی خان پسر مصطفی خان اور بلند خان وغیرہ
افغان نی جو کہ میدان جنگ سی بہاگ کر مکری کہو مین مقیم ہوئی تہی اور وہان کی زمیندار نی لطیمال

جگہ دی تھی اور پہلوان سنگہ اور سوتہر سنگہ زمیداران سہسرام اور چین پور نے حسب الحکم ہیبت جنگ
کو ایسا سخت قید کیا تہا کہ درہ پہاڑ سے دوڑ کر دوسری کسیطرف نجا سکین بیچارہ نیمجان ایسی زیست سے
موت کی طلبگار ستہے رگھو بہوسلہ کو عرضی لکھی کہ اگر آپ اسطرف تشریف لاوین ہملوگ آزادی پاکر آپکی
غلامی مین تازیست حلقہ بگوش ہون رگھو نے دیکھا کہ کئی ہزار افغان اپنا مطیع ہوگا لہذا آخر برسات کو
بیر بہوم اور کہرکپور کی جنگل ہوتی ہوسے صوبہ عظیم آباد کو متوجہ ہوا اور بعد تاخت و تاراج شیخ پورہ و دہا
ٹکاری وغیرہ کے مرتضی خان وغیرہ کی رہائی کو دریاے سوہن سے پایاب گذر کر افاغنہ کو خلاص کیا
اور بیس ہزار سوار مع افغان و مرہٹہ کی میدان ارول اور حدود ٹکاری مین جماؤ کیا کہ عقب سے مہابت جنگ
بارہ ہزار سوار جرار سے بقصد جنگ و جدال کی عظیم آباد پہونچا اور احترام الدولہ بہادر ہیبت جنگ نے اپنے
چچا کا استقبال کر کے مشرف قدمبوس ہوا اور مہابت جنگ عظیم آباد کی پورب طرف باقی پور مین خیمہ
زن ہو کر چند روز دیدار عزیزان اور صحبت دوستان سے مسرتین اوڑاتا رہا۔

عبد العلی خان بہادر کی ہیبت جنگ سے آزردگی اور مہابت جنگ کے واسطہ سے صفائی ہونا

قبل اسکے چند ماہ ہوے کہ ہیبت جنگ اور عبد العلیخان مورخ کی خالو کی درمیانمین غبار اوٹھا اور ناچاقی
ہمدیگر سے باہم مفارقت کی صورت پیدا ہوئی ہیبت جنگ نے ایک رقعہ عبد العلیخان کی نام لکہا اوسمین
ایک فقرہ لکہا جسکا حاصل مضمون یہ تہا کہ مصطفی خان کی لڑائی مین راجہ کیرت چند نے زخم تیر کہایا جانفشانی
کا گل کہلایا آپ نے کیا رنگ دکہلایا کہ اپنے حقوق کے گلدستہ بنایا کرتے ہو عبد العلی خان نے اس خط کے
مضمون خار خار سے دربار کی آمد رفت ترک کر دی جب مہابت جنگ آیا ارادہ کیا کہ ہیبت جنگ کی رفاقت
ترک کر کے مہابت جنگ کے ہمراہ مرشد آباد جاوے ایکروز مہابت جنگ خیمہ مین بعد فراغ طعام خلوت
کی مجلس مین بیٹھے اور حاجی احمد و مہابت جنگ و ہیبت جنگ و عبد العلیخان بہادر اور یہی بندہ مورخ حاضر تہا
عبد العلیخان نے تقریب سخن کر کے مہابت جنگ سے عرض مقصد کی کہ داعیہ میرا یہ ہے کہ خدمت حضور مین
بقیہ عمر آخر کرے کیونکہ اب ہیبت جنگ کی خدمتمین مجال قیام نہین ہے مہابت جنگ نے بنظر تصفیہ فرمایا
کہ اس زمانہ مین باپ بیٹے بہائی بہائی سے صحبت برار نہین ہوتی جیسا کہ ملاحظہ مین آیا ہے سبب
اس تقریر کا یہ ہوا کہ دو تین روز قبل اس سے گذشت سے صولت جنگ کو اپنے باپ حاجی احمد سے
بدگمانی غیر مناسب ہولی تہی پس جسوقت باپ بیٹے مین یہ ماجرا ہو تو تمہارے اور ہیبت جنگ کے
باہم جو چچا اور بھتیجی ہو ایسا معاملہ کچہ عجب نہین اور ہونا ملال و رنجش کا بہی کچہ دور نہین عبد العلیخان

نے جواب دیا قبلہ گاہا بہائی اور لڑکی اگر باہم خصومت کرین مضائقہ نہین کیونکہ باہم مدعی شراکت اور
وراثت کی ہین بندہ کہ محض نوکر ہی یہ مقدمہ مجہسی کچہہ زیبائی نہین رکہتا اگر لایق خدمت تصور ہو نگاہداشت
کیجا وسے ورنہ بدون رنجش اور گفتگوی نا ملایم کی مرخص فرماوین اسیقدر کی کیا ضرورت لکہنی کی تہی
کیرت چند کی کیا اصل ہے کہ بندہ کی ہمسر ہو ہیبت جنگ اس کلام سی آزردہ ہوا اور غصہ سی تمتما کر بولا کہ ہم
اپنی جان کیرت چند پر نثار کرینگی کیرت چند وہ شخص ہی جسکے والد کی جوتیان ہم لوگون کی بزرگون
نے سید ہی کین ہین یہ اوس امر کا اشارہ ہوا کہ اوسکا باپ دیوان شجاع الدولہ مرحوم
ناظم بنگالہ اور مرجع جمیع اہل خدمات تہا کہ حاجی احمد اور مہابت جنگ بہی اونمین مین تہی عبد العلیخان
نے جواب دیا کہ میرے باپ نی کیرت چند کی والد کی جوتیان نہین اوٹہائین کہ مین بہی اوسکی
خدمت ضرور سمجہون مہابت جنگ نی تسلی کرکے عبد العلیخان سی فرمایا کہ آپ کیون آزردہ ہوتی
ہین نواب ہیبت جنگ کا کنایہ مجہپر ہی اس سخن سی مہابت جنگ نہایت شرمندہ ہوکر خاموش ہوا
بعد چند روز کی ہیبت جنگ کو تنہائی مین سمجہا کر باہمدگر معانقہ کرا دیا اور رفع کدورت فیمابین فرمایا —

پہر زمرہ رگہو بہوسلہ کا بیان ہی محب علی پور کی شرقی طرف میدان مین مہابت جنگ سی میدان ہوا

چند روز کی بعد مہابت جنگ نی باقی پور سی مع ہیبت جنگ اور صولت جنگ اور ثابت جنگ و
سراج الدولہ اور شمشیر خان و سردار خان و میر محمد جعفر خان و عبد العلیخان و رحم خان و عمر خان
و شیخ جہان یار خان وغیرہ کی کوچ کرکی نوبت پور پہونچی اوس روز راستہ مین کچہہ بہی مرہٹہ کا نشان
نتہا بعد ورود کی بقدر فاصلہ بعض سواران مرہٹہ کا اوٹہا اور پہرکہ نتہا صبح کو مہابت جنگ بڑی اوزک
اور احتشام سی جنگ بجدل مین آراستہ ہوکر سوار ہوا اوس روز چہ آدمی صاحب نوبت اور پانچ آدمی
صاحب ماہی و مراتب اوس فوج مین تہی مقدمہ الجیش میر محمد جعفر خان اور شمشیر خان اور سید ہی
طرف نجد اور احمد خان اور سردار خان اور بائین کیطرف احترام الدولہ ہیبت جنگ اور چنداول مین
صولت جنگ اور شیخ جہان یار خان اور عمر خان اور مع نشان فیل مہابت جنگ رحم خان اور قول خاص
مین فقیر اسد بیگ خان اور نور اسد بیگ خان وغیرہ اسی شان و شوکت سی ظہر تک چلی گئی مرہٹہ روبرو
نہ آئے اطراف کی دیہات لوٹ جلا کر لشکر اور مال و متاع عاجزان غارت کرکی لشکر منصورہ سی دور دور راہ
پیما تہی تا آنکہ تالاب رانی متصل محب علی پورہ پر لشکر منصور پہونچا اتفاقاً رگہو بہوسلہ اوسی مقام پر مقیم تہا اور پہونچنا
مہابت جنگ کا اوس مقام پر پہونچنا دور از قیاس جانتا تہا میر محمد جعفر خان اور شمشیر خان کہ حالت بیہوشی

مین اوسکے سر پر پہونچکر رگہو مضطرب ہوکر بلا ترتیب صفوف سپاہ مدافعہ مین مستعد ہوکر مصروف ہوگیا
افواج مرہٹہ نے اوسکی رہائی کیواسطے چارون طرف سے یورش کی اور نہایت سخت معرکہ درپیش
ہوا کہتے ہین کہ شمشیر خان کے سہل انگاری سے رگہو رہا ہوکر صحیح آفت سے نکل گیا بعد ازان مہابت جنگ
نے جب مرہٹہ کا یورش میر محمد جعفر خان کے سر پر سنا فوراً مدد کو پہونچا اور اسی عرصہ مین ہمسے بہی کہ
عبد العلیخان بہادر کے ہمراہ شمشیر خان اور میر محمد جعفر خان سے کسیقدر فاصلہ ہیبت جنگ کا باندک جمعیت
سے معاون عبد العلیخان ہوا جنگ ہونے لگی چند نفر طرفین سے مجروح ومقتول ہوے عبد العلیخان چند لوگون
سے ہزار آدمی کے مقابلہ مین کہڑا تہا ایسی حالت مین صمدی نثار خان ہمراہ فیل ونشان لئے ہوے اسی زد
وخورد مین شام ہوگئی اور مرہٹہ مسلوب الحواس پیچہے ہٹکر مقیم ہوے اور مہابت جنگ نے مع ہمراہیون
کے اوسی جگہہ اقامت کی اور خیمہ مختصر اوسکے واسطے اور نیز دیگر سرداران عمدہ مانند صولت جنگ ہیبت جنگ
وثابت جنگ وغیرہ کے سائبان میسر ہوا تاریکی شب کی وجہ سے کسیکو اپنی باربرداری اور سواری وغیرہ کی
یاد نتہی کہ کہان ہے اور نیز کیا گذرا تمام شب مردمان ہمراہی کی تلاش مین سینہ خراش تہے عبد العلیخان بہادر
اور بندہ مورخ اور محمد اللہیار خان برادر علائی مہابت جنگ مع اکثر روشناسون کے مہابت جنگ کے خیمہ مین شب باش
ہوے صبح کیوقت باربرداری وغیرہ جنگل مین امانت اور صحیح وسلامت ملی چنانچہ بندہ مورخ کا بہی ارابہ
مقام شب باش سے آدہ کوس پر دشت کے حمایت مین محفوظ ملا۔ مہابت جنگ ہر روز مرہٹہ سے گرم پیکار رہکر تنہا او
سو قائف کیا کرتا تہا لیکن اوس مقام پر شمشیر خان اور سردار خان کو منافق پایا کسیقدر دل مین ظن واندیشہ
ہوا چنانچہ بندہ مورخ کو یاد ہے کہ ایکروز اندرون محل نواب بیگم کے حضور مین بندہ بیٹہا تہا کہ مہابت جنگ کسیقدر
متفکر آکر بیٹہا بیگم صاحبہ نے غمخواری کی راہ سے استفسار حال کیا جواب دیا کہ اس مرتبہ اپنے ملازمین کا رنگ نیرنگ
سازی مین دیکہتا ہون — بیگم مذکورہ نے مصطفی علی خان بہادر اور نقی علیخان خلف حاجی عبد اللہ خطاط مشہور
کو جو کہ عالمگیر کے عہد مین برہانپور کا دیوان تہا اپنی طرف سے واسطے مصالحت کے رگہو کے پاس بہیجا نامبردہ باہم
میر حبیب اللہ کی وساطت سے رگہو تک پہونچے رگہو تو مہابت جنگ کے غلبہ لشکر اور دست زوری سے ہیبت زدہ
ہو رہا تہا اس مصالحہ کو غنیمت جانا لیکن میر حبیب نے جو کہ مہابت جنگ کا بدرجہ عدو تہا راضی نہوا اور
رگہو کو اقبال مصالحت سے دور کیا اور مرشد آباد کی عزیمت کی راہ بتلائی یہین سبب کہ شہامت جنگ
جہان وہان یہہ ہے کہ بہیں رگہو روانہ مرشد آباد ہوا مہابت جنگ نے پیچہا پکڑا چونکہ اول روز کے رستخیز مین بڑا انقلاب
ہوا تہا اور غلہ وغیرہ کی لوٹ ہوگئی تہی نہایت قلت جنس کی تہی مقام بنیر کے پہونچنے تک نہایت تکلیف خورد
ونوش کی ہوئی عوربیاہ سے بہنا نایاب تہا اور غلہ لشکر مین کسیطرف سے نہ پہونچا تہا اور رجوع گندم حضرت آدم

کی حمایتی سے خواب و خیال ہوا مہابت جنگ دریای سوہن کا کنارہ پکڑے ہوے قطع راہ کرتا تھا شہمت
جسونت ناگر اور میر غلام اشرف جو کہ دونو جماعہ دار نوکر مہابت جنگ کے اور صاحب جرات تھے کسی کام کو
شہر عظیم آباد مین دو تین روز متوقف رہے چونکہ مرہٹہ کی ترکتازی سے راہ مسدود تھی بپاس غیرت اور بنیر ارادہ
رفاقت اپنے آقای نعمت کی باتفاق ہمدیگر براہ جہالت جمعیت قلیل سے روانہ ہوے راستے مین مرہٹون
نے چاہا کہ لوٹ لین انہون نے ہاتھ پیر نکالے مرہٹہ کی کثرت انکی قلت بدرجہ تھی ایس مرہٹون نے گھیر کر ہر طرف تیغ
و تیر بہایا دونو کو نہایت زخمی کر کے گرا دیا جیسی ناگر مذکور زخم شمشیر سے دو لخت ہو گئی پھر راہی عدم ہوا دونو آدمی کا اسباب غارت
ہو گیا عریان تباہ گرد راہ کیصورت ہیبت جنگ کے لشکر مین جا پہونچے اور مہابت جنگ عظیم آباد آیا چونکہ
رگہو مرشد آباد کے پہونچنے مین نہایت عجلت کرتا تھا مہابت جنگ نے بلا توقف تعاقب پر کمر باندھی بہاگلپور
کی منزل مین واقع نظر چہپا نگر مہابت جنگ انبہ کے درختون مین استادہ ہوا اور سرداران لشکر بموجب ایما
واسطے دیکھنے جاے فرودگاہ کے آہستہ آہستہ پیش تر روانہ ہوے بڑا فاصلہ درمیان فوج اور مہابت جنگ
کی نمود ہوا رگہو نے اس فرصت کو غنیمت جانا پانچ چھ ہزار سوار سے مہابت جنگ کی محاصرہ کو شتابان ہوا
مہابت جنگ نے استقلال کو کام فرمایا اونہین پانچ چھ سو سپاہیون سے غنیم کے مدافعہ مین دیر تک سرگرم
رہا دوست محمد خان بکہ کو جو کہ نیا ملازم تھا اور ظاہر وضع بانکہ کی تھی اور روز اول جب نوکر ہوا تھا بڑی
شجاعت کا مدعی ہوا تھا طلب فرما کر ارشاد کیا آج اوس اگلے دعوے کی شہادت دکھلانا ضرور ہے نامبردہ نے بھی
درحقیقت اپنی بات نباہی گھوڑے کو رگہو کی جمعیت کثیر مقدمۃ الجیش کیطرف بڑھایا اور مع دو آدمی کے
سارے جہاد کو پریشان کر دیا اون دو مین ایک کو مار ڈالا دوسرے کو پکڑ لایا دوسرے سرداران مہابت جنگ
جو کسیقدر دور تھے لشکر مخالف پر آگرے اور خنجر و تیر سے غنیم لٹیرے کو مغلوب کیا جب رگہو سجنہ جہل خام
عقل کو تاب نہ رہی چار نا چار خانہ استقامت سے پچھی کہا کر ششدر فرار مین گرفتار ہوا بہاگ نکلا اسی بھگدر
مین بھی بہیر و بنگاہ کو صاف کرتا ہوا جنگل کی راہ سے بارادہ زود رسی مقام مرشد آباد کی راہ لی مہابت جنگ
نے بنام شہامت جنگ کے اطلاعاً تحریر کیا کہ حفظ شہر مین مصروف ہو یہ اطلاعنامہ ڈاک پر بھیجکر خود راہ معروفہ
مقررہ سے بعجلت تمام گام فرسا ہوا رگہو کے پہونچنے کے ایکروز بعد پہونچا۔ رگہو نے اوس عرصہ مین جبکہ
مہابت جنگ نہ پہونچا تھا اطراف مرشد آباد کے دیہات کو مانند چہارہ بہلی اور میر جعفر خان کے باغ کی تاراج
کر کے جلا دی بمجرد پہونچنے خبر ورود مہابت جنگ کے بھی بار گیا بر دلی سے مع کل فوج شہر کو جنوب و مغرب
کی سمت منہ کیا مہابت جنگ کے بعد تین چار روز کے پہانی سے کوچ فرمایا اور شہر سے نکلا امانی گنج پہونچا پہلے تہہ
اور رگہو کے اوسطرف تالاب رانی ہے دریا سے مصاف نے جوش کہایا رگہو نے اس مرتبہ بڑی متوجہ

سخر و غا مین آشنائی کی اور نہایت استقلال سے لنگر جا کر ڈوبتا او جیلتار ہا جب اکثر ہمراہی تلوار کے گہاٹ سے اوترکر طعمہ مور و ماہی ہوے بدنصیبی کی ناخدائی سے بیڑا پار ہونے کی نصیب نہی نہایت یاس سے ڈانواں ڈول ہوا مہابت جنگ نے پیچہا کرنے سے پیر نہٹایا چونکہ رگہو وغیرہ سرداروں نے مہابت جنگ کی تغیری کا مزہ پا یا تہا اور نیز اس معرکہ مین بہی مار دہار کی زور شور آنکہوں سے گذری تہی اور نیز اپنے ملک کے طور شورش وغیرہ کی خبرین سنین میر حبیب اللہ کو دو تین ہزار سوار مرہٹہ اور چہ سات ہزار پٹہان ہمراہی مرتضی خان و بلند خان کے دیکر خود مایوس اپنے ملک کا عازم ہوا جب اوسکی فرار اور حد و دبنگالہ سے نکلنے کی خبرین سنی گئین اور مہابت جنگ کی فوج کو لوگ بہی بہ قدر سفر اور لڑائیوں سے بہت شکست و بے الم ہو گئے تہے اور نیز اپنے نواسوں کی شادی کرنا منظور تہی بس بنظر مذکورہ بالا معاودت فرما ہوا دو بیٹا محمد خان یکہ روز بروز مورد الطاف ہو کر شروع عروج پانے لگا اور میر محمد کاظم خان بہی جو کہ پیشتر اقرباکی زمرہ مین دو سو روپیہ تنخواہ ذات رکہتا تہا بست ادا ے خدمت کی صاحب رسالہ اور سردار کسی قدر فوج کا ہوا چونکہ سابق سے اکثر بہادریاں ظاہر کین تہین دوست محمد خان نے بسبب شجاعت اور بہادری کے امیر محمد کاظم خان سے دوستی پیدا کی لڑائیوں مین اکثر باہم رفیق رہے اور اپنا اپنا جوہر شجاعت دکہلاتے رہے یوانیو نا ترقی پاتے پاتے جملہ روساے لشکر مین ہو گئے حقیقت تو یہ ہے کہ دونو بہادر دریاے شجاعت کے بے بہا در تہے اور اکثر ایسی ایسی بہادریاں کین کہ ہر ایک دوست و دشمن نے تحسین و آفرین کی —

ذکر کتخدائی سراج الدولہ و اکرام الدولہ کا اور شمشیر خان اور سردار خان کا عہدہ سے برطرف ہو کر خارج کرنا مرشدآباد سے

قبل اسکے ذکر ہوا ہے کہ واقعہ صوبہ عظیم آباد جب تالاب رانی پر رگہو سے لڑائی ہوئی تہی شمشیر خان اور سردار خان سے آثار منافقت پدیدار ہوے تہے موجب ناخوشی مہابت جنگ کے تہے بعد ازان مہابت جنگ کی نظر فولادی انکا اعتبار نرہا بعض حرکات اور بہی ایسی ہوئین کہ مخالف کی سازش پائی گئی از انجملہ ایک یہ ہے کہ جب رگہو نواح مرشدآباد مین آکر بہر موسم گرد نواح مین مقیم ہوا اور برسات آخر ہو گئی دریاے بہاگیرتی کا پانی پایاب ہوا غلہ کا آنا جو گنگا پار سے بذریعہ کشتی آتا تہا موقوف ہوا اور مرشدآباد مین جنس کا پہونچنا بہگوان گولہ سے جو شہر سے چہہ سات کوس پر واقع ہے معین ہوا چونکہ مرہٹہ راستہ مین براہزن تہے لہذا گولہ مذکور کی حفاظت اور نیز پہونچانے کے واسطے ضرور ہوا کہ سرداران معتمد کی تعیناتی کیجاوے لہذا مہابت جنگ نے جو کہ امانی گنج مین مقیم تہا شمشیر خان اور سردار خان کو واسطے حفاظت طریق بہگوان گولہ اور دفع ایذاے مرہٹہ کو کہ متردد ہو رہے تہے

رخصت فرمایا اور راونہین کی تعیناتی مین ملکر گاوان آرندہ غلہ کی لوٹ و تاراج ہوئی مہابت جنگ کو
توہم ہوئے جو گھیرا صولت جنگ کو حفاظت پر مامور فرمایا یقین ہوا کہ اوسوقتین یہ عمل درآمد رگھو کی پاس خاطر
کیا ہی اب بہر طور مہابت جنگ کی دل نشین ہو گیا کہ افغان مذکور دراصل بغاوت رکھتے ہین ملازمین متعہد کو
حکم تحقیقات صادر فرمایا کیونکہ خیال کرتا تہا کہ انکی تمرد اور سرکشی بموجب ایمای رگھو کی ہوگی اور جو شنیدہ
لیتی تہی کہ رگھو مخالف نے شرط اتفاق دینے کی عطا اللہ خان کو عظیم آباد کی نظامت اور سردار خان اور
شمشیر خان کو لاکھ روپیہ نقد اور بارہ ہزار سوار کی نوکری کا وعدہ کیا تہا اور بشرط مار ڈالنے زین الدین احمد
خان ہیبت جنگ کی اور نیز متصرف ہو جانے عظیم آباد مین دو لاکھ روپیہ نقد اور دربھنگا کی فوجداری علاوہ
اوس نوکری کی وعدہ ہوا تہا اور رگھو کی خطوط بہی اسی مضامین سے پہونچ گئے تہے ۔ بعض کہتے ہین کہ
ان لوگون نے خود نظر باقتدار اپنے ذات خاص کی رگھو کو موافق کرکے عزم فاسد کیا تہا بہر حال مہابت جنگ
نے یا کہ متمردین نے استعفا دیا یا کہ بخیال مذکورہ موقوف کر دیا شروع برسات ۱۱۵۹ ہجری مین اور
اسی موسم مین ہیبت جنگ اور عبد العلی خان اور حاجی احمد وغیرہ متنسبان کو حاضر دربار کرکے واسطے شادی
کتخدائی سراج الدولہ اور اکرام الدولہ کے چھوڑا حاجی احمد چند سبب سے عذر کرکے نہ آیا اور ہیبت جنگ اور
عبد العلی خان مع عیال و اطفال وغیرہ کے حاضر ہوے فی الحقیقت جس زینت اور تکلف سے چاہتا تہا یہ جلسہ خوشی
بخیر انجام ہوا ابتدای شادی برادر صغیر یعنی اکرام الدولہ سے کی بدین سبب کہ عطا اللہ خان جو لڑکی
سراج الدولہ کے ساتھ بیاہی تہی دو تین برس پیشتر حسب تقدیر فوت ہو گئی تہی اور اکرام الدولہ کی بی بی انہون
زندہ تہی مہابت جنگ نے واسطے دلدہی اور دلداری رابعہ بیگم عطا اللہ خان کی بی بی کی اکرام الدولہ
کی شادی اول کی اور اکرام الدولہ کی شادی مین قریب ہزار خلعت اور سراج الدولہ کی شادی مین
دو ہزار خلعت تمام قبایل اور عشایر اور رفقا اور مصاحبین اور ارباب نشاط کو عطا فرمائی خلعت مذکورہ
سو روپیہ سے ہزار روپیہ تک کی قیمت کی تہین بلکہ بعض اُن سے بہی زیادہ قیمت دار تہی اور بعض لوگون کو
فراخور حال جواہرات بہی عطا ہوا ایک مہینے سے زیادہ مہابت جنگ اور شہامت جنگ کی سرکار مین
سامان دعوت طیار رہا اعلی اور ادنی شہر و اون مین کوئی ایسا نہ تہا کہ جو دو دو تین تین مرتبہ اس
اس ضیافت مین شریک ہوا تہا اور ہر حصہ جو کہ تورہ کی نام سے معروف ہے پچیس روپیہ کی لاگت کا تہا
اسیطرح کی ہزارون تورہ تقسیم ہوئے اور روشنی پر نور کا اور آتشبازی کی غبار کی کثرت
اور تجلی کا کیا بیان ہو کہ زمین ہمسر آسمان اور مرشد آباد رشک افزای فردوس برین سے
بہارستان تہا اسی عرصہ مین صولت جنگ نے اپنی دختر عزیز کے نکاح مین جو فخر الدین حسین خان

پسر سیف خان سی منسوب کرنیکا اہتمام کیا اور سیف خان کے لڑکی نے اس وجہ سے کہ اوسکا باپ نہایت مالدار
صاحب اقتدار تہا بظاہر دونو شادیون سی ہمسری کی قضارا بمصداق کل نفس ذائقۃ الموت دختر مذکور
چوتہی کے روز یعنی شب نکاح کے تیسرے دن فوت ہوگئی اس مقدمہ مین بہت سی باتین ہوئین مگر مضبوط خیال
ہیضہ کا ہوا اور بعضون کو یہ خیال ہوا کہ صولت جنگ کی کسی عورت نے بسبب کثرت جہیز زہر پلا دیا بہرحال فخر الدین
حسین خان نادان نے باوجود دیکہ جانتا تہا کہ اکثر ہوشیاری سے رہونگا صولت جنگ دوسری لڑکی سے ضرور بیاہیگا
مگر بدگمانی سے یہ سمجہا کہ مجہے بہی ضرور زہر دیگا یہ نکاح فقط میری خون بہانے کے بہانہ مین کیا تہا پس اس
رنگ کی جہتی بیدرنگ بلا رخصت بعض اکابر بنگالہ مانند مہابت جنگ و شہامت جنگ
و صولت جنگ کے فرار ہوا اور اپنے باپ دادا کی آبرو خاک مین ملائی — پوشیدہ نرہے کہ عطاء اللہ خان
کارطلب خان کے اقربا مین ہے اور وہ شجاع الدین محمد خان شجاع الدولہ کے چچا کی اولاد مین تہا جب مہابت جنگ
صوبہ عظیم آباد کی نیابت پر گیا تہا اکبر نگر راج محل کا حاکم تہا اور مرشد آباد کے نکلنے تک جسکا ذکر عنقریب ہوگا وہانکی
حکومت پر مامور فرمایا اور منصب ششش ہزاری اور شش ہزار سوار اور عطائے نوبت اور پالکی جہالردار اور
خطاب اعتضاد الدولہ بہادر ثابت جنگ سے سرفرازی پائی انجام کار اسکا عنقریب بیان ہوگا اور سراج الدولہ
بعد مرنے عطاء اللہ خان کی لڑکی کے جو اوسکی منکوحہ تہی محمد ایرج خان کے لڑکے سے منسوب ہوئی اور محمد ایرج خان
کی حقیقت یہ ہے کہ اسکا دادا مصطفی قلیخان معتمد دیوان محمد اعظم شاہ خلف عالمگیر اورنگ زیب کا تہا
اکبر علیخان باپ محمد ایرج خان کا اور شاہ قلی اور مرزا محمد تقی او رتینون بہائی خصوص اکبر قلیخان اور
شاہ قلیخان حرمت و عزت تمام رکہتے تہے مصطفی قلیخان اعظم شاہ کے عہد مین گذر گیا شاہ قلیخان کو شاہزادہ
نے قبل محاربہ بہادر شاہ کے چند روز توپخانہ کی خدمت سپرد کی تہی کہ لڑائی مین مارا گیا اور اکبر قلیخان نے
بعد اعظم شاہ کے بہاگلپور وغیرہ کی خدمتین حاصل کین اور بنگالہ اور عظیم آباد کی طرف آیا فرخ سیر کے عہد
مین شہرت عزت سے بسر کرتا تہا اوسکے انتقال کے بعد محمد ایرج خان نے فرخ سیر کے زمانے مین عزت خان امیر الامرا
حسین علیخان سکے بہانجے کے ساتہ رابطہ اتحاد بڑہا کہ فارغ البال گذر اوقات کرتا تہا اور بعد مارے جانے
سادات کے مبارز الملک سربلند خان کی رفاقت مین گجرات گیا اور مدت تک اوسکے ساتہ رہا بعد ازان
ترک رفاقت کرکے بنگالہ مین آیا شجاع الدولہ نے بسبب مشہوری نام کے ساتہ آبا و اجداد اسکے تعارف
رکہتا تہا بزمرہ مخصوصان اسکے منتظم کیا اور جبکہ علاء الدولہ سرفراز خان مرحوم کے مہابت جنگ کی
لڑائی مین اوسکا لڑکا مارا گیا اور خود بہی بہت مجروح ہوکر مدت تک اسکا خانہ نشین رہا مہابت جنگ کی نادانی
لوگون نے تالیف کرکے مہابت جنگ کے نوکرون مین منسلک کرادیا رابطہ اتحاد کی وجہ سے اکثر عطاء اللہ خان

کے ہمراہ رہا کرتا تھا چونکہ مہابت جنگ اسکے مدا اور محاسن سے بخوبی آگاہ تھا سراج الدولہ کی
وصل کا پیغام اوسکی لڑکی کے ساتھ بھیجا جسب اسکے قبول ہو گیا بسبب محمد ایرج خان کی پرورش اور
ترفیہ احوال پر متوجہ ہوا بعض خدمات ملک بنگالہ کی افزایش رسالہ کے ساتھ اوسکی تفویض کین
نکاح کی رات کو فوجین لیارا اس امر کی محافظ تہین کہ اگر پٹھان لوگ کچھ فریب کرنا چاہین انسداد کرین
بعد فراغ شادی سراج الدولہ کو ہیبت جنگ اور شیخ عبد العلیخان مع دیگر متوسلون کے مہابت جنگ سے
رخصت ہوکر مرشدآباد سے نہضت کرکے عظیم آباد مین جگہہ سکونت اور مسکن مالوف انکی تھی مع الخیر اپنے
دولتخانونکو پہونچے اور بعد رخصت اور نہضت انکی شمشیر خان اور سردار خان جنکے ہمراہ چھ سات
ہزار آدمی تھا اپنی تنخواہ از روی حساب لیکر اپنے وطن مالوف کو جو کہ قصبہ دربہنگا مین تھا روانہ ہوے
اور مونگیر کے گھاٹ سے کشتی کے ذریعہ پار اوترکر اپنے وطن کو پہونچے اور کچھ دنون آرام کرکے ایکدو مہینے
گذرے تھے کہ میر علی اصغر کبری بموجب طلب عطا اللہ خان کے عظیم آباد پہونچکر مرشدآباد کو عازم ہوا

میر علی اصغر کبری کا آنا مرشدآباد مین اور مہابت جنگ اور عطا اللہ خان کے درمیان نفاق ہونا اور میر محمد جعفر خان کا تنزل اور ترقی اور بنیاد فساد شمشیر خان و سردار خان کا مع دیگر حالات

میر علی اصغر سادات سیکری مضافات میوات کے سادات سے عمدۃ الملک امیر خان بہادر خلف عمدۃ الملک صوبہ دار کابل
کے نوکرون مین تھا اسکے باپ کا نام میر غلام محمد نہایت عیار اور ہوشیار شجاعت اور دلیری مین موصوف تھا
ابتدا اسنے جوانی مین کسی درویش کی خدمت مین پہونچکر اکثر اشغال اور اعمال فقیری کے سیکھے بعدہ نام
ونشان کی جستجو ہوئی دنیا کی طلب دامنگیر ہوئی پیری اور مریدی کا جال بچھایا اکثر نادانون اور
احمقونکو پھنسایا ایک اپنا لقب کبری رکہا اور دوسرا معصوم العارفین اور اپنے عروج کا اظہار مراتب
معنوی سے ظاہر کیا لوگون نے بعض تحلیل و تحریم کی بدعتین بھی بیان کی ہین کہتے ہین کہ تخم مرغ کو حرام
جانتا تھا بعض ہوشیار لوگون کہ جنہون نے اس امر کی حقیقت کا تجربہ کیا جوابدیا کہ مجھے مرغوب نہین کچھ
شرعی حرام نہین کیا اسیطرح بہت سے عجایبات لوگ کہتے ہین چنانچہ ایکروز کسیوقت مین گرمی شدت سے
لوگون نے تلاش کی دیکھا کہ کنوئین کے اندر بیٹھا ہوا ہے استادہ ہے اس خبر کے مشتہر ہونے سے اسکے معتقد
پانچ چھ سو آدمی مرید ہوے اول مین یہ شخص جاہل تھا ایک طالب علم کو ساتھ کرکے خلوت مین صرف
ونحو پڑہتا تھا اور چند لغت عربی کچھ یاد کر لیے تہے کہ وہ مجلس مین ذکر کرتا تھا اگر کوئی تحصیل علم کے بارہ
مین ذکر کرتا کہتا تھا کہ ان کتب عالی عرصہ مین اپنے مرشد زادون کے ہمراہ تحصیل کیا تھا اور سیرہ یہ اشارہ
کیا کہ علم لدنی کو عالم معانی مین حسنین علیہما السلام کے ساتھ تحصیل کیا ہے اور بیگانون کی تحصیل مین

چند الفاظ بطور اجمال زبان پر لاتا ہے واسطے خیال کرنے کہ ہمارے مضمون پر رسائی فرمائی خلاصہ یہ کہ
مرد عیار جاہ طلب تھا اور چند ہمراہیوں کے ساتھ عمدۃ الملک کے گھر میں ملازم تھا جب عمدۃ الملک مارا گیا
وزیر خان نامی افغان نے جو اونکا معتقد و یکرنگ تھا اوسکی تقریب عطاء اللہ خان کے روبرو پیش کی کہ علی اصغر
مرد ذی حلم اور درویش کامل ہے میرے نزدیک مناسب ہے کہ اسکے آپ بھی مرید ہو جائیں اور ایسے
شخص کا ملنا نہایت دشوار بلکہ نایاب ہے یہانتک پٹی پڑہائی کہ عطاء اللہ خان اسکا دل و جان سے مشتاق ہو گیا آخر خانمذکور
نے صابت جنگ سے صلاح کرکے کسیقدر روپیہ بطریق مساعدہ کے بہیجکر اوسکو طلب فرمایا میر مذکور نے
اسباب تجمل مانند پالکی جہالردار اور آلات نوبت وغیرہ کے لازمہ امارت مرتب کرکے اور چہہ سو سوار
اپنے خویش قبیلہ یا بقوار سے آراستہ کرکے سنہ ۱۱۵۹ ہجری کو عظیم آباد پہونچا اور شہر کو ناکے پر دو تین مقام
کرکے مرشد آباد کو عازم ہوا بروقت قیام کے بوجہ اشتہار معجزہ درویش کے حاجی احمد اور عبد العلی خان
بہادر اوسکے دیکہنے کو گئے اور وہ بھی برسم بازدید کے حاجی احمد اور عبد العلی خان کے گہر آیا مورخ نے ایکبار
اوسی روز اپنے خالو کے مکانمیں اوسے دیکہا اور اسکی حال و وضع سے مطلع ہو گیا ہیبت جنگ نے جو عظیم آباد
کا ناظم اور صابت جنگ کا داماد تھا اوسکا نہ آنا اپنی ملاقات کو نہایت ناگوار تصور فرمایا اور اوسکا احوال
صابت جنگ کو تحریر کیا اور حاجی احمد نے بھی تعریف تحریر کی کہ میر صاحب چنین و چنان کسی امر میں
مصطفی خان سے کم نہیں ہیں —

عروج پانا میر محمد جعفر خان کا صوبہ داری کٹک کی نیابت پر اور تہوڑے زمانہ میں معزول ہونا

صابت جنگ نے بعد اخراج شمشیر خان اور سردار خان کے چونکہ اخراج مرہٹہ حدود بنگالہ سے منظور نظر رکہتا تہا
اور وہ فرقہ اکثر کٹک کی اطراف میں عہد عزل عبد الرسول خان سے پناہ پذیر تہا جانا کہ بسبب قید ہونے
راجہ دولبہرام کے اور نہونے کسی دوسرے معتمد کے میر محمد جعفر خان کو مع فوج لایق کے کٹک کو روانہ
کریں آخر یہ مشورہ ہوا کہ صوبہ داری کٹک کی خلعت صولت جنگ صابت الدولہ سعید احمد خان بہادر
کو عنایت ہوا اور نیابت نظامت میر محمد جعفر خان کو عطا ہو لاجرم خانمذکور کو خلعت نیابت کٹک
اور فوجداری میدنی پور اور ہجلی کی مع بحالی علاقہ بخشیگری کی جو چند سال سے تہی اور نیز عطا ہے
سرپیچ اور جیغہ مرصع اور اسپ اور فیل اور شمشیر عنایت ہوا اور صولت جنگ بہادر نے بہی اپنے
پاس سے خلعت مع جواہر کے جدا عطا فرمائی میر محمد جعفر خان نے اپنی بخشیگری کی نیابت میر اسمٰعیل
نامی شخص کو حضور میں مقرر کر دیا اور سبحان سنگہ نامی کو اپنی طرف سے ہجلی کی فوجداری دی اور خود

سات ہزار سوار اور دس بارہ ہزار پیادہ سی حسب الامر مہابت جنگ کی بنا بر انتظام صوبہ کٹک اور
تادیب مرہٹہ کی راہی ہوا اور بعد قطع منازل جو میدنی پور کی جوار مین پہونچا اور وہان پر جسقدر
مرہٹہ اور افغان تھی اونکو لڑکر فرار کی راہ دکھلائی کہ بالیسر کو بجز اس فرار ہو ہاد خانمذ کور نی وارد میدنی پور ہوکر
رود خانہ کمسائی کی اسطرف چھاونی کا حکم دیا اور ریخیال اپنی دوسرے فوج عظیم کی کٹک کا عزم نکیا یہانتک
کہ جانوجی ولد رگھوجی کی آنے کی خبر کٹک کی اطراف مین مشتہر ہوئی اور میر محمد جعفر خان نی بمجرد گوش زد ہونی
اس سانحہ کی مضطرب ہوکر بلا حکم مہابت جنگ کی میدنی پور سی کوچ کرکے بردوان کا قصد کیا جانوجی
کی فوج نی میر محمد جعفر خان کی بیجرائتی جو دیکھی چند زنجیر فیل وغیرہ لوٹ لیا اور خانمذ کور باوجودیکہ سوا سترہ
ہزار سوار و پیادہ ہمراہ رکھتا تھا بدون تحقیق فوج مرہٹہ اور بنیر لڑی بہرنی کی بردوان کو راہی ہوا مہابت جنگ
نے جب یہ خبر پائی عطا اللہ خان ثابت جنگ کو مع فوج کی مدد پر بہیجا اور میر علی اصغر کبری نی بعد
نکلجانی عطا اللہ خان کی مرشد آباد پہونچکر ملاقات مہابت جنگ کی روانہ لشکر خانمذ کور ہوا کیونکہ اسکا
بلایا ہوا آیا تھا اور بعجلت جاکر لشکر سی ملحق ہوگیا عطا اللہ خان پیشتر سی بموجب تحریک وزیر خان کے
اسکا قیدی ہوچکا تھا بعد اسکے پہونچنے اور اسکے مکر و فریب کی مشاہدی سی زیادہ تر معتقد ہوگیا باہم
ملکر بردوان پہونچے اور ادہر سی میر محمد جعفر خان بہی لوٹکر اوسی قصبہ مین وارد ہوا اور جانوجی مع میر حبیب
اور دیگر افغان و مرہٹہ کی پہونچا عرصہ رزم مہابت جنگ سی خالی دیکھکر سخت لڑائی کی عطا اللہ خان نی
بہی خوب کوشش کی خصوص میر علی اصغر کبری نی جو اوس روز فوج عطا اللہ خان کا ہراول تہا اور
فوج رو پوش اپنی ہمراہ رکھتا تھا جست کرکی مورد تحسین آشنا و بیگانہ کا ہوا عطاء اللہ خان میر علی اصغر
کبری کی ورغلانی سے اپنی تئین بہی حساب کرنی لگا چاہا کہ میر جعفر خان کو متفق کرلی اور جب مہابت جنگ پہونچی
فریب کرکی اوسی بہی ہلاک کرسے چنانچہ میر متعلی خان کی وسیلہ سی جو کہ میر جعفر خان کا مصاحب بسفلہ منش
تہا پیغام دیا خانمذ کور بہی بمقتضای رزالت کی شریک ہوگیا باہم قول و قرار ہوئے کہ بعد حصول مدعا صوبہ عظیم آباد
سید جعفر خان کو اور بنگالہ عطاء اللہ خان کو ملی میر عبد العزیز وغیرہ میر محمد جعفر خان کی دوست اس ماجرای
آگاہ ہوئی اور خانمذ کور کو اس ارادہ سی بہت سا باز رکہا کہ آخر الامر نا بردہ منکر ہوکر خانہ نشین ہوا لیکن
مہابت جنگ کو جو کسیقدر اس صلاح و مشورہ کی ہوا پہونچی دونوں کی طرف سے بدظن ہوا اور اس عرصہ مین
مہابت جنگ بردوان آپہونچا عطاء اللہ خان اور میر محمد جعفر خان کی فرودگاہ کی متصل خیمہ زن ہوا
میر محمد جعفر خان نی حصول ملازمت کی مہابت جنگ نی چند حرف بطور موعظت تنبیہ آمیز درباب میدنی پور
کی سعادت کر نہیں فرمائی اور رخصت دی میر محمد جعفر خان کو وہ حق الامر ناحق کی لئی گران ہوا

دربار کو حاضری مین حیلہ وحوالہ کرنے لگا مہابت جنگ بنظر دلجوئی عطاء اللہ خان کی بتقریب مبارکباد فتح
اوسکے مکان پر گیا وہان پر میر علی اصغر کبری بھی آکر مشرف ملازمت ہوا لیکن مہابت جنگ نے بھی عطاء اللہ
کے برابر سمجھکر آقائی اور تابعداری کا پابند نہوا مہابت جنگ نے آزردہ خاطر وکشیدہ دل ہوکر بلا
اظہار مافی الضمیر اپنے خانہ مبارک کو معاودت ہوا عطاء اللہ خان نے میر علی اصغر کبری کی نگاہداشت کی
بارہ مین مع ہزار سوار کے استدعا کی مہابت جنگ نے جواب دیا کہ اپنے رسالہ مین جسقدر آدمیون سے
چاہو مقرر کرو لیکن اینجانب تمہارے رسالہ مقرری کی زیادہ بھرتی نہین کرسکتا۔ میر اصغر کبری نے
اس جواب سے آزردہ ہوکر لشکر سے جدا ہونیکا عزم کیا عطاء اللہ خان نے مہابت جنگ سے عرض کی کہ درصورت
روانگی میر صاحب مذکور کہ فدوی بھی نہین رہ سکتا مہابت جنگ نے صاف صاف جواب دیا کہ تمہین اختیار ہے
عطاء اللہ خان کو میر صاحب مذکور نے وعدہ تفویض بنگالہ عالم بالا سے دیا تھا عطاء اللہ خان
کو اوسپر اعتماد تھا فوراً مع میر صاحب مذکور کے لشکر سے نکلکر مرشد آباد کی راہ لی۔
مہابت جنگ نے چاہا کہ تالیف قلوب کرکے میر محمد جعفر خان کی دلجوئی کرکے دلاسا دے چونکہ اون
دنون مین کوئی شخص میر مذکور کے خاندان مین فوت ہوا تھا لہذا بتقریب فاتحہ کے مہابت جنگ اونکے گھر گیا خان مذکور نے
بہانہ اپنی چادرہ چشم اور براہ خود سری جیسے سات ہزار سوار وغیرہ سامان امارت کی استقبال وغیرہ مین پیش نہ آیا
مہابت جنگ نے اسکی تمرد اور سرکشی سے واقف ہوکر اپنے گھر کی راہ لی اور بیجلی کے محاسبہ کیواسطے
سبحان سنگہ کو جو اوسکا نائب تھا اور ہنگام غدر مین خان مذکور کے ساتھ بڑی بڑی جانفشانیان کی تھین
طلب کیا میر محمد جعفر خان نے اوسکی روانگی مین عدول حکمی کرکے کہلا بھیجا کہ اوسکا بھیجنا
میرے سر کے ساتھ ہے مہابت جنگ نے اس سراسر سرکشی اور جواب لراہ ناصواب سے جھنجھلایا اور محمد
یساول کو مع چند آدم جرار کے روانہ کیا کہ سبحان سنگہ کو اپنے ہمراہ لاوے مشار الیہ کہ کسیقدر
خشونت مزاج مین رکھتا تھا میر جعفر خان کے حضور مین جاکر اور چند کلمہ سخت سست سناکر سبحان سنگہ کو
پکڑ لایا۔ مہابت جنگ نے براہ مصلحت بیجلی کی فوجداری سبحان سنگہ کو اور بخشی گری نور اللہ بیگ خان
برادر فقیر اللہ بیگ خان کو میر محمد جعفر خان کی تغیری مین دیکر میر محمد جعفر خان کے رسالہ کو برطرف کردیا
اور حکم دیا کہ جو کوئی نوکری کا خواہان ہو سررشتہ حضور اور نیز سراج الدولہ کے رسالہ مین آکر نوکری
کرے مجرد اس عزل ونصب اور اشتہار برطرفی رسالہ کی میر محمد جعفر خان کی جمعیت مین دریمی برہمی
پڑگئی کوئی ہمراہ نرہا دماغ مین جو خودسری سمائی تھی وہ کافور ہوئی ناچار شرمندہ ہوکر بنگاہ مین جاکر
شہامت جنگ سے متفق ہوا اور اسی عرصہ مین مورخ ہذا بھی عظیم آباد سے مرشد آباد آیا تھا اور شہامت جنگ

سے کے دربار مین آمد و رفت رکہتا تہا مہابت جنگ نے جب خبر پائی کہ جانوجی لشکر کے قرب آپہونچا
مع فوج ظفر موج کے مقابلہ افواج مرہٹہ اور رافعہ کو روانہ ہوا اور تہوڑی دور جاکر جانوجی اور میر حبیب سے مقابلہ
واقع ہوا دلاوران ہمراہ مہابت جنگ نے تیر و تفنگ کی بارش سے آتش فساد اعدا بجہائی اکثر مرہٹون کو راہ عدم دکہائی
جانوجی اس سانحہ جانگاہ کو دیکہکر مرشدآباد کی تاخت تاراج کو دوڑا مہابت جنگ نے اس حال کی خبر سنکر اسکے تعاقب مین
ایسا چست چالاک روانہ ہوا کہ فرصت نہ دی کہ ساکنان شہر کو آزار دے جانوجی نے جو مسلمانونکا دست زد دیکہہ رکہا تہا اہالی
مرشدآباد مین حرکت مذبوحی کر کے خایف و پریشان ہوکر میدنی پور کی راہ لی اور مہابت جنگ نے بہی ایسا پیچہا پکڑا کہ کہین سر اٹہانے
کی مہلت نہ دی جانوجی اپنی جان چہرائے ہوے بے مقابلہ سیدہے بانہہ بہاگا چلا جاتا تہا مہابت جنگ نظر بہ قرب ایام برسات مرشدآباد
کو معاودت ہوا اور راہ مین متواتر شہامت جنگ کے نام حکم بنا بر اخراج میر علی اصغر کبر سے کے روانہ فرماے
شہامت جنگ بپاس خاطر عطاء اللہ خان کے مسامحت بیجا کرتا تہا جب مہابت جنگ نزدیک پہونچا شہامت جنگ
کے نام رقعہ تاکیدی ارقام فرمایا کہ رحیم خان اسی کام کو پہونچتا ہے اگر وہ عزیز نکل گیا ہو خیر ورنہ رحیم خان
زبردستی سے نکال کر اپنی حویلی مین داخل کر لیگا میر عطاء اللہ خان اس خبر سے کہ شہامت جنگ نے
بجنسہ وہ رقعہ مہابت جنگ کی ملاحظہ کو بہیجا تہا مضطرب ہوکر میر مذکور کو طلب کیا اور عنایات لایقہ کر کے رخصت کر دیا
اور اوس عزیز بے تمیز نے کسی پرچہ کاغذ مین وعدہ فریب لکہکر عطاء اللہ خان کو دیا کہ اسقدر مدت کے
بعد تمکو نیابت بنگالہ کی حاصل ہوگی بعد تکلفات بیشمار کے عطاء اللہ خان نے میر مذکور کی حتی الامکان
خاطر مدارات جیسا کہ چاہیے کر کے رخصت فرمایا میر مسطور براہ کہر و تندیر بعد رخصت قطع منازل کر کے
عظیم آباد آیا مگر ہیبت جنگ نے بسبب آزردگی خاطر کے اوسکو داخل شہر سے ممانعت فرمائی کہ جسطرح پہلے
شہر کے باہر باہر مرشدآباد کو گیا تہا ویسا ہی اب بہی اوسی راہ سے اپنے وطن کو جاوے چونکہ
برسات مین طغیانی ندی اور نالہ کے سبب سے فقط شہر کی بازار کا راستہ کہلا ہوا تہا میر مذکور بشعلہ شطرنج فکر
و تردد مین گرفتار ہوا کہ کس سبیل سے راہ مقصود طے کرے آخر الامر مہدی نثار خان اور عبد العلی خان
کی سعی و التماس سے اجازت ہوئی کہ راستہ بازار سے گذر کر بیرون شہر منزل گزین ہوا اور اسیطور
دریاے سوہن پر پہلوان سنگہ حسب الایماے ہیبت جنگ کے آکر بعزم تاراج لشکر میر مذکور کے مقیم ہوا
میر علی اصغر کبر سے نے مضطرب ہوکر دوبارہ حاجی احمد اور مہدی نثار خان اور عبد العلیخان سے ملتجی ہوا
یہ لوگ نہایت درجہ ہیبت جنگ کے خدمت مین ملتمس اور ساعی ہوے اور پروانگی صادر کرائی کہ پہلوان سنگہ
سر راہ چہوڑ دے اور عبور کیواسطے دریاے سوہن مین کشتیان ملجاوین اور نیز ہیبت جنگ
کی مرضی پاکر مہدی نثار خان اور عبد العلیخان اور حاجی احمد نے اپنے آدمی میر مذکور کی دلجوئی کو بہیجے

تاکہ جلد و عظیم آباد سے باس و عافیت نکل جاوین بعد انقضا سے دو تین مہینے کے جبکہ ایام بارش
منقضی ہوے ہیبت جنگ نے اپنے بھائیونکی دولت اور صابت جنگ کے رفقا کو دیکھکر جو سراج الدولہ
اور اکرام الدولہ کی شادی مین معاینہ کیا تھا عازم اس امر کا ہوا کہ فوج کی بھرتی کرکے مانند مصطفی خان
کے ملک بنگالہ اور اپنے چچا اور سسر کے مکان پر مسلط اور متصرف ہو لہذا اوایل فصل مین جب کہ
صابت جنگ بقصد تنبیہ مرہٹہ سیدی پور مین مقیم تھا مرشد آباد سے نکلکر امانی گنج مین خیمہ زن ہوا اسجا
مقام مین میر ابو المعالی جو کہ سابق مین بربان الالک کی خانسامانی پر مقرر تھا اور اب ہیبت جنگ
کے روبرو بکمال عزت و اعزاز مین بسر کرتا تھا ہیبت جنگ کی رسالت اور سفارت سے صابت جنگ
کی خدمت مین آیا تبلیغ رسالت کی خلاصہ پیغام یہ تھا کہ شمشیر خان اور سردار خان جو کہ بعد برطرفی
دربھنگہ مین مقیم ہین اکثر جماعہ افغان ہمراہی اخراج کرنا اس فرقہ کا خالی تفرد سے نہین اور رہنا
انکا بلا علاقہ نوکری کے اس دیار مین موجب شور و فساد پس التماس یہ ہے کہ اگر ارشاد ہو سرداران
مذکور کو مع جمعیت تین ہزار سوار جرار ترکتاز کے نوکر رکھ لون لیکن چونکہ اس سپاہ کی تنخواہ کی جاگیر
اس صوبہ مین گنجایش پذیر نہین لہذا وجہ طلب اس فرقہ کی سرکار سے مرحمت ہو صابت جنگ
نے ہر چند اول اس مقدمہ مین انکار کیا مگر آخر کار بپاس خاطر ہیبت جنگ اور نیز بخیال فساد
جو کہ معقول طور سے لکھے تھے قبول فرمایا ایلچی نے فایز المرام واپس ہوکر نوید اقبال پہونچایا بعد ازین
ہیبت جنگ نے افغان مذکور کی دلجوئی کرکے پیغام نوکری دیا آقا عظیما مرحوم اور رستم قلیخان
مرحوم اور محمد عسکر خان مرحوم نے واسطہ درمیانی ہوکر ہر طرف سے مطمئن خاطر کر دیا چونکہ وہ لوگ
بھی امر عظیم کے خواہان تھے قبول کرکے مستدعی عہد و پیمان قسمیہ کے ہوے اور حسب المدعا کامیاب
ہوکر آخر ذی الحجہ کو دربھنگہ سے شمشیر خان اور مراد شیر خان اوسکا بھانجا اور سردار خان
اور بخشی بہلیہ روانہ ہوکر ایام عاشورہ شروع سال سنہ ۱۱۶۱ مین گنگا کے اوس طرف آکر ٹھہرے
ہیبت جنگ کی طرف سے آمد و رفت گرم تھی وہ لوگ یہ ظاہر کرتے تھے کہ ہم لوگون کو اسی آمد و رفت
کے باعث سے ہیبت جنگ کی حضوری مین وہی خوف ہے جو کہ عبد الکریم خان افغان اور روشن خان
کے ساتھ سلوک ہوا تھا اور ہیبت جنگ اونکی رفع شک مین بہت سا اصرار و مبالغہ کرتا تھا
تا آنکہ ایکروز واسطے اظہار اپنی دلجمعی کے بدون اطلاع رفقا اور مصاحبین کے مع فرزند خورد مرزا مہدی
اور سعید علیخان سوار رتھ تھا کہ مجھلے بھائی کے جسکو داماد بنایا تھا اور نیز محمد عسکر خان کی کشتی پر
سوار ہوکر عبور دریا فرمایا اور شمشیر خان کے خیمہ پر جا پہونچا شمشیر خان نے لب آب تک استقبال کرکے

اندرون خیمہ مسند پر لا بٹھلایا اور خود مودب استادہ ہوا جب نہایت اصرار سے ہیبت جنگ
نے بیٹھنے کا حکم دیا تب بیٹھہ گیا اور مراد شیر خان وغیرہ نے بھی حاضر ہو کر نذر دکھلائی اور مراد شیر خان
اور شمشیر خان شمشیر در دست مستعد پیکار ایک پاس بیٹھہ گئے پٹھانون نے زبان پشتو مین ہیبت جنگ
کے قتل کی اجازت طلب کی لیکن شمشیر خان زبان پشتو کی سوقت نہ سمجھا خواہ کسی طور سے
جواب دینا مصلحت نہ جانا داڑہی کھجلانے کے بہانہ سے اپنا سر بطور ممانعت کے ہلایا سید علیخان نے
اس ماجرے چشم دیدہ کو بعد سانحہ کے مورخ سے جب شاہجہان آباد سے لوٹا تہا بیان اعادہ
کیا تہا لیکن ہیبت جنگ کچہ اس راز سے ماہر نہوا قضائے آنکھون پر پردہ چھوڑ دیا تہا شمشیر خان
نے حسب ضابطہ ہاتہی گھوڑے پیش کئے مگر ہیبت جنگ نے اقبال سے معذرت کی اور دلداری
اور اطمینان خاطر کر کے حکم عبور دیا عملہ میر بحری نے کشتیان حاضر کین افغانون کا عبور جعفر خان
کے باغ مین شروع ہوا اول سردار خان مع ہمراہیون کے اوترا اور ہیبت جنگ بدستور تنہا پالکی پر
سوار ہو کر کٹرہ نجم الدین کے باہر جا بیٹہا سردار خان مع ہمراہیان کے آ کر مستفیض ملازمت ہوا
مشہور ہے کہ یہ شخص اس دغا و فریب سے واقف اور خبردار نہ تہا چنانچہ خود شاہ محمد امین اور شاہ رستم علی
کے روبرو جو کہ اوس زمانہ مین درویشان ظاہر و باطن مشہور اور صاحبان معنوی مین سے تھے ظاہر کیا
اور قسم کھائی کہ بندہ ان دونون سفلون سے یعنی شمشیر خان اور مراد شیر خان کی اس فعل بد سے
محض بیخبر ہون والا اگر خبر ہوتی رفاقت چھوڑ دیتا اور اب لاچار ہون کہ کوئی میرا اعتماد نکریگا
اور بپاس ننگ ہم قومی ترک رفاقت بھی نہین ہو سکتی کہ لوگ نامردی اور بے حمیتی پر گمان کرینگے اسلئے
کہ شرم آبرو اور ہمقومی دامنگیر ہے شریک ہون لیکن ایک معتبر سے سنا گیا کہ یہ خبر دو تین سرداران
مذکور کی اسرار سے ہے چونکہ مقدر مین یہی تہا کچہ ظہور نہوا یہ دونو بدبخت قاصد تھے کہ ایک قتل کے
کے دوسرے شریک کو بھی قتل کرین اور بلا شرکت ملک پر دخیل یاب ہون واللہ تعالی اعلم
القصہ عشرہ آخر محرم الحرام شروع سنہ ۱۱۶۱ ہجری مین اونکا یوم ملازمت ہیبت جنگ مقرر ہوا
ان دنون مین مورخ ہذا کا چچا مہدی نثار خان جو کہ نہایت معتمد ہیبت جنگ کا تہا اور ایسے وقت مین
نہایت پشت پناہ ہو سکتا تہا سرسی کشنہ کے پرگنہ کی خدمت اور بشن سنگہ زمیندار کی گوشمال کو مامور ہوا
اکثر سرداران معتمد کار آمدنی کو مانند خادم حسن خان اور احمد خان قریشی اور مانند انہین لوگون کے
مع راجہ سندر سنگہ زمیندار ٹکاری کی ہمراہ کر دئیے کوئی حاضر حضور نتہے اور جو تہے اونکو ممانعت ہوئی کہ کوئی
شخص فرقہ سپاہ سے روز ملاقات کو حاضر دربار نہو چوبدارون نے یہ حکم گہر گہر ہر ایک کو پہونچایا اور جسکو

سرداران افاغنہ کی اطمینان کو تا فی الحقیقت موت تو گہات میں آن لگی تہی ہر آن قضا سامان میں مصروف تہی کوئی عقل و تدبیر سوجہتی تہی جو کرتا برعکس ہوتا ورنہ یہہ شخص نہایت عقیل اور بقدر جہابت جنگ کا تہا اور مورخ اس سانحہ کی ما قبل بارادہ ملاقات اپنی والد کی عازم بہ پٹنہ ہوا تہا کیونکہ وہان کی خدمت غازی الدین خان فیروز جنگ پسر آصف جاہ کی طرف سی رکہتا تہا۔ اوسی دن عصر کیوقت مورخ نی بلا دیکہی متکلم کی سنا کہ کوئی شخص کہتا ہی کہ شمشیر خان نی ہیبت جنگ کو مار ڈالا اور اوسکی دوسرے روز منزل ایلہی مضاف پرگنہ غازی پور مین چند لوگ بہوجپور سی آکر جو دیانکی عامل کی ملازم تہی مظہر ہوی کہ ہیبت جنگ مارا گیا اور فوجدار سرکار شاہ آباد بہی زمینداران گرد و نواح کی ہاتہہ سی غارت ہوا۔

بیان انتقال ہیبت جنگ کا اور کوچ کرنا اس جہان تار و تنگ سی

ہیبت جنگ کی مارے جانی کا حال یون ہی کہ ایکروز قبل روز معینہ ملاقات کی شمشیر خان اور سردار خان نی مع رفقا کی حاضر ہوکر ہیبت جنگ کی ملاقات حاصل کی اور حسب دستور پان کا بیڑہ متضمن تسلی لیکر اپنی خیمہ کو گئی دوسری روز بطور روز اول ہیبت جنگ چہل ستون مین جو کہ نیا تعمیر کرایا ہوا اپنا تہا آکر بیٹہا اور محمد عسکر خان کہ ندیم اور واسطہ جواب سوال آفاغنہ مذکور کا تہا اور میر مرتضی اور میر بدر الدین اور دلیپ سنگہ ہرکارہ اور رمضانی تحویلدار سلاح خانہ جو کہ قوم کا قصاب تہا اور سیتارام مشرف توپخانہ دستی جو خادم حسین خان کی پیشکاری رکہتا تہا مع چند نفر خدمتگار کی حاضر اور چوبدار اور چیلہ بدستور دربار اپنی اپنی جگہہ پر استادہ تہی اور میر عبد الاحد صفوی نسب جو کہ عظیم آباد کی اعیان مراد آباد مین تہا اور شاہ بندگی پیرزادہ جو جعفر خان کی باغ کی قریب ساکن اور قدم شریف کا مجاور تہا اسطرح کہ دو تین منتخب پیلیشہ بہ رسم مجرا حاضر اکر مصاحبت مین تہی اور محمد عسکر خان مع مہتاب رای کہتری کی جو اوسکا رفیق پرورده تہا ہیبت جنگ کی پشت پر متصل مسند آبیٹہا مگر ان لوگون مین کسی کی پاس تیغ و خنجر بلکہ چہوری تک کمربند مین نہ تہی مگر رمضانی خدمتگار ہیبت جنگ کی سیف ہاتہہ مین لئی ہوی موافق ضابطہ کی کہڑا تہا اور راجہ رام نراین دیوان اور بعض متصدی عملہ دیوانی اور تین چار نفر منشی منشیخانہ مین تخمیناً پچاس گز چہل ستون سی دور پور سے بیٹہی تہی اور عنایت یاب خان بہی جو کہ پیشتر والد مورخ کا خانساماں اور ہیبت جنگ کا ملازم تہا اور اونکی گہر کی میر سامانی رکہتا تہا حاضر تہا اول بطریق تخمیناً سے ہزار آدمی قدر سی کم و بیش ساتہ بندوق فتیلہ روشن نمایان ہوکر دور سی رسم سلام بجالائی اور چیندر و زشناسیون کی ہمراہ بتقریب ملازمت ہوکر نذرین گذرانین اور اوسکی ہمراہی بندوقچی دست راست کی طرف جو محل سرا کی راہ تہی بہت جہوٹی متوقف ہوی بعد ازان مراد شیر خان نامی افغان سو ہیان مسلح ہتیار بند سی پہونچتا اور دور سی آداب

بندگی بجا لاکر بہیئت مجموعی روبرو آیا عمارت چہل ستون مین ازدحام ہو گیا ہر ایک نذر ملازمت
گذرانتا تہا اور مراد شیر خان روبرو کہڑا ہوا ہر ایک افغان کا نام و نشان عرض کرتا تہا ہیبت جنگ نی استفسار
کیا کہ شمشیر خان کب تک آویگا ہرکارون نی التماس کیا کہ راہ مین ہی عنقریب آستانہ دولت مین پہونچتا ہی
تا آنکہ شمشیر خان چبوترہ کوتوالی کی نزدیک جو قلعہ پختہ بادشاہی کی دروازہ پر چہل ستون سی دو تیر کی
فاصلہ پر تہا پالکی پر سوار آ پہونچا اور قریب تین چار ہزار افغان کی ہتہیار بند مسلح شمشیر خان کی گرد آہستہ
آہستہ چلی آتی تہی دروازہ چہل ستون سی جو کہ رستہ بازار تک ان بدبختون کا ہجوم تہا جب بمقام مذکور
تک شمشیر خان کی پہونچنے کی خبر ملی مراد شیر خان نامراد نی ہمراہیون سی کہا کہ رخصت ہو کر پان لو تا کہ
شمشیر خان آکر ملازمت حاصل کری افغانون نی ہیبت جنگ کی سر پر ہجوم کیا پان لینی لگی تا آنکہ عبد الرشید خان
کی آنی کی نوبت پہونچی چونکہ باہم کرار تہا کہ یہ شخص سبقت کری اسکی بدن مین لرزہ سوار ہوا ہاتہ کانپنی
لگی جب ہیبت جنگ نی پان عنایت فرمایا مگر اوسکا ہاتہ لرزی سی کانپ رہا تہا پان ہاتہ سی گر گیا ہیبت جنگ
نی ہنسکر فرمایا کہ تمہاری قسمت کا پان گر گیا خیر دوسرا لو متوجہ پاندان ہوا ہنوز نظر پہنچی ہی تہی کہ رشید
نارشید نی کمر سی کٹاری نکالکر ہیبت جنگ کی پیٹ پر ماری مگر اضطراب کی وجہ سی کارگر نہ ہوئی
محمد عسکر خان یہ حال دیکہنی سی فریاد زن ہوا کہ ہان ہان یہ کیا کورنمکی ہی اسی گرما گرمی مین ہیبت جنگ نی
سر اونچا کیا اور یہ حالت دیکہکر چاہا کہ شمشیر پیش نہاد کا قبضہ ہاتہ مین پکڑی مراد شیر خان نی جو ہاتہ
مین تلوار لیے تہا سر پر دست ایسا مارا کہ ہیبت جنگ کی شانہ سی گذر کر تہیگا تک جا پہونچا اور ہیبت جنگ
مردہ نقش مسند ہوا اور مراد شیر خان یا کسی دوسری بدکار نی اوسکا سر اور سینہ اوپر کاٹکر اوسکی چہاتی پر
رکہدیا اور اس حرکت کو ایک طرح کا عمل سمجہا کہ اوسکی خون خواہون کا اس بازو پر بیہوشی طاری ہو گی
کچہ نکر سکینگی میر مرتضی خان نی بگمان زندگی دوڑکر اوسکو سینہ سپر ہو کر ریزہ ریزہ ہو گیا اور محمد عسکر نی
ہیبت جنگ کی تلوار عریان کرکے مقتول ہوا اور مہتاب رای اوسکا ہمراہی راست پا چپ کی شقیقہ یعنی
کنپٹی مین زخم شمشیر کہا کر عسکر خان کی لاش کو سر زانو مین رکہکر اوس جگہ بیٹہ گیا اور لاش کی ساتہ وہ تہا
بادشاہ نواز خان نام منصبدار کہنہ جو کہ عظیم آباد کی مشاہیرون اور فخر الدولہ کی عہد نظامت مین صاحب
عزت تہا اور ان دنون ہیبت جنگ سی تقرب بہم پہونچایا تہا امیدوار مراتب عالیہ تہا اس معرکہ مین کام
آیا اور رمضانی داروغہ سلاح خانہ اور سیتا رام مشرف توپخانہ دوستی نی بقدر تاب و توان حق نمک
ادا کرکے سرخروئی دنیا حاصل کرکے عقبی کی راہ لی مہر لیہ ہر اور مہر بدر الدین ہاتہ کٹا کر باہر نکل گئی
راجہ رام نراین مع دیگر متصدیون کی بعض مجروح اور بعض سلامت تا نشست تاراج ہو کر باہر نکلی

میر عبد اللہ بھی صحیح و سالم شال اور کمر بند اور کنارے کی دستے سے بر آمد ہو کر اپنی راہ لگا تھا بندگی
نے آخرت کی راہ لی باقیماندہ بھی اپنی اپنی تدبیر سے نکل گئے جب اس غلغلہ نے بلند ہو کر لوگوں کو اسیر
حیرت کیا حجاب اور دربان دولت سرای امارت کی اپنے گھروں کو سدہارے سید علی خان جو کہ مکتب
میں حسب طلب ہیبت جنگ کی حاضری کا آمادہ تھا اور اوستاد اور اتالیق لوگ ارادہ ہمراہی کا رکھتے تھے
اوس خبر بد کے سننے سے سید علیخان کو حرم سرا میں کر کے خود متفرق ہو گئے اور آمنہ بیگم مہابت جنگ کی
لڑکی سراج الدولہ کی ماں ہیبت جنگ کی بی بی نے دروازہ بند کرا کر آئینہ حیرت ہوئی لیکن سید علیخان
کو اپنے کوٹھوں سے جو شہامت جنگ کے کوٹھوں سے ملحق تھے نکالدیا اور کہا جسطرح تو جانے یا تدبیر ہو سکے
اپنے خالو عبد العلیخان کے گھر چلا جا اوسوقت میں عبد العلیخان شیخ عبد الرسول بلگرامی کے مکانوں میں جو کہ
جماعہ داران مشہور اور شیخ اللہ یار بلگرامی سر بلند خانی کا بھانجہ تھا مہابت جنگ سے مرخص ہو کر اپنے
وطن کو جاتا تھا۔ آخری رخصت کیواسطے گیا تھا سید علیخان مورخ کا بھائی کہ اوسوقت میں نو برس کا تھا نہایت مضطر
الاحوال گھبراتا تھا بسبب کم سنی کے اتنی جرات نہ رکھتا تھا کہ کسی طرف کو چلا جاتا کسی نے فضل الٰہی سے اوسکو بچایا
اور رحم کر کے ایک پھٹا پرانا کپڑا در تن زیب کرا کر تغییر وضع اپنے ہمراہ دریا کنارے ہوتے ہوے عبد العلیخان
کے مکان پہنچا دیا شمشیر خان کچھ دیر اوس مکان میں ٹھہرا اور حیات خان کو حاجی احمد کی ملاقات
کے جانے میں پہلے حکم دیا کہ قید کر لاؤ حاجی احمد اس خبر سے ماہر ہو کر مضطرب الاحوال ہوا ہر طرح کی
خیالات کرنے لگا مگر رد مال کے خیال نے سمجھوا کہ قدم شہر سے باہر [illegible] ورنہ ممکن تھا اگر گھوڑے پر سوار ہو کر کہیں
نکل جاتا مگر [illegible] سنگہ کے پاس جا پہونچا آخر اسی طرح میں کہیں نہ گیا تھا کہ طالب لوگ آ پہونچے اوسوقت
دیوار کھود کر یا کسی روزن سے نکلکر کسی ہمسایہ کے گھر میں پوشیدہ ہوا مگر راز فاش ہو کر مقید ہو گیا
شمشیر [illegible] رو بکار [illegible] میں دو چار تھا او سکا دفینہ اور زر و جواہر جسقدر مدفون تھا
کھود کر تصرف کیا باقیماندہ بھی [illegible] نقدی دریافت کر کے سرکاری خزانہ اور [illegible] کہتے ہیں کہ قریب [illegible] لاکھ
روپیہ اشرفی اور جواہر کے اوسکے علاوہ اسکے گھر میں ملا اور زین الدین احمد خان مرحوم کے مال سے
جو کچھ مشہور ہے تین لاکھ ہے اور بعض آدمی نہایت کم جانتے کہ چند ہزار کے ناقل ہیں واللہ عالم فی السر و الخفیات
بعد ازان جب حاجی احمد خان قتل ہوا لاش [illegible] دریا موضع سنبل پور کے متصل باغ جعفر خان سے چند قدم
پیشتر حسب مقدر مدفون ہوا بعد قتل زین الدین احمد خان مرحوم اور قید ہونے حاجی احمد کے
شمشیر خان نے دونوں کے مکان پر چوکی پہرہ بٹھلا کر جعفر خان کے باغ میں اقامت کی اور شہر میں
مراد شیر خان مقیم ہوا اور مہابت جنگ کے مقابلہ کو خیال [illegible] کمر باندھی ہر طرف

صادر فرماکر اسپنے الوس کو جمع کیا بجسب تقدیر اون دنونمین قوم افغان حشرات الارض کی صورت زمین سے نکلتی تھی چنانچہ احمد ابدالی قندہار اور ہرات سے شاہجہان آباد کی طرف لشکر کش ہوا اور بعد چندے کے علی محمد روہیلہ نے اوسی ہنگامہ مین آمد آمد کی خبرین سنکر راہ سہارنپور بوریہ سے بریلی پہونچا عجب طرحکا آشوب تمام ہندوستان مین نمود ہوا القصہ ہر روز پانچ چہ مرتبہ عظیم آبادیون کے کان مین نقارہ کی آواز پہونچی بر وقت دریافت معلوم ہوا کہ فلان پٹہان اسقدر جمعیت سے سردار خان اور شمشیر خان کی رفاقت کو آیا ہے اور شمشیر خان اور بخشی بہلیہ کے ارکان اور عملہ نے دست تطاول دراز کیا تھا کوئی ایسا شہر مین نتہا جو انکے ہاتھ سے باعزت بچا ہو عبد العلیخان تمام دن شیخ عبد الرسول مذکور کے گہر مین رہکر رات کو اپنے گہر گیا اوسوقت کشتیان واسطے باربرداری کے مع ملاح اور نیز کشتی خاصہ یعنی بجرہ موجود و مہیا تہین سردار ملاخان نے عرض کیا کہ اسوقت شہر آشوبگاہ محشر ہو رہا ہے اگر مع عیال و اطفال و دولت و مال کے سوار ہو جیے انشاء اللہ اس ورطہ جان ستان سے ہمکنار سلامت ہو جاوین اور شبا شب تیس کوس مسافت طے ہو جاوے گی درحقیقت یہ صلاح بہت عمدہ تہی مگر خوبی تقدیر سے عمل مین نہ آئی چند روز کے بعد جب کہ مراد شیر خان مشید الارکان ہوا عبد العلیخان کو پیغام حاضری صادر فرمایا عبد العلیخان حسب معمول سواری پالکی مع چند نفر سوار و پیادہ کے راہی ہو کر جب دروازہ پر پہونچا بعض مراد شیر خان کے خواص نے دربارہ باہر ٹہرنے رفقا کے ہمراہی کے رفق و مدارا سے عرض کیا عبد العلی خان نے یہ خیال کیا کہ اگر میرے ساتھ بدی کرنا منظور ہوتی تو باوجود اس حصول اقتدار کے اسطور سے کیون طلب کرتا اور بصلاح رفقا کے دو تین خدمتگار ہمراہ لیکر اندر گیا اور اوس بدعہدی نے اسباب بیرونی اپنے تصرف مین لاکر اپنی پالکی پر عبد العلیخان کو شمشیر خان کے روبرو بہیجا شمشیر خان نے بموجب اطلاع برہنہ پا دوڑ کر صحن خیمہ مین ملاقات کی اور عذرخواہی بیشمار کر کے اپنی پالکی مین بٹہایا اور مکان کو واپس بہیجا اور دو تین آدمی حفاظت خانہ کو دروازہ پر مقرر فرمائے بعد چندے جب کہ عبد العلیخان کی سپاہ قیل و قال کرنے لگی عنایت جنگ کے ارادہ کی خبر ادہر اودہر مشتہر ہوئے تب تو توہم بیجا سے دوبارہ طلب کرایا آتے ہی خیمہ مین مقید ہوا اور مراد شیر خان اور مصطفی خان کے لڑکی کی سعی سے حکم قتل ہوا چنانچہ ملازمین غنیم نے حسب الامر عبد العلیخان کو کشتی پر سوار کرا کر دریا پار لیجا کر مستعد بجا آوری شاد ہوا عبد العلیخان مع اپنے رفیق حیدر نواز خان کے مہلت غسل اور دو رکعت نماز کی لیکر مشغول ہوئے تہو کہ حکم ممانعت صادر ہوا اور دونون

آدمیون کو واپس کیا شاہ صادق اس جان بخشی کا ضامن ہوا بدین عہد کہ اگر مہابت جنگ کی
لڑائی درپیش ہو عبد العلی خان ہرگز اپنی جگہہ سے جنبش نکریگا اور مصدر فساد و شورش نہوگا سعدی نثار خان نے جو پرس
کلنبہ کو زمیدار سے کاوش کرکے اوسکا اخراج کیا تہا جب خبر ہیبت جنگ کی پہونچی زمیدار برعکس
ہوکر خان مذکور پر ہجوم کر اوٹھا خان مذکور مع چند نفر ہمراہی کے رہتاس پہونچا علی قلیخان
قلعدار نے قلعہ مین جگہہ دی مہمان نوازی فرمائی مورخ کا مکان اسطرح پر محفوظ رہا کہ کسی جماعدار
بہلیہ نے جو اون دنون مین بخشی بہیلہ کے ہمراہ تہا در حرم سرا کا محافظ رہا بعد ازان دوسرے روز بختاور خان نے
جو کہ شمشیر خان کا نہایت مقرب تہا اور مورخ کے والد کا احسانمند اور وہ اس قسم کا احسان تہا کہ کچھہ
قرض دار تہا والد نے بروقت جانے عظیم آباد سے دس بارہ ہزار کے تمسک پہاڑ ڈالے اور اونکا
روپیہ معاف کر دیا تہا اور اسیطرح شیخ محمد صلاح لکہنوی اور کالے خان بلیمن جو ہر ایک پر احسان
تہے محافظت مین ساعی رہے قبل اس سانحہ کے بختاور خان نے شمشیر خان سے عہد کر لیا تہا کہ سید
ہدایت علیخان کی حویلی سے مجہے بخشنا چاہیے اور بروقت تسلط بہی اوسپر غلبہ نکرنا چاہیے ورنہ بندہ تمہارے
راز سے دولتخواہان ہیبت جنگ کو آگاہ کر دیگا چونکہ شمشیر خان نے عہد و قسم سے اقرار کر دیا تہا لہذا
بختاور خان مع کالیخان اور شیخ محمد صلاح کے رات دن ہمارے دیوان خانہ مین مقیم دربار آتے
جاتے تہے اگر کوئی محرک بدی ہوتا اپنے رفقا کو جو دو تین ہزار جرار تہے جمع کرکے مستعد مقابلہ ہوتا
اسطرح پر وہ مکان محفوظ رہا ہیبت جنگ کی لاش کو سید محمد اصفہانی نے جو کہ میر حیدر علی کوتوال
کا خسر اور مرزا داراب کا داماد تہا میر حیدر علی کی التماس سے اوٹہا لایا اور کسیقدر اوسکی نعش صاحب
افسر کو جو پائمالی مردم آئیندہ و روندہ سے محفوظ رہی تہی وہ بہی اوٹہا لایا اور وہ کفن کہ کربلا سے آیا تہا اوسی مین دفن کیا جو کہ فی الحال ہیبت جنگ
کے مقبرہ کے نام سے محلہ بیگم پورہ متعلقات شہر عظیم آباد مین مشہور ہے جب مہابت جنگ کی عرضی کی
خبر ملی بے حیائی نے اپنا جلوہ دکہلایا یعنی ہیبت جنگ کی زن و دختر کو مع چہوٹے لڑکے مرزا مہدی کی
رتہہ پر بے پردہ و غلاف سوار کرا کر رستہ بازار شہر سے عریان نکالا اور اپنی لشکرگاہ کو لیگیا مورد لعن و طعن ہوا
چند روز مین اسقدر دنیا و آخرت کا وبال اپنے سر پر لیا کہ اوسکی لکہنے کی بات بجز کاتبان اعمال کے دوسرے کو نہین
قریب چالیس ہزار سوار اور اتنی کچھہ کم زیادہ جمع ہو کر اور مرہٹہ بہی شریک ہوئے عظیم آباد کا آتشخانہ زیر تصرف آیا
بہمہ اسباب مستعد و مسلح ہو کر عازم حرب مہابت جنگ کا تہا —

احتشام الدولہ بہادر ہیبت جنگ کے مارے جانیکی خبر سنکر مہابت جنگ کا عزم مقابلہ و آنا عظیم آباد مین اور شمشیر خان اور میر حبیب وغیرہ پر فتحیاب ہونا

جسوقت کہ مہابت جنگ داعیہ حرب اور تنبیہ میر حبیب اور جانوجی وغیرہ مرہٹہ پر

مرہٹہ پر مرشد آباد سے کوچ فرماکر اوسط فصل زمستان مین واقع امانی گنج خیمہ زن تہا اس حادثہ
ہیبت جنگ کی خبر پہونچی اگرچہ تسلط ہوجانے اس فرقہ قوی جنگ اور مارے جانے فرزند دلبند یکرنگ اور
گرفتاری دختر وغیرہ ناموس و ننگ سے نہایت مضطرب ہوا مگر ظاہرا مستقل مزاج رہکر سارے
سرداران سپاہ کو جمع فرمایا اور کہا صاحبون سنگ آمد و سخت آمد ایسا لخت جگر کشتہ ہوا اہل و عیال
دام مخالف مین بستہ ہوے کیونکر دل نہ شکستہ ہو زندگی ناگوار ہے مارنے اور مرجانے پر عہد و قرار
ہے آپ لوگ اپنا ارادہ اظہار کرین کوئی ایسے رفیق غمگسار ہین جو ہمراہی مین عزم پیکار کرین
ہر ایک نے متفق ایک زبان ہوکر عرض کیا بموجب بیت ؎ تو لوہی جاوقتلی سے ہم بندہ بیدام ہین سرکار تمہارے ہمسر اپنے فدا پاون پہ ہر بار
تمہارے ہی ہم سنجع اب سے مہابت جنگ نے کہا کہ چونکہ تمہاری رفاقت کا حق برسون سے میرے ذمہ ہے جو میری رفاقت کریگا اوس سے
جان و مال دریغ نہین اور جسے توجہ نہو اوسکا متعرض بھی نہونگا کیونکہ جسوقت خواہان مرگ ہون
مدد کی طلبگاری بھی نہین دو بارا حاضرین نے التماس کیا کہ ہم لوگ حق نمک مین اسیر ہین بجز
جانفشانی کے کوئی دوسرا ارادہ نہین تب فرمایا کہ قول و قسم ہو قرآن آیا ہر ایک نے سوگند کہائی
بعد ازان فرمایا کہ تمہاری تنخواہ میرے ذمہ ہے جب کہ تمہین اپنی جان دینے سے دریغ نہین بندہ بھی
زر و مال کے عطا کرنے سے مقصر نہوگا لیکن چاہیے کہ آہستہ آہستہ طلب فرمائی کل سپاہ نے قبول کیا
تب مہابت جنگ زر کی فکر مین ہوا کسیقدر روپیہ شہامت جنگ اور اپنی بی بی اور جگت سیٹھ وغیرہ
مہاجنون سے قرض لیکر تقسیم تنخواہ فرمائی مگر ہنوز کسیقدر باقی رہگیا کہ فوج مرہٹہ نے حوالی شہر مین پہونچکر شورش
اوٹہائی چونکہ مرہٹہ کی لڑائی یکجائی نہین ہوتی تہی اکثر بارتے کہاتے لڑتے بہڑتے ہین اس وجہ سے عظیم آباد کی
عزیمت سے متردد ہوا آخرکار امانی گنج سے تعاقب شروع کیا اور تا سرانجام سفر عظیم آباد اور درستی اسباب
و سامان کے اوسی جگہہ مقیم ہوا صولت جنگ کو بہگوان گولہ بہیجا کہ وہان سے شہر تک مرہٹہ کا سد راہ ہو
اور رسد وغیرہ پہونچنے کی راستے بند نہونے پاوین تاکہ گرانی نہو اور فرمایا کہ بھی قوم افغان کی لڑائی اور
عظیم آباد تک رسائی ضرور ہے اور مرہٹہ اس گرد و نواح مین ہنگامہ آرا ہے اسکا تدارک بالفعل جیسے
ناممکن ہے جو شخص جان چاہے چلا جاوے اس کلمات کے سننے سے اصحاب قدرت گنگا پار شمال رویہ جا بجا
چلے گئے اور جو محض بے استعداد تھے توکل بخدا اپنے گہرون مین بیٹہ رہے مہابت جنگ نے فراہمی سامان
لائقہ اور تالیف قلوب سپاہ فرماکر اول ماہ ربیع الاول سنہ ۱۱۶۱ ہجری کو پندرہ سولہ ہزار سوار اور
قریب آٹہہ ہزار برق انداز کے عز و جلال سے جانب عظیم آباد روانہ ہوا اور امانی گنج سے نہضت کرکے
موضع چپائی مین جو مرشد آباد سے تین ۱۲ کوس پر عظیم آباد کی راہ مین تعمیر ہو منزل کی شہامت جنگ بہادر

اور عطاء اللہ خان بیسا ور ثابت جنگ کو پانچ چھہ ہزار سپاہ سے مع میر محمد جعفر خان
کے متعین مرشد آباد کیا اور اس کا سبب یہ ہی کہ مدت دراز سے بخشیگری میر مذکور کو مفوض تھی بموجب
استدعا سے شہامت جنگ کے اسی وقت مین قبل اس سانحہ کے بپاس خاطر نور اللہ بیگ خان
کے تغیر سے بخشی گری کی خدمت پر مقرر ہوا تہا اور چونکہ یہ خیال تہا کہ مرہٹہ بر وقت کوچ کو
چارون طرف سے محاصرہ کر کے رسد وغیرہ کا پہونچنا بند کرینگے اور عسرت معاش لشکریونکی
ہوگی حکم ہوا کہ اجناس غلہ کو کشتیون پر بار کر دیا کرین بہر حال انتظام دلخواہ کر کے
موضع چنپائی سے نہضت فرمائی اور دفع دشمنونکین کر ہمت چست باندہی مرہٹہ اُسکی عزم کرنیکی بعد راہ معروف چہوڑ کر اور
مرشد آباد سے ہاتہہ اوٹہا کر براہ جنگل افاغنہ کی مدد اور کمک کو اقلیم آباد کی طرف روانہ ہوئے —

معین الدولہ سیف خان کا بہیجنا شیخ دین محمد اپنی جماعہ دار کو مہابت جنگ کے مدد پر

سیف خان فوجدار پورنیہ نے اپنے جماعہ دار شیخ دین محمد پسر شیخ مجاہد کو مع ڈیڑہ ہزار
سوار کے برسم اعانت روانہ کیا اور خود بعذر بیماری مقصر ہوا شیخ دین محمد نے کندمہ کولہ سے
گنگا اوتر کر جب کہ مہابت جنگ مونگیر پہونچا چند روز مقیم ہوکر وارد سلطان گنج ہوا اور مرہٹہ
نے اسکی خبر سنکر مہابت جنگ کی اطراف سے کوچ کر کے شیخ مذکور کو مع اُسکے ہمراہیونکے
گہیر لیا تمام روز باہم جنگ و جدال رہی اُسنے کسی مستعجلی کے ہاتہہ مہابت جنگ کو اطلاع دی
مہابت جنگ نے اگرچہ بہیجنا فوج کا دور از صلاح اپنی سے نہین دیکہا لیکن چار ناچار عمر خان
کے لڑکے کو مع دیگر اشخاص کی مدد پر بہیجا ہنوز یہ لوگ نہ پہونچے تھے کہ رات نمود ہوئی مرہٹہ اپنے
مسکن کو واپس ہوئے اور شیخ دین محمد نے فرصت پا کر وقت شب کوچ کر دیا صبح ہوتے لشکر سے
ملحق ہوا اور باتفاق مہابت جنگ کی خیمہ گاہ مین پہونچکر شرف ملازمت سے معزز و ممتاز ہوا اظہار
حالات مین عرض کیا کہ جسقدر باروت سیف خان نے دی تہی اوسکی اوس آدہی دیر مین ڈہولین
اوڑ گئے اب سرکار سے امیدوار عطا ہون مہابت جنگ نے صرف باروت مین نہایت استعجاب کیا
کہ کیونکر خرچ ہو گئی وہ کہتا تہا کہ صبح سے شام تک آگ برسانی پڑی غرض کسقدر باروت عنایت فرمائی
تعجب ہی کہ ایسے امیر نے اسوقت مین باوجود سماجت عطای باروت مین کسقدر تامل کیا —
فاعتبروا یا اولی الابصار - اسی سفر مین دوست بیگ بدخشی جو کہ سرکار کی جماعہ دارون مین تہا
کسی کو گرفتار کر کے حاضر لایا بعد استفسار دریافت ہوا کہ عطاء اللہ خان کی خط بنام شمشیر خان

اور سردار خان کی نام مستقل استدعای موافقت اور ترغیب اخلاص کی اونکے ساتھ لکھی جب
مہابت جنگ بہاگلپور پہونچا مرہٹہ مع میر حبیب کی جنگل سی نکلکر نالہ چنپا نگر مین کسیقدر فوج کی ساتھ
سے گذر کر اور بعضی مردم بیکیناہ کو رنج پہونچا کر بعجلت فرار ہوا جب مہابت جنگ کی فوج مونگیر
پہونچی راجہ سندر سنگہ زمیندار ٹکاری جو مہابت جنگ کا پروردہ تہا مع کامگار خان مئین میدان
تر ہٹ کی ملازمت مین پہونچکر مورد عنایت ہوا اور انہین دنکو پہنچکر نزدیک شیدہ العلما اسوۃ الفقہا کاشف علوم
خفی و جلی مولانا میر محمد علی ادام اللہ ظلالہ افضالہ پہونچکر ملاقی ہوا کسیقدر احوال انکا مہابت جنگ
کے پایان سلسلہ مین تحریر ہوگا اور خادم حسین خان بہی جو کہ مہاری نثار خان کی رفاقت سے
علیحدہ ہوکر عظیم آباد کو آتا تہا پہلواڑی مین پہونچکر اپنے خاوند ہیبت جنگ بہادر کی مرنے کا حال
سنا مگر چند وجوہات سی باہر نہ نکل سکا شمشیر خان کی ہمراہ ہوکر منتظر فرصت تہا جب مہابت جنگ
کے قریب لشکر کا حال سنا لشکر اعدا سے بہاگ کر مونگیر مین آستانہ بوس ملازمت ہوا
اور اسمعیل قلیخان جو مونگیر کا حاکم تہا مغرور ہوکر مہابت جنگ کی خدمت مین آیا مگر نظر سی گر گیا۔

شمشیر خان کا مع افغان جعفر خان کی باغ سی کوچ کرنا اور مرہٹہ اور میر حبیب سی ملاقات ہونا باہمدگر مہابت جنگ کا عزم جزم کرنا

اودہر شمشیر خان اور سردار خان مع لشکر فراہم آمدہ پچاس ہزار سوار کے برہنوئی او باز غلط کاری
باغ جعفر خان کی سمت سی قصبہ بارہ سکے طرف کوچ کنان ہوی ادہر سی مہابت جنگ نی بعد چند قیام
کے کوچ مونگیر سے مستظہر بنا بر آرام سپاہ لایق کی تہائیہ زیبائی اور بلند کرنی اعلام ظفر التیام سکے کوچ فرمایا
اسی اثنا مین میر حبیب مع جانوجی پسر رگہوجی بہوسلہ کی عظیم آباد کے جوار مین پہونچا اور اپنی پہونچنے
سے فوج افغان کو آگاہ کیا اور یہان لوگ جو اول مرتبہ کی تحریک سی عازم ہونے سکے تہے بقصد
ملاقات مرہٹہ کے لشکر مین آئے اور میر حبیب نی جسکے مزاج مین فتنہ و فساد مخمر تہا اور بنگالہ اور
مہابت جنگ کی تخریب مین ساعی تہا سردار خان اور شمشیر خان کو بعطای خلعت سرفراز فرمایا
اور اپنے زعم مین صوبہ داری بہار کی اونکو عطا فرماکر رخصت فرمایا دوسرے روز میر حبیب او
مرزا محمد صالح اور موہن سنگہ وغیرہ چند آدمیونکو بتقریب ضیافت طلب فرمایا اور بعد رسم مہمانی
کے جو خیمہ کہ اونکے آسایش اور خوابگاہ کو استادہ کیا تہا بہلا کر اپنے مقامات کو چلے گئے اور کسیقدر
جماعہ افغان کو بہیجا کہ بطریق چوکی اوسکے خیمہ کی گرد رہین اور کہا کہ جب مشار الیہ اپنے لشکر کا

قصد کرسے مانع ہوکر کہتا کہ ہنوز بموجب کہنے آپ کے نوکری کی اور زین الدین احمد خان کو
درمیان سے اوٹھا دیا پچاس ہزار سوار اور پیادہ نوکر ہوکر مہابت جنگ کی لڑائی کے
امیدوار ہین پس اس صورت مین مبلغ تیس۳۰ چالیس۴۰ لاکھ روپیہ کہ آجتک کی تنخواہ ہوئی
اوسکی تدبیر کرنا چاہیے تب تشریف لیجائیگا قضارا یہ بھید کہین گیا میرزا محمد صالح کو معلوم ہوا
نامبردہ نے براہ تدبیر چند سواران مرہٹہ کو تعلیم کردی کہ تم لشکر کے باہر ہوکر گشت
عثمان سرگرم فغان داخل لشکر شمشیر خان ہوکر خبر دو کہ مہابت جنگ آپہونچا اونہون نے
بطور مقصود پہونچکر مہابت جنگ کے پہونچنے کی خبر پہونچائی میر حبیب وغیرہ نے سراسیمہ ہوکر
اپنے لشکر جانے کو عزم کیا اسی اثنا مین شمشیر خان اور سردار خان افغان نے پہونچکر اظہار
مدد کیا میر حبیب نے جواب دیا کہ بالفعل توقف کرنا اور اس گفتگو مین آنا برخلاف
مصلحت ہے اور اسقدر مبلغ کا سرانجام آہستگی سے ہوگا حالانکہ لڑائی کی فکر کرنا ضرور
ہے خلاصہ یہ کہ بعد گفتگوے بسیار کے میر حبیب نے دو لاکھ روپیہ جو کہ ابتدا مین وعدہ
تہا قبول کرکے مہاجن کی ضامنی دلوادی اور وہ متعہد ہوا اس تدبیر سے میرزا صالح نے
بھی اپنے تئین مع میر حبیب کے اوس ورطہ ہولناک سے بچاکر اپنے خیمہ گاہ کی راہ لی
دوسرے روز لشکر طرفین کا مقابلہ ہوا دونون جانب سے تین چار کوس کا فاصلہ تہا—

مہابت جنگ کا شمشیر خان اور سردار خان اور میر حبیب وغیرہ مرہٹہ سے لڑکر فتحیاب ہونا

نواب شجاع الملک حسام الدولہ محمد الله وردیخان بہادر مہابت جنگ جو کہ اپنے عہد مین
قواعد جنگ آزمائی سے بخوبی آگاہ اور سواے آصفجاہ کے دوسرا اپنا ہمسر نہ کہتا تہا لب دریاے
گنگ کو چھوڑنا مناسب نہ سمجھا جب قصبہ بارہ باٹی سے برآمد ہوا گنگا کا سوتا اسطرف کو
چھوڑکر اوس کنارہ پر روان ہوے تو اوسکے جزیرہ مین مردم شمشیر خان نے اوس معبر
کو مستحکم کرکے توپین لگادین کہ وہان سے عبور دشوار تہا مہابت جنگ نے معبر مذکور کو
چھوڑکر دو میل کے فاصلہ پر کسی زمیندار کی رہنمائی سے مغرب طرف جاکر عبور کیا اور
شمشیر خان کے آدمی اس عبور سے کہ حالت بےخبری مین عبور ہوا تہا نہایت سراسیمہ
ہوے اور نہایت اضطراب سے توپ وغیرہ سامان جنگ چھوڑکر باہر بہاگے یہ اول
شکست تہی جو شمشیر خان وغیرہ کو نصیب ہوئی اسی منزل مین مہابت جنگ نے خیال

شب خون اور حیلہ انگیزی افغان کی سپاہ اندرونی کو فریب دیکر کے خود خیمہ گاہ سے باہر نکل گیا اور توپخانہ کلان کے نزدیک ایسا کہ جمیع فوج سے پیشتر اور ہر دم مخالف سے کم عرصہ مین تھا شب بسر کی جب صبح اقبال نے جلوہ فروشی کی اول روز مکتوبہ ادا کر کی درگاہ قادر قدیر سے التجا سے قبولیت فرمائی اور خاک تربت شہداء علیہم السلام جو ہمیشہ ایسے مقامات پر ہمراہ رکھتا تھا نکال کر اپنی پیشانی پر لگائی اور نہایت گریہ وزاری کر کے اپنے ہاتھی پر سوار ہو کر سرائے رانی پر جو قصبہ باڑہ کی غربی طرف دریاے گنگا پر واقع ہے فوج آراستہ فرمائی بہادر علیخان کو توپخانہ خفیف تک کل فوج سے پیشتر بھیجا اور حیدر قلیخان بہادر کو توپخانہ دستی کی ہمراہ بہادر علیخان کی عقب مین اور اُنکے پشت پر رحیم خان اور میر محمد کاظم خان ہراول مقرر ہوئے اور یمین کی طرف جدہر دریا تھا فقیر امتد بیگ خان اور نور احمد بیگ خان اور شیخ جہان یار کو مقرر فرمایا اور طرف چپ جدہر مرہٹہ تھی نواب صولت جنگ اور محمد الہ یار خان بہادر اور محمد ایرج خان بہادر اور راجہ سندر سنگہ اور پہلوان سنگہ اور کامگار خان اور چند سردار دیگر مقرر ہوئے اور عمر خان کو مع فیل نشان اور اوسکے لڑکون کی یعنی اصالت خان و دلیر خان و احمد خان و محمد خان سے اپنے روبرو نگاہ رکھا اور ساقہ لشکر مین شیخ دین محمد کو چند جماعہ دارون سے تعین کیا خود قلب لشکر مین آیا اودہر شمشیر خان اور سردار خان نے بھی تیس ۳۰ چالیس ہزار سوار افغان اور بجنتی بہیلیہ کے پیادون سے صف آرائی کی دست چپ کی طرف جدہر گنگا روان تھی حیات خان افغان کو مع چند ضرب توپ کلان کی اوس طرف سے پار کر کے مقرر کیا کہ نواب مہابت جنگ کی دست راست سے بدلجمعی تمام گولہ افگنی کرے اور خود میدان دریا سے دور تک صف آرا ہو کر مستعد مقابلہ ہوا مرہٹہ دست چپ اور عقب لشکر سے نمایان ہو کر ایکساعت کی بعد حملہ آور ہوئے بسبب اسکے ہر نواب مہابت جنگ کو چارون طرف سے گھیر لیا حق تو یہ ہے کہ اس معرکہ مین اس امیر صاحب تدبیر نے وہ استقلال کیا کہ شاید دوسرے سے ایسے مقام پر کم ملاحظہ ہوا ہو — القصہ جب توپ اندازی طرفین سے شروع ہوئی چونکہ فتح وفیروزی تو بارگاہ ازلی سے مہابت جنگ کے نصیب مین تھی اول حملہ مین گولہ کے صدمہ سے سردار خان کا سر اوڑ گیا اسکے مرنے سے جو کہ نصف حصہ فوج کا مالک تھا پشت لشکر شکست ہوئی اور سردار خان کی ہمراہی سراسیمہ ہو گئی اس گھبراہٹ کی معاینہ سے اکثر نوجوان نشان تہور و دلیری سے بدمست ہو کر مہابت جنگ کے پاس آکر التماس یورش کرتے تھے وہ جواب دیتا تھا کہ تھوڑی دیر برق اندازی کا تماشا کرو بعد ازان انشاء اللہ المستعان حملہ کیا جاویگا ابھی محل نہین

حیدر علیخان بہادر نے پیشقدمی کرکے پیادہ ہائے برق اندازان کی دلدہی و خاطرداری شروع کی
اور اوس جماعہ مدبر پر ایک ایسی باڑہ ماری کہ صبح روشن مانند شام تیرہ و تار ہوگئی جب میدان
کارزار مانند حوصلہ مخالف کے فوج غنیم پر تنگ ہوا شیخ جہان یار اور فقیر اسد بیگ خان کو حکم فرمایا
کہ حملہ آور ہوں مگر اسکا عمل در آمد ہنوا اسی اثنا مین مرہٹہ اور میر حبیب مع فوج ہمراہی افاغنہ کے
بطرف چپ خصوص ساقہ لشکر پر اکٹھے ہوکر آگرے سراج الدولہ نے جسکا فیل سواری نواب کے
فیل خاصہ سے ملحق تھا عرض کیا کہ غنیم نے یورش کرکے نزدیک آدبایا اوسکا تدارک قرار واقعی کرنا
مناسب و بہ ضرور ہی نواب معظم نے بڑے غیظ سے فرمایا کہ غنیم اور حریف ہمارا پیش نظر ہی مرہٹہ سے
کیا پروا ہوں انشاء اللہ تعالی تدارک معقول ہوتا ہی اور کچھ التفات مرہٹہ کی شور و غوغا پر نہ فرمایا دوبارہ
تاکید یورش کی فقیر اسد بیگ خان اور شیخ جہان یار کو تاکید فرمائی اسوقت مین چند سوار رحم خان اور
دوست محمد خان اور میر کاظم خان اور حیدر علیخان کے جو کہ ہراول تھے پہونچکر عرض کنان ہوے
کہ الحال مصلحت حملہ کرنے مین ہی ہم لوگ یورش کرتے ہین حضور بھی مدد پر متوجہ ہوں صابت جنگ
نے فرمایا آفرین اور صد آفرین نصرت الہی کی مدد پر حملہ کرو اور مجھے بھی پہونچا ہی سمجھو جب وہ معاود
ہوئے صابت جنگ نے تیر و کمان قبضہ مین لیکر اور تیر کو ترکش سے نکالکر دست نیاز درگاہ رب العزت
مین واسطے دعا کی اٹھایا اور عرض کنان ہوا اور کہا کہ تعز من تشاء و تذل من تشاء تو جسکو چاہتا ہی عزت دیتا ہی اور جسکو
چاہتا ہے ذلت دیتا ہی پس یہ فقیر عرض کنان ہی کہ دشمنوں بد اندیش سے یہ صورت ظفر یابی ظہور
مین آئی بعد ان کلمات کے نصرت ظفر دشمن پر کمر ہمت دراز کی مخالفین زاغ منش کو جزے
اعمال دے یہ کہکر بہادران لشکر سے فرمایا کہ لوگو میدان رزم ننگ و نام کا موقع ناموری کا
ہنگامہ ہی جسے خون مین نہانا ہو ہماری آشنائی کرے دریاے نامداری سے بیڑا پار لگا دے
یہ کہکر تیر کمان مین رکھا شست و مشت درست کی شادیان شادمان فتح کی نوبت بجوائی جسوقت
آواز فتح یابی بلند ہوئی خاطر جمع ہوکر فیل سواری جانب دشمن روان فرمایا فوج ہراول
بھی اپنے مالک سے یہ سنہ پاکر بساط اقامت سے دشمنوں پر متوجہ ہوئی صابت جنگ بھی
اونکے ہمعنان پہونچا اس گرم بازاری مین دوست محمد خان اور میر محمد کاظم خان جو باہم ایک
فیل پر سوار تھے دعواے سبقت کرکے جو یائے نام و نشان ہوے بازار گیر و دار گرم ہوئی
ہر ایک اپنے مقابل سے جہانتک بہرا خون کی ندی بہنکلی مار دھاڑ سے مہلت نہ دی میر محمد
کاظم خان اور دوست محمد خان نے اپنا ہاتھی بڑھا کر مراد شیر خان کے ہاتھی کے برابر

جا پہونچا میر محمد کاظم خان نے چاہا کہ اوسکے تختہ ہودج کو پکڑ کر اوسکے ہاتھی پر کود جائے مراد شیر خان اگرچہ زخم کہائے ہوئے تھا لیکن تیغہ کارد افغانی ایسا مارا کہ میر کاظم خان کی بعض اونگلیاں کٹ گئیں قبضہ سے تختہ ہودج نکل گیا دوست محمد خان کودکر اوسکے ہاتھی پر جا پہونچا اور جہاتی پر چڑھ بیٹھا اور میر محمد کاظم خان بھی اوسی جانب اوسی حالت میں کود کر جا پہونچا اور دوست محمد خان کی اعانت کی باہم متفق ہوکر اوسکا سر اوڑا دیا لیکن اس دار و گیر میں شمشیر خان نہ معلوم کس طرح سے ہاتھی سے زمین پر آیا اور حبیب بیگ یکہ جو سرکار مہابت جنگ کا ملازم اور دلیر خان پسر عمر خان کے مصاحبت میں تھا اوسکا سر کاٹ لایا اور مہابت جنگ کے ہاتھی کے زیر پا پہونچایا اور بعد اس فتح و نصرت کے شکر گذاری رب قدیر فرمائی کنے سری سے شادیانہ فتح بجایا فوج مرہٹہ کہ بسیار سے طرف امید وار فتح و ظفر تھی کمال اضطراب و پریشانی میں فرار ہوئی اور مہابت جنگ نے فتح و فیروزی کے ساتہ اونکی پیشگاہ میں اپنا آرامگاہ بنایا۔

ذکر آمنہ بیگم دختر مہابت جنگ کی ملاقات ہونیکا مع اولاد اور ملیرہ والا گہر کے اور باہم دگر کے معاملات

آمنہ بیگم لڑکی مہابت جنگ کی اور بی بی زین الدین احمد خان کی جو مع دختر اور پسر اپنے کے کہ میرزا مہدی نام تہا نہایت ذلت و رسوائی میں اسیر افغان تہی حاضر ہوکر مشرف ملازمت مہابت جنگ اپنے باپ کے ہوئی دونو طرف خوشیاں ہوئیں شکر گذاری مالک الملک ادا کیں اس نوید سے شہر عظیم آباد کے خورد و کلان کو خوشیاں ہوئیں ہر ایک دیدار فیض آثار سے کامیاب ہوا ہر طرف بہجت و انبساط کی شادیانی بجنے لگے دو ایک مقام کے بعد طی مراحل فرماکر عظیم آباد میں وارد ہوئے اور منتظران دولت دیدار کو تماشے جمال بیمثال سے فارغ البال و خوشحال کیا نذرین ادا ہونے لگیں سادات مومنین اور فقرا و مساکین کو زر بیشمار سے مالا مال کردیا اور شہامت جنگ بہادر کو مہابت جنگ نے لکہا کہ الحمد اللہ فتح و ظفر بتوفیق داور داور نصیب ہوئی جو کچہ کہ نذور اور صدقات واسطے مردم مرشد آباد کے مقرر ہوئی چاہئیں ارباب استحقاق کو دیوے اور دلجوئی ضعفا و اقربا کو کہ جور افاغنہ سے احوال ان سب کا یکسان تہا پیش نہاد خاطر عنایت ذخایر اپنے کا کرکے مومیائی الطاف سے تدارک شکستہ حالون اس

بلدہ کا قصد فرمایا —

شمشیر خان کی عیال و اطفال کو طلب کرکے مشمول نوازش فرمانا

چند معتمد لوگ واسطے ضبطی مال اور اسباب شمشیر خان وغیرہ سرکشون کے دربھنگا کو جو اوسکا
وطن تہا بہیجے گیے زمیندار بتیا نے جسکی حمایت مین متمردان مذکور کے عیال و اطفال تہے عرض کیا
کہ جماعہ مذکور فدوی سے امان خواہ ہین اگر مطلق العنان فرماے جاوین تین لاکھہ روپیہ نذرانہ
حاضر حضور کرون یہ التماس منظور نہوا بعض دولتخواہون کو حکم تعاقب صادر ہوا اور
خود بھی بنا بر مزید تاکید تاکہ زمیندار مذکور کچھہ حیلہ نکر سکے متعاقب عبور گنگا کرکے شکار کے
بہانہ سے دو تین منزل چلا اور صولت جنگ بہادر صمصام الدولہ کو شہر مین نایب مقرر کیا
جب زوجہ اور لڑکیان شمشیر خان کی زمیندار مذکور نے مہابت جنگ کی عملہ کو تفویض
کین حکم محکم صادر ہوا کہ پردہ مین لیجاوین اور کسی طرح کی تکلیف و ایذا نہ پہونچاوین اور بعد
گذرنے شہر کے مغربی دروازہ سے دولت سرا مین داخل کرین اور حرم سرا مین بجاے
لایق ٹہرائین حسب الحکم تعمیل ہوی سراج الدولہ کو بھی جو بمنزلہ جان و جگر تہا حکم ہوا کہ بدون
پردہ کراے اول اور خبر کراے کے اندر نجاوے اور ہر قسم کے فواکہ اور خوردنی
جو خود کہاتا تہا اونکو واسطے بہیجتا تہا اور بر وقت ضرورت بی بی کی خطاب سے گفتگو کرتا تہا
یہ بھی عقل و جہل کے کارخانے ہین سردار خان وغیرہ کو نمکون نے آقاے نعمت کی ناموس کی
خدمت مین بہ لطف خرچ فرمایا اور مہابت جنگ نے یہ خلق و عنایت فرمائی چنانچہ اکثر فرماتا تہا
کہ مجھے دشمنون کی ناموس و ننگ کی پردہ دری سے کچھہ غرض نہین ہے یہ حرکت
فقط اسواسطے کی گئی تاکہ شمشیر خان کے اون حقوق رفاقت سے ادا ہون جو اوسنے
میرے عیال و اطفال کے ساتہ نہایت ذلت و رسوائی کی ہے حال انکہ ہیبت جنگ نے
کچھہ بدی اوسکے ساتھہ نہین کی تھی اور نہ میں نے کبھی کچھہ خیال کیا اور علاوہ برین اگر
عداوت تھی تو ہیبت جنگ کو مار ہی ڈالا تھا عورتون سے کیا جھگڑا تھا کہ اونکی
رسوائی کا خواہان ہوا — القصہ چند روز کے بعد شاہ محمد آفاق نام کسی افغان سے
جو قاسم سلیمانی کے اولاد مین تھا شمشیر خان کی لڑکی سے شادی کردی اور اونکے
وجہ معاش کو چند موضع جاگیر مقرر کردیے اور اون کو وطن اصلی دربھنگا جانے کی

اجازت دی مخفی نرہی کہ قاسم سلیمانی افغانی تہا درویشی مین مشہور جہانگیر کے عہد مین بنا بر کثرت اتباع کے مقید ہوکر قلعہ چنارہ مین محبوس ہوا جب وہ مرگیا آبادی مذکور کے غربی طرف مدفون کیا گیا اونکے مریدون نے تعمیر مقبرہ وغیرہ کردی اوسوقتین نہایت پر رونق تہا اب بسبب تسلط انگلشیہ کے تمام ممالک شرقیہ ہند اور وہ قصبہ مع مقبرہ اسکلیے بے رونق ہوگیا افاغنہ نے بھی طاقت اوٹہانے مصارف مین نقصان دیکہا در پے بربادی ہوئی تو دوسرون سے کیا ہوتا

پہونچانا مہابت جنگ کا میر حبیب کے عیال کو اوسکے پاس اور دیگر کوائف

انہین دنونمین شہامت جنگ کو لکہا کہ میر حبیب کے اطفال کو جو کہ ابتدا سے مقابلہ مرہٹہ بیچ مرشدآباد مین محفوظ تھے سواری وغیرہ خرچ راہ دیکر ہمراہ آدم معتمد کے میر مذکور کے پاس روانہ کردو اسیی اثنا مین محمد شاہ بادشاہ کی رحلت اور احمد شاہ کے جلوس کی خبر پہونچی چونکہ مہابت جنگ کو شکار سے بہت رغبت تھی چالیس پچاس روز گنگا کے اوس پار مقیم رہا اور سراج الدولہ جو شہر مین رہگیا تھا صولت جنگ کی نیابت اوسکو ناگوار ہوئی حرکات چند جو اوسکو لائق نتہین ظاہر کین اور یہ اول اوسکے اقتدار کا اظہار ہوا القصہ بعد سیر و شکار کے آخر رجب کو معاودت ہوکر داخل قلعہ عظیم آباد ہوا اوسوقتین ایک عجیب سانحہ حیرت افزا ہوا تفصیل اوسکی یہ ہی کہ جسوقت میر علی محمد عالی مقام کو متقام پورنیا مین عبور ہوا اسیقدر تعارف سیف خان اور فخر الدین حسین خان سے میسر آیا تھا فخر الدین حسین خان برادر کا سیف خان کا جو نواب بہادر کے نام سے معروف تہا ایک خط میر صاحب مذکور کے نام اور عرضی ملفوفہ مہابت جنگ کو لکھ بھیجی اور سید مذکور کو مضمون عرضی سے مطلقاً اطلاع ندی یہ لکہا تہا کہ عرضی خلوت مین مہابت جنگ کے نظر سے پیش کر دیجئے ان بے عقلون نے عمر کیوقت مہابت جنگ کے پاس جاکر اول اپنا خط دکھلایا بعدہ عرضی پیش کی مہابت جنگ نے عرضی پڑہکر میر مذکور سے کہا کہ بہت خوب جلسیا فرمائیگا تعمیل ہوگی میر مذکور کو مضمون محررہ سے اطلاع نتھی متحیر ہوکر کہا مجھے خبر نہین کہ عرضی مین کیا تحریر ہی مہابت جنگ نے عرضی حوالہ کردی میر مذکور نے بعد ملاحظہ اطلاع پائی کہ اوس نالایق نے لکہا ہی کہ اگر کچھ بھی اعانت ہو تو اپنے باپ کا کام تمام کرون یا حضور مین مقید روانہ کرون اسی زمانہ مین سراج الدولہ نادان نے آقای عظیما سے جو مرد صالح تہا کاوش بیجا شروع کی علت اسکی یہ ہوئی کہ سردار خان سعید سابقہ کہ زمانہ نوکری سیف خان سے ہمراہ آقا ی مذکور کے جو اسکی سرکار کا بخشی تہا رکہتا تہا اور سلوک بنا بر رفتہ سے کرتا پیش آتا

اور بعض مردم عظیم آباد کے استخلاص میں ساعی تھا محض بدگمانی کی آٹھ لاکھ روپیہ
امانت سردار خان کے بابت دعوی کیا اور اپنے باپ زین الدین احمد خان کے قتل کا شہرہ
بصلاح آقا سے مذکور کے تشہیر کر دیا مہابت جنگ بھی اس خصوص میں آقا سے مذکور سے بدگمان
ہو کر در پے اضرار ہوا آخر کو میر محمد علی کی سعی و توجہ سے مخلصی پا کر صولت جنگ کی رفاقت میں گیا

آزردہ ہونا صولت جنگ کا اپنے چچا مہابت جنگ سے اور ہونا کدورت بے پایان کا درمیان مہابت جنگ اور عبد العلی خان کے

نواب صولت جنگ بہادر نے عظیم آباد کی صوبہ داری کی توقع پر جو شروع جنگ افغانان
میں وعدہ کیا گیا تھا اور مشہور تھا اکثر عزیزوں کو مانند مہدی نثار خان مورخ کے چچا کو جو بعد
فتح مہابت جنگ کے رہتاس سے آیا تھا اور برادر مورخ نقی علی خان اور خادم حسن خان
اور عزت علی خان وغیرہ کو جو کہ اکثر مہابت جنگ کے رفقا میں سے تھے اپنا رفیق بنایا لیکن زوجہ
مہابت جنگ اس فکر میں پڑی کہ صوبہ عظیم آباد بہت عمدہ صوبہ ہے اور فوج کا گذر اور
بنگالہ میں پہونچنا بدون مرضی وہاں کے ناظم کے دشوار اور مہابت جنگ ضعیف اور ادراک
وتمیز و شعور بیداری سے بالکل معرا ہے اور بعد مہابت جنگ کے ضرور دشمن اوسکی لڑکیوں اور
نواسہ سراج الدولہ اور صولت جنگ کا ہوگا پس سعی کرنا چاہیے کہ عظیم آباد کی نیابت کسی
اپنے متوسل کو ملے پس اس مقدمہ کو صولت جنگ کی برائی اور اپنے حسن فہمید کو مہابت جنگ
کے خاطر نشین کیا اور اپنے نواسہ سراج الدولہ کی تعلیم کی کہ علانیہ اظہار کیا و [illegible] سب لوگوں سے
کہو کہ اگر صوبہ بہار صولت جنگ کو سپرد ہوا بندہ اپنے کو ہلاک کر دیگا کیونکہ یہ صوبہ میرے باپ کا
ہے میراث مجھکو پانا چاہیے مہابت جنگ نے جب ایسے کلمات سنے اور نیز سراج الدولہ کی دلداری
بدرجہ غایت منظور تھی اور اپنی بی بی کا بھی کہنا تنگ معلوم ہوا پس مناسب ہوا کہ باپ کی میراث
سراج الدولہ کو ملی صولت جنگ اس واقعہ سے خاموش ہو کر آزردہ ہوا دار الخلافہ شاہجہان آباد
کو عازم ہوا دریا کے آمد و رفت میں جھولی کی مہابت جنگ نے بذریعہ خطوط کے دلجوئی شروع
کی بعد چند در چند عذر الیمن کے صولت جنگ نے ایک عرضی میں لکھا کہ بیٹے اس خصوص مقدمہ میں
قسم کھائی ہے کہ اگر ایسا ہوا شاہجہان آباد ضرور جاؤنگا مہابت جنگ نے درجواب بدستخط خاص تحریر
فرمایا اور یہ فقرہ لکھا کہ کفارہ قسم نہایت سہل است و ترک رفاقت عم خود جہل اور متواتر ارسال

اس رقعہ کو خود اوسکے گہر مین جاکر دلجوئی کی اور درضمن گفتگو فرمایا کہ فرط محبت بار بار لجاجت کراتی ہے ورنہ جانتے ہو کہ ایکمرتبہ بندہ عذر کرتا ہی اور مخالفت کی دلجوئی اگر مانا بہتر اور اگر نمانا دوبارہ گفتگو نہین کرتا مگر بزبان شمشیر ــ تمہین اگر کوئی غرض اس ارادہ سے ہو ظاہر کرو تا کہ برطبق اسکی تعمیل ہو اگر زیادہ بر ونکو یکلیم بیگ وغیرہ حاضرین کیے تو سہل ہی غرضیکہ بیس زیادہ طرفین کو رنج کہانا ضرور نہین صولت جنگ نے خواسے گفتگو معلوم کرکے ہمنشینون کی وساطت سے مقصد اپنا ظاہر کیا اور مہابت جنگ نے بعض وجوہ مداخل اوسکے مصارف کیواسطے اضافہ فرماکر اوسکی آشفتگی کی تسلی فرمائی اور عبد العلیخان بہادر مورخ کی خالو کی صحبت جو مہابت جنگ کی رفاقت مین تہا اوسکی بی بی کی حماقت سے ناچاق ہوئی مقدمہ یہانتک طول ہوا کہ گمان جان ہوا کیونکہ بعض پریشان گفتگو اوسکی بی بی کی مشعر جانب ناموس مہابت جنگ کی ہوئی مگر مہابت جنگ وہی شفقت کرتا رہا اور قتل سے درگذر کرتا رہا یہانتک اپنے ملک محروسے بدر کیا عبد العلیخان ناحق کو اپنی بی بی کی حماقت اور لجاجت سے لاعلاج جار ناچار شاہجہان آباد کو چلا اور ذکر اسکا آگی موقع پر آئیگا ــ زن بد بوجہ دنیکا سے گھر ✤ اسی عالم مین ہو وسے او سکو سقر ــ

تفویض ہونا صوبہ عظیم آباد کا سراج الدولہ کو اور راجہ جانکی رام کو نیابت اور معاودت کرنا مہابت جنگ کا جانب مرشد آباد

چونکہ ایام برسات قریب تہی مہابت جنگ نے بنا بر انتظام صوبہ کی رہنا اپنا اختیار کرکے نواسہ سراج الدولہ کو مع راجہ جانکی رام کے بقصد دینے نیابت عظیم آباد کے مرشد آباد سے طلب فرمایا اور بعد پہونچنے کی صوبہ داری عظیم آباد کا خلعت سراج الدولہ کو اور نیابت کا خلعت راجہ جانکی رام کو مع نوبت اور پالکی جہالردار کے عنایت فرماکر بپاس خاطر صولت جنگ کی جانکی رام کو صدر الحق خان کے ہمراہ اوسکی خدمتمین بہیجا تا کہ اداب خدمات مذکورہ کی تقدیم کرے صولت جنگ کو اگرچہ کمال ملال ہوا تہا لیکن ظاہر مین بنا بر ادب اپنے چچا کی مہربانی فرماکر بقاعدہ ہندوستان پان عنایت فرمایا بعد انقضا سے برسات کی جانکی رام کو کار مامور پر چہوڑ کر اور صولت جنگ اور سراج الدولہ کو ہمراہ لیکر آخر ذی القعدہ کو نہضت فرماکر مرشد آباد کو عازم ہوا چونکہ سابق سے عطا احمد خان کی طرف بدظنی تہی اور اب جو اوسکے خطوط مع حامل خط کی پکڑے گئی زیادہ تر مظنہ بدخواہی کا ہو گیا ہر چند مستحق سزا تہا مگر بنظر خویش اور نیز بپاس خاطر اوسکی بی بی کے انتقام سے گذر کر شہامت جنگ کی نام حکم صادر

فرمایا کہ عطاء اللہ خان کو بادون اخذ زر و زجیر و تعدی کی جلد بنگالہ سے خارج کرے کہ تا پہونچنے خود بدولت کے خانہ مذکور مرشد آباد سے نکل گیا ہو شہامت جنگ بعد صدور اس حکم کی عطاء اللہ خان سے مستدعی برآمدن ہوا اور خانہ مذکور لاچار اور ناامید شکستہ ہو کر جو کہ میر علی اصغر کہ جو کے بہوٹہون وعدہ پر ہیچ معتقد تہا امید وار حصول ریاست بنگالہ ہوا تہا مع عیال و اطفال اور دیگر اسباب قیمتی اور ساٹہ لاکہ روپیہ نقد اور ستاسی ہاتہی اور زر و جواہر نفیسہ کے مرشد آباد سے نکلا اور گنگا پار ہو کر حوالی مالدہ مین میر ضیاء اللہ کی حویلی مین جو موہن پور مین واقع تہی واسطے تیاری سامان سفر کی جا ٹہرا اور مہابت جنگ نے سراج محل اکبر نگر مین رسوم جشن عید الضحیٰ کر کے لبسواری کشتی روانہ مرشد آباد ہوا اور راہ مذکور کی اوسط مین بہگوان گولہ پہونچا اور شہامت جنگ اور حسین قلیخان وغیرہ اعزہ شہر کے ملاقات سے جو برسم استقبال پیشتر چلے تہے مسرور الوقت ہوا اور وہان سے بسواری فیل جنگلی کی راہ ہو کر بڑے شان و شوکت آن بان سے داخل دولت سرا ہوا اور رفیع پانی کی جلد و مین سنئے سر سے شکرانہ خداوند حقیقی بجا لایا اور صدقات وغیرہ سادات اور دیگر مومنین کو عطا فرمایا اس سفر مین بعضے عزیز جو عظیم آباد مین رہگئے تہے مانند اسوۃ العلما و قدوۃ الفقہا ذو المناقب و المفاخر کاشف الدقایق و انسرا سرا لحجر اللکی سید الافاضل میر محمد علی ادام اللہ ظلہ اور خان جلیل القدر عالیشان الشان العین و عین الاعیان زاہد حسین خان جامع مولوی محمد نصیر مرحوم تغمدہ اللہ العلی الکبیر اور خان ذوی المکارم و الاحسان تقی قلیخان مرحوم بن حاجی محمد اسد جو الماط مشہور تہے صوبہ بہار ہو کر کا دیوان محمد اور زنگ زیب غازی کی عہد مین تہا اور خان والا دودمان مروت دیدہ و مربی و مروت شنیع فضایل و مکرمت علی ابراہیم خان بہادر پور مولوی مرحوم ہمشیرہ زادہ زاہد حسین خان مغفور اور حاجی محمد خان کشمیری ہمراہ مہابت جنگ کے لے مرشد آباد آئی اور صولت جنگ نے چندروز کوچ کے بعد عظیم آباد سے مرشد آباد کی راہ لی۔

موریخ کا شاہجہان آباد سے معاودت ہونا اور رفاقت صولت جنگ کا میسر آنا اور اوسکے ہمراہ مرشد آباد آنا

موریخ بہی اسی عرصہ مین جب کہ مہابت جنگ عظیم آباد سے نکلا اور صولت جنگ عازم تہا شاہجہان آباد سے بادراک آرزو سے ملاقات والدہ ماجدہ اور برادران اور خالو اور چچا اور احباب وغیرہ کہ حادثہ شمشیر خان اور کشتہ ہونے ہیبت جنگ کے جنکی زیست کی امید واقعہ مذکورہ مین نرہی تہی اور اب اونکی زندگی کا نوید سنا معاودت کر کے عظیم آباد آیا اثنائے راہ مین بابین

لکھنؤ اور فیض آباد سے عبد العلی خان اپنے خالو سے ملاقی ہوا اور سبب برہمی مہابت جنگ اور
اختیار کرنے سفر کا دریافت کیا فرمایا کہ بسبب بدذاتی اور نادانی زوجہ کے یہہ تفرقہ پڑا
نوبت تو جان تک پہونچی تھی مگر چونکہ ہنوز کسیقدر زمانہ معہود میں توقف تھا زندہ رہکر بلاے
غربت میں مقید ہوا حالا شاہجہان آباد کو عازم ہوں یا زنہار از قرین بد زنہار ربنا و قنا ربنا
عذاب النار ۔ اور اسی اخراج کی بدولت مورخ کی والدہ صاحبہ کو مہابت جنگ سے ایسا
سوال جواب پیش آیا جسکی عہدہ برائی مردون سے دشوار ہو نہ کہ عورتون سے اور درگذشت
کرنا ایسے موقع پر بعد شنے ایسے جواب سخت کی باوجود قدرت جو مہابت جنگ نے فرمایا
نفس بشری سے نہ دور تھا اور اس سبب سے جو نسبت کہ ہیبت جنگ نے سید علیخان
مورخ کے بہائی سے ہوئی تھی اور چاہتا تھا کہ اپنے لڑکی برادر مذکور کو بیاہ دون بہم ہوئی
اور مہابت جنگ نے دوسرے شخص کو اپنا داماد بنایا در حقیقت اسقدر پاس اقارب
بجز مہابت جنگ اور اوسکے بیٹوں بھتیجون کی دوسرے سے ہونا متعذر ہے اللہم اغفر لہم و ارحمہم
جب مورخ عظیم آباد پہونچا ظاہر ہوا کہ حیدری نثار خان اور نقی علیخان وغیرہ اقربا اور اکثر احباب
مانند غلام رضا خان خلف میر تقوی خان اور آقا علیا سے مشہور ہیں اور ملک محمد خان اور
خادم حسن خان اور رحمت علی خان اور میر اسد علی اور میر فضل علی اور فضلاء عظیم آباد سے
ملا غلام یحیی اور میر وحید اور مفتی ضیاء اللہ اور مولوی لعل محمد اور میر عبد الہادی وغیرہم
صولت جنگ کی رفاقت میں عازم مرشد آباد ہوئے ہیں مورخ کو انکی مفارقت میں عظیم آباد
کا ٹہرنا ناگوار ہوا بدین سررشتہ رفاقت صولت جنگ کے ہمراہ اپنے چچا اور بہائی کے
گامزن ہوا عید الضحی کا دن تھا کہ نواح مونگیر میں صولت جنگ اپنے کشتی سے بوقت
کہ کوئی غیر حاضر تھا اوترا اور قربانی کی اور اوس مقام پر کباب تناول فرمائے مورخ کو دلمین
گذرا کہ عید کا دن ہے اور عین خلوت پس اسی جگہہ اونکو دیکھا چاہیے لہذا کشتی سواری سے مع
سید علی خان اپنے چھوٹے بہائی کے اوترکر روبرو گیا اور سلام کیا بعد مبارکباد عرض کی اور
نذر گذرانی از بس خوشنود ہوکر حکم شراکت طعام صادر فرمایا اور بروقت روانگی کمال
اصرار فرمایا کہ ہمیشہ سفر اور حضر میں ملازم رہنا چاہیے اور وجہ معاش مورخ اور نیز برادر خورد
کی مقرر کرکے دستخط فرمائے مورخ سے اوس مرحوم کی صحبت خوب گذری انشاء اللہ بروقت
موقع بیان ہوگی جب سفر ختم ہوا صولت جنگ بنظر اوس ملال کے کہ صوبہ عظیم آباد کے پانے

سے دلمین رکہتا تہا اور نیز بڑے بہائی شہامت جنگ سے صفائی نہتی مرشدآباد کا رہنا
ناگوار سمجہکر بہگوان گولہ مین خیمہ زن ہوا آخر کار چچا اور برادر بزرگ اپنے کے دلجوئی اور
تکلیف دہی سے سکونت مرشدآباد کی منظور کی بعد دو تین مہینے کے اوس شہر سے اوٹہکر
اوس حویلی مین جو دریا سے بہاگیرتی کے اوس پار جگت سیٹہہ کے مکانات کے مقابل واقع
تہی نزول فرمایا اور میر حبیب کے گہر مین مورخ اور مہدی نثار خان اور علی نقی خان
کی سکونت مقرر فرمائی ــ

تمنا کرنا سیف خان معین الدولہ کا مہابت جنگ کی ملاقات کو گندہ گولہ مین اور عدم منظوری طرفثانی اور رنجیدہ ہونا سیف خان کا اور صولت جنگ کو پورنیہ کی فوجداری ملنا اور آنا فخر الدین حسین خان پسر سیف خان مذکور کا مرشدآباد مین اور مہابت جنگ سے ملاقی ہونا اور دیوان خالصہ رے رایان کا جہان فنا سے گذرنا

جن دنون مین مہابت جنگ نے بعد فتح شمشیر خان کے عظیم آباد سے معاودت فرمائی سیف خان
جو کہ ارسال عرایض اور تحفجات مین مہابت جنگ سے مسلوک تہا اور افواج مدد کی بہیجنے سے
رابطہ اتحاد کا متوقع تہا چنانچہ ہمراہ حاجی احمد کے بروقت روانگی عظیم آباد کے اور ہمراہ
ہیبت جنگ کے بروقت مراجعت مرشدآباد کو جو اپنے لڑکون کی شادی کو گیا تہا اور یہ
پہر عظیم آباد کو لوٹا آتا تہا گندہ گولہ مین آکر چو اونکا ممالک محروسہ تہا مہمان نوازی کی تکمیل کی تہی
چاہتا تہا کہ مہابت جنگ بہی اوسی روش سے مہمان ہوا اور مہابت جنگ نظر اپنے علو شان خود کہ جعفر خان
اور شجاع الدولہ مرحوم رتبہ صوبہ داری اور شجاعت اور سروری کا افزون بلکہ سلاطین عالی شان
سے رتبہ برابری رکہتا تہا اس استدعا سے آزردہ ہو کر خلوت مین کہتا تہا کہ سیف خان ہر چند ہفت ہزاری
اور عمدۃ الملک امیر خان صوبہ دار کابل کا بیٹا ہے مگر میری ملاقات کو کیون نہین آتا ہمیشہ سال مین اکثر
شجاع الدولہ اور جعفر خان اور علاء الدولہ سرفراز خان آتے تہے ــ سیف خان تو اوسکے مافی الضمیر سے
آگاہ نہتا اور بزعم خود جانتا تہا کہ حاجی احمد اور ہیبت جنگ کی طور سے مہابت جنگ بہی ضرور مہمان
ہوگا مع اسباب ضیافت اور لوازمہ مہمانی اور تحفہ و پیشکش کی گندہ گولہ مین آکر مقیم ہوے اور خیمہ ہاے
کلان با شوکت و شان سے استادہ کرکے منتظر ہوا کہ دیکہے کب مہابت جنگ ادہر آوے مہابت جنگ نے

بروقت اپنے عبور کے تیلیاگڈہی سے اوسکے سفیرون کو جواب دیا کہ اگر ملاقات کی آرزو ہے
کسواسطے ناظمان سابق کے طور پر مرشدآباد مین نہین آتے سیف خان اس جواب سے نادم ہوکر
پورنیہ مین کہ اسکا مرکز دولت تھا واپس گیا اور مریض ہوکر صاحب فراش ہوا اور تھوڑی مدت سے
مین بعارضہ اسہال مبتلا ہوکر شروع ۱۱۶۲ ہجری مین جہان گذران سے چل بسا اور اوسکا بڑا بیٹا
فخرالدین حسین خان جسے اصلا لیاقت سروری اور اخوان پروری کی نتھی بجاے پدر مسندآرا
ہوا اور کل متروکہ پر مانند جواہرات گران بہا اور امتعہ نفیسہ وغیرہ پر قابض ہوکر دیگر بھائیون کو
محروم کیا بلکہ سنا گیا ہی کہ جوکچھ اورون کی قبضہ مین تہا اوسکو بھی طمع کرکے چھین لیا اور کسیقدر
اونکے حصہ مین دیا جب یہہ خبر مہابت جنگ کو ملی اور صولت جنگ کوئی کار لایق اپنی شان کے
بنگالہ مین نرکہتا تہا سند فوجداری پورنیہ کی مع جمیع متعلقات کی بدستور معین الدولہ سیف خان
بہادر کے واسطے صمصام الدولہ سعید احمد خان بہادر صولت جنگ کی مع خلعت اور عطایاے لایق کے
حضور سے طلب کرکے اوسکی قامت سراپا لیاقت کو عطاے خلعت اور جیغہ اور سرپیچ مرصع
اور کلغی اور مالہ مروارید اور فیل سے آراستہ فرمایا اور ہوگلی کی فوجداری اوسکے تغیر مین سراج الدولہ
کو بخشی میرزا بیارن اپنے برادر حقیقی کو جو محمد یار خان کی لقب سے مشہور تہا دیکر اوسکی نیابت پر
مقرر کیا اور صولت جنگ نے خادم حسن خان کو بطریق معزولی و ابطالی کے قبل اپنے روانگی کے روانہ کیا اور
سال مذکور کو اخر ربیع الاول کو خود بھی پورنیا کو عازم ہوا مورخ اور نیز دیگر اعزہ جو اوسکے رفیق
تھے مع دو تین ہزار اور تین چار ہزار پیادہ برقنداز ملازم کی ہمراہ ہوے فخرالدین حسین خان نے
جب کوئی جاے پناہ بجز در دولت مہابت جنگ کے نہ دیکھی قطعہ عرضی مشعر اظہار اطاعت ارسال کی
مہابت جنگ نے لالچ مین آکر درجواب تحریر فرمایا کہ ہماری طرف سے مطمئن ہوکر ادہر تشریف
لائیے اور ملاقات سے مسرور فرمائیے انشاءاللہ انجاح مرام مین کوئی تقصیر نہوگی چونکہ ابلہ اور مترصد
خراب ناسزا کامون کا تہا بموجب تحریر مہابت جنگ کے قاصد مرشدآباد ہوا اور نہ عبور سے کہ سپاہ
و اسباب سفر آمادہ رکہتا تہا آکر دریاے کوسی عبور کرکے نکلا سے زمینداران ترہت وغیرہ کا
مقدور نتہا کہ اوسکی مزاحمت کرسکتے اور اگر احیانا کوئی طمع کرتا تہوڑے سے انعام مین اپنا خیرخواہ
اور رزادنما بنا لیتا لیکن بسبب حق تلفی بہائیون کی فریب کہایا مع اسباب بی پایان اور لشکر بیکران
کے عازم مرشدآباد ہوے راستہ مین صولت جنگ سے ملاقی ہوا صولت جنگ نے اپنے بڑے
بیٹے شوکت جنگ کو مع بعض سرداران سپاہ کو مانند مہدی نثار خان وغیرہ کی جمعیت مورخ بھی

واسطے ملاقات اور آداے رسم تعزیت اوسکے باپ کے بھیجا شوکت جنگ بعد ملاقات واپس
ہوا دوسرے روز فخر الدین حسین خان صولت جنگ کی ملازمت مین آکر مورد الطاف ہوا تیسرے
روز صولت جنگ بارادہ کوچ سوار ہوکر اثناے راہ مین بازدید کرتا ہوا آگے کو روانہ ہوا
اور فخر الدین حسین خان بعد ازان کوچ درکوچ مرشدآباد کو راہ پیما ہوا — اب صولت جنگ کا حال
جدا آتا ہے بروقت مناسب ذکر ہوگا فی الحال یہ حال مہابت جنگ اور فخر الدین حسین خان کے مرشدآباد مین
پہونچنے کا بیان ہوتا ہے فخر الدین حسین خان نے مین کوٹ کے گھاٹ مین پہونچکر مہانندی کی اوسپار مخرج
پہورسی خود مہابت جنگ کی ملاقات کو سبقت کی جب لب دریا پہونچا مہابت جنگ نے ایک گروہ کو پیشوائی کے لیے بھیجا اور بروقت ملاقات سلوک عجب
سے پیش آیا اور فرش سوزنی پر حکم بیٹھنے کا صادر فرمایا اور عطر و پان و گلاب کی جو ہندوستانین
معمولی تواضع ہے تعمیل ہوئی اور مطمئن فرماکر آرامگاہ کو رخصت فرمایا اور وہ وہان جاکر بآرام تمام رہا

چین

راے رایان چین راے کا اس سراے فنا سے کوچ کرنا +

انہین دنونمین راے رایان چین راے نے انتقال کیا اور بیرون دست بعد انتقال اپنے
منصب کو بلا تقرر دیوانی کے حسب الحکم امور خالصہ کے انجام مین مصروف ہوا مخفی نرہے کہ چین راے
عجب متصدی اور طرفہ ہندو تھا ملکی اور مالی مقدمات مین نہایت دیانت دار اور دولتخواہ اور کفایت
شعار اپنے آقاے نامدار کا تھا اور اسی صداقت کی نتیجہ و دیانت داری سے وہ نوبت پہونچی کہ رفقاے
مہابت جنگ بلکہ اوسکے فرزند مانند شہامت جنگ اور صولت جنگ وغیرہ کے اوسکی پاسخاطر
کرتے اور عزت و توقیر فرماتے تھے ایکروز مہابت جنگ کی مجلس مین بروقت خلوت جس مقام پر
کہ اوسکے بھتیجے اور بہائی موجود تھے ہیبت جنگ نے تذکرہ چین راے کا اپنے دیوان کی بیشتر
عزت پر کیا مہابت جنگ نے کہا کہ بیٹا راے رایان کا وہ مرتبہ ہے کہ میرا نوکر نہین بلکہ آقائی
کا مرتبہ میرے سر پر رکھتا ہے تم کیا مثال دیتے ہو اور اسکو مثنا سمجھتے ہو

نہضت کرنا مہابت جنگ کا کٹک کیطرف مرہٹہ اور میر حبیب کی سرکوبی کو اور قلعہ بارہ بہاٹی کو
مخالفین سے چھین لینا اور فخر الدین حسین خان کا مرشدآباد سے بھاگنا اور پورنیہ کا قصد کرنا او
پھر صولت جنگ کے خوف سے رستہ سے لوٹ آنا الہ آباد مین اور آنا مرشدآباد مین اور قید ہونا اور بیرون دست

کار اسے رایان خطاب یافتہ

جانوجی پسر رگھوجی بہوسلہ جبکہ مہابت جنگ نے نواح عظیم آباد مین شمشیر خان پر فتح پائی پریشان
ہوکر مع میر حبیب اور بعض افغان کے دیگر مرشد آباد کو عازم ہوا تہا اثنا سے راہ مین اپنی والدہ
کی وفات کی خبر پائی میر حبیب کو چند ہزار سوار سے کٹک اور میدنی پور کے طرف بہیجکر چند
ہزار سوار ہمراہ لیکر ساتہ خود وطن کو قاصد ہوا اور رگھو نے بعد پہونچنے جانوجی کے بہوسلے
بہائی اپنے ماناجی نام کو کسیقدر مرہٹون کی ساتہ میر حبیب کے پاس بہیجا اور مہابت جنگ جیسا کہ
لکہا گیا دار الحکومت مین پہونچکر فارغ البال بآرام تمام مقیم ہوا اور سب خلق خدا بامن و امان
اسکے شکر گذار ہوئے اور مرہون احسان بجز فتنہ وفساد میر حبیب اور مرہٹہ کی کوئی اور
وشر ملک بنگالہ مین نتہا لہذا مہابت جنگ نے انکا استیصال ضروری سمجہکر اول ماہ ربیع الثانی
سنہ ۱۱۶۲ ہجری کو واسطے استیصال مفسدان قاصد ہوا اور مرشد آباد سے نکل کر چند روز واسطی فراہمی
لشکر کے کٹوہ مین متوقف ہوا اور حیدر علیخان بہادر داروغہ توپخانہ دستی کو ساتہ آٹہ ہزار
سوار اور پیادہ برق انداز سے چند ماہ پیشتر اپنے نکلنے کے بردوان بہیجکر حکم دیا تہا کہ چہاونی کرے
کہ اگر اچانک میر حبیب بمقتضای اپنی نیش زنی کی نواح مرشد آباد اور بردوان کی خرابی کی درپی ہو
تو جانہ مذکور اوسکے انسداد مین ساعی رہے — القصہ بعد فراہمی فوج ظفر موج کی مہابت جنگ
بردوان کو عازم ہوا جب قصبہ مذکور کے قریب پہونچا حیدر علیخان مع ہمراہیان کی سعادت
استقبال سے معزز ہوا بعد چند روز کی میدنی پور کو عازم ہوا یہ ارادہ مصمم کیا تہا کہ عملہ توپخانہ
مذکور یعنی سوار و پیادہ ہمراہی حیدر علیخان کی واسطی عطا سے تنخواہ کے مصر ہوکر مانع عزیمت ہوگئے
مہابت جنگ نے اپنے ہم نشینون غلام علی خان کو مع مرزا حکیم بیگ کی جو معتمد علیہ تہا اس گروہ
کی دلجمعی کو روانہ فرمایا ہر چند انہون نے بہت کچہہ سمجہایا مگر انہون نے کچہہ نسنا دوسرے روز مہابت جنگ
نے خود حیدر علیخان کے مکانمین جاکر چاہا کہ آپ افضال اپنی سے آتش مشتعلہ ان شیطان سیرتون کی
منطفی کردین اور کسیقدر تنخواہ پہونچاکر باقی کو شہامت جنگ پر تنخواہ کردین تاکہ جلد اوسکا بہی سرانجام
ہو مگر کچہہ مفید نہوا بدستور اپنے ہٹ کی سگئے میر افضل علی جو جماعہ سواران کا جماعہ دار تہا اسی کی
ذات سے یہ مفسدہ اوٹہا ہوا تہا مہابت جنگ نے اس فساد سے نصرت الٰہی پر تکیہ زن ہوکر اوس
گروہ کو برطرف فرمایا اور ان گروہ ضلالت پژوہ کی رفاقت سے علیحدگی کرکی قاصد مدافع غنیم
ہوا فخر الدین حسین خان نے مہابت جنگ کو جو ارکان دولت مین تخلل دیکہا خدا معلوم بعض ہوا دار انکے

احمق کی سمجہانے سے کیا یا او سکے جی مین سمائی کہ بدون اطلاع شہامت جنگ کی عبور دریای گنگ کرکے
اپنے لشکر سے ملحق ہوا اور باتفاق فوج پورنیہ کی راہی ہوا صولت جنگ نے جب یہ خبر پائی مع
فوج وخدم وحشم بعزم مقابلہ پورنیہ سے دو تین منزل گرم روان ہوا جب باہم ملاقی ہونے مین چندان
مسافت نرہی فخر الدین حسین خان نے خبر آنے سے گہبرا کر عرضی بہیجی کہ مجہسے کچہہ تعرض نفرمایا جاوے
امیدوار ہون کہ عبور کی اجازت صادر ہو صولت جنگ نے یہ عذر کرکے کہ بدون اجازت
مہابت جنگ کے نہین ممکن ہے جواب دیا کہ بہتر یہی ہے کہ جس راہ سے آیا ہے واپس ہو وہ احمق
نامرد واپس ہو کر بانکدہ مین آکر ٹہہرا اور مہابت جنگ نے فضل خدا پر نظر فرما کر بلاتوپخانہ
کے بردوان سے میدنی پور مین اقامت کی میر حبیب جو مرہٹون کے ساتہ میدنی پور مین
چہاونی کیے ہوئے تہا قرب مہابت جنگ سے خبر پاکر چہاونی مین آگ لگا مفرور ہوگیا
مہابت جنگ نے با دولت و اقبال خارج آباد سے رودخانہ کنسائی کا عبور کیا مخبرون نے
خبر لگائی کہ میدنی پور کے اطراف کے جنگلو نمین مرہٹون کی کثرت ہے حکم ہوا کہ میر محمد کاظم خان
اور دوست محمد خان وغیرہ تعاقب مین جاکر ناکامان گردش زدہ کا کام تمام کرین
ستارالہیا نے شبا شب ہو پہنچکر ہنگامہ کارزار گرم کیا طرفین سے خوب خوب بہادری
ظاہر ہوئی آخر کو مرہٹہ خوار و خراب ہو کر کٹک کی طرف فراری ہوے اور مہابت جنگ
پیشتر کو بڑہکر بالیسر مین آیا او سمقام پر معلوم ہوا کہ میر حبیب اور ماناجی سے تاب ہو کر
اور پاراے مقاومت سے مجبور رہی پاکر مع فوج اطراف کٹک مین آوارہ ہو کر دور تک
نکل گیا مہابت جنگ نے دریاے مہدک اور حاجی پور سے نکلکر مقام برہ مین جو کہ کٹک سے
تخمیناً اٹہارہ کوس ہوگا مقام فرمایا او سجگہہ سید نور اور تیر انداز خان اور دہرم داس ہزاری
تفنگچیون کی عرضی جو کہ قلعہ بارہ بانی کی محافظت اور ملک کٹک کے متصرف تہے بدین مضمون
مہابت جنگ کی نظر سے گذری کہ ہم لوگ آپ کے مطیع ہین جسوقت ادہر رونق افروز ہوے
متعلقہ قلعہ پیشکش کیجاوینگی مہابت جنگ بنظر تحقیقات حال مرہٹہ کی اور نیز میر حبیب کے
چند روز متعاقب رہا ایک ایسے جنگل سخت گذار مین جا پہونچا کہ بسبب نہ پہونچنے غلات کے
نرخ غلہ کا لشکر مین گران ہو گیا اور انبوہی اشجار اسقدر تہی کہ تین روز تک فوج ہراول
کا پتا جو چند کوس پیشتر گئی تہی نہ لگا نہ لشکر کی خبر نواب کو اور نہ نواب کی حقیقت لشکر کو ملی دونو
طرف ایکدوسرے کی جستجو مین تہی آخر نواب نے حکم دیا کہ ہاتہیون کے نقارہ ہاے کلان

بجواسکے جاوین تاکہ اوسکے آوازے پر آملینگے آخر ایسا ہی ہوا فوج مقدم نہایت نزدیک تھی آواز پر آپہونچی اور شادمانی بی پایان نصیب ہوئی جب معلوم ہوا کہ مرہٹہ کا نام و نشان اور میر حبیب کے نقش قدم تک پیدا نہین اوس جنگل سے باہر آیا اور بعض فوج کو درہ جنگل پر تعینات فرمایا اور دو ہزار نفر ہمراہی رکاب سے سر شام بعزم تسخیر قلعہ بہارا ہاٹی کی طرف ہوا اور تمام شب اور صبح کو دو پہر تک طے مسافت کرتا ہوا دریا سے مہاندہ سے جو قلعہ بہاٹی کے نیچے روان ہے پار ہوا اور قلعہ کے پاس جاکر اعلام نصرت آیت استادہ ہوئے - مخفی نرہے کہ مہابت جنگ کا جنگل مین جانا اور فوج کی گم گشتگی اور نقارہ بجاکر ڈہونڈہ نکالنا ضرور درپیش ہوا ہے مگر یہ تحقیق نہین کہ اسی سفر مین یا کسی دوسرے وقت - القصہ چونکہ فوج ظفر موج سے برابر چلے پہر قطع راہ کی منجملہ دو ہزار سوار کے دریا اوترتے اوترتے تین سو نفر کل حاضر رکاب - اگر لشکر راہ سے کسی مین یہ دم تھا کہ لڑائی درکنار ذرا دم لے فی الحقیقت یہ امر خلاف شان ایسے سردار سے معلوم ہوا اگر ایسے وقت مین محافظان قلعہ قصد فساد و فتنہ پر آجاتے سارا نام و نشان مٹا دیتے محض تائید غیبی ہوئی کہ قلعہ والون کے دلمین اسکا رعب چھا گیا اور اطاعت کی راہ مین قدم زن ہوئے اوس روز بسبب نہ پہونچنے خیمہ اور عدم موجودگی سایبان گرمی آفتاب سے اور نیز آزار پیکو نمونہ محشر ہو رہا تھا آخر روز کو سید نور اور رستم داس مشرف ملازمت ہوئے اور رخصت کے وقت معہود ہوا کہ کل صبح کو مع سرانداز خان کے حضور مین آکر قلعہ تسلیم کرین لیکن چونکہ اونپر اعتماد نتھا اپنے گروہ خواص سے ارشاد فرمایا کہ کل صبح کو جسوقت حاضر ہون تیغ بے دریغ کرین اور وقت خواب کے سراج الدولہ کو اس کام پر مامور فرمایا لہذا دوسرے صبح کو مہابت جنگ خیمہ مختصر مین جو اسوقت پہونچا تھا بیٹھا اور سراج الدولہ قنات کے باہر مع چند اصحاب معینہ کے سایہ مین ٹھہرا ہوا تھا کہ سید نور اور رستم داس نے آنکر مجرا کیا اور مہابت جنگ کے روبرو گیے اور مجلس مین جاکر اہتمام لوازمہ وغیرہ مین مامور ہوئے کہ سرانداز خان بھی مع چند نفر کے چوبدارون اور دربانون کے برابر پہونچکر گہوڑے سے اترا سراج الدولہ نے بجرد اوسکے اوترنے کے قتل کا حکم دیا جو لوگ کہ اس کام پر مامور تھے فوراً لپٹ گیے اوسنے بھی باوجود مشاہدہ اس حال کے ہوش و حواس درست کر خنجر ہاتھہ مین لیا اور بقدر امکان زد و کشت کرکے عازم تھا کہ مہابت جنگ کی برابر جاوے مگر موت نے مہلت نہ دی اوسی ہنگامہ و شور مین کسی کا دست قتل سے جان نے کا لبد سے فرار کیا سید نور اور رستم داس اس سانحہ سے مضطر ہوے بہت سا تڑپے مگر نہ چھوٹے گرفتار ہو کر کشور خان کہ شقی بیباک اور مرد سخت دل نگہبان زندان خانہ تھا سپرد ہوئے

قلعہ والے اس حادثہ سے پریشان ہوکر دروازہ بند کرکے لڑنے کو آمادہ ہوے مہابت جنگ نے اپنا رہنا یہین قلعہ نامناسب سمجھا میر محمد جعفر خان آور فقیر اللہ بیگ خان اور راجہ دولبہ رام وغیرہ کو جو میر حبیب کے تعاقب سے دلجمع ہوکر حاضر حضور ہوئے تھے دربارۂ محاصرۂ قلعہ مامور فرمایا اور خود بدولت کٹک مین داخل ہوا پندرہ روز تک ہنگامۂ قلعہ گیری گرم رہا آخر الامر محصورون نے سپاہ ظفر پناہ سے عہدہ برائی دور سمجھی میر محمد جعفر خان اور راجہ دولبہ رام کو وسیلہ سے بشرط عفو جرائم قلعہ دینے کو مقر ہوئے آخر قبول مہابت جنگ ہوا محافظان قلعہ نے قلعہ مذکور حوالہ مہابت جنگ کردیا اور خود بہیئت مجموعی میر محمد جعفر خان اور دولبہ رام کے پاس چلے گئے اور مہابت جنگ بنا بر ملاحظہ حصار داخل قلعہ ہوا —

مجملاً ذکر شہر کٹک و قلعہ بارہ بہاٹی کا

اس قطعہ زمین پر قلعہ مذکور اور شہر کٹک آباد ہی اوسکے گرد دو ندیان مہاندا اور کٹھہ جوڑی ہین اور اونکے اطراف رود خانون سے ملحق ہین اور کشتی اوسکے پتھر سے مستحکم بنی ہوئے ہین دونو دریا برسات مین تو چڑھ جاتے ہین ورنہ پایاب اور بارش مین دریاے مہانده کا پاٹ قریب دو کوس کے ہی اور کٹھہ جوڑی کا عرض انکا آدہا ہوجاتا ہی مہانده کے کنارے ہی قلعہ واقع ہی دور حصار کا تخمیناً تین کوس ہوگا کہ پتھر اور اینٹ اور چونہ سے کمال استحکام مین بنا ہوا ہی اور پختہ عریض خندق گرد بنا ہوا ہی اور شہر کی آبادی دریاے کٹھہ جوڑی کے کنارے پر ہی اور شہر و قلعہ کے درمیان دو کوس کا فاصلہ ہی عمارات وغیرہ جو دریاے کٹھہ جوڑی پر اور پشتہ پختہ پر موجود ہین کمال بلندی مین پشتہ عمارت کی دس گز اور کہین پانچ گز کے قریب بلندی ہی اکثر عمارات کے نیچے سے دریاے کٹھہ جوڑی جاری ہی اور دریا پار دو کوس سے چار پانچ کوس پر مختلف مقامات مین صحراے وسیع خوش فضا ہی اور جنگل کے متصل بڑے بڑے درخت سرسبز اور تازگی کی ساتھ اوس جنگل کی ابتدا سے پہاڑ ہو گیا ہے اور شہر والون کو ہر قسم کی کیفیت حاصل ہی چونکہ قلعہ مذکور پر دونو طرف سے دریا محیط ہی اگر مخالف لوگ بروقت طغیانی کی زمیداران اطراف سے متفق ہوکر قصد محاصرہ کرین غلہ وغیرہ مایحتاج کا پہونچنا دشوار ہو جاے اگر برسات مین کوئی ہنگامہ کا قصد کرے بسبب کثرت دریا اور نالہ ندی کے عبور دشوار ہو — مہابت جنگ کہ اس قسم کے امور ہمیشہ ملحوظ رکھتا تھا زیادہ توقف مناسب نجانا جو کچہ میسر ہوا مغتنم سمجھا اور

شیخ عبد السبحان کو جو راجہ دولبھ رام کے رسالہ مین جملہ غربا سے مجہول الاحوال مین تہا
کٹک کی نیابت پر مقرر کیا بدین سبب کہ مہابت جنگ کو معاودت مین نہایت عجلت تھی اور
بسبب خوف مرہٹہ کے جو کٹک کی قرب وجوار مین منتظر فرصت کمین مین لگے تہے اور مرشدآباد سے
بسبب طغیانی ندی نالہ کے فوج کا پہونچنا دشوار تہا کوئی شخص وہان کی نیابت قبول نکرتا تہا اور
شیخ مشار الیہ جسکے دلمین کبھی ایسی ترقی کی خیالات نہین گذرتے تہے بروقت تقرر کی موجب
اس شعر کے سلطنت گرچہ پہوبازی سہی تو ہی بہتر ہے ایسا جو کہیل میسر ہو تو کیہ خوشتر ہے نہایت خوش ہوا اور مہابت جنگ کی
عجلت لوگون نے مشاہدہ کی کیونکہ جسوقت شیخ عبد السبحان کو نیابت پر مقرر کیا مرشدآباد کو
عزیمت کی باوجود آفتاب برج جوزا مین اور شروع ماہ اساڑہ بلکہ آخر جیٹہہ تہا بارش متواتر اسقدر
برستی تھی کہ کوئی روز ناغہ نہوتا تہا اور ندی نالہ جو بروقت آنے کی نہایت کم آب تہے جاتے وقت
طغیانی پر ہوگئے ہر چند بعض دریاؤنمین پانی کمتر اور چہاتی تک تہا مگر روزانہ بارش کی وجہ سے عبور ناممکن
تہا اکثر نالون پر بہت انسان حیوان ہلاک وتلف ہوے جیسا کہ ترجمہ یوسف علیخان بن غلام علیخان
مین مذکور ہے کہ نالہ ترجہان پر جو قریب میدنی پور کے واقع ہے باوجودیکہ پاٹ اوسکا نہایت کم تہا
لیکن شدت بہنے اور عدم میسر ہونے ناو سے اور گہرائی کے اوترنے سے جو کہ فقط انسان اور
اسباب اسمین اوترتی ہین اور حیوان وغیرہ تیر کر پار کرائی جاتی ہین لہذا جنس حیوانات سے
صدہا گاؤ بیل گہوڑے وغیرہ تلف ہوگئے اور جس گہاٹ سے خان مذکور نے عبور کیا سترہ راس گہوڑے
غرق ہوگئے اسی حساب پر خیال کرنا چاہیے رودخانہ گہنسا سے پر جو میدنی پور کے متصل جاری ہے کل لشکر کو بصد خرابی
عبور کا اتفاق ہوا چونکہ زیادہ تین چار کشتی سے میسر نتہی نہایت سختی اور تکلیف مین ان دریاؤن
سے عبور ہوا تفصیل وار کے تحریر مین بجز دردسر کے کچھ سود نہین خلاصہ یہی ہے کہ راہ کی طغیانی
اور کیچڑ اور دلدل سے نہایت تکلیف عائد لشکر ہوئی جبکہ مہابت جنگ کٹک سے کوچ کرکے چلا میر حبیب
جو مع مرہٹہ کے کسی گوشہ مین چھپا تہا نکلکر قلعہ اور شہر مذکورہ کے استخلاص کا عازم ہوا جب
کہ مہابت جنگ کی عزیمت کو چہہ سات روز گذر گئے میر حبیب کٹک کی نزدیک پہونچا اور
شیخ عبد السبحان نے باوجودیکہ اس فوج مرہٹہ سے عہدہ برائی غیر ممکن جانتا تہا بمقتضای
عزت کے باوجود قلت میر حبیب اور مرہٹہ کے مقابلہ کا عزم کیا اور بروقت مقابلہ اپنی طاقت سے
زیادہ جنگ آور ہوا جب زخمی ہوکر ہاتہہ پیر سے بیکار رہوا اسیر مخالف ہوا اس حدوث غیر ممکن کا
حال اطراف بالیسر بندر مین مہابت جنگ کے گوش زد ہوا چونکہ وقت تنگ تہا تدارک اسکا

دوسرے وقت پر موقوف ہوا اور صابت جنگ بعد سطے مراحل کے آخر جمادی الاخریٰ کو کنوہ
پہونچا اور ناوسکے پل سے جو کہ قبل پہونچنے کے تیار ہو رہا تہا عبور کر کے اوایل ماہ رجب سنہ مذکور
کو عمارات موتی محل مین جسکے آغاز تعمیر تہی نزول اقبال فرمایا شہامت جنگ اور حسین قلیخان وغیرہ
مستفیض ملازمت ہوئے بیرون دست پیشکار سے نے راے رایانی کا خطاب پایا دیوانی خالصہ کی
خلعت سے سرفراز ہوا۔

بقیہ ذکر فخر الدین حسین خان ولد سیف خان کا اور بعض سوانح سے کہ اسوقت مین ظہور پایا

فخر الدین حسین خان ولد سیف خان جو کہ بنظر ساقط الاعتباری کے دوست و آشنا کے
نگاہ سے گر گیا تہا اکثر رفقا رنجیدہ ہوکر صولت جنگ سے جاملے اور خود بذات مع بال و شال
و چند ندیم جرات اور بیادہ سوالی وغیرہ عملہ شاگرد پیشہ کے ہمراہ قصبہ الدہ اشتلگی ظاہر باطن کی
موسم گرما مین گذارہ کر رہا تہا تا کہ پردہ حقیقت کا کیا پیش آئی صابت جنگ نے اوسکی کیفیتکی اس حرکت سے
دریافت کر کے اوسکی مال و متاع کے چہین لینے مین جو کہ بلغ خطیر اور اسباب بی نظیر تہا قسم جواہر
وغیرہ سے اوسکے پاس ورثہ اوسکے باپ کا تہا فکر کرنے لگا بعض اپنے معتمدین کو بہیجکر اوسے حضور مین
طلب کیا بعد آنے کی ایک مکان بنا بر اقامت تجویز کر کے اسباب باحتیاج مہیا کر دیا اور اوسکی
نگاہبانی پر محافظ تعین کر دیے جملہ نقد و جنس جو اوس بزدل مرد احمق کے پاس تہا ضبط کر لیا اور
حیدر علیخان مع کل عملہ توپخانہ کے جو کہ بردوان سے مرشد آباد آیا تہا موتیابند کی عارضہ مین نابینا
ہو گیا اور سراج الدولہ نے ہزار یان توپخانہ کی خطا معاف کر دی داروغگی توپخانہ دستی کی بانہ لگی
اور میر ضیا الصمد کو جو مدت سے عطاء اللہ خان کا رفیق تہا اوسکے نیابت کا خلعت ملا انہین
وقت مین مہدی نثار خان نی باستدعاے باد سراج الدولہ کے صولت جنگ سے منافق ہوکر
مع علی نقی خان برادر مورخ اور غلام رضا خان ولد مرتضوی خان وغیرہ سرداران کے مرشد آباد
پہونچا سراج الدولہ جو اسپنے چچا صولت جنگ سے مخالفت رکہتا تہا اور مہدی نثار خان اوسکے
باپ کا کہنہ معتمد اور رفیق دیرینہ تہا اوسکے آنیکو غنیمت جانا اور ہر ایکہا کو اپنا رفیق بنالیا
مہدی نثار خان کو زیادہ رفقا سے سابق سے مشمول عنایت فرما کر ترقی مراتب مین وزیر و رسائی ہوا

صابت جنگ کا روانہ ہونا سید نی پور کو باراده اخراج میر حبیب اور مرہٹہ کی او سید نی پور سے

چھاونی کرنا اور سراج الدولہ کو بالیسر بندر بھیجنا مع دیگر کوایف اور فخر الدین حسین خان کا قید سے فرار کرنا سازش مرہٹہ سے

چونکہ میر حبیب محض رشک و حسد سے خلق اللہ کو رنجیدہ کیا کرتا تھا اور جور و جفا کھینچکر بندگان خدا کو ناحق بطمع دنیوی مبتلاے رنج و محن کرتا تھا اور مرہٹہ او رافغان کی جماعت اپنے ہمراہ لیکر اکثر اطراف جنوبی گنگا کے متعلقہ ملک بنگالہ تاخت و تاراج کیا کرتا تھا لہذا مہابت جنگ نے چاہا کہ اس فرقہ اشقیا کا بخوبی استیصال کیا جاوے باوجود ضعف پیری اور کہن سالی کے تقصیر نکرتا تھا لہذا بعد بارش کے بقصد شکار مہرپور کے طرف جو مرشدآباد کی جانب شرقی اور جنوبی واقع ہے متوجہ ہوا کثرت ہرن کی وہان پر اسقدر تھی کہ روزانہ سیکڑون شکار ہوتے تھے اور کثرت کی وجہ سے اکثر نگی کا گلہ لشکر مین آجاتا تھا اور بازاری وغیرہ ہمراہیان لشکر جو بدستی سے مار پیٹکر شکار کرتے تھے بعد فراغ شکار کے کنارے کٹوہ مین نزول ہوا جب لشکر فراہم ہوا بردوان کو چلا وہان سے بڑھکر میدنی پور آیا جماعۂ مخالفین بمجرد استماع آمد آمد کے آوازہ دہشت ادبار اور مفقود الخبر ہوئے اور مہابت جنگ نے میدنی پور مین وارد ہوکر دریاے کہنسائی کے کنارے خیمہ کیا اور یہ ارادہ کیا کہ اس ملک کا بند وبست اس طرح سے اشد ہب سے کرلے کہ غنیم کا عبور مشکل ہو لہذا میدنی پور مین چھاونی کا حکم دیا اور میدنی پور کی فوجداری علی قلیخان کو جو سراج الدولہ کے رسالہ کا بخشی تھا مرحمت فرمائی جب میر حبیب کی خبر سنی کہ بالیسر کی طرف متوقف ہے نظر بران کہ چندان فوج میر حبیب کے ہمراہ ایسی نہین ہے کہ جس سے خیال ضرر ہو اور سراج الدولہ کو بھی لڑائی پر دلیر ہونا ضرور ہے لہذا مع فوج قاہرہ کے نامبردہ کو جنگ مذکور پر مامور فرمایا سراج الدولہ نے دوست محمد خان اور میر محمد کاظم خان کو بطور چھاونی پیشتر روانہ کرکے خود بھی متعاقب لشکر روانہ ہوا دوست محمد خان نے علی الصبح کو اونکے سر پر پہونچکر قدرے گوشمالی کی اور فوج مخالف جو مہابت جنگ کے نام سے ڈرتی تھی دوست محمد خان اور میر محمد کاظم خان کی ذرا سے شجاعت جو دیکھی ہاتھ پاون بھول گئے ہوش باختہ مفرور ہوئے اور سراج الدولہ نے متعاقب پہونچکر بالیسر بندر مین مقام کیا چونکہ پیشتر وہی کی اجازت نپائی تھی تعاقب پر رخ نکیا مہابت جنگ کو سراج الدولہ کی مفارقت نہایت ناگوار تھی خصوصاً اسوقت مین ایکدم کی جدائی سے نہایت بیتاب تھا دلمین خیال کیا کہ اگر میر حبیب دونو لشکر کے درمیان مین آگیا

اور جنبی سنبک بھی اوس سے بڑھ کر سے خدا جانے اوسکا انجام کار کیا ہو اور فوج گران مقیم
جو سراج الدولہ کے ہمراہ تھی خدا نخواستہ کہین ایسا نہو کہ سراج الدولہ کی ناتجربہ کاری سے
صدمہ عظیم پہونچے لہذا سراج الدولہ کو بتاکید تمام طلب کیا اور متعاقب اپنے رسول کے
متحرک ہوکر بے اختیار قطع راہ کرنے لگا اودہر سے سراج الدولہ بھی چلا نراین گڈہ مین
قران السعدین کی صورت ہوئی وہان سے متفق میدنی پور کو معاودت کی سابق کی چھاونی
مین مقام کیا اسی زمانے مین خواجہ عبد الہادی خان جو کہ اولی جماعہ داران سرکاری مین تھا
سید محمد لبادل کے ہمراہ جو کہ دونون کامل تھے باہم نایب غلام حسن خان داروغہ دیوانخانہ
کے توسط سے عرض پیرا ہوا کہ ملازمین سرکار کی تعداد مین بڑا غبن اور خلط ملط ہے عملہ بخشی گری
جماعہ دارون سے متفق ہوکر ضمانت کرتے ہین جسکے ہمراہی مین سرکاری دفتر مین سو نفر مرقوم
ہین اگر حاضری لیجاوے چہارم بھی مشکل سے برآمد ہونگے چنانچہ اول اپنے ہمراہیون کے
غبن کی عرضی کی اور کہا کہ بس ایک مرتبہ ملاحظہ موجودات سپاہ کا بندہ دو تنخواہ کو حکم ہو تو
کفایت سرکار کی لکھوکھا پر پہونچیگی مہابت جنگ نے برطبق التماس جمیع عملہ بخشی گری سپاہ کا
حکم دیا کہ کل فوج عبد الہادی خان سے رجوع ہوکر حاضری دیتا اس سانحہ سے عجب طرحکا
انقلاب اور اضطراب روساے سپاہ کے حال مین پیدا ہوا خواجہ مذکور بنظر اپنی
ترقی منصب اور حصول اعتماد کے شریف ودنی سے اغماض کرکے صاف بے مروت ہوگیا
اور اپنے نیکنامی کے واسطے سب کو بدنام کیا اس درجہ تک جہان کی کہ کسی عمدہ کو رسالہ
مین جسکی تنخواہ بابت سترہ سو سوار کے درج دفتر تھی بروقت ملاحظہ حاضری کی اسّی نفر برآمد
ہوئے پس اسی پر خیال کرنا چاہیے کہ ہزارون مین صدہا رہگئے۔ اگرچہ سرکار کی کفایت
اور خواجہ مذکور اس خدمت کے جلدو مین مورد غایت ہوا مگر تمام خاص و عام مین
مطعون اور باعث دل آزردگی لشکر اور سپاہ کا ہوا حقیقت مین یہ امر ناگوار ہوا نہ تو
اہالیان سپاہ کو ایسا ضبن ضرور تھا ورنہ خواجہ مذکور کو ایسی غیبت کرتا نہ مہابت جنگ کو ایسے موقع
جنگ و جدال مین ایسی چہان بین اور جستجو کرنا ~~بیت~~ سراسر غبار است این چمن دشت ؎
از پی چشم پوشیدہ باید گذشت ؎ اسی اثنا مین خبر آئی کہ مرہٹہ کی فوج براہ جنگل مرشدآباد
کو راہی ہوئی مہابت جنگ کو تو انکا استیصال سجان و دل منظور تھا اور فوج متعینہ مرشدآباد
ہر چند ان رہتا و نقشا میدنی پور سے متحرک ہوکہ مرہ دوان آیا وہان یہ معلوم ہوا کہ آمد لشکر ظفر پیکر

لشکر مرہٹہ کو توقف بیچ جوار مرشدآباد کے نرا عربی جنگلون کو بہاگ گئے اور فخر الدین حسین خان
خلف سیف خان جو کہ مرشدآباد مین حسب الحکم نظر بند تہا گہبایون اپنے کو غافل پا کر
یا ساتھہ طمع کے اپنے اتفاق کرکے لشکر مرہٹہ سے ملگیا اور نہایت پوشیدگی مین اونکے ہمراہ نکل گیا
انجام کار اسکا یہ ہوا کہ چونکہ تمام عمر ناز و نعم مین پلا تہا کبہی سفر کی سختی نہ پہونچی تہی اور اس
سفر مین بجز گہوڑے کی دوسری سواری ہمراہ نتہی انکی رفاقت سے عاجز ہوکر شاہجہان آباد
کو روانہ ہوا جب وہان جا پہونچا جو زر و جواہر کہ مالدہ کی اقامت مین مہاجنان پورنیہ
کی معرفت قبل اپنے قید ہونے کے بہیجا تہا او نہین سے جو کچہ ہاتہ لگا اوسی سے گذر اوقات
کر رہا تہا تہوڑے دنون کے بعد مرض سرسام مین اسیر ہوکر جہان فنا سے چل بسا
اسی وقت مین کسی زمیندار جنگل نے مہابت جنگ سے التماس کیا کہ اگر فوج ظفر موج
کی رہنمائی بندہ کے متعلق ہو لشکر والا کو طرفۃ العین مین دشمن کی بہیر و بنگاہ پر پہونچا تا ہون
یہ عرض قبول ہوئی زمیندار مذکور قبل منصبہ سرکاری سوار ہوکر رہنماے فوج ظفر موج ہوا
اور قطع راہ بطور بلا یار ہونے لگی جب دو تین منزل طے ہو لین ایکرات کو تمام شب قطع
راہ کرکے صبح ہوتے مہابت جنگ کو خبر ملی کہ زمیندار مذکور عماری کے اندر اپنا شکم چہری سے
چاک کر ڈالا بمجرد اس خبر کے نامبردہ کو طلب فرماکر استفسار شکم چاکی فرمایا جواب دیا کہ
چونکہ راہ بہول گیا تہا اور دشمن کے بنگاہ پر نہ پہونچ سکا بندہ کو خوف ہوا کہ خدا معلوم کیا اسکی
پاداش مین نصیب ہو لہذا یہ حرکت کی گئی اور بعد چند گہڑی کے نیم جان تو تہا ہی راہی ملک
عدم ہوا مہابت جنگ نے جو اسکے بدولت چند منزل تکلیف پائی اور رہبر کارون نے اوس
راہ سے خبر دین لاجرم مصلحت سمجہکر معاودت فرما ہوا بردوان مین آنکر تا چند دیوان راجہ
بردوان کے باغ میں مقیم ہوا اور تحقیقات مرہٹہ کی کرنے لگا انہین دنون مین میر محمد جعفر خان
جو کہ بتقریب تعیناتی مہابت جنگ کے مرشدآباد مین تہا حسب الطلب روانہ ہوکر باغ مذکور مین
قدمبوس ہوا مہابت جنگ جو کہ بلاحظہ حمایت عملہ سپاہ وغیرہ معاملہ کے میر جعفر خان سے کبہی کسیقدر
ملال رکہتا تہا اوسکی نسبت چند کلمات نصیحت اور ملامت آمیز ارشاد ہوے اور حکم ہوا کہ اپنی
نیابت اپنے بہائی سے تغیر کرکے خواجہ عبدالہادی خان کو دیوے ہر چند خانمذکور راضی نہ تہا
مگر بندگی بیچارگی طوعاً و کرہاً حسب الاحکام نیابت عبدالہادی خان کو تفویض کیا چند روز کے
بعد عرض ہوا کہ پہر مرہٹون نے سپاہی پور کے جنگل سے سر اوٹہایا ہے مہابت جنگ تو اونکے

ذریعے پڑا تہا سنتے ہی میدنی پور کی طرف متوجہ ہوا اور سراج الدولہ رخصت ہوکر داخل
مرشدآباد ہوا۔

ذکر سبب جدائی سراج الدولہ کا مہابت جنگ سے اور جانا مرشدآباد کو اور جانکی رام سے لڑنا اور مورخ کے چچا مہدی نثار خان کا مارا جانا

مخفی نرہے کہ مورخ کا چچا مہدی نثار خان مغفور کل محامد صفات برگزیدہ شجاعت اور عزم اور
اقتدار مین یگانہ روزگار تہا جب ہیبت جنگ مرگیا مہابت جنگ کو اپنا قدرشناس بناکر قصد
کیا کہ اگر فلک ساتھ دیوے تو البتہ دولت دنیوی حاصل ہو مگر پایان اسکا ایکروز سنتا ہی چاہکہ مہدی نثار خان
سراج الدولہ کی رفاقت مین مہابت جنگ کے ہمراہ بعض سوالات جو کہ مہابت جنگ حسب عادت بے باکی سے کچھ
کلمات گران زبان پر لایا اور مہابت جنگ نے اوسکی بیباکی سے اندیشناک ہوکر چاہا کہ سراج الدولہ
کی رفاقت سے ممنوع کرے مہدی نثار خان نے اس رمز کو پاکر سراج الدولہ کو دل نشین کیا
کہ تمہارا دادا فرط محبت سے مفارقت کو راضی نہین چاہتا ہی کہ ہمیشہ اوسکے تابع فرمان اور
مرتبہ اعمام سے نازکتر بسر کرو اور آپ کسی سبیل سے اوسکے کمتر ہوینگی شایان نہین بلکہ باعتبار
وراثت مہابت جنگ کے چراغ دودمان اور زبدۂ خاندان ہو فضل خدا سے آپ لڑکے بہی
نہین کہ اسطرحکی اطاعت ضرور ہو اگر تم مرشدآباد ہوکر عظیم آباد کی راہ لو جانکی رام جو کہ بندۂ مفلوک
اور نائب تمہارا ہی وہان سے اوٹہا دینا کچہ کام نہین بعد ازان مہابت جنگ بجز تمہاری
دلجوئی کے اور کچہ نکریگا الغرض سراج الدولہ کو تو یہ مصلحت قبول تہی مہدی نثار خان آخر ربیع الثانی
یا اوایل جمادی الاول ۱۱۶۳ ہجری کو نوکری سے مستعفی ہوکر مرشدآباد ہوتے ہوئے مع
رفقاے چند کے عظیم آباد گیا اور نقی علی خان مورخ کے چہوٹے بہائی کو جو ہمراہ اپنے چچا کے
ترک رفاقت صفدر جنگ کی کرکے سراج الدولہ کا ملازم ہوا تہا قبل اس سانحہ کے بحسب تقدیر
ناراض ہوکر روانہ شاہجہان آباد ہوا تہا مورخ کہ پورنیہ مین صولت جنگ کا رفیق تہا بہائی کے
ارادہ پر مطلع ہوکر اپنے بہائی کی مفارقت کا راضی نہوا طلب کیا اور بڑی سعی سے دوبارہ
صولت جنگ کا ملازم کرادیا اور مہابت جنگ نے میدنی پور مین جاکر مرہٹہ کو مفقود الخبر کیا
اور جاونی قدیم مین خیمہ زن ہوا چونکہ اس گروہ کی بیخ کنی کا خیال تہا اور حیدر علی خان
خلف الصدق علی قلیخان جسکے نام میدنی پور کی فوجداری تہی بسبب عدم قدرت اور اقتدار

مقابلہ و مقاتلہ مرہٹہ سے معذرت خواہ ہوا مہابت جنگ نے مکان اور دولتخانہ خاص کا حکم دیا اور
متعلقان کو مرشد آباد سے طلب فرمایا اور خاص و عام لشکر کو جو کہ طول سفر سے آزردہ ہوئے تھے
اور قرب برسات کے آنے سے مرشد آباد لوٹنے کے امیدوار تھے حکم چھاونی کرنے کا صادر فرمایا
لاجرم ہر ایک نے مایوس ہوکر اپنے حسب مقدور سائبان وغیرہ بنوالیا سراج الدولہ اپنے
حصول دعوے کو روانہ ہوا اور مہابت جنگ سے چند روز کی رخصت مرشد آباد کے سیر
و تفریح کے بہانہ سے لیکر مرشد آباد پہونچا اور اپنے ارادہ سے مہدی نثار خان کو مطلع کرکے
رقعہ متضمن حرکت دینے کا مرشد آباد سے بطور ایلغار واسطے تعین تاریخ لکھکر ہرکارون کے ہاتھ
روانہ کیا اور خود تاریخ معہودہ کو سیر باغ کے بہانہ سے مع لطف النسا جاریہ کے جو اوسکی پرورش
کردہ تھی سوار ہی رتھ پر جسکے بیل چالیس کوس ایکروز مین قطع راہ کر سکتے تھے عظیم آباد کو
چلا شہامت جنگ نے مع حسین قلیخان اور حسن رضا خان وغیرہ ہمراہیان روشناس
تقرب اساس کے بمجرد استماع اس خبر کے مضطرب الاحوال ہوکر پالکی پر سوار ہمراہ معدود ملازمان
بے اختیار سکے درپے ہوا دیہہ ہکر سے ایک دیوان تک دوڑا جب نپایا بعض معتمدان
کو پیشتر روانہ کیا اور در بارہ معاودت نہایت الحاح و لجاجت فرمائی سراج الدولہ نے اونکی
باتون پر کچھ التفات نکیا اور زجر و توبیخ سے اونکو دفع کرکے پیشتر کی راہ لی شہامت جنگ
نے یہ ماجرا مہابت جنگ کو تحریر کیا کہ بندہ نے ہرچند ہاتھ پیر مارے اوس تک نہ پہونچا
البتہ ہمارے فرستادہ لوگ اوسکے پاس پہونچے مگر بروقت التماس معاودت جواب دیا کہ
اگر میرے واپس لیجانیمین زیادہ اصرار کروگے مین اپنی جان دیدونگا اس باعث سے ناچار
وہ لوگ واپس آئے مہابت جنگ نے جیسے ہی یہ خبر سنی عنان صبر و اختیار ہاتھ سے دیدی
اور بنا بر فرط تعشق کے جو اوسکے ساتھ رکھتا تھا مضطرب ہوگیا اینار ہنا مسید لی پور مین محال
سمجھا اور میر محمد جعفر خان اور راجہ دولبھ رام کو بشمول عواطف فرما کر اور دفع غنیم کی بارہ
مین تدبیرین سکھلا کر مسید لی پور مین چھوڑا اور خود چند آدمی ہمراہ لیکر اوسی روز مرشد آباد
کو چلا باوجودیکہ موسم برسات اور راستہ مین کیچڑ اور دلدل اور ندی نالہ کی طغیانی تھی
مگر صبح سے شام تک قطع راہ کرتا تھا آٹھ دن کی راہ چار روز مین طے کرکے دار الامارۃ
مرشد آباد مین وارد ہوا ایکروز مقام کرکے دوسرے روز پھر عظیم آباد کو راہی ہوا اور
ایک قطعہ خط سراج الدولہ کے نام مشعر دلجوئی اور شفقت اور کثرت اشتیاق اور بہتر ترکیب

ارادہ منظور کی نہایت عمدہ طور پر لکھکر بھیجا سراج الدولہ بہاگلپور کے طرف پہونچا تھا کہ یہ خط
ملا جواب مین لکھا کہ جناب عالی باوجود اظہار اسقدر مہر و شفقت کے میرے دشمنون کی درپے
پرورش ہین ازانجملہ حسین قلیخان کو وہ مرتبہ عزت و سروری دیا کہ مجھے ذلت ہی کہ بروقت
سعادوت بردوان کے میرے استقبال کو ایک قدم بھی نہ بڑہا اور شہامت جنگ کو ولایت
عمدہ دیکر صولت جنگ کو پورنیہ کی فوجداری عطا فرمائی میرے حال پر بجز عنایات زبانی کے
کوئی شفقت و نوازش جو ازدیاد منصب اور اقتدار کے لایق ہو نہوئی حالا ہرگز تشریف
نہ لائیگا ورنہ آپ کا سر میرے دامن مین یا کہ میرا سر آپکے زیر پاے فیل ہوگا اور یہی
جواب ہرکارہ کے زبانی بھی کہلا بھیجا جب ہرکارہ نے کلمات مذکورہ بیان کیے مہابت جنگ نے
نہایت برہم ہوکر ہرکارہ سے فرمایا کہ اگر میرا سر اوسکے زیر پاے فیل غلطان ہو عین آرزو
ہی اوسکے سر کو میرے پاے فیل کے نیچے کیونکر تو نے بیان کیا پھر دوبارہ خط کمال ملائمت اور
اوسکی غلط فہمی کے اشعار مین تحریر کیا خلاصہ اوسکے مضمون کا یہ ہی کہ اے عزیز جان من
تمنے برخلاف مدعا کے وہم و گمان کیا ہی شکایت تمہاری بیجا ہی آرزو میری یہ ہی کہ کل دنیا کی
حکومت اور فرمانروائی اوس نور چشم لخت جگر کو ملے اور یہ رباعی دستخط خاص سے اوس خط مین
لکھدی ع غازی کہ پے شہادت اندر تگ و پوست ⁂ غافل کہ شہید عشق فاضلتر ازوست
فردا ے قیامت این بآن کی ماند ⁂ کین کشتہ دشمن است و آن کشتہ دوست ⁂ ابتک قلم وقایع نگار
لکھنے احوال مہابت جنگ سے روگردان ہوکر ماجراے سراج الدولہ لکھتا ہے
کہ سررشتہ سخن کا ہاتھ سے نجاے —

پہونچنا سراج الدولہ کا نواح عظیم آباد مین اور مہدی نثار خان سے ملکر جانکی رام سے لڑنا اور سزا پانا مجرمونکا

جب سراج الدولہ غیاث پور مین پہونچا شقہ لکھا ہوا اوسکا قبل ازین مہدی نثار خان کو پہونچا تھا
بدین مضمون کہ ہین اپنی سلطنت برباد کرکے تمہارے اعتماد پر ادہر آتا ہون اب اپنے
قول پر آمادہ اور مستعد ہو مہدی نثار خان قبل ورود اس رقعہ کے عازم تھا کہ اہل و ناموس
کو بذریعہ کشتی غازی پور بھیجے تاکہ جب سراج الدولہ آوے حسب معقدور تعمیل کرے اور اگر
وہ نہ آوے خود مع رفقا کے روانہ شاہجہان آباد ہو کیونکہ اسکو مضبوط یقین نتھا کہ سراج الدولہ
بموجب اوسکے تعلیم کے کاربند ہوگا الغرض جب رقعہ مذکور پہونچا والدہ مورخ کو جو کہ بجاے

اپنے والدہ کے سمجھتا تھا اپنے مکان مین بلاکر اظہار مافی الضمیر سے آگاہ کیا والدہ موزخ نے مانعت کی مبالغہ فرمایا کہ اسے بھائی تو مہابت جنگ سے عہدہ برآ نہوگا اور بالفعل یہ ہندو نایب ہر چند ہندو اور مفلوک ہی مگر نوکر تو مہابت جنگ کا ہی اور دہر سراج الدولہ مہابت جنگ کا فرزند ہے اور وہ اسیر مرتا ہے اوسکے آئینہ مین کچھ مضرت نہین انجام کار یہ شیر شکاری بچہ نگو تم مفت مین اپنے قتل کے روادار نہو کشتی موجود ہی زن وبچہ کو روانہ کردوا ورخود گھوڑے کی سواری پر نکل جاو مہدی نثار خان کو تو اجل اور غیرت دامنگیر تھی ہر چند والدہ مہربان نے سمجھایا کچھہ نہ سُنا اور کہا کہ اگر سراج الدولہ نہ آتا تو بندہ ہرگز قصد نکرتا اب نہین ہو سکتا کہ کنارہ کرون اور نامردی سے مشہور ہون اگر حیات مستعار اور اقبال کامگار نے یاری کی تو اس ہند و بنگالی پر فتح پائی فبہا اور اگر ایام زندگی برابر ہو چکے ہین کیا مضایقہ ہے۔ القصہ اپنے ناموس کو روانہ غازی پور کیا اور بعض جواہرات اور ظروف طلا ونقرہ اپنے لڑکے کا حق سپرد والدہ کے کیا اور آخر شب کو رخصت ہوکر صبح ہوتے ہوتے عازم خدمت سراج الدولہ ہوا قصبہ غیاث پور مین جو بارہ کے نام سے معروف ہے آکر ملاقات کی جو جماعہ دار اطراف در بنگا اور گنگا کے اوس پار تھے اونکے نام خطوط الٰہی مشعر و عدہ دلخواہ سراج الدولہ کی طرف سے لکھہ لکھہ بھیجے اور لوگون کی عرضیان مشعر زود رسی کے ملاحظہ مین گذرین بلکہ اکثر لوگ جو چلے تھے جب اثناے راہ مین مہدی نثار خان کے وفات اور سراج الدولہ کی شکست کی خبر سُنی واپس ہو گئے الغرض مہدی نثار خان مع سراج الدولہ کے جعفر خان کے باغ مین پہونچکر مقیم ہوا شہر عظیم آباد کے لوگ اور نیز اطراف اور اکناف وغیرہ کے فراہم ہوئے سراج الدولہ نے جانکی رام کو پیغام دیا کہ حاضر ہوکر مشرف ملازمت ہو وہ اس خبر سے بحر تحیر اور تفکر مین غریق ہوا کہ کیا کیجے اگر سراج الدولہ کے ملازمت مین جاسیے مبادا مہابت جنگ مورد عتاب فرمائے یہ مقدمہ ملکداری کا ہی اور اگر سراج الدولہ سے مقابلہ کرلیجے اور خدانخواستہ کوئی چشم زخم پہونچے تو مفت مین زندگی سے آنکھہ چرانا پڑے کیونکہ جو کچھہ مہابت جنگ کو سراج الدولہ کی محبت مد نظر تھی اوسکا حال سب پر روشن تھا اور عیان ناچار اسیے کشمکش و پیچ مین مصطفٰی قلیخان کو جو محمد ایرچ خان کا بھائی اور اوسکا خسر اتھا بھیجا تا کہ ارادہ غیبی سے آگاہی بہم پہونچائی مصطفٰی قلیخان حاضر حضور ہوکر تقریب کلام ہر طرح سے کرنے لگا مہدی نثار خان نے سراج الدولہ کو سمجھا دیا تھا کہ جانکی رام کے مقرب حضوری مین جانے نپاوین ورنہ مضر حضور کو وہان ظاہر کرکے

آسنے بذ سنیا چونکہ سراج الدولہ کی تنگی حوصلہ مین اخفاسے راز کی جگہہ تھی اپنا اسرار مصطفی خان سی
ظاہر کرکے جانکی رام کے احضار مین استعانت چاہی وہ تو بڑا لسان بسیار گو تہا بلا تامل راجہ
جانکی رام کو لانے کا متعہد ہوکر رخصت ہوا بحسب تقدیر اوس روز مہدی نثار خان کسی کام کو باہر
گئے تہے مصطفی قلیخان رخصت ہو چلا گیا اور جانکی رام کو اسکے بد باطنی سی خبردار کردیا جانکی رام نے
جو ارادہ حصار کیا تہا وہ فسخ کردیا شہر کے دروازے بند کرا دیے اور بارادہ قلعداری کے بیٹہا
سراج الدولہ جو محض بے تحمل تھا نہایت آزردہ ہوا اور اس اعتماد سے کہ کوئی اوسکو نمارے گا
تسخیر قلعہ اور جانکی رام کی تنبیہ کا ارادہ فرمایا مہدی نثار خان نے تا رسیدن سپاہ توقف کیا اوس
ابلہ ناعاقبت اندیش نے کثرت اضطراب سے فرمایا کہ مین تمہارے کہنے کے بموجب سلطنت
چہوڑی جانبازی کو آمادہ ہوا اور تم لڑائی سے جی چراتے ہو مہدی نثار خان کو ایسے کلام کی کہان
تاب تھی آشفتہ ہوکر کہا کہ اول میری بات نمانی دراندازون کو دولتخواہ سمجہکر محرم راز کیا اور شکار
مقصود کو دام مین آتے ہوسے اوڑا دیا اور اب ساتہہ ستر نفر ہمراہی سے کہ جنمین بعض جانباز اور
شجاعت شعار پدیدار ہونگے قلعہ ستالی کی عزیمت کرتے ہو دو روز صبر کرو فوج شایستہ فراہم ہولگی
تب ارادہ دلی ظاہر فرمایا اوس کمینہ نے وہی کلمات جو پیشتر کہے تہے دوبارہ پہر سے کہے مہدی نثار خان نے
جانبازی پر قدم مضبوط کیا تمام شب درگاہ ایزدی مین زار نالان فتح و نصرت کا خواہان رہا اور
کہا تعز من تشاء وتذل من تشاء پروردگار میری جسکو چاہتا ہی تو عزت دیتا ہی اور جسکو چاہتا ہے ذلت
دیتا ہی امیدوار ہون کہ کافرون پر ظفر یابی ہو صبح ہوتے مع چند رفقا کے تسخیر قلعہ پر کمر باندہی یہ سانحہ
آخر رجب یا اول شعبان سنہ ۱۱۷۱ ہجری کو واقع ہوا القصہ بدین وجہ کہ شرق رویہ دروازہ اور فصیل
پر محافظان قلعہ کا بڑا اژدحام تہا بہانہ کیا کہ سراج الدولہ کے باپ کے مزار کی زیارت کو جاتے ہین ہیبت جنگ
کے مقبرہ پر لگیا اور وہان سے سراج الدولہ کو اپنے گہوڑے خنگ رنگ پر سوار کرا کر گہڑی
بیگم کے پورہ پر یورش کیا چونکہ اودہر بہی محافظ مستعد اور موجود تہے اور مست بونت اگر اقربا و راجہ بہادر
کے لوگونکا اہتمام تہا فوراً لڑائی شروع ہوئی برق اندازی اندرون قلعہ سے شروع ہوئی اس حالت مین
مہدی نثار خان نے سراج الدولہ کو مع چند محافظون کے زیر دیوار چہوڑا اور خود مع رفقا کے
پیادہ پا دیوار حصار پر چڑہا کسیقدر مجروح بہی ہوے چنانچہ مہدی نثار خان کی بہی بازو مین ایک تیر
ترازو ہوگیا اور بعض لوگ مانند امانت خان وغیرہ کے بدرروی جو مرور کثرت آب سی کسیقدر کشادہ
تہی اندرون قلعہ جا پہونچے اور دروازہ کہولکر سراج الدولہ وغیرہ باقی ماندہ لوگون کو قلعہ کے

اندر کر لیا میدان مذکور خس وخار عدو سے صاف ہوا مہدی نثار خان جامہ یکلائی پہنے ہوے تلوار حمایل
کیے مع رفقاسے معتمد کی سراج الدولہ کو بیچ مین لیے ہوئے آہستہ آہستہ آگے آگے چلا آتا تھا تا آنکہ بدر محل سراے
والد مرحوم کے دروازے پر جو حاجی گنج کے مقابلہ مین معمور ہے اور دونون کے مقابل شارع عام
دروازہ بیگم پورہ کا واقع ہے پہونچا اور جانکی رام نے مع اسباب حرب مانند توپخانہ دستی اور بان
وغیرہ کے فیل سوار ہوکر حسن علیخان کو ہراولی پر مقرر فرمایا اور دروازہ قلعہ پختہ کی سر چوک
پر حیران کھڑا تھا کہ دیکھیے کیا نتیجہ پیش آتا ہے البتہ تین چار ہزار آدمی اوسکے ہمراہ تھے اور راجہ رام نراین
بھی حاضر تھا اسی عرصہ مین امانت خان نے جو مہدی نثار خان کا رفیق شجاع تہا ہاتہ مین برچھی
لیے ہوے اپنے گھوڑے کو کدا تا ہوا بکمال جراءت وبہادری ودلیری سے در آیا اور حسن علیخان
کے اژدحام مین جو دروازہ جنوبی سپارہ روپیہ چوک مین متصل مسجد حاجی تا تار کے غلبہ اور ہجوم کیے
ہوئے تہے جا کھڑا ہوا طرفہ رستخیز پیدا ہوئی کسی کی تاب نہوئی کہ اوسکے مقابل ہو ہاں دو کانونکی
گوشون سے چھپ چھپ کر مانند حیزون اور نامردون کی بیچارہ پر دست درازی کرنا شروع
کی اور زخمی کردیا اور وہ جرار شیرانہ حملہ کنان تہا تا آنکہ کسی برج یا کسی مکان سے اون
بد سرشتون کی گولی آکر لگی اور نقد روح اوسکا رنگ کے طرح پیالہ کالبد سے اوڑ گیا
جو لوگ کہ مہدی نثار خان کو پیشقدمی سے ممانعت کرتے تہے مہدی نثار خان نے برآشفتہ ہوکر جواب دیا
کہ ایسے مقام مین اسطرحکی خیرخواہی سے بندہ رضامند نہین جو کوئی مجھے عزیز رکہتا ہو میرے
آگے چلے امانت خان کے متعاقب مرزا مدار بیگ دکھنی مع اپنے لڑکے اور داماد اور دو تین
اور آدمیون کے امانت خان کی مدد پر دوڑا دوڑ تہے مگر امانت خان تو اس جہان سے چل بسا تہا
مدار بیگ نے بھی تیر وشمشیر کے زخم اوٹہا کر گولی کہائی اور زندگی سے ہاتھ اوٹہایا اوسکے
لڑکے اور داماد میدان سے عنان ریز ہوئے اور انہون کے سبب سے مہدی نثار خان کی انتظام
مین خلل واقع ہوا چونکہ راہ تنگ تہی پانچ چھ سوار سراسیمہ لوٹے اور عنان ریز گریزان ہوئے
لوگون نے بھاگنے والون کو راہ دی مہدی نثار خان دوکان پر کھڑا ہو گیا اسیطرح ہر ایک الگ
الگ جا لگا جب فراریان کا شور کم ہوا مہدی نثار خان بدستور شمشیر در دست استادہ ہوا
لیکن سابق کے طرح سے جما وہوا کیونکہ لوگ ظاہر مین بھی پریشان تہے اور باطن مین بھی مدار بیگ
کے اولاد ورفقا کے گریز سے ششدر ہو رہے تہے متعاقب مہنت جسونت ناگر کے فراری مسلح
اور مستعد آپہونچے اور مہدی نثار خان کو پہچان کر کہا خانصاحب اپنے ہمارے مورچال سے الگ

ہملوگون کو شہر مین رسوا اور بدنام کیا اور اپنے کو ایک تہلکہ مین ڈالا الحال بھی بہتر ہی کہ اپنے راہ لگو مہدی نثار خان نے جواب دیا کہ مہتہ جیو یہ کلام شایان خیرخواہی نہین اس وقت مین ہم تم باہم جدا ہو نہین سکتے جو صاحب کی خواہش ہو عیان کیجیے پس آپ داد تیغ و تبر دیجیے بعد اس گفتگو کے مہتہ جسونت جو کہ مبارز دلیر جنگ آزمودہ باآبرو تہا ناچار پیادہ ہوکر مہدی نثار خان کے مقابل آیا مہدی نثار خان نے ایک ہاتھہ تلوار کا اوسکے گلے پر لگایا اور اوسکی مدافعت پر افسوس ہو کہ ہمراہیان نامرد کے دل نہ ٹہرے ورنہ بعد کشتہ ہونے مہتہ ناگر کے سراج الدولہ کی ہمراہیان کسیقدر دل توانا ہوئی اور جانکی رام کے سپاہ مین تزلزل زیادہ ہوا کیا عجب تہا کہ عین دارو گیر مین سراج الدولہ کی فتح ہوجاتی مہدی نثار خان نے کسی منشی کو آواز دی کہ اسے فلانی مجہکو تجہسے ایسی امید تہی لیکن کچہہ سود نہوا تا آنکہ دروازہ حاجی گنج سے جو مہدی نثار خان کی چپ کے طرف تہا میر محمد اشرف کا بہتیجا جو ناگر کے جانب تہا ظاہر ہوکر مہدی نثار خان کو نصیحت کرنے لگا اور لوٹ جانے کو کہنے لگا اس جرار کو غیظ اور غضب آیا سخت و سست فرمایا اوس نامرد نے دہوکہا دیا پیچہے سے آکر ایسا ایک ہاتھہ تلوار کا مارا کہ پیر کٹ گیا اور ایسا مرد دلاور بستر ناکامی پر گرا انا للہ و انا الیہ راجعون بعد ازان باتفاق ناگر سر پہونچکر خاتمہ بالخیر کر دیا اور سراج الدولہ نامرد اس مشاہدہ سے گہبرا کر گنج مذکور کے راہ سے کوچہ مین جا چہپا اور مصطفے قلیخان کے گہر کی راہ لی ہمراہی اوسکے ہر طرف پریشان ہوگئے سیف خان کے میرزا دو کہ مین ایک شخص مرزا سنگی نام مہدی نثار خان کی رفاقت مین گولی کہاکر جان بحق ہوا دو تین آدمی اور بہی مقتول و مجروح ہوئے مہتہ جسونت نے مہابت جنگ کے خوف سے باوجودیکہ زخم منکر چہرہ پر کہایا تہا خون چکان سراج الدولہ کے پیچہے مصطفے قلیخان کے گہر تک پہونچا آیا مصطفے قلیخان نے گہر سے نکلکر استقبال کیا اور حیلتاً عجز و نیاز کرکے گہر مین لایا خدمتگذاری کی اور مہتہ مذکور کی تحریر خانہ مذکور کے متضمن صحیح و سالم پہونچنے سراج الدولہ کے اوسکو مکان پر مہری لیکر مراجعت کی اور جانکی رام نے مہدی نثار خان کا سر ناحق کاٹکر کچہہ دیر دروازہ شرقی پر لٹکایا پہر بعض لوگون کے کہنے سے مع لاش کے حوالہ کرکے اجازت تجہیز و تکفین صادر فرمائی اور وہ بیچارہ مرحوم اپنے باپ کی قبر کے جوار مین محلہ اون گور مین مدفون ہوا اور جانکی رام نے اوسکے رفیقان جانباز کو بہی جو کہ اوسکے ہمراہ شہید ہوئے تہے اوسی احاطہ مین دفن کرایا مصرع ہیں انتہا پایان دنیا ہیں اور بموجب شعر محشی اکبرنامہ کے ۔ ہی دنیا دو نگی ہی انتہا ۔ بجز ہیو فانی نہو باوفا

اللہم اغفر لہ درجتہ فی اعلیٰ علیین ثم الحقہ بآبائہ الصالحین الغرض جانکی رام نے سراج الدولہ کی محفوظ رہنے اور میدنی نشانخان کے شہید ہونے سے زندگی دوبارہ پائی اور اپنی جگہہ پر پہونچکر قدیم کمال غرور اور نخوت سے جا بیٹھا —

آنا مہابت جنگ کا عظیم آباد مین اور سراج الدولہ سے ملاقات کرنا اور بیمار ہوکر مع سراج الدولہ کے مرشد آباد کو معاودت ہونا

مہابت جنگ کمال اضطراب مین بہ تمناے دیدار سراج الدولہ کے رہ سپر تہا رات دن بیقرار پروانہ وار اوسکے شمع جمال کے شوق مین سوزان چلا آتا تھا جب قصبۂ غیاث پورہ طرف بارہ مین آیا اور حقیقت حال سے مطلع ہوا دلجمعی ہوئی سید اسد اللہ خان برادر منعم علیخان کو جو اس سفر مین مرشد آباد سے ہمراہ ہوا تھا سراج الدولہ کے پاس بہیجا اور اپنی آرزو مندی کے پیغام دیے خانہ زاد کور نے سراج الدولہ کے حضور مین پہونچکر اپنے حسن بیان سے جد امجد کے پاس آنیکو راضی کر لیا مہابت جنگ کو سراج الدولہ کی عرضی کی خبر سے وہ خوشی ہوئی کہ استقبال کی عزیمت مین باوجودیکہ استقلال مین کوہ وقار تہا برگ کاہ سے زیادہ سبک اور مضطرب معلوم ہوتا تھا ہر وقت یہی زبان پر تہا کہ اب کہان پر آیا ہوگا تا آنکہ جاسوسون نے خبر دی کہ نزدیک آگیا حکم دیا کہ پیش خیمہ سے دیوار اوٹھا دیجاوین تاکہ مانع دیدار نہون جسوقت سواری پر نظر پڑی سبے اختیار سجدہ شکر مین سر رکہا سراج الدولہ خیمہ کے نزدیک پہونچکر گہوڑے سے اوترا اور قدمبوسی والد اپنے پر سر جہکایا مہابت جنگ نے آغوش مین تنگ کہینچکر بے اختیار رقت کی اور مکرر سجدۂ شکرانہ جناب باری تعالیٰ کا بجا لایا اور باتفاق اوس جگہہ سے مراجعت فرمائی اور عظیم آباد مین آیا جو عمارات کہ احترام الدولہ زین الدین احمد خان بہادر ہیبت جنگ مرحوم نے دریاے گنگا پر بنوائی تھی اونہین مین نزول فرمایا — سراج الدولہ جانکی رام کے جسارت سے جو بدرجۂ لاچاری واقع ہوئی تھی نہایت آزردہ تھا مہابت جنگ نے اوسکی شفاعت کرکے عفو تقصیر کرائی اور سراج الدولہ کی ملازمت کو روانہ کیا سراج الدولہ نے بپاس ارشاد جد امجد کے مشمول عنایت فرماکر رخصت کیا اور چونکہ کوئی امر موجب توقف صوبہ بہار کے نہتا بلکہ اوسکا دل مرہٹہ کے طرف سے جو کٹک اور بالیسر مین منتشر تہے اور میر محمد جعفر خان اور راجہ دولہ رام وغیرہ کو میدنی پور مین چہوڑ آیا تہا چندان اعتماد نہتا پس جانکی رام کو خلعت استقلال عطا فرماکر مع سراج الدولہ کے روانہ مرشد آباد ہوا انہین دنونمین مہابت جنگ کو

تپ محرق عارض ہوئی اوسوقت بجز تاج الدین نام کے کوئی طبیب نتھا مشار الیہ بموجب
حکم حاضر کاسب ہوکر تدبیر مناسب کرتا تھا اور مہابت جنگ بسواری کشتی کے مسافت مین
عجلت کرتا تھا بدین وجہ کہ حکیم لایق التعظیم محمد ہادی خان ہاشمی عقیلی خواہر زادہ خاتم الاطبا حاوی علوم
طبی و حکمی جالینوس الزمان حکیم علوی خان شناسای تمام مزاج کا تھا مہابت جنگ کے مزاج سے بخوبی
واقف تھا اثنا سے راہ سے کسی ملازم کو اوسکے احضار کیواسطے مرشد آباد روانہ فرمایا اور
خان مذکور واقعہ راج محل مشرف ملازمت ہوکر متوجہ معالجہ ہوا اور مہابت جنگ عین سختی
عارضہ مین مرشد آباد پہونچا دوا وغیرہ جملہ امور منحصر ایماے حکیم ہادی علیخان کرتے فی الحقیقت
اس فلاطون فطرت مسیحا آیت نے تدبیر معالجہ مین ید بیضا کیا تھوڑے عرصہ مین صحت ہوئی
بعد حصول صحت کاملہ کے اس قدر شناس نے خلعت فاخرہ اور سرپیچ اور جیغہ مرصع اور زنجیر
فیل عماری دار اور پانچہزار روپیہ نقد سے سرفراز فرمایا اور تعظیم و تکریم مین بھی اضافہ ہوا
حتی کہ سواری مین داخل دولتخانہ ہوتا تھا اور جس جگہ تک شہامت جنگ اور سراج الدولہ اور
صولت جنگ کی پالکی صحن چبوترہ کے زینون کے پاس اوترتی تھی اسکی بھی پالکی اوسی مقام
پر جا لگتی اور شہامت جنگ اور سراج الدولہ بھی تواضع لایقہ سے پیش آتے تھے بعد غسل صحت
کے نذر اور صدقہ کی تعمیل ہوئی چونکہ ہنوز ایام بارش باقی تھے اور مرہٹہ کے تک و تاز
کا بھی اندیشہ نتھا اور بیماری کا ضعف بھی کسیقدر لاحق تھا ترک کرایم واسطے راجہ دولبہ رام
اور میر محمد جعفر خان کے منشور نوید صحت اور نیز وعدہ معاودت بعد برسات کے صادر
ہوئے اور چونکہ عظیم آباد سے مہابت جنگ نے صولت جنگ کو لکھا تھا کہ بروقت واپسی کے
مقام گندہ گولہ مضاف پورنیان مین واسطے ملاقات کے متوقف ہو۔ صولت جنگ نے
اوس مقام پر ضیافت کی طیاری کی تھی اور بندہ مورخ کو چند کوس پیشتر روانہ کیا اور
انتظار ایفاے عہد کر رہا تھا مہابت جنگ نے بسبب عارضہ بیماری کے عذر لکھہ بھیجا اور
خود نہایت جلدی سے دریا عبور کرکے داخل مرشد آباد ہوا۔ صولت جنگ خبر علالت
سنکر محمد مسیح اپنے ملازم طبیب کو جو کہ اسم بامسمی تھا جلد بھیجا اور سماعت خبر صحت کے
بتقریب عیادت اور مبارکباد کی پورنیہ سے نہضت کرکے مشرف ملازمت ہوا اسی ضمن
مین نفیسہ بیگم بنت شجاع الدولہ مرحوم خواہر علاء الدولہ سرفراز خان جو کہ شہامت جنگ اور
اوسکی بی بی مہر النسا معروف گسیٹی بیگم دختر مہابت جنگ سے نہایت ربط یگانگی رکھتی تھی اور

ان میان بی بی نے مراتب ادب ملحوظ کرکے اپنے کار و بار خانگی کے اختیارات اوسکو دیدیے
اور بیگم مذکور علاء الدولہ کے جملہ نوکرون سے ایک کو جوکہ اوسکے قتل کی رات کو پیدا ہوا تھا
اور شکر اللہ خان نام ہوا اپنی فرزندی مین لیا تھا اوسکے وصلت کا ارادہ صولت جنگ کی
کسی دختر سے رکھتی تھی لہذا صولت جنگ کی بی بی مذکور کے توسل سے پیغام دیا صولت جنگ نے
اول تو انکار کیا مگر بسبب شہامت جنگ کے مبالغہ اور اصرار سے راضی ہوا اور چونکہ سر انجام اس
کار خیر کا بدون جمع ہونے قبایل اور عشایر مہابت جنگ اور سرفراز خان مرحوم کے نہین ہو سکتا
تھا اور رہنا تمام عورت اور مرد کا پورنیان مین ناممکن تھا بنا سے شادی مرشد آباد مین قرار پاکر
مقرر ہوا کہ بعد مہیا ہونے سامان شادی کے جو ساعت کہ تجویز ہو اوسی وقت صولت جنگ
مرشد آباد کو آوے باقی اسکا حال وقایع آیندہ مین تحریر ہوگا بعد چند روز کے صولت جنگ خدمت
عم بزرگوار سے رخصت ہوکر اپنے دار الملک کو عازم ہوا—

میر حبیب اور مرہٹہ کا مصالحت کی استدعا کرنا بشرط تفویض صوبہ کٹک اور کسیقدر زر نقد کے اور بسبب ضعف پیری کے قبول کرنا مہابت جنگ کا

میر محمد جعفر خان اور راجہ دولبہ رام کی رفاقت مین جو فوجین میدنی پور مین مقیم تہین اگرچہ
بحسب کمیت تدارک محاربات مرہٹہ اور اخراج انکا کٹک اور بالیسر سے ممکن تھا لیکن بسبب
قصور جرات اور سعی سپہ سالار اور نیز شہرہ بیماری نواب مہابت جنگ کے متعذر رہتا
ہر چند صحت کی خبرین مشتہر ہوئین مگر دوست دشمن دونو حیلہ حوالہ کا خیال کرتے تہے سپاہ ملازم
بھی دشمن سے لڑائی کرنیکو جسارت نہین کرتی تھی اور مخالف لوگ زیادہ تر ایسے خیالات سے
متوحش ہوکر دلیر ہوتے تھے لہذا مہابت جنگ کو باوجود بقیہ ضعف اور نقاہت کے سنہ ۱۱۶۲ ہجری
مین مع فوج انجم شمار کے حرکت کرنا ضرور ہوا مرشد آباد سے میدنی پور کو چلا اور راہ وہان سے
میر محمد جعفر خان اور راجہ دولبہ رام برسم استقبال برآمد ہوکر درمیان بردوان اور میدنی پور
کے مشرف پابوسی ہوے اور مرہٹہ اور میر حبیب نے خبر بیماری اور میدنی پور سے فوج کی حرکت
سنکر بیربہاری اور میدنی پور کی جانب آنی کو آمادہ ہوے مہابت جنگ نے مع فوج ہمراہی اور لاحقہ کے بقصد
مقابلہ میدنی پور کو متوجہ ہوا قصبہ مذکورہ مین فریقین کی ملاقات ہوئی بموجب عادت معہود کے
میر حبیب اور مرہٹہ مغلوب اور مہابت جنگ مظفر ہوا اور افواج دکن خدمات بہادران مہابت جنگی کی

تاب نلا کر جنگل اور پہاڑ و تخین بنگالہ کے قریب رو بہ پریشان و آوارہ ہوسیلے اور مہابت جنگ نے
نے حسب عادت سابقہ تعاقب مفسدان منہزمہ کا رخ فرمایا لیکن چونکہ تاب تسان تہی جب لشکر منصورہ
جرارہ پاس پہونچا بسبب نامردی جبلی عدم تاب مقاومت بہاگ جاتی مہابت جنگ نے تعاقب سے ... اکیونکہ
تاب استقامت نہی بیچارے کہین پر ٹہرنکی جگہ نپاکر کٹک کی بنگالہ نہین ہوکر فراری ہوئی اور مہابت جنگ نے
با فتح و فیروزی مرشد آباد کو معاودت کی کٹک سے انکا خارج کرنا دوسری سال پر ملتوی فرمایا اور میدان کٹوہ مین
نزول کیا میر حبیب اور سرداران مرہٹہ نے مہابت جنگ کا غلبہ دیکہکر اور ایذا اوٹھانی سالہا سال سے اور نہ دیکہنی صورت بہبود
تمناکی آئینہ مراد مین ایسی فکر کی درپے ہوی کہ جس صورت سے ممکن ہو صلح ہوجاے چونکہ بالکل کٹک سے ہاتھ اوٹھانا اور بنگالہ سے
ہراسان و رسوا ہونے پر راضی ہونا رگہوجی بہوسلہ کا خوف دلاتا تہا چنانچہ بعض پذیرائی پر مہابت جنگ کے
اطاعت کی خواہان ہوے آخر میر حبیب نے بعض اپنے معتمدین کو اس استدعا کے واسطے میر محمد جعفر خان
کے پاس بہیجا مشار الیہ نے اونکے التماس بروقت مناسب مہابت جنگ کی حضور مین عرض کی نواب ہرچند
اگرچہ بنظر شجاعت اور عزت دانی کی اونکے ملتمس قبول کرنا ناممکن جانتا تہا مگر چند وجہ سے
اول ضعف پیری کی دوسری آسایش ناتوانان عاجزان و ضعیفان ممالک محروسہ کی نظر سے متوجہ اقبال ہوا
کیونکہ اوس زمانہ مین سن شریف پچہتر برس کا تہا اور مرہٹہ کی لڑائیون مین دس برس برابر
تردد و مشقت حاصل ہوئی تہی کہ چند فتح و نصرت ہر وقت اسی کی حصہ مین ہوتی رہی مگر اکثر غربا
اور رعایا ملک جنوبی گنگا کے وکہیتون کی قتل و غارت سے پراگندہ اور پامال ہو گئے تہے اور
ہمیشہ اپنی جان و مال کی فکر مین زندگی بسر کرتے تہے بہر حال منظور وا پس مذکورہ میر محمد جعفر خان کو
حکم دیا کہ بعض اپنے معتمدین کو میر حبیب کے پاس بہیجے جسوقت کوئی عمدہ اوسکے ارکان دولت
مین سے جو کہ عقل و تمیز سے بہرہ مند ہو آویگا بشرط لیاقت پذیرائی کے صلح منظور کیجاویگی ورنہ ثالث بالخیر
اپنے مکان کو رخصت پاویگا خان مشار الیہ نے میر حسن علی اور میر عوض علی کو میر حبیب کے
فرستادون کی ساتھ برسم بشر شادی روانہ کیا مشار الیہما میر حبیب کی پاس پہونچے مہابت جنگ کے
رضامند ہونے سے میر حبیب جسکے خیال مین یہ امر نہایت دشوار تہا اس بشارت کی سننے سے
کیفیت عظمی سمجہتا تہا شاد و خرم ہوا اور صلح مہابت جنگ کا ہو کر ... رضامند جانی
اور کہتا اسکا خواہ برا ہو خواہ بہلا لازم ہے اور اسی سبب مرزا صالح کو میر حسن علی اور میر عوض علی
کے ہمراہ جعفر خان کے پاس روانہ کیا تاکہ اوسکی وساطت سے شروط ملازمت مہابت جنگ بجا و نجاح حاصل کرکے
اظہار قبول اطاعت و انقیاد نواب ... ہو ... لازم

زیادہ میر حبیب بتوسط میر محمد جعفر خان کے جس وقت کہ مہابت جنگ کٹک میں رونق افزا تھے
اونکی ملازمت میں فائز ہوا اور ہمرکاب ہوکر مرشد آباد میں وارد ہوا —

ذکر وقوع مصالحہ فیمابین مہابت جنگ اور مرہٹہ اور میر حبیب کی درمیان ہونے کا

جب مہابت جنگ مرکز دولت میں پہونچا مرزا صالح نے اظہار اطاعت و فرمانبری کرکے
عہد و سوگند سے درخواست مطالب کی عرض کی اور چند روز سوال جواب درپیش رہے
شروع ۱۱۶۵ ہجری میں اس طرح صلح ہوئی کہ میر حبیب مہابت جنگ کا نوکر ہوا اور جناب
مذکور کے طرف سے صوبہ کٹک کی نظامت پر سرفراز ہوا اور اوسکے حاصلات کو فوج رگھو
کی تنخواہ میں دیوسے اور علاوہ اوسکے بارہ لاکھ روپیہ نقد اس شرط پر رگھو کو دیا جاوے
کہ پھر قلمرو مہابت جنگ میں ایک فرد مرہٹہ بھی قدم نرکھے متصدیان بنگالہ اس سرکار کے نوکر اوسکو دیتے رہینگے
اور عوض مرہٹہ رود خانہ سون ایکا کو اپنا حد و سد سمجھکر اوسکے پار آنیکا عزم نہ کریں جب
میر حبیب نے اس قول و قرار سے آگاہی پائی عرضداشت اپنی رضامندی کی ارسال حضور نواب
کی اور مرزا صالح کو خطاب مصلح الدین محمد خان کا عطا فرماکر مع سند و خلعت و فیل وغیرہ کے
بنام میر حبیب کے رخصت دی جب اسطرف سے طبیعت جمع ہوئی فوج کی تخفیف مدنظر ہوئی
اور آبادی دیہات ویرانہ جو مرہٹہ کے تاخت و تاراج سے ہوئی تھی منظور ہوئی اور میدنی پور
جو کہ بعد مصالحت کے داخل بنگالہ ہوا راجہ رام سنگہ کو جو ہرکاروں کا جماعہ دار تھا اوس جگہ کا
فوجدار کیا اور اوسکا بھائی نراین سنگہ اپنے بھائی کی جگہ حضور میں مقرر ہوا —

ذکر آنا رابعہ بیگم برادر زادی مہابت جنگ کا لکھنؤ سے چچا کی خدمت میں

انہیں دنوں میں پیشتر ہونے اس معاملہ صلح کی رابعہ بیگم زوجہ عطاء اللہ خان دختر حاجی احمد جو شوہر
کے ہمراہ لکھنؤ گئی تھی بعد کشتہ ہونے شوہر کے جو راجہ نول رائے اور احمد بنگش کی لڑائی میں
واقع ہوا اوسنے پاس قرابت اور برادر زادگی مہابت جنگ کے رستے سے شہر مذکور
اور روشن خان زمیندار ... سے موافقت کرکے اکثر اون کو عطاؤ لائقہ اور اکرام فائقہ
سے ممنون احسان ... مع مال و اسباب و اولاد وغیرہ کے عظیم آباد پہونچا
اور وہاں سے بکام دل مرشد آباد آکر چچا کے زیر سایہ مقیم ہوئی —

ذکر انتقال رائے رایان بہیرون دت کا اور دیوانی خالصہ کی راجہ کیرت چند کو ملنا اور اُسکا بھی مرنا اور امید رام کی امید بر آنا

اسی ضمن مین راے رایان بہیرون دت بنگالہ کا دیوان خالصہ شریفہ مرض استسقا مین رہرو ملک عدم ہوا اور امید رام اوسکا پیشکار بلاتعین دیوانیکی بموجب حکم امور ملکی اور مالی مین مصروف ہوا تا آنکہ راجہ کیرت چند ولد راے رایان عالم چند جو شجاع الدولہ مرحوم کی نظامت مین دیوان خالصہ تہا اور کیرت چند کسیقدر نحو و صرف سے واقف فارسی مین بہ نسبت اور ہنود سے عمدہ طور سے بخوبی لکہتا تھا اور چند روز احترام الدولہ بہادر ہیبت جنگ کا دیوان عظیم آباد مین رہا تہا بعد ازان چند روز عطاء اللہ خان کی دیوانی مین رہا بعدہ بنارس مین مقیم تہا انہون نے بمضمون مناسب مہابت جنگ کے نام عرایض ارسال کیے اور بموجب طلب حضور مین آکر خلعت دیوانی بنگالہ سے سرفراز ہوا اور بدستور پیشکاری امید رام کے نام رہی چونکہ یہ شخص دیوان بنگالہ کا بیٹا اور معاملہ سابقہ سے بخوبی آگاہ تھا بعض روپیہ جو کہ جگت سیٹہہ وغیرہ زمینداروں سے پانا واجب تھا اور کوئی اوس زر سے واقف نہتا اس شخص نے بنظر کاردانی و حزم و دانائی و راہنمی جانفشانی کے زر مذکور وصول کرکے چند لاکہہ روپیہ کرور بیزیادہ داخل خزانہ مہابت جنگ کیا اور مہابت جنگ کو اپنی کارکردگی سے بدرجہ غایت خوشنود کیا دو سال کے قریب اس عہدہ جلیلہ پر شاد و خرم رہا بعدہ عارضہ بہیرکر دردِ ذیت مین اسیر ہوکر اس دار ناپایدار سے دار و گیر جہنگارا حاصل کیا چونکہ امید رام عہدہ پیشکاری مین مدت سے نیکنام رہا تہا عہدہ دیوانی پر ترقی پایا ہوا

میر حبیب کا مارا جانا جانوجی پسر رگہوجی بہوسلہ کے آزردگی اور نادانی سے

جب مرہٹہ سے صلح ہوگئی اور میر حبیب مہابت جنگ کا نوکر ہوا اور نیز رگہوجی کے طرف سے بہی معتمد اور ذو لتنخواہ تہا افواج مرہٹہ کی بحالی اور برطرفی اسکے اختیار مین تھی رگہوجی کی فوج اور ایک سردار اوسکا قرابتدار کٹک مین رہتا تہا لیکن میر مذکور کی ماتحتی مین تہا میر حبیب نے کٹک کی حاصلات سے بارہ لاکہہ روپیہ نقد اسنے حصہ کا افاغنہ کی تنخواہ مین معین کیا اور دوسرا حصہ سرکار رگہوجی کے لیے مقرر کرکے صرف اوقات کرتا تہا ایک برس چند مہینے کے گذرنے پر واقع سنہ ۱۱۶۶ ہجری کو جانوجی ولد رگہو بہوسلہ فوج کی سرداری اور نیابت

حاصل کرکے صوبہ کو مین آیا استعدی اور برہمن فوج مرہٹہ کی میر مذکور کی فرمانبرداری سے ناراض ہو رہی تہی جانوجی کو
جو کہ جوان خود سر اور کسیقدر باپ کی اطاعت سے بہی باہر تہا میر حبیب کی جانب سے ورغلانا اور بہکانا ہی خواہاں
ہوسکے جب یہ مصلحت ہوئی جانوجی نے میر حبیب کو مطلوب حضور کرکے نہایت سلوک و مدارات سے تنہا یارکہ
تمام دن لطف و عنایت سے شام کیا چونکہ میر حبیب کا لشکر کسیقدر مرہٹہ سے دور اوترا کرتا تہا ہمراہیان میر
نے طول نشست سے گہبرا کر اکثرون نے اپنی راہ لی تہوڑے سے لوگ وہان حاضر رہے جب شام ہوئی جانوجی
پوجا کی حیلہ سے کسیطرف چلا گیا اور اوس بنگلہ مین مرہٹہ ہجوم کر آئے میر مذکور کو پیغام دیا کہ بدون
حساب زر اور لکہہ دینے دست آویز زر متصرفہ کے جانے نپاویگا میر مذکور تو رگہو کی عنایت اور اپنے
حسن رفاقت پر اعتماد رکہتا تہا جانوجی کے کہنے پر سر خندہ نہوا اور اپنی رہائی اس مکان سے چاہتا تہا
کیونکہ جانتا تہا کہ جب اس مکان سے نکلا کوئی ہاتہ نپاویگا ہر چند تقریرات دلپذیر کین مگر قضا کے پنجہ سے
رہائی نپائی جب آدہی رات گذری اور دیکہا کہ کچہہ اپنی گفتگو کو اثر نہین ہوتا مردانہ کمر باندہی اور
چالیس پچاس آدمی سے جو ہمراہ تہے آمادۂ جنگ ہوا اس کو یہ بہی خیال تہا کہ بدون حکم رگہوجی کے کوئی
مزاحم نہوگا مگر تقدیر سے نوبت گذری تیغ و تبر کی بارہی آئی یہ تو قلیل تہے اودہر مرہٹہ کی کثرت تاقی
باہر نکلنے کی راہ نپائی اکثر رفقا کے ہمراہ مقتول ہوا بعض مجروح ہوئے ہر چند رگہو اس خبر کے سننے سے
اپنے لڑکے سے نہایت آزردہ ہوا مگر میر حبیب بیچارہ کی مفت جان گئی جب وہ وقت آیا تہا کہ اپنے شجر جفاکشی کا
پہل چکہے بیگناہی مین جان سے گیا اسکے بعد صالح الدین محمد خان جو کہ واسطے صلح ہوا تہا کٹک کی نیابت پر
مہابت جنگ کی طرف سے اور نیز مرہٹہ کی طرف سے سرفراز ہوا بکمال آرام بسر کرنے لگا لیکن جو انتظام میر حبیب کا تہا
وہ اسکو میسر نہوا مگر کج فہمی سے اپنے کو زمرۂ نوکران مرہٹہ سے سمجہتا تہا۔

جانکی رام کا عظیم آباد مین فوت ہونا اور راجہ رام نراین کا صوبہ دار ہونا اور اکرام الدولہ کا مرنا

اسی عرصہ مین واقع آخر ۱۱۶۵ ہجری یا اوایل ۱۱۶۶ ہجری مین جانکی رام نائب صوبہ عظیم آباد اجل طبیعی
مین فوت ہوا اور راجہ رام نراین ولد رنگ لال جو کہ عہد طفلی سے پروردۂ خاندان مہابت جنگ تہا
اور جانکی رام کے عہد مین عظیم آباد کی نیابت پر سرفراز تہا بحقوق سالخوردگی اور دیرینہ ہونے اور نیز شعور مندی کے
جو کہ سیاق اور معاملات مین رکہتا تہا صوبہ عظیم آباد کی نیابت اور عطائے خلعت اور سرپیچ مرصع اور
شمشیر و فیل سے سرفراز ہوا اور راجہ دولبہ رام ولد کلان راجہ جانکی رام کا جو اپنے باپ کی نیابت مین
دیوان تن تہا اور زمرۂ معتمدین مہابت جنگ مین تہا عطائے خلعت ماتمی اور خلعت خدمت مذکور سے سرفراز ہوا

اور واسطہ سوال جواب راجہ رام نراین اور عرض مطالب صوبہ عظیم آباد کی حضور مین مقرر ہوا اور
مہابت جنگ نے عیش و آرام مین گذر اوقات کرنی مقرر کی اور ہر کام کو واسطے اوسکے ایک وقت مقرر فرمائے شکار سے
اکثر شوق تہا لہذا موسم سرما مین سراج محل کی طرف نکلا بعد ازان جنگ جانوران خصوص جنگ فیلان
و مرغہا سے دیکہنے کی تماشا مین مصروف ہوا صولت جنگ ہر سال واسطے ملاقات اپنے چچا کے جب کہ
یہ شکار کو راج محل کی طرف جاتا پورنیان سے آکر بعد ملاقات واپس جاتا تہا کبہی کبہی مرشد آباد مین بہی
آکر اپنے بہائی شہامت جنگ اور سراج الدولہ اور اکرام الدولہ اور احترام الدولہ کو کہ یہ تینون اوسکے
بہتیجے اور ہیبت جنگ کی لڑکے تہے اور نیز دیگر اقربا اور عورات کو دیکہکر اپنے مرکز دولت کو واپس ہوتا
تا آنکہ واسطے شادی شکر اللہ خان ولد سرفراز خان پرورده نفیسہ بیگم کی شہامت جنگ نے تاکید مین
کین اور صولت جنگ کو طلب کیا اور وہ مع دختر کی جو شکر اللہ کی نامزد تہی اور نیز دیگر عیال و اطفال
کے سرانجام شادی مہیا کرکے مرشد آباد کو آیا۔

رحلت کرنا اکرام الدولہ خلف الصدق ہیبت جنگ کا جو مہابت جنگ کا بہتیجا تہا

اسی درمیان مین اکرام الدولہ منجہلا بہائی سراج الدولہ پسر ہیبت جنگ کا جسکو مہابت جنگ نے شروع
پیدایش سے بسبب لاولدی کی اپنے فرزندی مین لیا تہا اور بہایت درجہ کا تعشق رکہتا تہا بیماری
چیچک مین اسیر ہوا آبلون کی وہ شدت تہی کہ کسینے ایسی کثرت نہ دیکہی تہی الغرض عنفوان جوانی مین جان
بحق ہوا شہامت جنگ کی گہر سے آشوب قیامت برپا ہوا محشر کا شور نشور مہابت جنگ کی خاندان مین
ظاہر ہوا شادی مذکور اوس سبب مین ملتوی رہی بعد چند روز کے صولت جنگ مرخص ہوکر پورنیان
چلا گیا اور شہامت جنگ اوسکی مرنے کی رنج مین بیقرار رہا ہر چند شہامت جنگ اور زوجہ شہامت جنگ
اور اوسکی ساس اور نیز دیگر احبا اور اتباع وغیرہ ہر طرح سے دلجوئی شہامت جنگ کی کرتی تہی لیکن کچہہ
سود نہوتا تہا ہمیشہ رنج و غم مین بیمار رہا چنانچہ اس واقعہ سے چند مہینے بعد عید الفطر آئی اور مہابت جنگ
نے شہامت جنگ کے گہر آکر بڑے الحاح اور لجاجت سے اسباب تجمل پہنایا شہامت جنگ نے
چچا کی فرمان برداری کی جب وہ گہر کو گیا دستار سر سے بیباکی اختیار ہاتہ سے پہینک کر کے رونے لگا
اور کہتا تہا میںنے بیوفائی کی عہدہ بجا لایا اسطور سے گذر اوقات تہی کہ اللہ تعالے نے اکرام الدولہ کو
مدخولہ سے جو قبل اوسکی وفات کے حاملہ تہی لڑکا عطا فرمایا مہابت جنگ نے واسطے استرضای شہامت جنگ
کے بمجرد ولادت کی حضور شاہی سے منصب شش ہزاری یا ہفت ہزاری اور خطاب مراد الدولہ کا
مع نوبت اور ماہی مراتب اور پالکی جہالردار بلکہ نالکی طلب کرکے عطا یہ مذکور کہ خود بذاتہ شہامت جنگ

ست کے روبرو لیگیا شہامت جنگ کسیقدر اوس سے مایل ہوکر اکرام الدولہ کا یادگار سمجھنے لگا اور وسکی
مشغول رہکر اوقات گذاری کرنے لگا کارخانہ امارت اوسی لڑکی کیواسطے سمجھ گیا
وحشم واسپ و فیل اوسکے سن وسال کی لایق جمع کردیے لوگون کیواسطے ایک
ایک گروہ معتمدین کا اوسکے حفاظت پر مقرر فرمایا اکثر لوگ اوس لڑکی کی خدمتگذاری
عظیم جانتے تہی باوجود اس حال کے بھی شہامت جنگ کو ملال اکرام الدولہ کا کم تہا
سرفراز خان حاجی احمد برادر مہابت جنگ کی سرافراز خان کی ناموس کی بیعزتی کی تہی
اوسکے مدخولون کو براہ جبر خود تصرف مین لایا تہا اور مہابت جنگ باوجود قدرت
اور نیز بہت سے جور وستم سرافراز خان کے اولاد اور ناموس پر ہوے تہے لہذا غیرت
مقتضی ہوئی کہ ایام دولت کی اوسط مین بعض افعال زشت جسکا ذکر کرنا مناسب نہین
ظاہر ہونے لگے اور سراج الدولہ وغیرہ کی وضع سے سروری کو سون دور ہوئی جو جو کام
کرنے لگی ہر ایک نے اخذ زر و مال کرنا شروع کیا اور بسبب کثرت محبت اور نیز واسطے
سراج الدولہ کی مہابت جنگ اوسکی بیہودہ حرکات کو سہل سمجھکر ناشنودہ ٹال جاتا اس
اور بھی بیباک ہوا اکثر بزرگون کو تکلیف دی عربدہ جوئی کی عادت آگئی خدمتگار مصاحب
جمع کیے اور تحقیق بات کی نہایا کیا اور ظلم وجفا کی راہ لی غرور جوانی نے سر اوٹہایا ایسے ولاین کہو نالی
اپنے فعل بد سے نادم نہ ہوتا اور بہائی وغیرہ کی درمیان مین منافقانہ بسر کرتا اور حسن قبح کار کی اصلانہ
حماقت مواطن مردان اور نسوان یہ مضمون ضلالت مشحون اس قول کا ظاہر ہوا کہ آثار بکم الاعلی اقوال
اور نہایت بدون پر آیا اور اسقدر غرور سر پر پایا کہ اپنے کو فراموش کرکے سب دین و دنیا کو بہلایا اور بجاے رواج انصاف
مارا جانا حسین قلیخان اور حیدر علی خان کا سراج الدولہ نادان کی ظلم
سراج الدولہ کو جہل جوانی اور شباب کی نادانی سر پر توجہ ہی ہوئی تھی شہا
اپنے چچا اور اوسکی بی بی اپنی خالہ کی دولت و اقتدار دیکھکر خون جگر پینے لگا
رفیق شہامت جنگ کو اپنا عدو سمجھتا تھا اور فی الحقیقت شہامت جنگ کی زوجہ
جہل فطرتی جو فرقہ نسوان مین ہوتی ہے کینہ نہانی اپنے دلمین رکھتی تہے اس احمق نے
کو بانی فساد سمجھا اور حقوق چندین سالہ فراموش کرکے اوسکی اور اوسکے بہائی
کی فکر مین ہوا ۔ ایک شخص ولد آقا باقر زمیندار جو بعض زمیندار جہانگیر نگر کا تہا اور جسکا نام
دور صداقت محمد خان لقب تہا بسبب ناموافقتی عملہ حسین قلیخان کے مرشد آباد مین آکر

کی حضور مین سلسلہ پیدا کیا تہا اول سراج الدولہ نے اسیکو بہر کایا کہ جہانگیر نگر مین جاکر حسین الدین خان
برادر زادہ حسین قلیخان کو جو اوسکی نیابت پر تہا اور اوندنونین مایہو لیا مین گرفتار تہا مار ڈالے
وہ نالایق بموجب حکم سراج الدولہ کی عمل مین لایا بڑا فتنہ وہان پر اوٹھ کھڑا ہوا چند روز اس وہم سے
کہ بدون مرضی مالک کی ایسا کام نہوا ہوگا جہانگیر نگر کی آدمی خاموش رہی جب معلوم ہوا کہ کوئی سند
اور تمسک اوسکے پاس نہین ہی مردم شہر اور رفقا حسین قلیخان نی ہجوم کرکے آقا باقر فوجدار کو مار ڈالا
اور صداقت محمد خان بہاگا سارا آرام و قرار جاتا رہا بعد چند مدت کی سراج الدولہ نے زوجہ
مہابت جنگ کو متفق کرکے شہامت جنگ سے درباب قتل حسین قلیخان اور حیدر علیخان کی استفسار
کیا مہابت جنگ نے بہی بسبب چشم بندی تقدیر کے راضی ہوکر اجازت دی اور کہا کہ بلا مرضی مہابت جنگ
کے کام نہین ہو سکتا جب اوسکی دادی نے مہابت جنگ کی طرف سے اطمینان بہم پہونچایا اس حاجت کو
اپنی دختر یعنی شہامت جنگ سے کہا اور باوجودیکہ زوجہ شہامت جنگ سراج الدولہ کی عدو تہی مگر وہ بہی
کسی سہل سے امر کے باعث سے جسکا ذکر مناسب نہین حسین قلیخان سے دل آزردہ ہوگئی تہی بہ نیوجہ شریک
مشورہ والدہ ہوکر شہامت جنگ کو جو ہمیشہ سے لاو بالی اور خصوص اوندنونین وبا اور رفقا سے بیزار تہا راضی
کیا اور باوجودیکہ شہامت جنگ اور حسین قلیخان کی باہم عہد و پیمان قسمیہ تہی کہ زندگی تک ایکدوسرے
عزت و جان کی شریک رہینگے بدعہدی کی اور مہابت جنگ نے ظاہری بدنامی کی رفع کرنیکو مرشدآباد سے بعزم
شکار سراج محل کو چلا گیا اور ادہر سے صولت جنگ ملاقات کیواسطے پورنیان سے کوچ کرکے اپنے چچا کی
ملازمت مین آیا بندہ مورخ بہی ہمراہ رکاب تہا القصہ سراج الدولہ نے اپنے دادا کی غیبت مین واقع
سنہ [illegible] ہجری ایکروز شہامت جنگ کی خدمت مین جاکر اجازت قتل حاصل کی اور اثنای راہ مین دونون بہائیونکی
دروازہ پر کہڑی ہوکر حکم دیا کہ دونون کو گرفتار کر لاوین حسین قلیخان حاجی مہدی داروغہ دیوانخانہ
شہامت جنگ کی مکان مین جاکر پناہ خواہ ہوا کہ شہامت جنگ کی حضور مین میرا عرض حال کریں داروغہ نے
کچھہ جواب نہ دیا ناچار واپس ہوا اور جو بندون نے مہدی حسین قلیخان کو داروغہ کی مکان سے لاکر قتلگاہ
مین بٹہایا اور آب شمشیر سے نہلا کر شہید کیا اسیطرح حیدر علیخان کو جو نابینا تہا لا کر شہید کیا لیکن چونکہ
حیدر علیخان شجاع تہا اوسوقت مین بہی اپنے بہائی کیطور پر عاجزی کی کلام نہ کہی بلکہ درشت کلام
سے گفتگو کی اور فرمایا کہ اے نامردو مردان جنگی کا اسطرح سے خون نہین کرتے درحقیقت ان دونون بہائیونکا
خون شاید کہ خون سیاوش تہا کہ نام خاندان مہابت جنگ کا برباد ہوا بلکہ تمام ممالک محروسہ مہابت جنگ
کا خاک سیاہ ہوا صدق رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وصحبہ وسلم حیث قال کما تدین تدان القصہ

بعد اس ماجرا کے مہابت جنگ مرشدآباد آیا اور صولت جنگ پورنیہ کو واپس ہوے مگر صولت جنگ کو بھی اپنے چچا اور برادرزادہ کا اعتبار نہ رہا تھا اپنے فکر مین رہا اور اسباب انتقامات الٰہی سیوقت واسطے آمادگی جنگ کے جمع کر لیا۔ چونکہ وقایع نگاری کے ادا آپ بر راست تحریری سے تھے لہذا طرفداری جس جگہہ جیسا گذرا ہے ویسا ہی تحریر کیا ہے کچھہ سخن سازی اور خوش آمد پردازی کو دخل نہین دیتا ہون انصاف پسندون سے امید ہے کہ عیب جوئی نکرین اور جہان کہین خطا واقع ہوئی ہو اسکو پردہ نہان مین پوشیدہ رکھین۔

ذکر اشتداد امراض شہامت جنگ اور انتقال کرنا اوسکا اس خانۂ تاریک و تنگ سے

شہامت جنگ کا حال اکرام الدولہ کی وفات سے نہایت ردی ہو رہا تھا کہ کبھی خوشی اور خورمی سے بات نکرتا تھا جب حسین قلیخان کے مرنے کو عرصہ گذرا عارضہ استسقا مین گرفتار ہوا حکیم علی تقی اصفہانی قبل اسکے کہتا تھا کہ مواد اس مرض کا جمع ہو گیا ہے اگر آپ سے اصلاح کیجاوے مناسب ہے مگر شہامت جنگ بوجہ مذکورہ اپنی جان سے محض بیخبری رکھتا تھا ہان اوسکی بی بی اور دیگر توابع وغیرہ حتی المقدور دوا معالجہ سے مقصر نتھے تا آنکہ مرض طول پکڑ گیا اور مہابت جنگ نے شہامت جنگ کو مع زن و خدمہ اور دیگر متعلقان کے حتی کہ مانند بباگ بائی کے اپنے گھر مین لاکر معالجہ مین مصروف ہوا قضا کو رد کر سکتے معلوم نہین جب نہایت ردی حال مشاہدہ ہوا اور ہنگام مرگ قریب آپہونچا اوسکی بی بی کو سراج الدولہ کا خوف سوار ہوا باوجود دیکہ اوسکے باپ کا مکان تھا مگر اپنے شوہر کو ڈولی مین سوار کراکر اپنے گھر لے آئی جس روز شام کو انتقال ہوگا اول روز کو شہامت جنگ نے پوچھا کہ آج کون دن ہے لوگون نے کہا دوشنبہ اس اظہار سے آثار بشاشت ظاہر کرکے کہا کہ عجب روز ہے کہ اپنے معشوق سے وصل ہوگا ظاہرا یہ وصیت کی کہ اکرام الدولہ کے پہلو مین مدفون کرین لوگون نے بمجرد مشاہدہ محبت کے جا سے مطلوب پر دفن فرمایا القصہ تیرہوین ربیع الاول ۱۱۶۹ ہجری روز سہ شنبہ کی رات کو حسین قلیخان کے قتل کے سال بعد عالم جاودانی کو سدہارا اور اوس مرحوم کے منشی نے کلمہ (خدایش بیامرزد) سے تاریخ رحلت کا مادہ نکالا صبح کو تجہیز و تکفین کی شہر کے سید الافاضل میر محمد علی ابدہ اسد تعالیٰ کے اقتدار سے مہابت جنگ اور جملہ اعیان شہر نے نماز جنازہ ادا کی اور بڑی شان و شوکت سے اوسکا جنازہ باغ موتی جھیل مین جو اوسکا بنایا ہوا تھا لیجاکر بیچ صحن مسجد کہ وہ بھی اوسیکی تعمیر کی ہوئی تھی جوار قبر اکرام الدولہ مین دفن کیا سر وقت لیجانے جنازہ کے بڑا ہجوم گریہ و زاری کا تھا کہ کمتر کسی کے دید و شنید مین آیا ہوگا

بمبلغ سینتیس ہزار روپیہ درماہہ بیوہ اور ضعیفا اور بیکسون اور یتیمون وغیرہ کا تہا کہ دفتر دیوانی سے باہر تہا بموجب ملاحظہ روبیت ہلال کی ہر ایک کا درماہہ رومال مین باندہ کر خوانچہ مین لاتے تہے اور شہامت جنگ اپنے حضور سے خواجہ سرایان معتمد کے ہاتہ ہر ایک کو پہونچا دیتا تہا تاکہ ہر ایک کو تقسیم کر دی اللہم اغفر لہ وارحمہ ــ

ذکر بعض فضایل شہامت جنگ

اپنے خاندان سے زیادہ ضعیفان و مساکین اور ذوی الارحام وغیرہ کی تیمارداری کرتا تہا اپنی اوقات عیش و نشاط مین بسر کرتا کسی سے برا نتہا مرشدآباد کی عورتون اور بچون مین جسکی کوئی وارث نتہا یا کہ باوجود وارث کی تحصیل معاش سے عاجز تہا یا کہ تحصیل معاش کر کے اپنے ہی خرچ مین لاتا تہا یا کسیقدر خبرگیری اطفال بہی کرتا تہا مگر بہ حسب ضرورت سب کو اپنے عیال و اطفال جانتا تہا اور ہر ایک کی وجہ معاش معقول طور پر مقرر کر دی تہی رفقا اور ملازمین سے دوستانہ پیش آتا تہا حتی کہ اوسکی رفیق اوسکے روبرو حقہ اور قہوہ اوڑاتے تہے ہر چند لوگون کے ساتہ احسان عظیم کرتا مگر بدانست خود نہایت حقیر سمجہکر براہ ندامت عذرخواہی کرتا تہا ــ ایک نقل ہے کہ علی نقیخان مرحوم ولد حاجی مہرو حاجی عبدالبد خطاط مشہور نے جو کہ عالمگیر کے عہد مین برہانپور کا دیوان تہا در بارہ ایک سید کے جو کہ بمقدمہ محاسبہ محبوس ہوا تہا عرض کیا کہ فلانا سید ہے اور بسبب تاکید سخت طلبی مبلغ پانچہزار روپیہ کی جہانگیرنگر مین مقید ہے افسوس کہ اسقدر روپیہ وزیر سرکار مین صدقہ ہوا کرتا ہے امیدوار ہون کہ مبلغ مذکور معاف ہو کر سید مذکور حضور مین طلب کیا جاوے بمجرد دریافت کے نہایت حیرت سے فرمایا کہ اسیوقت فرمان معافی اور مطلوبی سید مظلوم کے بارہ مین تحریر ہوا اور خان شکر اللہ کو کہا کہ تمہارے اس امر خیر کے ہدایت کرنیکا مشکور و ممنون ہوا خدا تمہین اس سلوک کے جلدو مین سلامت رکہے حالا اگر وہانکے عملہ کچہہ تعمیل ارشاد مین دیر کرین تو مجہے اطلاع دیجیو کہ اوسکا تدارک عمل مین آوے اور اوس سید بیچارہ مظلوم نے رہائی پائی ــ دوسری نقل یہ ہے کہ چند برس تک مورخ کی والدہ مع دو اپنے لڑکون سید علیخان اور غالب علیخان اور داماد میر اسد علی کے مرشدآباد مین اقامت گزین تہے اور وہ مغفور انکی وجہ معاش کا بخوبی متعہد تہا علاوہ ازان اقمشہ اور پارچہ جہانگیرنگر اور بندر کی والدہ کیجانب مین بہیجا کرتا تہا غالب علیخان کو جو سب بہائیون مین چہوٹا ہے اکرام الدولہ ہم عمری کے سبب سے اکثر اپنے ہمراہ باغات وغیرہ کے سیر کو لیجایا کرتا تہا اتفاقاً کسی کنچنی عورت ملازم اکرام الدولہ کو غالب علیخان پر رغبت ہوئی اکثر گہورا کرتی تہی غالب علیخان کا بہی عالم شباب تہا تعشق پیدا ہوا اب حضرت عشق نے پاؤن نکالی دلونمین رشک و حسد نے آگ لگا دی اکرام الدولہ کے گوش گذار کیا وہ نہایت بد دماغ ہوا یہ احوال شہامت جنگ

معلوم ہوا اوسنے والدہ کو طلب کرکے سمجھا دیا کہ چند روز غالب علیخان کو دربار کی آمد و رفت
سے باز رکھے کسواسطے کہ دونو طفل جاہل اور نادان ہین خدا جانے باہم کسطرح پر سلوک ہووے
اکرام الدولہ اپنے چھوٹے بھائی سراج الدولہ سے بڑہکر طفلی مین سر بشورش تھا بنا بر استمزاج
پدر یعنی شہامت جنگ کو اپنی آزردگی نسبت غالب علیخان کی ظاہر کرنا چاہی اور شکایت کرنا
متواتر شہامت جنگ کی زور و شور سے کی کہ افسوس ہے کلکو دن غالب علیخان مفت مین میرے ہاتھ سے
نکلگیا ورنہ مینے مار ڈالا تھا جب شہامت جنگ نے ایسے کلمات متواتر سنے اور اوسکی مقصد دلی سے
فیضیاب ہوا باوجودیکہ نہایت الفت رکھتا تہا آشفتہ ہوکر فرمایا کہ قرآن کی قسم اگر تو اوسکو مارتا
تو تجھکو مین اپنے ہاتھ سے ذبح کر ڈالتا اوسنے اس جواب بر خلاف توقع کے سننے سے گریان ہوکر کہا کیا مجھو
اوسکے عوض مین قتل فرماتے شہامت جنگ نے کہا ہان تجھ مین اور اوسمین کیا فرق ہے ایک ہمشیر سے
تو ہے دوسری سے وہ پس اس کلام سے اوسکا خطرہ جاتا رہا تیسری نقل یہ ہے کہ مسمے سہاگ بائی سب
عورتون سے زیادہ بلکہ بی بی سے اوسکو عزیز تھی جملہ خاندان کی عورتین بنابر خوشامد اور اوسکے احترام
کی خاطر داری مین رہتی تھین بندہ مورخ کی والدہ کا طرفہ مزاج تہا کہ کبھی اوس سے موافق نہوتی
ایکروز سہاگ بائی نے بطور شہامت جنگ کے جو اوسکا بھائی بزرگ تھا اور والدہ کو گفتگو مین بی بی کہتا تہا
اوسنے بھی بی بی کہا والدہ کو غصہ آیا فرمایا کہ تو نے اپنے کو کیا سمجھا ہے کہ اسطرح مجھسے ہمکلام ہوتی ہے
اسطور سے تو بزرگ یا خاوند البتہ نوکرون اور چھوٹون کو پکارا کرتے ہین اور مین تجھو ان دونو قسم
مین ایک بھی نہین سمجھتی ہون بلکہ اپنی لونڈی کی طرف اشارہ کرکے کہا کہ ہم اسکو تمہارے برابر سمجھتے ہین
البتہ فرق ہے تو اسیقدر ہے کہ یہ نقرہ اور طلائی زیور پہنے ہے اور تو جواہر مرصع سہاگ بائی چپ ہوگئی لیکن
آزردہ ہوکر پیش شہامت جنگ شکایت کی اوس مرحوم نے اوسکو جواب دیا کہ اونکا مزاج اسیطور
پر ہے تو نے کیون اون سے اختلاط کیا اور والدہ نے اپنے گھر مین آکر ارادہ معاودت عظیم آباد کیا
اور خانہ شہامت جنگ کی آمد و رفت مدت تک موقوف کر دی شہامت جنگ نے ایک ہفتے کے
بعد اپنے آدمیونکو والدہ کی طلب کو بھیجا والدہ جانیمین راضی نہوئی تا آنکہ شہامت جنگ لکھا بھیجا کہ اگر نہین
آتی ہو بندہ اور بی بی گھسیٹی آنکر تجھے لیجاوینگی ناچار والدہ گئی شہامت جنگ نے نسبت خفگی
کے استفسار کرکے عذر خواہی کی والدہ نے فرط غیرت سے رقت کرکے قصد اپنا جانب عظیم آباد ظاہر
کیا تا آنکہ باتون کو طول ہوا اور شہامت جنگ کچھ قبول نکرتا تھا اور وہ اپنے ارادہ پر مصر تھی حتی کہ
بی بی گھسیٹی زوجہ شہامت جنگ اور نفیسہ بیگم خواہر علاء الدولہ نے کہا ایصاحب تمکو کیا ہوگیا ہے

تمہارا بہائی اور بزرگ ایسا فرماتا ہی اور راست کہتا ہی اور تم برا بہی نہین سمجہتین معہذا والدہ اوسی سماجت
پر تہی آخر الامر شہامت جنگ نی باوجود بیجرمی اور بزرگی عمر اور دولت اور اقتدار کی اپنی جگہہ سی اوسکی
روبرو آیا اور فرمایا کہ بہت اچہا بندہ تقصیروار ہی الحال تیری قدمون پر گرتا ہون تقصیر میری معاف
کر اوسوقت والدہ شرمندہ ہوکر دست بدعا ہوئی اور مرشدآباد کی رہنے پر راضی ہوگئی اور آجتک
اوسکی عنایت اور شفقت کو یاد کرکے زار و نزار روتی ہی اور درگاہ ایزدی سی اوسکی مغفرت چاہتی ہی
اسیطرح سی بعد آقا میرزای مرحوم جو پوتون اور اقارب خوند مجلسی کی اور عہد شجاع الدولہ سی وارد بنگالہ اور معزز
تہا اور شہامت جنگ سی آشنائی رکہتا تہا اوسکی اولاد اور بی بی کی ساتہ جو تقی علیخان کی دختر تہی سلوک
قرار واقعی کرتا تہا کہ کمتر ویسا سلوک کسی شخص نی کسی کی ساتہ کیا ہوگا بمجرد استماع خبر ارتحال کی جو کہ بوقت
اوسکی آنی کی جہانگیرنگر سی مرشدآباد کی نزدیک جو عین راہ مین بسواری کشتی واقع ہوا عملہ جہانگیرنگر کو
لکہکر اوسکی تعزیت اور باقیماندون کی تسلی کو بہیجا اور بعد چند روز کی اوسکی عیال و اطفال کو طلب حضور
فرمایا اور جمیع اطفال خصوص اوسکی دونون پوتون میرزا باقر اور میرزا عبد الصمد کو اپنی تربیت خانہ مین رکہا
اور خواجہ سرا اور معلم تعلیم اور تربیت کیواسطی متعین فرمائی اور ہمیشہ وجہ مصارف کا خبرگیران رہا سات سو
روپیہ ماہواری دونون کی والدہ کو ماہ بماہ پہونچتا تہا اور اسیقدر دریاہہ دونون بہائیون کو علیحدہ
بہیجتا اور عملہ تعلیم و ترتیب جدا ملازم سرکار تہی اور پارچہ ملبوسات خاصہ بہیجکر عذر کرتا تہا کہ یہ ہدیہ محقر
تمہاری لونڈیون کی بہی شایان عزت نہین گویا اسی کی بارہ مین یہ شعر منشی اکبرنامہ نی کہا ہی ۔ ایسا دنیا سی
گذر یاد کرین تجکو سب * خوبیان تیری کرے خلق خدا ورد لب * چونکہ بندہ مورخ دونو بہائیون کی
خدمت مین اخلاص و اتحاد بدرجہ غایت رکہتا تہا لہذا یہ ماجرے جو لکہی گئی چشم دیدہ ہین ایسیطرح
ہزارون کی ساتہ سلوک کرتا تہا جنکی نام و نشان کی خبر بندہ کو نہین ہی ۔ *

مجمل احوال صولت جنگ کا اور اوسکی حسن تدبیر وغیرہ کا

صولت جنگ مرحوم کا نام محمد سعید اور اوسکی خطاب نصیر الملک صمصام الدولہ سعید احمد خان بہادر صولت جنگ
اپنی بہائیون مین صورت و سیرت برگزیدہ سی آراستہ بعض وجہ مین البتہ کمینہ تہا اور مہابت جنگ سے
باعتبار نظامت عظیم آباد کی کم مین اعتبار دولتین زیادہ اور شجاعت مین بہی زیادہ اور صولت جنگ
ابتدای جوانی مین کہیل کود مین مایل تہا یعنی رقص و سرود اور صحبت نسوان مین راغب تہا بعد ہو جانی
سانحہ صوبہ کٹک کی آگاہ ہوکر کبہی کبہی اسطرف راغب ہوتا کسیقدر رات باقی رہی بیدار ہوتا اور طہارت

وغیرہ سی فراغت کرکی نماز صبح اول وقت پڑہتا تہا اور بعد دربار خاص کرتا ہفتہ مین دوبار عام کرتی اور یوم جمعہ تعطیل اور چار روز خلوت
مین بیٹھتا پہلے مقربین کو بلاتا بعد اونکی ساتہ قہوہ پیتا بعد ازان بجرائی لوگ سلام سی مشرف ہوتے
اور تہوڑی دیر بیٹھکر اوٹھہ جاتی اور بعض بعد سلام کی رخصت ہوتی دو گہڑی کی بعد اندرون محلسرا تشریف
لیجاتا لیکن بعض لونڈیون اور خواجہ سرایون کے وہان پر کوئی کہوتا ہر سرشتہ کی متصدی اپنی کاغذ
خواجہ سرایون کی معرفت بہیجتی اور وہ اوسی خلوت مین کاغذات جانچکر دستخط فرماتا عملہ وغیرہ درباری
بیرون پردہ حاضر رہتی منشی لوگ تحریرات کی مسودہ بہیجتی بعد اصلاح صاف ہوکر خواجہ سرایون کی معرفت
ملاحظہ مین آتے تب ملفوف اور مصحوب ہوکر مہر لگاکر منزل مقصود کو روانہ ہوتی پہر وار وغہ ڈاک کی
خطون کو لیکر روانہ کرتی تہی جب ایک پہر اور کسیقدر دن گذرتا خوان طعام خاصہ اوسکی سوا ید احسان سی
اکثرون کو روزمرہ اور بعض کو ایکروز کی بعد اور بعض ہفتہ وار اور بعض کو کمتر بلا پرسش حسب دستور
پہونچا کرتے جب بکاول خوان طعام وقت معہودہ پر پہونچاتا عملہ دربار بوساطت خواجہ سرایون
سے عرض سلام کرکے اپنے گہرون کو رخصت ہوتے اور نواب بعد فراغ طعام قیلولہ
کرکی اول وقت ظہر کو بیدار ہوتا اور بعد فراغ بول وبراز اور وضو کی نماز ظہر ادا کرکی ایک جزو قرآن کی
تلاوت کرتا اور بعد نماز عصر کے باہر آتا اوس مجلس مین علما لوگ مانند ملا غلام یحیی اور مفتی ضیا اللہ اور
میر وحید اور مولوی لال محمد وشیخ ہدایت اللہ وسید عبد الہادی حاضر ہوتی دو گہڑی نجومی تک تذکرہ
علمی ہوتا اور ایک کتاب مخصوص بطور درس کی پڑہتا اور ملا غلام یحیی اوسکے مشکلات حل کرتے اور
لوگ بہی گفتگو اوسمقدمہ مین کرتے تہی مکرر فرماتا تہا کہ الحال تحصیل علم متعذر ہی اور اسیقدر استعداد جو مجہے
میسر ہی کچہہ اوس سی افزون نہوگی اتنا لذت فہمید سی مجہکو جان تازہ ہوآتی ہی اسقدر اسکا پابند ہوا ہون
کہ اگر کسیدن میسر نہ آئی ایسا معلوم ہوکہ شاید کوئی بڑی دولت مجہسی مفقود ہوگئی ہی اور خاطر مشوش
رہتی ہی چونکہ بندہ مورخ پر نہایت نوازش فرماتا تہا تاکید کی تہی کہ اوسوقتین بہی حاضر ہون اور میری
کلام سی بہت خوشنود ہوتا تہا اور سفر اور حضر مین بضرورت اور لوگون سی مخاطب ہوتا ورنہ ہر وقت
بندہ مورخ سی متوجہ رہتا تہا اسقدر کہ اوسکے پرانی رفقا متحیر تہی کہ اس نوجوان نی کیا افسون پڑہ دیا ہے
کہ بجز اوسکے دوسری سی ملتفت نہین ہوتا بعد فراغ شغل مذکور کے عمدہ عمدہ رفیق مانند سیف علی خان
برادر سیف خان پسر عمدۃ الملک امیر خان صوبہ دار کابل اور روح الدین حسین خان ولد سیف خان
جو صولت جنگ کا خسر تہا اور نقی علیخان برادر بندہ مورخ اور میر علی باز خان ہمشیرہ زادہ
سیف خان اور آقا عظیما اور دیوان صاحب مدار معاملات ملکی راجہ عجایب راے اور بعد اوسکے

اسکا لڑکا راجہ سبھ درسے اور رای پیرن چند مستوفی اور پیشکاران دفتر بخشی خانہ اور توشخانہ دستی
اور ریسے جوا رام منشی اور جعفر قلیخان داروغہ خزانہ اور میرزا داؤد خان سامان حاضر ہوکر ایک گھڑی
ضروریات کی عرض کرتے مین متوجہ ہوکر مرخص ہوتی تھی اور صولت جنگ داخل حرم سرا ہوکر
مستورات منظور نظر کی ہمراہ خانہ باغ کی سیر فرماتا اور لتیہونکی سواری مین جو بڑی تکلیف سے
بنائی گئی تھین ادہر سی ادہر جاتا اور تفرج کرتا تہا جب شام ہوتی نماز مغرب وعشا پڑہکر اگر
خواہش ہوتی گانیوالیان حاضر ہوتین ورنہ تنہا مصاحبت اور مکالمہ صحبت مین ایک تہائی رات
بسر کرتا بعدہ استراحت فرماتا اسیطرح علی الدوام اوقات گذاری تہی — بندہ مورخ کو مدت
رفاقت مین کہ سات سال کامل گذری کبھی کلمہ ناخوش اوسکی زبان سی نسنا کہ کسی ادنی کے بہی
حق مین کہا ہو اور نہ یہ دیکہا کہ کسی پر غصہ فرماتا ہو سلیقہ معاش نہایت درست تہا باوجودیکہ اسکا
مداخل بہ نسبت شہامت جنگ کی کیا باعتبار مدت اور کیا بحساب عدت کی بہت کم تہا مگر خزاین اور
جواہر اور ظروف اور مکانات اور طلا و نقرہ اور افیال وغیرہ لوازم امارت کی شہامت جنگ کی برابر
رکہتا تہا چنانچہ بعد اوسکی انتقال کی چالیس اور کئی لاکہہ روپیہ نقد اور شاید ایک لاکہہ اشرفی
کی قریب خزانہ مین موجود تہی اور دیگر آلات نقرہ و طلائی وغیرہ بہی اسی قیمت کی ہونگی گہوڑی ہاتہی
بہی بہت تہی ایکروز اوسکی دلمین آیا کہ بندہ مورخ کو ہاتہی عطا فرمائی مجلس خلوت مین بلکہ پس پردہ
اوسکی عورات بہی بیٹہی ہوئی تہین اور بسنت پنچمی کا جشن تہا کہ ہندمین ہوتا ہی میر محبوب علی نام مرد پیر جو اوسکی
لاابالی اور زمانہ افلاس کا آشنا اور رفیق دیرینہ تہا اور چند دیگر خدمتگارون کی سوا کوئی نہ تہا
خواجہ سرائی محلی بہیجکر مورخ ہذا کو طلب کیا جب حاضر ہوا ماسور جلوس فرمایا اور اختلاط مین گفتگو
کرتے کرتے بعد امتداد صحبت کی حاضر علیخان غلام سرکار دیوان خانہ نی عرض کیا کہ میر سلطان خلیل
خان بنابر ادای آداب عنایت فیل کی کہ مرحمت ہوا تہا در دولت پر حاضر ہی اگر حکم ہو دور سی تسلیمات
بجا لا کر لوٹ جاوی حکم ہوا کیا مضایقہ ہی حسب الاشا تعمیل ہوئی بعد ازان مورخ کو اسی عبارت سی
کہا کہ خانصاحب تمنی ہمارا فیلخانہ دیکہا ہی مورخ نی عرض کیا کہ کمتر اتفاق ہوا اور فیلان سرکار نہایت
خوب ہین فرمایا اب بہی دیکہنا چاہیی اور اونمین سی ایک زنجیر پسند کیجیی تاکہ آپکو عنایت فرمایا جاوی
بندہ نی اوسکو بعد ادای آداب کی عرض کیا کہ یہ چند کلمہ اوس شفقت سی ارشاد ہوئی کہ برابر عنایات
فیل کی جانتا ہون لیکن سواری فیل کیواسطی وضع اور حیثیت چاہیی اور فدوی ہر چند باقبال ذوالا
کمال رفاہ اور آرام مین بسر کرتا ہی مگر ہنوز لیاقت سواری فیل کی نہین رکہتا انشاء اللہ زیر سایہ

عاطفت رہکر جسوقت اوسکی سواری کا وقت آویگا عنایت کیجیگا اس طمسر الترماس کو نہایت
پسند فرمایا اور زیر لب ہنسکر خاموش ہوا بعد چندی جب صفدر جنگ کی ورود کی خبر ملا دنبگالہ
مین نسبب اسکے تبارس چلے آنیکی ملی اور مہابت جنگ نے صولت جنگ کو لکہا کہ اسطرح کی افواہ
اوڑی ہی کہ ہم اسطرف سے آتے ہین اور آپ اودہر سی مع اسباب حرب کی نہضت کیجیے بندہ سی ارشاد
فرمایا کہ چند سوار و پیادہ عمدہ بہم پہونچانا چاہیے بندہ نی عرض کیا آدمی اسجگہ میسر آوینگی کیونکہ یہ ملک
گوشہ ہی مردم ملک دیگر کا گذر ادہر کو مشکل سے ہوتا ہی فرمایا کیا مضایقہ انہین سی منتخب کر کے
نگاہداشت کرنا چاہیے حسب الحکم تعمیل ہوئی اسی اثنا مین صفدر جنگ کی معاودت کی خبر پہونچی اور
مردم کی جستجو سے کم ہوئی جماعہ دار لوگ جو اس روز کیلیے دست بدعا تھے اپنے لوگون کی نوکری
کو ملتجی تھے نواب نے آزردہ ہوکر جواب صاف دیا مگر بالیلش پٹہان جو کہ خوش اسپہ تھے اپنی خواہش
سے مقرر فرمائی بندہ نے اظہار کرنا احتیاج مردم کا حسن طلب سمجہکر اسطرح پر عرض کیا کہ الحمد للہ
شورش دفع ہوگئی اگر حکم ہو چند لوگ جو فراہم ہوگئی ہین برطرف کیے جاوین عرضی پر دستخط فرمایا کہ
اوس عالیشان کو اس سے کیا کام کل آخر روز کو ملاحظہ مین حاضر کرین آخر ہر ایک سوار و پیادہ کو
دیکہکر مقرر کر لیا اور اون بالیلش افغان کو بہی حکم دیا کہ رسالہ بندہ مین مقرر ہون جب نفر اسی سوار
کے قریب اور دو ڈہائی سو پیادہ کی بندہ کی رسالہ مین مامور ہوے فرمایا خانصاحب اب تو شاید ہاتھی
پر سوار ہونا مناسب نہوگا بندہ آداب بجالایا جب روز جمعہ آیا ایک زنجیر ہاتھی فیلخانہ سے منتخب فرماکر
عطا فرمایا ـ نقل چوتھی یہ ہی کہ مورخ نے ایکرتبہ مبلغ دو ہزار روپیہ کی ہنڈوی بنام اپنے والد کے
شاہجہان آباد کو بہیجی اوسنے اس امر سے واقف ہوکر کہا کہ خانصاحب سُنا گیا کہ اسقدر روپیہ کی ہنڈوی
آپنے شاہجہان آباد بہیجی ہی چونکہ چھپانا مناسب نتہا مورخ نے اقرار کیا فرمایا کہ تمنے اطلاع نکی ورنہ ہم بہی
شریک ہوتے مورخ نے عرض کیا شریک ہونا کیسا یہ سب مجہہ حضور کی دولت کی بدولت ہی ورنہ بندہ
ملازم کی دست قدرت ظاہر یہ سنکر ہنسا اور خزانچی کو حکم دیا کہ سرکاری حساب مین مجرا کرے
اور رسید فقیر کو دیوے مورخ اس عطا یاسے باہر ہوکر شکر خداوندی بجالایا ـ نقل پانچوین یہ ہے
کہ خدمت پرگنہ سری پور کی جسکا معاملہ ایک لاکھ اور اسی ہزار کی روپیہ پر منتج ہوا تھا چاہاکہ رعایتاً
مورخ کو تفویض فرمائے بلا اطلاع مورخ کی اپنی دیوان مدار المہام کو جو دیوان سیف خان مرحوم کا
بہی تہا اور راجہ عجایب رائے اوسکا نام تہا مورخ کان پر بہیجا وہ مع سند اور شیخ امان اللہ نام
جو مرد عامل پیشہ اور اوس ضلع کی عمال مشہورہ مین تہا مع دو قطعہ خلعت کے اکر مظہر ہوا کہ

کہ جناب عالی نے اس پرگنہ کا معاملہ مبلغ مذکور کے ساتہ آپکو بے تجویز فرمایا ہے اور دو صورتین ہین جو
پسند ہون تعمیل کیجاوین اوّل یہ کہ اس کام کی خلعت لیجے اور مبلغ مذکور کو اپنے ذمہ لیکر جسکو چاہیے
بہیجدیجیے تاکہ وہ بند و بست پرگنۂ مذکور کا کر کے زر معاملہ سرکار مین داخل کرے اور باقی جو کچہ
زیادہ ٹہرے آپکی حد نہین دے تا آنکہ خلعت اصالت کو اپنے تن زیب فرمائی اور اپنی نیابت کی خلعت
شیخ امان اللہ کو پہنائی اور ایک فرد نکالکر دکھلائی جسمین نواب کا صاد اور دستخط موجود تہا اور
یہ مندرج تہا کہ مبلغ سات ہزار روپیہ منافع پر کسواسطے ہے شیخ امان اللہ نے اپنے ذمہ لیکر مہر
کردی تہی دکھلا کر کہا کہ اسقدر روپیہ سالیانہ مع اخراجات نذر عیدین اور سالگرہ اور دسہرہ
وغیرہ معمولی کے بہیجا کریگا اور نیز دیگر ہر مایشات مین حاضر اور فاخر ہوگا بندہ نے بنا بر مرضی حضور
اور نیز اپنی رفع تکلیف کو ہر ایک خیال سے گذر کر جیساکہ فرمایا تہا ہر چند خلاف رفقا تہا تعمیل کی نقل
چہٹون میں یہ ہے کہ ایکروز وہ مرحوم سواری کشتی خاص سے اوترا تہا اتفاقاً پالکی اوسی پار دریا کے رہگئی
تہی اور کوئی سواری بروقت عبور نہ پہونچ سکی اور صولت جنگ کو تختہ سے بہی اوترنا دشوار تہا فقیر
نے تہیر پاکر اپنا ہاتہ بڑہایا صولت جنگ اس حرکت سے خوشنود ہوا اور دست مبارک میرے ہاتہ
مین دیکر باستعانت بندہ قدم تختہ پر رکہا اوترنا شروع کیا جب تہوڑی مسافت رہی متوقف ہوکر
ہنسا اور فرمایا خانصاحب آپنے اسوقت عجب دستگیری کی بندہ نے عرض کیا یہ کیا ارشاد ہوتا ہے میرا
حال تو کچہ اور ہی ہے کہ جناب عالی نے میری دستگیری کی اب جس پایہ کی آرزو ہے جلد وہانتک پہونچا دیجیے
اس جواب سے ہنسکر فرمایا اسمین کیا شک ہے انشا اللہ المستعان ایسا ہی ہوگا لیکن مجہہ تمسے اس عالم مین
بہی توقع دستگیری ہے اور یہی ایسا ہی عالم عقبی مین — اب خیال کرنا چاہیے کہ اخلاق اس بزرگ
ستودہ صفات کا کس درجہ کو تہا بندہ ستائیس برس کا اور خداوند نعمت کا سن شریف اٹہائیس برس
کا تہا اور قرابت مین بہی وہ بزرگ اور بندہ خرد تہا اور اگر کردار ظاہری پر خیال ہو وہ ہفت ہزاری
اور بندہ ادنی ملازم سبحان اللہ ساتہ اس بزرگی کے اور اسطرحکی انکساری بیت تواضع سے
گردن فرازون سے نیک * تواضع خصال گداسے ہی ایک [illegible] سرو فرشتہ طلعت سات برس
چند مہینے تک ضلع پورنیہ مین کار فرما رہا اور عالم ملازمین کو اپنے داد و عدالت سے نہایت راضی
و خوشنود رکہا کبہی سفر اور رزم کی حاجت نہ ہوئی البتہ اپنے چچا مہابت جنگ کی ملاقات کو سراج محل
تک آتا تہا اور کبہی کبہی مرشد آباد تک اقامت پورنیہ کی مدت مین ایکمرتبہ واسطے مدافعہ
فخر الدین حسین خان پسر سیف خان کے جو عظیم آباد سے نکلکر ادہر قاصد ہوا تہا نکلا جب وہ مالدہ کو

معاودہ ہوا اسنے بھی اپنے مرکز دولت مین داخل ہوگیا اور ایکمرتبہ واسطے تنبیہ شیخ محمد خلیل زمیندار
پرگنہ الکہلرہ کی جو بعض جہتا کی دراندازی سے سر بشورش ہوا تہا عین برسات تہی کہ یہ سانحہ
درپیش ہوا اول نصایح و موعظت کرتا رہا مگر اوسکا تمرد اور غرور گردنکشی سے زیادہ ہوتا گیا ناچار
بندہ بھی واسطے اتمام حجت اور دفع بلا کے ساتھ ہوا اور بذریعہ معتمدین کی دلجوئی کی اور صولت جنگ
کو بھی اوسپر مہربان کیا اور عہد بھی لیا کہ اوسکے ساتھ بدی نہ کرینگے لیکن کچھ مفید نہوا اور بذریعہ
لاچاری عین برسات مین صولت جنگ اوسکے دافعہ کو برآمد ہوا اور اوس مدبر کے ہمراہی زنا
سے منہ موڑ گئے اور وہ خود آوارہ دشت ناکامی ہوا اور آخر کو مع عیال و اطفال کے اسیر پنجہ تقدیر
ہوا اور بعد چند روز کے محبس مین قید زیست سے آزاد ہوا مبلغ خطیر منجملہ زر سرکاری کے اوسکے ذمہ
بر آمد ہوا بعد اوسکے مرنے کے اوسکی لڑکے سے طلب کیا لڑکے کا نام غلام حسین تہا بندہ نے شہامت جنگ
کے عہد مین جو چند ماہ فرمان روا پورنیہ کا رہا تہا باقیات مذکورہ کو بیباقی ایمان اور نیز اوسکی
بیتیمی اور بیکسی کے معاف کرایا تہا اور اوسکے باپ کو راج پر مستقل کرایا۔ نقل ساتوین یہ ہے
کہ نقی علیخان برادر مورخ عہد جوانی مین نہایت تند مزاج تہا مطلقاً مآل اندیش نتہا ایکروز صولت جنگ
کے حضور سے اوٹھکر کچہری دیوانی راجہ مین عجایب رای کے پاس آبیٹھا اچل سنگہ قوم ہندو
تہا جسکے نامہ احوال سے شور و شر کے آثار دیدہ ظاہر بین نمودار تہے اور وہان کے اوڈنے والوں میں
تہا اور شوکت جنگ کی دیوانی پر سرفراز تہا اور اوس روز راجپوتنک شوکت جنگ کو ذمہ حضور
اسکے پدر سے تہا اور نیز توپخانہ دستی کی داروغگی مہابت جنگ کے تقلید مین جو سراج الدولہ کو دیا تہا
صولت جنگ نے بھی اپنے لڑکے شوکت جنگ کو عطا فرمائی تہی اور جماعت ہزاریون کی یاست بھی
اوسی سے متعلق تہی اتفاقاً ہندو مذکور اپنے امور متعلقہ کے سوالجواب کو راجہ عجایب رای کی کچہری
مین آیا تہا چونکہ نہایت تنگظرف اور صاحبزادہ کی دیوانی سے مغرور رہتا چاہا کہ جو فاصلہ برادر
بندہ اور راجہ مذکور کے درمیانین تہا اوس سے بیشتر کو جاوے نقی علیخان نے ممانعت کی مگر
کچھ نسنا اور بیباکانہ جواب دیا نقی علیخان نے آشفتہ ہوکر اپنے ملازم سے کہا کہ اوسنے ایک ہاتھ ایسا
اوسکے سر پر مارا کہ اوسکے سر سے پگڑی گر گئی وہ اوس صورت سے شوکت جنگ کے روبرو جاکر
شاکی ہوا شوکت جنگ نے نہایت پژمردہ ہوکر ہزاریان وغیرہ جماعہ جمعداران توپخانہ وغیرہ کو حکم دیا اور
خانہ جنگی کا ارادہ مصمم کیا نقی علیخان کا مکان شوکت جنگ کے محل کے مقابل تہا اور درمیان سے
شارع عام و صحیح بعض دوست مانند مرزا رستم علی اور مرزا حیدر اور مرزا منیر علی وغیرہ

چند نفر نقی علیخان کی رفاقت مین کمر ہمت باندہکر حاضر آئی جب اس اژدحام اور غوغای عام کی خبر صولت جنگ
کو پہونچی للی ہزاری کو جو جماعہ داران توپخانہ کا سرگروہ اور صولت جنگ کا معتمد علیہ اور دو سو سوار
اور ایکہزار پیدل نفر پیادہ ہمراہ رکہتا تہا دروازہ پر طلب فرما کر نقی علیخان کی اعانت پر تعینات فرمایا
اوسنے التماس کیا کہ حضور کہ صاحبزادہ کا ارادہ رزم مضبوط پایا جاتا ہی اگر فی الحقیقت ایسی ہی صورت
ہو حکم کیا ہوتا ہی اوسنے فرمایا اسی واسطی تعین کیا ہی کہ جس امر کی امداد شوکت جنگ کی طرف ہووے
تم بہی اوسکا تدارک اوسیطور سی عمل مین لاؤ اور جمیع عملۂ توپخانہ کو حکم ہوا کہ اگر کچہ لڑائی نقی علیخان
کے ساتہ خانہ جنگی مین مرتکب ہوگا سزایاب ہوکر برطرف ہوگا شوکت جنگ اس خبر کو سنکر
صولت جنگ کے روبرو آیا اور تظلم و استغاثہ پیش کیا جواب سخت سنکر نادم واپس آیا ایکمدت تک
شوکت جنگ اور نقی علیخان مین ترک متعارفات رہا چند مہینے کے بعد جب شادی درپیش ہوئی
اور مجلس منعقد ہوئی چند ایام واسطی مراسم شادی کے معہود و مقرر ہوئی ایکروز اونہین دنون مین
صولت جنگ مجلس سے اوٹہکر جا بیٹہا تہا کہ داخل حرم سرا ہوا اثنای راہ سی واپس ہوا اور لڑکی کا ہاتہ
پکڑکر نقی علیخان کے پاس لایا اور کہا کہ بہائیون کے باہم اسقدر ملال نچاہیے اب باہم دگر معانقہ کرو
اور الفت و آمیزش از سر نو سیکہو — حق تعالی اوس بزرگ کو اپنی جوار رحمت مین جگہ دے اور
مدت العمر مین ایسا اخلاق کسی امیر سی نہین سنا گیا تا دیکہنی سی کیا کلام چونکہ عبدالعلی خان بندہ کے
خالو نی شاہجہان آباد مین باوجود اجتماع اسباب عمارت اور رفاقت امیر الامرا ذو الفقار جنگ بہادر
خلف سادات خان مرحوم کی جو رفاہ کہ منظور تہی طالع ناسازگاری کی بدولت نہ پائی چندروز محمد
قلیخان ولد مرزا محسن برادرزادہ صفدر جنگ کی رفاقت مین جو کہ بعد کشتہ ہونی نول رای اور
ظفر یابی وزیر کا اور اقاعۂ نائب صوبہ اودہ کی اپنی چچا صفدر جنگ کی طرف سی تہا گذرانی آخر وہان سی بہی
صحبت بگڑ گئی بنارس مین آنکر گوشہ گزین ہوا بندہ اوسکی نہایت مدد کرتا تہا نواب دولت جنگ نے
باوجود اس اطلاع کی کہ جو بابت جنگ خانہ کو رسی ناراض ہی حسب التماس بندہ کی بمبالغہ تمام عفو
تقصیر کی بارہ مین اپنی چچا کو تحریر کیا اور بابت جنگ نی اوسکی ساری جواب تو لکہی مگر خصوص عبدالعلیخان
کی ذکر سی اغماض کر گیا صولت جنگ نی بپاس خاطر بندہ کی اپنی طرف سی خط تسلی عبدالعلیخان کی نام لکہا
اور مبلغ پانسو روپیہ ماہواری مقرر کرکی دو ہزار روپیہ پیشگی عنایت فرمائی اور اسیطرح بعد وفات اونکی
جبتک زندہ رہی وجہ مقررہ کو پیشگی بہجتا رہا افسوس اس زمانہ مین ایسی صاحب ہمت کہان مصرع
من خود نہ دیدہ ام تو اگر دیدۂ بگو — اب اون احسانات عظیم کی تدارک مین عاجز ہو عابندہ سی اور

پرورد گان دولت سے کیا ہو سکتا ہے اللّٰہم انا لا نعلم منہ الا خیراً وانت اعلم بہ منا اللّٰہم ان کان محسناً فزد فی احسانہ وان کان مسیئاً فتجاوز عنہ ــ

رحلت فرمانا نصیر الملک مہام الدولہ سعید احمد خان بہادر صولت جنگ کا دار ناپایدار سے

جب تقدیر ربانی مقتضی ہوئی کہ بنیاد دولت خاندان مہابت جنگ کی منہدم ہو اور جو لایق ریاست اور سزاوار امارت ہوں وہ قبل اوس سردار پر شجاعت کے فانی ہوں واضح ہو کہ بعد مہابت جنگ کے تینوں بھائی کے لڑکے یعنی شہامت جنگ اور صولت جنگ اور ہیبت جنگ اس زمانے کے موافق سراج الدولہ سے بہتر لیاقت فرمان روائی کی رکھتے تھے اگر انکے اختیار میں سررشتہ کار پڑتا شاید احوال مردم بنگالہ اور بہار کا اس جلدی سے خوار و زار نہوتا لیکن تقدیر ربانی نے قبل مہابت جنگ کے اونکی نشا حیات اولٹ دی احترام الدولہ زین الدین احمد خان بہادر ہیبت جنگ سے جو ان تینوں بیٹوں میں شجاع اور پر تدبیر تھا اول ہی سے ارم کو قدم اوٹھایا اور مہابت جنگ نے اس مشنوائی کے بعد کہا کہ اگر دولت کو ہمارے خاندان میں قیام کرنا منظور ہوتا تو ہیبت جنگ پر یہ حادثہ نہوتا بعد ازین ناصر الملک احتشام الدولہ نوازش محمد خان بہادر شہامت جنگ نے راہ آخرت لی بندہ مورخ کو بعد انتقال شہامت جنگ کے مہابت جنگ سے ملاقات دستیاب ہوئی اوسکی مرگ پر نہایت حیرت اور افسوس کرتا تھا اور فرماتا تھا کہ اوسکا مرنا بعینہ لڑکوں کی نہیں ہے بلکہ بجا ہے باپ کے ہے تمام خاندان کا پرورش کنندہ تھا بعد ازان صولت جنگ کو پیغام دیکر کہا کہ اب کوئی طاقت اور ہوش باقی نہین اگر زندگی نے وفا کی سال آیندہ کی رہائی جسکو چھ مہینے باقی ہین راج محل مین صرف آپ کی ملاقات کو آؤنگا اور آپکے دیدار کو جو نہایت مشتاقات سے ہے حاصل کرونگا اور اگر زندگی نے جواب دیا معذور رکھنا اور اس قطعہ کو ضمیمہ پیغام کیا قطعہ گر بماندیم زندہ بردوزیم ٭ جامۂ کز فراق چاک شدہ ٭ ور بمردیم عذر ما بپذیر ٭ ای بسا آرزو کہ خاک شدہ ٭ بعد انتقال شہامت جنگ کے دو مہینے اور بارہ روز گذرنے پر صولت جنگ بھی ملک بقا کو قدم زن ہوا تفصیل اسکی یہ ہے کہ نزدیک وفات شوکت جنگ کے اسکے سر مین ایک آبلہ برآمد ہوا نہایت حدت اور درد کرتا تھا لیکن کسیکو گمان نتھا کہ سبب قضا کا ہوگا چنانچہ مورخ ، وسی زمانہ مین بتقریب ملاقات والدہ اور غمگساری جناب موصوفہ کے صولت جنگ سے مرخص ہو کر مرشد آباد آیا اور مہابت جنگ سے ملاقی ہوا اور اوسنے صولت جنگ کو پیغام بھیجی جب بندہ معاودت کر کے پورنیہ مین پہونچا اور پیغام پہونچایا سنا کہ ابھی غلش آبلہ کی

باقی ہی بکیری باندہنی مین درد عارض ہوتا ہی بعد چندی خود ایکروز فرمانے لگا کہ شاید اس آبلہ پر
جونک لگانا مفید ہو بندہ نے عرض کیا کہ امالہ مواد کا اگر کسی عضو دور کی فصد یا حجامت سی کیا جاوی
نسبت بہتر ہوگا بعد دو تین روز کی مینے دیکہا کہ جونک لگانا اوسکو منظور ہوا بندہ نے دوبارہ جسارت
کرکے ممانعت کی جواب دیا کہ عورتون کا قول ہی کہ جب جونک کا ذکر آوی ضرور لگوانا چاہیی بندہ نے
عرض کیا کہ عورتون کی کیا عقل ہے جو حضور اوسپر اعتبار کرتے ہین جواب دیا واقعی ایسا ہی ہی لیکن
چندان قباحت نہین جب بندہ نے اسقدر مبالغہ دیکہا خاموش ہوا تقدیر سی تو چارہ نہین آپنے
جونکین لگوائین ورم نے شدت کی اور پہر ایک جونک کی تہمہ نے ورم کرکی ریم پیدا کی جراح سی رجوع
ہوا آہستہ آہستہ تمام گردن آماس ہوئی درد کا زور سہوا گمان ہوا کہ مادہ گردن مین رجوع ہوا
اور پختہ ہوگیا مستعد اخراج ہو بندہ نے علی جراح کو طلب کرکے کہا کہ نشتر سی حرکت دیوی قضا نے اوسکو
بہی اندہا کردیا بلاتامل اور تحقیقات کی بذریعہ نشتر چار پارہ کر ڈالا مدہ گمان پختگی کا باطل ہوا مطلق ریم
برآمد نہوئی موافق قاعدہ جراحان کی برگ نیم مشوی کرکے اوسپر چپیان کی رات کو غش کے آثار پیدا
ہوئی برگ نیب جو بندہ نی تہی کہولڈالا اور گلاب وغیرہ مقویات قلب اور دماغ کا استعمال فرمایا
مزاج بحال ہوا مگر تشویش دلی کو افراط تہی اطبا اور کل نوکر عمدہ اور روشناس حاضر آئی بعضی دیوان
عام اور بعضی اوسکے صحن مین خیمہ کہڑا کرکے ہر وقت حاضر باش رہی بندہ نے بہی متصل پردہائی عمارت کے
رخت خواب بچہا کر بسر کرتا تہا اور روح الدین حسین خان خلف سیف خان مرحوم جو صولت جنگ کا
مشیر تہا اور نقی علیخان برادر بندہ اور حکیم محمد مسیح مع چند دیگر لوگون کی بندہ کی قریب اوسمقام
کی مقیم ہوئی ایک بزرگ افاضل ایران سی آقا عبداللہ نام کہ فی الحقیقت نہایت استعداد فنون ریاضی
وغیرہ کل علوم مین رکہتا تہا شروع بیماری مین مع سید محمد تقی خراسانی کی جو کہ نہایت جلی اور برتر کار دنیا تہا
وارد پورنیہ ہوکر صولت جنگ کی ملاقات کو آیا اور مورد الطاف لایقہ ہوا اگر ایسی قدردان کی حیات
وفا کرتی تو سلوک کہ ان بزرگون کی لایق ہوتا ظاہر فرماتا دونو بزرگ اکثر اوقات میری پاس بیٹہی اور دعائین
پڑہتی اور دعاؤن ماثورہ مین مصروف ہوتی لیکن تقدیر کی روبرو کسیکی نہین چلتی کچہہ اثر نہوا تا آنکہ شروع
شام چہبیسوین جمادی الاول کو حواس مین نقصان ظاہر ہوا ایک دو کلمہ بطریق ہذیان کی اوسکی زبان سی
برآمد ہوئی شیخ محمد جانباز اگرچہ جماعہ داران سپاہ سی تہا مگر طبابت مین دست قدرت رکہتا تہا
اور یہ پیشہ بطور میراث کی جانتا تہا کیونکہ اوسکا باپ طبیب حاذق اور مجموعہ خیر التجارب کہ نام کتاب ہی اوسکی تالیف سی
ہی اوس وقت مین اطبا اور جراحان سے جو اوسکی معالجہ مین شریک تہی جب اوس سی کلمہ ہذیان سنا

فقیر کی طرف متوجہ ہوا اور اسنے فقیر کی طرف دیکھا جب باہر آیا ہر ایک کو اندیشہ عظیم اور امید شفائی اہل
ہوئی معلوم ہوا کہ فساد مادہ نے باطن دماغ مین رجوع کیا ہے جب ثلث حصہ شب کا گذرا صولت جنگ
نے بھی اپنا حال دگرگون پاکر حکم دیا کہ قیدی آزاد کیے جاوین اور صدقات ادا ہون مستورات حرم
نے گریہ وزاری شروع کی عجب قسم کی تشویش ہوئی قریب اول صبح کے حواس سلب ہوے جب دو گھڑی
دن چڑھا ۲۵ جمادی الاول سنہ ۱۱۶۹ ہجری کو جان بحق ہوا مصرع جہان ماند خوئی پسندیدہ برد —
اوس گھڑی وہ تشویش اور رنج جملہ حرم سرا مین لاحق ہوا کہ جملہ علما اور رفیق کو بلا کر مستدعی ہوئی
کہ دعا کرین یا کچھ آیات قرآنی پڑہین تا کہ صحت حاصل ہو صولت جنگ بیہوش غشی مین تہا دو تین دم
زندگی کے جو باقی تہے پورے کر رہا تہا جو دیکھنے کو آتا گھبرا کر واپس چلا جاتا میر عبد الہادی روشن تخلص
جو صاحب دیوان اور نظم و نثر مین مہارت تمام اور علم عربی اور عروض کو خوب جانتا تہا بحر ملاحظہ
اوسکی حالت کی غشی طاری ہوئی خواجہ سراؤن نے ہاتہ پکڑ کر باہر نکالا اور مرحوم بالا کو بولا کر اونکی حفاظت
مین اوسے اوسکے گہر کو روانہ کیا چند پہر اوسے غشی مین گذرے تین پہر پایا پہر رات گذری ہوگی
کہ وہ صاحب کمال بھی جان نثار ہوا اللہم اغفر لہ وارحمہ سید مذکور کا مولد جہانگیر نگر بنگالہ
تہا اور شاہجہان آباد مین نشو ونما پایا تہا علم متداولہ وہین پر تحصیل کیا رغبت نظم و نثر کی ہوئی والد
مورخ نے برادر خورد مہربان علی خان اور غالب علیخان کی تعلیم کو شاہجہان آباد سے عظیم آباد روانہ کیا
جب ہیبت جنگ نے سید علی خان کو اپنی مصاحبت مین سرفراز کیا سید مذکور کو بھی انکی تربیت
کو اپنا ملازم بنایا اور بعد گذشتہ ہونے ہیبت جنگ کے صولت جنگ نے اپنی رفاقت مین بولایا اور جملہ
فضلاے عظیم آباد مین جنکا ذکر ہو چکا اسنے بھی قبول کیا ہمیشہ خلوت نشین اور قاصر ہمتون کی
آمیزش سے دور رہتا اکثر لوگون سے کم آمیزش کرتا تہا اور فکر شعر وسخن مین بسر کرتا عظیم آباد اور
پورنیہ مین جب تک زندہ رہا فقیر حقیر سے ہمکلام رہا کہ ہمارے تمہارے مثل اوس مثل سے موافق ہے
کہ اگر تو نہ ہے میرے شعر مین معنی نہ ہنگا القصہ صولت جنگ مرحوم کو سید صالح مرید سید محمد تقی نے
جسکا مذکور ہوگیا اور تازہ کربلاے معلے سے آیا تہا اور کلکتہ ہوتے ہوے باتفاق آقا عبد الصمد کے پورنیہ
پہونچا متوجہ ہوکر غسل دیا اور جو کفن کہ وہان سے لایا تہا پہنایا اون دونو بزرگ نے مع دیگر جماعہ
حاضرین کے نماز جنازہ ادا کی جیسا کہ ضابطہ ہے ساتہ تجمل اسباب کی جنازہ اسکا لیجا کر جعفری باغ مین مدفون کیا جو کہ قریب
ہونا دونو بہائیون صولت جنگ اور شہامت جنگ بلکہ مہابت جنگ کا چند مہینے کے فاصلہ سے ایک ہی سال مین وقوع تہا
کلمہ خدا ایشان را بیامرزد مادہ تاریخ تصور کیا اس سانحہ کے بعد شوکت جنگ خلف کلان صولت جنگ

اوس جماعت مین آکر براہ ساختگی دستار سر سے پھینک جزع و فزع کرنے لگا مورخ نے جو اوس دربار اور اوسکے
باپ کے حضور مین باعتبار تھا دستار اوٹھا کر اوسکے سر پر رکھی اور صدر نشین زدون مصیبت کا بنایا اور شیخ
جہان یار وغیرہ سرداران کو لیکر موافق ضابطہ کے جانشینی کو کہا بعد فراغت امور مذکورہ بالا زبان شوکت جنگ
سے ہر ایک کی تسلی کرائی اور اوسی دیوانخانہ مین ایک بیچہ بہ استادہ کرکے اوسکا خوابگاہ کیا دوسرے صبح کو
بندہ نے حاضر ہوکر دلجوئی اور تسلی کرنا شروع کی اور مہابت جنگ کے نام درخواست مسودہ عرضی کی لکہ
آخر بطور مناسب لکہوا کر ارسال کیا مہابت جنگ تو قبل وفات صولت جنگ کے ستر ہ روز پہلے مرض استسقا
مین اسیر ہوگیا تہا اور صولت جنگ نے اسکی خبر بیماری سُنکر اپنی بیماری سے بے خبر ہوگیا تہا تاسف
کرتا تہا اور کہتا تہا کہ وقت کار سے افسوس کہ بندہ بیمار ہے اپنے وکیل کو خلعت دیکر واسطے تالیف قلوب
سپاہ اور اعیان و ارکان دولت کے مرشدآباد کو رخصت فرمایا اور مداوا کی تاکید اکید کردی
سبحان اللہ کسقدر بنی نوع غافل ہین اور فی الحقیقت یہی غفلت دنیا کا نام ہے القصہ جب مہابت جنگ
نے صولت جنگ کے رحلت کی خبر سنی نہایت متوحش و متاسف ہوکر کہا الحال بے پر و بال ہو کر خدا کے
حضور مین جاتا ہون اور ایک تعزیت نامہ صولت جنگ کی اولاد کے نامہ موسومہ شوکت جنگ ارسال
کیا اور ہر ایک کو خلاع ماتم اور شوکت جنگ کو بجائی پدر بیٹہ کے مسند حکومت فرمائی شوکت جنگ
نے مہابت جنگ کی تلقین کا بہانہ کرکے امور مذکورہ قبول کرلیے اور جو کچھ میرزا زین العابدین بکاول نامہ برنے
زبانی عرض کیا سب کو مقرر ہوا اور میرزا مذکور کو راضی اور خوشنود واپس کیا اور تاریخ مختار مسند
ایالت پر جلوس فرمایا اپنی سفاہت کے اظہار کرنے لگا بندہ مورخ کو اوسکے تمیز و شعور سے بخوبی آگاہی تھی
جب وہ کامیاب ہوا فوراً مستغنی ہوگیا ہر چند اسکی انگا یعنی دایہ نے جسکا نام دائی کوئل اور دانا
انکا صولت جنگ نے خطاب دیا تہا اور بندہ سے نہایت محبت رکہتی تہی بندہ کو بُلا کر مبالغہ کیا کہ شوکت جنگ
میرے لڑکے کی جگہہ اور صولت جنگ کا بیٹا ہے لیکن خیال جوانی سے مست و سرشار ہے اور تمہارے گردن پر
حقوق صولت جنگ کے اور نیز مجھ ضعیفہ کے متحقق ہین میرے دل مین آتا ہے کہ آپ نیابت معاملات
ملکی اور مالی اور عہدہ سوالجواب بھی قبول کرین اور صولت جنگ کے وقت سے کارگذاران فوج کا
بخشی آپ کا دوست ہے اوسکو بہی اپنا شریک کرین اور صولت جنگ کا نام و مکان کی بربادی نکرین
بندہ نے جواب دیا کہ جو کچھ تمنے کہا عین صواب ہے اور مسئلہ لاجواب لیکن خوب جانتی ہو کہ شوکت جنگ
کبھی اسطرح پر راضی نہوگا جس امر مین باپ دادے کا نام گم ہو اوسکی تکمیل کریگا اور جب نوکری
اور آقائی ہوتا ہے اوسکی رضامندی مین ناممکن ہے چونکہ وہ نیک بخت بہی عقیل تہی بندہ کے التماس سے

خاموش ہوگئی اور بندہ نے واسطے جناب آقا عبد اللہ فاضل کی پانچہزار روپیہ اور ہزار روپیہ واسطے
جلیل القدر میر سید محمد کی لیکر دونو کو بہجوا دیئے اور بعد چندے خود بھی رخصت ہوا دایہ مذکور نے بعد
انقضای امید کی پانچہزار روپیہ نقد زاد راہ بندہ مورخ کو بہیجا یہ عورت بڑی عقیلہ تھی حافظہ ایسا تہا کہ
گاہ بگاہ تک فراموش نکرتی تھی ایسی ہفت ہزاری کی مکان کی مدار المہامی کرتی تہی ہر قسم کی ملازمین مین شاید
ایسا ہی کوئی ہو جو اوسکا ممنون احسان نہو بندہ کوچ کرکے گندہ گولہ مین آیا تاکہ عازم عظیم آباد ہو
اسی ضمن مین مہابت جنگ کی رحلت اور سراج الدولہ کی جلوس کی خبر ملی لہذا گندہ گولہ مین متوقف
ہوا تاکہ سراج الدولہ کی حسن سلوک سے ماہر ہو اسی عرصہ مین خبر ملی کہ اپنے چہوٹے بہائیون کو مانند سید علیخان
اور غالب علیخان اور چچا و باپ علیخان جو مورخ کا ہمسن تہا اور یہ تینون عظیم آباد مین تہے خارج کیا
آمد اس خبر سے روانگی مین زیادہ دیر ہوئی جب موسم بارش آیا محل اقامت کی وہان متعذر رہے
ناچار نیور یہ کو معاودت ہو کر حویلی سابق مین مقیم ہوا — الحال بنا بر انتظام سررشتہ وقایع کے احوال انتقال
مہابت جنگ کا اور سراج الدولہ کی امر فرمائی کا تحریر ہوتا ہے —

انتقال کرنا مہابت جنگ کا جہان گذران سے اور بعض اخلاق اور انتظام اوقات اوس فخر دودمانکی اور سراج الدولہ کا جلوس اور حوادثات کا ظہور ہونا تمام ملک کی بربادی

مہابت جنگ کو جیسا کہ تحریر ہوا ۹ شہر جمادی الاول ۱۱۶۹ ہجری کو عارضہ استسقا مین اسّی برس کا
ہو کر شروع ہوا چندے روز دوا معالجہ پرہیز مین بسر کیا بعدہ فرمایا کہ اس عمر مین جسکو عارضہ ہوتا ہے اچہا
نہین ہوتا بس پرہیز توڑ دیا بی بی گہسیٹی زوجہ شہامت جنگ دختر کلان مہابت جنگ کی مع احمال و اثقال
کی موتی جہیل مین جاکر سکونت گزین ہوئی اور اپنے شوہر کی ملازمین کو لکہو کہا روپیہ اور ہاتہی دیکر اپنی
رفاقت مین بنا بر مدافعہ سراج الدولہ مستعد اور آمادہ کیا کہتے ہین کہ جب مہابت جنگ کی ایام زیست
نزدیک انجام کے پہونچے بعض عورات نے مہابت جنگ سے درخواست کی تاکہ اونکا ہاتہ سراج الدولہ کے
ہاتہ مین دیوے چونکہ اوسکے حال سے بخوبی واقف تہا متبسم ہو کر کہا کہ وہ اگر تین[۳] روز اپنی دادی کو
راضی رکہے اوسوقت تم کرو امید کرنا تا آنکہ نوین رجب سنہ مذکور دو گہڑی دن باقی رہے بہشت نصیب
ہوا اور خواص و اصحاب نے اوسکی تجہیز و تکفین مین مصروف ہو کر دہم تاریخ کی نصف شب کو حسب
وصیت اوسکی مان کی پایین مرقد خوش باغ مین دفن کیا — مہابت جنگ کو ابتدای جوانی مین بہی
ناچ رنگ محبت نسوان سے پرہیز تہا اکثر اوقات نماز اور تقوی اور وظیفہ قرآن مین بسر ہوتا تہا
تمام عمر شراب کے گرد نہوا نہایت درجہ مسکرات سے اجتناب رکہتا تہا ہمیشہ دو گہڑی رات رہے بیدار

ہوتا اور بعد طہارت اور نوافل اور ادای نماز صبح کی چند اشخاص کی ہمراہ قہوہ نوش کرتا جب صبح دو ر
روشن روز ہوتا دو گھڑی نجومی تک بار عام ہوتا کل سردار سپاہ اور اہالی موالی اور ارباب حاجت
جمع ہوکر ہر ایک عرض حال کرتا انجاح مرام ہوتا بعد ازان خلوت میں جاتا اوس جگہہ مانند شہامت جنگ
اور صولت جنگ اور سراج الدولہ وغیرہ مصاحبین کی حاضر ہوکر صحبت اختلاط اور شعر خوانی اور نقل
وحکایات کی گرم ہوتی چونکہ نہایت خوش غذا تھا تازہ وارد یا ملازمین میں جو شخص کسی کھانی پکانی میں دست
قدرت رکھتا اوسکی روبرو پکاتا کبھی خود بھی اقسام طعام کی اختراع کرتا تھا یا اوسکو اون کی روبرو تعلیم کرتا
جب وہ کھانا طیار ہوتا تھا اور عملہ وارکان دولتخانہ اور دربار کے حاضر ہوکر عرض حاجت کرتی اوسوقت
کھانی کا وقت آتا بکاول دستارخوان چنتے اور صاحبان فراشی کی روبرو مرغوب کھانی رکھتی اور
طعام خاصہ سی بھی ہر ایک کو حصہ ملتا اور کھاتی وقت ہر ایک طعام کی حسن وقبح بیان ہوتا ہر ایک کے
ذایقہ کے امتحان ہوتی جب کھانی سی فراغ ہوتا مہمان ہاتہ صاف کرکر رخصت ہوتی مہابت جنگ ہمیشہ
اسیطرح سی مہمانی کیا کرتا اکثر مردانہ مجلس ہوتی کبھی کبھی اقربا کی عورتین بھی داخل ہوتی تہیں اور بعد
فراغ طعام کی بستر استراحت پر آرام فرماتا اوسوقت قصہ خوان وغیرہ حاضر ہوتی ایک پہر ڈال کے
بیدار ہوکر وضو کرتا نماز ظہر کی پڑہکر یکجزو کلام اللہ کی تلاوت ہوتی بعدہ نماز عصر ادا کرتا اوسکی بعد یخ
کا پانی یا شورہ کا ڈہلا ہوا جو میسر ہوتا نوش کرتا اور اس پانی پر اتنی قناعت کرتا بعد ازان
مجمع افاضل مانند سید الافاضل میر محمد علی فاضل کہ منتخب زمانہ تھے اور نقی قلیخان اور حکیم ہادیخان
اور مرزا محمد حسین صفوی اور نیز ایک فاضل ملتانی جسکا نام بندہ کو نامعلوم ہی حاضر ہوتی اور ایک
دروازہ میں مقابل مسند مہابت جنگ کے سید عالی والاقدر کی مسند فرش ہوتی تھی جب میر صاحب
دروازہ دریا کی طرف سی داخل ہوکر چبوترہ صحن پر کہ ایوان عمارت تک فاصلہ بعید رکھتا تھا داخل
ایوان عمارت ہوتا تھا باوجودیکہ ہنوز عرصہ بعید رہتا تھا مہابت جنگ چند قدم مسند سی اوٹھکر
مودبانہ سلام کرتا تھا اور میر صاحب بھی بدستور اوسی سلام کرکی اپنی جای معین پر جا بیٹھتے اور مہابت جنگ
اپنی مسند پر رونق افروز ہوتا اور تکیہ کو جلد اپنی ہاتہ سی میر صاحب کو تواضع کرتا اور میر صاحب
اور نقی قلیخان اور حکیم ہادی خان کی حصہ آتی تہی اور قہوہ بھی لاتی تہی مہابت جنگ خود حصہ نہیں پاتا تھا
مگر قہوہ میں شریک ہوتا بعد قہوہ کی تکیہ روبروی فاضل ملتانی کی رکھتا اور کتاب کافی جو شیخ محمد بن
یعقوب کلینی کی تصانیف سی ہی جو کہ عہد غیبت صغراے حضرت صاحب الامر کی تصنیف ہوئی تھی کتاب موافق اعتقادات
جماعت امامیہ کے پیش نظر لاتی اور لقب کافی اوسکا نام بخشیدہ پیغمبر کی فاضل مذکور ہر روز دو حدیث

اوس کتاب کو پڑہکر ترجمہ کرتا تھا اور اوسکا حال مشکلات میر صاحب کرتے تھے بعد ازان اگر کچھ
سوال مہابت جنگ کو منظور ہوتا سایل ہوتا اور میر صاحب اوسکا جواب دیتے دو گھڑی تک مجلس
رہتی بعد ازان فراغت ہوتی میر صاحب اوٹھتے اور مہابت جنگ بدستور چند قدم مشایعت کی بعد سلام
کرکی استادہ ہوتا تاکہ میر صاحب جوتہ پہن کر راہی ہوتے اوسوقت اپنی جگہہ آکر بیٹھتا تب آہستہ آہستہ
ہر ایک مصاحبین اپنے اپنے گہر سدہارتے بعد ازان عملۂ دیوانی اور بخشت سیٹہہ حاضر ہوکر اخبارات
اطراف گوش گذار کرتے دو گھڑی کی بعد اسی عرصہ مین کبھی شہامت جنگ اور کبھی سراج الدولہ اور
صولت جنگ بشرط موجودگی کی حاضر ہوتے بعد اوٹھنے ان لوگون کی ارباب خوش طبع مانند میرزا شمس الدین
اور زین العابدین ایکاول اور میر کاظم داروغہ فراشخانہ اور شیخ چراغخانہ اور میر جواد قوش بیگی اور محمود
زمانہ وغیرہ حاضر ہوکر ایکدو گہڑی مطائبات مین بسر ہوتی شام ہوتی میر مشعلچی اور شمعی حاضر ہوتے اونکا
مجرا حسب ضابطہ ہند سے ادا ہوتا بعدہ نماز عشا مین پڑہکر دیوانخانہ مین بندوبست زنانہ ہوتا تھا اوسکی
بی بی مع سراج الدولہ اور دیگر عورات اقربا کی حاضر ہوتی چونکہ مہابت جنگ رات کو طعام کہاتا تھا
خشک میوہ جات لاکر تقسیم ہوتی اور جب ایک ثلث شب گذرتی عورات مرخص اور مردانہ ہوتا مریان
چوکی اور قصہ خوان وغیرہ حاضر ہوتے مہابت جنگ پلنگ پر آرام فرماتا سوتے وقت دو دو تین تین
گہڑی مین بیدار ہوکر دریافت کرتا کون پہرہ دیتا ہی رات کسقدر باقی ہی غرضکہ تمام رات مین دو چار مرتبہ
بیدار ہوتا اور دو گہڑی رات باقی رہتی نماز و طہارت مین مصروف ہوتا اسطور سے بروقت جو کام
مقرر تھے سرانجام پاتے اقارب اور احباب کے ساتھ وہ سلوک اور احسان کرتا جسکی تضاعف نہین ہوسکتی
جسنے حالت افلاس مین واقع شاہجہان آباد کچھہ بھی احسان کیا تھا اب بروقت امارت اوسکو اور
اوسکی عیال و اطفال کو طلب فرمایا جسکو پایا اوسکے ساتھ وہ سلوک کرایا جو اونکو امید نتھی اور اقربا کی
عورتون اور اطفال سے وہ سلوک کرتا تھا جو اس زمانہ مین بلکہ کسی وقت مین خاص خاص سے نہین
ہوا اور نہ اب ممکن ہے اوسکے تمام ملک مین رعایا برایا اوس چین و آرام مین رہے کہ شاید آغوش
والدین مین نرہی ہوگی کوئی اسکا نوکر حتی خدمتگار تک ایسا نتہا کہ سرمایہ لاکھون کا نرکہتا ہو بجز
اسکے کہ رقص و سرود اور صحبت نسوان سے چندان راغب نتھا باقی جملہ علم و ہنر اور دستکارون سے
صحبت اور اختلاط رکہتا شاید کوئی ایسا ہی امر نیک ہو جو اوسکے دل شریف مین نتھا جب کہ آصفجاہ
مرا اور ناصر جنگ اوسکا لڑکا جانشین ہوا اور پہول چری پر جاکر افغان کی ہاتہہ ہمراہی سے مارا گیا
اور مظفر جنگ خواہرزادہ ناصر جنگ نے اول افاغنہ کی اطاعت سے سند ایالت حاصل کی اور

آخرکار فرانسیسیون کی مدد سے افاغنہ مذکور سے جو اوسکا خال کی قاتل تہی لڑا اور بسبب تقدیر مصطفی جنگ اور رگوبنا سے افاغنہ دونو مارے گئے اور سید محمد خان صلابت جنگ مسند دکن پر متسلط ہوا چنانچہ دفتر سوم مین سوانح دکن کی ضمن مین واضح ہوگا اور تسلط موشیر بوسی بالا ہوا اور اوسکا خط مشعر سفارش فراسدانگ کے بنگال طرف مہابت جنگ کو پہونچا مہابت جنگ چونکہ مناسبت مزاج سراج الدولہ کی نام جنگ سے اور اوسکا ارادۂ جنگ جماعۂ انگلشیہ سے جانتا تھا اور اوسکی دانائی اور شجاعت اور سلوک کا بھی حال ظاہر تہا بندہ چند روز بسبب اتفاق سراج الدولہ کی ہمراہ تھا مردم معتمد سے سُنا کہ مہابت جنگ کہتا تھا کہ ظاہرا ایسا معلوم ہوتا ہی کہ ہمارے بعد ہندوستان کی کنارے ٹوپی والون کی قبضہ مین ہوجانگی آخر ایسے ہی ہوا ایکروز اوسکے زمانہ دولت مین مصطفی خان نے مہابت جنگ کو یہ ترغیب دی کہ جماعہ انگلشیہ سے مقابلہ کریں مہابت جنگ نے اغماض کرکے جواب نہ دیا دوبارہ شہامت جنگ اور صولت جنگ کو شریک کرکے عرض کیا پہر بھی جواب نہ پایا مگر خلوت مین کہا کہ بابا مصطفی خان خود سپاہی اور نوکری پیشہ ہی چاہتا ہی کہ ہمیشہ میرا رجوع اوسی سے رہی تمہین کیا ہوگیا ہی کہ ایسے امور مین اوس سے موافق ہوئی ہو جماعۂ انگلشی نے میرے ساتہ کیا برائی کی ہی کہ بندہ اونکی بدخواہی کرے ہرگز ایسی بات نہ سنتا کہ بجز فساد کے کوئی نتیجہ نہین ہوتا ہی —

ذکر فضلای کرام اور مشائخ عظام جو مہابت جنگ کی عہد مین تہی یا بسبب قسمت اس دیار مین وارد ہوئے تہی اور ملاقات اس بزرگوار کی کی تھی

اول مولوی نصیر مرحوم ہین متوطن شیخپورہ شمس الدین فریادرس کی اولاد مین جسکا مزار صوبہ بہار آورہ مین مشہور ہی اسکا جد بزرگوار وہان سے صوبہ بہار آکر شیخپورہ مین مقیم ہوا آور مولوی مرحوم شروع جوانی مین امیر الامرا شایستہ خان مرحوم کی نظامت مین جبکہ اخوند ملا شاہ محمد شیرازی وارد بنگالہ ہوا اوسکے ہمراہ عازم ایران ہوا اور راہ مین باوجودی کہ اوسکی سواری سقط ہوئی پیادہ قطع راہ کرتا اور درس ناغہ نکرتا تھا اسی حالت مین ولایت پہونچکر متداولہ علوم تحصیل کرکی حد کمال کو پہونچا علماے ایران سے فقہ اور حدیث اور فنون ریاضی خصوص ہیئت اور ہندسہ اور حساب مین سرآمد روزگار ہوا ایران مین بڑی عزت اور احترام سے روزگار بسر کیا میر غلام محمد بہاری جو کہ اعجوبہ روزگار اور نادرہ زبان واسطہ سوالجواب عمدۃ الملک امیر خان ناظم صوبہ کابل اور نواب وحید اور امرائے ایران کا تہا چونکہ اعمر کی مکانات مین نہین جاتا تہا مولوی مذکور اوسکی طرف سے آمد و رفت رکہتا تہا بعد ایک مدت کی ہند آیا اور تہوڑی سی جاکر صوبہ بہار مین جو اوسکا وطن اصلی تہا بادشاہ کی حضور سے حاصل

کرکے عظیم آباد مین اقامت کی اور اوسکی تعمیر کردہ مکانین آجتک اوسکا نبیرہ محمد حسن خان ولد زاہر حسین خان
وراثت کے طور پر قابض موجود ہین ۔ دوسرے داود خان علیخان معروف زاہر حسین خان خلف ارشد
مولوی نصیر مرحوم کا ہے اکثر فضائل نفسانی اور علوم متداولہ اپنے باپ سے تحصیل کیے باوجودیکہ باپ
نے کل میراث اوسکے نام کردی تھی مگر اوسکے رحلت کی بعد انصاف پسند ہوکر مخلفات کو بموجب فرض
کے ہر ایک کو بخشا اور بعد انتظام امور معاش کی جمع کو عازم ہوا بعد زیارت وطن کو آیا کسب سعادت
مین مصروف ہوا ہمیشہ معاملات جو اکثر لوگ رجوع کرتے تھے دونو طرف کی اصلاح منظور و ملحوظ رکھی اور
جھگڑون کو صلاح کرتا تھا اور قلیل معاش مین ایسا حسن سلیقہ تھا کہ اکثر محتاجین و مساکین کی خبرگیری
کرتا ایک گروہ کثیر اعجزہ کو اپنے عیال مین شامل کرکے ہر ایک کو اپنے طعام مین شریک کرتا اسکی تعریف
و اوصاف مین زبان قاصر ہے طبیعہ حج سے سعادہ ہوا اپنا خطاب زاہر حسین خان مقرر کیا اور اسی لقب نازان تھا فرزند اور ساٹھ برس
مین جان بحق ہوا بر وقت اخیر کلمہ طیبہ زبان پر جاری تھی ۔ تیسرے میر محمد عظیم جملہ شاگردان مرزا
مولوی خان فطرت تخلص مین ہے اوسکی علم کی شہرت اور شاعری کی دہوم اگرچہ بہت ہے مگر بندہ کو کچھ
معلوم نہین ۔ چوتھے مولوی محمد عارف عرفا کے زمانہ مین تھا اوسکے حالات اچھے سنے گئے اوائل عہد دولت
مہابت جنگ مین جان بحق ہوا اور کواکھو قلعہ عظیم آباد مین اوسکا اصلی مسکن تھا مدفون ہوا اوسکے
مریدون مین شاہ کرک نام صاحب حال طالب خدا رہا ہے مگر دیکھا گیا ترک و تجرید کرتا تھا ۔ پانچوین
میر رستم علی مستغنی گوشہ نشین علوم ظاہری سے بھی بہرہ ور تھا اکثر لوگ اوسکے خرق عادات بیان کرتے
ہین بندہ نے بہت کم دیکھا ہے لیکن مرد صاحب معنی مرتاض حقایق شناس تھا عظیم آباد مین رام نارائن کی حکومت
کے زمانہ مین جان بحق ہوا اور جس جگہ کہ بالفعل میرا وصل سوداگر کشمیری کا مقبرہ معروف ہے
دفن ہوا اسکا سبب یہ ہے کہ سوداگر مذکور اسکا مرید تھا بعد رحلت کی اوسی مکان مین جو اوسکا زرخرید
تھا مدفون ہوا جب خود بھی اپنے رحلت کی اوسی جگہ دفن ہوا ۔ چھٹوین شاہ محمد امین درویش تجرد کیش
عارف حقیقت اندیش تھا اوسکے پیکر سے راز عشق الہی آشکار اور ظاہر و باطن اوسکا انوار حقیقت
مطلع اسرار تھا اوسکی صحبت مین فقیر بھی پہونچا بمجرد پہونچنے کے دیکھا کہ اپنے دل سے ہواے دنیا اور کے
اور محبت خدا دل مین آسمائی تمام رات عبادت و ریاضت مین بیدار اور دن کو باوجود ہجوم تنگی لوگوں
کی ذکر خدا مین مصروف رہتا گھڑی گھڑی مین نعرہ سرد دل پر درد سے ایسا کھینچتا کہ اوروں کے
کلیجہ مین درد ہو جاتا خلاصہ یہ ہے کہ اوسکا حال کیفیت سے خالی نتھا اسکا مرشد شاہ محمد عظیم آباد مین
کرامات و خوارق سے مشہور اور زبانی ثقات کی اوسکا علو مقامات معلوم ہوا مگر گاہ گاہے جذبہ اوسکے

مزاج پر غالب ہوتا اور گاہ گاہ افادۂ ظاہری بھی فرماتا تھا ۔ ساتوین شاہ او دہم آٹھوین حیات بیگ
ظاہر احوال مجنونون کی طرح تہا اکثر ضروریات کا ترک انکی مزاج مین تہا لیکن لوگ اکثر انکے خوارق اور
کرامات کے قایل ہین العلم عند اللہ تعالے نوین شاہ جعفر درویش بلند پایہ سعد پور مقامات پرگنہ
بیہار مین بسر کرتا تہا مجذوب وضع لیکن اکثر عقلا اوسکے پاس جاتی اور اکثر خوارق کے قایل ہین
دسوین سید والا نژاد میر محمد سجاد درحقیقت سید حقیقت مدام بدام لاتا ہوتا اور بکمال عزت اور احترام مین بسر کرتا
تہا دنیا کی حقیقت پر کاہ کے برابر بہی نہ جانتا تہا بندہ کے والد سے سررشتہ اتحاد مستحکم رکہتا تہا تحصیل
اخروی پر ہمت مصروف تہی علوم جفر وغیرہ ظاہری مین بہی دستگاہ تہی اوسکے فضایل تحریر سے
افزون ہین ایک کتاب اوسکی تالیفات مین تہی بندہ نے ملاحظہ کی جو کہ اوسکے علو مدارج سے متنبہ کرتی
ہی اور جسکی نظر سے گذرے ہو اوسے اوسکی مراتب سے آگاہی ہو سکتی ہے جب والد مرحوم شاہجہان آباد
چلے گئے مورخ کے دادا سے اتحاد پیدا کرکے ہم صحبت تہا اسکی رحلت کا سال فقیر کو یاد نہین والا ضرور
لکہتا اللہم الحقہ بآبائہ الصالحین واسکنہ فی اعلی علیین ۔ گیارہوین بندہ مورخ کا جد امجد سید
علیم اللہ طباطبائی سادات بنی حسن سے ہی اسکے علو مراتب اگر تحریر ہون ایک دفتر علیحدہ درکار ہو
سنہ ۱۱[illegible] ہجری مین وارد عظیم آباد ہوا اور ماہ شعبان سنہ ۱۱[illegible] ہجری مین بہشت کو سدہارا اسکی خرق عادات
جو کہ دیدہ وشنیدہ ہین بندہ نے علیحدہ ایک مثنوی مین جسکا نام بشارۃ الامامہ ہے تحریر کیے ہین بارہوین جناب شاہ حیدری
بندہ کی دادی کے حقیقی عمو نے اولاد علی بن حسین مذہب تشیع مین تہی نہایت محتاط اور پاک اور مستغنی تہے علاوہ اون
کی سابقہ نہایت تواضع سے پیش آتی اکثر محمد قلیخان پدر محمد ایرج خان اکبرآباد سے بکمال مناجت ہمراہ لایا قصبہ
بہاگلپور مین اقامت گزین ہوا محمد غوث خان جو اپنی خال شکر اللہ خان کی ہمراہ قصبہ مذکور مین مقیم تہا اتفاقاً بیمار ہوا اور عارضہ
نے سختی پکڑی اوسکو زیست کی کچھ امید نہ رہی اوسوقت مین شاہ حیدری جو کہ اوسکی مذہب سے نفور اور شجاعت
سے مسرور تہا اوسکے سر پر پہونچکر بشرط قبول مذہب تشیع کے ضامن اوسکی شفا کا ہوا اور اوسنے قبول مذہب سے حیات تازہ
پائی اور ارادت کامل لاکر مع عیال واطفال کے اوسکا مرید ومطیع ہوا تا آنکہ سرفراز خان کی لڑائی مین مارا گیا شاہ
حیدری بہاگلپور سے مرشد آباد آیا مہابت جنگ کو اوسکی عمل پر نہایت ملامت کی مہابت جنگ سر نیچے کیے ہوے بجز تسلیم کچھ
نہ سکا اور شاہ حیدری نے غوث خان مرحوم کو مع عیال و اطفال کی لاشین جس میدان مین پڑی تہین اوٹہوا کر بہاگلپور پہونچا دین اور
چند سال کے بعد خود بہی رحمت خدا سے جا ملا اور بہاگلپور مین مدفون ہوا شاہ جعفری اوسکا بیٹا باپ سے بڑہکر ہوا صبر و توکل و
قناعت مین اپنی ہم عصرون مین زیادہ تہا مہابت جنگ مع اولاد کے اوسکا احترام کرتی وہ درویشانہ زندگی بسر
کرتا تہا یسین خان فوجدار بہاگلپور نے وہان کے فقرا اور نیز اور لوگون کا روزینہ بند کر دیا اور شاہ جعفری کا روزینہ

پر قرار رکہا مگر انہون نی قبول نہ کیا اور شہامت جنگ کو لکہہ بہیجا کہ مہابت جنگ نے زین الدین احمد خان کو ملامت کی اور روزینہ بند جاری ہوا تب حضرت بہی اپنا روزینہ لینے لگے مصطفی خان کی ہنگامہ کے زمانے مین جبکہ بہاگلپور سے عبور ہوا لوگ افواہ اوڑانے لگے اور بہاگلپور کے متعصب لوگون نی اسکے تشیع کی خبر مردمان مصطفی خان کو لگادی خبر پہونچی کہ مصطفی خان کو داعیہ رزم ہی مگر وہ متصل اپنے حلقہ کے آمادہ شہادت بیٹہا رہا کسیطرف کو حرکت نہ کی اور وہ بلا خود بخود دفع ہوگئی سراج الدولہ کی شادی مین اچہے رام فوجدار بہاگلپور نے جو عطا اللہ خان کی طرف سے تہا بعوض گاو کشی کے ایک سید کے ہاتہ کٹوائی ہر چند سید مذکور نے فریاد و استغاثہ کیا کسی نے نہ سنا آخر شاہ جعفری اوسکا شریک حال ہوا اور بلوا عظیم برپا ہوا نزدیک تہا کہ فتنہ عظیم برپا ہو عطاء اللہ خان کو جو اوس پر حاضر ہی لوگون نے چاہا کہ اوسکے مکان پر چڑہ جاوین چونکہ اوسوقت سردار خان اور شمشیر خان برطرف ہوگئے تہے عین سانحہ مین شہامت جنگ نے آنکر شاہ جعفری سے یون کہا کہ مہابت جنگ درمیان ہی اوٹہا جاتا ہی شاہ جعفری نے کہا کہ اس سید کو راضی کرو اور کچہہ کام نہین مہابت جنگ نے روپیہ اور زر کے دینے سے سید کو راضی کیا تب فتنہ فرو ہوا اسقدر ایمان کی حفاظت اور شجاعت کمتر کسی نے دیکہی ہوگی ایکمرتبہ عین شکار مین کہ شروع شباب تہا ایک شیر نر برآمد ہوا محمد قطب ولد کلان غوث خان مانع ہوا کہ شاہ جعفری اوسکے روبرو نجاوے مگر اوسنے گہوڑا بڑہاکر سر پر آپہونچا اور پیادہ ہوکر استنے کوڑے شیر کے مارے کہ شیر لوکہڑی کی طرح روبرو سے بہاگتا تہا اور یہ کوڑے لگاتا جاتا تہا اور محمد قطب سے کہتا تہا کہ شیر کو اسطرح سے شکار کرتے ہین در حقیقت صلاح اور سداد اور مہمان نوازی مین یکسان تہا مومنین کی حاجت روائی اوس درجہ تہی جسکی انتہا نہین میر محمد قاسم خان کے عہد مین واقع مونگیر جان بحق ہوا لاش اوسکی بہاگلپور مین جس زمین کو خود پسند کرر کہا تہا وہین مدفون ہوئی۔ اللہم الحقہ بآبایہ الصالحین۔

ذکر مشایخ مشہورہ اطراف صوبجات کا

اکثر لوگ بانام و نشان اور صاحب اسباب شیخت پہلے ہوے ہین مگر اونکی کیفیت مورخ کو واضح نہین کہ اوسکو درج کتاب کرتا ازانجملہ یہ چند لوگ ہین شاہ غلام علی موضع دیوہرہ مضاف پرگنہ ارول اور شاہ بدیع الدین وغیرہ اولاد شاہ شرف الدین یحیی منیری بہار مین اور شاہ کبیر سہسرام مین اور شاہ محمد مسیح للیا مین جو سرکار مونگیر کا مضاف ہی اور شاہ نجم الدین معروف شاہ سولی پرگنہ سورج گڈہ مضاف سرکار مونگیر مین یہ شخص کمال عزت مین متصل سورج گڈہ

کی بسر کرتا تھا اور قلیل سی زمین اوسکے قبضہ مین تھی اب اوسکا حاصلات صادر و وارد کی صرف مین خرچ ہوتا ہی تا آنکہ حیدر علیخان برادر حسین علیخان داروغہ توپخانہ مہابت جنگنے اوسکو خدمتمین کسیقدر رسوخ پیدا کیا پرگنہ گڑا جو توابع مونگیر مین چہوٹاسا صوبہ ہی مہابت جنگ سی التماس کرکی اوسکے مدد معاش مین مقرر کرادیا اور اوسکی سند دفتر سرکار سی لکھا دی الحال اوسکی اولاد یعنی اوسکی بی بی کی قرابتی بآرام بسر کرتا ہی

علماے ظاہر کے بیان مین

چونکہ درس تدریس کی تعمیل کرنیوالے بہت ہوے ہین حتی کہ نو دس آدمی خاص شہر عظیم آباد مین مدرس تہی اور قریب تین سو طلبا کی تھی اور پرگنہ اور قصبات مشہورہ مین علی ہذا القیاس الا استعداد ان بارسی قاضی غلام مظفر مخاطب بمظفر علیخان تہی ہوکر مہابت جنگ کا مقرب اور داروغہ عدالت مرشدآباد ہوا مرد خوش تقریر اکثر علوم سی ماہر تھا۔

گردش فلکی سی جو ایرانی بزرگ وارد عظیم آباد ہند ہوی اونکا بیان ٭

ان بزرگون مین اول اور کلان جناب عمدۃ العلماء العظام و زبدۃ الحکماء الکرام کاشف الحقایق الخفی والجلی خاتم الحکما مولانا و شیخنا المحمد الذعو بعلی متخلص حزین بنابر شیخ تاج الدین ابراہیم المعروف زاہد جیلانی ہی نسب شریف پہنچتا ہی وہ واسطون سی شیخ عارف کامل مذکور تک پہونچتا ہی غایت اشتہار سی کہ تمام عالم مین اوسکی تصانیف اور اوصاف مشہور ہین بخصوص ہندوستان مین بیان کرنا اوکی مدایح کا کچہ ضرور نہین لیکن تبرکا و تیمنا مجمل سا لکھا جاتا ہی واضح ہو کہ بندہ اور چند لوگ جو مجھسی بہتر تہی معروف ہین کہ اس جزو زمانہ مین اسکو برابر دوسرا شخص نہین دیکھا بلکہ سُنا بھی نہین بلکہ عرب اور عجم کی سب یہی کہتی ہین کہ ہمنی ایسا آدمی نہین دیکھا خوب مدرکہ اور حافظہ اسطرح کی شاید اسلاف مین بھی کمتر کسیکو نصیب ہوی ہون علمی اور عملی اور علوم نقلی و عقلی کل اوسکی ذات شریف مین جمع تہی خواص علوم مین کون بات تہی جو اوسی معلوم نتہی حق تو یہ ہی کہ نادرہ اور علامہ زمانہ تہا محمد شاہ نی عمدۃ الملک وغیرہ مقربین کی ذریعہ سی مکرر پیغام دی کہ منصب وزارت قبول کری لیکن از بسکہ دنیا سے دون سی تنگ و عاری تہا راضی نہوا اور نیز یہ بھی جانتا تہا کہ اوسکی دولت کی بنیاد جلد گرنے والی ہی لہذا قبول نکیا ورنہ ایسی لوگ انتظام عالم اور رفاہ بنی آدم سی بھی گریز نہین کرتی چند بار اس شخص نی عظیم آباد آنکر ہندوستان سی نکل جانیکا عزم کیا مگر تقدیر نے یاوری نہ کی مہابت جنگ اور شہامت جنگ اور صولت جنگ نی چند بار حرالین ازروی قدردانی اسرسال کئی مگر ہر مرتبہ عذر پیش کرکے آنیکو راضی نہوا اور مراجعت کرکی بنارس مین چند سبب سی قیام کیا تا آنکہ حاقبت حرکت اپنی مین دیکہی اور ایک قبر اپنی واسطے آراستہ فرمائی اور

سنہ ۱۱۸۰ ہجری کو جان آفرین سے واصل ہوکر داخل بہشت برین ہوا اور اوسی تابوت مین مدفون ہوا اور لوح مزار پر
اپنے ہاتہ سے چند کلمہ اور دو تین شعر بطریق یادگار لکہے تہے بہ سبیل تقریر لکہی جاتی ہین بر سر لوح اسم
مبارک اللہ کا ہے بعد ازان یا محسن قد اتیک المسی + بعد ازان العبد الراجی رحمۃ اللہ الغفور محمد المدعو علی
بن ابیطالب الجیلانی اور پائین لوح مذکور مین اپنا مطلع لکہا ہے روشن شد از وصال تو شبہای تار ما
صبح قیامت است چراغ مزار ما — اور دونو پہلوی مزار مین یہ دو بیت تحریر ہین ع زباندان
محبت بودہ ام دیگر نمیدانم + ہمین دانم کہ گوش از دوست پیغامے شنید اینجا — حزین از پای رہ
پیما بسے سرگشتگی دیدم + سر شوریدہ بر بالین آسایش رسید اینجا — اللہ مغفرت کرے اونکی — دوم جناب شیخ محمد حسن
شہید ثانی بیلبر شیخ زین الدین علی سے ہے ذکر نسب اظہر من الشمس ہے اظہار کی حاجت نہین علم عربی
اور فقہ اور حدیث مین بے نظیر تہا عقلیات مین چندان توجہ نہتی لیکن کچہ اجنبی بہی نہتا آپ کی
رغبت شرع کو ظاہر مین بہت تہی اور عقلا اور عرفا کے مسلک سے احتراز تہا لیکن نہ کلفت تہی نہ رغبت
بلکہ فرماتا تہا کہ ہمارے مقتدی دونو طرف رہے ہین اور ہر ایک نے مسلک اختیار کیا مگر مین ان دونو فرقہ
کی حقیقت سے عاجز ہون اُس بزرگ کا آنا کربلای معلے مین اوسوقت ہوا تہا جب کہ ایران مین قوم
افغان مسلط ہوئے تہے یہ شخص مع بزرگان و خوردان کے آستانہ مقدس نجف السرور کی مجاوری مین بسر
کرتا تہا جب عسرت نے زور کیا بضرورت شاہجہان آباد مین آکر صفدر جنگ کی رفاقت مین بسر کرنے لگا
کسیقدر عیال و اطفال کیواسطے کربلا روانہ کرتا تہا جب صفدر جنگ مرا اور شجاع الدولہ بادہ نادانی
مین بیہوش ہوا اوسکی رفاقت ترک کرکے عظیم آباد آیا کسی ایرانی نے اسکی حسرت دیکہی کسیقدر روپیہ دیا
تاکہ تجارت کرے شیخ مذکور نے بسبب ناواقفی کے کسیکو اسکام کیواسطے مقرر کیا اور خود پدر برہان الملک
کی مقبرہ مین رہنے لگا تا آنکہ ایکمدت تک چوب ہای ساکہو گورکہپوری خرید کرکے اوسکا گماشتہ عظیم آباد
مین لایا تہا اور رام نراین نائب ناظم اوسجگہہ کا اگرچہ ظاہر مین مدارا کرتا تہا مگر باطن مین مذہب عداوت اور تعصب
رکہتا تہا اونہونے ایک عمارت بنواتا تہا پیغام دیا کہ جس قیمت سے اور لوگ چوب مذکور لیتے ہون
بندہ بہی اوسی خرید کرتا ہے اور اوسکی قیمت یک مشت ادا کرتا ہے وہ بزرگ راضی ہوا عملہ راجہ مذکور نے
چوب ناپ کر اپنے نشان کردئے اور روپیہ کے دینے مین حجت کرنے لگے شیخ نے کہلا بہیجا کہ یہ کیا معاملہ
ہے حسب وعدہ یا تو خرید کرلو ورنہ چہوڑدو ہم دوسرے کے ہاتہ فروخت کرین جواب ناصواب پر غرور
کہلا بہیجا جسکا خلاصہ یہ ہے کہ مین مشرق و مغرب سے نہین ڈرتا تمہارا پاسخاطر فقط ترحم کی نظر سے
ہے تم کچہ اور خیال نکرنا شیخ نے متحیر ہوکر کہلا بہیجا کہ مضمون پیغام کچہ مفہوم نہوا مگر جو کچہ کہ بہیجا کی اوسکا

جواب کیا دون سے عزیزی ہست میدانی خدا انام ٭ گرد شوریدہ دراگیرد آرام ٭ اس عاجزی کی بعد نہایت تکلیف اس بزرگ کو ہوئی چند روز نگذری تھے کہ عالیجاہ میر قاسم خان نی تینون صوبہ بنگالہ بہار اوڑیسہ پر تسلط پایا اور راجہ مذکور کو گردش دہر نی جواب دیا چنانچہ آیندہ لکہا جائیگا اور شیخ مذکور کو مسبب الاسباب نی میر قاسم خان کی واسطہ سی معاش لایق عطا کردی جسکی ذریعہ سی قرض سابق بہی ادا ہوا اور دو ایک سال کی بعد اجل سے نے گہیرا جس زمین مین اسکا مزار ہی وہان برہان الملک کی باپ کا مقبرہ اور عالیجاہ کی زر خریدہ ہی اور اخوند ابو القاسم جو اوسکا شاگرد اور ملازم تہا مجاور ہوا یہ شخص کشمیری تہا لیکن حسن خوبی مین بی نظیر مدت تک وہان بسر کی واقع ۱۱۹۳ھ ہجری کو فوت ہوا اور پہلوے شیخ مین دفن کیا گیا واقعی یہ شخص نیک طینت پاک طبیعت بروقت رضاے خالق مین مصروف رہتا علم عربی و فقہ و حدیث و تفسیر مین آشنا تہا ظاہرا ماہ محرم کی اٹہاروین تہی کہ بعد افطار ملک الموت سی دو چار ہوا خداوند کریم اوسکی بہی بخشش کری اور رحم کری الحال دو آدمی بزرگان زمان سی موجود ہین جنکی وسیلہ سے دریاے فیض کشادہ ہین — اول سید الاجل علامۃ الوری البحر المللی کاشف الاسرار والرموز الازلی سید محمد علی مد اللہ تعالی ظلہ جنکا مولد اورنگ آباد دکن ہی والد انکے میر عبد اللہ بن میر ابراہیم اور نانا اونکی میر محمد شفیع ہین نسب آپکا حسین ذو الدمعہ بن زید بن علی علیہ السلام تک پہونچتا ہی مولد آبا انکی کا یزد ہی میر عبد اللہ مرحوم اورنگ آباد مین وارد ہوا اپنی چچا محمد شفیع کی لڑکی کو نکاح مین لایا اُسکے ولادت کی تاریخ روز پنجشنبہ دوم رمضان ۱۱۲۹ ہجری مین سترہ اٹہارہ برس کی سن مین بعض بزرگون کی ہمراہ بقصد زیارت و تحصیل علم واقع ۱۱۳۱ھ ہجری مین متوجہ ایران و عراق ہوا محمود افغان اور اشرف کی حادثہ مین شریک تہا بیس برس تک اوسیطرف رہا اکثر فارس اور عراق کی شہرون کی سیر کی اور عتبات عالیہ کی مکرر زیارت کرکے اکثر علما مانند حاجی اسمعیل خاتون آبادی و حاجی عبد اللہ ہندی اور میر محمد تقی مشہدی رضوی اور ملا محمد صادق اردستانی کی صحبت مین رہا اور تذکرہ مین شریک ہوکر علامی ظاہرا مانند میر محمد حسین نبیرہ ملا محمد باقر مجلسی اور آقا اوسکی بہائی اور ملا محمد علی قایمی اور ملا محمد طاہر خاتون آبادی اور میر معصوم خاتون آبادی وغیرہ سی بہی ہم صحبت رہا لیکن جو کچہہ تحصیل فرماتا اوسکی زبانی ہی کہ پچاس ساٹہ بیت الفیہ نحو بہی نہین پڑہے ہین لیکن مبادی تحصیل مین کرم خدا ایسا شامل حال تہا کہ بروقت ورود اصفہان کی سن شریف بائیس برس کا ہوگا اکثر لوگ درس کتب متداولہ کو حاضر ہوتی تہی اور جمیع کتاب معقولہ مشکلات مانند شفا و اشارات کی اور کتب عربی اور منقولہ مطالعہ کرکی اسقدر تقریر کرتا تہا کہ اکابر علما کو جرات نہ تہی اور حسن تقریر اور جودت ذہن اور قوت حافظہ اس شخص سی حیرت تہی اور انکو غنیمت سمجہتے تہے جو کچہ حافظہ کی مہر دیا ہوا گو کسیقدر مدت کیون نہ گذری تہا

سے جزئیات کے پیش افتادہ ہے لیکن باوجود اوصاف مدرسی اور پیش نمازی اہل دول سے ضرورت سے
زیادہ اختلاط کا روادار نتہا اصفہان مین سلسلہ مشکی سے تاہل اختیار کیا اور وہ بی بی دو سال کے بعد جان بحق
ہوئے دوبارہ پھر مبل مناکحت نفرمایا اور احادیث کی اجازت مانند اصول کافی و من یحضرہ الفقیہ
میر محمد تقی مشہدی اور میر محمد حسین اور میر زین العابدین نبیرۂ ملا محمد باقر مجلسی سے لیکر قرآن اور احادیث
کے اسرار جو مخصوص خواص عرفا ہین حاجی نصیر سے شیراز مین اور میر محمد تقی مشہدی سے اصفہان مین سیکھی
اور کتب علمی اور کلامی ملا محمد صادق اردستانی سے سیکھی الحاصل ایران سے حج کا عزم کیا جہاز تباہ ہوکر سندھ
پہونچا چند مہینے وہان رہا اور احمد آباد آکر چند مہینے بعد سورت آیا وہان سے اورنگ آباد پھر چند ناصر جنگ
ناظم دکن نے تکلیف قیام دی لیکن بنا بر اوسکے وضع مفسد کے قبول نکیا وہان سے حیدر آباد آیا بعد قیام
چند روزہ سنکا کول ہوتے ہوے بنگالہ مین اور تھوڑے دنون مین بموجب استدعای خواجہ محمد حامد ساکن
سکے ہوگلی مین مقیم ہوکر شاہجہان آباد گیا اسی سفر مین پورنیہ ہوکر گذرا وہان کے حاکم سیف خان
برادر عمدۃ الملک امیر خان کے حسب استدعا چند روز قیام فرمایا آخر اوسکے صحبت سے کہ جنون اور خبط
سے خالی نتھی عظیم آباد آیا یہان عبد العلیخان بہادر مورخ کے خال کی صحبت مین رہا وہان سے عازم لکھنو ہوا
آخر بنا بر انسداد راہ جو نسبت نکلنے محمد شاہ کے علی محمد روہیلہ سے ہوا تھا فسخ عزیمت اوسطرف کی فرمائی
اور حسب استدعای ہیبت جنگ کے عظیم آباد آیا ہیبت جنگ نے اپنے معتمد استقبال کو بھیجا اور اوسکے آنے
پر نہایت خوشی فرمائی اور مشرف خدمت ہوکر با تدرن رہا جولائی مین بسر کرتا تا آنکہ شمشیر خان کی حادثہ مین
ہیبت جنگ نے عدم کی راہ لی اور اوس انقلاب مین سید کا مکان بھی تاراج ہوا اور سید نے خبر پائی
کہ قرب وجوار مونگیر مین مہابت جنگ کا لشکر آپہونچا بمقتضای الفرار مما لا یطاق من سنن المرسلین اپنے
اپنے کو مہابت جنگ کے لشکر مین پہونچایا مہابت جنگ نے اوسکا پہونچنا اقبال کی یاوری سمجھی کوئی دقیقہ
آداب و خدمت سے فروگذاشت نفرمایا اور انہین دنون مین واقع ١١٦٥ ہجری کو دوبارہ عازم زیارت
آستانہ سید الانام اور عتبات علیہ ائمہ اہل بیت علیہم السلام ہوا پھر وہان سے بعد چار برس
کے مشرف باب طواف مکہ معظمہ اور عتبات مکرمہ ہوکر اور سرمایہ سعادت حاصل کرکے مرشد آباد کو معاودت
فرمائی بعد رحلت مہابت جنگ کے سراج الدولہ نے بمقتضای سفاہت کے ایسے بزرگ واجب التعظیم سے
بہت بُری طرح پیش آیا جسوقت کہ ناتمام زبردستی بلا مہلت نکال دیا وہ بزرگ متحیر ہوا کہ اسوقت مین کہان جاوے
اور کیا کرے کہ چند ماہ راہ کے ملک کا مالک ہے اسی عرصہ مین حسن رضا خان دختر زادہ حاجی احمد نے
جو کہ محرم خانۂ زنان مہابت جنگ کا ہے باوجودیکہ خود بھی بسبب درشتی مزاج کے سراج الدولہ سے خوف تھا

بمجرد استماع اس خبر کے برہنہ پا سید مذکور کی حضور مین آیا اور اپنے ہمراہ اپنے مکان پر لیگیا اور اب
ور یا جس مکان مین اب بھی سید مذکور مقیم ہین جا کر ہی مکان نذر کیا فی الحقیقت اوسوقت مین بڑا کام
کیا خدا جزاے خیر دے اس کار خیر کی نیکنامی حسن رضا خان کی نام لکھی تھی کہ ایسے تہلکہ مین اپنی جان کو
سہ ڈرا اور آخرت مین بھی خدا اسکو نتیجہ اسکا نیک دیگا اور سراج الدولہ بھی گذرا اور نتیجہ برعکس پایا
بیت گندم از گندم بروید جو ز جو ✤ از مکافات عمل غافل مشو ✤ ظاہراً مجالی الیہ در بیان حضرات
خمس عبارت عربی مین منتقے طریقہ محققین اور عرفا کی موافق تحریر کیے اور شرح مفاتیح ملا محسن کاشے
رحمہ اللہ کی حواشی فقہ مین عبارت عربی سے اور اخوان الصفا اور خلان الوفا حکمت کی اسقدر کتاب
فراہم کرکے تحقیق اور تنقیح کی بلکہ چند رسالہ اور بھی افزود کئے بس نصف جدید کہنا چاہیے شرح کافیہ نحو کے
عبارت فارسی مین مبتدیون کی واسطے لکھی مگر ہنوز تمام نہین اور شرح نخبہ ملا محسن کاشی بھی علم فقہ مین
بعبارت فارسی تحریر کی مگر ناتمام رہی سرعت مطالعہ اسقدر ہے کہ جو دوسرا سال مین کرے آپ ایکروز
مطالعہ کر جاوے الحمد للہ کہ آجتک کہ اوایل ماہ شعبان ۱۱۹۴ ہجری مین مفرح الحال مطالعہ کتب اور
افادہ مردم مرشد آباد مین بسر اوقات کرتے اور کرتا ہے حسن رضا خان اور اوسکی اولاد اور محمد حسین خان
بن حکیم ہادی خان وغیرہ مخلص موجود ہین صادر و وارد اوسکی فیض انفاس سے فایدے پاتے ہین حق تعالے
اس حضرت کا سایہ بلند پایہ دراز رکھے — جسوقت بندہ مورخ کسی تقریب سے عازم کلکتہ ہوکر چیزے واسطے
کچھ دنون مرشد آباد مین ٹہرا اغلب اوقات سید موصوف کی خدمت مین پہونچا اور اوسکی باتون سے فیضیاب
ہوا ایکروز کسی تقریب سے اپنے جانے کا مذکور جانب دہلی اور ایک بزرگ کی کشف و کرامات کا جسکا نام یاد
نہین رہا کرتا تہا چونکہ بندہ مورخ نے قبل کشتہ ہونے نادر شاہ کے جب کہ محمد شاہ عمدۃ الملک اور صفدر جنگ
کی تحریک سے علی محمد روہیلہ کی تادیب کو انولہ اور بنگڈہ پہونچا تہا اور سید نے اوس لشکر مین بعض
ثقات کی زبانی جو نادر شاہ کے روشناس تہے سنا تہا سید کہتا تہا کہ اگرچہ ہم بعد کشتہ ہونے نادر شاہ کی
سنتے باور کرتے مگر اب یقین ہے کہ وہ بزرگ بیشک اولیا تہا — چونکہ یہ نقل جملہ اخبار گذشتہ سے ہے لہذا
بی کم و کاست نذر یاران کرتا ہون — جب نادر شاہ بعزم تنبیہ نور محمد لشی رییس دیرینہ ولایت ٹھٹہ کے
دوبارہ قندہار کی قرب سے عازم ہوا ہے نور محمد خان کمال اقتدار سے قلعہ امرکوٹ پر جسکے چارو طرف
اسّی کوس تک دانہ پانی نہین ہے پناہ لیجا کر نادر شاہ سے منحرف ہو گیا تہا اور نادر شاہ نے اوسکا ملک
محمد شاہ سے لیکر اپنا کر لیا تہا غرض جب اس مرتبہ معاودت ہوئی ہر کرہ خان مع اپنی لڑکے شاہنواز خان کے
استقبال کو چلا اور نادر شاہ کو مافی الضمیر پر آگاہ ہو کر عرض کیا کہ اوسنے قلعہ کی گرد اسّی کوس تک

پانی بہرا ہی لشکر ظفر پیکر بسبب بے آبی کی وجہ سی اقامت نہین کرسکتا نادرشاہ نی جوابدیا کہ اگر کہی آسمان پر ہوگا
تب بہی پیر اوسکی کہینچکر نیچی گرادونگا اور اگر زمین مین گہسا ہو بال پکڑکر نکالونگا شاہنواز خان اور اوسکے لڑکی
کو مع تہوڑی فوج ہندوستانی کے ہمراہ لیکر لشکر کو حکم دیا کہ طعام اور شراب سہ روزہ ہمراہ لیوین
اور شام کو کوچ فرمایا دوپہر کو قلعہ مذکور مین قلیل فوج سی جا پہونچا باقی فوج پیچھی گرتی پڑتی چلی آتی تہی
نادرشاہ نی شاہنواز خان سی فرمایا کہ اسے عزیز ذرا پانی لاسکتا ہی اوسنی عرض کیا کہ پانی بجز قلعہ کے
اندر نہین ہی جیساکہ پیشتر عرض کردیا تہا اسقدر کہکر پانی لانیکو مع چند سوارون کی متوجہ اندرون
قلعہ ہوا بمجرد اسکے کہ وہ فوج شاہی سی برآمد ہوا قلعہ امرکوٹ سی ندائے الامان بلند ہوئی اہالی قلعہ حسب
دستور بندگی چادر سر سے لپیٹ کر عذر خواہی کو برآمد ہوے شاہنواز خان نی پہونچکر نور محمد خان سے
کہا کہ تیری رستگاری اور پایداری اطاعت پر منحصر ہی اوسنے قبول کیا شاہنواز خان کی ہمراہ عازم
خدمت شاہی ہوا اور شاہنواز خان نی حسب قاعدہ ولایت بطور گنہگاران مع تیغ و تشت و کفن کی اوسکو
حضور مین حاضر کیا نور محمد خان نی عاجزی کرکے قدمبوسی کی نادرشاہ نی عفو تقصیر فرمایا اور ایک شب
وہان رہکر دوسرے روز اوسی روش سی مع لشکر کی اپنے بنگاہ کو واپس ہوا بعد انفراغ انتظام کے
ایکروز نور محمد خان کو خلوت مین طلب کرکے تنہائی مین کہا کہ تجہسی ایک بات استفسار کرتا ہون
اگر راستی مین جوابدیا رہائی پائی ورنہ سزایاب ہوگا اوسنی کہا کیا مجال بجز راستی کی خلاف التماس
کرون اوسوقت فرمایا کہ باوجود اس قلعہ مستحکم اور سامان اتم کی بلا توقف فرمانبرداری کرلیا
کس وجہ سی تہی اوسی طور سے کہ بادشاہون کی روبرو خوشامد کرتے ہین جواب دینا شروع کیا شاہ پہر
آشفتہ ہوا اور فرمایا کہ مینی پیشتر کہدیا ہی کہ حقیقت مین کچہ تکلف نکرنا ورنہ سزاے لایقہ کو پہونچیگی
تب اسنی عرض کیا کہ نفس الامر یہ ہی کہ ایک بزرگ کا زیادہ بندہ معتقد اور اوسکا فرمانبردار
ہی اوسنے مجہسی ارشاد کیا تہا کہ اگر شاہ ایران یعنی حضور عزم تسخیر قلعہ کرین ہرگز استحکام قلعہ اور
سامان حرب پر اعتماد نکرنا کیونکہ اوس سے عہدہ برائی نہوگی بندہ نی کہا باوجودیکہ ایسا قلعہ اور
سپاہ میرے پاس ہی اور وفایر غلات وغیرہ یہ کیا مجہی کفایت نکرینگی آخر فوج ایران اور نادرشاہ
بہی انسان ہی اوسکے بہی انسان وحیوان محتاج ماکول ومشروب ہین اور اس جگہہ باحتیاج
کا پہونچنا ممتنعات سی ہی اوسنی جوابدیا یہ سب سچ ہی مگر اندنون نادرشاہ کا وہ اقبال ہی کہ اگر تمام
دنیا اور پہاڑ اور جنگل سے فوج اوسپر ٹوٹ پڑی تو بہی اونکا کا نقصان ہو پس بندہ درگاہ نی
اس وجہ سی اختیار اطاعت کی نادرشاہ نی اس حکایت کو سنکر کہا کہ اوس بزرگ سی ہماری بہی

ملاقات ہو سکتی ہے جواب دیا کہ بندہ نہیں کہہ سکتا تب نادرشاہ نے فرمایا کہ تو جا کر ہمارا سلام کہنا
اور ہر طرح سے اطمینان اوسے اور احترام مین جیسا کہ چاہیے اور مناسب ہو عہد و سوگند سے سوگند کر کے
ہمراہ لا اور اگر کسی طرح سے آنیکو راضی نہو تو یہ عرض کر کہ نادرشاہ کی یہ التجا ہے کہ اوسکے مرگ اس
دار فنا سے کسطور پر ہوگی آیا مرگ طبعی مین فرش پر جان جاویگی یا کہ رزم گاہ مین پیدا اسکا جو کچھ
جواب دے سمجھ کہنا نور محمد خان لٹی نے حسب الحکم تعمیل کی اوس بزرگ کی خدمت مین جا کر پھر آیا
اور کہا کہ ایسا ارشاد کیا ہے کہ نادرشاہ نہ تو فرش پر بیمار ہو کر مریگا نہ لڑائی مین اپنے
نوکرون کے ہاتھ سے اپنے خیمہ کے صحن مین یہ مارا جائیگا اور اس خبر کو نیز ایک بار والد سید فاضل مرحوم
نے تین برس قبل مارے جانے نادرشاہ کے سنا تھا۔ چنانچہ اول ساقعہ اسکا اشعار کیا گیا۔

سرخیل اصحاب الیقین حاجی بدیع الدین کہ چشمہ فیض ہے اور منبع برکت و خیر ہے

یہ شخص پرگنہ سرکار سارن کے رہنے والون مین سے ہے جو ابتدا سے جہان کے نامدار ولی ہے بعد تحصیل
علوم متداولہ کے ہولی زندگانی کی منزلین خدا طلبی مین کاٹ ہوے اکثر خواجہ محمد جعفر مرحوم
کی صحبت مین جو کہ درویش صاحب کمال و شائل تھا بسر کیا سررشتہ مریدی خواجہ مذکور سے رکھتا تھا
تھا باتفاق حاجی احمد داماد مولوی نصیر مرحوم کے حج اور زیارت عتبات عالیہ کو گیا وہانسے
بہ وقت معاودت عتبہ عالیہ رضویہ علی مشرفہا السلام کی زیارت کو بھی گیا فی الحال موضع مصطفیٰ آباد
مین جو اوسکی زوجہ کا ملوکہ ہے مع عیال و اطفال کے بسر کرتا رہا علم فقہ اور تفسیر اور حدیث سے
نہایت باخبر اور عقلیات سے بھی ناآشنا نہین افاضل عصر نے اسی درجہ فضیلت پر شمار کیا ہے اور
شیخ محمد علی مرحوم نہایت احترام کرتا اور فرماتا تھا کہ تمام عظیم آباد سے اور ایک حاجی بدیع الدین
ایکروز اوسکے رخصت کرنیکو جب کہ وہ بنارس سے وطن اپنے کو جاتا تھا اور محض شیخ کی ملاقات کو
گیا تھا شیخ نے دروازہ تک مشایعت کی اور رخصت کے وقت نہایت رقت اور دعا فرمائی
ساعات اسکی طاعت ایزدی مین بسر ہوتی تھی اور کبھی نماز تہجد فوت نہین ہوئی اوقات شبانروز
نہایت ضبط و تقسیم سے گذرتی تھی وقت مصاحبت مین نہین دیکھا کہ کوئی فعل خلاف شرع
سرزد ہوا ہو سن پیری اسی کے قریب ہے تاسف کیا کرتا ہے کہ عمر کسی ائمہ ہمارے کی علیہم السلام اس حد
کو نہ پہونچی تھی میری عمر کسواسطے اسقدر دراز ہوئی حق تعالی ایسے بزرگون کو سلامت
رکھے کہ باعث نزول برکات الہی اور یادگار اسلاف کرام کے ہین۔

جلوس کرنا سراج الدولہ کا مسند ایالت بنگالہ اور اوڑیسہ اور بہار پر

سراج الدولہ نے بعد فراغت تعزیت کی مسند امارت پر جلوس فرمایا تہوڑی فوج کو حکم دیا کہ اوسکی خالہ بی بی گہسیٹی زوجہ شہامت جنگ دختر مہابت جنگ کو جو موتی جہیل مین اقامت پذیر تہی نکال کر کسی گوشہ مین بٹہاوین اور اونکا مال و اسباب وغیرہ ضبط کرکے داخل سرکار کرین رفقاے بی بی گہسیٹی نے بمجرد فوت ہونے مہابت جنگ کے باوجودیکہ بوعدہ خنگ سراج الدولہ کے اوس احمق عورت سے مبلغ خطیر لیا تہا راہ عافیت نکالکر ہر ایک نے اپنی راہ لی کچہہ تہوڑی سی جو رہگئی تہی محاصرہ سراج الدولہ سے گبراکر مضطر ہوئی میر نظر علی نے جو کہ سرمایہ فساد اور بی بی گہسیٹی کا مدار المہام تہا اور دوست محمد خان اور رحیم خان وغیرہ سرداران فوج کو لالچ دیکر سراج الدولہ کے حضور مین اپنی عفو تقصیر کراکر نکل گیا اور بی بی گہسیٹی کا جو کچہہ تہا سب یکجا ہوکر داخل خزانہ سراج الدولہ ہوا اور وہ عورت بدسیرت اپنی شقوی عداوت کے نتیجہ مین جو کہ باوجود لاولدی کے اپنے خواہرزادہ سے رکہتی تہی گرفتار ہوکر گوشہ نشینی کرائی گئی اور بی بی رابعہ کو چند وجہ سے دوہشتا دیکر مع اوسکے دختر بیوہ کے جو اوسکی بہاوج اکرام الدولہ کی بی بی تہی اپنے عقد مین لایا اور میر محمد جعفر خان کو بخشی گری سے معزول کرکے میر مدن نامی کو جو رفیق حسین الدینخان برادرزادہ حسین قلیخان کا جہانگیر نگر مین تہا طلب کرکے عمدہ بخشی گری پر سرفراز فرمایا اور اپنی دیوانخانہ کی پیشکاری موہن لال کو اور راجگی کا خطاب اور منصب پنجہزاری اور نوبت اور پالکی جہالردار عطا فرماکر مدار المہام اور مرجع انام بنایا درشت گوئی اور فحش اور استہزا اور تمسخر کرنا اپنی ارکان دولت سے ابتدا سے اوسکا شیوہ تہا اور اسی باعث سے لوگون کی طبیعتین متوحش و ملول تہین اب جو دو نو آدمی بر سرکار ہوے موہن لال مغرور نے مہابت جنگ کے رفقا اور روساے دیرینہ سے تنفر اور توحش زیادہ کرنا شروع کیا غیر چند سفلہ منش کے جنہون نے سراج الدولہ کی بدولت اقتدار پایا تہا ہر ایک سراج الدولہ کا دشمن ہوگیا اور دعا اور دغا سے خواہان عدم ہوے اسی ضمن مین سراج الدولہ نے ارادہ کیا کہ ملک پورنیہ شوکت جنگ ولد صولت جنگ سے تسخیر کرے لیس راج محل کو نہضت فرمائی اس خبر سے شوکت جنگ اور اوسکے اولیاے دولت کی نہایت تشویش ہوئی شوکت جنگ کہ اب تک مستحکم الارکان نہوا تہا صلحا اور علما سے رجوع ہوا تا کہ دعا سے اس بلاے ناگہانی کا مدافعہ کرین ناگہان سراج الدولہ کو خبر پہونچی کہ لوگ اسلی بکرٹنے کشن بلبہ ولد راجہ راج بلبہ دیوان شہامت جنگ کی جہانگیر نگر کی طرف گئے تہے کشن بلبہ کلکتہ کو بہاگ گیا اور مسٹر ڈریک صاحب کلان نے اوسکی حمایت کی ہے سراج الدولہ نے اس خبر سے شوکت جنگ کا ارادہ مقابلہ ترک کیا اور مرشدآباد کو معاودت کرکے مسٹر ڈریک سے مخاطب ہوا تا آنکہ مکالمہ مراسلہ سے

نوبت مہابت جنگ کا ظہور ہوا اور سراج الدولہ نے کلکتہ پر لشکرکشی کی۔

سراج الدولہ کی لشکرکشی کرنا کلکتہ پر اور مغلوب ہونا مسٹر ڈریک صاحب کلان کا انگلشیہ پر اور معمورہ مذکور کی خرابی اور شہر بدر ہونا مسٹر مذکور کا معذوری انگلشیہ سے اور بھیجنا سراج الدولہ کا نانک چند دیوان راجہ بردوان کو واسطے محافظت اور حکومت کلکتہ کے

سراج الدولہ کے دماغ مین نخوت کا دھوان جو چھایا فوج انگلشیہ سے آتش افروزی کی شرائی رفقای دیرینہ مہابت جنگ کو تاب ممانعت نتھی اور باعث رنج دلی کے جو نصیحتا اس بارہ مین قرین صلاح تھی نہ بتلاتے تھے اور نہ وہ مغرور انسے دریافت کرتا اور جو اوسکی مصاحبت مین تھے وہ بالکل عقل و شعور سے محروم تھے اور دولت حاصلہ کے حصول پر جو جلدی ہاتھ آگئی تھی مغرور ہوکر خلاف رضای سراج الدولہ کے دم نمارتے تھے سراج الدولہ بجاے خود ایک احمق خوشامد پسند بادۂ شباب سے مخمور جبل حرکت سے مخمور تھا مردان کار آمدنی کو دل وجان نایبزہ بیقدری اور ہتک حرمت سے جلا دیا تھا ورنہ ذری سے عاقلانہ سوال جواب مین اس اشتعال آتش سوز و شر کی نوبت نہ پہونچتی لیکن چونکہ تقدیر مین مہابت جنگ کے خاندان کی خرابی لکھی تھی ایسے ملک وسیع بنگالہ اور اوڑیسہ اور بہار کے سلطنت دو طفل اجہل سراج الدولہ اور شوکت جنگ کو ملگئی تھی القصہ سراج الدولہ نے سرانجام سفر کیا کہیکے اوایل ماہ رمضان کو بارادۂ تسخیر کلکتہ منصور گنج سے نہضت کی اور بعد قطع منازل کے بلدہ مذکورہ کے قریب مین منزل گزین ہوا چونکہ جماعہ انگلشیہ کو لڑائی کا یقین کامل اور اسباب حرب موجود نتھا کوٹھی قدیم مین متحصن ہوے اور نیز بعض منازل منضبط اور شوارع مستحکم کو ضبط کرکے مدافعہ کو آمادہ ہوے اور سراج الدولہ کے پاس سامان بیکران اور فوج گران مہیا تھی مکانات مذکورہ کی تسخیر مین متوجہ ہوا اور خفیف سی مدت مین اہل لڑائی سے غالب آیا مسٹر ڈریک نے عرصہ رزم مین لاچار ہوکر فرار ہونے مین اپنی بہلائی سمجھی آخر بلا اطلاع اکثر ہم قومون کے خود چند لوگون کے ساتھ جہاز پر سوار ہوکر چلدیا باقی ماندہ لوگ اپنے سردار کے فرار ہونے سے مضطر ہوے لاعلاج بمقتضاے عزت کے جبتک گولہ باروت رہا لڑتے رہے بعدہ شربت مرگ نہایت خودرائی سے پیکے ٹھنڈے ہوکر راہ عدم لی مجبور ہوکر اسیر دام تقدیر ہوے اور مال و اسباب اور نقد جو اوسی قلعہ مین اندازہ حساب سے بیرون تھا لشکر کے لوگون نے لوٹا سراج الدولہ کے ہاتھ بجز وبال دوام کے کچھ نہ لگا یہ ماجرا ۲۲ رمضان ۱۱۶۹ ہجری مین واقع ہوا اور مہابت جنگ کے انتقال کے دو مہینے بارہ روز گذرے تھے ظاہرا مسٹر واچہ صاحب کوٹھی قاسم بازار اور چند لوگ کلکتہ سے قید ہوکر سراج الدولہ کے پاس قید رہے اور شاید اس لڑائی مین چند لوگ بھی میرزا امیر بیگ رفیق محمد جعفر خان کے قید مین آئین لیکن میرزا نے مذکور نے بڑی ایمانداری کی جبکہ

نصرت ہلالی میر جعفر خان کو مطلع کرکے کشتی چابک روان پر بی بیون کو سوار کرایا اول آہستہ آہستہ
محافظان سراج الدولہ کی نظر سے دور جاکر جلد روان ہوا اور بارہ کوس پر جہاز مسٹر ڈریک کا ملا
اونہین سوار کردیا بی بی لوگون نے اُسکے حسن نیابت و بیان شرافت مسٹر مذکور سے کی صاحبان مذکور نے
چاہا کہ اوسکے معاوضہ مین کچہ رعایت کرین مگر امیر بیگ نے اوسکے قبول کرنے سے منکر ہوکر کہا کہ ہمنے یہ کام
بطمع زر نہین کیا بلکہ بدین خیال کہ آپ لوگ بہی اپنے قوم کے سردار اور شریف ہین اور ہم بہی مرد آدمی
نجیب الطرفین ہین بس اپنے یادگاری کو ایسا عمل کیا اور شباشب واپس ہوکر میر جعفر خان سے آملا
فی الحقیقت ایسا کام کیا کہ جو نجابت کے سامان تھے اُسکو مسلمان بے ایمان خیانت پسند نے نام غدر کیا ہے
اور اپنے زعم مین پیروی سید انبیا اور خلفا اور اوصیا کا جانتے ہین ۔ درحقیقت یہ امر سرکشی نفس امارہ
اور ضلالت شیطان اور شہوات طبع اور دنیا پرستی سے ہوتا ہے کیونکہ عمل ابرار سے دنیا طلبون کے کام تک
بڑا فرق ہے ۔ کار پاکان را قیاس از خود مگیر ۔ گرچہ یکسا شد در نوشتن شیر و شیر ۔ ہان اگر ہمارا
بادشاہ زندہ ہو جو کچہ حکم دے مسلمانون کو اوسکی فرمانبرداری واجب ہے اور غیبت مین ایسے امور سے جو واجب نہین
یعنے اگر کوئی قصد ہمارے جان و مال کا کرے اور کسی طور سے نمانے تو البتہ جو کچہ ہمسے ہوسکے تعمیل
کرین نہ یہ کہ بے سبب ملک و مال کی طمع مین جھگڑے فساد اوٹھاوین اور اپنے ساتھ خلق خدا کو بھی
تہلکہ مین چہوڑین خانہ مفتیان بے ایمان خراب ہو کہ اونکی طمع اور بدعقلی سے ایک عالم بلا مین قید ہوتا ہے
اللہم احفظنا و سائر المومنین من شرور الذین یوسوسون فی صدور الناس من الجنۃ والناس
القصہ سراج الدولہ چند روز کلکتہ مین مقیم رہکر جو امور موجب ضرر اور ایذاے خلق اور خرابی
معمورہ کی نہین اور جنہین وہ بجاے خود حسن خوبی سمجھا تھا بجا لاکر مرکز دولت کو واپس ہوا
اور مانک چند دیوان راجہ بردوان کو جو بجاے خود مغرور اور کل امور مین بے شعور اور
جوہر شجاعت سے معذور تھا جیسا کہ جب بردوان کی لڑائی مین مہابت جنگ مرہٹون کا محصور
ہو بیچارہ بہاگ کر اپنے راجہ کے پاس چلا گیا باوجود اس امتحان کے حفاظت کلکتہ پر مقرر کیا اور
پانچہزار سوار اور آٹھ ہزار پیادہ ہمراہ دئے اور ہمیشہ میر محمد جعفر خان اور رحیم خان و
عمر خان اور اونکے لڑکون دلیر خان اور اصالت خان وغیرہ اور راجہ دولبہ رام وغیرہ سرداران
ابرو طلب اور جگت سیٹھ وغیرہ کے ساتھ اہانت سے پیش آتا تھا ہر ایک کو اسقدر ہراسان و تنگ
کردیا تھا کہ ہر ایک اپنے زندگی سے بیزار تھا اور سراج الدولہ کی موت کا امیدوار جسکو ذرا
بھی سراج الدولہ سے آزردہ اور رنجش مین پاتے اوسے پیغام دیتے کہ بغاوت کرو ہم بھی شریک حال ہین

[illegible]

چنانچہ شوکت جنگ کی حال مین بندہ کو میر محمد جعفر خان کی سعی سراج الدولہ کی استقبال مین اوسکی عرایض سی جو شوکت جنگ کی نام آیا کرتے تھی مفصل معلوم ہوئی انشاء اللہ تعالی ان اوراق مین بھی درج ہوگا حالا باقی حال شوکت جنگ کا بنا بر انتظام اخبار سوانح مین کہ پہلو اسکے سی حقیقتین ظاہر ہوئین جو از زبان قلم ہوتی ہین تاکہ دیکھنے والونکو انتظار بیچ حال پوشیدہ اسکیکی اور انجام کار مین اسکے نرہی —

ذکر چند روزہ امارت شوکت جنگ اور اپنے ہاتھہ سی بلا اوٹھانا خوشامد گویونسے دھوکھا کھانا

اوراق سابقہ مین احوال قوت صولت جنگ اور جلوس شوکت جنگ کا اور کنارہ گزینی بندہ مورخ کی اوسکی رفاقت سی تحریر ہوچکا ہی اور یہ بھی اشعار ہوا کہ بندہ قلمرو پورنیہ سے نکلجانے کا عزم رکھتا تھا اور سراج الدولہ کی بسبب اندیشہ مندی کی جو کہ اوسنے چھوڑیا ہون اور میر عبدالوہاب اور بندہ کے عمو کو عظیم آباد سی اخراج کیا تھا اور موسم برشگال نزدیک آیا تھا نکلنا اونکا اوسکی حدود سی جو پندرہ سولہ روز کی راہ رکھتی تھین متعذر ہوا لہذا گندہ گولہ کی معبر سے لوٹکر پورنیہ مین اقامت گزین ہوا چند روز کے بعد دوستان نادان نے شوکت جنگ کی رفاقت کی تحریص کی بندہ ہرچند براہ انکار کہتا تھا کہ میری صحبت اوسکی ساتھ برار نہوگی اور انجام کار اچھا نہوگا آس اپنے گوشہ خانہ مین تنہا ہون دو نوابلیعنی سراج الدولہ اور شوکت جنگ کی شور و شر سی آزاد ہون در صورت رفاقت کی دونو طرف رنج و غم ہوگا باوجودیکہ اسقدر بندہ نے عذر کی مگر کچھہ سود نہوا بلکہ مرگ انیو جشنی دارد ایسی ایسی گفتگو کرنے لگی جب دیکھا کہ بندہ اونکی گفتگو نہین مانتا ایکروز اوس کہنہ مغرور کو خدا معلوم کس تقریب سی بندہ مورخ کی گھر مین لاسے اور اسکو بندہ اونکی ترک گوشہ گزینی کی تحریک کی بندہ لاچار ہوا یقین ہوا کہ اگر انکار کرتا ہی تو جو بلا اخیر رفاقت مین ہوتی ہوگی وہ ابھی ہوتی ہی ناچار رفاقت مین تن دیا آمد و رفت دربار کی شروع کر دی چند روز تک میری رضا جوئی مین مصروف ہوا ہر کام مین میرا شورہ لیا کرتا تھا اور بندہ مانند وزیر شطرنج کے پہلو سے شاہ مین نطق و ہوش سے خاموش حکم و دستخط مین تلقین و تعلیم کیا کرتا تھا اگر کچھہ دیر سے پہونچتا تھا میری انتظاری مین معطل بیٹھا رہتا اور بندہ اسی وجہ سی عجب بلا مین مبتلا تھا خط اور سواد تک درست نتھا وقت دستخط تعلیم کا محتاج تھا کہ وصل حروف سکھلاون تا آنکہ ایکروز

خود بخود بے اختیار صفین دستخط کرنے مین برہم ہوا اور قلم پٹک کر مسند سے اوٹہ دوسری جگہ جا بیٹہا
چونکہ کوئی سبب درمیان مین نتہا بندہ نے مطلق نسمجہا کہ اس آشفتگی کا کیا سبب ہی بعد ساعت
کے اوٹہا بندہ بہی مع دیگر حاضرین کے مرخص ہوا اور روح الدین حسین خان برادر سید ارجنگ
سیف خان مرحوم کے گہر مین جسکا بہنوئی بندہ کا نہایت آشنا تہا اگر حرکت مذکورہ سے جو مخفی نہ رہی
تہی استعجاب کرتا تہا ناگاہ اوسکے مقربین مین سے ایک خدمتگار آیا اور ایک رقعہ لایا اوسکا مضمون
یہ تہا کہ صاحب میرے رفیق ہین نہ کہ اتالیق اسقدر تعلیم اور نصیحتین کیون کرتے ہین بندہ نے جواب
دیا کہ حسب طلب مامور تہا تعمیل کرتا تہا اب کہ ایسا ارشاد ہوتا ہی ہرگز بار دیگر ایسا عرض نکرونگا
بندہ نے چند روز خاموشی اختیار کی بعد چند روز کے پہر اوسنے تعلیم کے بارہ مین حاجت کی جب کہ بندہ
نے عرض کیا کہ مزاج دولتمندون کا آگ ہوتا ہی مجہے معلوم نہین کہ کس امر مین مرضی شریف
کیا ہی امیدوار ہون کہ مجہی معاف فرمائیے اوسنے الحاجت کرکر حد سے زیادہ مبالغہ کیا لاچار جس امر
مین کچہہ سوال کرتا بندہ بہی ہان ہون کر دیتا تا آنکہ میر محمد جعفر خان کے عرایض اس مضمون سے
صادر ہوی کہ سراج الدولہ سے بغاوت کرنا چاہیے اور اکثر سردارون کے نام جو بندہ کو یاد نہین ہین
اوسمین لکہی تہی کہ ہم سب لوگ آپکے دامن دولت سے توسل رکہتے ہین بشرطیکہ ہم سے عہد و پیمان
ہوجاوے اور آپ بہی مضبوط کمر باندہے اور سراج الدولہ کی تسخیر ملک کو عزم فرمائے ایسے عرایض کے
ورود نے شوکت جنگ کو شوریدہ سر کر دیا اور اسی عرصہ مین میر معلی خان جو کہ جاد برہان الملک
سعادت خان کے سالون مین تہا کسی طرف سے شوکت جنگ کی ملازمت مین آیا یہ شخص عجب طرح کی
شورش اور فساد رکہتا تہا اور زمانہ کہن سے میر محمد جعفر خان سے کمال ربط و اتحاد رکہتا تہا اور جبلت کے
جو قدیم نوکر صولت جنگ کا اور لوطائیہ مزاج تمسخر کار کہتا تہا اول سفر کلکتہ مین مورد عنایت سراج الدولہ
کا ہوکر عین راہ سے بہاگ کر پورنیہ پہونچا اور شوکت جنگ کی ملازمین مین داخل ہوا یہ دونو آدمی بطمع
اخذ خوشامد گوئی مین مصروف ہوے شوکت جنگ خود ابلہ تہا اونکی باتون مین متوجہ ہوکر تخت فلک
کو بہی اپنے برابر نہین جانتا تہا چنانچہ جب اپنی تعریف اون دونو خوشامدیون سے سنتی کہتا تہا بعد فتح بنگالہ
چونکہ آب ہوا وہان کی میرے مزاج کے برخلاف ہی اول تصفیہ راہ کا ولد صفدر جنگ سے کرکے غازی الدینخان
کا اقبال کرنا ہوگا تب لاہور و کابل جاؤنگا اور قندہار و خراسان کو اپنا نشیمن بناؤنگا اور معرفت
ضیاء الدولہ ولد سعد الدین خان اور جلال الدولہ جلال الدین محمد خان جو کہ عماد الملک کے مقربین
مین سے تہے اور صولت جنگ پدر شوکت جنگ نے اونکی ساتہ راہ درست کر لی تہی واسطہ سوالکا اسبا

اور سر انجام کار حضور کا کیا تھا اور رقعہ دستخطی اور مہری عماد الملک کا متضمن اجازت جنگ کے
سراج الدولہ سے اور نیز چھین لینے ملک بہار اور اوڑیسہ اور بنگالہ کے اوسکے ہاتھ
سے اور بشرط ایصال کے کروڑ روپیہ نقد پیشکش اور اوسکے مال کی ضبطی کا حاصل کیا جب
رقعہ مذکورہ پہونچا اُسکی نخوت دو بالا ہوئی اور بموجب کاوشین سرداران قدیم سے جو باپکے
پروردہ نعمت اور معتمد علیہ تھے کرنے لگا اکثرون کو نسبت بعض عہد طفلی کے ذلیل اور آزردہ
خاطر کیا اور میر معلے خان اور حبیب بیگ اور بعض متوسل قدیم اوسکے عہد طفلی کے جو کہ سبب
سفلہ اور سبک سر تھے اور اعزہ کے ذلت مین اپنا عروج جانتے تھے اوس کام مین ترغیب
اور تحریک دیتے تھے اور ہمیشہ خلاع فاخرہ اور جواہر اور اقبال کے لینے مین مشغول رہتے
بعض وقت مین اونکو سمجھاتا کہ اول اپنے آقا کی پایداری دولت کی فکر کرو بعد ازان فیل و جواہر کی
امید مین کرنا ایکروز ارادہ قید کرنے علی ہزاری کا کیا جو کہ سرداران توپخانہ دستی کا سردار اور
صاحب جرات اور اوسکے باپ کا نمک پروردہ تھا اور بندہ کے بھائی علی نقیخان کو بے وقت
خلوت مین بلایا اور علی ہزاری کی گرفتاری مین مشورہ چاہا بندہ خاموش ہوا جب مبالغہ کیا
اور سوگند دی کہ جو کچھ نیک مصلحت ہو اطلاع دو اوسوقت بندہ نے کہا کہ اسقدر سمجھ لینا
چاہیے کہ سبب نفرت مردم کا سراج الدولہ سے باوجود حقوق مہابت جنگ کے جو برسون کی
ہین یہے اور رجوع ہونا اونکا آپ سے خالی اس سے نہین کہ سراج الدولہ کے ہاتھ سے لوگ
عزت و جان کے جانے مین فکر مند ہین اور آپ کو ایسی بدی سے بری جانتے ہین جسوقت
آپکی بدسلوکی نسبت ملازمین والد مرحوم کے اون لوگون کو معلوم ہوگی تو آپ سے سب
بیزار اور سراج الدولہ کی سلامتی کا خواستگار ہونگے اوسوقت بندہ کے کلام کی تصدیق
کرکے ایک زنجیر فیل خلعت عطا فرمایا اور رخصت کیا بعد چند روز کے مصاحبان
نادان نے پھر بھی منصوبہ شروع کیا اور علی ہزاری کے ہمراہیون کو لالچ دیکر
پراگندہ کردیا اور شوکت جنگ نے پیادہ اور سواران برادری علی کو سیف الدین
محمد خان کے ہمراہی مین سپرد کیا اور ایکروز خود سوار ہوکر اوسکے مکان پر چڑھ گیا بعض
برادران ہمراہی جو اوسکے ساتھ رہ گئے تھے باہر نکلکر علی کو تنہا چھوڑ گئے محمد سعید خان
اور نقی علی خان برادر بندہ اوسکے دروازہ پر جاکر ہاتھ اوسکا پکڑ کر لے گئے چاہا کہ
اوسے سزا سے تازیانہ کی عمل ہو محمد سعید خان وغیرہ اور نقی علی خان برادر بندہ اوسکی

دروازہ پر جاکر ہاتھہ اسکا پکڑکر لائی چاہا کہ اوسپر سزائے تازیانہ کی عمل ہو محمد سعید خان وغیرہ نے شفاعت مین
مبالغہ کیا مگر کچھہ نہ سنا آخر محمد سعید خان نے آشفتہ ہوکر کہا کہ مالک نوکرون کے ساتھہ ایسا نہین کرتے بخوف
آزردگی عامہ سپاہ اور نیز اس کہ وہ لوگ لالی کی حمایت پر جاوین تھے چوب تازیانہ سے بچاکر مقید کیا او
اوسکا مال ومتاع ضبطی مین لایا بعد چند روز کے اوسکو مع عورات واطفال کے جملہ اسباب سے
محروم کرکے تینتیس ۳۳ روپیہ زاد راہ دیکر کشتی پر سوار کرایا اور دریای کوسی سے پار کراکر برنگری کی
طرف چھوڑدیا اسطرح زبان یاوہ گو سے ہر ایک کو آزردہ کرتا تھا بزرگون کو بدی سے یاد کرتا تھا
ایکروز کارگذار خان بخشی سے عین دربار مین جب کہ بہت سے ملازمین جمع تھے فرمایا کہ بعد فتح بنگالہ کے
کارگذار خان اپنے سپاہ کا دو ماہہ میرے نذر کرے گا کارگذار خان بیچارہ کہ جوان
ہوشیار تھا متحیر ہوکر بولا ہان خداوند نعمت لوگون کو بنگالہ کے لوٹ سے اسقدر
ہاتھہ لگیگا کہ لوگون کو اپنا روپیہ دینے سے کچھہ گرانی نہو گی فرمایا تجربہ یہ کام مہابت جنگ
احمق کا تھا کہ لوگون کو لوٹ معاف کرتا تھا ہم ہرگز ہرگز کسیکو معاف نکرینگے
دوسرے روز میر بعلی خان فوجدار نواب گنج و سمرسنہ وغیرہ کا جو بشرط تنخواہ بیگ پور
وغیرہ کے مقرر ہوا تھا جو عرضی لکھی تھی اوسمین تحریر تھا کہ نواب عالم پناہ سلامت
اس لقب سے شوکت جنگ نہایت خوش ہوا اور حاضر باشان وداروغہ دیوانخانہ
کو حکم دیا کہ چوبدار لوگ اسی خطاب سے مجرا لوگون کا کرادیا کرین اور عجیب تر یہ
کہ منشی کو طلب کرکے حکم دیا کہ عماد الملک کو عرضی کرے کہ چونکہ جناب عالی کو لوگ
نواب عالمیان آب خطوط واخبار مین لکھتے ہین اور مجھے آپکا فرزندی کا دعوی ہے
اپنا خطاب عالم پناہ مقرر کرکے امیدوار ہون کہ اسی لقب سے یاد فرمایا جاؤن اور
اس خطاب کے نذر جو خود تجویز کیا گیارہ ہزار اشرفی عماد الملک کے واسطے ارسال کین اور
ضیاء الدولہ اور جلال الدولہ کو جو اوسکے مربی تھے لکہا کہ جو کوئی اس خطاب
سے مجھے نہ لکھیگا اوسکا خط چاک ہوگا جواب نپاوے گا سبحان اللہ
آپکی عقلمندی کا یہہ حال تہا باوجودیکہ زنانہ نہ تھا لیکن گفتگو اور وضع زنانہ رکھتا
تھا جب تک اقبال یاری پر رہا بار عام فواحش کا ہر ایک سے روبرو دیتا
تھا اور لوگ اس حال کو سنکر سکوت کرتے تھے تا آنکہ میر معلی خان احمق
سے عرضداشت کی کہ بندہ تسخیر بنگ پور کا ارادہ رکھتا ہے اور ملک کا

بیچ کی برسات میں طغیانی امید وار سے لوگون کو تاکید ہوئی کہ ملک پر روانہ ہون برسات میں طغیانی
مین اور راہ مین پانی مین غرق تھی اسوقت مین کسکی مجال تھی کہ حرکت کرے
جب لوگون کے نکلنے مین دیر ہوئی خود دیوانون کی طرح نکل پڑا اور
بے آگا پیچھا سوچے دو تین منزل دوڑ گیا آخرکار خود بھی حیران و پریشان
ہوکر واپس آیا

ظاہر ہونا بیدلی سپاہ کی شوکت جنگ کی سفاہت سے اور پورنیہ کو نادم اور شرمندہ ہوکر لوٹ آنا

اسی سفر مین چونکہ آدمی اوسکی بےشعوری سے عاجز ہوے تھے ہر شخص کیا
چھوٹا اور کیا بڑا سب اپنے مکانون مین دوستون سے اوسکی شکایتین کرتے تھے
حبیب بیگ موافق خاص دوستون مین شریک ہوا اور سخن چینی اور چغل خوری ان
لوگون کی اوسکے روبرو کرتا بلکہ کہتا کہ مردم سپاہ باہم متفق ہوکر انکی نسبت
نمک حرامی کا خیال رکھتے ہین یہہ سخن کچھہ اصل نہ رکھتا تھا البتہ کارگذار خان اور شیخ
عبدالرشید اور شیخ جان یار وغیرہ سردار یکدل ہوکر یہہ ارادہ مصمم کیا تھا
کہ بہیئت مجموعی اوسکو پوچ گوئی سے ساکت کرین اور ڈراوین شوکت جنگ
اس ماجرا سے مطلع ہوکر خائف ہوا اور ہر ایک کو بلاکر عذرخواہی کی مردم نے
یہہ دیکھا میر حبیب کی چغل خوری کا خیال کیا اور کہا کہ جس شخص نے جھوٹھا
مقدمہ ہمارے ارادہ نمک حرامی کا انکی نسبت حضور مین بیان کیا ہے اوسکا
نام ارشاد فرمائیے تاکہ اگر راست گو ہے روبرو ہوکر تصدیق کرے اور اگر
جھوٹھا ہے ہم لوگ اوسکی سزا کرین حبیب بیگ نے مضطرب ہوکر خود بخود کہا کہ ہمنے
ایسا نہین کیا بلکہ بطور خیرخواہی کے سمجھاتا تھا کہ اس گفتگو سے بچاکر ترک کرو ورنہ لوگ
آمادہ دل آزردگی ہین اور ان لوگون مین اول بندہ ہے اس سخن مین چونکہ
سراسر جھوٹھ تھا شوکت جنگ بھی اوس سے آزردہ ہوگیا اور دوست و آشنا
نے بھی اوسے مقام پر اوسکو ملعون و مطعون کیا حبیب بیگ نے دو نو طرف
سے لعن و نفرین سنکر اپنی رستگاری منحصر ترک دنیا داری کے سمجھی اوسیوقت

لباس و یراق اوتار کر کہا کہ تا ہنگامہ جنگ کے رفیق ہون بعد ازان فقیر ہو جاؤنگا
ہو و فی الحقیقت اگر ایسا کرتا تو لوگ اوس سے ناراض ہو کر اوس جگہ اوسکو تو ہین و تحقیر
کا ارادہ رکھتے تھے اور شوکت جنگ نے لوگون کو اپنے حال سے منحرف دیکھکر
کل سپاہ سے کنارہ کیا اور توپخانہ دمدمی کے درمیان مین جہان بعض بعض پر اعتماد تھا
یلغار کرکے داخل خانہ قلعہ مین ہو گیا اور دروازہا سے قلعہ پر محافظ نگہبان کیے
کہ ہتھیار بند کوئی نہ آنے پاوے جو کہ سپاہ کو بھی اوسپر اعتماد نتھا سب لوگون
نے ترک آمد و رفت کرکے اپنے گھرونمین جا بیٹھے آخر کار ناچار ہو کر ہتھیار بند
آنے کی اجازت دی اسی اثنا مین خبر پہونچی کہ علی ہزاری حسب طلب سراج الدولہ
کے بیرنگر سے مرشد آباد کو روانہ ہوا نہایت مغموم و ملول ہو کر کہا کہ اگر علی نے جو میرے
باپ کا پرورش یافتہ ہے ایسی حرکت ظاہر ہو تو کسی سے چشم امید نرکھنا چاہیے
اسکی حماقت دیکھنا چاہیے اپنے حقوق کو تو علی کے نسبت یاد کرتا تھا اور جو سلوک
کہ خود بدولت نے اوسکے ساتھ کیے یاد نہین کرتا کہ کوئی برائی بجز اوسکے بندہ نہین
جانتا ایسا کون سلوک تھا جسکے عوض مین امید وفا علی سے رکھتا تھا خلاصہ یہ کہ اوسکی
سفاہت کی تحریر کو دفتر چاہیے روشنائی اور قلم کا مفت مین خون ہوتا ہے
سراج الدولہ نے انتشار حواس اور تنگ ظرفی اور عداوت اوسکی میر معلی خان
وغیرہ تابعین کی تحریک سے سمجھ لیا کہ اوسکا ارادہ دریافت کرے بلکہ لڑائی
کو آمادہ ہو —

بہیجنا سراج الدولہ کا راے راس بہاری چھوٹے راجہ جانکی رام کو فوجداری کو سارہ اور بیرنگر پر اور بھڑک اوٹھنا شعلہ فساد کا اور گل ہونا چراغ دولت شوکت جنگ کا

سراج الدولہ نے اوسکے حرکات عجیبہ کے سننے سے باوجودیکہ خود بھی اسکو بہ تنا متنبہ ہو کر
اوسکے مدافعہ کا ارادہ نہایت جلد پیش نہاد ہمت کیا راے راس بہاری برادر
خورد راجہ جانکی رام بہادر کو مع ایک قطعہ خلعت موسومہ شوکت جنگ اور سند فوجداری کا

پیرنگر اور گونڈوارہ کے اوسکے نام لکہکر روانہ کیا اور راس بہاری سے مقابل راج محل کے کشتی لگا کر عرضی شوکت جنگ کو لکہی اور خط سراج الدولہ کو بہیجا خود منتظر اجازت شوکت جنگ کا مقیم رہا مضمون خط سراج الدولہ کا یہہ تہا کہ دونون پرگنہ مذکور حضور مین دوسرے کی جاگیر ہوتی تہی ہم نے ہنگامہ کا دخل وہان ہونا نہ جانا اپنے جاگیر مین لے لیے چونکہ جنگ و جدال درمیان نہین رہی اس بہاری کو جسنے وہان کے کام پر مامور کیا ہے دخیل فرماکر اوسکا دخلنامہ عنایت فرمائیگا شوکت جنگ خطوط مذکورہ کے پہونچنے سے متحیر ہوا اور اپنے دولتخواہون کو جمع کرکے بندہ کو طلب کیا میر معلی خان اور حبیب بیگ اور کارگذار خان وغیرہ اعیان و معتمدین حاضر تہے کہ بندہ بہی پہونچا خطوط کو کہولکر دکہلایا اور صلاح طلب کی ہر ایک بندہ سے مستفسر ہوا اور نیز خود بہی مشورہ طلب ہوا بندہ نے چونکہ مدت سے گرفتہ خاطر تہا التماس کیا کہ جو کچہہ خاطر عالی مین گذرا ہو عین صلاح ہوگا جب بڑی سماجت کی بندہ نے عرض کیا کہ چونکہ عرصہ قلیل برسات مین باقی ہی اور رنگ و بار کی راہ جو محاربات مین ضرور ہے ہنوز مسدود ہے ایسا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اسقدر مدت کو رفق و مدارا مین بسر کرو اور راس بہاری کو لطف و مدارات و ستک و عمال دلانے کا متوقع کرکے حضور مین طلب کرو اور سراج الدولہ کو لکہیے کہ جو کچہہ تحریر فرمایا نہایت مناسب اور باموقع ہوا اور بہت خوب لیکن چونکہ بندہ بہی اپنے تئین جملہ متوسلان دامن دولت سے جانتا ہے بہتر ہوگا کہ اس مقام کو بدستور بندہ کے تفویض رکہے اوسکی مالگذاری کیجاویگی — اس مضمون کو لکہکر منتظر رہیے کہ کیا جواب لکہتا ہے اگر راس بہاری حاضر ہو بطایف الحیل مین رکہنا چاہیے اور اس ترکیب مین جسقدر بارش کے دن ہون بسر کرنا ضرور ہین اور نیز اس عرصہ مین سامان حرب بسر انجام کرین بعد برسات چونکہ قوم انگلشیہ کے شورش کا احتمال ہے اوسکو اپنے طرف مستعد کرکے جدہر دل مین آوے عزم کیجیگا نواب نے اس صلاح کو پسند کیا اور منشی کو اسی مضمون سے جواب لکہنے کو ایما فرمایا اور بندہ کے راے و تدبیر کی تحسین فرمائی خوشامد گو یون غصہ سبب حسود اوسکی بہتری مین بندہ کی ستایش کرنا شروع کی گفتگو کو اس خصوص ذکر مین طول دیا

بندہ کو یہہ تقریر ناپسند ہوئی ایک مرتبہ ورق اولٹ کر کہا کہ تمہاری عقل کہان
تک ہماری عقل سے زیادہ ہوگی اگر یہہ ہزار عقل رکھتا ہے تو ہم لاکھ اب مجھہ ہرگز
انکا کہنا منظور نہین اور راس بہاری کے ہرکارون کو طلب کرکے بیچارون کے
ناحق گوشمالی دی اور رقعہ وزیر کو جو سند ریاست تھی طلب کرکے دربار عام
مین حکم پڑہنے کا دیا اور ہرکارون نے پیغام زبانی بھی ادا کیا اور خط بھی اوسی مضمون
سے لکھا فرمایا کہ تینون صوبون کی صوبہ داری کی سند میرے نام صادر ہوئی
ہے چونکہ واسطۂ اخوت و برادری درمیان ہے تمہاری جان سے درگذر کر جو مکان
جہانگیر نگر مین تجویز کرو اطلاع دو کہ تمہارے نام مقرر کرکے سند بھیجا دے
تاکہ وہان جاکر بیٹھو اور دار الامارہ کو مع خزاین و اسباب کے خالی کرو کہ ہم اپنا
منتظر ورود جواب بابرکات ہے — ہرکارون نے واپس ہوکر یہہ کیفیت
راس بہاری کو جا سنائی اوسنے جواب خط جو شوکت جنگ نے لکھا تھا سراج الدولہ
کے پاس بھیجا سراج الدولہ نے اوس مزخرفات کو سنکر آخر ذی الحجہ کو مع فوج
بعزم استیصال شوکت جنگ کے برآمد ہوا اور راجہ رام نراین کو مع زمینداران
اور افواج عظیم آباد کے اپنی مدد پر طلب کیا اودہر سے راجہ رام نراین مع راجہ
سندر سنگہ اور پہلوان سنگہ اور اوسکے بھائی سوتہر سنگہ اور جمیع فوج عظیم آباد کے
کہ تعداد و برابر کثرت جمعیت شوکت جنگ کی تھی اور اگر کچہہ نہین تو بھی زیادہ مساوات
البتہ ہون گے حاضر ہوا اور سراج الدولہ نے فوج ہمراہی کے دو حصہ کیے
نصف فوج کی سرداری راجہ موہن لال دیوان قدیم معتمد کو دیکر گنگا پار بھیجا
کہ براہ بسنت پور گولہ اور حیات پور گولہ اور صحرا کے شوکت جنگ کے سر پر جاوے
اور نصف فوج اپنے ہمراہ لیکر راج محل کے قریب معبر کیا اور اوسکے تعاقب راجہ
رام نراین نے مع فوج کے عبور کیا —

فوج سراج الدولہ کا منیاری مین پہونچنا اور شوکت جنگ کی افواج کا نواب گنج مین مورچہ باندھنا اور باہم کی لڑائی اور سراج الدولہ کی فتح اور شوکت جنگ کا مارا جانا

شوکت جنگ نے جو کہ پیشتر سے سراج الدولہ کے آنیکو عزم جزم کر رکھا تھا پیغام مذکور
بھیجا تھا بعد بھیجنے خط مذکور کے اپنے لوگون کو حکم دیا کہ کوئی محفوظ جگہ تجویز کر کے لشکرگاہ
بناوین اور اوسکے باپ کی عہد دارالامارت ہونیکے شعور سے خالی نتھے باہین تیاری اور نوابگنج کی جگہ
مین کہ ہر طرف سے جھیلین محیط تھین اور وہان جانے کی راہ دشوار تھی ایکطرف
سے نالا اور دوسری طرف بھی ذو وکالہ قد آدم سے زیادہ لگا ہوا تھا ایک معبر جاریکا بھی پلی وغیرہ کی آراستگی سے ممکن العبور
بدشواری تھا معسکر بنایا باوجود یکہ میدان مذکور عریض تھا کہ بعض جگہ دو تین کوس اور کہین اسیقدر کم عرض تھا پھر بھی
اکثر جگہ احتیاط ضرور ہے کہ لب جھیل پر خندق کھود و اگر سد بلند طیار کرین
اگر کوئی باسلیقہ وہان پر ٹھہر کر لڑتا تو مدتون کو گذارہ تھا کہ دشمن یورش نکرتا اور
اپنے ملک کے پشت پر تھا رسد کا اسباب وغیرہ جو ضرور ہوتا اوسکا بھی پہونچنا
دشوار نتھا الغرض سپاہ ساپر سیفی سواران اور نجیب اور سرداران والا و اوسکے
زبان ہی تامل کے اندیشہ سے اور وہ خود عدم اطمینان سپاہ سے باہم کر متفرق رہنا
مناسب سمجھا چند روز قبل اپنے نکلنے کے سپاہ کو مورچال مقررہ پر رخصت فرمایا
اور حکم دیا کہ اوسکے خیمہگاہ سے علاحدہ دریا سے سو شہرا کے کنارے جسکا فاصلہ
ڈیڑہ کوس کا ہوگا کل سپاہ جا اوترے چنانچہ نبیدہ مورچہ آور لچھی علیخان پر اور مورچہ
آور کارگذار خان بخشی اور شیخ جہانیار آور شیخ عبدالرشید نواسہ شیخ مذکور اور
میر سلطان خلیل خان اور محمد سعید خان پسر ابو تراب ساخان تورانی جو کہ آزادی کی لڑائی مین
برہان الملک کی رفاقت مین مارا گیا آور نیز دیگر سرداران سیف خانی وغیرہ
مع اپنے رسالون کے کہ گویا کل فوج وہی تھی بموجب اوسکے حکم کے اوسی مقام
پر سب لوگ منزل گزین ہوئے اور سیام سندر کا بہتر بنگالی جو کہ توپخانہ دستی کا
پیشکار تھا ہمراہ آقا رہکر قبل ایک روز جنگ کے پہونچکر راہ برآمدن مورچال مین
فرودگاہ کی اور لشکر بے سردار مایرا اور توپخانہ سے دو نیم کوس پر جاگزین ہوا
ہر روز قرب وصول لشکر سراج الدولہ کے خبرین پہونچتی تھین ایکروز قبل جنگ کی خبر آئی
کہ فوج ہراول سراج الدولہ کے نزدیک پہونچا چاہتے ہین لاچار ادہر کے لوگ بھی طیار
و مستعد ہوئے بعد آزان دریافت ہوا کہ ابھی کچھ فاصلہ ہے کل تک پہونچینگے شام کو
شوکت جنگ کا خیمہ آیا معہذا یقین تھا کہ سب تک آئیگا رات بہر صورت گذر گئی اور ۲۲ محرم الحرام ۱۱

کی صبح نمود ہوئی دو گھڑی دن چڑھتے شوکت جنگ آپہونچا ملازمین نے پاس پہونچکر
سلام گذاری کی اونہین بندہ مورخ بھی شریک تھا اوسوقت مین بھی اس سردار
نابکار کے گرہ پیشانی جو ناحق نوکرون کے جانب سے رکھتا تھا نہ کھلی جو لوگ سلام
کو آئے تھے اونہین حکم دیا کہ اپنے مقامات کو واپس ہون بیچارہ دست راست
کے طرف ڈیڑہ کوس کے فاصلہ پر جہان تھے جا کر مستعد ہوئے اور خود بدولت مع
سواران یکہ متفرقہ اور معتمدے کے مانند میر مرد انعلی ولد رستم علی خواہر زادہ خواجہ معتصم
برادر صمصام الدولہ خان دوران جو دار وغہ خاص برادر اور نشان زرتار کا مالک تھا
اور موہن لال دیوان قدیم اور سیف الدین محمد خان نواسہ آقا عظیما جو للی ہزاری کی جگہہ
مقرر ہوا تھا اور راو سی معصوب کے بہیلہ برق انداز اسکے زیر سرداری تھے اور اوسکا
حقیقی بہائی رمضانی نام جسکا خطاب بادی علی خان بہادر جسارت جنگ اور تین چار سو
سوار ہمراہ رکھتا تھا درمیان مورچال کے مانند صید ٹہلنے لگے اپنے زعم مین گویا انتظام
کر رہے تھے عمر خان نام جماعہ دار جو کہ افغان سالخوردہ اور ریش اور دہ پیر سلطان خلیل خان
سردار کا تھا مع اپنی جمعیت کے جو قریب دو سو سوار کے ہونگے اتفاقاً اوسوقت
ہمراہ تھا اسوقت مین ہر قسم کی بدخلقی اور زرشتی ہمراہیون سے کرتا تھا عجب
ایک شالت روز منقضی ہوا اور مہاری کے میدان مین لشکر سراج الدولہ کا راجہ موہن لال
دیوان کی سرداری مین پہونچا اور اوسکے علم کہلے دونو لشکر کا فاصلہ تقریباً دو کوس کا ہوگا
سپاہ سند مشرف توپخانہ دستی نے اپنی سپاہ گستی سے باظہار شجاعت مورچال
سے باہر قریب رویہ لشکر سراج الدولہ کے مقابل ڈیڑہ کوس کے فاصلہ پر جا ٹھہرا
وہان پر کوئی جھیل باسد جا پہونچنے کی نتھی کیونکہ مورچہ سے تو باہر نکلکر استادہ
ہوا تھا اور سراج الدولہ کے لشکر کے داہنی طرف شوکت جنگ کے لشکر کے سردار
جنوباً شمالاً مقابلہ مین دو کوس کا فاصلہ اور درمیان مین جھیل تھی راجہ موہن لال
باتفاق میر محمد جعفر خان اور دوست محمد خان اور میر محمد کاظم خان اور دلیر خان اور امالت خان
ولد عمر خان اور شیخ دین محمد وغیرہ سردارون نے لب دریاے گنگ خیمہ استادہ کرکے
خود مع کل سپاہ اور توپخانہ کے درست و جمعیت ہو کر محافظت کو آمادہ ہوئے اور
توپ مین بتی دینا شروع ہوئی گولی بسبب بعد مسافت کے اکثر جھیل مین جا گرتی تھی

جب دو تین گھڑی کے بعد بڑی توپین آئین اور اون سے کام لینا شروع ہوا بعض
گولہ قریب مورچاں اور اکثر مورچون کے اندر پہونچنے لگے جب گولہ اندر گرنے لگا
شوکت جنگ نے اپنے پاس سے ماہی مراتب کو دور کیا اور فرمایا کہ گرم خواب ہون
نوکر لوگ جو لا چار ہمراہ پہرتے تھے اونپر خفگی کرتا تھا کہ تمکو ازدحام ہجوم کرکے مجھے نشانہ
توپ کیا چاہتے ہین لوگ متفرق علحدہ ہو گئے پہر بھی راضی نہوا ایک جگہہ نہ ٹہرتا تھا
عمر خان جماعہ دار مذکور نے عرض کیا کہ نواب سلامت یہہ صف رزم ہے بندہ نے
آصف جاہ کے ہمراہ معرکہ دیکہا اور لڑا بھی ہے ایسی لڑائیون مین اسطرح نہین پیش آتے
فوج کو یکجا کرکے حسب احتیاج مقدمہ درست کیجیے توپخانہ دستی روبرو کرکے مقابلہ کرنا مناسب
ہے اور کچھ استقلال بھی کرنا ضرور ہے تاکہ فتح و ظفر ہوا وسنے آشفتہ ہوکر فرمایا اور
آصفجاہ کو برا بھلا کہکر کہا کہ مینے خود تین لڑائیان دیکھی ہین مجھے کسیکی تعلیم درکار نہین ــ
بیچارہ جماعہ دار خاموش ہوا اسی عرصہ مین ایک سوار کو حکم دیا کہ جاکر شیخ جہان باز
اور کار گذار خان وغیرہ سردارون سے کہہ کہ دشمن کے نشان نمود ہوے اور
تم لوگ جرأت اور یورش نہین کرتے چاہیے کہ حملہ کرو سوار نے جاکر جواب حاصل
آسنایا کہ اس فوج قلیل کی اوس جماعہ کثیر پر بدینحالت کہ جہیل کی دلدل مانع
راہ ہے یورش نہین ہوسکتی اور نیز مقرون بصلاح نہین جسوقت وہ لوگ یورش
کرین اور اس دلدل کیچڑ کو طے کرین اور توپخانہ کے صدمات جہیل کر آپہونچین اوسوقت
جو کچھ ہوسکیگا ملاحظہ مین آویگا اس جواب سے نہایت آشفتہ اور آزردہ ہوکر سخنان
نالایق زبان پر لایا اور کہلا بہیجا کہ یہہ کیا نامردی اور بزدلی ہے میرے توپخانہ کا سیام سندر
ہندو تو جرأت و دلیری کرکے مورچال سے باہر چلا گیا اور تم باتین بناتے ہو لیکن ابھی
آمد و رفت مین دو پہر گذرے دوسرا پیغام جو بہیجا اوسکے جواب کو عرصہ چاہیے تھا
جب ایک ثلث روز باقی رہا ہوش رفع خمار اور نہ پہنچی جام سرشار اور صحبت نسوان
گلعذار نے خلوت کی راہ دکھلائی ہاتہی سے اوترکر حرم سرا مین داخل ہوا بندہ مع دیگر
حاضرین کے دیوانخانہ کے خیمہ مین جا بیٹھا شکر خدا بجا لایا اور بندہ نے کہا کہ اگر اسقدر
دن کہ باقی ہے خیریت سے گذرے رات کو یکجا ہوکر اس احمق کو سمجہا دین کہ کل بہت
مجموعی آراستگی صفوف سے رزم آوری ہو یہہ کہکر ارادہ کیا تہا کہ لشکر سپاہ کہ جانب

دست راست ڈیڑھ کوس کے فاصلہ پر ہے اور وہین پر میر ابو الی تقی علیخان اور کل احباب تھے جاؤن جب اپنے لشکر سے باہر ہوا دیکھا کہ شیخ جہان یار اور کارگذار خان اور حبیب بیگ اور محمد سعید خان اور شیخ سعد اللہ اور میر سلطان خلیل خان وغیرہ سردار تاب پیغام ثانی کی نلاکر یورش کر اوٹھے ہین اور نصف جھیل کو ہزار ہا خرابی سے طے کرکے قریب لشکر سراج الدولہ کے پہونچا چاہتے ہین اور جنگ تمام ہوتی ہے اور بندہ دور و تنہا تھا اب اوسمین نہین پہونچ سکتا تھا اور لشکر شوکت جنگ کو عجیب تفرقہ مین دیکھا اور بندہ نے جانا کہ سرداران عمدہ سپاہ کے مع سواران ہمراہی بحال تباہ جھیل سے مصیبت جھیل کر نکلے ہین اور سراج الدولہ کی توپ و بان کے صدمہ اوٹھائے ہین اگر راہ پاتے ہین تو دشمن تک پہونچتے ہین ورنہ راستہ ہی مین سفر آخرت پیش نظر ہوتا ہے اور سپاہ سندر شرق کی طرف سے خدا جانے کیونکر اعدا تک پہونچیگا یا کہ بچا وے گا اگر جائیگا کیونکر پہونچیگا بندہ سمجھ گیا کہ دونون لشکرون کی صفائی ہو جائیگی اگر کسی ڈہب سے دونون لشکر یکجا ہوتے شاید کہ کچھ کار برآمد ہو پس بندہ واپس ہوا تاکہ شوکت جنگ کو سوار کردے جب در خیمہ پر آیا دیکھا کہ دونون لشکرون کی پیشقدمی کی خبر اس مخمور جہالت کو پہونچ گئی اور خود بدولت نشۂ شراب سے مست آشفتہ دستار خواب سے بیدار ہوکر فیل سوار ہوا ہے اور اوسکے مردم ہمراہی جو بعد داخل ہونے خیمہ کے بجاے خود جا پہونچے تھے مضطرب ہو ہو کر طیار ہونے لگے کسیقدر اس آراستگی اور طیار ہونے مین دیر ہوئی اور فوج متفرقہ پیش رو فوج سراج الدولہ کے نزدیک جا پہونچی بارے بندہ مورخ نے تاکید اکید کی کہ وہ اپنی جگہ سے متحرک ہوا لیکن بیچارہ اس کبھی دس قدم چلتا ہے کبھی فیلبان کے کندھے پر ہاتھ رکھکر توقف کراتا ہے بندہ متواتر تاکید کرتا جاتا تھا تاکہ بہر صورت یہ بے خبر سپاہ کے پشت گرمی کو پہونچے ہر چند بندہ نے سعی کی کچھ مفید نہوا ناگاہ دور سے نظر آیا کہ فوج جھیل نے راہ طے کرکے جب فوج سراج الدولہ کے قریب پہونچی کیچڑ اور دلدل جو لشکر سراج الدولہ کے جھیل مین تھا وہان سے

ٹہری اور یورش کرنے کی مجال نپائی اور اودھر سے مردان سراج الدولہ
نے دلجمعی سے بندوق برسانا شروع کیا اکثر مجروح ہوے اور اکثر بھاگ کر
ہمارے لشکر سے آملے اور ایسا مخوف ہوے کہ یہان بھی نہ ٹھہرے تا آنکہ میر
محمد جعفر خان اور دوست محمد خان اور میر کاظم خان اور عمر خان نے اپنے
لڑکون دلیر خان اور اصالت خان وغیرہ اور شیخ دین محمد ہراول نے آگے
کو بڑھکر شوکت جنگ کے دونون لشکر کا کام تمام کرکے پیشتر کو چلے شیخ
عبد الرشید پوتا شیخ جہان باز اور محمد سعید خان ولد ابو تراب خان تورانی
نے داد جوانمردی دیکر ملک عدم کی راہ لی میر سلطان خلیل خان نے بھی
اسی سفر آخرت مین ساتھہ دیا نقی علی خان اور حبیب بیگ جو اوس میدان مین
استادہ تھے کسیقدر زخمی ہوے جب کوئی بڑھانا چاہا شیخ جہان باز صحیح و
سالم اور کارگذار خان مجروح و بیہوش میدان سے لوٹے اور سیام سندر
بھی زخمی ہوکر مفرور ہوا اور سراج الدولہ کی فوج کے سردار بہت مجموعی
آگے بڑھے بمجرد اونکے پہونچنے روبرو سے شوکت جنگ کے میر مرداں علی مع
خاص برادران اور دشمن لال مع رسالہ خاص اور میرزا رمضانی برادر شوکت جنگ نے
مع ہمراہیان کے بدون ہاتھہ پیر ہلانے کے راہ فرار ہوئی اور سیف الدین محمد
خان قایمقام للی زخمی ہوکر گوشہ ازبرق اندازون سے کسی نے اوسکا ساتھ نہ دیا
شوکت جنگ پندرہ سولہ نفر ہمراہی سے مسلوب الحواس کھڑا تھا کہ گولی بندوق
نے سر مین پہونچکر بیجان کردیا ساری شوکت اسی جنگ مین تمام ہوئی سرپیچ
یمنی اور دستار زعفرانی جو آپکے سر مبارک پر زیب افروز تھا خاک پر گرا
کسی نے اوٹھا لیا جسندہ نے اپنے گھر کی راہ لی اور اسیطرح ہر ایک اپنے
اپنے مسکن کو سدھارا میر مرتضی برادر کرم اللہ خان امیر خانی جو میر محمد جعفر خان کا
رفیق تھا شوکت جنگ کے فیل کے پاس پہونچا اودھر سے میرزا رستم علی
ولد آقا صادق ہمشیرہ زادہ امام قلیخان نے جو کہ اوسکے خواصی مین بیٹھا تھا
بیخبر اوسکی پشت کی طرف سے ایسا زخم برچھی کا مارا کہ اوسکی گردن
کی شہرگ مین پہونچا اور کہا کہ ہتھیار دے مرزا نے مذکور جو کہ فی الحقیقت

رستم دوران تھا خواصی مین پہرکر بیٹھا اور شمشیر عریان کرکے دشمن سے کہا
کہ دغا و غفلت مین تو نے برچھی ماری اسی بہادری مین ہتھیار مانگتا ہے مرد
اسواسطے ہتھیار نہین باندستے ہے کہ اسیے وقت مین مفت ہتھیار و تیغ اسیے کو دیدین
بیشتر قدم بڑہایا اور ہتھیار لیے میر مرتضے کی جرأت نہوئی کہ پیشقدمی کرے
بدستور سابق اپنی جگہہ پر قایم رہا اور فیلبان بطور سابق ہاتھی کو روان سے لئے چلا گیا
شام کا وقت قریب تھا لڑائی تمام ہوئی کسی نے کسی کا تعاقب نکیا اور
رعایاے ملک پورنیہ نے بھی غارتگری کی جرأت نپائی لوگ اپنے اپنے خیمون
مین جارہے بندہ اور برادر بندہ دونو طرف سے مغضوب تھے شوکت جنگ کہتا
تھا کہ بعد فتح ان لوگون سے سمجھونگا اور سراج الدولہ کہتا تھا کہ شوکت جنگ کچھ چیز نہین
تھا نہین دونو بہائیون نے فساد اوٹھوایا ہے بعد ظفر سزا دیجاوے گی ایک مرتبہ
سراج الدولہ کا رقعہ بھی لشکر مین ہم دونون بہائیون کے نام متضمن ترک کرنے
رفاقت شوکت جنگ کے اور نیز اوسکی طرف موافق ہونے کی پہونچا تھا اوسکا
جواب ہمنے عارون کے ڈر سے تو نہ لکہا تھا مگر زبانی پیغام بہیجدیا تھا کہ اگر اسوقت مین
ہم ترک رفاقت کرین آپ کو ہم سے کیا امید ہوگی خلاصہ نقی علیخان اور حبیب بیگ کو
دو تین روز کے بعد نزا و راہ دیکر اور چوپایہ سواری مرحمت فرماکر حکم دیا کہ پورنیہ
سے خارج ہوے اور راجہ موہن لال کو بنابر ضبطی مال و متاع شوکت جنگ کے
پورنیہ پر مقرر کیا اور میر محمد کاظم خان کو بھی راجہ مذکور کے ہمراہ کردیا میر محمد کاظم خان نے
چونکہ بندہ کی خالہ کا داماد تھا عرض کیا کہ غلام حسین خان اگر زندہ رہا ہو مع مادر و
عیال و اطفال امیر اور اپنے بہائی علی نقی خان کے ضرور وہان ہوگا اوسکے بارہ مین
کیا حکم ہوتا ہے راجہ موہن لال کے نام ارشاد ہوجاے تاکہ بندہ اون لوگون
سے شرمندہ نہو بفضل خدا موہن لال کو حکم ہوا کہ غلام حسین خان کی مان تو وہی ہے
جو میر محمد کاظم خان سے قرابت رکھتی ہے میری بھی چچی ہے اور ہم اوسکو عزیز سمجھتے ہین چاہیے کہ
کچھ تعرض نکرے اور دستک دیکر بخوبی رخصت کرے جہان ارادہ ہو فارغ البال
روانہ ہو بندہ جب میدان جنگ سے گھر آیا والدہ کا حال نہایت متغیر پایا تسکین کی
جب اونکے حواس جمع ہوے عرض کیا کہ بالفعل گوشہ مین بیٹھنا چاہیے آیندہ جو ہونا ہے

ہوگا لاجرم مع چند ناموس والوان کے والدہ کو ہمراہ لیکر بندہ گوشۂ مخفی مین جا چھپا
اور میر محمد کاظم خان کو ایک رقعہ لکھا خدا تعالے اوس مرحوم کو بخشے جواب رقعہ
چند سواران ہمراہی کے ہاتھ بھیجکر نہایت تسلی کی اور لڑائی کے تیسرے دن
ہمراہ راجہ موہن لال کے وارد پورنیہ ہوکر بندہ خانہ مین نزول فرمایا اور جسقدر
ممکن تھا حمایت اور تسلی مین ساعی ہوا راجہ موہن لال نے بعض سرپیچ جواہری
بخشیدۂ شوکت جنگ کو مجھسے واپس لیا باقی کچھہ تعرض نہین کیا مگر چند لوگ مانند
میر علی خان اور آقا میرا اور میر عبد العلی وغیرہ بموجب حکم سراج الدولہ
کے مقید ہوے اور بندہ نے اثاث البیت اور ناموس کو مع خود کشتیون پر
لدایا اور جو اسباب جسکے لیجانیکے قابل تھا وہ علحدہ سے روانہ کرکے
عازم عظیم آباد ہوا عظیم آباد پہونچے بعض مسلمانان آشنا صورت نے شہر مین
جانے کو منع کیا لہذا تکیہ شاہ ارزان مین مقیم ہوا اور وہی آشنا مانع ہوا بلکہ
امیدوار تھا کہ کوئی حکم برخلاف دوبارہ ہمارے نسبت صادر ہو اور وہ خوش
ہو مگر اللہ تعالے نے حفظ کیا وہ حکم نہ آیا تا آنکہ رام نراین جو جگنا تھہ جی کی زیارت
کو گیا تھا عظیم آباد آیا اور براہ خیرخواہی بندہ کے باہر ہوجانے کے بارہ مین
تاکید کی اور دستک اور بدرقہ پہلوان سنگہ کے طرف سے اوسکے برادر کو
بھیجی بندہ نے مقام تکیہ شاہ ارزان مین سخت بیماری پائی کسی نے آشناؤن مین
سے عیادت اور احوال پرسی اور دلدہی بھی نکی مگر تین آدمی اول حکیم غلام علی
طبیب مانند ایام متقدم کے حاضر ہوکر غمخواری اور معالجات مین مصروف ہوا دوم
اوسی کے برابر مصری بیگم صاحبہ دختر میر سید محمد صفا بانی مرحوم اور میر حیدر علی
مغفور کی بی بی برابر ماں کے روز و شب حاضر رہتی تھی اور محب علی پور تک
پہونچا کر بڑی سماجت سے واپس ہوئی تھی ورنہ اوسکا ارادہ تھا کہ ہمراہ ناسمہ
حد سراج الدولہ تک پہونچاوے اور اب بھی اوس ضعیفہ مخدومہ کی شفقت
وعنایت عیال و اطفال سب پر مادرانہ مبذول ہے سوم شیخ نصر اللہ
مرحوم خلف عنایت یاب خان میر سامان والد مرحوم اور رہبت جنگ مغفور
کا جو تازہ جوان اور محمد علی حزین مرحوم کی سفارش سے اوندنون مین نظامت

عظیم آباد کا میر سامان تھا زیارت شاہ ارزان کے حیلہ سے نکر بندہ نور علی
دید کو آیا اور بندہ مورخ نے حدود سراج الدولہ کے نکلجانے کی تدبیر مین کچھہ
قصور نکیا شکر خدا کہ بندہ مع الخیر و صحت مع اسباب و عیال و اطفال کے
کوچ کرکے بنارس آیا اور شیخ محمد علی حزین اور اپنے خالو سید عبد العلی خان
بہادر شجاع جنگ کی قدمبوسی سے جو اندنون مین بیکار حالت افلاس مین
بسر کرتا تھا مشرف ہوا اور نقی علی خان بہادر کی ملاقات سے جسنے سراج الدولہ
کے ہاتھہ سے رہائی پائی تھی اور نیز اون دونو بھائیون سے جنہون نے پیشتر حکم
اخراج پایا تھا ملاقی ہوکر مسرور الوقت ہوا — الغرض موہن لال نے تھوڑے
دنون پورنیہ مین مقیم رہکر صولت جنگ مرحوم کے آل و عیال کو جو شوکت جنگ
کے بھائی بند تھے اور سپہدار جنگ خلف سیف خان مرحوم کو جو صولت جنگ
کا داماد تھا اور اوسکی بی بی قبل مرنے باپ کے جوکہ بروقت جنگ محمد خلیل
زمیدار کنکرہ کے کشتہ ہوا تھا عالم جاودانی کو روانہ ہوئی تھی باعزت و احترام سراج الدولہ کے
حضور مین روانہ کیا اور خود ضبطی مال و متاع مین مصروف رہا اور بعد واپس
لینے وصولی انعامات شوکت جنگ کے اور نیز انتظام کے اپنے لڑکے
کو وہان پر نائب چھوڑکر خود سراج الدولہ بہادر کی خدمتمین آیا اور سراج الدولہ
نے اپنے بنی اعمام کو مورد مراحم کرکے ہر ایک کیواسطے مشاہرہ مقرر کردیا
اور خود اپنے مرکز دولت کو بمقام منصور گنج اور مرشد آباد مین معاودت
فرمایا ہوا —

جماعۂ انگلشیہ کا پہونچنا واسطے تدارک اور استرداد کلکتہ کے اور مانکچند کا فرار ہونا اور انگلشیہ کا تسلط کلکتہ پر سراج الدولہ کا جانا اور بخوف انگلشی کے متعاقب ہو واپس آنا اور راضی ہونا دوست محمد خان کا اور صلاح کرنا باہمدگر بخوف زبونی

جب صماج الدولہ اپنے مرکز دولت کو صحیح و سالم واپس ہوا اور دولت پر دولت
غضب ہوئی مال اور زر بیشمار ہر کوچہ و برزن سے اوسکے مکان مین آیا اور خزانون
کا ڈھیر ہوگیا چونکہ یہ کمالے راز واسطے لازم دیکھے سراج الدولہ کی اسقدر بڑہتے
ہوئے انجام مین کیا ناسازی بخت ڈپٹی کہائے پس ہرچند لوگون نے تفحص کیا کہ کہین تو اس
دولت بیشمار کا پتا معلوم ہو مگر کچھہ سود اور بہبود نہ ملا اور طامع لوگ اپنے گہرونکو
مایوس پھرے تفصیل اس اجمال کی اور بیان پیدا ہونے اسباب ازوالکا واسطے
دولت سراج الدولہ کے یہہ ہوا کہ جب مسٹر ڈریک صاحب کلان کلکتہ کہ
باعث جنگ اور فساد کا ساتہ سراج الدولہ کے ہوا تھا مغلوب ہوکر مع
باقیماندونکے جوکہ اس لڑائی مین قتل ہونے سے باز رہے تھے اپنے
ہمراہ لیکر سواری جہاز کوٹھی مندراج مین جوکہ عمدہ مکان انگلشیہ سے صوبہ ارکاٹ دکن مین
ہے وہان جاکر پہونچا اور شاید اور سردار لوگ جماعۂ مذکور کے بھی جو ہر طرف
کاروبار مین متفرق تھے بجرد سننے اس خبر جانکاہ اور غارت ہونے کلکتہ
اور قاسم بازار کے مکان مذکور مین جا پہونچے ہون اوسوقت مین کرنیل کلیف
سالار فوج انگریزی ملازم شاہ انگلن جو اوس کوٹھی مین مقرر تھا اور اون دنون مین
فرانسیسیون نے لشکر ملک دکن حاصل کیا تھا اور کچھہ فوج قریب ایک دو
پلٹن تلنگہ اور تین چار کمپنی سولدا دولاتی ہمراہ رکھتا تھا اور ناظم دکن سید
محمد خان صلابت جنگ خلف الصدق آصف جاہ کی مدد کرکے جو مقہور ہونے جماعہ
فرانسیسیہ مین ہوے مورد الطاف ہوکر ثابت جنگ کا خطاب حاصل کیا تھا
ارباب کوٹھی دکن اور صاحبان بنگالہ کے کہ ستمدیدہ اور خرابی کشیدہ دست سراج الدولہ
سے تھے آپس مین قرعہ پھیکتا اور مشورہ کرنا شروع کیا راے یہہ قرار پائی کہ
کرنیل کلیف بہادر ثابت جنگ مع صاحبان کلکتہ وغیرہ کے بنگالہ جاوے اور
جسطرح جیسے بطور سابق وہان پرکوٹھی کی بنا ڈالے اگر صلح اور روپیہ خرچ
کرنے سے ممکن ہو مضایقہ نہین اگر غلبہ سے میسر ہو ویسا ہی تعمیل کرین کرنیل
کلیف مع صاحبان کوٹھی بنگالہ کے مندراج سے جہاز پر سوار ہوکر مع اسباب و
سامان حرب کے نہضت فرما ہوا اور متصل کلکتہ مین جو دریا کہ آب سیاہ کے

نام سے مشہور اور مقام الحاق دریاے بہاگیرتی کا دریاے شور سے مہ پہونچکر لنگر کیا چونکہ اس زمانہ کے سردار لوگ نہایت دانا اور ہوشیار ہوتے ہین سراج الدولہ کو پیغام صلح دیکر مسٹر دریک کے تقصیرات کا عفو چاہا اور بشرط دینے حکم تعمیر کوٹھی کے حسب ضابطہ سابق مقام کلکتہ مین کئی لاکھ روپیہ دینا قبول کیا سراج الدولہ جوکہ سفیہ تر اور لوگون سے کینہ تھا اور مصاحب بھی رزیل تھے اور اس فرقہ کے قواعد جنگ اور حرب سے محض بے خبر مغرور تھا اور کار آگاہان دانش ور کو مجال نتھی کہ دم مار سکین بلکہ خود اوسکی اعیان دولت اوسکے زوال کے خواستگار تھے کوئی مصالحہ کی صلاح ندیتا تھا اور اگر احیاناً کوئی اس بارہ مین عرض کرتا مصاحبان بے شعور اور نالایقان خود مغرور اوسکا گلا پکڑتے کہ وہ شرمندہ ہوکر اپنا سا منھہ لیکر رہجاتا تاآنکہ ثابت جنگ اُن کے حقیقت حال سے آگاہ اور زیادہ انتظاری جواب سے دلتنگ ہوکر عازم رزم ہوا اور توپخانہ جہازی کو روبرو سے محل مانک چند کے لگادیا اور یاسے آگ برسانا شروع کی مانک چند کے لشکر میں بدحواسی کی ہوا چہائی خاک تدبیر کارگر نہوسکی اور ثابت جنگ نے جو مخالف کی ہوا بدلی پائی فوج آراستہ اور توپخانہ لایق جہاز بھی سے نیچے اوتار کر جابے مناسب مین اکثر مقابلہ کیا وہ نالایق مانک چند تاب نلاکر بخت رسیدہ کے مانند بہاگا اور ثابت جنگ نے مع ہمراہیون شجاعت نشان کے قدیم کوٹھون اور مکانون مین نزول فرمایا اور بکمال اطمینان بشادیانہ فتح و ظفر کے بجاے کے سراج الدولہ اس خبر سے متنبہ ہوکر کسیقدر بیدار ہوا اور خود عازم حرب و تادیب جماعہ مذکورہ کا ہوا۔

نہضت کرنا سراج الدولہ کا بعزم تنبیہ کرنیل کلیف ثابت جنگ صاحب کے اور مغلوب ہونا خوف شبخون سے اور متردد و متفکر ہونا برگشتگی وقت اور واژونی طالع سے اور بکمال عجز اور زبونی کے ساتھ مصالحہ کرنا

بعد فتح پورنیہ کے سراج الدولہ دو مہینے بائیس روز کامرانی مین رہا کہ ناگہان
خراب اعمال کے ایام مجسم آرد برو گہر سے ہوے آثار زوال نے ترقی پکڑی
مانک چند کے فرار کی خبر گوش زد ہوئی پس دوشنبہ کے روز ۱۴ ربیع الثانی
سنہ ۱۱۷۰ ہجری کو مرشد آباد سے واسطے محاربہ انگلشیہ کے اسباب جنگ مہیا
کرکے روانہ کلکتہ ہوا اور وہان پہونچکر بجاے مناسب صف آرا ہوا تسخیر مین نہایت
اہتمام رکہتا تہا رات دن جنگ تہی گاہ گاہ آمد رفت لوگون کی چنا بین سے بنابر صلح
بہی ہوا کرتی تہی جب انگلشیہ کو منظور ہوا کہ چہاپہ مارین ایک شخص کو اپنے فرقہ سے
جو زیور شعور اور شجاعت سے آراستہ تہا بعض پیغام رسانی کو سراج الدولہ کے
پاس بہیجا تاکہ مخفی اوسکے لشکر کے گرد و نواح اور راو سکے خیمہ کی علامت اور سمت
دریافت کرکے خبر دے شخص موصوف نے جو نہایت ذہین اور جولان طبیعت اور
تیز فہم یہہ صفت سے موصوف تہا بعد ابلاغ پیغام اور حصول مراد دلی ہی
اطمینان کرکے لوٹا معلوم نہین کہ اوسی شب یا دوسری شب یا دو تین شب
کے بعد ارادہ شبخون مضبوط کیا ظاہرا آخر شب کو چند کشتیون پر اپنی فوج کو سوار کراکر
انتہاے لشکر سراج الدولہ کے طرف آکر منتظر صبح ہوے جب تہوڑی رات
باقی رہی اکثر کشتی سے اوترے اور لشکر کے پشت کی طرف سے بندوق مارتے
ہوے داخل قلعہ ہوے اور شلک کرنے مین کچہہ بہی معزول نہو کر قدم بقدم
آگے آتے تہے اور بندوق کی گولی مانند ژالہ کے چارون طرف سے برستے
تہے اور دریا کنارے سے بہی جو لوگ تا وپر چڑہے ہوے تہے یہی آتشباری
ہورہی تہی جو لوگ اس شرر ریزی کے روبرو پڑ گئے اپنے منہہ کی کہا گئے
سنا گیا کہ شجاعان انگلشی کا یہ ارادہ تہا کہ اس شبخون مین اگر سراج الدولہ ہاتہ
لگے پکڑ لیجاوین بسبب کہرہ پڑنے کے ہوا نہایت سیاہ ہوگئی تہی کہ باہم
دو شخص متصل ایک دوسرے کو نہین دیکہہ سکتے تہے اس وجہ سے اوسکے
خیمہ کی سمت نہ معلوم رہے اور ان لوگون کا عبور دوسری طرف
سے ہوگیا سراج الدولہ کے تیرگی بخت نے اسے اندہیری مین بچالیا
نہایت اطمینان سے یہ لوگ بندوق فیر کرتے ہوے لشکر کے سرے سے

نکلے اور اپنے محل اقامت مین جا پہونچے سراج الدولہ اور اوسکے
کم جرات لشکری اس رستخیز کو دیکھکر جی کہو بیٹھے نہایت خوف سے جی
چہوٹا ہو گیا بلکہ ایسا رعب چہایا کہ اوس مقام پر ٹہر سکے سراج الدولہ
نے اپنے سسر محمد ایرج خان کو بُلاکر مع دیگر ارکان دولت کے استشارہ کیا
کہ اب کیا کرنا چاہیے آخر لوگون نے اوسکو مضطرب پاکر دور لیجا کر خیمہ گاہ کر دیا
اور صلح کی بنیاد ڈالی گئی جب جماعہ انگلشیہ نے اُنکے عجز و زبونی پر آگاہی پائی
اوس مال کا دعوے کیا جو بروقت غالب آنے اول معرکہ کشتی کلکتہ میں سراج الدولہ
کے فوج نے غارت کیا تھا آخر بعد سوال جواب بسیار کے فیصلہ ہوا کہ
سراج الدولہ اوسکے عوض مین کسیقدر مبلغ نقد ادا کرے اور بعض دیگر
کے عوض مین یہ مقرر ہوا کہ چھہ پرگنہ متصل کلکتہ جنکے نام بتفصیل مورخ کو یاد نہین
سپرد انگلشیہ ہون اور تا وصول مبلغ مذکور کے محالات مذکور اونکے ہاتھہ
مین رہین بعد وصول سراج الدولہ کو واپس ہون جب اسطرح کی صلح
ہوئی مسٹر واچہ جو کہ بعد مغلوبی سراج الدولہ کے قید سے رہا ہو کر واسطے
سوال جواب ہوا تھا طرفین سے موجب تحسین و آفرین ہوا بعد تحریر
عہدنامجات طرفین کے سراج الدولہ مرشد آباد آیا اور منصور گنج کے
عمارات مین نزول فرمایا بسبب غرور کے اپنے کام مین نہایت متحیر تھا کہ
کیا کیا جاوے بعض گناہ اور اوضاع نامناسب سے نادم ہو کر سمجھا کہ آخر کوئی خدا بھی
ہے کہ جسنے ہم سبکو پیدا کیا ہے اوس سے ڈرنا چاہیے کیون نہون دوست محمد خان
واسطے علاج اور شہر چھوڑ اپنے عیال و اطفال کے رخصت سسرام جانے کی لیکر
قصبہ مذکور کو راہی ہوا اور اکثر رفقاے قدیم خصوص میر محمد جعفر خان اور راجہ دولبہ رام
کو اپنی طرف سے دگرگون دیکھکر سمجھا کہ چونکہ سررشتہ دار اور رئیس فوج ہین
اُنکے اطفاے نائرہ فساد کو فرو کرنا نہایت مناسب لیکن چندان جرات اور طاقت نرکھتا تھا
اور انگلشیہ ایسا دشمن بھی بغل مین موجود تھا نہ تو غرور اور جہل فطری چھوڑتا تھا
نامردی و بددلی سے باز آتا اور نہ لالچ سے یہ کرتا کہ اپنے تئین نالائق سمجھکر امور
ریاست سے دست بردار ہو اور اعیان دولت اور ملازمان مہابت جنگ کو راضی کرکے

اسلیے وجو باتون سے عجب طرح کا مالیخولیا ہو رہا تھا جب قہر و غضب کا
مغلوب ہوتا میر جعفر خان کے حویلی کی رو برو توپ لگواتا راجہ دولبھ رام کو زیر
فرمان موہن لال مقرر کرتا کبھی جگت سیٹھہ کو تمسخر اور استہزا سے رنجیدہ
کرتا کبھی اوسکے ختنہ کرانیکا وعدہ کرتا اسی اثنا مین فرانسیسی اور انگلشی کہ
جنکو فساد اور دنگہ کرتے پانچ چھہ سو برس مین ہوئین کبھی مصالحہ کرکے استعداد
حرب بڑہاتے کبھی جنگ و جدل مین مصروف ہوتے مدت مصالحہ جب
گذر چکی نائرۂ فساد اوٹھی تو دکن مین باہم لڑتے تھے فرقۂ انگلشیہ غالب آیا
انگلشیون کا جنگی جہاز ارمرال دلیر جنگ بہادر کی سرداری مین اور اسکے تسخیر
فرانس ڈانگہ کے جو کہ متصل ہوگلی اور چچڑہ آبادی اور لندیسہ کے ہے
اور موسیو ترنو کے رہنمائی سے جسنے اپنے قوم کے ساتھہ دغا کی تھی اب
بھی حقوق ہم قومی فراموش کرکے آپکے جہاز کو اوس راہ سے جہان
فرانسیسیون کے کئی جہاز ڈبو کر مخفی ایک جہاز کے بقدر نکلنے کی راہ رکھی
تھی لیجا کر قلعہ فرانس ڈانگہ مین مسخر کرا دیا اور فرانسیسی مغلوب ہوکے
جو کوٹھی کہ قاسم بازار کے قریب رکھتے تھے وہ بھی اونکے ہاتھ سے نکل گئی
موسیو لاس جو کہ عمدہ رئیسان جماعہ فرانسیس سے ساتھہ سراج الدولہ
کے توسل ڈھونڈھکر مع باقیماندہ اپنی جماعت اور توپ و بندوق اور پیادہ ہاے
برقنداز تربیت کردہ اسی کے ملازم سرکار سراج الدولہ ہوتے جماعۂ انگلشیہ
کے کہتے سننے سے پایا اور اشعار سرداران منافق کے کہ ظاہر مین سراج الدولہ
سے کہتے تھے کہ ہم آپکے شریک ہین اور باطن مین اونکے شریک
یا تو اونکے کہنے سے اور یا اپنے بخواہش ہی اپنے وکیل کی معرفت سراج الدولہ کو پیغام دیا
کہ مصالحہ فیما بین ہمارے اور نواب کے جو قرار پایا ہے تو وہ اس امر سے
مشروط ہے کہ ہمارا دوست دشمن بعینہ نواب کا دوست دشمن ہے الحال
ہمسے اور فرانسیسیون سے جنگ ہوئی اور وہ عاجز ہوے نواب نے
اونہین اپنے زیر سایہ جگہ دیکر پرورش کی یہ امر باعث نقص عہد اور
برہمی پیمان کے ہے ادہر سے یہ پیغام ہوا اودہر جو منافق لوگ خواہان زوال

دولت سے بہ ہمہ مبالغہ ہوے کہ ان بھاگے ہوون کے واسطے صاحبان
انگلشیہ کی دل آزردگی مناسب نہین انکو جواب دینا چاہیے ۔ سراج الدولہ نے
اسباب مین موسیو لاس سے گفتگو کی لاس مذکور نے جواب دیا
کہ اگر آپ ہماری حمایت کمپنی فرانسیس کے معاملات مین کرین تو البتہ
بر خلاف عہد ہے اور یہ جب کہ جہان پچ ہزارون نوکر ہین اس فرقہ کے
بھی چند لوگ اگر نوکر رکھے تو نقض عہد نہین ہوتا سراج الدولہ نے
بھی مضمون وکلاے انگلشیہ کے جواب مین کہدیا وہ لوگ حسب اشارہ
بدخواہان سراج الدولہ کے اصرار کرتے تھے اور دورانداز بھی کہتے تھے
کہ چند فرانسیسیان مفلوک کے واسطے فرقہ انگلشیہ سے بگاڑ کرنا مناسب نہین
تا آنکہ سراج الدولہ لاچار ہوا اور لاس مذکور کو عظیم آباد جانے کی ترغیب
دی لاس مذکور نے بوقت رخصت عرض کیا کہ اکثر آپ کے نوکر مقام
بیوفائی مین ہین انگلشیہ سے متفق ہوکر ارادہ نمک حرامی رکھتے ہین اور اپنے
حصول مدعا کے لیے ہمکو حضور سے جدا کراتے ہین ہمارے جانے کے بعد
فرقہ انگلشیہ سے لڑا کر آپ کو ضایع کرا دینگے جب تک ہم لوگ ہمراہ و مستعد
ہین انکی فریبین اون سے قاصر ہونگے اور تمہارے نوکر بھی قابو نہین
پا سکتے پیشتر آپکو اختیار ہے سراج الدولہ کو تو نہایت خوف چھا گیا تھا
جواب دیا کہ بالفعل تمہارا جانا حضور سے قرین مصلحت ہے مگر جلد ہم طلب
کرلیوینگے لاس نے کہا کہ نواب صاحب اس امر کو یاد رکھین کہ پھر ہمارے
آپ کے درمیان مین ملاقات نہوگی یہ کہکر عظیم آباد کو چلدیا جب وہ مرشدآباد
سے نکلا سراج الدولہ اور میر محمد جعفر خان اور راجہ دولبھ رام کے درمیان
مین منازعت ہونے لگی اور ان دونون نے جگت سیٹھ وغیرہ کو جو سراج الدولہ
کے ہاتھ سے بیجان بلب تھے اپنے سے متفق کرلیا اور اسکے انہدام بنیاد
دولت مین فکر کرنے لگے ۔ بی بی کمپنی جو سراج الدولہ کا کینہ دیرینہ
اور ضبطی مال و متاع کا تازہ داغ دل مین رکھتے تھے مخفی میر جعفر خان کے
اعانت کرنے مین مصروف ہوے اور جسکی طرف فرایض خیال ہوا کہ

سراج الدولہ سے منحرف ہے اوسکے پاس سراج الدولہ کے شکایت کراؤ اور اسنے شوہر مہابت جنگ کے حقوق پدرشی کی یاد دلاتی تھی اور پھر ایک سی یہ کہتی تھی کہ میر محمد جعفر خان اور راجہ دولبھ رام کی رفاقت کرنے میں پہلوتہی نکرو اور عنایات قدیمہ کو یاد کرکے اونکی حمایت میں مصروف رہو اور خود بھی نقد اشرفی جو بروقت منیلی کے معرفت خواجہ سرایان وغیرہ معتمدے کے پوشیدہ کرا رکھیں تھیں میر مذکور کو دیکر مدد دینے اور میر مذکور کے رفقائے قدیم کو ایک ہو کرکے اونکے معرفت فرقہ سپاہی کو جو بیکار و مفلس تھے اپنی طرف رجوع کر لیا اور کمال اخفا میں اوسکے گھر سپاہ ازدحام ہونے لگا۔

منافقون کا اغوا کرنا اور فرقۂ انگلشیہ کو مستعد پیکار اوٹھانا مقابلہ سراج الدولہ اور گذرنا عہد و پیمان کا ساتھ جماعۂ مذکورہ کے اور لشکر کشی کرنا سرداران انگلشی کا سراج الدولہ پر اور برآمد ہونا راجہ دولبھ رام کا واسطے استحکام مورچال کے بیچ پلاسی کے اور آنا سراج الدولہ کا پلاسی تک واسطے ارادہ جنگ کے اور ہزیمت پانا افواج انگلشیہ سے اور مقرر ہونا نظامت بنگالہ کا میر محمد جعفر خان پر اور منتقل ہونا دولت کا خاندان مہابت جنگ مرحوم سے ساتھ دوسرون کے

جب اس نوبت کو معاملہ پہونچا ہر ایک سراج الدولہ کے مدافعہ کی فکر کرنے لگا آخر جماعت انگلشیہ کو بھڑکانا شروع کیا اور جسطرح ممکن ہوا خوب تحریص و ترغیب کی ظاہرا جگت سیٹھ نے اپنے گماشتون کی معرفت اپن چند روزہ کو جو عمدہ مہاجن کلکتہ کا تھا اس کام پر لگایا کہ انگلشیہ کو سراج الدولہ کے استیصال پر عازم جازم کرے اور راجہ دولبھ رام نے بھی کسی کو اسی امر پر مقرر فرمایا جسکا نام بندہ مورخ کے سماعت میں نہیں آیا اور میر محمد جعفر خان نے اوس مرزا امیر بیگ کو

جبکہ کسیقدر حال پہونچانے بی بیان فرانسیس کا جہاز پر مذکور ہوا ہیچکر سراج الدولہ
کی بدسلوکیان جو کل عملے کے ساتھ ہوئین جماعہ انگلشیہ سے ظاہر کین بلکہ جو مضمون
میر محمد جعفر خان کے سعی سے کل امرای دستخطی اس مضمون سے مرتب ہوا تھا
کہ سراج الدولہ سے ہر ایک جان بتنگ ہے اوسی مرزا میر بیگ کے ہاتھ
ملاحظہ کو بھیجدیا اور خواہان حرکت صاحبان انگلشیہ کے ہوئے اور پیغام دیا کہ اگر
آپ لوگ سہل سی لڑائی سراج الدولہ سے کرین اوسکا تدارک بھی ہم لوگ
کرینگے اور آپ کی خفیف سی توجہ مین بندگان خدا جور و ظلم سے رہائی
پاوینگے اور نیز وعدہ ادائی کرور روپیہ اور دیگر تواضعات وغیرہ کا ہوا کہ
بندہ مورخ کو اس امر سے اطلاع نہین اور ضامن اسکے وہی دونون صاحبان
مذکورہ ہوئے ۔ اور جو ظلم تعدی کہ سراج الدولہ نے بی بی گھسیٹی دختر مہابت جنگ
وغیرہ لواحقین پر کی تھی وہ چند اسمین ہر ایک سے ظاہر کئے ۔ جماعۂ انگلشیہ نے جو کہ
زور و شجاعت مین اپنا ہمسر نہین رکھتے اور ایسا کون ہے کہ باوجود زور و زر کے
اور پیغام جوئی اسباب رزم و بزم خواہان نام و جویای مرام ترقی نہو اور کوئی ایسا
نہین کہ گو دولتمند ہوا اور فارغ حاجتون سے اور اوسکو مفت دولت ملے اور وہ
حصول دولت مین ساعی نہو باستماع اس اخبار کے التماس میر محمد جعفر خان اور
راجہ دولبھ رام کا قبول کر لیا مہیای رزم سامان جنگ ہوئے لیکن چونکہ اس فرقہ
دانا اور نیز کل عقلا کا شیوہ نہین ہے کہ بغیر کسی وجہ کے کسی سے آویزش کرین البتہ سراج الدولہ
سے سوال جواب کرکے کوئی سبب پیدا کر لیا ہوگا مگر بندہ مورخ کو اطلاع نہین
اغلب کہ ادای جز رقمیہ مین جو دربارہ تکلف و توقف ہوا ایسی وجہ پیدا کی عہد پیمان مین منضبط
کر لیا ہو کیونکہ سنا گیا کہ اول تو سراج الدولہ نے بضرورت ایک کرور روپیہ
دینا قبول کر لیا بعدہ اوسکا ادا کرنا دشوار ہوا تھا یا کوئی اور بھی وجہ ایسی ہی
ہوئی ہو یا ان سب دراندازون کی باعث سے ایسی فتور جنگ برپا ہوئی ہون بہرحال بعد قرار پانے
ارادہ جنگ کے کرنیل کلیف ثابت جنگ مع فوج و اسباب موجودہ کے آمادۂ رزم
ہوا اور سراج الدولہ اس خبر سے نہایت گھبرایا عجز و عاجزی بہت [illegible] کی مگر کچھ
مفید نہوا [illegible] ساعت از دل بدر چون گفتم

راجہ دولبھ رام کو مع اکثر فوج کے پلاسی کو بھیجا تا کہ مورچال اور سنگر وغیرہ سامان
حرب کی درستگی کرے وہ وہان جا کر ظاہر تو کار سرکار مین رہتا اور مخفی
جو ارادہ باطنی تہا اوسکی کوشش اور سعی مین بہت بدل معروف تہا اور کسیطرح اور کوئی وقت
اپنے کام سے غافل نتہا سرداران لشکر سراج الدولہ کو بھی موافق کرنا شروع
کیا ہر ایک سے وعدہ مناسب کر دیا اور میر محمد جعفر خان نے بھی مع رفقا کے آمد و رفت
دربار کی شروع کی شہرہ ہوا تھا کہ بہت لوگ آپ کے طرف آ ملے کسیقدر
لوگ سراج الدولہ کے ساتھہ رہے جب کرنیل کلیف کی کلکتہ سے نکلنے کی
خبر سراج الدولہ کے کان مین پہونچی چار نا چار گردش بخت سے اور دل شکستہ ششدر
حیران اور پریشان بکمال تردد و ہزار نامردی اور بزدلی سے نصیب و بخت سے شکایت کرتا ہوا
مع فوج منصور گنج سے کوچ کیا اور فوج معتمد مانند میر مدن بخشی اور راجہ موہن لال
دیوان وغیرہ کے پلاسی تک پہونچا اودہر سے کرنیل کلیف ثابت جنگ مع اپنی جماعت اور
قلیل فوج تلنگہ کے کہ شاید بہمہ وجوہ کل لشکر دو تین ہزار سے زیادہ باغ پلاسی مین پہونچکر
صف آرا ہوا روز پنجشنبہ ۵ شوال سنہ ۱۱۷۰ ہجری کو آتش کارزار مشتعل ہوئی
اور دونو طرف حرب و ضرب زد و خورد نمایان تھی ہر چند بہادران جانبین جوہر نمائی شمشیر سپر سے
چونکہ اہل انگلشی قواعد توپ اور تفنگ مین سبلے عدیل ہین اسقدر گولیون کی بوچہاڑ
کی کہ اونکی صدا سے ترشب سے رعد کا کلیجہ چاک چاک اور سرعت بہر باری سے
چشم تماشائیان مانند چمک برق کی مشاہدہ سے خیرہ و تیرہ ہوتی تھی اور قوت شامہ مشاہدہ
سے باصرہ پیراز خاک تھی میر محمد جعفر خان وغیرہ جو باعث اس کشت و خون
کے ہوئے تھے جسطرف کہ مقرر تھے وہان کہڑے تماشا دیکھہ رہے تھے
اور میر مدن وغیرہ سرگرم جانفشانی میدان کارزار مین داد جوانی دے رہے تھے
شدت توپ سے محل یورش نہین پاتے تھے لیکن آہستہ آہستہ قدم بڑہاتے ہین
کچھہ تقصیر نکرتے تھے تا آنکہ دو تہائی دن کے منقضی ہوے اور میر مدن اور
موہن لال دیوان مع ہمراہیون کے باغ پلاسی کے قریب پہونچا بلکہ لوگ کہتے ہین
کہ ثابت جنگ نے اپنی چند سے بدگمان ہو کر غصہ فرمایا اور کہا کہ ایسا ہی وعدہ
تہا کہ خفیف لڑائی مین بد جاوے دلی حاصل ہو جاوے گا اور شاہی فوج بھی

سراج الدولہ سے منحرف ہے وہ سب تیری باتین برخلاف پاتی جاتی ہین اوسنے
التماس کیا کہ فقط یہی گروہ دو تنخواہ سراج الدولہ کا ہے جو لڑ رہا ہے جسوقت
یہ مغلوب ہوئے جو کچھ بندہ نے کہا ہے اوسکا اثر ظاہر ہوگا زشتی اعمال سراج الدولہ
کہ اپنی اور بیگانی سے بسبب نہ سننے نصیحت اور بخیلی کے کہ بہت بدترین اعمال سے ہے اور کاروبار
اوسکے نہایت درجہ کو پہونچ گئے تھے میرمدن جو نہایت دلسوزی سے سراج الدولہ
کی خیر خواہی مین ثابت قدم تھا گولہ توپ سے جانبر نہوا اوس حالت نزع مین
لوگ سراج الدولہ کے حضور مین لائے ایک کلمہ اپنے حسن ارادت کا کہکے جان
شیرین نثار رفاقت کی سراج الدولہ اسکے مرنے سے بیجی مرگیا میر محمد جعفر خان
کو طلب کیا اور وہ آنے مین درنگ کرنے لگا سراج الدولہ نے مکرر لوگ بہیجے وہ کمال
تملق اور سماجت سے لے آئے میر محمد جعفر خان نے اپنے متوسلان اور منشیان
مانند خادم حسین خان اور اوسکے بیٹے میر محمد صادق خان معروف میرن کو حاضر ہوا
یہ محمد جعفر خان ظاہر مین بسبب متواتر طلب سراج الدولہ آیا تہا اور باطن مین چلبیان
انگلشیہ سے بخوبی سازش تہی سراج الدولہ نے پس نہایت عجز و خاکساری کی جیساکہ سننے مین آیا
کہ اپنی پگڑی اوتار کر اوسکے آگے رکھدی اور کہا اب ہم اپنی کل خطایون سے پشیمان
ہین اور جو کچھ کہ آج تک کیا خواہ پسند طبع آپکے ہو خواہ نہو اب منفعل
اور خجل ہو کر اور اپنے کئے پر نادم و شرمندہ ہو کر حقوق پرورش
مہابت جنگ کو شفیع کرتے ہین اور تمہین اوسی مرحوم کی جگہہ پر سمجھتے ہین امیدوار
ہین کہ قصور بندہ کے معاف فرما کر جو کچھ لازمہ نجابت اور مقتضائے
حقوق سابق ہو عمل مین لیجئے اور ہماری جان اور عزت کی حفاظت فرمائیے میر محمد جعفر خان
نے اوسوقت موقع دیکھکر جو کہ بچا ہی تھا ملحوظ رکہا اور دغابازی سے عرض کیا کہ
الحال روز تمام ہے وقت یورش نرہا پیشتر جو لوگ چلے گئے ہین اونہین حکم واپسی
دیجئے فردا انشاء اللہ تعالی سب مجموع ہو ایسی لڑائی کا تدارک کیا جاویگا سراج الدولہ
نے کہا کہ شب خون کا خوف ہے میر مذکور نے جواب دیا کہ اسکا ذمہ میرا ہے
شبخون نہین کر سکتے سراج الدولہ نے اپنے دیوان راجہ موہن لال کو جو پیشتر جا کے
انچ میرمدن کے جنگ توپ مین مصروف تھا اور اوسکے پیادہ ہر طرف متفرق

ہوکر قابو سے تفنگ اندازی کر رہے تھے حکم بھیجا کہ واپس ہوکر مورچہ پر آوی اوسنے
جواب دیا کہ یہ وقت مراجعت نہیں جو کچھ ہونا ہے اسی جگہہ ہو جاوے گا اور اگر بندہ
معاودت ہوا تو بڑا تفرقہ لشکر مین نمودار ہوگا سراج الدولہ نے میر محمد جعفر خان کے
طرف رخ کر کے مشورہ کیا خان مرقوم نے اول صلاح کا اعادہ کیا اور کہا کہ جسطرح
بہتر ہو سکتا ہے باقی آپ کو اختیار ہے سراج الدولہ نے نہایت خوف و ہراس سے
موہن لال کو باصرار تمام واپس کر لیا بیت چو تیرہ شود مرد را روزگار ✤ ہمہ آن کند کش
نباید بکار — بمجرد برگشتگی موہن لال کے لشکریون کو عجب طرح کی گھبراہٹ ہوئی اور
تلاطم پیدا ہوا کہ حواس و ہوش کسی کا باقی نرہا اور ہر ایک نے ترس
و ہول دلی آشکارا کی ہر چند افسر نے پای ثبات قدمی گاڑا و لکن جملہ پیادہ و سوار بکمال اضطرار
ایک دوسرے کو دیکھ دیکھ کر بھاگنے لگا تھوڑی دیر مین ہر ایک نے فرار کی راہ
لی سراج الدولہ نے جب لشکر کا یہ حال دیکھا نہایت خوف ہوا بخصوص تعاقب عدو
سے کیونکہ بہت کم لوگون کو اپنا دوست جانتا تھا نہایت اضطراب سے کوئی گھڑی بھر
روز باقی رہا تھا کہ خود بھی بھاگ نکلا اور ۶ ماہ شوال روز جمعہ کو دو تین گھڑی دن چڑھے منصور گنج
جا پہونچا ہر چند تاکید کی کہ ملازمین اسی مقام مین میری حراست پر مستقیم ہون تا کہ تامل کر کے
کوئی راہ نکالے اور اس مرض کے علاج و دوا کی تدبیر مین مصروف ہو اور وہ سودا کہ تمکن
اوسکے دماغ مین تھا دفع کرے پس ان بد دلونکو ہر چند فہمایش کی اور دلداری سے پیش آیا
لیکن کسینے قبول نکیا ہر ایک عذر خواہ ہوا حتی کہ محمد ایرج خان اوسکا خسر بھی جسکے
روبرو سراج الدولہ نے اپنی پگڑی رکھکر کہا کہ خدا کے واسطے اسوقت مین میری
ہمراہی سے ہاتھ اوٹھانا نچاہیے اور لوگون کو جمع کرو جو بھاگ گئے نہ سمجھا اوس نالائق نے اور کچھ بہانا
معذرت کر کے اپنے گھر چلا گیا سراج الدولہ نے لوگون کی رضامندی کو جیسے [illegible]
مدد خرچ وغیرہ کی فوراً حکم دیا کہ خزانہ کھول کر ہر ایک کو عطا کرین اور رات تک خزانہ کھولا
رہا اور لینے والون کے ہاتھ دراز رہے اوس رات کو سبکا جسقدر ہاتھ پہونچا خزانہ
اوٹھا کر اپنے گھر لیگیا مگر کوئی کام نہ آیا سچ ہے جیسا کہ کہا ہے — ابیات سپاہ از پی بندگی
بکن مرکہان ✤ کہ بر یک نمطی نماند جہان ✤ مرگفتنت پاسے مردم زجاے ✤ کہ عاجز شوی
گر در آلی زپاے — دل دوستان جمع بہتر کہ گنج ✤ خزینہ تہی بہ کہ مردم برنج ✤ بلندار در پاسے کار کیے

کہ افتد کہ در پایش افتی سگی * عدو را بکوچک نباید شمرد * کہ کوہ گران دیدم از سنگ خرد * نہ بینی کہ چون باہم آیند مور * ز شیران جنگی برآرند شور * نہ موئے ز ابریشمی کمتر ست * چو پر شد ز زنجیر محکم تر است - اب اسوقت کی زر افشانی سے کیا ہوتا تھا پہلے خبر لی جب ضعفا کی دل آزاری کرکے جمع کیا تھا القصہ سراج الدولہ نے بے یار و مددگار تمام روز منصور گنج مین بسر کیا اور ہفتم شوال شنبہ کے شب کو جسقدر کہ ممکن تھا جواہر و اشرفی مع لطف النسا اور نیز دیگر عورات کے جنکو دوست رکھتا تھا رتھہ اور رمیانہ کے سواری مین ہمراہ لیکر آخر شب کو گھر سے برآمد ہوا اور راہ نادانی اور احمقی اور جہل کو خشکی کی راہ چھوڑکر بھگوان گولہ کی راہ لی اور وہان سے کشتی پر سوار ہوکر عظیم آباد کی راہ لی اگر کچھ بھی قوی دل ہوکر مع جماعہ ریزہ کے جنسے گمان رفاقت تھا پیغام بھیجکر اونکو بلاتا اور اونکی تسلی و دلجوئی اور داد دہش سے مطمئن کرتا اور جتنا کہ خزانہ ہنگام جنگ سپاہ کو دیا تھا ویسا ہی یہان بھی دیتا اور براہ خشکی روانہ ہوتا اکثر لوگ بطمع اور نیز حقوق قدیمہ کے اوسکے ہمراہ ہوجاتے اور چند ہزار جرار سے باہر نکلجاتا تو کوئی راستہ مین مزاحم نہین ہوسکتا تھا بلکہ ہر منزل و مقام پر لوگ رفیق ہوتے جاتے اور کثرت ہمراہی ہوتی جاتی لیکن کسکی مجال اور تاب اور قدرت و توانائی کہ تدبیر اور زر سے دفع گزند تقدیر کرے اور کیا مقدور کہ تقدیر کے کارخانے مین دخیل ہو غرض سراج الدولہ نے بجرہ اور کشتی پر عظیم آباد کی راہ لی - قبل اس ماجرا کے بروقت سننے خبر عزیمت انگلشیہ کی اپنے مقابلہ مین سنکر ایک قطعہ خط بنام موسیو لا س رئیس فرانسیس کے لکھکر کمال اضطراب اور عجلت مین بھیجا تھا اور وہ خط اوسکو پہونچا لیکن موافق ضابطہ اہل ہند کے جب تک اوسکا خرچ کو راجہ رام نراین کے پاس سے روپیہ وصول ہو بہت عرصہ گذرا بعد ازان لاس مذکور روانہ ہوا مگر قبل اوسکے پہونچ پانے کے سراج الدولہ کا کام تمام اور اوسکے آدمیون کو سراج محل کے مقابل سے میر محمد جعفر خان نے پکڑکے انتقام کیا تھا موسیو لاس نے سراج محل کے قریب پہونچکر جب یہ خبر پائی کہ سراج الدولہ کا کام بخیر تمام ہوا اپنی کشتیان عظیم آباد کو لوٹا لین میجر کوٹ جو کہ اب ولایت سے جنرل ہوکر آیا ہے اوسوقت عمدہ میجری مین کرنل کلیو کے ہمراہ تھا لاس کا تعاقب

درصورت ملاقات اور عدم استطاعت اظہار کے مامور ہوا کرم ناسہ اور بلکہ تلک اوسکے پیچھے چلا گیا موسیو لاس ایک منزل پیشتر جاتا تھا آخر سید مذکور تعاقب کر کے تینون صوبون کے سرحد سے باہر کر کے واپس ہوا۔

ذکر سے داخل ہونے میر محمد جعفر خان کا بیچ منصور گنج کے اور جلوس کرنا اور سرداری تینون صوبون کی سبب تصدیع اور رنج اور گرفتار ہونا سراج الدولہ کا اور کسی نوکرون کے ہاتھ سے اور خوش رفتار ہونا اسکا بعد پاک کرنے دامن اپنے کے گردون دنیا سے عالم جاودانی مین

قصہ کوتاہ جب میر محمد جعفر خان زمانہ کو موافق دیکہا بعد فرار سراج الدولہ کے پلاسی مین توقف کر کے کرنیل کلیف وغیرہ سرداران انگلشی سے ملاقی ہوا اور استحکام عہود و مواثیق کر کے جماعہ مذکور کو باہم رفیق کر لیا اور احوال سراج الدولہ کا تو بخوبی جانتا تہا کہ رعایا پر اوسنے نہایت ظلم اور تعدی کر رکہی تہی وہ بیچارہ نہایت عاجز اور پریشان تھے اور اسنے ان سب کو دم دلاسہ سے اپنی طرف رجوع کر رکہا تہا پس ایکروز بدلجمعی تمام کے سینچر کے بیچ ہفتم شوال سنہ مذکور منصور گنج کے دولتخانہ مین داخل ہو کر اپنے نام کی منادی تمام شہر مین کر دی دیگر منافق سراج الدولہ کے اور نیز طرفین کے سلامت خواہون نے بعد مبارکباد نذر تہنیت ارسال حضور کی اور جو شخص کہ کسیقدر سراج الدولہ سے میل رکھتے تھے اونہون نے بھی اپنا انگشت نما ہونا نامناسب جانکر اطاعت میر محمد جعفر خان اختیار کی میر محمد جعفر خان نے مسند ریاست پر متمکن ہو کر دولت واقبال کی بیچ نوبت بلند آوازہ کی اور راجہ دولبہرام باتفاق انتظام مہام ریاست کرنے لگا اور ضبط و ربط اسباب و اموال واسطے جماعہ انگلشی کے حسب وعدہ کرنے لگا چونکہ خطاب اور القاب مہابت جنگ مرحوم کا اور اوسکی وضع اور تدبیر وغیرہ بہی نہایت خوش تہا اور دلمین آرزو تہی کہ ایسا ہی اپنے واسطے مقرر کرے بنا بر علیہ ایسا ہی ہوا اور آرزو اوسکی بر آئی کہ اپنے واسطے شجاع الملک حسام الدولہ میر محمد جعفر خان بہادر مہابت جنگ کا خطاب ٹہہرا مین کیند کر لیا

اور شہامت جنگ مرحوم کا خطاب اپنے لڑکے میرن کو عطا فرمایا اور خطاب ہیبت جنگ
مرحوم کا واسطے اپنے بہائی میر محمد کاظم کے مقرر فرمایا اور ممالک محروسہ کے ہر سہ
صوبجات مین اکثر جگہہ خطوط دلجوئی اور استقلال کے بنا بر مصلحت تحریر کر بہیجے اور
اپنے داماد میر محمد قاسم خان کو مع مردمان معتمد کے سراج الدولہ کی گرفتاری
کیواسطے بہیجا اور میر داؤد اپنے بہائی کو بہی جو راج محل مین تہا نہایت تاکید سے تحریر
کیا کہ سراج الدولہ کی گرفتاری مین جہد بلیغ عمل مین لاے سراج الدولہ کو تو
دام قضا نے اولجہا رکہا تہا جب مقابل راج محل اوس طرف دریا کے پہونچا
داتا شاہ کے تکیہ مین ایک گہڑی کے لئے ناؤ سے اوترا اور کہچڑی پکوانے کا ارادہ اپنے
واسطے اور نیز اور لوگون کے لئے جنہون نے دو تین روز سے کچہہ نکہایا تہا کیا
تقدیر کے کہیل دیکہئے کہ کہان کہینچ لائی ہے اور قضا کے تماشے پر نظر
کرنا چاہیئے کہ کس دشمن کے ہاتہہ مین لقمہ کرنے کو دیا طرفہ ماجرا اس فقیر
مذکور سے زمانہ دولت واقبال مین کچہہ ضرر رسانی کی تہی فقیر مذکور کو جو زخم
کہنہ دیرینہ کا خیال ہوا مکاری کی گدری بچہا کر نہایت تملق اور دلجوئی سے پیش آیا
اور طبخ طعام مین اہتمام کر کے استراحت کے واسطے التماس کیا ادہر انہون نے
آرام کا سرانجام کیا ادہر اوس نے کسی مرد مستعجل کو دشمنون کے پاس بہیجا چنانچہ وہ سب
آگاہی پاتے ہی بہہ مژدہ خدا کی طرف سے سمجہکر بعجلت وسرعت تمام
مانند میر داؤد اور میر قاسم خان مع ہمراہیون کے آپہونچے اور سراج الدولہ کو مع
عیال واموال کے جو کچہہ پاس تہا گرفتار کر کے شادمان لوٹے بیت ہمینست بسند است
اگر بشنوی ٭ کہ گر خار کاری سمن ندروی + الغرض جب سراج الدولہ نے مکافات
کو بچشم پیش نظر دیکہا جن لوگون کو قابل خطاب نہین جانتا تہا اونکے عتاب کا
متحمل ہوا ہر ایک سے اپنی جان کی شفاعت چاہتا تہا میر محمد قاسم خان نے اوسوقت
مین صندوقچہ زیور لطف النسا کا جو کہ لاکہون کو مفت تہا وعدہ وعید سے لے لیا
اسیطرح سے جسکو جو ہاتہہ لگا لے گیا اور لوگون نے بہی لوٹ کہسوٹ مین
حتی الامکان کوتاہی کرنے مین دست کوتاہ نکیا موہن لال جو کہ سراج الدولہ کی دیوانی مین ترتیب
کی لیتا تہا اور اختیار اور اقتدار کی کہینچتا تہا زیادہ موجب عناد وعداوت کا ہوا قبل گرفتاری اپنے

خداوند نعمت کے مقام مرشد آباد مین گرفتار ہو گیا تہا اور میر محمد جعفر خان نے بنظر رضا سے راجہ دولبھ رام کے اس شخص کو حوالہ راجہ مذکور فرمایا تہا ظاہرا اوسکا اندوختہ راجہ دولبھ رام کے ہاتھ لگا اور اوسکی جان بھی اسی کشمکش مین مفارقت کر گئی اور سراج الدولہ بروز یکشنبہ پندرہوین شوال سنہ ۱۱۷۰ ہجری کو اپنے نوکرون کی قید مین مرشد آباد آیا جب خلق اللہ نے اوسکو اس حال مین دیکھا اور اوسکا جاہ و اقبال صغیر سنی کی نازپروری جوانی کا شوکت و جلال یاد آیا پرانی مصیبتین اور تکلیفین بھول گئے رحم آیار ہائی کے درپے ہوے لیکن مقتدر لوگون نے جنکو دستگیری کی طاقت حاصل تھی بطمع سوخود اس نظر رحم سے آنکھہ چرائی بیچاری ناتوان اپنے جی کی جی ہی مین لیکر رہگئی میر محمد جعفر خان نے بدعوی مسند نشینی کے اپنی قرارگاہ و اقامت منصور گنج مین پسند کی اور میرن کو جو اکبر اولاد اور شاہ خانم ہمشیرہ حقیقی مہابت جنگ کے بطن سے تھا اپنی پرانی حویلی جعفر گنج مرشد آباد مین بھجدیا یہہ شخص باپ سے زیادہ جور و جفا مین آمادہ تھا خدا ناشناسی اور حق نمک و نثی اس کے خمیر مین تھی اور ستم اور عداوت دلین بھری ہوئی اور کیونکہ یہ خون سراج الدولہ اسکے ہاتھ سے ہونا کہ خداوند کریم کو اس بدبخت کا نامہ اعمال بدی سے بھرنا تھا اس سبب سے قتل و سزا و ظلم و جفا مین مصروف رہتا اور نامعقول اور اعمال ناسزا کے تعمیل مین نہایت جلد باز تھا اور جس دم کہ سراج الدولہ کے پہونچنے کا حال سنا رو برو طلب کر کے قید فرمایا اور رفقا سے خواہان قتل ہوا شجاعت سے جو جو نجیب زادہ بادہ سرشار رکھتے اس کار بد سے برسر انکار ہوے آخر الامر محمدی بیگ نے جو بد و شوری سے نمک پروردہ مہابت جنگ کا تہا اور سراج الدولہ کی مان یا دادی نے کسی بیگس کی لڑکی کو پالکر اسکو خوشنودی خدا اس شقی ازلی کے ساتھہ بیاہ دیا تھا یہ سب احسانات آقا سے ولی نعمتون کے فراموش کر کے اس شقاوت و سفاہت کو اختیار کیا اور دو تین گھڑی قید ہونے کے بعد سراج الدولہ کے قتل پر گیا جو سراج الدولہ نے دیکھا کہ یہ احسان فراموش چلا آتا ہے دیکھکر کہا کہ میرے قتل کو آیا ہے اسنے اقرار کیا تب اوس نے سر تو درگاہ الٰہی مین تائب ہوکر کہا کہ آیا یہ راضی نہین ہو کہ مین گوشہ مین پڑا زندگی بسر کرون

پھر اوسنے کہا نہین البتہ حسین قلیخان کے خون ناحق کے انتقام مین قتل ہونا چاہیئے
جلاد مذکور کافر بدکیش احسان فراموش نے تیغ بیدریغ کھینچکر چند ضرب پیکر نازنین
پر مارے پس زمین پر گرکر کہا ابن آیت کہ کار من تمام شد و انتقام با نتمام رسید اور جان
شیرین نے کالبد خاکی سے مفارقت کی اسوقت اس کمبخت نے تلوار کو میان
مین کرلیا اور اوسکی لاش کو ہودج فیل پر رکھکر بطور تشہیر کے شہر مین گھومایا
کہتے ہین کہ فیلبان نے جسجگہ کہ سراج الدولہ نے حسین قلیخان کو ذبح کیا تھا
بدون ارادہ ضرورتاً ہاتھی کو روکا اور سراج الدولہ کے خون کے چند قطرہ اوسی
سرزمین پر ٹپکے فاعتبروا یا اولی الابصار نظم چنین بود گردیدن روزگار ✤ سبکسیر
و بدعہد ناپایدار ✤ منہ بر جہان دل کہ بیگانہ ایست ✤ چو مطرب کہ ہر روز در خانہ ایست
✤ نہ لایق بود عیش با دلبری ✤ کہ ہر بامدادش بود شوہری ✤ بر مرد ہشیار دنیا
خس ست ✤ کہ ہر مدتے جائے دیگر کس ست ✤ نکوئی کن امروز چون دہ تراست
✤ کہ سال دگر دیگرے دہ خداست ✤ اگر گنج قارون بدست آوری ✤ نماند مگر
آنچہ بخشی خوری ✤ الغرض جسوقت اوسکی لاش تشہیر ہوتے ہوتے اوسکی مان
کے دروازے پر پہونچی شور غوغا ہونے لگا حال پسر پوچھا لوگون نے تمام سرگذشت
بیان کی کہ اس طرح سے ظلم تعدی ہوئی جب حال پسر سے مطلع ہوئی برہنہ پا
ہوش باختہ دوڑی خادم حسین خان نے اپنے کوٹھے پر جو سر بازار اوسکے
والدہ کے دروازے سے مقابل تماشا کر رہا تھا اپنے پیادونکو حکم دیا کہ اس زن ضعیفہ
بیچارہ کو مع دیگر عورات ہمراہی کے سوٹون سے مار کوٹ کرکے اوسکے گھر کے اندر کردین افسوس کہ کسطرح کا
ظلم کیا کہ اوسکے باپ دادہ کا پروردہ تھا اور اسکو اسطرح بیحرمتی اور ذلت سے قتل کرایا اور اوسپر بیہ
طرہ کیا کہ یون حکم دیا کہ ان عورتونکو مار پیٹ کر اندر کردین اگرچہ اسکو ہلاک کیا تھا مگر عورتونکو تو دلاسا اور
تسلی دینا چاہیئے تھا الغرض جسوقت کہ سراج الدولہ کو لائے تھے میر محمد جعفر خان سوتا تھا اگرچہ افراط مفرحات سے
اوسکی بیداری خواب سے بڑہکر تھی مگر خاص کر اوسوقت کہ نسبت جلوس امارت کی نشہ نیک دو بالا تھی اوسکے
لڑکے نے قبل اسکے کہ باپ کو اطلاع ہو اسکا کام تمام کردیا جب وہ جاگا میرن کو پیغام دیا کہ ناظم معزول مقید سے غافل نرہنا
اوسنے سنکر جواب بھیجا کہ مین ایسا بے خبر نہین کہ ایسے امور کے تساہل کرکے چھوڑدون
اور جو کوئی اوسکے پاس جاتا اوس سے فخریہ کہتا کہ باپ نے مجھے اسوقت ایسا پیغام بھیجا

اور بیٹے پیشتر ہی اوسکا نام مشادی یا یاروں تم بجھو مین بھی تو مہابت جنگ کی ہمشیرہ
کا چراغ ہوں پس کیونکر یہ ہیچ ایسے امر کے غفلت اور کاہل الوجودی کو کام دوں —
خلاصہ یہ کہ بعد تسلط ارکان دولت کے راجہ رام نراین کو نوشت و خواند شروع
کی کہ دلجمع ہوکر اطاعت مین رجوع ہوا ور وہ بھی زمانہ سازی کے جوابات لکہنے لگا
اور واسطے خلاصی میرزا غلام علی بیگ ولد حکیم بیگ کے بنام راجہ رام نراین کے
لکھکر اپنے پاس طلب کیا مرزا سے مذکور حسب الحکم سراج الدولہ کے قید تہا بیچارہ میر
محمد جعفر خان کے پاس آیا یہ شخص سابق سے بہ تقاضاے مناسبت طبعی کے میر محمد جعفر خان
سے ربط اتحاد رکھتا تہا انہون مین کمال اقتدار سے بنارس کی ایالت پائی ہم لوگ
جو سراج الدولہ کے دل سے دور اور اوسکے قرب سے مہجور و اخراجی تھے
اور عظیم آباد مین گہر تھا اور صغر سنی سے جیسا کہ چاہیئے میر محمد جعفر خان سے ربط و
ضبط تھا امیدوار ہوے کہ ضرور عظیم آباد کو جاوینگے کیونکہ خانمذکور والد بندہ سے
نہایت اتحاد رکھتا تھا جب بندہ کسی تقریب سے روانہ مرشدآباد ہوتا اول میر محمد جعفر خان
بندہ کی ملاقات کو آتا بعدہ بندہ اوسکے بازدید کو جاتا تھا اور میرن بسبب حداثت
سن کے جو بندہ کے ہمعمر تھا خردی کا سلوک کرتا تھا اور بزرگون کی طرح
تعظیم اور تکریم سے مجکو مانتا اور پیش آتا تہا جیسا کہ سعادتمندان خرد ہوتے ہین ویسا ہی ہمیشہ
فرط ادب سے میرے روبرو حقہ نہین پیتا تہا علاوہ برین نقی علی خان بندہ کے چہوٹے
بہائی سے میر محمد جعفر خان کو اوس مرتبہ دوستی تہی جس سے بڑہکر ممکن نہین لہذا اوسکو
یہ گمان ہوا کہ گویا یہ دولت اوسکے گہر آے اگر کچھہ بھی نہو تو نیابت صوبہ عظیم آباد
کی البتہ اوسے ملیگی اسی وجہ سے عرضی مبارکباد لکھکر ارسال کی اور خود بھی بنا بر
اعتماد اتحاد میر محمد جعفر خان کے ارادہ معاودت کرکے والدہ اور جمیع اہل و عیال
کو لیکر روانہ عظیم آباد ہوا بندہ اس نظر سے کہ اب میر محمد جعفر خان کے دماغ مین اور ہی
ہوا سمائی اور دلپذیر فکر عشرت کی بدلی چہائی ہی اور یہ لوگ نہایت دولت مین پاے اور نیز میر محمد جعفر خان ایسا آدمی نہین کہ
آدمیت کی بو رکہتا ہو اور اوس سے امید ایفاے حقوق سابقہ رکہے جاوے
کسیقدر تامل کرکے بنارس مین ٹہر گیا اور نقی علی خان کو بھی مانع عجلت ہوا مگر اونہون نے
نسنا مع اخوان و منتسبان کے عظیم آباد آے جب انکے ورود کی خبر ناظم وقت کو پہونچی

جواب عرضی قلم انداز کرکے راجہ رام نراین سے بےخبری پر بڑی ملامت کی
اور حکم دیا کہ نقی علیخان کو مع ہمراہیون کے بنارس لوٹا دے اوسوقت نقی علیخان
کو میری نصیحت یاد آئی اور ندامت اوٹھائی بسبب قسمت میر محمد کاظم خان برادر
میر محمد جعفر خان چند سال سے راجہ مذکور کی بخشگری پر مامور تھا اگرچہ مرد ساده
تہا اور زمانہ سازی اور خوشامد کی باتین مثل دیگر ابناے زمان اوسکو نہین آتی تہین
مگر حق تو یہ ہے کہ بزرگانہ خصلتین خوب رکہتا تھا بندہ کے بہتری بہائی سید علیخان
نے بہی اوسکے پاس جاکر یہ ماجرا ظاہر کیا کہ راجہ رام نراین نے اپنا چوبدار
بہیجا ہے اور ہم لوگون کے بنارس لوٹ جانے کا حکم تاکیدی دیا وہ اس حال کو
دریافت سے نہایت آزردہ ہوا اور رام نراین کو لکہا کہ ہم ان سے شریک ہین اگر
انکا اخراج شہر سے منظور ہے ہمارے بہی نکالنے کی فکر کرو راجہ مذکور نے نہایت
عذرخواہی کرکے کہا کہ مجہے ان لوگون سے کچہہ کام نتہا مگر آپ کے برادر صاحب کی
بموجب حکم یہہ تعمیل ہوئی اوسنے جواب دیا کہ اونہون نے پوچ تحریر کیا ہے
اور سراسر لغویت کی طرف مائل ہوئے ہین اور احسان فراموشی اور ناحق فروشی اپنا شعار کیا ہے
اوسکا تدارک ہم کرسکتے ہین تم سے کچہہ کام نہین وہ خاموش ہو گیا اور اس
بزرگ نے جو کچہہ اوسکے دل مین آیا زبان قلم کے حوالہ کرکے میر محمد جعفر خان
کو لکہہ بہیجا جب خط پہونچا وہ متنبہ اور نادم ہوکر اپنے ارادہ فاسد سے باز آیا
اور یہ سمجہا کہ برادر عینی ہوکر بہی ان لوگون سے بےمروتی کرنی مفت رنجش حاصل ہوگی لہذا درگذرا اوسکو ایسا امر پہنچنا مناسب
متعاقب بندہ بہی پہونچکر اس ماجرے سے مطلع ہوا اور نقی علیخان میرے پہونچنے
سے گہرایا کہ مبادا میرے پہونچنے سے میر محمد جعفر خان کو نئے سر سے ملال ہو
بندہ نے انکی تشویش دیکہکر دلجمعی کی کہ بندہ اپنے ورود سے رام نراین کو
مطلع کرتا ہے اگر اجازت دے مستقیم ہون ورنہ ابہی واپس ہوتا ہون یہی
رقعہ لکہکر روانہ کیا راجہ نے کمال خوشی مین جواب تحریر کیا بلکہ ملاقات کے
واسطے طلب فرمایا اور اقامت کی اجازت عطا فرمائی بندہ مع برادران اور
والدہ کے مقیم ہوا کبہی کبہی راجہ مذکور کے دربار مین آمد و رفت کرتا تہا تا آنکہ جنگ جنابعالی
غلام صولت جنگ مرحوم کے شورش کا غلغلہ پیدا ہوا کہ باتفاق اچل سنگہ کا بیتہہ

دیوان شوکت جنگ نے جو پورنیہ مین خروج کرکے ولد موہن لال یا اوسکے نایب کو مقید کیا اور خود وہان کی حکومت کرنے لگا اور نیز خبر آمد آمد میر محمد جعفر خان کی مرشد آباد مین گرم ہوئی اور خوب معلوم ہوا اور دریافت ہوا کہ میر محمد جعفر خان بارادہ اطفاے نائرہ فساد اور تسخیر عظیم آباد کے عازم ہوے ہین جسکی تفصیل آیندہ تحریر ہوتی ہے۔

میر محمد جعفر خان کی عزیمت واسطے گوشمالی حاضر علیخان اور دیگر انتظام عظیم آباد اور تالیف راجہ رام نراین وغیرہ کے

جب مرشد آباد مین انقلاب عظیم اور فترت جسیم برپا ہوئی ہر ایک اپنے اپنے خیال مین مصروف ہوا راجہ رام نراین کو بھی پہلوان سنگہ اور راجہ سندر سنگہ وغیرہ نے یہ دلالت اور ترغیب دی کہ اپنے ولی نعمت اور خداوندزادہ کے انتقام پر لشکر کشی کرے مگر توفیق و جرات نے رفاقت نکی ہر چند میر محمد جعفر خان کے طرف سے اکثر اندیشہ رکھتا تھا مگر بمصالحت مین زمانہ سازی کرتا رہا ایک روز میر محمد کاظم خان برادر میر محمد جعفر خان مع اپنے ہمراہیان کے جو کہ ایک جمع غفیر تھا بے خبر اور غیر وقت اول صبح کو رام نراین کے باغ مین داخل ہوا سبکے سب بے شغل مانند بلاے ناگہانی اور قضاے آسمانی رام نراین ایسے حرکات اور جرأت اور دلیری بے وقت سے متوحش ہوکر دوسرے باغ کی عمارت مین جو اوسکے ضمیمہ مین بنا تھا جا بیٹھا اور دیگر ہواخواہ بھی وہان مجتمع ہوگئے اور گلہ اس طرح کے آنے کا کیا اور رام نراین نے بھی عذرخواہی کی اور اس امر کی معذرت کہ اسوقت ملاقات نہوگی زبانی کسی شخص کے کہلا بھیجا اور میر محمد کاظم خان اور اوسکے بھائی سے بدگمان ہوکر اپنی مجلس مین انکی شکایت کرنے لگا تا آنکہ میر شرف الدین جماعہ دار جو کہ شجاع الدولہ اور سرفراز خان کے ملازمین مین تھا اور بعد اونکے مہابت جنگ اور سراج الدولہ کا رفیق رہا اور نیا رفیق میر محمد جعفر خان کا ہوا تھا اور مسمی گیندا مل جگت سیٹھ کا گماشتہ رام نراین کے ڈیوڑھی مین مع مراسلات کے میر محمد جعفر خان کے لشکر سے پہونچا اور حاضر علیخان جو صولت جنگ مرحوم کا درم خریدہ اور اوسکا داروغہ دیوانخانہ تھا بعد کشتہ ہونے شوکت جنگ اور تسلط پسر موہن لال کے سراج الدولہ کے طرف سے پورنیہ مین بسر کرتا تھا اور نیز اچل سنگہ کایتھ دیوان شوکت جنگ نے خلف موہن لال کی عہد مین

پرگنہ تاج پور اور سہرسی پور اور گونڈوارہ اور گیندھ ہہ گولہ وغیرہ کا متعہد ہو کر زر و نام حاصل
کیا تھا پورنیہ کی سپاہ اور رعایا صولت جنگ کی عہد سے جنکو البتہ نو برس منقضی ہوے
دونون سے نہایت معرفت اور رجوع رکھتے تھے لہذا ہر دو کو کچھ سمجھتے نہ تھے پورنیہ کے لوگ
مانند رعایا سے بنگالہ کے نہایت نامرد اور ہر شخص کے مطیع ہوتے ہین حاضر علیخان اور
اچل سنگہ لی نہایت سفاہت سے وہان کی سپاہ کو متفق کر لیا اور نایب موہن لال
دیوان سراج الدولہ حاکم پورنیہ کو قید کر لیا اور حاضر علیخان کو مسند ملی اور اچل سنگ اوسکا
دیوان اور مدار المہام ہوا فی الحقیقت حاضر علیخان کو نام سکے واسطے مقرر کیا باقی کل کار
و معاملات اوسی ہندو کے اختیار مین تھے میر محمد جعفر خان کو چونکہ رام نراین نایب ناظم
عظیم آباد پر اعتماد نتھا وہان کا جانا اور اوس جانب دلجمعی بہم پہونچانا مناسب سمجھتا تھا
کہ اپنے ہی راے سے یہ کار بند تدبیر ہو لیکن خدا تعالے کو منظور نظر نہ تھا
کہ اس عرصہ مین پورنیہ سے بھی یورش کی خبر آئی لاچار دو نو جگہہ کے انتظام کو بڑی اوٹھائی
اور پریشانی حاصل ہوئی کہ بیان اوسکا طول چاہتا ہے اصل یون ہے جیسا کوئی کرتا ہے ویسا ہی پاتا ہے
واقع ماہ صفر ۱۱۷۱ ہجری نبوی صلعم کو نہضت کرکے داخل معسکر ہوا اور اپنے فرزند میرن کو
مرشد آباد مین نایب رکھا اول منزل مین میدان بھمنا مقام ہوا میرزا محمد مہدی برادر حقیقی
سراج الدولہ سے جو کہ قید سخت مین تھا اندیشہ ناک ہو کر حکم قتل صادر فرمایا مشہور ہے
کہ اوس بیچارہ کو تختون مین جو کہ شال دوشالہ پر لگا کر باندھنے مین شکنجہ کیا اور اوسی کشاکش
مین مرغ روح نے دام سرزنش سے رہائی پائی اور یہہ بھی سنا گیا کہ زہر قاتل سے
مسموم ہو کہ مرا تھا خواہ اسطرح سے اوسکی روح نے تن کو چھوڑا خواہ اوسطرح سے زہر دیا گیا وبال اس بیچارہ بے جرم کا اس شقی کی گردن پر رہا
اور بعض معتمدین کہتے ہین کہ اسکے قتل کا سبب راجہ دولبھ رام کا انحراف ہوا جو کہ اندک
مدت مین صحبت بہم کہ ناچاق ہوئی شاید سبب یہہ ہے کہ راجہ دولبھ رام چونکہ متعہدی عہدہ
مہابت جنگ اور مثل راجہ جانکی رام کا فرزند تھا اور اپنے آقا کے عہد مین صاحب پالکی
ہیالہ دار اور نوبت کا تھا اور میر محمد جعفر خان نے اسکے زیر سایہ حمایت رہکر اسنے خیانت
بخشی گری سے حفظ پایا سپاہ پر احسان رکھکر خود نفع اوٹھاتے راجہ مذکور اپنے جان وابرو
کے خوف سے جو سراج الدولہ کے جانب سے تھا اول میر محمد جعفر خان سے شریک
ہوا اور آخر کار اپنے دل مین میر جعفر خان کی اطاعت سے نادم ہو کر میرزا مہدی کی فکر مین

ہوا بلکہ بعض کو حقیقہ تحریر کیا کہ سراج الدولہ کے بہائی کو جسطرح ممکن ہو مجہہ تک پہونچا دین اور
میر محمد جعفر خان نے جو دیکہا کہ رجوع سپاہ کا رقعہ دولبہ رام کی طرف ہی اور فراوانی زر بہی کرہ اوسکی
مضبوط ہی اوس بیچارہ کی قتل کا روادار ہوا ہرحال اسکو قتل کرکی اپنی زعم مین فارغ البال ہوا میرن مذکور نے
اپنی تئین بجائے شہامت جنگ کے سمجہکر اوسکے عملہ کو اپنا عملہ بنایا چنانچہ حاجی مہدی مرحوم
کو داروغہ دیوانخانہ اور راجہ راج بلبہہ بنگالی جہانگیر نگری کو دیوان مقرر کیا خادم حسن خان
جوکہ اسپنے قرابت کا نام میر محمد جعفر خان سے مشہور کرتا تہا حقیقت مین کچہہ نتہا کیونکہ اسکی
قرابت کی صورت یہ ہی کہ سید خادم علیخان ولد خادم حسن خان میر جعفر خان کے
خواہر کا شوہر تہا اور خادم حسن خان اوسکے بطن سے نہین بلکہ دوسرے کسی
عورت سے جو کشمیری تہے پیدا ہوا اسوجہ سے اوسکی خواہر زادگی مین مفاخرت کرتا تہا
اور بہواسطہ پیوند قرابت اور یگانگیت اوسنے میر محمد جعفر خانکی ساتہ بسبب امارت اور حکومت
کے قرار دی تہی والا جیسا کہ بندہ مورخ نے لکہا ہے اوسیقدر ہے کچہہ اسکی اصل نہین ہی
اور یہہ ہر مجلس مین میر محمد جعفر خان کو ماموں کے لفظ سے یاد کرتا البتہ بعض مناسبت مزاج
اور ہمسنی تہا اس سبب سے آغاز جوانی سے تماشا بینی اور عیاشی مین دونو باہم شریک یار
اور جو کام کہ کرتے تہے اور مطعون زبان خواص وعوام ہوتے کے ان دونو کو ربط ضبط تمام تہا
لیکن یہ شخص میر محمد جعفر خان کے نسبت نہایت عیار اور حساب کتاب مین ہوشیار اور
سبکسری اور بیتمیزی مین غالب اور حرکات بوالہوسانہ زیادہ رکہتا تہا چونکہ صولت جنگ مرحوم
کے نوکری مین مدتون پورنیہ مین رہا اور وہان کے داخل وخارج اور راہ ورسم سے
بخوبی ماہر تہا وہان کی حکومت کا آرزومند تہا اور اوس رفاقت کی عوض مین جو
ہر وقت خوف سراج الدولہ کے میر جعفر خان سہم گئے تہے اور فی الحقیقت اوسیکی
پناہ مین بسر کیا کیونکہ سراج الدولہ خادم حسن خان سے بہی بدگمان اور اوسکے ایذا
اور اخراج کا خواہان تہا توقع رکہتا تہا کہ چون خداوند تعالے نے تمکو یہ ملک ودولت
عطا فرمایا ہے گوشہ پورنیہ بندہ کو عطا ہو جب حاضر علیخان کا ہنگامہ شروع
ہوا اور میر جعفر خان اطفائے نائرہ فساد کو برآمد ہوا خادم حسن خان نے جو زر
سعد ودر رکہا تہا اسباب امارت بقدر حاجت آراستہ کرکے میر جعفر خان سے
جا ملا اور بشرط عطا کرنے حکومت پورنیہ کے اس شور وفساد کے فرو کرنے کا

کہ متعہد ہوا میر جعفر خان جو ہمیشہ کا آرام طلب اور مدہوش تہا خصوص اسوقت مین کہ
دولت و اقبال نے سازگاری کی اور عظیم آباد کا معاملہ پورنیہ سے زیادہ جانتا
تہا لہذا راضی ہوگیا خدمت پورنیہ کی خلعت عطا فرمائی اور میر محمد کاظم خان رسالدار
قدیمی مہابت جنگ کو جو بندہ مورخ کا قرابتی ہے چنانچہ ذکر اوسکا لڑائی شوکت جنگ
اور سراج الدولہ مین تقریباً مورخ لکھ چکا ہے اور اب بالفعل میر محمد جعفر خان نے
نیابت تالیف قلوب افزائش رسالہ اور بعض افواج بخشیگری پر زیادہ کرکے خادم حسین خان
کی مدد پر مقرر فرمایا۔

ذکر ہے جانے خادم حسین خان کا پورنیہ مین اور حاضر علیخان پر فتحیاب ہونا اور بھاگ جانا ان کی سرگذشت

میر محمد جعفر خان خود نور راج محل مین مقیم ہوا خادم حسین خان کو پورنیہ روانہ کیا اوسنے
فوج و اسباب آراستہ اور پیراستہ کرکے عبور گنگا کیا اور اپنی مخلصی سے
مراسلات بنام روساے سپاہ اور رعایاے پورنیہ کے جنکو وہ شناس رکہتا تہا
متضمن وعدہ و تہدید اور تالیف قلوب تحریر کیے حاضر علیخان اور اچل سنگہ مغرور نے بجاے حملہ
اژدہام چہ سات ہزار پیادہ برق انداز اور دو تین ہزار سوار پیادہ کے جو اکٹہا کیا
اور اوس دریا کے کہ تاثیر آب ہوا سے چین اوسکی رکہتا تہا بارادہ مدافعہ خادم حسین خان
کے جانے مناسب پر لشکر اور مورچے بنواے اور رتن پال ناچہ نجومی نے اپنے
علم کی زور سے اوسکو فتح و ظفر کا امیدوار کر اطراف مورچال کے تجویز خود مقرر کردی
اور حاضر علیخان مع دیوان اور سامان فوج وغیرہ کے لشکر مین جا ٹہرا رفقا کو
زر و مال دیکر تالیف قلوب کی جب خادم حسین خان قریب آیا دونو طرف خوف ہوا یا
خادم حسین خان نے خود استمداد فوج کی میر محمد جعفر خان سے کہا اور بطور عرضی کہلا کر
اطلاع کی کہ حسب وعدہ کسیقدر فوج اعانت پر روانہ کیجیے دوسرے سپاہ پورنیہ کے
قلوب مین تزلزل پیدا ہوا کسیقدر براہ فرار متفرق ہوگئے اور اکثر رسالہ کو شکست کہا کر
اپنے گہر کی راہ لینے لگے تا آنکہ چاہیے حاضرین مین قلت ظاہر ہوئی میر محمد جعفر خان نے

بسبب تقرر میر محمد کاظم خان کو خادم حسن خان کی مدد پر بھیجا یہہ شخص نہایت عیار تھا
اور ہمیشہ طرز واطوار جنگ وجدال سے بخوبی واقف کار اور تسلی وتشفی دینے مین مردمان
فوج کے بہت چالاک وطرار اور بذات خود بھی مستعد وآمادہ لڑائی ہوجاتا تھا ایسے
اسی سبب سے جملہ سوار وپیادہ اس سے نہایت رضامند تھے سالار وسپاہ پورنیہ
کی اضطرابی سے ماہر ہوکر مقابلہ مناسب سمجھا تاکہ سبب اعانت دوسرے کے
نام پیدا کرے لہذا قبل اسکے کہ میر محمد کاظم خان پہونچے اپنی فوج کو آراستہ کرکے
بعزم جنگ سوار ہوا جب خادم حسن خان مع فوج کے پیدا ہوا حاضر علیخان کی سپاہ جو اول
سے بیمناک ہو رہی تھی بے لڑے بھڑے صورت کی دیکھتی ہی گریزان ہوے حاضر علیخان عاجز
وحیران ہوکر باہر چلا گیا ظاہرا ان ہر سہ صوبہ کے حدود سے نکلکر کسی جگہہ پر جاکر سر اوٹھایا
اور عالیجاہ میر قاسم خان کے عہد مین دوبارہ آکر قید ہوگیا پھر کچھہ اوسکا پتا نہین ملا
خادم حسن خان داخل پورنیہ ہوکر خانہ سے معمورہ صولت جنگ مین مقیم ہوا حکم دیا کہ
تفحص کرکے اچل سنگھ کو حاضر کرین وہ احمق اس نظر سے کہ بندہ تو متصدی ہے کچھہ کیا ہو بدلے
بدنامی حاضر علی خان کے نام سے غائب نہوا تھا گرفتار ہوگیا خادم حسن خان نے جمع خرچ
کا کاغذ لیکر جس جس شخص نے کچھہ بھی پایا تھا اوس سے واپس لیا اور اکثر غریب لوگون کو بیشتر
کرکے جسقدر کہ اونہون نے پایا تھا اوس سے المضاعف واپس لیا اور جیسا جی چاہا
اور خاطر مین آیا ویسا اوبرا اور وضع پیر کو دکہایا اور پاس خاطر کسی شریف ورئیس کا کچھہ بھی نکیا
لوگون کو طعن اور کنایہ سے جسقدر ہوسکا رنجیدہ کیا اسی عرصہ مین میر محمد کاظم خان پہونچا خادم حسن خان
سے ملاقی ہوکر بعد چند روز کے مرخص ہو میر محمد جعفر خان سے آملا اور خادم حسن خان اپنے
ملک کے انتظام مین مصروف ہوا چند مہینے کے بعد رتن پان منجم جو کہ مواضعات عظیمہ
صولت جنگ اور سیف خان کے تعلقہ پورنیہ مین رکھتا تھا اس گمان سے کہ نجومون
کا بھی کام ہے کہ دولتمندون کو احکام دروغ نجوم سے خوشنود کرین بیخوف تھا
کہ خادم حسن خان کو مجبے کچہ عداوت نہوگی اوسکے پاس جاکر موافق ہوا خادم حسن خان
نے بمجرد پہونچنے کے استہزا شروع کیا کہ اسے رتن پان ابھی ساعت مین
گھر سے نکلے ہوگے اوسنے جواب دیا کہ نواب صاحب ہمارا کام یہی ہے جب کہ
دوسرون کے واسطے تنقیح ساعت کرتے ہین تب اپنے حق مین کیون قاصر ہونگے

اوسکو کہا کہ حاضر علیخان سکے واسطے بھی ساعت سعید بتلا کر گروایا تہا اس کلام سے شخص مذکور
منفعل ہوا بمجرد شرمندگی کے اوسنے حکم دیا کہ اسکی ناک کاٹ لو تا کہ اسکی خود بینی
لوگون پر ظاہر ہو بمجرد حکم تعمیل ہوئی اور میر محمد جعفر خان نے مع کل لشکر کے عزیمت
عظیم آباد کی —

ذکر ہے نہضت کرنے میر محمد جعفر خان کا راجمحل سے عظیم آباد کو اور راجہ رام نراین کا موافقت کرنا کرنیل کلیف وغیرہ سے اور محفوظ رہنا اوسکے شر و فساد سے اور پہر واپس آنا میر محمد جعفر خان کا کمال مسرت سے

جب راجہ رام نراین کو اسکے عزیمت کی خبر ملی نہایت پریشان ہوا اور بسبب اپنی بہلائی فرقہ انگلشیہ کے
موافقت میں سے کیونکہ میر محمد جعفر خان اور اوسکے توابعین کے قول و فعل کا اعتقاد نہیں تہا
اور یہہ بہی جانتا تہا کہ یہہ سب محسن کش ناقدر شناس ظالم خدا نا ترس ہین کچہ اپنے قول و فعل کا انکو
خیال و پاس نہین ہے جو اطوار کہ دولتان بدکردار کے ہوتے ہین اور ہر بد وضع جس طور سیر اور
روش پر قدم دہرتے ہین ویسا ہی یہ سب ہمیشہ کرتے ہین لا چار گنینڈ امل کو اپنا وکیل بنا کر
کہا کہ حسب خواہش کرنیل کلیف کا دستخطی اور مہری خط میری واسطے لا دو تا کہ بندہ مطمئن ہو کر اونکے
خدمت مین حاضر ہوا اور مسودہ درست کرکے اوسکے حوالہ کیا گنینڈ امل نے میر جعفر خان کے
پاس جا کر عرض کیا کہ راجہ مذکور بلا توسل صاحبان انگلشیہ کے حاضر نہین ہوتا اگر انکی طرف
سے کوئی خط دستخطی اور مہری اوسکو ملے تو البتہ بمقتضاء جلد خدمت میں ہوتا اسنے
اوسنے جواب دیا کیا مضایقہ گنینڈ امل نے منشی سے ملکر مسودہ درست کرا کر
دکھلایا جعفر خان چونکہ چندان خط و سواد نہ رکہتا تہا اور نیز نشہ بنگ علاوہ اوسپر
کہ سستی اور کسل لازمہ اس نشہ کا ہے بعد طعام کے کسیطرف متوجہ نہین ہوتا تہا
اوسی وقت وہ مسودہ پیش کیا عذر جیسا کہ متوجہ دیکہنے اور پڑہنے کا نہوا کہا مضمون اوسکا زبانی کہو
اونہون نے اوسکا مضمون حسب مرضی عرض کیا پس پروانگی دی کہ کرنیل کلیف سے لکہوا لاؤ
گنینڈ امل نے جلد جا کر کرنیل کلیف سے موافق مسودہ خط لکہوا لیا اور کرنیل نے مسودہ
اپنے پاس رکہہ لیا اوسکا مضمون یہہ تہا کہ آپ دلجمعی سے آوین جان و مال و آبرو اور وجہ

سے کے حفاظت اور عدم تعرض مخاسبہ میرے ذمہ ہے کینڈال وہان سے عظیم آباد
گیا اور راجہ رام نراین کو خط پہونچا کر مطمئن کردیا تب راجہ نے ارادہ استقبال کرکے
اور اپنی حمایت اور حفاظت صاحب موصوف کو جانکر اطمینان قلبی اور آرام دلی حاصل کرکے
اور ساعت نیک دیکھکر نقل مکان کیا بندہ کو کہ تالیف قلوب کرکے اغلب اوقات خواہان
ملاقات رہا کرتا تھا ضرور ہوا کہ اوسکے ساتھ ملا کیا جاوے لہذا جس مکان مین
کہ اوسکا پاترا سب ہوا تھا اور وہ وزیر مقیم رہا تھا گیا اور رقعہ مختصر لکھکر اوسکے ہاتھ مین دیا

مضمون رقعہ

اوسکا حاصل مضمون یہ تہا کہ بندہ نالائق سے کبھی کبھی کام آوینگا اگر مناسب ہو
ہمرکاب ہووے اوسی رقعہ پر دستخط سے کئے کہ ہم بالفعل مشوش ہین لیکن آپ کا
حسن اخلاق ظاہر ہے انشاء اللہ جب باکا دل سعادت ہوینگی آپ کی خدمت
لیجاویگی بندہ مرخص ہو کر گہر آیا اور دوہ اول سید ہا کرنیل کلیفٹ کے پاس گیا
کینڈال کے سوا جو لوگ کہ نامحرم تھے اونہون نے کہا کہ میر جعفر خان کے پاس
جانا چاہیئے انگلشیہ کی ملاقات مین چند قباحات ہین — رام نراین جو کہ مرد عیار تہا
اور ایسے کامون مین بہت ہوشیار کہنا مردمان بازاری پہونچاکر راہ حیل و فریب سے باتین خالی نہین کرتے
اصلاً ان باتون کو نہ سنا اور کرنیل موصوف سے جاکر ملاقی ہوا اوسنے کسی سردار کو ہمراہ کردیا
تاکہ میر جعفر خان کی خدمت مین پہونچاوے یہ امر میر موصوف کو گران گذرا اور کسیقدر ملال
راجہ مذکور کی طرف سے دل مین پیدا ہوا بعد ملازمت کے حکم دیا کہ فلانے طرف بازار
خیمہ کے رام نراین کا خیمہ ہو چونکہ اسبب راجہ مطمئن ہو گیا تہا حسب الحکم تعمیل کی اور باہم
دو تین منزل سطے کرکے باغ جعفر خان مین جو عظیم آباد کی آبادی سے متصل شرق رویہ
لب گنگا واقع ہے ٹھہرے نقی علیخان اور سید علیخان اور غالب علیخان برادران
بندہ میر محمد کاظم خان کے وسیلہ سے میر جعفر خان کی ملازمت مین مشرف ہوئے اور بندہ
نے میر محمد کاظم خان بخشی کے توسل سے جو کہ سببہ احسانات سابقہ ثابت جنگ
سراج الدولہ کو اوسکی گردن پر سے ایک ملاقات درجہ لاچاری کو کی کیونکہ بندہ
کو اوسکے وضع سے ترغیب نہی دو تین مہینے عظیم آباد مین اقامت ہوئی شاید
دو یا ایک مرتبہ دربار گیا تہا اور ہر مرتبہ اوسکی تقریر مشوش سنکر انتشار رہا

ہوا تھا البتہ اکثر اوقات میر محمد کاظم خان بخشی کے مکان مین رہنا اور دلی مین عمر
گذارنا ہر چند اوسوقت مین عسرت اور تہیدستی بدرجہ نہایت تھی لیکن یہہ شعر جناب
شیخ علی حزین اسکنہ اللہ تعالے فے اعلے علیین کا ورد زبان تھا ۔ مطرب سماع
بکش و ساقی شراب دہ ÷ ایام را بمال و فلک را جواب دہ ÷ میر جعفر خان کو میرزا شمس الدین
سے پرانی آشنائی تھی بلکہ عہد سراج الدولہ مین جب میر محمد جعفر خان مضطرب
ہوا اسیقدر روپیہ بھی قرض دلوایا تھا اسوقت مین کہ میر جعفر مالک خزائن و
دفائن سراج الدولہ ہوا مرزا جی متوقع ہوے کہ حقوق سوابق کی تلافی ہوگی کیونکہ
اپنے دل مین سمجھتے تھے کہ جو باتین ہمنے میر صاحب سے کین اگر والد بزرگوار
انکے زندہ ہوتے تو وہ بھی شاید کہ اسقدر سلوک انکے ساتھہ کرتے مگر
برعکس دیکھنے مین آیا دینا لینا درکنار خلوت مین بار رہنا تا تھا بدین خیال کہ چونکہ
مرزا نہایت سنجیدہ خوش طبع بیباک تھا ایسا نہو فرصت پاکر کلمات کسر شان کے
کہہ اوٹھے ایک روز مرزا کو صحبت خلوت اور فرصت ملی میر جعفر خان نے عذر کیا
تاکہ اول سے اوسکی زبان بند کرے کہا کہ مرزا صاحب ہمنے آپ کے احسانات
فراموش نہین کئے اور تمھارے احوال سے کسی وقت اور کسی گھڑی غافل نہین
ہین لیکن کیا کیا جاوے کہ زر موعود صاحبان انگلش کو پہونچانا اور دیگر ضروریات
سرانجام دینا ضروریات سے ہے جسوقت اس مہم سے فراغ ہوتا ہے آپ کی
خدمتگذاری سے قاصر نہونگا مرزا کہ دل سوختہ اور تنگی چند ماہ مین اسیر تھا کہنے لگا
نواب صاحب بس زیادہ اپنا حال نہ بیان فرمائے کہ مجھے رقت آتی ہے کیا کرون
افسوس اور صد افسوس کہ سراج الدولہ نے میرا گھر لوٹ کر بیچراغ کردیا ورنہ مین اسوقت
بھی خدمتگذاری سے مستعد ہوتا ۔ میر محمد جعفر خان کو جواہرات سے نہایت شوق تھا کیونکہ [illegible]
ایک مدت سے جسکی آرزو رکھتا تھا اب سراج الدولہ کے خزانوں سے ہاتھ لگا نہایت گران بہا چنانچہ دونو بازو
مین جواہر کی سمرنین ایک ایک ہاتھ مین چھہ چھہ سات سات پہنتا تھا اور مالا مروارید کی بھی تین
چار گردن مین ڈالتا تھا اسی ہیئت سے اوس روز بھی بیٹھا تھا مرزا نے کہا کہ چند سنگ ریزہ
جو دست و گردن مین حمائل ہین آپ کی بھی یہ قیمت نہین کہ خود بدولت کے کام آوین
ہان اسقدر ہین کہ اگر انہین ہاتھون سے اس مخلص کے طمانچہ لگائے نہایت

خوشی میر سے دلگو ہو ئی - چونکہ مرزا سے مذکور بھی جعفر خان کے ہمراہ عظیم آباد آیا تھا
کسی نے جہوٹی خبر خانصاحب کو پہونچائی کہ مرزا کے لوگون نے کرنیل ثابت جنگ کے
آدمیون سے خانہ جنگی کی ہے اتفاقاً اوسوقت مرزا بھی حاضر ہوا بمجرد
میر جعفر خان نے بہت چشم نمائی کی اور نہایت غصہ اور غضب سے معتوب کیا کہ
کیون جی تمہارے ہمراہی مردمان کرنیل صاحب سے لڑتے ہین نہین جانتے کہ کرنیل کون
ہے اور اوسکا کیا مرتبہ ہے مرزا نے کہڑے ہو کر کہا قبلہ گاہا میری کیا مجال کہ کرنیل
صاحب سے مقابل ہون اور کبھی مجہہ سے ایسا نہوگا مین اپنی حقیقت خوب
جانتا ہون علاوہ اسکے آپ میرے ولی نعمت ہین آپکو اونکا لحاظ و پاس
خاطر اسقدر ہے پس میری و اسطرح کوئی طرف نسبت نہین ہے کہ مقابلہ سے پیش آون اور پیر و ہون
بندہ خود ہر صبح کو اونکے اوسکی گدہی کو تین سلام کرتا ہے نہ کہ کرنیل صاحب سے گستاخی
کرے اور یہہ گدہی کا اشارہ اوسی احمق پر تھا کہ تم محض بیوقوف ہو مگر بدولت کرنیل کے
اس رتبہ پر پہونچے - القصہ بعد چند روز کے میر محمد جعفر خان نے عیش و نشاط و عیاشی و
خود فروشی سے جب فراغت پائی ارادہ کیا کہ صوبہ عظیم آباد اپنے بہائی محمد میر کاظم خان کو
دیوے راجہ رام نراین سے صوبہ مذکور کی مداخل کا محاسبہ چاہا اوسنے تو اسی دن کو
انگاشیہ سے سازش کی تھی چنانچہ اس حقیقت کو کرنیل صاحب سے کہدیا کرنیل نے
میر جعفر کو پیغام ممانعت بہیجا اور سفارش رام نراین کی در پردہ کی گئی اور
میر جعفر خان بسبب وضع معہودہ کے آشفتہ ہو کر بولا کہ یہہ کیا بات ہے کہ رام نراین صوبہ داری
کرے اور میرا بہائی محروم رہے پہر کرنیل نے کہلا بہیجا کہ ہم اسیواسطے اول قسمی مرشدآباد
مین ملتمس ہوئے تھے کہ ہم کو ہمراہ نہ لو اور اپنے ملکی مالی امور مین دخیل نکرو کیونکہ ہم جانتے
تھے کہ تمہارے کام ہماری رائے کے برخلاف ہون گے اور جب ہم درمیان ہونگے
ضرور دخل دینگے اور اسی وجہ سے ہماری مداخلت معاملات مین موجب ملال
و رنجش ہوگی مگر تمنے کچہہ نمانا آپ کو ہمراہ لائے اور علاوہ خط کے مضمون عہد و پیمان
ہمارے مہر و دستخط سے لکہوا یا کیونکر خلاف تحریر و پیمان کے ہو سکتا ہے میر جعفر خان
نے تحریر خط سے منکر ہو کر مسودہ طلب کیا کرنیل نے وہی مسودہ بہیجدیا جب مسودہ پڑہا گیا
میر جعفر نادم ہو کر گنبد ادل اور رنجش سے برہم ہوا وہ بھی رد و بدل مین اس جعفر خان کو ملزم کرتے تھے

خلاصہ یہہ ہے کہ میر جعفر خان کو بجز رضا جوئی کرنیل کلیف اور بحالی رام نراین کی کوئی تدبیر نہ سوجھی اور اپنے اظہار ارادہ سے نادم ہوکر رام نراین کے دلجوئی مین مصروف ہوا ہرچند اوسکے دلمین کوئی کینہ اور قصد عزل و نصب ہو ولیکن خوب سمجھتا تھا کہ مقدمہ ہندوستانیان ناانجام بین نہین ہے اس امر مین اکثر خلاف صاحبان انگلشیہ ہوگا خدا معلوم کہ طول کہان تک ہوجاے اور انجام کار میرا بھی سر اس سودا مین جائے لہذا اپنے بھائی کو دیگر مراحم اور شفقت قدیمانہ و حسب طریق بزرگانہ جیسا کہ چاہیئے وعدہ عطایا سے خوشنود کرکے اپنے ہمراہ زمرہ امیدواران مین لے لیا اور کامگار خان اور میر جعفر خان کی تئین ابتدا سے تسلط سے بامید آشنائی قدیمہ میر جعفر خان کو عرایض نیاز ارسال کیا کرتا تھا بامید دادیابی نے راجہ سندر سنگہ کے مقدمہ مین جب الطلب حضور مین آیا اجکل کا وعدہ ہوا کرتا تھا راجہ سندر سنگہ نے اپنے دانائی سے رام نراین کے توسل مین میر جعفر خان کو بھی مثل دیگر عوام کے جانتا تھا اور ہان کبھی کبھی دربار مین اوسکی آتا جب رام نراین کا مقدمہ طاہر ہوا اور اوسکا استحکام بخوبی ہوگیا کامگار خان بموجب ایما سے رام نراین کے اور بموجب مرضی راجہ سندر سنگہ کے مقید ہوگیا اور یہ عجب مجمعہ مین پہنا دیکھے یہہ فلک ایسا شعبدہ باز ہے کہ کسی کو نہین دیکھہ سکتا ہے اور خوشی مین سامان رنج کے دکھلاتا ہوا اور طرح طرح کا غم ڈالتا ہے میر محمد جعفر خان نے جیسا کہ مذکور ہوا انتظام امور ملکی سے فراغ یاب ہوکر فقرا سے قلندر کا ہجوم کیا اور اچھا اچھا طعام کہلوایا اور فی فقیر ایک ایک روپیہ تصدق دیا اور بعد ازان جشن ہونے کی طیاری ہوئی کپڑے رنگین سہنے لہو و لعب شروع کیا اس عرصہ مین رام نراین نے جو کہ بندہ سے متوجہ تھا دربارہ واگذاشت جاگیرات قدیم پرگنہ چپلا اور دراہاے مونگیر اور دیہات بنی نگر اور مولا نگر کے عرض کیا میر جعفر خان نے دو وجہ سے ایک تو راجہ کے خاطر منظور دوسرے علی نقی خان برادر بندہ کو جو ہمیشہ دربار مین آمد رفت رکہتا تہا اور میر محمد جعفر خان سے بمقتضاے آشنائی سابقہ کے توقع عظیم رکہتا تہا اور بالفعل بھی سر نو مصاحبت مین امیدوار کا رتہا چاہا کہ دفع کرے پس نقی علی خان سے فرمایا کہ صاحب کو اگر اپنے جاگیرات کے بارے مین کچہہ منظور ہو تو ال

لکهین تہا کہ دستخط کر دون تقی علی خان سے اوسکے مافی الضمیر دریافت کرکے سوال پیش کیے اوسنے راجہ رام نراین کے نام دستخط کر دیے دونو کو خوشنود رکہا اور چند روز چہل ستون مین آکر رہا اور رسوم ایام ہولی کے انجام ہوے جب دو تین روز اوسکے موسم کے باقی رہے ریگستان دریاے گنگا کے درمیان مین جہان ایک چہوٹا سوتا بہتا تہا عبور کرکے سراپردہ برپا کیا اور ہولی کا شور و شور مثل روز محشر قایم کیا اور روز معہودہ کے آخر روز تک جیسا کہ اہل ہند عبیر وگلال اور خاک اوڑاتے ہین اور اوپر روے ایک دوسرے کے خاک ملتے ہین اور اس روز کا اور خاک اوڑانے کا نام دہولینڈی رکہا ہے اسی طرز و وضع پر روز معہودہ تک اوسنے بہی کوئی دقیقہ اوٹہا نہین رکہا اور یہہ امر بہی جو ہندوستان مین ہے کہ سوانگ وغیرہ بناتے ہین کمال سرخروئی سے ہوا اور داد خاک بیزی اور رنگ ریزی کی خوب دی پہر عظیم آباد آیا اور وہان سے عازم مرشدآباد ہوکر اول بہار کے قبرون کی زیارت خصوص شاہ شرف بن یحیی منیری کی مزار کی زیارت کی یہہ شخص ہمیشہ سے آرزو رکہتا تہا کباب گوشت گاو روغن سرشف کے تلے ہوے کہانے کی التجا کرتا تہا جو وہان کے تاڑی نوشون کی غذا تہی کہاتا تہا اور کہتا تہا کہ وہان جاکر خاطر خواہ خورد و نوش ہوگی سنا گیا کہ بعد پہونچنے قصبہ بہار کے دکان قصبہ مذکور سے جو کہ یہہ کباب بہت مشہور دار ہے فرمایش کی اور ہر ایک سے نیا بنا کر حاضر کیا اور بعض سے اونہون مین سے تحسین و آفرین پائی اور شکرگزار ہوے —

کیفیت راجہ شتاب راے کا احوال سابقہ سے اور اوسکے

عروج کا بیان اس سپنج سراے دون ناپایدار مین

جب راجہ شتاب راے اول بیوتات نویس خانہ آقا سلیمان غلام گرجی خاندوران امیرالامرا اور خانساماں صمصام الدولہ خلف الصدق امیرالامرا مذکور کا تہا اور نہایت قلیل تنخواہ

سے ملازم سرکار گرجی مرقوم کا تھا آخر بنا بر رشد اور تمیز کے جو کہ چیلے اوسکو حاصل تھے مراتب اعلے پر فائز ہوا صمصام الدولہ کی سرکار کا مدار المہام ہوا جب احوال شاہجہان آباد کا آشفتہ اور وہان کی وضع کو برہم پایا اوس شہر مین اپنی سکونت لائق حال نہ دیکھی دیوانی عظیم آباد اور قلعہ داری رہتاس اور خدمت محالات جاگیر صمصام الدولہ مذکور کو اپنے نام سے لیا اور بوضع شایستہ گذر کرنے لگا بعد ورود میر محمد جعفر خان عظیم آباد مین آکر اول راجہ رام نراین سے ملاقی ہوا اور اوسکے توسل سے میر محمد جعفر خان کی ملاقات حاصل کی چونکہ ہوشیار تھا دریافت کر لیا کہ راجہ رام نراین دوسرے کا دخل اس صوبہ مین بسبب دوستی خواجہ محمدی خان کے جو کہ پیشتر جاگیرات صمصام الدولہ کی اوسکے سپرد تھین نہین چاہتا ہے اور میر محمد جعفر خان ہر امر سے غافل ہے لہذا بر وقت معاودت میر محمد جعفر خان کے کرنیل کلیف بہادر ثابت جنگ کی رفاقت اختیار کی اور تحفجات کے پیشکش کرنے سے اتحاد پیدا کر کے اوسکے ذریعہ سے خاطر خواہ مراد حاصل کی اور سندا ور احکام اس بارہ مین کہ دخل دلانے و مدد کرنے مین مصروف ہوا بنام راجہ رام نراین کے مہر کرنیل مذکور اور اسکی وساطت سے میر محمد جعفر خان کی بھی مہر حاصل کر کے عظیم آباد آیا اور اپنے امور مین جیسا کہ چاہیے دخیل ہوا اور اپنے حسن سلیقہ ذاتی سے رام نراین کو بھی چندروز مین راضی کر لیا اور اوسکے دل مین ایسا کھب گیا کہ وہ کسی امر مین بغیر اسکی صلاح کے دخل نہ دیتا تھا الغرض ساتھ کام اور آرام اور احتشام تمام کے بسر کرنے لگا ۔

باقی حکایت معاودت کرنے میر محمد جعفر خان کی طرف عظیم آباد کی کرنیل کلیف بہادر ثابت جنگ کی پاس سے اور حالات کا بیان

نقی علی برادر زادہ بپاس اخلاص بھار تک مشایعت میر محمد جعفر خان کی کر کے واپس ہوا اور زندہ کی ہر چند میر کاظم خان بخشی نے سماجت کی اور کہتا رہا کہ ہمکو واسطہ ناظم وقت اور اوسکی اولاد سے نہو گا مگر کبھی کبھی ایکبار تیرہ دربار جانا پڑیگا یا نفس روپیہ مدد خرچ ماہواری آپکو دونگا لیکن منظور نہوا اول تو یہ کہ میر محمد جعفر خان ناقدردان تھا اوسکے حضور مین جانیکو دل نہین چاہتا تھا دوسرے راجہ رام کی امید تھی بہر صورت چونکہ مقدر تھا چند بیگیہ تورتک میر کاظم خان بخشی اور روح الدین حسین خان کے خیمہ مین جا کر اور دستو نیسے مرخص ہوا جسدن کہ لشکر کا کوچ باڑہ کو اور میر محمد جعفر خان قصبہ بھار کو عازم ہوا بندہ اپنی غریبخانہ کو لوٹ آیا منجملہ سرداران انگلشیہ جو میر محمد جعفر خان کے ہمراہ آئی تھی

مسٹر واجیہ اور مسٹر اسیٹ کو امیر عبد اللہ بن میر غلام علی صفوی سے نہایت دوستی تھی اس شخص کی نسبت پادشاہ فلک بارگاہ شاہ اسمعیل صفوی الموسوی جد سلاطین ایران سے ملتی تھی اور شاہ طہماسپ ثانی ولد شہزادہ شاہ اسمعیل کا بیٹا ہجر وقت فتور ایران سکے جو کہ محمد بن شاہ طہماسپ کے عہد میں بسبب عدم اجازت کے واقع ہوئے اور آخر کار اوسکے فرزند اقبال مند شاہ عباس نے اول نہال اعدا کو بیخ و بن سے کاٹا بعدہ بناے جہانداری کو سد سکندری سے زیادہ مستحکم کیا بسبب وجوہات کے جنکا ذکر تواریخ سابقہ مین تحریر ہے وارد ہند ہوا اور اسے پادشاہ نے اوس سے وعاکر کے قندہار کو جو بعض و عدون سے کہ ملک سندہ وغیرہ کی واگذاشت کرو نکا سے لیا اور پہر پہنچا وعدہ وفا کیا تب شاہزادہ نے اپنا سکہ و خطبہ وہان پر رایج کر دیا تھا اپنے فرط غم و غیرت سے مدقوق ہو کر جان بحق تسلیم ہوا اوسکا دوسرا بہائی عبد الرحیم خان خانخانان کا داماد ہو کر نوکری خاندان تیموریہ کی کرنے لگا شہنواز خان اور نوروز خان وغیرہ صفوی نژاد جو ہند مین رہے ہین اور اب بہی خانہ گزین ہین عبد الرحیم خان خانخانان کے داماد کی نسل مین ہین مسٹر واجیہ نے جو کہ اون دنون مین جملہ عظماے انگلشی اور مرجع حکام بنگالہ اور عظیم آباد وغیرہ کا تھا میر عبد اللہ مذکور کی سفارش راجہ رام نراین سے کی اور راجہ نے قبول کر کے درماہہ لائق اور رسالہ ایک سو سوارون کا اوسکے لئے مقرر کر دیا اور اوسکی اکثر امور مین اپنا وکیل و مزلی جانتا تھا میر مذکور بہی خلیق اور اکثر اوصاف حمیدہ سے موصوف تھا انشاء اللہ اسکا احوال مقامات مختلفہ پر بیان ہوگا مسٹر اسیٹ عظیم آباد کی کوٹھی مین اپنی کونسل کی طرف سے مدار المہام مقرر ہو کر صاحب کلان ہوا چونکہ بندہ سے اور میر عبد اللہ سے قدیمی تعارف تھا اوسکے وسیلہ سے مسٹر اسیٹ کی ملازمت حاصل ہوئی اور مسٹر اسیٹ کو میرے شوہر اعتماد واثق ہوا

معاودت کرنا میر محمد جعفر خان پدر میرن کا مرشد آباد کو اور مصاحب القدر و اختیار کرنا اپنے پسر میرن کو مع دیگر سوانحات مرشد آباد و عظیم آباد کے

میر محمد جعفر خان بعد زیارت قبور مشایخین مرشد آباد کے عازم عظیم آباد ہوا سنا گیا کہ بارادہ شکار لشکر و فوج سے برطرف ہو کر مع چند خواص و مردم ضروری کے شکار کنان

زیارت قبور

قطع راہ کرتا تھا اوسوقت اوسکی بزم مین گویا خلوت محفل تھی گانے والیان اور ساز بجانے والیان عماری مین ہمراہ
نہین ہر وقت گانا بجانا ہوتا تھا خود بدولت یارون سے کہتے تھے کیون جی جنگل مین منگل اسی مقام پر کیا ہے جیسے
بڑے عیش و کامرانی سے قطع راہ ہوتی ہے الغرض عظیم آباد آکر مہابت جنگ کے گھر مین نزول فرمایا اور عیش و عیاشی
مین ایسا غرق ہوا کہ کسی کام کی خبر نہ رہا اور میرن غرور و نخوت مین دماغ داری کرکے مانند وضع کمینہ شاہجہان آباد
کے خوشنودی مین چار ہزار آدمیون سے گذر کرتا تھا چونکہ خود جوان تھا اور باپ کو ضعف پیرانہ سالی مین ناچ و رنگ
اور صحبت نسوان مین مائل دیکھا آپ بھی اودہر متوجہ ہوا اب دونون جانب سے ناو نوش کا ہنگامہ گرم ہوا
سپاہ و رعایا کے حال سے فراموشی ہوئی فقر و فاقہ سے سپاہ کا حال یہانتک خوار ہوا کہ گھوڑون کو میدان مین
چرا لیتے تھے بجز چند ہزار آدمیون کے جو کہ میرن کے ملازم اور اوسکے مزاج و وضع سے مناسبت رکھتے تھے کسیکو
میر محمد جعفر خان کے زنان و مصاحبین وضع معاش سے منتظم نہ رہے اختیار ایسے ملک وسیع کا کہ بجائے خود ایک
عظیم سلطنت تھی یعنی لال اور منی لال اور الکنون سنگہ ہرکارہ کے اختیار مین ہوا جہانگیر نگر ڈہاکہ راج بلبھ دیوان
میرن کے ہاتھ لگا اور بعض جنوبی ملک مانند بردوان وغیرہ کے جماعہ انگلشیہ کی تنخواہ مین موجود تھے اور
ہوگلی امیر بیگ خان کو بعوض اوس سفارت اور رسالت کے جو انگلشیہ سے کی تھی عنایت ہوا اور صوبہ عظیم آباد کا
مالک راجہ رام نراین تھا اور پورنیہ مین خادم حسین خان دم بھر رہا تھا سپاہ اور روپیہ جمع کر رہا تھا جو کچھ باقی رہا مصارف
ناظم سے نہین پس انداز ہوتا تھا کہ سپاہ وغیرہ ضروری سامان مین خرچ ہوتا تھی کہ دلیر خان اور التفات خان
پسر محمد خان جو کہ میر محمد جعفر خان کی دوستی مین سراج الدولہ کے قیدی ہوئے تھے اور بعد قتل
سراج الدولہ کے رہائی پائی اور ہمیشہ میر محمد جعفر خان اون کی دلجوئی کیا کرتا تھا وہ بھی اسی بلا مین مبتلا
تھے کوئی اونکی مدد کو نہین پہونچتا تھا اگرچہ ظاہر مین بڑے بڑے تپاک کی گفتگو اور شکرانہ احسان کے بارہ
مین ہوتی تھی مگر عسرت معاش سے زیادہ تر اور لوگون سے وہ خود مفلس اور فلاکت زدہ ہو رہے تھے اور تفرقہ
سپاہ تباہ ہوکر جان سے تنگ تھی

جماؤ کرنا اکثر لوگون کا واسطے قتل میر محمد جعفر خان کے اور کھل جانا راز نہانی کا اور خارج کرنا خواجہ عبدالہادی خان کا اور اثناے سفر مین مارا جانا اور میرن کا میر محمد کاظم خان کو قتل کرنا

جب اسکے حکومت کو پندرہ مہینے گذرے اور سپاہ کو نہایت درجہ روز سیاہ درپیش ہوا خواجہ عبدالہادی خان وغیرہ جماعدار اور
اکثر سردارونکو باہم متفق ہوکے عہد و پیمان سے اطمینان کرکے عازم ہوئے کہ میر محمد جعفر خان کو نیابت سے خارج کرین
اسبارہ مین ایک محضر نامہ لکھکر مہر و دستخط سے تیار کیا کہتے ہین کہ میر محمد کاظم خان بخشی بھی اس امر مین خواجہ عبدالہادی
کا باہم شریک اور متفق کا تھا محضر پر اوسکی بھی مہر ثبت تھی لیکن اسکی نسبت بتکرار زبانی سنا گیا کہ ایک شخص اسکو فقیر نہین مولوی مصطفی نام

عجیب طرح کا تھا بانی اسلام میر محمد کاظم خان بخشی کے رسالہ کا مدار المہام اور اوسکا رفیق عام تھا خانمذکور نے بنظر اوسکی
معتمدین کے مہاجی مولوی مذکور کے حوالہ کر دی اور اوس مولوی کے بھائی بخصوص میر جان محمد کو نہایت اختصاص
محمد جعفر خان سے تھا اوسکے اشارہ اور اپنے پیش آمد کی نظر سے میر کاظم خان کی مہر محضر پر لگا دی ایام عاشورہ مین
ارادہ اس جہاد کا تھا کہ جسوقت میر محمد جعفر خان امام بارہ یعنی معراج الدولہ کی عمارت مین آسنے اوسکا کام تمام
کیجئے جب کہ محرم کا چاند دیکھا گیا اور میر محمد جعفر خان نے آستانہ فیض نشانہ امام باڑہ کی آمدرفت شروع کی وقت شب ایکروز
امام باڑہ مین تھا عبد الہادی خان مع چند متفق لوگون کے اوس مکان کے ڈیوڈھی کے پردہ مین جا بیٹھا کہ وہ مکان عبارت
از تعزیہ خانہ سید الشہدا حسین ابن علی علیہما السلام سے ہے اور بمصداق مصرع مشہور کے نہین وہ راز چھپا سے جو
ظاہر ہو مجالس مین راز نہان کھل گیا میر محمد جعفر خان اوس بدخیالی کی سن گن پاکر پالکی پر سوار ہو کر جلد اوس مکان سے نکلگیا عبد الہادیخان
سے کچھ نہو سکا میر کاظم خان نے بتعاقب میر محمد جعفر خان کے نکلکر خواجہ عبد القادر پر آواز ماری یہ خبر مخبرون نے
میر محمد جعفر خان کو پہونچائی اوسنے ان احوالات سے اپنا آنا جانا امام باڑہ مین بند کر دیا اور خواجہ عبد الہادی خان
وغیرہ سے بدگمان ہوا جو ارادہ لوگون کے تھے وہ ہر طرف افواہ ہونی لگی میر محمد جعفر خان نے تفحص پر کمر باندھی مولوی
مصطفی خان مذکور نے محضر اور نام اون لوگونکا جن کی مہر اوس پر ثبت تھی مشروحا امیر مذکور سے ذکر کیا اور نیز
اون لوگون نے بھی جنہین آگاہی تھی بنظر اپنی صفائی کے تصدیق کی خواجہ عبد الہادیخان محل عذر نہین رہا
مگر چونکہ شجاع دلیر تھا اپنے مکان مین بعزم مدافعہ جا بیٹھا اور میر کاظم خان نے کلام الہی مع اپنے لڑکون کے دربار
مین لاکر قسم کھائی کہ بندہ درمیان مین نہین تھا اسکی بری الذمگی ہوئی اور نیز اپنے رسالہ کو واسطے
دفع بدگمانی کے برطرف کرا کر عہدہ بخشی گری سے مستعفی ہوا تنہا عیال و اطفال کے ساتھہ بسر کرنی
مگر فائدہ نہوا میرن اور نیز اوسکا باپ میر محمد جعفر خان نہانی دشمن تھے خواجہ عبد الہادی کو پیغام دیا
کہ ممالک محروسہ کے حدود سے باہر چلا جاوے اوسنے منظور کرکے ناؤون پر اسباب لدوایا اور
مع چند لوگون کے روانہ ہوا پھر مالکان وقت نے پوشیدہ راج محل اور تلیاگڈھی کے محافظون کو
حکم بھیجا کہ خواجہ عبد الہادیخان مع ہمراہیون کے ایکدم کی مہلت نہ لینے پاوے اور خبردار زندہ بچنے نہ پاوے اوس محالاتکی افواج اور نیز مردم
مستعینہ حضور چونکہ افغانہ اور روہیلہ سے ظاہر اوائل ماہ صفر ۱۱۷۲ ہجری کو اوسکے متعاقب تھے روانہ
ہوئے وہ کشتی کے وجہ سے آہستہ آہستہ چلا جاتا تھا اور یہ لوگ اوسی مہینے کے اوسط کو
میدان شاہ آباد مین آپہونچے دیکھا کہ خواجہ عبد الہادی خان مع ہمراہیون کے اسے میدان سے
گنگا کنارے کنارے چلا جاتا ہے جیسے مامور ہوئے تھے اوس کام کو شروع کیا عبد الہادی نے نہایت اس امر کی
دریافت کی مردانہ وار مع تین چار رفیق کے مسلح ہوکر گھوڑون پر سوار ہوا اور تختہ کشتی سے اوتر کر

مال و متاع عین دریا مین غرق کردیا اور خود دشمن کے مقابلہ مین آیا دلیرانہ اپنا نام صفحہ دہر مین
ارقام کر گیا کہتے ہین کہ جسطرف للکارکر دوڑتا تھا سامنے کی جماعت کائی کیطرح سے پھٹ جاتی تھی
دور سے بوسیلہ تیر و بندوق کے مجروح کیا آخر تا دم زیست مع رفقا کے داد جوانی دیکر راہگرای
عالم جاودانی ہوا اور جو مسجد کہ شاہ آباد کی آبادی کے متعلق درخت بڑ کی نیچے جہان اب سب فرقہ
آرام کرتے ہین اوسکے نیچے مدفون ہوا

کسیقدر حال رام نراین اور عظیم آباد کا بیان ہوتا ہے

بعد معاودت میر محمد جعفر خان کے راجہ رام نراین بشن سنگہ زمیندار کہنہ کے تنبیہ کو جسنے بلا خوف انقلاب
سراج الدولہ کے مالگذاری مین تاخیر کی تھی مع افواج لائق اور اسباب مناسب مع بابو پہلوان سنگہ
اور اوسکے بھائی بابو سوبہر سنگہ کے جو عمدہ زمینداران باقتدار جین پور اور سہسرام کے افضال اور
انعام مہابت جنگ سے ہوئے تھے ارادہ نکلنے کا کیا اور قلیل مشاہرہ واسطے مورخ کے مقرر
کرکے پیغام دیا کہ اسقدر رقم اپنے گھر سے دیتے ہین اور تمہارے جاگیرون مین سے تخلل ہو گیا ہے یہ بھی
عمل و دخل کرا دیتا ہون چونکہ مورخ نے اول تو میر محمد جعفر خان کی ترک رفاقت کی دوسرے
میر کاظم خان کے بھی ہمراہ گیا کچھ چارہ بجز رضامندی کے پیش نظر نہوا جو کچھ مقرر کیا تھا منظور کیا اور کسیقدر
توقع مداخل محاصل جاگیر کے انتظار خدا پر کرکے لیئے یہ صورت جب راجہ مذکور برآمد ہوا اسنے مع سپاہیون
کی ہمراہی اختیار کی اور بشن سنگہ زمیندار چند روز گردن کشی کرتا رہا آخر کو مایوس و مجبور ہو کر دوستی
نکہ رام نراین سے جان کا امان خواہ ہوکر رام نراین کی ملازمت کو حاضر ہوا اور مقدمہ کا انفصال
کیا اور نراین سنگہ پسر بہیکم سنگہ نے اپنے بھتیجے کو واسطے ادخال اپنا پاسے سرکار کے بطور یرغمال چھوڑ گیا
یہ بہیکم سنگہ اور اوسکے چچا اور باپ پرورش یافتہ والد مورخ ہذا کے تھے لیکن جسوقت کہ سراج الدولہ
نے ہم لوگون کو عظیم آباد سے حکم اخراج صادر فرمایا محالات متعلقہ ہر چوکہ جاگیرات مین تھے متصرف ہو گیا تھا
اور بعض قلعدارون کو جنہین موافق نہین جانتا تھا بدر کرکے اور لوگون کو وہانپر مقرر کیا اور علی نگر کے
قلعدار کو جو راجپوت منڈمار اور اوسکے اقربا مین تھا بدستور رکھا تھا راجہ رام نراین نے بموجب اپنے
معہود کے خاطر داری بندہ کی ملحوظ رکھی اور فرمان بری میر جعفر خان مین دربارہ علی نقی خان کے بھی
مراعات کرتا رہا قلعجات عالی کے تسخیر اور خالی کرانے مین نہایت اہتمام کرایا اور اوسکے لڑکے نراین سنگہ
کو بھی جو بارہ برس کا تھا بطور ضمان اور یرغمال کے ہمراہ لیا اور نقی علیخان کو حسب استدعا سنون کیو اسطے

انتظام محالات جاگیر وغیرہ کے رخصت فرمایا اور بندہ کو اپنی مصاحبت کے واسطے ہمراہ رکھا اور نقی علیخان نے
چند روز محنت کرکے بعض مقامات مسخر کیے لیکن قاعدار علی نگر نے بموجب اشارہ بسنگھ سنگھ کے قلعہ کو
خالی نکیا بندہ نے یہ ماجرا راجہ رام نراین سے عرض کیا اور نیز اسی مقدمہ مین ایک خط راجہ سندر سنگھ
کے نام لکھا چونکہ راجہ مذکور مرد باعزت اور ممنون احسان والد مرحوم تھا اور کل زمینداران صوبہ عظیم آباد
سے صاحب اقتدار تھا اور مہابت جنگ کی عنایت سے پالکی جہالردار اور نوبت حاصل ہوئی تھی بمجرد
خط مذکور کے پہونچنے کے قلعدار علی نگر کو سخت لکھا اور نیز بسنگھ سنگھ کو عبارت تنبیہ تحریر فرمائی کہ اوسکے
بموجب قاعدار مذکور علی نقی خان سے رجوع ہوا اور محالات کا سلسلہ منتظم ہوگیا بندہ مع والد و دیگر برادران
گوشہ عظیم آباد مین راجہ رام نراین کی رفاقت مین بسر کرتا تھا بھائی سید علیخان بہ نسبت اور بھائیون
کے ہمیشہ بندہ کا شریک اور مہربان رہا صرف اوقات او معاش کے باہم یکجائی ہوتی تھی نقی علی خان اس
محال سے کہ جاگیر کا چھوٹا اوسکے پاس خاطر سے ہوا کسیقدر بے اتفاقی پر آمادہ ہوا لیکن بشکر خدا احوبات بھائیون
مین چاہئے اونکے مابین دل سے ہان بسبب تباین سلیقہ کے جو اوسکی ذات مین پیدا تھی سے مجبور سے
آنکی ... واسطے زیادہ جاتا ہے لیکن اوسوقت مین کہ انجام زندگانی ہے نفاق بدرجہ غایت بڑھ گیا
الله تعالی ... کو توفیق رفیق عطا کرے

ذکر احوال مرشد آباد و نابسامانی سلسلہ انتظام اخبار

جب جعفر خان مع اپنے فرزند میرن کے کہ چشم خاندان چراغ اور سپہ سالار بدبہر کو اپنے کام اپنی حکومت
مین سمجھا بعد الفراغ قتل عبد الہادی خان انکی طرف سے مطمئن ہوکر دون کی بیخ لگا میرن نے میر کاظم خان کے
قتل کا ارادہ کیا باوجودیکہ میر کاظم خان نے رفع بہتان کے واسطے فوج توڑ دی نوکری سے مستعفی
ہوا فقط چند خدمتگارون کے ہمراہ دربار کی آمد و رفت کیا کرتا تھا قرآن کی قسم بھی کہائی تھی جب موسم
سرما آیا میرن نے میر کاظم خان کے ساتھ واسطے غافل کرنے کے پتنگ لڑانا شروع کیا اور تکلیف بہر زور
آمد و رفت کی شرط ہوئی پتنگ اوڑانی کو دی اس بیچارہ نے لاچار ہوکر قبول کیا اور اسی بازی کے
دوڑ دہوپ مین جانبازی کی نوبت آئی مفصل یہ ہے کہ حسب قرار سید مذکور روز مرہ پتنگ اوڑانیکو میرن
کے پاس آتا اور دریا بہاگی رتی کے ریگستان مین کہڑے ہوکر پتنگ کی اوڑاتی تاریخ ۱۲ ماہ ربیع الثانی
سنہ ۱۱۷۲ ہجری روز پنجشنبہ کو وقت عصر میر کاظم خان بے ہتیار دو بیٹہ کرسے لگائے میرن کے پاس آیا میرن
نے اول صبح کو دو تین سو نفر افغان روہیلہ سے جو منجملہ فوج تشنہ خون سادات تھے اور اسی تدارک کیواسطے
دروازہ پر رہا کرتے تھے کہدیا تھا کہ آج جب میر کاظم خان آوے اور لوٹ لے پالکی پر سوار ہوا اوسیوقت

اوسکا کام تمام کرنا لہذا یہ جماعت مذکورہ اسکی انتظار مین رہتی تھی الغرض میرن کے پاس پہونچتے ہی پتنگ بازی شروع ہوئی مرزا عبد اللہ خلف مرزا محمد معروف آقا مرزا داروغہ خزانہ شجاع الدولہ مرحوم ناظم بنگالہ بہی اوسوقت حاضر تھا وہ بہی اس بازی مین شریک ہوا چونکہ ابہی اجل نہ آئی تھی حق تعالی نے ایسا سبب پیدا کیا کہ اوسکی جان بچ گئی اور وہ یہ ہوا کہ میرن اگرچہ اوسکے مارنے کا ارادہ نہ رکہتا تہا لیکن بانديشہ اظہار حال کے ممانعت بہی نکر سکتا تھا کہ عبد اللہ میر کاظم خان کے ہمراہ نجاوے اوسوقت نہایت متحیر ہوا کچہ نسوجہی کہ کیا کرون تا انکہ میر کاظم خان دو تین قدم پہر جاکر خود لوٹا اور کہا کہ وکیل راجہ بدنا کا واسطے ملازمت کے حاضر ہے میرن نے کہا طلب کرو اور مرزا عبد اللہ کو کہا کہ آپ پتنگ اوڑائیے جبتک کہ وہ مہمان آوین مرزا عبد اللہ نے باہر جاکر پتنگ اوڑانا شروع کیا فی الحقیقت تقدیر نے یاوری کی ورنہ یہ بندۂ خدا بہی بعبث ہلاک ہوتا بیت قتل این خستہ بشمشیر تو تقدیر نبود ورنہ ہیچ از دل بےرحم تو تقصیر نبود بہرحال میر کاظم خان نے اوس تہوڑی سی باقیماندہ زندگی مین وکیل کی ملازمت کرائی بعد ازان آمد ہوا اتفاقاً لوگ کہ واسطے قتل کرنے اسکے کہڑے تہے منتظر رہگئے اور جب وہ دروازہ سے نکلکر پالکی مین سوار ہوا اوسوقت سب لوگون نے ہجوم کرکے پیچہا اوسکے پہلو مین مارا کہ دوسری طرف سے نکل پڑا بعد ازان تلوار وچہری سے اوس بیچارہ کا تن تنہا بدن پارہ پارہ کر دیا اللہم الحقہ بآبائہ الصالحین مرزا عبد اللہ یہ خبر اسنکر متحیر ہوا جب ملاقات کی میرن نے اوسکو خوشی مین لیکر زندگی دوبارہ کی مبارکباد دی اور اپنے کامیابی پر خوش تھا کہتا تھا کہ بجز لاہوری بیگ کے کسیکو اس حال سے واقفیت نتھی لاہوری بیگ احمق باوجود اظہار آقا کے انکار کرکے کہتا تھا کہ جناب عالی جو چاہین فرماوین مگر فی الحقیقت مجہے تو کچہ اطلاع نتھی مخفی نرہے کہ سید مقتول مذکور سادات نجفی مختار مین سے ہے اور سید عیسی عرب کا بیٹا عقیدت خان بن امیر خان عمدۃ الملک ناظم کابل کی بہن کے بطن سے تھا امیر خان مذکور خود عمدہ اور عمدہ ہاے ایران سے تھا سلسلہ اسکا میر میرانیان سے ملتا ہے اور ہندوستان مین بہی اسکے بزرگ زر و زور سے مرجع عالم رہے ہین اصل انکی نعمت اللہی الحسینی ہے کسی شخص نے انکے حق مین کہا ہے کہ شعراے ایران سے تہا سے میر میرانیان صاحبان نہ بادشاہند بادشاہ نشان بعد اس سانحہ مہابت جنگ کی بی بی اور بی بی گہسیٹی اور بی بی آمنہ دونون لڑکیان مہابت جنگ کی مع لطف النساء زوجہ سراج الدولہ اور دختر سہ چہار سالہ اوسکے مقید ہوئین باوجودیکہ سواے حقوق سابقہ کے حال مین بہی جبکہ سراج الدولہ نے میر جعفر خان کو معتوب کیا تھا بی بی گہسیٹی بڑی بیٹی مہابت جنگ کی امیر جعفر خان

کی اعانت پر رہی اور مخفی اشرفیان بھی سبھین یہ نوبت ہوئی کہ بڑی ذلت و خواری مین مقید جہانگیر نگر
کو بھیجی گئین میر کاظم خان کے قتل کو دو تین مہینے گذرے تھے کہ آمد آمد شاہزادہ عالی گہر مین عالمگیر ثانی
کی جو بعد احمد شاہ کے عماد الملک نے اسکو بادشاہ بنایا تھا گرم ہوئی لیکن تاہنوز کہ خبر ارادہ شاہزادہ
مذکور مع محمد قلیخان معروف مرزا کوچک ولد مرزا محسن برادر زادہ صفدر جنگ وزیر کی سنی گئی اپنے سپاہ
فوج ملازم عظیم آباد کو ایک حبہ بھی نہ دیا تھا اور چند بار تقاضائے شدید بلکہ دار الامارۃ کا محاصرہ بھی ہو گیا تھا جب یہ خبر
پہونچی میر محمد جعفر خان گہبرا گیا فوراً کسیقدر وجہ تنخواہ تقسیم کرکے شورش برخاستہ کو فرو کیا

ذکر ہے آنے شہزادہ عالی گہر کا مع محمد قلی خان کی تسخیر عظیم آباد اور بنگالہ کو مراجعت کرنا بی نیل مقصود محض نادانی سے اور بحال اور برقرار رہنا حکام اس دیار کا بتائید ربانی سے

رام نراین نایب ناظم عظیم آباد چونکہ پیدائشی مکر و تزویر اسکے مزاج مین تھی میر محمد جعفر خان اور اوسکی
اولاد سے صاف نتھا لیکن بنظر توسل انگلشیہ کے ظاہر مین کوئی امر موجب نقض عہد ہو نہین کرسکتا
تھا اور باطن مین خوش نتھا اور وقت فرصت ڈہونڈہتا تھا راجہ سندر سنگہ اور پہلوان سنگہ
بھی بمقتضائے حق پرورش مہابت جنگ کے خاندان سے راضی نتھے اور خواہان استیصال
خاندان کے تھے حقیقت تو یہ ہے کہ اسکی کج خلقی سے کوئی راضی نہ تھا ابتدا مین سراج الدولہ
کی بدزبانی سے استخفاف اسکا کہ اہانت اعزہ اسکیکو پہونچائی ساتھہ ازالہ اوسکیکے راضی ہوئے
اور گمان کرتے تھے کہ میر محمد جعفر خان کہ زمانہ دیدہ اور مہابت جنگ کا عہد دیکھے ہوئے ہے کہانتک
اوسکی خوے بو یہ اسمین نہوگی اس سے آگے تھے جب اسکے اور اوسکے بیٹے میرن کے وضع اور
اطوار دیکھے عہد سراج الدولہ کے فوت پر حسرت و افسوس کہاتے تھے اور رحمۃ اللہ علی نباشی
الاول کہ مثل کہنہ ہے ہر سر زبان تھا سر نو خلیفہ دانایون اور زمانہ نو کا میر محمد جعفر خان کی سخاوت مہابت جنگ کی مالیا فتگی مین ہر وقت
شکری مشہور تھی وہ سباً باقی رہی قارون کا نام اسکے بخل کے روبرو کہو گیا کہتے ہین کہ کسینے کہا
کہ نوابصاحب آپکا جود و کرم جو مشہور تھا کیا ہوا آپنے جواب دیا کہ عہد مہابت جنگ مین مال
بیگانہ مفت کرم داشتن کا بہانہ تھا اب اپنے مال کو برباد کرنا دل نہین قبول کرتا خلاصہ
یہ ہے کہ بیان سے کیفیت مفصل محمد قلیخان ناظم الہ آباد برادر زادہ صفدر جنگ کے کان مین
پہونچی تھی ہر چند یہ بھی بے مغز تھا مگر جرأت تھی سنتے ہی بنگالہ عظیم آباد اوڑیسہ کے تسخیر
کی ہوا دماغ مین سمائی شجاع الدولہ سے یہ امر ظاہر کیا وہ مدت سے یہ چاہتا تھا کہ کسی طور سے محمد قلیخان

الہ آباد سے بدر ہوا اب اور زیادہ ترغیب دینے اور اپنی رفاقت کی عزیمت اظہار کرنے لگا اور کہا کہ آپ مجھسے پیشتر جا کر مصدر شورش ہون متعاقب بندہ بھی آتا ہے شاہزادہ عالی گہر کو جو شاہ عالم سے ملقب اور ولیعہدی پر مشہور ہے اور اعتماد الملک کے خوف سے آوارہ ہوتا ہے بالفعل نجیب الدولہ نجیب خان افغان کے پاس میران پور گنٹورہ مین ہے طلب کر کے سردار بنائیے اور دیار شرقیہ کو عازم ہو جیئے محمد قلی خان نے عرایض نیاز متضمن استدعاے نہضت اور مشعر ارادہ عزیمت بنگالہ کے مکرر شاہزادہ کو تحریر کین شاہزادہ اس نوید سے فوراً مع رفقا کے عازم الہ آباد ہوا ظاہراً راجہ سندر سنگہ کی عرایضات والد مرحوم اور شاہزادہ کے حضور مین بدرخواست تشریف آوری اس ملک کے کسی تہین راجہ کو بہی فوج و غیرہ سامان حرب کے سرانجام مین رغبت تہی تاکہ جو کوئی آوے اوسکی رفاقت کرے اور سراج الدولہ کا انتقام میر محمد جعفر خان سے لے پہلوان سنگہ کو بہی اس مقدمہ مین اپنا شریک کر لیا تھا در حقیقت نہایت شجاع اور غیرت دار اور حق شناس تھا اگر اجل سے امان پاتا اور متانت سے کام کرتا گو جو کچہ مقدر تھا ہوا مگر کچہ نہ کچہ ضرور ظاہر ہوتا افسوس کہ موت نے فرصت نہ دی راجہ رام نراین کے دیکہنے کو قلعہ لکارمی سے برآمد ہوا اور تعبیہ سپاہ کر رہا تھا ناگاہ بسنت پنچمی کا دن آیا شیخ غلام غوث جماعہ دار قدیم جو کہ شیخ عاصم قدوائی لکہنوی تھا اسکو سندر سنگہ بہت عزیز رکہتا تھا اور اوس سے اکثر معرکون مین جرأت دیکہنے مین آئی اوسنے اکثر جسقدر روپیہ کی درخواست کی اکثر ایسا ہوتا تھا کہ جو اوسکو خواہش ہوتی فرزندانہ ناز سے لیتا تھا کچہ روز گذرے تہے کہ ایسی ہی سماجت کرنے پر سندر سنگہ نے اپنی مجلس مین کہا تھا غلام غوث باپ کیطرف سے بوے شجاعت اور دیگر خوبی رکہتا ہے لیکن یہ سماجت کرنا اپنی مان کے جانب سے سیکہی تہی اور مان اوسکی کنچنی تہی یہ کلمہ غلام غوث کو نہایت بد معلوم ہوا کہتا تھا کہ اس برہمن کی موت میری ہاتھہ سے ہے خیر وہ گذر گیا اب آج ہزار روپیہ کی تاکید کرنے لگا سندر سنگہ نے کہا یہ سماجت خوب نہین ہے مجھے مہلت دی روپیہ تجہکو ملیگا اوسنے کہا کہ آج ضرور لونگا جب روپیہ ملیگا اوٹھونگا سندر سنگہ نے چاہا کہ اوٹھے غلام غوث نے دامن پکڑ کر کہا کہ بیٹہ اور روپیہ دی سندر سنگہ نے کہا کہ کیون دماغ پریشان کر رکہا ہے دیوانہ ہوا ہے اس کلمہ کہا

زبان سے نکلتا تھا کہ غلام نافرجام مذکور نے ایک ہاتھ سے کام تمام کر دیا دوسے بے سنگہ کہتری
جو اوسکا مصاحب تھا دوڑا مگر اوسنے بھی ٹھوکر کھائی عدم کے مصاحبت کی راہ لی سنبا سنگہ
بھی جو سندر سنگہ کا متبنی تھا زخمی ہوا اور غلام غوث نے کسی کے گھوڑے پر سوار ہوکر
دریاے پن پن کی راہ لی اتفاقاً صور سنگہ نام برہمن نے دو تین کوس پر پہونچکر
آواز دی کہ اونا مردکا بھاگا جاتا ہے شرط مردی یہ ہے کہ لوٹ کر مقابل ہو اوسنے
مقابلہ کیا اتفاقاً غلام غوث کی تلوار ٹوٹ گئی دوڑ کر برہمن سے کشتی میں لپٹ گیا اور اوسی
زمین پر دے مارا مردم دیہات جو عقب سے آتے تھے صور نے للکار کر کہا دیکھتے
ہو کہ اسی نے مہاراج کو مارا ہے وہ لوگ اس کلام کے سنتے ہی دوڑ پڑے اور
لٹھ و تلوار سے اسکا کام تمام کر دیا سندر سنگہ کے ہوش جان کے ساتھ چلے گئے
القصہ شاہزادہ کے ہمراہی جو صاحب نام اور نشان ہوئے ہیں یہ چند لوگ ہیں اول
والد مورخ کہ یہ مخاطب بخشی الملک نصیر الدولہ سید ہدایت علیخان بہادر اسد جنگ
تھے دوم مدار الدولہ کہ اوسکا خطاب یاد نہیں سوم فضل اللہ خان ممتاز الدولہ نبیرہ
اعتماد خان کشمیری فرخ سیری چہارم نوبت خان پنجم منیر الدولہ رضا قلی خان
بہادر نادر جنگ ششم بہادر علی خان محلی ناظر خواجہ سرا ناظرین اس اوراق یہ گمان
نکریں کہ مورخ نے اپنے والد کا نام صدر تفصیل میں جو لکہا بمقتضاے فرزندی ہے بلکہ
فی الحقیقت یہ ہے کہ شاہزادہ کے نکلنے کے وقت شاہجہان آباد سے کوئی شخص نامجو کا یہ [illegible]
طاقت نہو کہ اعتماد الملک وزیر کے خوف سے شاہزادہ کی اعانت کرے بادشاہ عالمگیر ثانی نے شاہزادہ
کی غیبت میں احمد بنگش وغیرہ افغان کی طرف بارادہ خصوصیت کہ بہائی شجاع الدولہ وغیرہ کے نکلا تھا اسکا
حال بیچ احوال سلاطین اور عظماے شاہجہان آباد اور لاہور اور اکبر آباد اور اودہ اور صوبہ
دکن وغیرہ کے حال میں انشاء اللہ دفتر سوم میں تحریر ہوگا القصہ والد بندہ کو [illegible]
کی سے ہے جو کہ شاہزادہ عالی گہر کی والدہ تھی دروازہ پر طلب کر کے شاہزادہ کا ہاتھ اونکے ہاتھ میں
دیا اور سفارش کر کے عہد و پیمان لیا والد مغفور نے اسکی رفاقت میں کمر چست کی چنانچہ حال [illegible]
رفاقت انشاء اللہ ہر وقت موقع ذکر ہوگا خلاصہ یہ ہے کہ شاہ عالم ہر وقت اور ہر جگہ مرحوم والد کو اپنا
خیرخواہ سمجہکر کبھی اسکے صلاح و صوابدید سے باہر نہیں ہوتا تھا اور باوجودیکہ شاہزادہ [illegible]
اوسکے پاس و آداب اور احترام میں حاضر و غایب ساعی رہتا بلکہ اخوان و اولاد کے مراعات میں دقیقہ

ہمت قاصر نہین ہوا اب بھی اگر نام منتسبان والد مرحوم کا سنے کیا عجب کہ مقصر نہو منیر الدولہ
جو کہ پیشتر ملازم انتظام الدولہ ولد اعتماد الدولہ قمر الدین خان داروغہ فراشخانہ کا تھا
والد کے واسطہ سے بادشاہ کے حضور مین پہونچکر مورد عواطف ہوا اور ہمیشہ تا حیات والد
مرحوم کے منیر الدولہ نے پاس حق ملحوظ رکھا نہایت آداب اور فروتنی مین بسر کرتا تھا بعد
رحلت والد کے بندہ اور نیز دیگر برادران سے بحسب سن و سال مراعات کرتا رہا القصہ شاہزادہ
قصبہ متعینہ سے کوچ کر کے سادات بارہہ کو ہمراہ لیا اور والد کو مع منیر الدولہ کے اوسی جگہ پر
چھوڑا تا کہ بعض اسباب ضروریات فراہم کر کے اور امیدوار مدارج علیا اور ترقی کا کر کے مردم کار آمدنی کو بہم
پہونچاوین اور عقب سے اپنے ہمراہ لاوین اور شاہ عالم مع ہمراہیون کے میران پور سے
کوچ کرتے شجاع الدولہ کے حدود مین پہونچا شجاع الدولہ نے استقبال کر کے ملازمت
حاصل کی اور جو کچھ مناسب سمجھا پیشکش کیا اور نیز حیلون اور مکر سے وہ ارادہ ہمراہی کہ جسکی
کچھ اصل نہ تھی زیادہ دلپر کر کے رخصت کیا جب شاہزادہ شجاع الدولہ سے رخصت ہوکر
الہ آباد آیا محمد قلی خان نے استقبال کر کے سعادت دارین حاصل کی اور اوس جگہ کو اول
سے واسطے نزول اجلال شاہزادہ کے تجویز کر رکھی تھی نہایت تعظیم سے اوتارا
چند روز باہم مشورہ مین گذرے اپنے مافی الضمیر سے شاہزادہ والا کو آگاہی کماہی دی
شاہزادہ مین سے مدار الدولہ چونکہ ظفر نصیب نشی اور سلیقہ اخذ جبر زر اور نیز امتحان
کسی دنا کس مین بے عدیل تھا محمد قلی خان سے توسل بہم پہونچا کر سب رفقا مین سرآمد
ہوا ایلچی گری شاہزادہ و محمد قلی خان کی اسکے ذمہ ہوئی چونکہ شجاع الدولہ کو محمد قلیخان
سے دغا منظور تھی اوسوقت مین بھی محمد قلی خان سے اگر یون کہا کہ تم خاطر جمع رکھو اور کسیطرح تردد نہو
متعاقب ہم بھی پہونچتے ہین لیکن جیسا کہ تمکو اچھا معلوم ہو بجز قلعہ چنارہ کے جہان کہو ناموس کو
پہونچا کر اپنے دشمنون عماد الملک اور احمد بنگش وغیرہ افغانون سے اطمینان خاطر بہم پہونچا دین
اور دلجمعی کر کے ملک شرقیہ کی تسخیر کرین مگر مجھکو ایسی کوئی جگہ دکھلائی نہین دیتی
اور چنارہ مین بھی کوئی عمارت لایق بود و باش بیگمات کے نہین ہے اور راہ اوسکی آب و ہوا
بھی بسبب پہاڑون کے چندان سازگار نہین اگر مرزا نجف خان کو پروانگی اور رقعہ اپنے
دستخط و مہر سے لکھکر بطور دست آویز کے مجھے دو کہ بعد کارسازی کے اپنے متعلقان
کو مع تمہارے منتسبان کے ایک آبرو سمجھکر ایک جگہ رکھکر اعانت کرونگا مناسب صلاح

سے محمد قلی خان کم فہمی سے اوسکا مضمون فریب و مکر نہ سمجھا تو مہری اور دستخطی مرزا نجف خان قلعدار
کی نام لکھکر شجاع الدولہ کے حوالہ کیا اور روبرو بھی مرزا نجف خان وغیرہ کو مزید تاکید
سے پروانگی دی کہ چونکہ نواب صاحب سے کسیطرح سے جدائی نہیں ہے اور عم زادہ ہیں حاضر
و غائب ہمارے ورثہ کے مالک ہیں جو کچھ کہیں اوسکی تعمیل کرنا سو بہر حال شجاع الدولہ
نے خاطر خواہ لکھوا کر سعادت کی اور محمد قلی خان نے جو کچھ ہو سکا سامان طیار کیا اور دو
ضرب توپ کلان برنجی قلعہ سنگین قلعہ آلہ آباد سے اوتار کر اور تخت سواری آراستہ
فرما کر ہمراہ لیا ۱۱۷۴ھ ہجری کو ساعت سعید میں قلعہ سے نکل کر داخل لشکر ہوا اور باتفاق
شاہزادہ روانہ ہوا یہ خبر مشہور ہو کر متواتر راجہ رام نراین کو پہونچی اوسنے حسب ضابطہ
مسٹر اسمیٹ صاحب کوٹھی عظیم آباد کو لکھی اور اولیای نعمت کو متواتر اطلاع دی میر محمد جعفر خان
اور میرن سے رفاقت اور اعانت افواج انگلشی کی کچھ نکر سکتے تھے کرنیل کلایف بہادر
ثابت جنگ کو اطلاع دیکر مکلف رفاقت ہوے اگرچہ اس فرقہ میں بہ پاس حزم
و ہوشیاری کے ہر قسم کا اسباب رزم ہر وقت طیار رہتا ہے لیکن باربرداری وغیرہ
کی تلاش فراہمی میں البتہ توقف ہوتا ہے اور ہندوستانی فوج مخصوص بنگالہ میں
غیر رفقاے جدید میرن کی ہر طرح کی بدانتظامی میں سے مشکل تھا کہ قرض خواہوں کے
ہاتھ سے ہاتھ پیر ہلا سکیں بارے بضرورت نہایت اہتمام ہوا تب صورت آمادگی تیاری
جلوہ گر ہوئی اور محمد قلی خان مع شاہزادہ عالی گہر کے کرمناسہ پر جو کہ دریا معروف سرحد
عظیم آباد کی ہے جا پہونچا اور انتظار میں تھا کہ درستی فوج ہمراہی کی کرے اور یہان افسون مکر
شجاع الدولہ بسبب سادہ دلی اور صفائی باطن محمد قلی کی اثر پذیر ہو چکی تھی اودہر میرن اور
محمد جعفر خان سے کہ دونوں باپ بیٹے دغا شعار اور بدکردار تھے کرنیل کلایف صاحب بہادر ثابت جنگ
سے اعانت اور مدد طلب ہوئی کہ بدون توجہ آپ کے ہم شاہزادہ سے کسیطرح مقابل نہیں
ہو سکتے اور حال راجہ رام نراین بھی تذبذب میں تھا کہ میں کیا کرون کہ یہ بلاے آسمانی
اور آفت ناگہانی میرے سر سے ٹلے اب اسکا باقی حال مفصلاً آگے قلم دو زبان ہوگا
کہ زمانہ نے کیا انتقام لیا اور کیسا کیسا ہر ایک کو رنگ اور بدشعار کو بدلا اور عوض دیا
اور انجام کار جیسا کیا ویسا دامن میں لیا موافق قول محشی و مصحح اکبر نامہ کے

۵ بد اطوار ہے رسم بدروزگار * موافق نہیں رہتی لیل و نہار * بدی بھی سمجھ لی بدی کا نہ مل * نہ لو سر پہ آفت لڑائی بھلی

ذکر آنے شاہزادہ کا مع محمد قلی خان کے صوبہ عظیم آباد میں اور اوس درمیان کے واقعات

جب شاہزادہ مع محمد قلی خان کے بنارس سے آگے کو بڑھا راجہ رام نراین کو بڑی فکر ہوئی کہ ابتک نہ تو فوج انگلشی نہ اوسکے آقا ولینعمت کے ملازمین میں سے کسی نے مرشدآباد سے جنبش کی اودھر سے یہ لوگ بلاے ناگہانی کی طرح سے اوسکے سر پر پہونچے اور بسبب نام سلطنت اور فوج صفدر جنگی کے جسکی عظمت اور شوکت کی شہرت تھی اوسکی فوج میں ہراس و اندیشہ پیدا ہوا گاہ خیال کرتا کہ اپنا ارادہ جنگ موقوف کرے اور فتح باغ میں متصل تالاب وارث خان کے خیمہ زن ہو بدین خیال کہ اگر بنگالہ کی فوج آگئی تو اپنی جانفشانی کا اظہار ہوگا اور اگر میر جعفر خان نے خوف کہا کر مدافعہ شاہزادہ کا عزم نکیا اور فرقہ انگلشی نے بھی کسی خیال سے پہلوتہی کی شاہزادہ سے ملجائیگا کہ استقبال کو برآمد ہوا تھا جب تحقیق ہوا کہ ہنوز میرن اور فرقہ انگلشی کوئی مرشدآباد سے متحرک نہیں ہے اور محمد قلی خان نے مع شاہزادہ کی دریاے کرم ناسہ پایاب عبور کیا ان سے ملنا مصلحت جانکر مسٹر امیت سے کہا کہ ابتک کسی نے میری خبر نہ لی مجھے تنہا تاب جنگ نہیں اب آپکو کیا منظور ہے اور کیا کرنا ضرور ہے مسٹر امیت نے فرمایا اگر ہماری فوج آتی ہے بجاے خود مقیم ہیں ورنہ چند منزل مشرق جاکر مقیم ہونگے تاکہ جو کچھ حکم کونسل صادر ہو ویسا تعمیل کریں اور تمہیں بھی لازم ہے کہ کہ بطایف الحیل میں بسر کرو اگر کوئی حکم پایا آگئی بہتر ورنہ جو کچھ اوسوقت اپنے حق میں بہتر سمجھو عمل کرنا رام نراین کو جواب باصواب پاکر طرفین میں سازش شروع کی میرن اور کرنیل ثابت جنگ پر اپنا آزادی ہوگا ہی دہی کہ لڑائی کو آمادہ ہو جیسے مگر تنہائی میں عہدہ برآئی دشوار اگر جلد عزیمت فرمائیے بشرط رفاقت ملاحظہ کیجیے لکہہ بہیجا تھا اور فوج مغربی سے تحریر کے سلسلہ مناسب نہ جانکے لوگوں کی زبانی اخلاص و عقیدت کے مضامین کہلا بہیجا تھا بندہ مورخ مع برادران و والدہ کے اوسوقت میں بڑے تردد سے بسر اوقات کرتا تھا مگر نقی علی خان جاگیر میں ایسے خوف و تردد سے بری تہا بندہ کی ہراس و وسواس کا سبب یہ تھا کہ بندہ کے والد کی رفاقت کی خبر میرن اور میر جعفر خان کو پہونچی بنا بر اپنی عادت جبلی کہ میرن موشش طبع ہماری ایذارسانی اور کشیدگی کے بناسے مرافقت پر آمادہ ہوا راجہ رام نراین

کو لکھا کہ محرک شاہزادہ اور مہیج اس فساد کا سید ہدایت علی خان ہوا ہے اور اوسکے لڑکے
جو یہان ہین اونہون نے اپنے باپ کو اس کام کی ترغیب دی ہے اونکی حراست سے غافل نرہنا
حالانکہ ہم لوگون کو مطلق بادشاہ اور محمد قلی خان کے ارادہ پر آگاہی نتھی بلکہ برسین گذرین
تہین کہ والد سے خط و خطوط بھی جاری نہ تھے کیونکہ اونہون نے مہابت جنگ کی قرابت
کے بعد جو کہ والدہ ماجدہ سے اعتماد تمام فرما کرشاہجہان آباد مین بطور امرا کے نگاہ رکھنا عورتونکا
اور خرید کرنا لڑکیون کلانوت اور قوالون کا اور نیز اقربا سے لال میان کشمیری سے کسی
عورت کے ساتھہ نکاح کر لیا تھا مطلقاً ہم لوگون سے مہرو کار نرکہتے تھے سولہ برس
کی مدت مین کہ اکثر حکومت کر کے ہزارہا سوار و پیادہ ملازم رکھے اور ہر مہینے مین لاکھون کا
خرچ ہوتا رہا ہم لوگون کی خبرگیری ایک حبہ سے بہی نکی اور ہم لوگون کو بہی رزاق مطلق نے
مہابت جنگ کے گہرانے سے اتنا کچھہ صلہ و غیرہ دلایا کہ حاجت تکلیف دہی پدر کی نہولی
اور نہایت کام و آرام اور عزت و آبرو سے بسر اوقات ہوتی تہی کبھی اگر ایسی ہی ضرورت
داعی ہوتی برسون کے بعد طرفین سے ایک خط آتا جاتا پس بندہ نے ایک خط بنام
رام نراین متضمن عذر خواہی تحریر کیا اور اوسمین بہی سب امر کہ اوپر حوالہ قلم کر چکا ہون درج کئی
رام نراین نے وہ خط پڑہ کر رکہ لیا اسی عرصہ مین بندہ بہی پہونچ گیا اور کہا خدا شاہد
ہے کہ اگر ہم کو کچھہ بہی ان امور مین دخل ہو اور والد کو کیا مقدور ہے جسکے اعتماد پر ایسا
ارادہ عظیم کرین اس فساد کا بانی محمد قلی خان ہے جو صاحب فوج اور قلعہ الہ آباد کا ناظم
اور وزیر کا برادر زادہ اور شجاع الدولہ کا بہائی چچازاد ہے اور قطع نظر اس امر بالا کے تمام دنیا پر
روشن اور ظاہر ہے کہ مجکو مدت سے والد کے خط و کتابت سے غرض نہین یہ سر رشتہ
بالکل مفقود ہے ہم لوگ کسیطرح اس بارہ مین مجرم نہین اگر آپ کے ولیعمت ہماری
قید و ضرر رسانی مین ہین اور آپکا بہبود ہو ہم حاضر ہین ہمین اب بہی تاب مقاومت
نہین جو کچھہ منظور ہو تعمیل کرو رام نراین اور رمبیلہ سردار و غیرہ کارہ نے جو اعظم ارکان
عظیم آباد مین تھا اور رام نراین بہی اوسکا مطیع تھا فرمایا کہ آپ دلجمعی رکہین اور ہرگز ایسا امر خیال مین
نہ لائین ایسے کچھہ غرض نہین ہے بندہ نے پہر کہا کہ اسوقت آپ ایسا فرماتی ہین اگر میرن ایذا ضرر رسانی پر
مائل ہوا تو پہر آپ سے کیا حمایت ہو سکتی ہے اونہون نے جواب دیا کہ آپ اس طرف سے
مطمئن رہین اگر حمایت کر سکین گے دکہلا دینگے ورنہ آپکو سلامت نکال دینگے بندہ نے

شکر حق شناسی ادا کیا اور ہمراہ رام نراین کے تھا کہ شاہزادہ اور محمد قلی خان کے پہونچنے کی
خبر پہونچی والد مرحوم مع منیر الدولہ کے حسب الحکم شاہزادہ متصل بنارس شاہزادہ سے ملحق
ہوگیا اس خبر سے بھی رام نراین کو اطلاع ہوئی اسوقت تک کوچ بنگالہ کی خبر نہ آئی تھی اور
مسٹر امیٹ بھی چند انگلشی سے جو کوٹھی عظیم آباد میں تھا بجرہ کی سواری پر کہ مثل ہر چند تیز رفتار ہوا
ہے شتاب کو سرعت پہنچا گیا اور کوٹھی اپنے ملازمین تلنگہ کے سپرد کر گیا اور نیز سفارش حفاظت کوٹھی
کی رام نراین سے بھی کر گیا جب رام نراین نے یہ کیفیت دیکھی شاہزادہ سے صلح کا قاصد
ہوا اور مرلیدہر کی راے پر چھوڑا مرلیدہر شاہزادہ کی اطاعت پر راضی ہوتا تھا اور افواج
انگلشی سے افواج مشرقی کو بنا بر اتفاق کے مناسب جانتا تھا اور فی الحقیقت ایسا تھا مگر
رام نراین دبدبہ شاہی کو سنکر بسبب عدم آگاہی کے ڈرا اور بعد ملاقات کے نادم ہوا چنانکہ
ذکر ہوتا ہے مخفی نرہے کہ مرلیدہر باوجود کور استعدادی کے عجب برہمن پر فطرت اور متین اور
صائب راے اور سرانجام امور ملکی اور مالی میں بے نظیر اور نہایت جوانمرد اور دلیر تھا
الا خباثت بھی مزاج پر غالب تھی اور روپیہ پیسا جمع کرنے کی زیادہ حرص تھی القصہ جب
اوسکا ارادہ مصمم ہوا بندہ کو خلوت میں طلب کرکے کہا کہ شاہزادہ کے لشکر میں جاکر والد کی
وساطت سے شاہزادہ کو میرے حال پر مہربان کردو اور شاید کہ دوسرے شخص کو محمد قلیخان
کی پاس بھیجا ہو مگر مجھے اطلاع نہیں اور تاکید کی کہ راجہ مرلی دہر اور کوئی اس راز سے
باہر نہو لیکن اسی گفتگو میں سے راجہ اپنے حقوق والد کو یاد دلاتا تاکید رازداری کرتا
تھا کہ مصطفی قلی خان برادر محمد ایرج خان آگیا چونکہ یہ شخص ماموں تھا کہ بلا اجازت و تعین
جسوقت چاہے آیا کرے اور ہنوز یہی قاعدہ مسلوک تھا لہذا کسی نے تعرض نکیا اور
اوسنے آنکر دیکھہ لیا کہ راجہ میرے کان میں اور میرزہ کچھہ کہہ رہا ہے اب راجہ نے مخفی کرنے
میں موجب رنج سمجھکر اوس سے بھی سب ماجرا کہدیا اور کہا کہ تم بھی جو کچھہ سمجھو خانصاحب
کو تعلیم کردو اور بندہ کو رخصت کرکے فرمایا کہ اس راہ سے خیمہ مرلی دہر نزدیک ہے تھا سے لے
اور باقی پور کی راہ سے جلد نکلجاؤ مصطفی خان نے بندہ کے خیمہ تک ہمراہ آکر اپنے
ہوشنک دوانی اور آشفتہ کرنے فوج بنگالہ اور ترغیب رفاقت شاہزادہ کے کرنے
میں کیفیت ظاہر کی او نہایت سماجت سے اخفا کو عرض کیا راجہ رام نراین نے تھوڑا
زاد راہ بندہ کو کسی معتمد کے ہاتھہ بھیجا بندہ نے میر علیخان اور غالب علی خان ا

اپنے بھائیون کو رقعہ لکھکر والدہ اور اون لوگون کو بھی اطلاع دے دی دونون بھائی
بھی بہ آرزوے ملازمت پدر بندہ کے پاس آپہونچے بندہ مع اونکے روانہ ہوا راستہ
مین ورود شاہزادہ کی خبرین پہونچتی رہین بندہ جب بارہ ول آیا معلوم ہوا کہ شاہزادہ
کی طرف سے مدار الدولہ اور محمد قلی خان کی جانب سے میرزا محمد علی موسوی ہاتہیون
مع ہوار کے برسم رسالت راجہ رام نراین کے پاس جاتے ہین بندہ کو نہایت
حیرت ہوئی کہ باوجود محرمیت والد کے اور نیز واقف کاری اس دیار کی دوسرون کو
رسالت ہوئی کس وجہ سے ہے اون مین سے کسی نے پوچھا کہ کون ہے کہان
جاتا ہے لوگون نے نام ونشان بتلایا مدار الدولہ نے سلام کہلا بھیجا خیریت مزاج
دریافت کی جواب دیکر بیتیا کو بڑہے شمشیر نگر کو پہونچے وہان سنا کہ علی نقی خان
بھی والد کی خدمت مین آیا ہے بندہ کو رنج ہوا کہ اس عزیز نے ناحق اپنے کو
ناظم بنگالہ کے روبرو بدنام کیا ساعتی روز باقی رہا تھا کہ لشکر شاہزادہ مین جو
داؤد نگر کے میدان مین متفرق روپڑا تھا ہم لوگ پہونچے تھوڑی رات گذری تھی کہ
والد کی قدمبوسی سے سرفراز ہوے دونون طرف سے سلسلہ کلام شروع ہوا
معلوم ہوا کہ والد صاحب بنا بر ترفعہ کے جو اپنے نفس مین رکہتا ہے بطور مدار الدولہ
اور منیر الدولہ وغیرہ کے محمد قلی خان سے پیش نہ آیا اور مدار المہام مذکور سے اجنبیت
محض رکہتا ہے اور شاہزادہ مع لشکر اور اپنے عیال کے قبضہ اقتدار محمد قلی خان مین
تھے اور کیونکر نہو کہ یہ بناے اوسکی ڈالی ہوئی ہے بندہ کو یہ خیال خلاف مصلحت معلوم
ہوا والد سے التماس کیا کہ جب اسطرح پر حال ہے تب آپکی تشریف آوری سے بجز
ہماری آشفتگی اور برہمی وجہ معاش اور نکل جانے محالات جاگیر کے اور کیا فائدہ ہوگا معلوم
ہے کہ کوئی عقدہ کشائی نہوگی اور اس جواب آشفتہ سے جو کہ بندہ نے گستاخانہ عرض کیا
نہایت آشفتہ ہوا لیکن درحقیقت متنبہ اور متاثر ہوا اب وہ بات جاتی رہی کہ تدارک ہو
اور محمد قلی خان کو تابع راے اور مطیع کرے طرفہ یہ کہ چونکہ شاہزادہ نہایت سادہ تھا اوسکو
حرکت جو برخلاف محمد قلی خان کے سرزد ہوتی وہ والد وغیرہ کے منافقون کی تحریک سے
جانتا بعد ایک روز کے والد مع منیر الدولہ اور بندہ کے محمد قلی خان کے ملاقات کو گیا
اوسنے کنایتاً شکوہ شروع کیا اوسیطرح اودہر سے بھی دربردہ عذر خواہی کی گئی رفع

غبار ہوا لیکن جو لوگ کہ سوال و جواب کو راجہ رام نراین کے معین ہوئے تھے اوسوقت مین
اونکا تغیر مناسب اور بہتر تھا اونمین سے میرزا اسحق کشمیری مخاطب بامیر قلیخان جو واسطہ
سوال و جواب تھا اور محمد قلی خان کے مزاج مین دخیل اور اپنے شعور پر مغرور تھا اسکی
سفاہت اور نیز اوس اعتماد سے جو کہ محمد قلی خان باوجود اوسکی نادانی کے اوسکا کرتا تھا
محنت اور جان اور مال محمد قلی خان کا برباد ہوا بیت ہمیشان توا زتو بہ باید ہو تا قہرا عقل ودین
بیفزاید ہو القصہ راجہ رام نراین فوج شاہزادہ کی خبر سنکر جس باغ مین کہ خیمہ زن تھے
وہان سے اوٹھکر حصار عظیم آباد مین آیا اور برج و باره کی مضبوطی مین مصروف ہوا
اور ہر طرف سرداران مناسب کو مقرر کیا بعدازین مدار الدولہ اور میرزا محمد علی اور میرزا اسحق
بالاتفاق پہونچے شہر کے دروازه پر آبادی سے دور کسی میدان مین منزل گزین ہوئے اور بعد
اجازت تین چار سوار سے داخل حصار ہوکر ملاقات کی رسوم متعارفہ کی عمل ہوئی گفتگو سے
مدعا شروع ہوئی اور انہون نے اور بہی شان وشوکت شاہزادہ کی اور نیز محمد قلی خان کی اس
آن وبان سے بیان کی کہ راجہ رام نراین سابق سے زیادہ مسلوب الحواس ہوگیا اور حاضری کو
راضی ہوا اور استدعاے امان کی فرستادہ لوگون نے کاغذ دستخطی لیسران محمد قلی خان کا لیجاکر
سپرد کیا جب اوسکو دلجمعی ہوئی اور ہنوز افواج مشرقی کی کچھ خبر نہ آئی ساعت معہود کو ہمراه
مدار الدولہ وغیرہ سرداران محمد قلی خان کے جو اوسکے لانے کو گئے تھے اطراف پہلواری مین
محمد قلی خان کے مکان مین آیا شاہزادہ نے حسب الاشعار محمد قلی خان نے خیمہ وخرگاه فرش
واشیاے موجودہ سے آراستہ کرکے امرا وارکان کو گرد جمع فرماکر بڑے تجمل واحتشام سے
تخت نشین ہوا بنده نے قبل اسکے ورود کے ایک روز والد سے عرض کیا تھا کہ راجہ رام نراین
نہایت عیار ہے ابہی شاہزادہ کا نام سنکر اراده حاضری پر عازم ہے جب یہان آیا اور
حال ملاحظہ کیا اور واپس مفلس گیا پہر نہ آویگا لہذا مناسب ہے کہ یہان آکر رخصت ہو اور نہ ہو وے
چونکہ اونکا کچھ اختیار نہ تھا آشفتہ ہوکر فرمایا کہ خاندان تیموریہ مین ابہی تک کسی سے دغا
نہین ہوئی بنده نے کہا کہ بنده کب دغا کو کہتا ہے جو عہد کیا ہے اوس سے تجاوز نفرمایے
راجہ رام نراین کو ہمراه لیکر داخل حصار ہوجیے اس صورت مین بہی وہ ناچار رفیق ہے
اور افواج مشرقی اس حال کو دیکھکر سمجھ لوینگے کہ قدم ہٹا دینگے تب اونہون نے فرمایا
اسکا اختیار محمد قلی خان کو ہے بنده نے کہا اوس سے اطلاع دیجیے اونہون نے جواب دیا

جب وہ مجھے نہین پوچھتا ہے مجکو کیا غرض ہے کہ اوسے مصلحت دون بندہ نے تنگ ہو کر کہا
کہ اس معاملہ سے ننگ و ناموس برباد اور افسوس کرنا ہوگا اگر دخیل معاملہ ہونا نامنظور ہے
تو کیون شریک ہوتے تھے والد ناراض ہوئے بندہ خاموش ہوا دوسرے روز جو یوم ملاقات تھا
بندہ بھی ہمراہ والد کے حاضر دربار اور نگران اخبار ہوا تا آنکہ راجہ رام نراین کے پہونچنے کی خبر محمد قلی خان
کو مکان مین اور خلوت مین ملاقات ہوئی اور ارادہ حضوری کی بھی ابھی ہمدگر گوش زد ہوئی بندہ
نے بیتاب ہو کر منیر الدولہ وغیرہ سے صلاح مذکورہ کو کہا اونھون نے اپنی معذوری بیان کی تا آنکہ
محمد قلی خان نے راجہ کو پردہ کے باہر چھوڑ کر مشرف ملازمت ہوا اور دست چپ کی طرف بفاصلہ
وزارت مع بیرم خان اور مدار الدولہ اور یحیی خان ولد زکریا خان وغیرہ ہمراہیون کے استادہ
ہوا اور دارالقضا لبلبہ بخشی گری) مع منیر الدولہ اور بندہ اور دیگر برادران بندہ اور امرا اور رفقا
کو دست راست محمد قلی خان نے بجہت قیام راجہ کا مذکور پیش کیا کہ ایسا شخص بندہ نے نہین مسلسل
وہوشیار نہین دیکھا فارسی زبان بہت درست اور اوسکے فحواے کلام سے فراست برستی ہے
بندہ نے اپنی دیوانی مع نیابت الہ آباد اوسکو دی ہے اوسکی گفتگو نہین معلوم شاہزادہ کے گوش
ہوش مین کسطرح جا پذیر ہوئی شاہزادہ نے فرمایا کہ اسقدر اعتماد ایک ملاقات پر کیونکر ہو گیا
مدار الدولہ نے اوسکی خوبی وفا اور حسن اخلاق اور رسوخ عقیدت کی (اوسکی) مرزا اسحق کے
درمیان سے نکلکر اوسکے تصدیق کی ان لوگون نے دو تین ہزار روپیہ اتنی کی طمع اور نیز راجہ کے
روغن قاز سے اسقدر مبالغہ کیا ہوگا افسوس تو یہ ہے کہ محمد قلی خان اور شاہزادہ وغیرہ
دولتخواہ سے نے یہ نکیا اگر وہ ایسے بھی تھا بہتر تھا کہ فرمان ہر پا نکرے تو تم لوگ کیونکہ عہدہ برا ہوگے بہت
جہان ہو نہ جرأت کا یہ ستم سے کام ہوکر کی پشیمانی ہون کیا تمام ہوا القصہ تھوڑی دیر مین راجہ رام نراین بحضور
آیا اور جو آداب و کورنش کہ تمام بندگی مین بیان کی تھی کرنا شیراز کیا تو چہرہ خجالت سے ہو سکتا ہے یاد نہین
کہ شاہزادہ نے خود یا مدار الدولہ نے نذر کی اشرفیان آپکے ہاتھ مین لین محمد قلی خان نے
حسن ارادت کا بیان کر کے اسقدر علامت مرحمت فرمائی خلعت کے لئے شاہزادہ نے حکم دیا
راجہ رام نراین کو لیجا کر خلعت سے بہا اور سرپیچ اور جیغہ مع ... کلغی عقار جو کہ مخصوص
شاہزادون کو تھی مرحمت ہوا مرلیدھر نواسہ شراکت مین نہ آیا احمد خان قریشی اور مصطفی قلی خان
اوسکے ہمراہی سے شرف یاب ملازمت ہو کر خلعت چار پارچہ اور تین پارچہ کے حاصل کئے لیکن
رام نراین جیسے اسقدر تکلیف کبھی نپائی تھی خستہ و حیران ہوا بعد ازان جب تھوڑی دیر گذرا ہوا

اور ہوش وحواس درست ہوئے نظر پیچھے کو کرکے شاہزادہ کی ملاقات اور امرا و روسای لشکر
کی پریشانی جو ہر وقت درود دیکھی تھی نہایت شرمندہ ہوا کہ ناحق کو آیا بندہ کو اوسکی پیشانی
سے موجب انفعال معلوم ہوا بعد چند گھڑی کے محمد قلی خان مع راجہ رام نراین کے مرخص ہوکر
اپنے مکان کو گیا وہان جاکر خدا معلوم کیا سودا وسے خام کا جوش کہایا کہ سید بدام امدہ کو رخصت
دی جو معتمد اوسوقت حاضر تھا کہتا تھا کہ راجہ رام نراین علیحدہ خیمہ مین آرام پذیر تھا لیکن
محمد قلی خان کے خیمہ سے نہایت متصل مرزا محمد علی مولوی کو جو مدار الدولہ کے باتفاق راجہ مذکور
کی لانے کو گیا تھا طلب کرکے محمد قلی خان نے کہا کہ راجہ رام نراین سے جاکر کہو کہ صوبہ پایا
یعنی مرزا حسن اوسکے بہائی کا تھا تمکو دونون صوبہ کی دیوانی مبارک ہو اور مرزا اسحق کو بھی
ہمراہ کردیا دونون نے عرض کیا کہ ابھی یہ کلام کرنا مناسب نہین آزردہ ہوا خواصی کو بہیجکر راجہ
کو طلب کیا جب وہ آیا خود بدولت نے وہی کلمہ مبارکباد سنایا اوسنے بھی ہمراہ والائی کے
سر جھکا کر مبارکباد عرض کی قریب شام کے ایک گھڑی دن باقی تھا محمد افاق کوتوال عظیم آباد کو جو
اوسکے ہمراہ تھا محمد قلی خان کے پاس بہیجکر پیغام دیا کہ مجھسے کچھ کہنا نہین ہوا اگر حال بندہ
جاتا ہے اوسنے جواب دیا مبارک اونہون نے وہ صلاح جو بندہ نے مذکور کی تھی عرض کی آوازہ
انکار کیا کہ یہ محمدی سے لوگون نے کہا ہے [illegible] چاہئے اور قلعہ مین داخل ہونا [illegible]
اوسنے یہ کہ قبول نکیا اور کہا کسکی مجال ہے جو ہماری [illegible] کے روبرو دم مار سکے [illegible]
اقبال تھا جو ہمراہ کسی کا نخوش کہتا اوسنے [illegible] راجہ [illegible] ہمراہ ہوا [illegible] محمد قلی خان سے ایک شخص
اوسکے ساتھ [illegible] قاصد عظیم آباد ہوا [illegible] جاکر [illegible]
اور مسلمانون کے ہمراہ پانی تک نہین پی سکتا [illegible] طلب کرکے [illegible]
اور پانی پیکر طایر خیال کی طرح پرواز کنان ہوا [illegible] روان کیا ہوا گویا [illegible] بندہ کوئی جو
قفس سے چھوٹا پھر قلعہ مین پہونچنے کے حکم دیا کہ برج بارہ کی خوب حفاظت ہو اور محمد قلی خان
بے خبر اپنے غرور مین مست لہو لعب مین مصروف ہوا گویا جانتا تھا کہ راجہ مذکور [illegible]
ہی ہر روز احکام [illegible] مرزا اسحاق اور [illegible] کے معرفت بہیجتا تھا راجہ نہضت فوج
افواج بنگالہ کا منتظر تھا تا آنکہ بعد دو تین روز کے تحویل آفتاب کے برج حمل مین معین
ہوئے اور لوگ منتظر امتحان ہوئے کہ راجہ رام نراین نذر عید نوروز گذراننے کو آتا ہے
یا نہین اگر آیا موجب ترقی اقبال ہے ورنہ جو کچھ محمد قلی خان کے سودا سے مختص [illegible]

خیال تا آنکہ روز نوروز جلوہ افروز ہوا راجہ رام نراین نے شاہزادہ اور محمد قلی خان کے نذر کو
اشرفی مع بیضہ ہاے مرغ کے کہ سادہ اور نقش دار رنگین تھے اور نیز دیگر ہر قسم کے حلوا
اور لوزات ورق طلا مین آرائش دیکر ارسال کی اور اپنی عدم حاضری کا عذر بسبب اشتغال
کار سرکار کے کر بھیجا بازاری تک تو یہ افواہ کرنے لگے کہ اب راجہ رام نراین نہ آویگا مگر محمد قلیخان
ابلہ ابتک اوسی عہد و پیمان پر معتمد تھا جب نوروز بھی گذرا اور شاہزادہ و وزیر کو لہو لعب سے خاطر خواہ
فرصت میسر ہوئی ارادہ کیا کہ وہان سے کوچ کرکے شہر کے شرقی رخ نزول کرین چونکہ راہ
شہر کوچہ و بازار مین تھی راجہ رام نراین نے پیغام دیا کہ فوج سرکار اکثر مغلیہ اور یہان کے لوگ
اونکے دیکھنے سے مخوف ہین مبادا لشکر شاہی کے لچے ہنگام عبور کسی رعایاے شہر پر تعدی
کرین اور نجباے شہر حفظ آبرو کو کچھ جسارت کر اوٹھین تو فساد عظیم برپا ہو جائیگا مناسب ہے
کہ عملہ حضوری مع داروغہ بیلداران اسجانب سے کہ وہ بھی ملازم سرکار مین شہر کے جنوبی
طرف سے زمین جلگہ مین جو خشک تری سے واسطے توپخانہ سرکار اور ارابہ بار برداری
کی راہ درست کردین اور خود بدولت مع لشکر کے اوسی راہ ہوکر جعفر خان کے باغ مین داخل
ہون محمد قلی خان نے یہ راے پسند کی اینک راجہ کی فرمانبرداری اسکے ہوش مین مرتسم
تھی تا آنکہ چند روز باغ جعفر خان مین بھی گذری اور آمد رفت پیادون کی بطلب کاغذ جمع خرچ
صوبہ کے جاری رہے بلکہ پیادہ لوگ کبھی کبھی شدت و تاکید بھی کرتے تھے راجہ اپنے لشکر
کی انتظار پر سخت و سست کی برداشت کرتا تھا اوسیوقت مین میرن ولد اکبر میر جعفر خان کے
کوچ کی خبر مع کرنیل کلیف ثابت جنگ اور جماعہ انگلشی کے راجہ رام نراین کو پہونچی اور ادہر
سے محمد قلی خان کے بھی سخت تقاضا ہونے لگے تب تو راجہ رام نراین اور ہر لیدر کے حوصلہ کی
تنگی کی نہایت زجر اور توبیخ سے محمد قلی خان کے لوگون کو شہر سے نکال دیا ارادہ راجہ رام نراین
کا تھا کہ چند روز اور بھی رفق و مدارا مین بسر کرے تا کہ فوج انگلشی اور میرن آجاے مگر ہر لیدر
کو تاب نہ آئی دفعہ بدمظنگی آقا اور بدنامی اپنے کا بیچ جنگ کے کتنے دنون سے دیکھا تھا والا
[illegible] چند روز اور بھی سخنان دلاویز سے مفتون کرکے غافل کرتا تا کہ افواج انگلشی پہونچتی
گوشمالی گستاخی انکی قرار واقعی ہو جاتی —

ذکر کھل جانا راجہ رام نراین کے فریب کا جو محمد قلی خان سے کیا تھا اور محاصرہ کرنا

افواج مغربی کا حصار عظیم آباد کو بدسلیقگی سے اور خایف ہو کر برگشتہ ہونا بادشاہ اور وزیر کا سوے تدبیر سے

بیت ہر چہ دانا کند کند نادان ٭ لیکہ بعد از خرابی بسیار ٭ جو کہ دانا کرین کرین نادان ٭ ہون خرابی بیحد
بہت حیران ٭ کیا خوب چاہا اول عقلمندون نے صلاح دی کسی کی نہ سنی اپنی عقل پر اعتماد فرمایا آخر وہ
نوبت ہوئی کہ افسوس ہی ہاتھ لگا جب راجہ رام نراین نے اسکے آدمیون کو شہر سے نکال دیا اور
پیغام دیا کہ آپ نے کیا سمجھا ہے جو ایسا تحکم کرتے ہین ہم آپکے نوکر نہین کہ محاسبہ دیوین ناظم
بنگالہ کے مطیع ہین تم ہمارے مہمان تھے ایک ملاقات اور ضیافت کر دی اب جسمین اپنی بہتری
سمجھو کار بند ہو محمد قلی خان اس پیغام سے نہایت اوچھلا اور سلے پیر کی لینے لگا کہ کل صبح اس
بدباز کو ایک سناٹے مین اسیر پنجہ غضب کرتا ہون اور شاہزادہ کو پیغام دیا کہ کل فردا ہی قیامت
ہی فوج سرکار بہی مددگار ہو شاہزادہ نے والد بندہ اور دیگر رفقا کو حکم دیا کہ صبح طیار ہو کر تابع
فرمان مدار الدولہ ہون یحیی خان ولد زکریا خان جو کہ خواہر زادہ اور داماد قمر الدین خان وزیر کا
تھا بمجرد استماع حکم اپنی جہالت ظاہر کی اول شام سے مع ہمراہیون کے ہتیار بند ہو کر حیدر نواز خان
مرحوم کے باغ کے متصل جہان کہ والد بہرے سے تھے گیا اور بزعم خود گویا مورچہ بندی کی یہ
نہ سمجھا کہ بے موقع تکلیف کھینچنا کیا ضرور القصہ جب صبح ہوئی حسب الحکم کل لوگ مسلح ہو کر
دربار شاہزادہ مین حاضر ہوئے اور ہمراہیان محمد قلی خان اوسکے دولت سرا مین آئے بندہ
بہی والد کے ہمراہ شاہزادہ کے دربار مین گیا ہر ایک نے جنگ کی رخصت پائی میدان کی راہ لی
میر حسین خان خواہر زادہ ذوالفقار جنگ جو محمد قلی خان کے رفقا مین بزعم خود سپہ سالار تھا
مع اپنی جمعیت کے راجہ رام نراین کے باغ مین جا کر کھڑکی رانی کے مقابل اقامت گزین ہوا اسیطرح
ہر ایک نے بجائے مناسب روبروے حصار کے جگہ لی والد مرحوم مع رفقاے قدیم و جدید
کے مقابل برج شخاس کی طرف میدان مین استادہ ہوا ہمراہیان شاہزادہ مین بہی جو لوگ
کسیقدر اسکی خدمت مین توسل اور اخلاص رکھتے تھے والد کے رفیق ہوئے اسی عرصہ مین
عبد الوہاب خان بندہ کے چچا خورد جو سن و سال مین برابر تھے بہاگل پور سے باوجود مخالفت
پیران محمد قلی خان کے جنکی رفاقت مین تھا بہ آرزوے ملاقات والد بندہ اپنے بڑے
بہائی سے قدم بوس ہوا اور کہا کہ جملہ متعلقان کو ہمراہ لایا ہون اور باغ لون گولہ مین جو متصل والد

فروکش کرایا ہے اب کہ معرکہ جنگ گرم ہوا اندیشہ ہے کہ بیرون حصار آشوب برپا ہو لیس ایک
بیرق لطف فرمایئے تاکہ مردمان سرکاری اوسکی شناخت کرکے متعرض حال نہون سب
التماس تعمیل ہوئی لیکن بندہ کو اطمینان نتھا بندہ نے کہا بہتر تو یہ ہے کہ یہین پر متعلقان کو
لائے مگر عذر چند کرکے پھیری بابت نمانی اور قلعہ ارکو مع بیرق والد کے ہمراہ لے گیا اور
وہان پر ٹھہلا کر بہائی کی رفاقت اور بندہ کی اعانت کو پہر آکر کے ہمارا شریک ہوا تھوڑی
دیر کے بعد حصار سے ہم لوگون کی طرف گولیا برسانی شروع ہوئی راجہ رام نراین نے
ابتداے جنگ کی اور جدہر جدہر قلعہ کے روبرو فوج تھی اوسی طرف قلعہ سے آتشبازی
شروع ہوئی علی الاتصال گولون کی بارش ہوئی تھی ہم لوگون کے سرون پر سے نکلجاتے
تھی باغ راجہ رام نراین کی طرف جو دیوار حصار سے متصل کٹرکی رانی مین تھا میر محمد حسین خان
وہان پر بیٹھا ہوا یورش کی راہ ڈھونڈھ رہا تھا اودہر کو ہماری طرف سے زیادہ بارش تفنگ
و توپ تھی تاآنکہ محمد قلی خان بھی فیل سوار ہمارے نزدیک پہونچکر استادہ ہوا مرلیدھر برج نجابل
پر تھا اودہر کا انتظام اوسکے حوالہ تھا کثرت ہجوم اور سامان جاہ واحتشام اودہر کو دیکھکر سمجھا
کہ برج کے مقابل محمد قلی خان یا کوئی ذیشان عمدہ نوکر استادہ ہوگا گولہ انداز کو تحریص کی
کہ اس ہجوم مخصوص فیل سوار پر گولہ مارنا چاہیے وہ بھی اس نشانہ مین نہایت ساعی ہوا
لیکن اکثر گولی ہاتھی کے اوپر اودہر یا ہم لوگون کے سر پر سے نکل جاتی تھی چنانچہ ایک گولہ
کسیقدر بندہ کے سر پر سے اونچا گذر کر قریب ہی گر کے بیٹھا بندہ نے اس جرأت بیموقع سے
ناخوش ہوکر والد سے جو کہ تھوڑے فاصلہ پر پالکی پر سوار کھڑا تھا عرض کیا کہ نشان توپ پر
جو ہم لوگ استادہ ہین کیا سود ہے فرمایا کہ اور میدان عمدہ بہتری نظر مین نہین بندہ نے
عرض کی کہ سالار لشکر سے ملتمس ہونا چاہیے کہ اگر ہنگامہ یورش منظور ہے تاخیر و دیر و حاضر
آو اور خود بدولت سوار ہین پس درنگ کیا ہے اوسمہ دوڑیے تقدیر مین جو ہوگا ہو رہیگا
اور اگر بضابطہ عقل لڑنا ہے تو ایسے قلعہ کا محاصرہ نہین ہوتا ایک تو صوبہ دار کے پاس تین چار ہزار سوار
اور دس بارہ ہزار پیادہ برق انداز مع چند توپ وغیرہ اسباب حرب کے حاضر ہین علاوہ اسکے
تمام شہر کے عزت دار بپاس آبرو بلا نوکری اوسکی رفاقت مین آمادہ ہین اگر قلعہ مین بھی دخل ہوا
جنگ عظیم کا خیال ہے اودہر سے جو فوج محاصرہ پر ہے ایسے دیوار قلعہ سے نزدیک اول جو صلاح
تھی وہ نامسموع ہوئی اب کہ لڑائی درپیش ہوئی اسطرح مقابلہ بھی محض خلاف ہے بلکہ چاہیے

کہ ہر طرف سے لوگون کو طلب کرکے بہت جہوٹی راہ خفارت سے اندرون قلعہ بہیجا اور تمام
تمام فوج و سامان کے قلعہ بادشاہی کے قریب مرید خان کے صوبہ ہین لب دریا پہونچکر سوار
تفنگ کو پیغام کہیجے اور مستعد یورش ہوجے بڑی توپون کو مقابل دیوار پختہ قلعہ کے جو پر خشت و
چونیکا کام ہے اگرچہ دو سو برس سے زیادہ رہیگی مگر مطلق پختہ اور استحکام نہین رکہتی پوشیدہ
اکثر نہین نکل گئین اور دیوار ہے بلند اور خشت ہے کہنہ پس حکم دیجیے کہ وانکین یقین ہے
کہ چند شلک مین کام ہو دیوار مسمار ہوکر زمین سے ہموار ہوجائے یورش کی راہ کہل جاے اوسوقت
پیادہ برق انداز کو روبرو کرکے آگے بڑہ کرتے ہوئے یورش کیجیے انشاء اللہ صورت فتح و ظفر نمودار
ہو والد قاصد اظہار ہوا تہا کہ خود محمد قلی خان جاے استقامت سے مغرب کو روان ہوئے
اور ہم بہی مع والد کے پیشتر کو گام فرسا ہوئے بارے برج نخاس کا نشانہ بند ہوا محمد قلی خان
نے اوس مکان پر استادہ ہوکر کسی کو بہیجکر والد کو روبرو بلایا جب وہ پہونچا اپنے ہمراہ
ہاتہی پر سوار کرلیا تہوڑی دیر کے بعد والد نے بندہ کو طلب کیا بندہ نے مجرہ کر سلام کیا
والد نے کہا کہ نواب صاحب کا ارادہ ہے کہ تمہین برسم سفارت راجہ رام نراین کے پاس
بہیجین بندہ نے کہا حاضر ہون مگر اسوقت مین کہ قلعہ محصور اور قلعہ سے بجز تیر و تفنگ کی گولی
صدا نہین آتی کیونکر ہوسکتا ہے محمد قلی خان نے ایک شخص کو روبرو طلب کرکے
فرمایا کہ یہ شیخ حمید الدین جماعہ دار کے بہائی اور میرے رفیق ہین رات کو بتقریب دعوت
شیخ مذکور کے گہر قلعہ مین گئے تہے اسوقت وہان سے آتے ہین راجہ رام نراین شیخ کو
روبرو کہتا تہا کہ مین اسکے ملازمت کرکے ناظم بنگالہ کے روبرو بدنام ہوا باوجود اسکے نواب
نے میرے استیصال پر کمر باندہی قلعہ گہیر لیا ہے لہذا حمید الدین نے پیغام بہیجا ہے کہ اگر اوسکی
تقصیر معاف ہو [illegible] اوسکو ہمراہ حضور مین لائے پس تمکو جانا چاہیے اور کہنا
چاہیے کہ اسوقت بہی اگر [illegible] اغماض [illegible] حاضر ہو ہم اسکے عہد پر استوار ہین بندہ نے
کہا اگر یہ سخن راست ہے کیون اوسنے اپنا آدمی بہیجکر اطلاع پیغام نکیا جو شخص روبرو آکر کہڑا
تہا اوسنے جواب دیا کہ یہ پیغام اوسیکا ہے کہ شیخ حمید الدین کو دیا تہا اور شیخ نے مجہے
بہیجا محمد قلی خان نے کہا ہمارا آدمی [illegible] تمہاری ہمراہی کے اوسکا جہوٹ سچ ظاہر
ہوجائیگا بندہ نے کہا اچہا بندہ جاتا ہے مگر نواب صاحب مع فوج کے یکسو ہون تاکہ وہ بہی
گولہ اندازی و آتشبازی موقوف کرے اور راہ عبور کی کہلے اوسنے جواب دیا کہ جب تک وہ جنگ

موقوف نکریگا اوہرسے بہی خاموشی ہرگز نہوگی بندہ نے کہا کہ اس امر مین وہ بادی نہین
جب حضور کی فوج نے محاصرہ کیا تب اوسنے بہی مدافعت پر کمر باندہی اگر ذرا غفلت کرتا ملازمان
حضور بالاتامل برج بارہ پر چڑہ کر اوسکا کام تمام کرڈالتے اور بندہ ایسی گرم بازاری تیر و تفنگ
مین کیونکر جاسکتا ہے شخص حاضر نے کہا کہ اچہا بندہ لیچلی بندہ نے کہا کیا مضایقہ القصہ اوسکی
ہمراہ ہو لیا وہاب علیخان عموی بندہ بنابر اخلاص رفیق ہوا شیخ مذکور جو میرے پہونچانے کا حضور
راجہ رام نراین مین متعہد ہوا تہا عبور راہ مین تیر تفنگ سے اپنی محافظت کرتا ہوا جاتا
تہا اور بندہ بہی اوسکے پیچہے پیچہے قدم زن تہا تا آنکہ باغ راجہ رام نراین مین جہان
میر حسین خان کا مورچہ اور چند ہزار کا مجمع تہا پہونچکر توقف کیا کیونکہ وہان سے نکلنا
نہایت دشوار تہا باغ کی دیوار نہایت متصل حصار ہے اور اوسکے بعد کوئی آڑ نہتی جسکی پناہ
مین قدم زن ہو بندہ نے تہوڑی دیر کے بعد شیخ رہبر سے تاکید پیشروی کی وہ شیخ متحیر ہوکر
عذر خواہی کرنے لگا کہ راہ ڈہونڈہتا ہوں تب چلین مینے کہا کیا مضایقہ بندہ تمہارے ہمراہ
ہی ہے جہان چاہو سایہ سان دنبال ہے آخرکار لاچار ہوکر نہایت الحاح و سماجت سے اپنے
خدمتگار کو کہا کہ راہ کی جستجو کرے اوسنے اوہر اودہر دیکہکر معذرت کی شیخ ابلہ نے پانچ روپیہ
انعام دیکر کہا کہ راہ بتانا کرے خدمتگار نے لاچار ہوکر کہا کہ ایصاحب جان سب کو عزیز ہے
ایسی حالت مین روپیہ کے طمع سے جان جوکہون مین نہین پہسونگا بندہ بہی آدمی ہے
آپ کو اپنی جان عزیز ہے کیا میرے گوشت پوست نہین یہ جواب پایا مخصوص میرے روبرو
شیخ جی نہایت نادم ہوکر بولے خیر اب لوٹنا چاہیئے مینے کہا کہ بندہ تو آپکی ہمراہ رکاب ہی جہان آپ جاینگا وہان جاونگا
جو شیخ جی بحالت سی پہرا اور پاس محمد قلی کے آیا اوسنے پوچہا کیا گذرا مینے جواب دیا شیخ صاحب سے استفسار
فرمائیے محمد قلی خان حال دریافت کرکے خاموش ہوا شیخ جی نادم کسی گوشہ کو سدہاری
بندہ نے وقت عصر تک ان نالایقون کی سعی اور تردد کا ملاحظہ کیا آخر روز اپنے قیامگاہ کو واپس
ہوا پہر تہوڑی دیر چلین والا وغیرہ سرداران فوج بہی آکر منزل گزین ہوئے مگر
محمد قلی خان کی فوج اور جماعہ داران ملازم شاہزادہ کی تمام رات قلعہ اور اپنے توپخانہ ہمراہی
وغیرہ کی حفاظت کی اور دونون لشکر کے لچون اور فاقہ زدون نے جوکہ خارج حصار سے جہان
کی باشندے تہے ورود شاہزادہ سے نہایت مطمئن لشکر پر آگرے اور خوب ہاتہہ پہیلائی
ایک خلق کثیر کا خاندان برباد ہوا لوگون کا مال و اسباب خوب غارت ہوا چنانچہ وہاب علیخان

ہماری چچا کے عیال و اطفال بھی اسی بلا مین مبتلا ہوئے حتی کہ ایک گھڑی اور ایک گز پارچہ کی بھی ہنوز
لیکن کسی شخص فرشتہ خصلت نے اوس ہنگام مین اونکے سر پر پہونچکر حفظ آبرو مین شریک
ہوا اور اپنے ساتھ لشکر کے متصل پہونچا گیا اور گوشہ مین کر گیا ہر چند بیچارہ چچا تمام شب اونکی
جستجو مین پریشان رہے اور صبح کو نزدیک خیمہ گاہ والد کے بعض اشجار گنجان کے سایہ
مین گمشدون کو پایا اور سلامتی ناموس اور اطفال وعیال کا شکر بجالائے اور اپنے
بات نہ سننے پر نہایت شرمائے لیکن کیا فائدہ تھا جب اسیطرح پر معاملہ گذرا بندہ کو اگرچہ
پیشتر سے امید نتھی اور زیادہ اس لشکر سے مایوس اور محافظت ناموس مین مشوش
ہوا کیونکہ جس روز راجہ رام نراین نے محمد قلی خان کے آدمیون کو نکال کر داعیہ رزم کیا تھا
اوسیدن عصر کے وقت جناب والد مع بعض متعلقان بندہ اور نیز دیگر برادران کے ایک
ایک خادمہ اور لباس پوشیدنی سے واسطے ملاقات والد کے آئے تھے اور حصار عظیم آباد
کو دروازہ مشرقی کے محافظون نے وقت آنے سواریون کے مزاحمت کر کے راجہ رام نراین
کو اطلاع دی اور اوسنے حکم دیا کہ کوئی تعرض نکرے جانے دو فی الحقیقت بڑا احسان کیا ورنہ
خدا جانے کیا کیا مین بعد ورود کے کیا کیا خدا ناترسی کرتا آخر کار خیمہ شاہزادہ اور محمد قلی خان کے
باغ جعفر خان سے اوکھڑ کر میدان جنوبی قلعہ کے طرف بڑے فاصلہ پر جہان گولہ پہونچ سکتا
تھا زمین خشک شدہ جلد پر جا نصب ہوا بندہ نے دو تین روز اور لشکر کے انکی جہالت سے
ناراض ہوکر والد سے کہا کہ چند خاندان کے پاشکستہ یہان پڑے ہین طاقت پیادہ پائی کی
نہین رکھتے اور یہ قلعہ ان تدبیرون سے جو ہو رہی ہین مہینون مین بھی فتح نہوگا اور عنقریب
جب لشکر مشرقی مع افواج انگلشی کے آتا ہے محمد قلی خان اور شاہزادہ اپنی راہ لیوینگے
پس ان بیچارون کے حق مین اگر ابھی فکر کیجاوے اور کہین کو روانہ کردو بہتر ہے ورنہ چندروز
کے بعد جب لشکر کا عبور رہیگا پھر جانا متعذر ہوگا والد نے آزردہ ہوکر فرمایا ہے کچھ تدبیر نہین ہوسکتی جو
تمہاری راے مین آئے تعمیل کرو بندہ نے چند بہل سواری اور ایک دو ارابہ بار برداری کا لم یزرع
سے جسجگہ کہ گاڑی بانون کا چودھری رہتا تھا اور بندہ سے آشنائی تھی طلب کر کے اور چند نفر
کہار بھی طلب کر کے مع والدہ اور جمیع ناموس کے جو متعلقان مہدی نثار خان اور وہاب علیخان
وغیرہ برادران کے بھی ہمراہ لیکر کاور سے عبور کیا اور بابو پہلوان سنگہ کے ملک مین جا پہونچا
چند روز قصبہ سہسرام اور حویلی شاہ قیام الدین نور شاہ کہلن مین مقیم رہا کہ یکبارگی شاہزادہ

اور محمد قلی خان گرفتار ادبار ہوکر لوٹے اور بندہ سہسرام مین قدمبوسی والد سے مشرف ہوا

باقی حال محمد قلی خان اور شاہزادہ عالی گہر کا جو بندہ کے غیبت مین سرگذشت ہوئی اور پہر جانا دونون کا عظیم آباد سے تحریر کیا جاتا ہے

بعد ازان بندہ لشکر سے برآمد ہوا محمد قلی خان اور اوسکے ہمراہی اور رفقاے شاہزادہ نے تسخیر قلعہ مین اپنی طاقت سے زیادہ کوشش کی اور دامن حصار مین مورچہ پہونچایا اکثر مجروح اور بہت سے مقتول ہوئے لیکن چونکہ یہ محنت اور مشقت محض بیجا تھی کچھ فائدہ نہوا محمد قلی خان نے جو برج کہ مہدی گنج کی طرف تھا اوسکے اڑ وحام کرنکے بیلدارون کو حکم دیا کہ برج مذکور کی بنیاد کو کاواک کرین نوبن روز تین چار بیلدار برج کے نیچے کام کر رہے تھے یکایک وہ برج نیچے کو دہسا ایک مزدور نے تو بہاگ کر جان بچائی باقی دو تین نفر زمین دوز ہو گئے البتہ اوسپر راہ جانے کی ہو گئی محمد قلی خان کے لوگون نے ہجوم کرکے یورش کیا محصورین نے بہی پایداری کی چکیا اور سبوچہ بارود مین آگ دیکر مارنے لگے اور اوسکے پہلو کے برج سے بندوق کی گولیان اوسے برستی تہین اکثر اونمین سے ثلث یا نصف دیوار تک پہونچین بعض سوختہ بارود اور بعض گولی سے مجروح ہوکر نیچے گرے اوپر آنے کی تاب نہ پائی اور باہین برج مین بہی جمع کثیر صدمہ بندوق سے مجروح و مقتول ہوئے کہتے ہین کہ دو سو آدمی سے زیادہ اس آگ سے جل بہن گئے اور شمع مراد روشن نہوئی تاکہ شام کی تاریکی ہوئی لوگ اس اوہا و بند سے تہکہ آسودہ ہوئے اوسکی صبح کو بسبب بعض سوال و جواب کے محمد قلی خان کو شاہزادہ سے ملال ہوا اوسنے اپنی فوج کو پائین حصار سے حکم مراجعت دیا اور خود بازم مراجعت ہوا شاہزادہ نے اوسکے خیمہ مین جاکر معذرت کی اور اوسکے بہئیر و بنگاہ کو جو آگے کو نکل گئی تہی واپس کرایا اور دوسرے اوسکو محاصرہ کی ترغیب کی چونکہ اس جہگڑہ مین متوقف ہو گیا تھا یورش کی نوبت نہ پہونچی لوگون کو جا بجا سے معینہ کے حفاظت پر معین کرکے یورش دوسرے روز پر موقوف رکہی صبح ہوتے وہی ماجرا شروع ہوا راجہ رام نراین کو مع حارسان قلعہ کے ایسا اضطراب ہوا کہ نزدیک تھا مفرور ہون اسی اثنا مین محمد قلی خان کو آخر روز کو خبر ملی کہ لشکر مشرقی نزدیک آپہونچا اور نیز پیشتر اسکے معلوم ہو گیا تھا کہ قلعہ الہ آباد کو شجاع الدولہ نے براہ دغا اسکے قلعدار سے چہین لیا اور خود قابض و متصرف ہو بیٹہا ان دونون جہوٹی خبرون کے سننے سے محمد قلی خان کا

کسی سے کوئی امر مشاہدہ نہوا ہر چند ہمنے چاہا کہ دولتمندان مشہور مانند شجاع الدولہ اور عماد الملک
وغیرہ کو ارادہ بندوبست بنگالہ اور حوصلہ جنگ انگلشیہ ہو مگر کسیکو توجہ نہوئی اور حسن و خوبی وغیرہ
اسکی کچھہ نہ دریافت کی القصہ جب وہ نکل گیا بادشاہزادہ اور محمد قلی خان اور بندہ بھی والد مرحوم
کیساتھہ تھا لیکن ایسے سرداروں کی رفاقت سے نہایت نادم تھے جس گھڑی میں ہم تھے
وہین آ اوترا دونون سرداران نے عقل کی شکایت کرکے بندہ سے مشورہ طلب کیا کہ اب
کیا کرنا چاہیئے بندہ نے عرض کیا کہ شاہجہان آباد کو بسبب عماد الملک کے نہین جاسکتے ہو
اور شاہزادہ کو یہ مقدور نہین کہ مع عیال و اطفال اور دیگر متوسلان کے آپکی خبر گیری کرسکے
اور شجاع الدولہ کو آپکے مزاج سے اختلاط نہین اور ہم لوگون کی صحبت ارباب مشرق
سے بسبب آپکی رفاقت کے جو شاہزادہ کے ہمراہ ہوئے برہم ہوگئی بندہ کے زعم مین ایک
تدبیر ہے اگرچہ اوسکا تحمل آپ پر گران ہوگا اور وہ یہ ہے کہ اس صوبہ کا عمدہ زمیندار پہلوان سنگھہ
ہے اور راجہ رام نراین اور مرلی دہر سے عجب ربط رکہتا ہے اور صاحب دولت اسقدر ہے
جسکا حساب نہین ہوسکتا اور کسیقدر فوج بہی اوسکے پاس ہے اسوقت مین اوس سے
موافق ہونا چاہیئے البتہ اوس سے کچھہ کام ہوگا درصورت اوسکی موافقت کے جبتک آپکو
کچھہ کام نہوگا وہ اپنے حق مین روادار نہوگا اس تدبیر سے ممکن ہے کہ محالات جاگیر ہاتھہ لگین
اور بسر اوقات کو گوشہ ملے بعد تامل کے فرمایا فی الواقع اگرچہ یہ تجویز اور امر مجہکو نہایت گران
اور ناگوار ہے لیکن اسی تدبیر مین چارہ کار ہے لہذا والد نے کوچ کرکے دریاچہ درگاوتی پر
باتفاق پہلوان سنگہ کے خیمہ کیا پہلوان سنگہ نے ملاقات کو آکر بکمال فروتنی مافی الضمیر
دریافت کیا اور بعد اطلاع حال بجا آوری کو سعادت سمجھا اسی اثنا مین یہ داعیہ رکہتا تھا کہ
اگر شاہزادہ میرن سے مقابلہ کو مصمم ہوا اور موشیر لاس کو بہی لوٹا لادے مبلغ کثیر سرانجام
سپاہ اور دیگر ضروریات مین خرچ کرکے اعانت شاہزادہ کی کریگا چنانچہ بندہ نے جاکر
یہ پیغام دیے مگر موشیر لاس اور شاہزادہ نے اوسکی پیشکش زمینداری پر نظر کرکے
اعتماد نکیا آخر بضرورت یہ صلاح ہوئی کہ اگر شاہزادہ موہین آیا ایک خط کرنیل کالیوٹ کو
بوجوہات معقول بنابر اپنے واپسی کے لکہے تاکہ کسیقدر اس خفت سے جو باعث برگشتگی
کی ہوئی ہے کم ہوجائے شاہزادہ نے نوبت خان کو مع مہر اور اپنے منشی کے بہیجدیا
تاکہ مسودہ کرکے جو مضمون مناسب جانے لکھکر روانہ کرے جب کسی نے خاطر خواہ لکہا

والد نے بندہ سے ارشاد کیا کہ اگر کچھ تیرے دل میں آئے لکھ لہذا جو کچھ طبیعت نے
قبول کیا زبان قلم کے حوالہ کیا لوگوں کو پسند ہوا وہی مسودہ حسب منشا لطف خان
ہو کر بعد دستخط شاہزادہ کے کرنیل کایلٹ کو پہونچا یا آپ پر بنا بر انتظام کیقدر
حال محمد قلیخان اور شاہزادہ اور موسیو لاس اور باہر بنگال لانا اسکے ناموس
کا ہزار ہا جستجو سے اوس مخمصہ پر ہراس سے بحرمت و عزت تمام ملکر
احوال ورود میرن اور فوج انگلشیہ کا مع احوال رام نراین پرگنہ سہسرام اور
چین پور میں اور بخوبی انفصال کرنا معاملہ والد ماجد اور پہلوان سنگھ وغیرہ کا
اور غارت گری لشکر محمد قلیخان کی راجہ بینی بہادر اور راجہ بلونت سنگھ کی کاوش
سے اور دیگر حال ابتری تحریر ہونگے

ذکر بے نکالے جانے شاہزادہ اور موسیو لاس کا چھترپور بوندیلکھنڈ کو اور آشفتگی محمد قلیخان کی اور اوسکے لشکر کی غارت گری راجہ بینی بہادر اور راجہ بلونت سنگھ کے ہاتھ سے

جب شجاع الدولہ ولد صفدر جنگ نے محمد قلیخان اور شہزادہ کی مراجعت کی خبر سنی
حاصل کرنے مقصد کے اور عدم حصول مدعا سے کمال نامردی سے مروت اور
ایمان چھوڑکر راجہ بینی بہادر اپنے نایب اور راجہ بلونت سنگھ زمیندار بنارس کو حکم دیا کہ متفق
ہوکر محمد قلیخان کے روبرو جاو اور ایسا کچھ بندوبست کرو اور اوس حسن تدبیر سے پیش آو کہ اوسکو
الہ آباد نہ آنے دو جسطرح ہو اپنے قابو میں کرو راجہ ہاے مذکور حسب الحکم متفق
ہوکر مقابل بنارس دریاے گنگا کے کنارے سے رام نگر سے دو کوس پیشتر جو کہ بلونت سنگھ
کا آباد کیا ہوا اور اوسکا موطن قدیم تھا وہاں پر جاکے خیمہ زن ہوے اور
توپیں مقابل لشکر محمد قلی خان لگا کر مستعد مزاحمت ہوے شاہزادہ اور موسیو لاس
کو پیغام دیا کہ ہمیں آپ سے کچھ کام نہیں جدہر عزم ہو چلے جائیے مگر محمد قلیخان کو
مجال حرکت نہ دیوینگے کہ اپنی جگہ سے ایک قدم آگے بڑھاوے شاہزادہ نے اپنا
نکلنا ایسے بلا سے ناگہانی اور مخمصہ آسمانی سے غنیمت سمجھا موسیو لاس کو اپنا رفیق

بناکر مرزا پور رہوتے بوندیلکہنڈ کی بعزم اقامت چہترپور کے لئے راہ لی اور محمد قلیخان
سید راجی کی سرا سے کسیقدر فاصلہ پر لشکر رکھتا تھا جو کوئی اوسکے لشکر یا لکہ عظیم آباد
کے طرف سے آگے کو قدم بڑہاتے زمیدارون اطراف بلوند سنگہ کے شکار
ہوجاتے تھے خان ولد زکریاخان شاہزادہ کے لشکر سے جدا ہوکر چند روز بلوند سنگہ
کی اجازت سے مرزا پور مین مقیم رہکر شاہجہان آباد چلا گیا محمد قلی خان مع لشکر کے
اسیر دام تحیر ہوا سوال وجواب جا بجا پوچہی مین بسر کرتا تھا اور دفع الوقتی سے اپنا کام
نکالتا تھا اور امیدوار تہا کہ شاید پھر دوبارہ خداوند کریم سے تائید
نمودار ہوجائے اکثر ہمراہیون نے جو صاحب جرائت تہے صلاح جنگ
بینی بہادر اور بلونت سنگہ کی دی اور فی الواقع یہی بہتر تہا کیونکہ جو کچھ مقدر
مین ہوتا عزت وناموس سے ہوتا مگر بدحواسی نے اس حواس باختہ
کو جرات نہ دی بندہ مع والد کے ہمراہ پہلوان سنگہ کے ناموس کے
جانب سے دلجمع ہوکر بدین سبب کہ اوسکے ہمراہ تہے اور بنارس مین
لے جانے کا ارادہ رکھتا تھا سید علی خان کو بھی ہمراہ لیکر کرم ناسہ آیا
سنا کہ غالب علی خان برادر حقیقی بندہ دو روز قبل اسکے مع اپنی بی بی اور
خوشدامن کے بالخیر بنارس پہونچا اور اب گہاٹ مین کشتیان نہین ہین راجہ بلوند کے
حکم سے سب کشتیان کہینچکر رام نگر کے نیچے جہان اوسکا مکان ہے جمع ہوے ہین کوئی
بھی اگر ادہر سے جاتا ہے بلوند سنگہ کے لوگ اوسکو غارت کرتے ہین لاچار واپس
ہوا اور اپنا حفظ وحمایت تقدیر کو تفویض کیا اور موافق ظاہر تدبیر کے
ایک خط پہلوان سنگہ سے بنام بلوند سنگہ کے لکہا بہیجا تاکہ میرے ناموس کی نکلجانے
مین اعانت اور راہداری کرے جاے مناسب مین بآرام تمام فروکش کردے
اور والد بندہ نے بھی اسی مضمون کا ایک خط بنام راجہ مذکور تحریر کیا پس بندہ مع اپنے
ملازمین راجہ پہلوان سنگہ کے مع ناموس اور سید علی خان کے چین پور کے راہ سے
جو دامن جنگل اور پہاڑ کا ہے راہی ہوا اور نقی علیخان والد کے ہمراہ ہوا اثنائے
راہ مین بلوند سنگہ کا نوشتہ مشعر عدم روک ٹوک اور بجالانے خدمت اور لوازمہ ضیافت
اور حفاظت کے بنام عملہ مع دو نفر ملازمین کے پہونچا بندہ جب مرزا پور کے نزدیک آیا

پہونچا تھا باوجود ہمراہ ہونے نوشتہ اور ملازمین بلوند سنگہ کے برق انداز
موجود ہوکر مزاحم ہوے بندہ نے آدمی بہیجکر بلوند سنگہ کو اطلاع دی کہ آپ نے
براہ عنایت پروانہ راہداری مجکو مرحمت کیا اب یہہ نگہبانان طرق مزاحم ہوتی
ہین براہ الطاف حکم بہیجئے کہ مزاحمت سے دست کوتاہ کرین چنانچہ
بلوند سنگہ نے بمجرد اطلاع اپنے چوبدارون کو بہیجا چوبدارون نے اگر مزاحمون
کو ممانعت کی اور بندہ کو مرزاپور مین مکان مناسب پر قیام کرایا رات
کو اوس مکان مین رہے صبح کو ایسی فضل و اعانت حافظ حقیقی کی ہولی کہ
اوسکے عملہ کے لوگ کشتی لائے اور ہملوگون کو گنگا سے اوتار کر بنارس پہونچایا
شکر خدا کہ چند مہینے تک اس شہر بنارس مین حضرت شیخ محمد علی حزین کی برکت
صحبت مین کہ پہلے اونکا ذکر آچکا ہے مشرف رہا اور نیز اپنے خالوے معظم سید
محمد علیخان بہادر شجاع جنگ کی قدمبوسی سے سعادت اندوز ہوا اسی اثنا مین
بیرم خان ولد بیرم خان مرحوم نواسہ نواب روح اللہ خان بخشی الممالک اورنگ زیب
تھے جس طرح سے ہوسکا محمد قلیخان کے لشکر سے بنارس مین آیا اور وہان پر سکونت کی
جہان کہ اوسکے عیال و اطفال بھی مقیم تھے بعد چند روز کے سنا گیا کہ محمد قلیخان نے
چند ہمراہیون سے شجاع الدولہ کے حضور مین جانے کو مزاحمون سے اجازت
مانگی اور اونہون نے شجاع الدولہ سے اجازت لیکر رخصت دی اوس احمق نے
بامید صلہ رحمی اور فریب بنی اعمامی کے بارہ سوار اور چند خواص خدمتگار سے
عبور گنگا کر کے شجاع الدولہ کے پاس روانہ ہوا اور یہہ سمجہا تھا کہ بروقت مقابل
اور مشافہہ یہہ سب رنجش خاطر اور کبیدگی دلی برطرف ہو جاویگی یہہ جو کچہ فوت
ہوتا ہے دراندازی مفسدان خانہ برانداز سے ہے اور ادہر سے حکم ہو چکا تھا کہ جب
وہ روانہ ہوا اور چند روز گذرین اوسکے لشکر کو غارت کر کے سب مال و اسباب
ضبطی مین لاوین اور منتظر تجدید حکم ثانی نہ ہین اسی حکم کو حکم قطعی سمجہین اور
جبکہ اوسوقت دو تین روز اوسکے کوچ کو گذرے ہون گے دونو سردار یعنی بینی بہادر
اور راجہ بلوند سنگہ سوار ہوکر لشکر کی غارتگری اور ضبطی مال کے قاصد ہوے جزع
و فزع محشر کے آثار لشکر مین پیدا ہوے ایک خلق کثیر عجیب بلا مین مبتلا ہوئی

اکثر لشکری بے آبرو ہوے اور مال و اسباب تاراج ہوا چند سپاہی نام و نشان
بسبب قرابت داری اور خویشی دونو راجہ مذکور کے رات کو اس لشکر مین چھپکر
محفوظ رہے ہین اور بہت لوگون کو ایک سید قوم بارہہ جامہ دار لشکر بینی بہادر نے
جان و مال سے بچایا چنانچہ تمام آدمیون سے فقط زین العابدین خان نامی جو آخر کار
شاہ عالم کا وزیر ہوا تھا اور نام آوری بہت کی تھی انجام کار جنگ عظیم آباد مین قلعہ پر
یورش کر کے راہی سفر آخرت ہوا ذکر اوسکا بعونہ تعالے موقع پر ہوگا جو اسکی ذات مین رفقا
پروری اور مردم شناسی بہت تھی اور ہر ایک شریف سے براہ نیکی و خیر اندیشی پیش آتا تھا اسوقت
مین بھی یہی باتین اوسکے کام آئین کہ اپنے استقلال و شجاعت سے اوس معرکہ
سے معزز و مکرم اور صحیح و سالم نکلا تفصیل اسکی یہہ ہے کہ یہ سردار مذکور امرای
ایران مین سے ہے قبل رفاقت محمد قلیخان کے صوبہ اودہ مین صفدر جنگ اور
شجاع الدولہ کی رفاقت سے باعزت و احتشام رہا اکثر محالات صوبہ مذکورہ مین
حکومت رکھتا تھا اور اپنی اصالت نسب اور جلالت حسب سے ہر ایک کا دل
خوش کیا کرتا اور یگانہ و بیگانہ سے مراعات و تعظیم و تواضع سے پیش آتا اور
ہمیشہ اسکے دریاے جود و عطا کو روانی تھی اور بحر نوال اوسکا موج زن رہتا تھا کشت امیدواری
کی اوسکی آب پاشی سخاوت سے سرسبز و شاداب رہتی تھی رفقا اور غیر رفقا
جو کوئی اسکے خدمت مین پہونچتا حصول مدعا سے محروم نہوتا خانمذکور نے اس سانحہ
مین بمقتضاے عزت اور شجاعت کے جب لشکر کا حال اوسطرح پر دیکھا چند ملازمین
ہمراہی سے کمانون کے توڑے جو پیڑون مین پہونچکر دیوارون پر چڑھ گیا اور تیر و تفنگ
تیغ و شمشیر جو ہاتھ لگا درست کر کے مستعد جنگ ہوا اور کہتا تھا کہ جو کوئی استقامت پر
میرے روبرو آوے گا اور مجھسے تعرض کرے گا اوس سے بے شک لڑونگا کہ باآبرو
تو مرونگا اور یا باعزت جان دونگا کہ ان سب مین ہمیشہ بہ آبرو گذری ہے اب اس بے
توقیری اور بے عزتی سے مرنا اچھا نہین ہے اگر کوئی مجھسے مزاحم نہوگا مجھے بھی تعرض نہین ہے اور
جب یہ خبر بلونت سنگھ کی فوج مین پہونچی بعض شخصون کے معلوم ہوا کہ فلان شخص ہے جو ایسا ارادہ
رکھتا ہے چونکہ ملازمین بلونت سنگھ کے اکثر نمک پروردہ اسکے تھے اور بعض رفقا سے بینی بہادر
کے بھی اسیطور کے تھے باہم متفق ہوکر اپنے ولی نعمت سے اطلاع دیکر عرض کیا

کہ زین العابدین خان بہادر بپاس آبرو و ناموس نفر سے فلا سے نے خرابہ مین گھر آباد کی
جانفشانی سے ہے اور ہم لوگ اوسکے ممنون احسان اور نمک پروردہ ہین لہذا اوسکی
عزت و آبرو کے شریک ہین اگر حکم ہو تو جا کر اوسکو بالعزت و احترام لاوین دونون راجاؤن
نے لاچار ہوکر التماس اونکا قبول کیا اور کہا کہ اچھا جاؤ اور جو اوسکی مرضی ہو تعمیل کرو کیونکہ
دونون راجہ بخوبی سمجھے تھے کہ جو اسوقت ہم اس فوج کا کہنا نہ سنین گے
بلا تامل یہ سب شریک زین العابدین خان ہو جائین گے اور انجام کار
تدارک اسکا مشکل ہوگا اور یہ شخص مرد بہادر اپنی جان سے مفت جائیگا
لہذا درگذرنا اس خیال سے بہتر ہے جماعۂ مذکور کہ جم غفیر تھے دوڑ
اوسکے اکثر سردار اور ہمراہی دور سے پیادہ ہوکر مودب سلام اور
کورنش بجا لائے اور آگے بڑھکر مافی الضمیر عرض کیے زین العابدین خان
نے اونکے حسن وفا سے آفرین کی اور شکر الٰہی بجا لاکر مع رفقا سے
حاضرین کے سوار ہوکر بکمال عزت و احترام لشکر بلوند مین داخل ہوا
اور بعد انطفائے نائرہ غارتگری کے بنارس مین آکر منزل گزین ہوا ارباب ہوش
کو چاہیے کہ اس حکایت کو گوش ہوش سے سنکر حسن وفا کو خیال فرماوین
اور خصال پسندیدہ اور اخلاق حمیدہ اپنا شیوہ کرین اور یہ سمجھین کہ صفت مذکور
موجب حیات ابدی ہے ۔ اور یہ دنیا ایک دم مین خواب و خیال ہو جاتی ہے الغرض
محمد قلی خان شجاع الدولہ کے پاس پہونچکر مقید ہوا باقی حال جو کچھ اوسکا معلوم ہوا انشاء اللہ
شجاع الدولہ کے احوال مین تحریر ہوگا ۔ فاعتبروا یا اولی الابصار مقام غور ہے ای صاحبان
بینائی قدرت ایزدی دیکھنا چاہیے کہ جسکو چاہتا ہے عزت دیتا ہے اور جسکو چاہتا ہے ذ
ذلت دیتا ہے کہ زین العابدین خان کیا کیا حقیقت تھی کہ اون آدمیون سے آمادۂ رزم اسقدر
فوج کثیر کا ہوتا مگر یہ سب باتین اسکی نیک نیتی اور حسن سلوک کی باعث سے تھین جو کہ ہر ایک کس و ناکس کے
ساتھ برتتا تھا پس ایسا ہی کرنا ہر فرد و بشر کو چاہیے نہ کہ رعایا و برایا کو وقت حکومت کے
آزار دینا اللہ تعالے ایسی باتین ناپسند رکھتا ہے اور بہت جلد اوس شخص کی بیخ شجر
حکومت کو کاٹ ڈالتا ہے بموجب شعر بہت ڈر آہ مظلومون سے بہنگام دعا ظالم
کہ آتی ہے در حق سے اجابت پیشوائی کی ۔

ذکر ہے پہونچنے میرن کا عظیم آباد مین اور نکلنا راجہ رام نراین کا باتفاق کرنیل کلیف بہادر ثابت جنگ کی مدا بحجہ تہم نمائی پلوان سنگہ کو

میر محمد جعفر خان اور میرن فرزند کلان اوسکے نے سنا کہ راجہ رام نراین اور محمد قلیخان شہزادہ سے مشرف ملازمت ہوے اول یہ دونو اندیشناک ہو کر جماعہ انگلشی سے رجوع لاے اور کرنل کلیف بہادر کو بسماجت طلب کیا بعد اونکے آنے کے شور ہبر آنے فوج کا ہوا جماعۂ انگلشی کو رؤساء ہندوستانی کا کل حال تو معلوم تہا شہزادگی کے نام ونشان اور آبرو اور حرمت و عزت سنکر ارادہ رزم سے پہلو تہی کی جب دوبارہ برہمی معاملہ اور رام نراین کی محصوری آور شاہزادہ و محمد قلیخان کا حصار پٹنہ گہیر لینا دریافت ہوا میرن اور کرنیل کلیف دونو باتفاق با فوج انبوہ مرشدآباد سے نہضت فرما ہوے اثناے راہ مین خادم حسن خان ہمرکہ میرن کو بسبب گمان خلش خاطر و رنجیدگی دل صفائی نہ تھی یہہ خیال کرتا تہا کہ مبادا اس مقدمہ مین وہ بھی خار راہ نہو مصرعہ کہ ہوتی ہے دلکو بہت دل سے راہ + عین راہ مین مقابل پورنیہ پہنچنے کے مقام پر مقیم ہو کر قصد کیا کہ اوسے اپنے زیر قابو کر لے اس ارادہ میرن نے شہرت پکڑی خادم حسن خان بڑا چالاک مرد عیار تہا اور میرن کی طرف سے اندیشہ رکہتا تہا پیشتر تمام جہت فوج و اسباب لیکر کمک دہی کا اشتہار دیکر پورنیہ سے نکلا اور لب دریاے گنگ واقعہ گنڈہ گو لہ پر متوقف ہوا اور کرنیل کلیف کے پاس نامہ و پیغام ہونے لگا آخر کار ایسا ہوا کہ کرنیل مذکور نے میرن کو لڑنے بہڑنے سے منع کیا اور انکے سر لیے عہد و پیمان ہوگئے ۔ خادم حسن خان نے اپنا اندیشہ ظاہر کر کے میرن کے لشکر مین آنے سے معذرت خواہ ہوا اور یہہ تصور کیا کہ میرن کے قول و فعل کا کچہ اعتبار نہین ہے اور بظاہر صاحب لوگ بہی اوس کا پاس خاطر کرتے ہین پس اس صورت مین دیدہ و دانستہ آپ کو خود دام بلا مین پہنسانا ہے مقتضاے عقل دور اندیش یہہ طور ہے کہ کوئی تدبیر ایسی ہو کہ اب آبرو جان کی مخلصی اور رستگاری ہو جاے غرض یہہ سمجہکر عرض کیا کہ اگر آپ بجرہ پر سوار ہو کر نصف گنگا مین آوین

تو بندہ بھی ادہر سے بجرے پر سوار ہو کر وہین آکر ملاقات کرے تا کہ
سر نو عہد پیمان بالمشافہہ بسوگند ہو جاوین اور پھر باطمینان تمام
خدمت والا مین زندگی چند روزہ بسر کرین اور کوئی اندیشہ اور پریشانی دل اور خلجان
اور تشویش خاطر باقی نہ رہے اور یہہ اطمینان باعث تسکین اور سبب
تشفی اس مسکین کا ہو جائے اور ہر چند یہہ امر خلاف راے میرن کے
تھا مگر کرنل صاحب نے پسند فرمایا آخر حسب معہود میرن اور خادم حسن خان
کی ملاقات ہوئی طرفین سے عہد و پیمان پھر مضبوط ہوے از سر نو بحسن
وساطت کرنل صاحب میرن مع کرنل کلیفٹ بہادر کے عازم عظیم آباد ہوا جب
محمد قلیخان نے خبر قربت لشکر پائی اولٹے پاؤن پھرا اور اپنی راہ لی اور جسوقت
یہہ لوگ عظیم آباد کے متصل پہونچے رام نراین نے مع ارکان دولت کے
بڑی تعظیم و تواضع اور نہایت تکریم و عظمت سے استقبال کیا واللہ اعلم
کس طرز سے ملاقات کی کہ باوجود ملاقات محمد قلیخان کے پیشتر سے زیادہ مورد
الطاف بے پایان صاحب بہادر اور شاہزادہ کا ہوا اول سے رام نراین نے
بندہ کو اپنے کام کے واسطے بہ ہزار منت و سماجت و تملق و چاپلوسی شاہزادہ
کے پاس بھیجا اور خود بھی گیا حاضر ہو کر فیضیاب خدمت ہوا تھا اور ارادہ
توسل کا اوسکے ساتھہ کیا بعد ازان جب اوسکی ملاقات کو گیا اور وہان جا کر کچھہ دلین
سمجھا اور اپنے آنے کو بھی سہل اور آسان جانا اور اپنے دلمین ارا سے حمرلی دہر
کو غالب پایا اس امر کا الزام بندہ کے جانب لگایا اور دفعتاً بدگمان ہو کر زبان شکایت
ہر ایک کے روبرو کہولی اور جو جو دل مین آیا وہ ہرزہ درائی آغاز رکہی جب یہہ حال
بندہ کے ساتہ اوسکا پہونچا اور بندہ نے دیکہا کہ پاے رفتن نہ راے ماندن
ہے براہ مشورہ عقل دور اندیش چند روز جسطرح مناسب جانا بسر کی ہر ایک کے
روبرو یون کہتا اور میرا ذکر کرتا کہ اسے صاحب عجب دنیا اور زمانہ ہے فلانے غلام حسین خان
سے کیا بدی کی تھی کہ انھون نے میری رفاقت ترک کی اور میرے احسان اور
نیکیان فراموش کر کے باپ سے ملحق ہوے الغرض ایسی ایسی طلاقت لسانی اور زبان درازی
سے اور اسطرح کی اور ایسی بیہودہ باتہ بیان کر کے اپنی نیکنامی مین ساعی ہوا اور ہر ایک کے روبرو نیکنام بنا

متعجب ہے صاحبان انگلشی سے کہ باوجود اوسکی ملاقات کرنے کے اور شناخت اطوار و
اوضاع دشمنی ہے اور اوسکی سخن سازیون سے پھر ایسے شخص کو اپنا دوست سمجھا ہو سچ
ہے صاحب زر کے عیب دنیا مین چھپ جاتے ہین اور اچھا تو اچھا ہی ہے کیسا ہی برا ہو
کچھ زبان پر نہین لاتے کیا خوب کہا ہی شعر اے زر تو خدائی ولیکن بخدا + ستار عیوب و قاضی
الحاجاتی ترجمہ شعر ہذا محتشی اکبرنامہ ہی سے ۱ے زر خدا نہین ہے تو لیکن قسم بحق + تو عیب کو چھپاتا ہے
حاجت روا بھی ہے + بہرصورت میرن اور کرنیل نے چند روز شہر مین مقیم ہوکر حسب آرزو
رام نراین کے پہلوان سنگہ پر چڑہائی کی پہلوان سنگہ نے دامن کوہ مین مامن بناکر دو تین روز
جنگ کی تشویش مین رہا اور بہت تدبیرین تصور مین لایا اور بہت سا کہ عقل کو معاملہ جنگ
و صلح مین دوڑایا ولکن کچھ سود نہوا منہہ کی کہا کر رہگیا اور صلح کا خواستگار ہوا اخرش گفتگوے
صلح درپیش ہوئی اور میرن کو راجہ رام نراین نے کچھ دل مین سوچ کے عظیم آباد واپس کیا
تاکہ شہر مین جاکر عیش و عشرت اوڑاے اور عرض کیا کہ آپ بکمال راحت بسر کیجیے اور
اسطرحکی تکلیف مین گذر کرنا کیا ضرورت ہے شہر کو تشریف لیجاسئے انشا اللہ تعالے
عنقریب بندہ مع کرنیل کلیفن کے پہلوان سنگہ کا معاملہ فیصلہ کرکے حاضر خدمت حضوری
ہوتا ہے میرن تو اس امر کا آرزومند ہی تہا اور بسبب کم حوصلگی اور پستی فطرتی کے ایسے
کامون کا منتظر اور مشتاق رہتا تہا اور صلاح عام اور رفاہ خاص اس لیے بد باطن سے مفقود
تہی فوراً واپس شہر ہوا اور رام نراین نے مع کرنیل کلیفن ثابت جنگ بہادر کے موافق
وادید وقت اور حسب موقع و وضع معاملہ پہلوان سنگہ کو فیصلہ کیا پہلوان سنگہ نے
اول والد مرحوم کے کام کو درست کیا اور ایسا باخود بامشورہ و صلاح مین مقرر
ہوا کہ والد اپنے محالات جاگیر مین بکامدل بے مزاحمت اور بغیر تردد مقیم ہون
کہ کوئی کسی طرح پر براہ تعرض اور ممانعت اور مدافعت پیش نہ آوے
بلکہ بہرطور انکی اطاعت کرنا چاہیے الحمد للہ کہ تمناے دلی برآئی اور شاہزادہ کا خط
بہی کرنل کو پہونچکر موثر ہوا رام نراین اوس خط و کتابت سے نہایت خوشنود
اور متانت کلام سے بنہایت محظوظ ہوا صاحبان انگلشی نے بہی بعد ملاحظہ اوس
پرچہ کے آفرین فرمائی چنانچہ بعد مدت دراز کے جب بندہ کو اصحاب انگلشی
سے ملاقات ہوئی پس جو حق تحسین و آفرین تہا بہت بہت فرماتے رہے

سکتے سنے کہ جس بختی کے خط شاہزادہ کے طرف سے تھاری نام تھا لایق مع وثنا ہے اوسوقت بندہ نے
ظاہر کیا کہ اونکا حضور بندہ سے نہایت مہربانی کی اور انبالہ گورنر عماد الدولہ مستر ہنٹنگ جادر جلادت جنگ
بندہ کے مسودات کی تعریف کیا کرتا ہے اور جواب خط شاہزادہ کا لکھکر یہ یاد نہیں کہ کئی ہزار اشرفی نذرانہ کے
ساتھہ روانہ کیا والا جناب مع نقی علیخان کے اپنے محالات جاگیر میں آرام پذیر ہوا اور پہلوان سنگہ بہی اپنی جاگیر
روانہ ہوا اور رام نراین مع کرنیل کلیف کے عظیم آباد پہونچا اور استحکام ہی میرن میں مصروف ہوا

میرن کی مراجعت مع ایک کرنیل کلیف کے مرشد آباد کو اور دلیر خان اور اصالت خان سے دغا کرنا

جب اسطرف سے میرن کی خاطر جمع ہوئی ارادہ مراجعت مرشد آباد فرمایا لیکن اصالت خان
اور دلیر خان وغیرہ فرزندان عمر خان کو بسبب سطوت اور شجاعت انکے اور باوصف مرافقت
اور وفاداری کے نہیں چاہتا تھا کہ اس دیار میں رہیں کیونکہ ہنگامہ آمد شاہزادہ کا موجب اونکی
خوشامد کا ہے بہذا ہمراہ لیا باپ نے نصیحت کر دی تہی کہ بعد و جمعی تمام کے انہیں دفع کرنا ورنہ
یہ لوگ تمہیں پچہوڑینگے حال آنکہ اونہوں کو اوسکے اور اوسکے باپ کے ساتھہ ارادہ بد نتہا
بلکہ ابتدائی عروج مہابت جنگ کی ہمیشہ ناصر اور مددگار میر جعفر خان کے رہے ہیں اور
اسی سبب سے سراج الدولہ نے بدہو کر عمر خان اور دلیر خان اور دیگران کو برطرف کر دیا
اور ایک سال تک عظیم آباد میں حیران رہکر تنخواہ طلب کی تہا جسوقت بندہ بتقریب مذکورہ لشکر شاہزادہ
میں گیا اور دیکہا کہ اب اس لشکر کی رفاقت بارگران ہوئی ایکقطعہ خط دلیر خان کو جو میرا نہایت آشنا
بلکہ دستار بدل تہا لکہا اور اوسمیں ترغیب رفاقت شاہزادہ کی تحریر کی اور نیز التماس حفاظت
ناموس کیا در جواب تحریر فرمایا کہ فقیر کی طرف سے مطمئن رہیئے اور جو رفاقت شاہزادہ کے بارے میں
لکہا ہے اوس بارہ میں معلوم ہو کہ جب تک ایک آدمی بہی میر جعفر خان کے ساتھہ رہیگا بندہ رہیگا
خدا سے دعا کیجیے کہ جسکی رفاقت میں رہوں تا بہ قدم رہوں القصہ میرن بموجب نصیحت پدر اور
نیز اپنی دانائی کی رام نراین کی پہونچنے تک دلیر خان سے گرم صحبت رہا اور وعدہ تنخواہ کا منحصر
آنے رام نراین کی تہا جب رام نراین آیا اور خود مرشد آباد کا عازم ہوا رام نراین سے کہا کہ مردم معتمد
دلیر خان کی دروازہ پر مقرر کریئے اور کہدیجیے کہ دروازہ بند فقط کہڑکی کشادہ رہے اور کوٹھی کے دروازہ پر
انگریزی پہرہ ہو تا دلیر خان اندر نہ آنے پاوے اور خود کشتی پر سوار ہو کر مرشد آباد کو راہی ہوا دلیر خان
مشغول دریا میں بسواری کشتی عبور کر کے سطے مسافت کی دلیر خان نہایت عاجز ہوا کہ کیا کرے اور

رام نراین سے بے تقصیری اپنی سے مقدمہ تنخواہ مین معذرت کی اور عرض کیا کہ کسیطرح میرا آپکا
رہنا شہر مین مناسب نہین اور اوسنے بھی دیکھا کہ بیفائدہ ہے مع برادران و رفقا کے لکہنو کیطرف
روانہ ہوا فتح سنگہ اور بنیاد سنگہ وغیرہ اولاد و اقارب راجہ سندر سنگہ نے اسکا جانا مغتنم جانا
اپنے حسب مقدور روزمرہ خرچ مقرر کردیا بعد چند سے فتح سنگہ اپنے کامون کی مضبوطی کرکے
میرن کے پاس مرشدآباد گیا میرن مرشدآباد مین اور رام نراین عظیم آباد مین بکام و آرام بسر کرتے تھے
اور میر محمد جعفر خان بنابر دو فرزندیکہ راجمحل تک یا چند کوس زیادہ مرشدآباد و بنگالہ سے برآمد ہوا تھا بعد سننے خبر فتح خوش ہوا
اور صداقت محمد خان پسر آغا باقر زمیندار ڈہاکہ سے ناحق بدگمان ہوکر بیچارہ کو دم توپ اوڑا دیا گویا وغیرہ عقبی کا
اس حرکت بیجا سے اپنی واسطے حاصل کیا دلیر خان اور کامگار خان نمین زمیندار ترہٹ شمالی کا بھی اون سلوک کا
سے جو بروقت ورود عظیم آباد کے رام نراین کے اشارہ سے میر محمد جعفر خان نے کرکے اوسکو مقید کیا
تھا نہایت ناراض تھا باہم دونون نے متفق ہوکر شاہزادہ کو عرایض لکھے کہ ادہر کو متوجہ ہو شاہزادہ
مع رفقا کے بسبب عدم سکونت و مسکن چہتر پور سے عازم عظیم آباد ہوا بندہ قبل ازین بنارس سے
والد کی خدمت مین پہونچا تھا اور بسبب چند وجوہات کے وہان مقیم نہوکر ٹکاری آکر چند روز
دلیر خان کے پاس رہا جب اوسکی ارادہ سے آگاہی پائی اپنا رہنا وہان نامناسب سمجھا
کیونکہ شاہزادہ کی رفاقت بندہ کو منظور نہتی بمبالغہ تمام مرخص ہوا ناچار اوسنے جسقدر
اوسکو دسترس تھا میری تواضع کی بندہ بہار کو جہان چند روز پیشتر سے بہائی
سید علیخان مقیم تھا روانہ ہوا بہار مین پہونچکر بندہ مقیم ہی تھا کہ شاہزادہ کی آمد آمد کی
خبر گرم ہوئی اور کامگار خان مع فوج کے متصل بہار پہونچکر پیشتر کو عازم ہوا اس سبب سے
کہ بروقت ورود شاہزادہ کے ضرور ملاقات کرنا ہوگی اور پہر عظیم آباد مین پہونچنا
دشوار ہوگا بندہ نے عظیم آباد جانیکا عزم کیا لیکن رام نراین نے ناحق بندہ کو بدنام
کر رکھا تھا روادار میرے آنے کا نہوا اس لئے بندہ کا ورود شہر عظیم آباد مین
دشوار ہوا اتفاقاً انہین دنون مین حکیم غلام علی بسبب معالج ہونے اوسکے
والد کے رام نراین سے بلکہ اوسکا معتقد علیہ ہوا اور حکیم مذکور بندہ پر
نہایت شفیق تھا بندہ نے حکیم مذکور کی خدمت مین دو تین کلمے متضمن درخواست
اجازت آنے عظیم آباد کے تحریر کیے اور بعد اجازت مع سید علیخان کے
داخل شہر مذکور ہوا لیکن مرلیدہر اور بعض اوسکی مقربین مسلمین کو ناخوش معلوم ہوا

بندہ مسٹر امیٹ جو عظیم آباد کا بڑا صاحب تھا اور ڈاکٹر فلرٹن حکیم متعین کوٹھی عظیم آباد سے کہ طرف کونسل
کلکتہ سے متعین تھا آشنائی اور دوستی رکھتا تھا مخصوص ڈاکٹر سے زیادہ ملاقات تھی پس اونسے ملکر اپنا اجرا
اظہار کیا اونہون نے میری دلجمعی کی بلکہ ڈاکٹر نے فرمایا کہ میرے بنگلہ پر فروکش ہو بندہ بدلجمعی تمام ساکن عظیم آباد
ہوا اسی اثنا میں شاہزادہ کی آمد آمد رام نراین کو لشکر کی فراہمی کرنے لگا پہلوان سنگھ وغیرہ زمینداروں کو
طلب کرکے متفق کر لیا اور رحم خان روہیلہ جو قدیم مہابت جنگ کا نوکر تھا حسب الامر میر جعفر خان کے مرشد آباد سے
اسکی کمک پر آیا رام نراین نے اپنے برآمد ہونے کی ساعت منجمین و برہمنون سے دریافت کرکے مقرر کیا
اور پہاڑ کی طرف چار پانچ کوس پر جاکر خیمہ گاہ کیا قریب بارہ ہزار سوار و پیادہ اور توپ و بندوق اور جزائر اور
بان وغیرہ کے ہمراہ تھا اور اسکے علاوہ فوج انگلشی کپتان کاکرن وغیرہ کی سرداری سے مع چند سارجن اور سواران
ولایتی اور پیادہ تہری قواعددان کے کل ایکہزار سے کچھ مع بندوق چقماقی اور دو ضرب توپ اور پیٹی بارود
اور گولہ کی کمک پر آمادہ ہوئی

آنا شاہزادہ کا حدود عظیم آباد میں اور جلوس کرنا تخت عظمت پر اور رام نراین سے لڑکر فتحیاب ہونا

جب شاہزادہ دریاچہ کرمناسہ سے حدود عظیم آباد میں وارد ہی گذر رہے چند منزل پیشتر کو یہ خبر ملی کہ والد بزرگوار
عالمگیر ثانی اس تقریب سے مارے گئے کہ مرحوم عماد الملک نے بموجب مصلحت اپنی آقا کی ظاہر کیا کہ ایک فقیر صاحب کمال
و کرامت کوٹلہ فیروز شاہ میں وارد ہوا ہے باحال زیارت ہی بادشاہ نے اجل جو نزدیک تھی مہدی علیخان کشمیری ہمراہ اور
علی قلیخان کے ولایت سے سوار ہوکر کوٹلہ کو روانہ ہوا اور مہدی علیخان ہمراہ ہوکر جس حجرہ میں قاتلون کو
ٹہلایا تھا وہانتک گیا اور پردہ اولٹایا اور بادشاہ کے ہاتھ سے سیف لے لی جب بادشاہ حجرہ کے اندر گیا
باہر سے دروازہ بند کر لیا چند نفر قاتل نوالی زیر خم کارد اوسکو ہلاک کیا اور اوسکی نعش کو دروازہ مشرقی سے
دریا میں جسکا ریگستان اوسوقت خشک تھا ظہیر الدین مرزا بابر پسر انور الدین ڈالدیا اور برادرزادہ عالمگیر ثانی
نے جو ہمراہ گیا تھا تلوار کھینچکر دو ایک کو زخمی کیا مرحوم مہدی علیخان نے ہجوم کرکے قید کر لیا اور پالکی میں سوار کراکر
قلعہ سلیم گڈھ میں کہ مسکن سلاطین مقید کا تھا قید کر دیا اور محی السنہ بیٹی کام بخش کو لقب شاہجہان ثانی سے تخت نشین کیا
اور عالمگیر کی لاش کو لیجون قطعہ مقبرہ ہمایون میں دفن کیا شاہزادہ اس خبر سے مضطر ہوکر والدہ کے نام جو حسین آباد
اپنی محالات جاگیر میں رہتا تھا اور اہل و عیال کو مقیم تھا شقہ خاص صادر کیا کہ ماجرا یون ہوا آپ کی صلاح کیا ہے
والدہ نے عبارت او کلمہ جواب میں لکھے کہ بمجرد ورود اس عریضہ کے بیعنایت مستمرہ جلوس کیجیے اور عقلمندان خرد بیگانگا
شجاع الدولہ کو بہیجکر اونکی نیابت پر کسی شغلیہ کو حضور میں اسکے لائق ہو عنایت فرمائی اور نجیب الدولہ کو
امیر الامرا کی خدمت دیجی اور منیر الدولہ کو ابدالی کے پاس بہیجکر درخواست اعانت اور تنبیہ تحریر کہ کمک مدد دہی بنام

شجاع الدولہ اور نجیب الدولہ وغیرہ روسائی افاغنہ اور ارکان سلطنت ہند کے طلب کرتا ہے اور استمالت
تالیف قلوب صاحبان مقدور میں ساعی ہونا ضرور ہے تمہید کیواسطے کوئی کام نہ تجویز فرمایا گیا کیونکہ بندہ کو کوئی غرض
بجز استحکام دولت بلا زوال کے نہیں ہے جسوقت بنا سلطنت درست ہو جائیگی بندہ کو بھی خوشی ہوگی شاہزادہ
لکھنؤ سے میں تھا کہ عرضی پہونچی اور جسوقت تمام خاندان بابریہ کے واقع سنہ ١١٧٣ [illegible] ہوا شاہ عالم بہادر
بادشاہ لقب مقرر کیا اور منیر الدولہ کو بموجب تحریر بالا برسم سفارت ابدالی کے پاس بھیجا اور شجاع الدولہ اور
نجیب الدولہ کو خلعت و قلمدان بھیجکر منتظر لطیفہ غیبی ہوا کہ کامگار خان میئن مع پانچ چھ ہزار سوار کے آ پہونچکر مشرف
پابوس ہوا اور دلیر خان اور اصالت خان بھی مع اپنی جمعیت کے جو قریب ہزار آدمی کی سوار و پیادہ تھی ہوگی حاضر ہوکر
مورد لطف شاہنشاہی ہوا کامگار خان اخراج بادشاہی کا متعہد ہوکر زمینداران وغیرہ سے جو کچھ حاصل ہوتا فراہم کرکے
پہونچاتا تھا چونکہ دلیر خان میرن سے رنج رکھتا تھا چاہتا تھا کہ بعد آنے میرن کے لڑائی ہو تا کہ اوسکی دغا کی سزا کیجاوے
لیکن کامگار خان نے براہ ہوشیاری انتظار آنے میرن اور اجتماع لشکر رام نراین کا مناسب نہ دیکھکر تعجیل کرتا تھا
کہ اول رام نراین سے لڑنا ہو بعد ازاں جب میرن آوے او سے بھی سمجھ لینگے اور یہی رائے بادشاہ نے بھی منظور کی
آہستہ آہستہ لشکر جمع کرکے مقابل لشکر رام نراین کے پہونچا

لڑائی ہونا رام نراین سے اور فتح پانا شاہ عالم بہادر بادشاہ کا تائید خداوند کریم سے

رام نراین دریا کے دھوا کے کنارے لشکر رکھتا تھا کہ شاہ عالم بادشاہ مع کامگار خان اور اصالت خان اور
دلیر خان اور فوج قدیمی کے جا پہونچا اور تاریخ معہود ہر دو طرفین سے جنگ و کشت شروع ہوئی رحیم خان اور احمد خان قریشی
اور مراد خان ولد بہرام خان بلوچ باتفاق مرکبیدہ ہوکے رام نراین کی مقدمہ الجیش ہوئی اور پہلوان سنگھ کل ہجوم کے
ہمراہ رام نراین سے ملحق ہوا اور کپتان کاکرن مع سرداران اور فوج انگلشی کے بوضع شائستہ و ضابطہ لائق سے
صف آرا ہوکر رام نراین کے متصل استادہ ہوا اور بادشاہ کے طرف سے بھی فوج دو دستہ ہوئی ایک کامگار خان
کے زیر حکومت اور دوسری دلیر خان اور اصالت خان کی سرداری میں اور بادشاہ بعض رفقا کے ہمراہ
عقب فوج اور دلیر خان اور اصالت خان نے مثل شیر ژیان فوج رام نراین پر حملہ کیا اور مخالف کے پاؤں
اوکھاڑ دئے دلیر خان اور اصالت خان نے اول داخل فوج غنیم ہوکر طرح طرح کے زخم کھائے صفوف انگلشی سے
بندوق کی گولی مثل مینہ برستی تھی اور سپاہ جمہوریون کی بندوقین برابر فیر ہو رہی تھیں ہر قسم کی ضرب زخم
ان بہادروں کے لگتی تھی اسی ضمن میں گولیوں کے صدمہ سے فیل نشان دلیر خان نے رخ پھیرا لوگوں نے
دلیر خان سے کہا اپنا ہاتھی پھیرو اوسنے جواب دیا کہ فیل کیا اگر آسمان پلٹ جاوے دلیر خان کا منہ نہیں پھرتا ہے یہ کہکر
گھوڑے سے اوترا اوسکے رفیق قدیم جو قریب تین سو سوار کے تھے اوسکے ہمراہ پیادہ ہوئے اور اصالت خان

بہی بہائی کے ہمراہ پیادہ ہوا شمشیر در دست اور سپر بالای رخ لیکر فوج رام نراین پر جا گرے رام نراین
کے فوج مین تزلزل کیا بہگدر پڑ گئی دلیر خان اور اصالت خان نے مع افواج ہمراہی کے اسوقت مین
کہ انگلشی کی گولی برس رہی تہی دوڑ کر صفوف مخالف کو پریشان کردیا اسی عرصہ مین دلیر خان کی گولی اس
تور سے لگی کہ بائین کنپٹی سے داہنی ہوکر نکل گئی اور اصالت خان کے منہ مین بلم کا زخم آیا چونکہ کلہ کو بہی شگاف
لگا گیا اسطرح اور بہی زخم کہائی قریب تیس نفر ہمراہی کے شربت شہادت نوش کر کے شگفتہ روئی سے عقبے
کے راہی ہوئی اور قریب چالیس نفر نے گلہای جراحت سے سراپا بدن رنگش ارغوان بنایا انہین بہی اکثر
تندرست ہوئی اور اکثر سردارون کی خدمتگذاری کو اجل آپہنچی دلیر خان کی دلیری سے صفوف مخالف
خالی اور انگلشی کی بمباری موقوف ہوئی بعض رفقای بادشاہ نے جو مدار الدولہ کے ہمراہ تہی دوڑ کر رحم خان
اور غلام شاہ کو ملازمت مدار الدولہ مین لائے اور مرلیدہر کو کامگار خان کے لوگون نے طمانچہ قید لگایا احمد خان
قریشی اور مراد خان بلوچ بہی نامرادی مین اسیر ہوا جب کامگار خان نے دیکہا کہ انگلشی کی شلک موقوف اور بیشتر ہمراہیان خالی
رام نراین کے سر پر چو چند لوگون سے کہڑا تہا چاکر اس حال کے مشاہدہ سے رام نراین نے کپتان کاکرن کو
کہلا بہیجا کہ اب دس ہزار آدمی آپنے میری کمک کو بہیجے اول کپتان نے کہا تہا کہ تم فوج انگلشی مین رہو مگر اس مغرور نے
نہ سنا تہا اب چونکہ کپتان اوسکی محافظت مین مامور تہا اور اوسکی فوج مین بہی کچہ حال باقی تہا لیکن فوج کے
دو حصہ کئی اس تخرچخز پہنچی اور بہی بدانتظامی ظاہر کی اسی حال مین کامگار خان نے بہو چکر غبار رزم اوڑایا تہا
بہاگ نکلے رام نراین کو شکست فاش ہوئی اور کامگار خان نے بذات خاص رام نراین کو نیزہ و تیر سے
مجروح کیا میر عبد اللہ نے جو کہ مستر واٹہ کی سفارش سے اوسکا نوکر تہا اوسکی رفاقت کی مگر خود بہی چند زخم تیر و نیزہ کے
کہائی رام نراین نے تختہ ہودج مین لیٹ کر پناہ لی کامگار خان نے انہین نیزہ سے خوب چہید العبد ازان رام نراین
نے تاب اقامت نپائی مجروح میدان بہی بدحواس فراری ہوا اور کپتان کاکرن اور مسٹر بارول وغیرہ سرداران
انگلشی مع سپاہیون کے ادہی تفرقہ ہوقت مین تباہ و تلف ہوئی جو فوج ان لوگون کی باقی رہی تہی واکثر دلیر غلام
کی سہر وار پین آئی نہ ال آتش شخص نے ایک ضرب توپ جو میدان مین رہگئی تہی اوسکے پیالی مین میخ جڑدی
اور مع ایک ضرب توپ باقیماندہ اور پیٹی بارود کی راہ عظیم آباد کی لی بروقت مراجعت کے اثنای راہ مین
توپ کی گاڑی مین نقصان آیا ڈاکٹر نے بالاستقلال کہڑی ہوکر اوسکو درست کیا اور روانہ ہوا اس فرقہ انگلشی
کے جمعیت حواس اور استقلال اور صف آرائی اور حزم و احتیاط مین کچہ شک نہین جیسا کہ آداب حرب مین
یگانہ روزگار ہین اگر ملکداری اور احوال پرسی اور تفقد و تفحص حال رعایا مین اسکے عشر عشیر بہی متوجہ ہون اور
بندہای خدا کے ماجرا کو بہو بخیکر غمخواری اور دلداری کرین شاید اس جزو زمان مین کوئی فرقہ ان سے بہتر

لیاقت ریاست کی نہ رکھتا تھا لیکن عدم التفات کرنا ان لوگون کا اسوقت ایک بلائی بے بنیاد ہے کہ تمام ملک
کی خلق اللہ کمال عجز و اضطرار مین ہے الغرض بادشاہ نے مع کامگار خان کے فتح پاکر شادیانہ ظفر بجوایا تعاقب
نظر با لعبدالمطمینان معلوم ہوا کہ دلیر خان نے بکمال دلیری جانفشانی کی اور اصالت خان نے بھی میدان رزم مین
اپنی اصالت ظاہر کرکے راہ عقبیٰ لی اور دونون سرداران جلادت نشان کے رفقای نمک حلال بھی
اپنے سرداروں کی خدمتین روانہ عدم ہوئی اور مرلیدہر نے عین زخم نیزہ سے ایک آنکہ نذر دکھلا کر مقید ہوا
اور رحیم خان بھی اپنی جان پر زخم کھاکر قید کے زخم مین قدم لایا ہے القصہ دلیر خان اور اصالت خان کو
بعد انتقال اوس مزار کی جوار مین جو درمیان فتوحہ اور بیکنٹھ پور کے واقع ہے دفن کیا باقی مقتولان کو اُسی
جگہ گاڑ دیا اگر اسی تعاقب مین فوج بادشاہ کی پہونچتی تو قلعہ مین ایک بھی محافظ نتہا اور رام نراین کا وجود
و عدم برابر ہوجاتا اور بے ہرج قلعہ فتح ہوجاتا لیکن شہر کے لوٹنے کا خیال اور شریف و وضیع کی سراسیمگی کا خیال ہو
لہذا فتح قلعہ کا دہیان کامگار خان وغیرہ کے دلمین نہ آیا بہر صورت بندہ مع ایک آشنا کے ڈاکٹر کے مکالمہ
مین بیٹھا تھا کہ رام نراین کی شکست کی خبر آئی اول یقین ہوا جب متواتر یہی خبر آئی اور نیز با مور لوگ
بھاگے ہوئی پہونچے اور معتمدین نے عبداللہ اور رام نراین کے مجروح آنے کی خبر پہونچائی بندہ میر موصوف
کی عیادت کو جو کہ میرا دوست اور صادق الولا تھا گیا شہر والون کو بڑا اضطراب ہو رہا تھا مصطفیٰ قلیخان
برادر مرزا محمد ایرج خان نے اپنے متعلقون کو سواری کشتی کو ٹھی انگلشی کی قریب بہ مہنر انور دزہیر لایا اور
خود میر عبداللہ کے گھر جو کو ٹھی مذکور کے قرب مین تھا اور اوسوقت اوس کو ٹھی کا مالک مسٹر امیٹ تھا آیا
بندہ بسبب تجرید اور افلاس کے بے وسواس تھا اوسکا اضطراب دیکھکر کسقدر متحیر ہوکر نصیحت کی
اوسنے شماتت سمجھکر وہاں کا رہنا ناپسند کیا متعلقون کو وہین چھوڑکر خود دوسری جگہ گیا اور مسٹر امیٹ نے
رام نراین کے دیکھنے کو جاکر تسلی کی اور اوسکی حفاظت کو اپنا پہرہ بھیجدیا رام نراین نے جب مشورہ
پوچھا مسٹر امیٹ نے جواب دیا کہ گفتگوی بے فروغ اور تحریر دروغ ہمارا ضابطہ نہین ہے جسطرح ممکن ہو افواج
مشرقی کے آنے تک دفع الوقتی کرو رام نراین نے اپنی کم جرأتی کا عذر کرکے وعدہ حاضری بعد
صحت کیا جب دو تین روز گذرے اور کوئی قلعہ مین نہ آیا لشکریان رام نراین کے بھاگے ہوے آکر
جمع ہوئی اور قلعہ کی حفاظت مین مستعد ہوی اور خبر قریب ملنے میرن کی مع لشکر کمپنی انگلشی کے کامگار خان اور بادشاہ کو ملی
اور یہ لوگ فوج مذکور کے استقبال کو مشرق رویہ روانہ ہوئی

میرن کا لڑنا کامگار خان سے اور اول حملہ مین بھاگ جانا اسکا فتح پانا

مخفی نرہے کہ قبل ازین میرن نے کبھی لڑائی نکی تھی نہ ہران خون آشام کے ہوسکے نہ دیکھی تھے تہوڑو

جوانی سے اپ کو شجاع اور دلیر بے مثال جانتا تھا لہذا جو فوج کہ خود بہم پہونچائی تھی اور اوسپر اعتماد تھا
باینہمہ دعوی کہ بلا اطاعت فرقہ انگلشیہ کے فتح کرے اور انگلش کا بھی یہی ضابطہ ہے کہ بروقت جنگ کے
کوئی دوسری فوج کو اپنے شریک نہیں کرتے تا کہ انتظام درہم نہووے اگر کوئی سردار بنا چاہے تو کچھ مضائقہ نہیں
کرتے بناءً علیہ دو نو فوج جدا جدا اگرچہ متصل تھی آئی ہین حسب تاریخ کو کہ واقع میدان چنپٹ مقابلہ ہوا میرن نے
مع اپنی فوج کے علحدہ سوار ہو کر صف آرائی کی اور کرنیل نے مع دیگر سرداران کے حسب ضابطہ فوج و توپخانہ
کی ترتیب دی اور اپنے سپاہیوں کو مستعد کر کے رو بمخالف ہوئی ادہر بادشاہ کے لشکر مین کوئی ایسا نتھا
کہ دلیر خان کی جگہ ہووے لہذا کامگار خان نے اپنی فوج دو حصہ کی اور قادر داد خان ولد خالق داد خان ترین
الہ آبادی اور غلام شاہ کو ہراول کیا اور خود مع باقیماندہ فوج کے انکی پشت کے سرے پر استادہ ہوا اور
بادشاہ مع اپنی فوج کے نمود کیواسطے سوار ہو کر سب سے پیچھے تماشائی ہوا جب طرفین سے مقابلہ ہوا قادر داد خان
نے مع غلام شاہ کے فوج انگلشیہ کو چھوڑ کر بلائے ناگہانی کے مانند میرن کے سر پر جا پہونچا بمجرد یورش کرنے کے
میرن کے چھکے چھوٹ گئے اور رو بفرار ہوا اور دور تک بھاگا چلا گیا ہمراہیوں کو بھی چار ناچار بھاگنا پڑا بعض
جو شجاع اونمین تھے باوجودیکہ اون فراریوں کو ملامت کر کے لوٹ آنے کو کہتے تھے اور نامرد لوگ آقا کا بھاگنا اپنے حق مین بہتر سمجھکر پھرے
فوج انگلشیہ نے توپ اندازی شروع کی میرن کو اس خبر سے مجتمع ہو کر معاودت کی سوجھی اوسکے آنے تک
قادر داد خان مقابلہ پر گیا تیر باران شروع ہوا اول ایک تیر محمد امین خان کے سینہ پر جا لگا جو حقیقی خالو میرن کا
اوسکے برابر دوسرے ہاتھی پر سوار تھا اور اوسی تیر سے اسکے مرغ روح نے گوشہ کالبد سے پرپرواز کیا بعد ازان
ایک تیر میرن کے کلہ پر لگا جو بن دندان تک سوراخ کر گیا اور اوسی گرمی مین دوسرا تیر گردن مین پہونچا
مگر موت مین دیر تھی جان سلامت رہی قادر داد خان کے ہمراہی میرن کے ہمراہیوں سے بڑھکر طرفین سے
مجروح و مقتول ہوئے میرن کو ایسی بدحواسی تھی کہ ترکش سے تیر نہین نکال سکتا تھا کمان ہاتھ مین لیے ہوئے
سر ہلا رہا تھا کہ مبادا کوئی دوسرا تیر پہونچکر کام تمام نکرے نزدیک تھا کہ اس مرتبہ بھی شکست کھاوے مگر
فوج انگلشیہ نے قادر داد خان کے پہلو سے سر اوٹھا کر باڑہ مارنا شروع کی اور گولی کے لگتے ہی قادر داد خان نے جانبری
کامگار خان نے جو اسکے پشت پر تھا دیر پہونچا اپنی فوج کی قلت اور انگلشیہ کی بیشماری کثرت دیکھکر پائداری
مناسب نجانی لاچار واپس ہوا غلام شاہ اور عزیز اللہ خان بخشی شاگرد پیشہ بادشاہ مجروح اور اسیر غنیم ہو کر
مقتول ہوئے اور اسیطرح پر میرن کو فتح ملی کامگار خان نے بادشاہ کو لیکر بہار کی راہ لی میرن نے بعد شام پانچ
اپنے جراحات کا التیام کر دیا مقتولین کے تجہیز و تکفین کی فکر ہوئی چند روز اوسی میدان مین رہا شہر کے لوگ تجمل
بندہ نے اسپ جا ملازمت ہوئی مگر میر عبداللہ اور رام نراین بسبب جراحات کے حاضر نہو سکے فقط

بادشاہ کا مع کامگار خان کے ہمراہ کوہستان مرشد آباد جانا اور ہجوم اور بیرودان سے نکلنا میر جعفر خان کا مرشد آباد سے مضطرب الاحوال واسطہ مدافعہ اونکے اور میرن کا واپس ہونا افغان وغیرہ

کامگار خان نے دو تین روز بہار مین رہکر مصلحت کی کہ الحال مرشد آباد جانا چاہیے اور میر جعفر خان کو درمیان سے اوٹھانا چاہیے لہذا اسباب ہائی موجودہ ہمراہ لیکر مع بادشاہ بہم یلغار کوہستان تنگ سے اور طرف روانہ ہوا ارابہ وغیرہ جو دشوار گذار تھے کسی امن جگہ رکھا میرن نے اس ماجرے سے آگاہ ہوکر تیسیس ڈاک خط اطلاعی والد کو تحریر کیا اور رام نراین سے مدد لیکر اکثر اوسکے سرداران ہمراہی کو مع اوسکے بہائی دھیرج نارائن کے ہمراہ لیا اور جس راہ سے کہ کامگار خان اور بادشاہ گئے تھے خود بھی چند روز بعد عازم ہوا میر محمد جعفر خان نے جب وردو خط فرزند سے حال دریافت کیا مضطرب ہوا فوج کو فراہم کرکے اور نیز روسای انگلشیہ سے مدد خواہ ہوکر فوج گران سے تاریخ معینہ پر مرشد آباد سے برآمد ہوا اور یہ التزام کیا تھا کہ اوسکا فیل سواری انگریزی تلنگون کے درمیانین رہے اور خود مع عورتون اور مصاحبون فراہم کے اونہین کے درمیانین روان تھا اور پس و پیش بھی انہین لوگون کی حفاظت رہتی تھی تاآنکہ میرن پہونچ گیا اور میر جعفر خان کی دلجمعی ہوئی اور ویر شیوبہٹ اور بابو خان مرہٹہ اور راجہ بشن پور سے ملحق ہوکر بادشاہ کی ملازمت حاصل کی اور میر قاسم خان داماد میر جعفر خان حسب المطلب اپنے سسر کے رنگپور سے کہ وہاں کا فوجدار رہتا تھا آپہونچا اور لب دریای دمودر خیمہ کیا کامگار خان نے اوسکی خبر سنتے سولہ کوس سے اونپر دوڑا اگروہ پیشتر کوچ کرکے سسر سے جاکر ملحق ہوگیا لیکن مرہٹون نے کسیقدر دوڑکر اوسکے گرد و پیش سواری کی میر جعفر خان نے باتفاق فرزند و داماد و فوج انگلشی کے متوجہ سپاہ بادشاہ ہوا کامگار خان نے اسقدر فوج کثیر سے لڑنا اپنی طاقت حوصلہ سے باہر دیکھا رات کو رہکر بیچ نقارہ کوچ جانب عظیم آباد بجوایا میر جعفر خان نے مخالف کو مغلوب دیکھکر فوج کو دریا پار کرکے ارادہ تعاقب کیا شیوبہٹ نے مع کامگار خان کے پائداری کرکے غنیم کو تنگ و بازین مصروف کیا تاآنکہ بار بردار پیشگاہ چار پانچ کوس راہ طے کرگئے بعد ازان شیوبہٹ نے بھی مع کامگار کے راہ لی جب میر جعفر خان کی دلجمعی ہوئی شیخ عبید ابو الحسن کو جو پیشتر سراج الدولہ کا نوکر تھا بدین خیال کہ بادشاہ سے رسم مراسلات رکھتا ہے دم توپ اوڑایا

لوٹنا بادشاہ اور کامگار خان کا عظیم آباد کو اور آنا مو شیر لاس فرانسیس کا ملازمت مین اور ساکنان شہر کو اضطراب حاصل ہونا

کامگار خان نے جب فوج بنگالہ کا ازدحام دیکھا دوبارہ عظیم آباد کو لوٹا میر جعفر خان اور میرن آسایش طلبی مین اور نیز اس نظر سے کہ فوج انگلشی پیادہ پائی مین اس تک و دو سے خستہ ہوگئی تھی

طالب آسایش ہوئی اطراف بردوان مین آکر منتظر ہوئی تھی کہ مرہٹہ اور بادشاہ اور کامگار خان کے ارادہ
کی تنقیح خبر دریافت ہو جب کہ بادشاہ اور کامگار خان بردوان مین تہا ہوجب انکی طلب کے موسیو لاس
جبہر پور سے عظیم آباد پہونچا اسکی خبر سنی چونکہ عظیم آباد مین نہ فوج انگلشی تھی نہ ہندوستانی نہایت اضطراب ہوا
اعیان شہر سرداران کو بہی مسٹر امیٹ وغیرہ اور رام نراین سے ملحق ہوئی ہر چند انگلشی ہو سبب ضابطہ
ولایت کے ناوان سے تھے مگر اپنی مغلوبی اور تسلط موسیو لاس کا یقینی جانتے تھے اور رام نراین اور
مصطفی قلیخان نام کو بہی دونو ہواخواہ سمجھتے تھے اغو شہر نے میر جعفر نامی کو جسکے مکانات مین فرانسیسی کرایہ
دیکر فروکش ہوتے تھے اور اوسکو سیدہ موسیو لاس سے تعارف تھا بھیجکر استفسار حال کیا جب وہ
واپس آیا معلوم ہوا کہ بالفعل اوسکا ارادہ رزم کا نہین ہے اسی سبب سے تھا کہ چونکہ راہ دور سے آیا تھا
اور نیز احوال لشکر عظیم آباد سے مطلع تھا ورنہ اگر مطلع ہوتا شکار رفت جاتا ہرگز تسخیر مین تقصیر نکرتا اگر مرتبہ
سابق مین رام نراین کی فوج شکست پا چکی تھی اسکے یورش کی متحمل نہ تھی اور تھوڑی انگلشی مین بھی
ایک کمپنی اور چند سرداروں کے سوا کچھ فوج نتھی خلاصہ یہ ہے کہ میر جعفر خان نے اسکے مضمون سے آگاہ ہو کر
سکنا سے شہر کو مطمئن کیا لیکن ہنوز قرار واقعی و جمعی نہ تھی تا آنکہ موسیو لاس مذکور نے اپنا ہی پور سے کوچ
کرکے نزدیک حصار سے تلسی منڈوی ہو کے بہار کی راہ لی اور دو تین کوس پر جاکر اقامت گزین ہوا
انکے جانے سے گویا عظیم آباد والون نے جان تازہ پائی میر جعفر خان کہتا تھا کہ اوائل آشنایان عظیم آباد کا مثل عبد
اور مصطفی قلیخان اور میر افضل وغیرہ کا استفسار کرتا تھا انکا سلام کہکے پھر اونکا حال کہا جب میں اوسکا حال
استفسار کیا اسنے ایک بیت پر جواب مختصر کیا بیت از ما خبر مپرسید کہ با دل شکستہ ایم چو خاک بر سر ایم
و بر سر آتش نشستہ ایم القصہ بہار مین پہونچکر بار دست وغیرہ کی [illegible]
سامان سرانجام کی خبرین عظیم آباد پہونچتی تہین تا آنکہ کامگار خان مع بادشاہ کے بردوان سے مراجعت
کرکے اپنے ملک مین پہونچا اور موسیو لاس بہی اوسے ملحق ہوا اور خادم حسن خان کے عرائض متضمن اطلاعی
اور رسوخ اور عزم جزم مدد دہی اور وصول زر راجہ دولبہ رام سے آنے لگے اسیطرح میر افضل کشمیری
بہی بادشاہ کی اعانت زر و مشورہ سے کرتا تھا لیکن خادم حسن خان نے پہونچنے مین دیر کی اگر جلد بہی پہونچتا فتح
عظیم آباد مین بادشاہ کو بڑا دست قدرت ہوتا

محاصرہ کرنا بادشاہ کا اور کامگار خان کا قلعہ عظیم آباد کو اور زین العابدین کا حصار لوٹنا مگر فتح نہونا بسبب نامردی بعض رفقا کے اور کپتان نکس کا بردوالشی رام نراین کو مدد پہونچانا

چند روز بادشاہ اور کامگار خان نے بہار مین پہونچکر واسطے آسایش سپاہ کے قیام کیا اور عظیم آباد مین چونکہ سپاہ کم تہی

وہان کے ناظم اور ارکان دولت اور اعیان کو نہایت تشویش تھی رام نراین صلابت سپاہ وغیرہ مین سعی کی
اور درحقیقت کسیقدر جمعیت اور اژدحام ہوگیا اور ہمیشہ مرشدآباد کو فوجی کے عرائض ارسال کیا کرتا تھا
کیونکہ اسکا بھائی مع فوج کے میرن کے ہمراہ تھا اور جو لوگ کوٹھی انگلشی کے اطراف مین منتشر تھے اونکو متواتر اپنے
ہمراہ فہمیدہ طلب کرکے اپنے پاس ساتھ تین کمپنی تلنگے مرتب کرلین اسی ضمن مین بادشاہ مع کامگار خان کے آپہونچا اور
قلعہ کو گھیر لیا اس طرف سے بھی ہوا فیر ہونے لگا تھوڑی سی فوج جو قلعہ مین تھی وہی ہر طرف محافظت مین
مامور ہوئی راو شتاب راے نے بمقتضای شرم مبالغہ کے جو رام نراین کی رفاقت مین پائی تھی باوجودیکہ اکثر لوگ
مع ناظم کے اوس جلسہ مین شریک تھے مگر یہ شخص سب سے زیادہ جانفشانیان کرنے لگا راتون کو ہر
برج و دیوار حصار پر پائیداری مین رہتا اور اپنے ہمراہیون کی دلیری بڑہاتا تھا بادشاہ اور کامگار خان کی لڑائی
مشرق رویہ قلعہ کی تھی اور کامگار خان کے مورچہ دیوار پختہ قلعہ کے روبرو تھی پانچ چھہ روز کے بعد کسی شب کو
موسیٰ جیرلاس مع اپنے ہمراہیون کے قلعہ کے جنوبی طرف عین غفلت مین زینہ لگاکر دیوار حصار پر چڑھ گیا
ڈاکٹر اور فیر بعض کپتان جو مع تھوڑے سے تلنگون کے ہمراہ وہان پر تھے مافوق طاقت سد راہ ہو
کسی کپتان انگلشی نے جو مرد ضعیف تھا حقہ بان مین ہاتھ لگاکر کسی فرانسیسی کے سینہ پر مارا گرچہ زینہ سے
نیچے آگرا اور معلوم ہوتا تھا کہ مرگیا اور شتاب راے نے اپنے بندوقچیون کو اوسکے پہلو سے بہیجکر مدد کی
فرانسیسیون کو حصار پر پہونچنا نصیب نہوا اور دو ایک روز کے بعد موسیٰ جیرلاس مذکور نے غربی قلعہ کی طرف
تھوڑی رات گذرنے پر توپ اندازی شروع کی شہر والون کے دلمین نہایت خوف چھایا اور
شرقی طرف سے زین العابدین خان نے جسکا ذکر محمد قلیخان کے بیان مین ہوگیا ہے دیوار پختہ قلعہ سے جو کہ
کسیقدر فرانسیسیون کے ضرب سے شکستہ ہوگئی تھا زینہ لگاکر اور علامت نشان کو تیز کرکے بالای حصار آیا اور چند دیگر
سپاہ بھی رفاقت مین اوسکے ہمراہ جاپہونچے بندوقون سے نگہبانون کو جو برسر دیوار تھے بھگا دیا چونکہ دیوار بلند
تھا اوپر سے زینہ اوٹھاکر ادہر لگائے اور اس تعجیل مین دیر لگی کہ ہیبت خان بلوچ جو نوری نگہبانون کی
مدد پر آپہونچا تھا کہ آمد و اربلند ہوا ڈاکٹر فلرٹن بھی مع تلنگون کے آگیا بندوق کی مار شروع ہوئی ناگاہ زین العابدین
کے پیر مین گولی لگی پنڈلی کے صدمہ سے ساق کی ہڈی چور ہوگئی اور رفقا نے اسکو نیچے اوتار لیا اور
دوسرے گردن بلندون کو فراز و نشیب سوجھنے لگا کسی کی جرات نہوئی بندہ اہل شہر کے شور و غوغا اور
آواز توپ و تفنگ سے بیدار ہوکر میر عبداللہ صفوی کے دیوانخانہ مین آیا اوسوقت طرفین کی یورش پر آگاہی
ہوئی تمام محلہ مین بڑا اضطراب تھا اول برج کو اوس دیوانخانہ کے صحن سے اوس طرف گنگا کے کنارے
فاصلہ بعید پر محلہ اور علامت فوج انگلشی کے ظاہر ہوئی اور پھر بندہ نے دیکھا کہ کوٹھی سے جو قریب تھا بجرہ

بجز دو فرنگی اور کپتان روانہ ہوئے مین ہر وقت جستجو معلوم ہوا کہ کپتان نکس کسقدر فوج سے عظیم آباد کی مدد کو
پندرہ روز مین بردوان سے آیا مسٹر امیٹ صاحب کلان کوٹھی نے اوسکے لانے کو کشتیان بھی بھیجی تہین بندہ اور ان
بندہ اور میر عبد اللہ باتفاق رام نراین کے پاس جو کہ اسمعیل قلیخان کے باغ مین قلعہ کی متصل بر وسط حصار مین
مقیم تھا گیا دیکھا کہ اوسکے اونٹھ خشک پڑے ہواس پژمردہ بیٹھا ہے اور ڈاکٹر فلرٹن بھی نہایت متوحش ہے کیونکہ لوگون کو
یقین ہوا تھا کہ آج کی رات ایسی گذری ہے اور فوج شاہی کی راہ ہو گئی کچھ کل کی رات بھی یہان ہوئی پیرل خان اور اوسکے ہمراہی کچھ تو
دوسرے کی تاب نہین پڑتی جو محافظت کرے اگرچہ وہ سوراخ مٹی سے بند کر دیا ہے مگر خوف جو لوگون کے
دلمین بھرا ہے کوئی اقبال حفظ نہین کرتا اگر یہی حال ہے تو صبح آیندہ کو قلعہ مفتوح اور رام نراین مجذوب و
مغلوب ہوگا چونکہ بندہ کو ڈاکٹر صاحب سے اخلاص تہا وصول فوج انگلشی کی بشارت بندہ نے دی
متعجب ہو کر بولا خانصاحب کہان سے بندہ نے جملہ کیفیت کی شرح کی نہایت خوش ہوا اور رام نراین نے
گویا دوبارہ حیات پائی ہرکارہ بھی تحقیق کو جا کر یہی خبر لایا بندہ مع میر عبد اللہ اور ڈاکٹر صاحب کی کوٹھی مین آیا
مسٹر امیٹ اور کپتان نکس سے چونکہ آشنائی تہی ملاقات کی معلوم ہوا کہ چار کمپنی تلنگہ اور ایک کمپنی ولایتی
ہے لیکن چونکہ اونہیں منزل راہ پندرہ روز مین طے کی تہی نہایت ماندہ تھے کپتان بھی اکثر انکی ہمراہ
پیادہ پا چلا تھا تا کہ تلنگون اور گورون کو عذر نہو اور دریا عبور کرکے آنیکی وجہ یہ تہی کہ مبادا فوج بادشاہی استقلال
کرکے فراہم ہو اور عظیم آباد پہونچنا میسر نہو اور اگر ہو تو بدقت ملے گی اور ازالسبب محاربہ ہو جائی اور کیونکر انجام ہو غرض مسٹر امیٹ نے
اوسیوقت شراب و طعام وغیرہ سرداران اور سواران کو پہونچا کر استراحت پر دلالت کی تمام دن اونہون نے
آرام کیا شام کیوقت کپتان نکس نے حسب ضابطہ فوج کو آراستہ کرکے مع دہل و کرنا بہ ہیئت مجمع سے دروازہ
مغرب سے نکلکر شہر کے راستہ ہو کر بڑے شوکت و شان سے داخل قلعہ پٹنہ بادشاہی ہوا شہر والونکو
تسلی ہوئی فوج بادشاہی یورش سے دست بردار ہوئی اوسی شب کو کپتان نکس نے مع دو کپتان
دیگر اور ایک ہرکارہ کے مخفی باہر نکلکر راستے دیکھے اور سمجھے کہ کسطرف اژدحام ہے اور کامگار خان
کدہر ہے دوسرے روز دوپہر کے وقت کامگار خان عریان خواب مین تہا اور مردم مورچال جو حسب آسایش ملزوم
آرام طلبان ہندوستان کے اپنے کام مین غافل مشغول تھے کپتان نے تہوڑے آدمی سے نکلکر ایک شلک
ماری مورچہ والے مضطرب ہو کر بہاگ کھڑے ہوے کامگار خان مجبور ہوا باہر نکلنے کی راہ نہ پاتا تھا بہزار خرابی
ننگا پاؤن پیر ہوا اوس مخمصہ سے باہر ہوا اور کپتان نکس چند نشان اوسطرف کے مع دیگر سامان کے لیکر آیا اسکے
بعد کامگار خان نے وہان پر اقامت مناسب نہ جانی شہر سے باہر میدان مین خیمہ برپا کیا لیکن آبادی سے
دور تہا کہ ایک شبخون رات کو دشمنون پر ماری اور چند روز کے بعد وہان سے طرف گیا جو ہوسکے آیا اور شروع بندوبست

اور تفصیل زر کا کیا بادشاہ کو مجبور اپنا دوست رکھا تھا چونکہ بادشاہ کو کسیطرف سے اطمینان نتھی ناچار
اوسکی رضا جوئی کرتا تھا والد کو مکرر طلب فرمایا وہ مرحوم اس اندیشہ سے کہ حکام عظیم آباد آزردہ ہونگے
عذر خواہی کرکے نہ آیا اس باعث سے کسیقدر بادشاہ آزردہ خاطر ہوا کامگار خان نے عرض کی کہ شیو بہٹ
مرہٹہ کو حکم ہو کہ اوسکی جاگیرات مین یورش برپا کرے اوسوقت ضرور حاضر ہوگا بادشاہ نے حکم دیدیا
لاچار والد نے شیو بہٹ کو اس کام سے باز رکھکر عزیمت حضور کی رام نراین نے جو اس عزیمت کی
خبر پائی چاہا کہ بندہ کی صاحبان انگلشیہ سے ناچاقی ہو اس حال کو بڑے طور پر مسٹر امیٹ سے ظاہر کیا
اور کہا کہ غلام حسین خان آپ لوگون کے پاس انگریزان کے حال سے باپ کو مطلع کیا کرتا ہے اور
الحال اوسکا باپ باوجود واگذاشت جاگیر کے ارادہ رفاقت بادشاہ کرتا ہے پس غلام حسین خان کو
تاکید کیجیے کہ اپنے باپ کو اس عزم سے مانع ہو مسٹر امیٹ نے بندہ سے بنابر تحریر خط مخالفت والد کے کلمہ
ارشاد فرمایا بندہ نے جواب دیا کہ بخدا جسوقت سے بندہ حاضر حضور ہے خط کیا بلکہ زبانی پیغام تک والد کو نہیں بھیجا
جو کچھ رام نراین نے آکر کہا بعض غلط ہے اور بعض راست ہے والد اب تک بہر حیلہ ترک رفاقت بادشاہ
کرکے خانہ نشین رہا اب کہ بادشاہ نے اظہار ناخوشی کرکے ایذا رسانی پر کمر باندھی آپ فرمائیے کہ اوسکی
کیا تدبیر ہے جسوقت کہ رام نراین باوجود اقتدار نظامت کے عہد اپنے ہوا والد بندہ جو عیال و اطفال
مین پڑا ہے کیونکر حکم بادشاہ سے سرتابی کرسکتا ہے رام نراین اس خیال سے کہ مبادا والد یہان آکر
آپ صاحبون سے ملاقی ہو اور آپ لوگ اوسکی لیاقت سے راضی ہوکر یہان کی صوبداری اوسکے
واسطے تجویز کرین اوسکے انکار و آزار ہین اور والد باوجودیکہ سوائے سید ان کے عدم انقیاد سلطان
کی تاب نہین رکھتا البتہ ضرور تا بادشاہ کے پاس جاویگا اگر یہ منظور ہے کہ وہ بادشاہ کے پاس
نجاوے شہر مین آنیکا حکم دیجیے بدون اس تدبیر کے اور کوئی وجہ بادشاہ سے نکلنے کی نہین ہے
مسٹر امیٹ جو کہ مرد عقلمند تھا میرے عرف مدعا کو بخوبی سمجھکر بولا کہ درحقیقت تمہارا کہنا درست ہے
مگر خط لکھنے مین کچھ مضائقہ نہین بندہ نے اوسی جگہ خط لکھدیا اور بکرر استمام بہت کیوا سطے کہدیا کہ رام نراین
کو ایسی گفتگو سے بندہ اور والد کی بدنامی منظور ہے اور اس قسم کی مخالفت سے کچھ اثر نہین ہوسکتا
کہ والد بادشاہ سے نملین اگر یہی منظور ہے تو والد کو اسی جگہ بلا لیجیے ورنہ جسطرف اپنی عزت و آبرو
جان و مال کی حفاظت نظر آویگی اوسکی تعمیل کرینگے فی الحقیقۃ ایساہی تھا کہ بندہ کو والد اور بادشاہ
اور برادر اور دوست اور دشمن سے کبھی خط کیا پیغام تک نہ تھا بلکہ اگر دوسری طرف سے ایسی حرکت
بھی ہوتی تو بندہ اپنی روبرو نہ آنے دیتا کیونکہ دغابازی اور بیوفائی اور جو کچھ اس قول سے ہو

شکر خدا کا کہ بندہ کو سطور نہین رہی اور اسباب بھی نہین ہے اور اللہ تعالی نے اسباب اپنے فضل و کرم سے ساتھ
کام و آرام کے رکھا اور اکثر لوگون کو دیکھا کہ بڑا دعوی دانائی اور فہمیدگی کا رکھتے تھے مگر مبتلاے انواع بلیات ہوئے مصرع
من ہمان شبہ پارینہ کہ بودم ہستم ﴿ القصہ والد مرحوم حسب ذکر بالا حسین آباد سے مع منجھلے بیٹے نقی علیخان کے
لشکر بادشاہ مین آکر مورد الطاف ہوا اور دستار سر بستہ اور بارقب ملبوس خاص کا خلعت ملا اور مدار المہام
کارشاہی اور صاحب دستخط ہوا اہالی اور ارکان لشکر کا مرجع ہوا کامگار خان بھی مجرے کو آیا اور موشیر لاس سے
بھی ملاقات کی اور بادشاہ مع کامگار خان اور موشیر لاس وغیرہ کے راجہ سندر سنگھ اور بہرت سنگھ وغیرہ کے
ملک مین قانون گذاری کے گرد و پیش اون بسر کرتا تھا اور احکام ابدالی کے اصدار حکم کے انتظار مین رہتا تھا
اسی اثنا مین خادم حسن خان جو کہ ہمیشہ میرن سے سرگران اور بے اطمینان تھا قاصد اعانت بادشاہ ہوا
ملک پورنیان کو حسب دلخواہ غارتگر کے اور رعایا برایا کی لوٹ مار سے روپیہ جمع کرکے منتخب فوج کے ہمراہ مع سامان
لائق کوچ کرکے اپنی جگہ سے متحرک ہوا مع پانچ چھ ہزار سوار اور سات آٹھ ہزار پیادہ بندوقچی اور چالیس توپ
خورد و کلان کے شمالی دریا کی راہ سے عظیم آباد کو عازم ہوا اور حاجی پور کے نواح مین جو عظیم آباد کی مقابل
اور شہر کے اوترخ گنگا پار لب دریا واقع ہے پہونچا اگر یہ آنا انکا قبل پہونچنے کپتان نکس کی جب کہ بادشاہ
عظیم آباد گھیرے ہوئے تھا ہوتا تو قلعہ مفتوح اور خادم حسن کی واسطے عجب نام اور بادشاہ کو کمال تقویت ہوتی

پہونچنا خادم حسن خان کا قریب حاجی پور کی اور رام نارائن کا مضطرب ہونا اور کپتان نکس کا لشکر فتحیاب ہونا

جب قریب پہونچے خادم حسن خان کی خبرین پہونچین رام نارائن نے کوٹھی مین آکر مسٹر اسیٹ سے قلت فوج ظاہر کرکے
چارہ جوئی کی مسٹر اسیٹ نے یہ صلاح دی کہ بالفعل بادشاہ حصار سے دور سرگرم سیر و شکار اور تحصیل زر کا
تھوڑی سی فوج اپنے ساتھ رکھکر باقی کپتان نکس کے ساتھ مقرر کر دیا کپتان ند کو خادم حسن خان کی
لڑائی کا مستعد ہوتا ہی رام نارائن قلت فوج کپتان اور ارادہ جنگ سے حیران ہوا جب عزم جزم سمجھا اپنی فوج
رخصت کو گیا اور شیخ حمید الدین اور صاحب داد خان وغیرہ اپنے جماعہ دارون کو معین کرکے تاکید
عبور فرمائی صاحب داد خان نے اپنا علم مع ادو کے درمیان دوابہ گنگا کی جو دو نہر کی تھا بھیجا
اور شیخ حمید الدین خود اوسطرف گنگا کی رہتا تھا بنابر اطاعت آقا حاضر ہوکر ساتھ لشکر کرا دیا اور کپتان
مع تین چار کمپنی تلنگہ اور ایک کمپنی ولایتی اور دو ضرب توپ مع گولہ وغیرہ لیکر قاصد عبور ہوا چونکہ راہ دشت
انکی دوستی کا دم بھرتا تھا اور دو سو سوار و پیادہ کی جمعیت سے مسٹر اسیٹ اور کپتان نکس نے اسکو بھی
صلاح رفاقت دی اور اسنے کشادہ پیشانی سے اقبال کیا بلا تامل ہمراہ کپتان کے عبور کرکے

اوسکے لشکر مین داخل ہوا فوج رام نراین کی بیضابطہ تھی اور تین روز جاتی تا کہ تنخواہ پا کر اسباب درست کرین
ہنوز نہ اوتری تھی بلکہ شیخ حمید الدین نے کہ فوج ہزاری کو عبور کیا تھا دو تین کوس اوپر فرودگش ہوا اور ایکرات
راو شتاب رای سے قبل جنگ ہونے کے کہا کہ کیا آپ دیوانہ ہوئی ہین راجہ رام نراین تمہارے وجود سے ناراض
اور دفعہ کا خواہان ہے کیونکہ دوسری کا دخل اس صوبہ مین نہین چاہتا ہے اور مجھے بھی واسطے ہضم کرنے
ایک لاکھ روپیہ میری تنخواہ کی چاہتا ہی لہذا اس جنگ مین ہلین اور تمہین بہیجتا ہی خادم حسین خان کو دعوی برابری جعفر علیخان سے ہی
اور کیونکر نہو کہ چھہ سات ہزار سوار اور دس ہزار پیادہ برقنداز آتش باز منتخب اور چالیس ضرب توپ ہمراہ ہین کپتان
جو پانسو پیادہ لیے جاتا ہی ایسے کیا ہوتا ہی اگر فرض کرو کہ آپ اور ردیتن کا ایک ایک پیادہ ہے لیکن کچھہ بن نہ پڑیگی
سپاہی ہلاک ہونگے ہرگز تم رفیق نہو کوئی عذر کر کے کنارہ گزین ہو اور بندہ ہرگز شریک نہوگا یہ کہکر رخصت ہو
اور صاحب داد خان خود ہنوز شہر مین تھا کہ خادم حسن خان کپتان نکس کے لشکر سے چھہ سات کوس پر آرہا

کپتان نکس اور راو شتاب رای کی لڑائی خادم حسن خان سے اور فتح پانا اوسقدر لشکر گران پر

جب کپتان نے خبر سنی کہ خادم حسن خان چھہ سات کوس آگیا شام کو راو شتاب رای کی خیمہ مین آکر شبخون کا
مشورہ کیا کہ چونکہ ہماری فوج کم اور غنیم کی کثرت ہی اس ملاحظہ سے ہمراہی لوگ خوفناک ہوجائینگے بہتر یہی ہے کہ شبخون کیجے
تا کہ انتظام برہم ہوا اور لوٹ مار مین اوسکی طاقت جو بڑہی ہوئی ہی گھٹ جائی شتاب رای نے قبول نکر کر
کہا ہر صورت آپکا مطیع و ہمراہ ہون کپتان نے کہا بہت اچھا آپ بھی طعام تناول کر کے آرام فرمائیے اور
رفقا کو بھی آسودگی کا حکم کیجیے نصف شب کو روانہ ہونگے الغرض شتاب رای نے حسب الاشارہ عمل کر کے
نصف شب کو طیار ہوا اور کپتان نے بھی ایک کمپنی لشکر مین چھوڑ کر مع باقی فوج شتاب رای کے ہمراہ لیکر
ہرکارہ کی رہبری سے جو کہ راہ دیکھے ہوئی تھا لشکر غنیم کو راہی ہوا اتفاقاً تاریکی شب کی سبب سے ہرکارہ راہ
بھول گیا لشکر کو پہونچا دو گھڑی سے کیا ... کم و بیش رات رہی تھی کہ کپتان نے گھڑی نکالکر فتیلہ شمع کی
روشنی مین دیکھا کہ رات نہایت تھوڑی باقی ہی شتاب رای سے کہا کہ اب وقت نہین ہا کہ شبخون کرین لیں دونو لشکر کو
واپس ہوکر پہونچے تھے کہ صبح ہوگئی ہنوز ہاتھہ منہ نہ دہو ئے تھے کہ خادم حسن خان کا لشکر نمودار ہوا کپتان نے
طیار ہوکر شتاب رای کو بھی مطلع کیا شتاب رای بھی جلد حاضر ہوا باہم شریک ہوکر مع فوج استادہ ہوئی
خادم حسین خان نے کسیقدر فوج بھیجکر کپتان کی بہیر اور بنگاہ غارت کراد ی اور نیز جو لوگ عظیم آباد سے کپتان کے
لشکر کو جاتی تھے اونکو تلف کیا بعضو ان نے فرصت پاکر راہ فرار لی کہاروں نے بعض کپتانو کی پالکی اور اسباب وغیرہ
جو کچھہ ممکن تھا لیکر دریای گنگ پہونچکر کشتی پر پار کر دیا چونکہ ایسے ہی وقت کیواسطے ہمیشہ کنارہ پر لگی رہتی ہین
اور عبور کر کے عظیم آباد پہونچے اور نیز دیگر فوج خادم حسین خان کی چند ٹکڑے ہوکر ہر طرف سی فوج کپتان پر حملہ آور ہوئی

طرفین سے آتشباری شروع ہوئی خادم حسین خان کی فوج برابر گولہ برسا رہا تھا کپتان اور شتاب رای سے مستقل استادہ ہوکر حکم شلک نہیں دیتی تھی مگر جو لوگ متصل پہونچے اونکا دفعیہ کرتا تھا کبھی سواران شتاب رای کو آگے بڑہاکر اونکی تیر و گولی سے منہدم کرتا کبھی توپ انگریزی سے وہ ہوئین اوڑاتا اسیطرح دوپہر تک گرمی بازار رزم رہی آخرکار میر افضل بخشی فوج خادم حسین خان نے بموجب حکم آقا اپنی فوج کو دوحصہ کرکے حملہ آور ہوا اب توپ کی نوبت ہوچکی اور اکثر لوگ خادم حسین خان کے مجروح و مقتول ہوئی گھوڑون کو باگ چہٹ دوڑاتے ہوکر صفوف کپتان پر آگرے اوسوقت توپ بند اور بندوق کی باڑہ شروع ہوئی بندہ لب دریا کوٹھی انگلشی کے غرفہ سے سفرورون کا تماشا کررہا تھا اور مستر اسمیٹ وہین تھے پالکی کو بھیجتا تھا اور کہتا تھا کہ پالکی انگلشی کو شاید کوئی سردار یا انگلشی مجروح ہوا اور بندہ کو بھی معاینہ کرایا بہاگنے والی چونکہ خادم حسین خان کے ساتھ بھی مضطرب فراری ہوئی آتی تہی جو کوئی آتا خادم حسین خان کا غلبہ و ادہر کی مغلوبی کی خبر پہونچاتا تھا تمام لوگ عظیم آباد کی و سرداران کوٹھی اور راجہ رام نراین گوش بر آواز تھے کہ کیا خبر آتی ہے بندہ مستر اسمیٹ اور میر عبد اللہ وغیرہ دوستون کی تسلی کررہا تھا اور کہتا تھا کہ یہ گروہ بہاگا ہوا آتا ہے سو یون کہتا ہے اور بارود کا دہوان ابتک اوڑرہا ہے اگر کپتان مغلوب ہوتا لڑائی کون کرتا اسی عرصہ مین عبد اللہ کے گھر مین بندہ آیا اور لب دریا بندہ مع دیگر لوگون کے منتظر کہڑا تھا کہ دیکھیے کیا ہوتا ہے ناگاہ شلک کی آواز سنائی دی تب بندہ نے کہا الحال اگر پھر توپ کی آواز آئی تو سمجھو کہ کپتان غالب ہے ورنہ مغلوب پھر توپ کی صدا سنی بعد ازان چند لمحہ تک آواز بند رہی لوگونکو تشویش ہوئی تہی پھر توپ کی آواز آئی بندہ نے کہا کپتان غالب ہوا اور خادم حسین خان نے شکست پائی لوگ باور نکرتے تہی حیران تھی بعد چند آواز کے توپ کی صدا موقوف ہوئی ایک شعلہ سا بلند ہوتا اور پھر فرو ہوجاتا تہا اسیطرح نظر معلوم ہوتا تھا کہ جو باقی رہا تہا اوسوقت کپتان کا رقعہ مستر اسمیٹ کے نام متضمن فتح اور شکست غنیم کے آیا مستر اسمیٹ نے فوراً خبر مذکورہ ہر ایک اپنی دوست کو کہلا بہیجی بندہ کوٹھی مین جاکر گرم اختلاط تہا کہ ناگہان گھڑی بہر رہے کپتان نکس مع راو شتاب رای کی اوس ہیئت سے کہ گرد و غبار آلودہ اور عرقناک تھے آپہونچا اور لڑائی کا حال اور فتح یابی کی کیفیت اور شتاب رای کی شجاعت بیان کی اور پھر وہ شتاب رای کی تعریف کرکے کہتا تھا کہ ایسا نواب نہین دیکھا در حقیقت نواب یہی ہے رام نراین اور مصطفیٰ قلیخان اور محمد آفاق کوتوال وغیرہ مع اعیان شہر کہ اس خبر کے سنی حاضر ہوئی خیال یہ تھا کہ دو نو سردار بہاگ آئی ہین کیونکہ شکست خادم حسین کی اوس جماعت کثیر سے کسی کے خیال مین نہ آئی تھی مستر اسمیٹ نے اس قدر مبالغہ کیا لیکن راجہ رام نراین وغیرہ معقول نہین ہوئی تہی مستر اسمیٹ نے کہا کہ اسوقت کپتان نے میر افضل کو لڑائی میں ...

منہزم لیا چونکہ فوج خادم حسین خان کی تہوڑی تہی لہذا مغلوب و منہزم ہوگی جب استقلال مین فرق آیا لوٹ جانا ضرور ہوا تاکہ شبخون سے محفوظ رہی اور کپتان نے جب دیکھا کہ میدان خالی اور خادم حسین خان مع فوج کی برگشتہ ہوئی کوس تک تعاقب کرکے توپ اور ارابہ اور مجروحون کو میدان سے لیکر احتیاط کی کہ باروت وغیرہ جو کچھ ہاتھہ لگی اوسکو آگ لگا دی وہ شعلہ جو نمود ہوئی تہی اوسی باروت کی جوالی تہی بعد ازان وہان کی رہنی مین کچھ فائدہ نہ دیکھکر واپس آیا فوج کو مع سرداران کے وہین چھوڑا اپنا سنخاطر راو شتاب رای کی جو کہ ادب نہایت کرتا ہی اوسکو بہی ہمراہ لایا خبر اس تفصیل سے رام نراین کو کچھ تصدیق ہوئی اور دیگر اشخاص بہی مطمئن ہوے صبح ہوتی ہی جو دیہہ خبر چارو طرف اوڑی اور تحقیق ہوگئی خادم حسین خان بیتیا کیطرف چلا گیا اور افواج انگلشیہ مع مردان شتاب رای کی چند روز بعد دریا عبور کرکے عظیم آباد آئی اور شتاب رای کی حقوق لیاقت اہل انگلشیہ کی دلمین جاگزین ہوئی اسی ضمن مین آمد آمد میرن کی مع کرنیل کلیو سیف جنگ کی گرم ہوئی

آنا میرن کا اور خادم حسین خان کی سر پر جانا اور برق کا گرنا میرن کے سر پر آسمان سے واسطے مکافات اعمال کی اور رہائی پانا خادم حسین خان کا اسکی چنگل سے اور باقی حال شاہ عالم بادشاہ کا اور مستقل ہونا بادشاہی پر اوسکا شتاب رای کی سعی سے

جب میر جعفر خان اور میرن کو یہ خبر ملی کہ عظیم آباد مین خادم حسین خان جا پہونچا نہایت اضطراب ہوا کیونکہ اول تو عظیم آباد مین فوج کی قلت تہی دوسری بادشاہ دریا طرف موجود تہا لاجرم میرن کا چلنا ضرور ہوا عزم سفر گرم ہوا اور عرائض رام نراین کی بہی متضمن اضطراب اور مسٹر امیٹ کی خطوط اپنی قوم کو اوسکا نام کیفیت مذکورہ مین اور نیز تاکید عزیمت مین پہونچی آخر کار میرن سپہ سالار مع فوج بیشمار و سامان ہزار در ہزار کے ہمراہی کرنیل کلیو سیف جنگ اور افواج انگلشیہ نیز جنگ کی آخر تابستان مین عظیم آباد کی نزدیک آیا اسوقت خادم حسین خان گنگا پار تہا لیس داخل شہر ہوا شروع غرہ ذی قعدہ ۱۱۷۳ ہجری کو عبور دریا کیا خادم حسین خان نی صدمہ جنگ کپتان نکس خوب دیکھا تہا اب اس فوج بیقیاس تہرای میرن کے ساتھہ لڑنا اپنی تاب و توان سے باہر سمجہکر ظاہر مین تو بلند پروازی اور دون کی لیتا تہا مگر دلمین مغلوب اور مسلوب الحواس تہا اور کسی ڈہب سے باہر نکلجانی کا پہلو سوچتا تہا کیونکہ جو دریا چہ گندک چو کوہستان شمالی سے نکلکر حاجی پور کی غربی طرف گنگا مین ملا تہا اسکا سد راہ عبور تہا بدون کشت کشتیون کے اسکا تہ نشین حشم خدم کی ہمراہ اوترنا دشوار تہا میرن چند کوچ متواتر کرکے خادم حسین خان کی لشکر کے قریب آیا خادم حسین خان نے آخر شب کو اپنی بہیر بنگاہ روانہ کر دی اور خود دور سے جریدہ فوج میرن

مقابل ہوا اور میرن بہی بخوف جنگ بادشاہ کے جو نامہ سابق مین دو زخم تیر کے کہا چکا تہا ہوس جنگ
چندان نرکہتا تہا اپنی جان کے حفاظت مین رہتا تہا اور افواج انگلشیہ بہی جلدی اور چالاکی تعاقب سے
منع کرتا تہا بعد مقابلہ اور چند آواز توپ کے خادم حسین خان نے میدان سے رخ پہیرا حسب جنگل مین جا بامنظور تہا
اوسکی راہ لی میرن نے تعاقب پکڑا تا آنکہ اسی حال سے قلعہ پہانسی سے چند کوس پیشتر جا کر منزل گزین ہوا اور
خادم حسین خان بہی چند کوس پیشتر بکر لب دریا متحیر تہا کہ اب کہان جاوے القصہ روز عمر میرن کے
تمام ہو چکے تہے اور چونکہ خان کی بہی بار برداری اکثر بسبب بیراہ روی کے اوسکی فرودگاہ تک نہ پہونچی تمام شب
خادم حسین خان قلیل سواران مع ہمراہیون کے لب گرگیا بڑی تکلیف سے غرہ شب آخر ہوئی اور باوجود
اس تکلیف کے اندیشہ صبح تہا کہ کل کدہر کو سفر کرنا ہوگا چونکہ شروع موسم برسات اور آرادۂ ظہیر ملی میرن کے
گہات پر تہا شب مذکور کی دو تین گہڑی رات گذرنے پر باران شدید برسنا شروع ہوا اور بروز پنجشنبہ کی رات
اور ۱۹ ماہ ذی قعدہ کی تہی میرن اور اوسکے ہمراہیون کی نظر و خیمہ جہان تار ہوا اور بعد انقضای ثلث حصہ شب
دو تین مصاحب مانند سید محمد خان مرحوم خلف علی رضا خان بن صفی خان بن اسلام خان اور ہمت خان
بن مصلح خان بن اعظم خان حاجی کے اوس سے رخصت ہوکر اپنے خیمون کو سدہارے اور میرن نے بنا بر احتیاط باد و طوفان
خیمہ کلان سے اوٹہکر پال دلیر خان مین بنا بر خواب تشریف لیگیا یہ ایک قسم خاص خیمہ کی ہی زمین دوز ہوتی ہے
الغرض ایک عورت فاحشہ منجملہ دیگر خواص کے جو ہمراہ تہین مع دیگر قصہ خوان اور خدمتگار کے حاضر ہوئے چونکہ
اس چند گہڑی نائرہ سیاہ کی ہنوز اجل موعود مین کچھ دیر باقی تہی اوسکو رخصت کیا اور خدمتگار نے چپی شروع کی اور
قصہ خوان نے واسطے خواب عدم کے داستان چہیڑی خدا معلوم اوس تیرہ باطن کی آنکہ بند ہوئی تہی یا کہ
سفیر قضا کے انتظار مین بعینہ وا تہی کہ عین شدت باد و باران مین رعد نے گرجنا شروع کیا اور طرفۃ العین مین
برق جانسوز نے آنکہین دکہلا کر میرن کے سر پر تیغ پیدا کیا جسطرح کہ چارپائی پر لیٹا تہا ویسا ہی جلکر تودۂ
خاک ہوا اور اوس مجرم سوختہ کی رفاقت مین خدمتگار اور قصہ خوان بہی راکہ کے ڈہیر ہوگئے بموجب ہدایت
زینہار از قرین بد زینہار و قنا ربنا عذاب النار الغرض جب تہوڑی دیر اس چشم زخم کو گذری اور
پانی بند ہوا جاکر لوگ اوس خدمتگار اور قصہ خوان کی بدلی کو بطور معہود جاکر جو دیکہتے ہین تو آتش گلزار کا
سیر باغ نظر آیا بعض مقربین وغیرہ کو جو لوگ اوسکی خوابگاہ کے قریب اوترے تہے اونہین بلاکر شور و غوغا سے
مطلع کیا اونہون نے تفحص حال کیا ثابت معلوم ہوا کہ پانچ چہہ باریک باریک سوراخ میرن کے کاسہ سر مین
گدی کیطرف اور بدن پر بطور ضرب تازیانہ کی کہودی ظاہر ہین اور تلوار متصل پلنگ پر تہی اوسمین بہی
دو تین جگہ سوراخ ہو گئے تہے اور بتر و پاک لوگ کی گداختہ ہوگئے تہے اور سر کے طرف کی خیمہ کی چوب گویا بوسیدہ

ہوگئی تھی جب یہ خبر جناب فضایل مآب حضرت شیخ محمد علی حزین کو اللہ مغفرت کرے اوسکی نمی احوال
میرن سے خود آگاہی رکہتا تھا فرمایا کہ برق اندازی عالم کی دیکہتے ہو کیونکر جنبہ مین جاتی ہے
بخندد ورّہ تا قاآن یعنے ویسا ہی ہوا جیسا کہ کہا تھا

غرق ہونا دختران بیچارہ مہابت جنگ کا موجب حکم میرن کے دریا مین اور مشاہدہ کرنا خلق کا انتقام الٰہی کو تماشہ فوراً و آشکارا

جب میرن نے خواجہ ہادی خان اور میر کاظم خان کے قتل سے فراغت پائی اور انکے باپ نے
صداقت محمد خان ولد آغا باقر عمدہ زمیندار جہانگیر نگر اور شیخ عبد الوہاب کنبوہ کو بمحض گمان فاسد
دم توپ کر دیا باپ بیٹے نے تشویشات سے رہائی پائی مگر بیٹا اسراف زیادہ مایل ہوا اکثرون کو
ہلاک کرنا اختیار کیا حتی کہ بعض بعض لونڈیون اور حرم کو بھی اپنے ہاتھ سے بضرب شمشیر ہلاک کرڈالا
اور کہا کرتا تھا کہ تصفیہ کے یہی معنی ہین کہ جس سے کچھ بھی بدگمانی ہوا وسے حوالہ خنجر کرنا چاہیے لہذا
اسنے اپنے اجداد کے موجب آمنہ بیگم اور گہسیٹی بیگم دختران مہابت جنگ سے بدگمان ہو کر وعدہ
کامل بہم پہونچایا یا بکر حاکم جہانگیر نگر کو جسکا نام جسارت خان اور صاحب صلاح وصدق انتہا اونکے قتل کو
حکم بہیجا اوسنے در جواب لکہا کہ بندہ اونکے باپ کا نمک پروردہ اور مرہون احسان ہے یہ عمل زشت
بندہ سے نہین ہو سکتا پس حکومت جہانگیر نگر کی دوسرے کو دیجیے بندہ سے یہ امر نہین ہوگا آخر الامر
میرن نے خادم حسین خان کے مقابل جانیکا ارادہ کیا کسی رفیق بدبخت کو مامور کیا کہ جہانگیر نگر جاوے
اور اس بہانہ سے کہ مرشد آباد چلو زنہای مذکور کو کشتی پر سوار کر اگر معاودت کرے اور آباد سے
دور نکلکر اونکو غرق کردے اور جسارت خان کو لکہا کہ اون دونون ضعیفہ کو فلانے کے ہمراہ
روانہ مرشد آباد کرو میرن تو عظیم آباد روانہ ہوا اور فرستادہ جہانگیر نگر کی راہ لی اور وہان پہونچکر
دونون بہنون کو لیکر جب مقام وتجواہ پر پہونچا کہا کہ غسل کرکے لباس صاف و پاک پہن لو بلکہ اپنے
ارادہ سے بھی آگاہ کرا دیا اس خبر سے بڑی بہن گہسیٹی بیگم نہایت مضطرب ہوئی لیکن اوسکی چھوٹی
بہن امنہ بیگم نے کہا کہ عبث خوف کہاتی ہو آخر ایکدن ضرور مرنا ہوگا لیکن چونکہ ہم گنہگار ہین شکر خدا
کہ وسیلہ نجات ہاتہ لگا اور اپنا بوجہ میرن کے گردن پر چہوڑکر روانہ ہوتے ہین پس غسل کیا
اور بجای کفن عمدہ لباس پاک پہنا اور بجای خوشبو کے خاک پاک سید الشہدا علیہ السلام کی بدن پر لگائی
اور گناہگاری سے تایب ہوئین اور دم آخر میرن پر نفرین کرکے کہا آخر تو ہم تیری گنہگار ہین میرن کی
کچھ تقصیر نہین کی اور اوسپر ہمارے خاندان کے حقوق پرورش ہین جسکو وہ فراموش کرکے ہین

ناحق مارتا ہے لہذا ہماری عرض ہے کہ اسکے سر پر بجلی گرا تاکہ ہمارا اور ہماری اولاد کا انتقام ہووے پس بمطلب اور دیگر اعتقادات حقہ زبان پر لا کر غریق بحر رحمت نامتناہی الٰہی ہوئیں لوگ کہتے ہیں کہ اوسی شب کو میرن کے سر پر بجلی گری تھی اور بعض ایک مہینے کا فرق بتلاتے ہیں اسطرح پر کہ آخر شوال سنہ مذکور کو ان بی بیوں پر یہ بلا نازل ہوئی اور ۱۹ ذیقعدہ کو میرن پر برق گری والقصہ غرض و انتقام میرن سے معتمدین بلکہ مصاحبین سے دریافت ہوا کہ میرن نے اس سفر میں ایک بند کاغذ میں نام دو تین سو نفر کا لکھا تھا اور کہتا تھا کہ بعد فتح خادم حسین خان او ر بادشاہ کے گھر پہونچکر ان لوگوں کو صفحہ وجود سے منا کر بآرام تمام مطمئن مقیم ہونگا اور کسی بدخواہ سے کچھ اندیشہ نہ رہیگا خدا نے ایسا کیا کہ خود بدولت ہی مثل نقش غلط کا تقدیر سے مٹ گئے اور ہزارہا مخلوق نے اوسکے ہاتھ سے رہائی پائی پوشیدہ نہ رہے کہ حکیم علی الاطلاق اور خالق انفس و آفاق جسوقت کہ بندوں اپنوں کو بیچ نہایت شر اور فساد کے غرق دیکھتا ہے روا نہیں رکھتا کہ ایسی ایسی باتیں ناروا کریں اور بندگی اوسکی سے غافل رہیں پس غرور السلطان نا لمولکھا اور افزونی کرتا ہے تاکہ تنبیہ مفسدوں کی قرار واقعی ہو لیکن ہمیشہ ظالم کو اوپر مخلوق کے پائداری حکومت نہیں رہتی جیسے کہ مخبر صادق نے ارشاد فرمایا ہے کہ الملک یبقی مع الکفر ولا یبقی مع الظلم مضمون اس حدیث کا یہ ہے کہ بقائے قیام سلطنت کافر کی رہتی ہے اور ظالم کی حکومت ثبات اور قرار نہیں پاتی اگر بعد تنبیہ و سیاست مفسدوں کی ظالم پھر رہیں اور ظلم سے باز آئیں اور دست تعدی دراز نکریں ممکن ہے کہ مالک الملک براہ مہربانی انکو قایم رکھے اور شجر حکومت ثمر ریاست دوام سے بارآور ہوا اور جو یہ حاکم مامور دست ظلم کو تاہ نکرے منتقم حقیقی ایسا جابر ورزبردست ہے کہ اسکو بھی سنبھلنا دشوار ہوجاے اور ہلاکی اسکی فوراً نمودار ہووے کہ تیر دعاے مظلوماں بہت جلد نشانہ اجابت پر پہونچتا جیسا کہ مشہور ہے بیت بہت ڈر آہ مظلو نسے ہنگام دعا طالم چونکہ آتی ہے درحق سے اجابت پیشوائی کو پس خداوند کریم غالب اور قادر اور توانا ہے اوپر ہر چیز کے

رجوع باقی احوال لشکر میرن کا اور دیگر کوائف کا

۱۹ ذی قعدہ روز پنجشنبہ کے اول صبح کو خبر واقعہ عظیمہ کی کہ اس واقعہ آسمانی اور بلاے ناگہانی کی وقت شب اوپر میرن کی گذری تھی کسی معتمد نے جا کر کے خبر کرنیل سیف جنگ کو رئیس تمام فوج انگلشیہ اور سرنایہ استظہار عساکر ہند کا سردار تھا پہونچائی اوسنے بھی بموجب صلاح متعددستانیوں کے اخفا اس واقعہ کا مناسب سمجھا اور لشکر میرن کا کرنیل صاحب کے روبرو جاکر کیا اثنت اور ردوہ نکالکر اوسی جگہ دفن کر دیا اور نقارہ مراجعت بجا کر اوسکی لاش فیل سوار میں رکھکر اسطور سے

کیا اور فوج کی باہر سے روانہ ہوا اور شہرت دی کہ وہ بیمار ہے لیکن لوگون پر ظاہر ہو گیا کہ مردہ کو فوج
مین کیا ہو گویا سراج الدولہ کی شہید کا انتقام ہوا بہر صورت کرنیل صاحب قلعہ بتیا کی متصل پہونچکر حسب التماس
وکلائے رام نراین کے توقف کیا اور وہان کی زمیندار سے پیغام انفصال معاملہ کا نہایت تاکید سے
دیا اوسنے فوج انگلشی کی خوف سے انقیاد و اطاعت اختیار کی اور دونون لشکر بتیا سے نکلکر
کرنیل کی ریاست مین آئے اور جنازہ میرن کا طیار کرکے جلدی سے کہدون پر دریای گنگا کے
کنارے پہونچایا اور وہانسے کشتی پر اوسکی لاش نہایت تعفن اور خرابی مین راج محل پہونچی جسجگہہ اوسکا
اب بھی مقبرہ موجود ہے مدفون ہوا) فاعتبروا یا اولی الابصار) اور لشکر مع دیگر سرداران کے عظیم آباد
پہونچا مقیم ہوا راجہ راج بلبھ بنگالی جو پیشتر شہامت جنگ مرحوم کا دیوان اور اسوقت میرن کا تھا
لشکر میرن کا سردار ہوا اور رام نراین تو خود عظیم آباد کا نائب تھا اور اوسکا بھائی جو میرن کی ہمراہ تھا انکر آملا

ذکر ہی مسٹر امیٹ کے کلکتہ جانے کا اور اوسکے بعد کرنیل سیف جنگ کی سرداری اور سرداران انگلشیہ کی باہم نفاق شروع ہونا

جب تک کرنیل کلیف ثابت جنگ کلکتہ مین تھا فوج اور کوٹھی کی دونون ریاست اوسیکے متعلق تہین جب وہ
اپنی ولایت کو قاصد ہوا کام بنگالہ اور نیز اس جماعت کی ریاست کا اس صوبہ عظیم آباد و بنگالہ و اوریسہ مین
حسب سابق کی وسیع و عظیم ہو گیا تھا کرنیل مذکور نے مسٹر امیٹ کو کل ریاست کی لایق نہ سمجھکر شمس الدولہ
ہنری وانسیٹرٹ کو جو مسند راج کا صاحب کلان ہونا کوٹھی کلکتہ کی سرداری مین تجویز کیا اور نیز کونسل مین
بھی یہ رائے تجویز ہو کر مقرر ہوئی کہ بالفعل بعوض ثابت جنگ کے مسٹر ہلویل کو کلکتہ کا صاحب کلان کیجئے
بعد ازان جب شمس الدولہ آئے اس ملک کا مدار المہام ہو اور باعتبار ایام سابقہ اور نیز درجہ
نوکری اور قاعدہ کلیہ کے مسٹر امیٹ اس عہدہ کا امیدوار تھا اس تقرر کی خبر سے مکدر ہو کر عظیم آباد
بذریعہ تحریر گفتگو کرنے لگا جب ثابت جنگ ولایت چلا گیا اور مسٹر ہلویل کو بھی گورنری پر بیٹھنا
نہایت ملول ہوا کار و بار عظیم آباد کا چھوٹے صاحب کے سپرد کرکے عازم کلکتہ ہوا اور بعد چند روز کے
کرنیل سیف جنگ بھی یہانسے چلا گیا اور شاید اس سے کوئی تقصیر ہوئی تھی کہ ریاست فوج سے
معزول ہوا اور اوسکی جگہ پر میجر کرنگ مقرر ہوا میر محمد جعفر خان میرن کی فوت سے جو حواس رکھتا تھا
وہ بھی کھو بیٹھا ملک و مال فوج و سپاہ کے کار و بار مین مختل ہوا میر قاسم خان کہ سید مرتضیٰ خان
عرف امتیاز خان خالص تخلص ولایت شد امرا ئی عہد گذشتہ مین دیوان بادشاہی عظیم آباد کا تھا جعفر خان
کی دامادی مین تھا لیکن سسر داماد کی صحبت ہمیشہ ناچاق رہی اور میرن زیادہ تر ناچاقی مین ساعی تھا

اس سبب سے میر جعفر خان اکثر اپنے داماد میر قاسم خان سے راضی نہ تھا لیکن بضرورت [illegible]
مورد الطاف کرنے لگا اور خدمت پورنیہ کی علاوہ خدمت رنگ پور کی اوسکی مقرر کی اور بعض
سوال وجواب کیواسطے اوسکو کلکتہ بھیجا چونکہ میر قاسم خان اپنے خاندان مین نہایت کارگذاری
اور امتیاز رکھتا تھا اصحاب کونسل سے وہ گفتگو کی کہ اپنی محبت کا نقش اونکو بوجہ خاطر مین
منقش کر دیا اور کونسلیو کے دلمین یہ بات قرار پائی کہ بہ نسبت میرن اور میر محمد جعفر خان کی میر قاسم خان کی
لیاقت سررشتہ کی زیادہ ہے الغرض میر قاسم خان نے جس کام کو آیا تھا درست کر کے مراجعت کی
میر جعفر خان بھی کسیقدر خوش ہوا چونکہ کوئی اولاد نہ تھی ضرورتاً میر محمد قاسم خان مرجع جمیع امور ہوا
اور اس ضمن مین بسبب مرگ میرن اور تغافل میر محمد جعفر خان کے تنخواہ سپاہ مین نقص بسیار
منقضی ہوا اور انکا تقاضا شدید ہوا چند بار ساعت کر کے گذرا بعدہ دار الامارۃ کو محاصرہ کیا
میر قاسم خان نے اصلاح کرا دی اور اسی عرصہ مین چند تقریبات سے میر قاسم خان کو کلکتہ جانا پڑا
میر جعفر خان اس بارہ مین پس وپیش کرتا تھا لیکن تقدیر سے نہو سکا کہ مخالفت کرے چار ناچار
مرخص کر دیا اور میر محمد قاسم خان روانہ کلکتہ ہوا اسوقت مین مسٹر ہنری ونسٹرٹ المعروف
نصیر الملک شمس الدولہ بہادر کلکتہ پہونچے اور وہان کے گورنر ہوئے میر محمد قاسم خان چونکہ اوس
زمانہ مین پورنیہ جانے کا بھی خیال رکھتا تھا کہ فوج بھرتی کرے علی ابراہیم خان بہادر کو جنکا ذکر
خوبیونکا بتفصیل حال مہابت جنگ اور فتح شمشیر خان کے حال مین لکھا گیا ہے اور اندنون مین
میر محمد قاسم خان کا رفیق تھا حکم دیا کہ بارادہ پورنیہ اور تالیف قلوب مردم قدیمی اور مرشد آباد کے
کرتا رہا اور خود کلکتہ کو روانہ کیا اب بادشاہ اور کامگار خان اور بعض سوانح عظیم بنا بر انتظام کو حسب
حال لکھا جاتا ہے

ذکر ہجوم احوال عظیم آباد مین میجر کرنیک کا باتفاق راجہ رام نراین اور راجہ سیتاب رای کے
ساتھ بادشاہ اور مسیو شیر اس سے لڑنا اور بادشاہ کی شکست ہونا مسیو لاس کا
محصور ہونا اور دیگر حالات جو وہان پر ہوئے اور تسلط پانا میر محمد قاسم خان کا
اور مسند صوبہ داری صوبہ مرشد آباد کے نایب شقاق العباد کے

میرن تو شروع موسم برشکال مین سوختہ خرمن حیات ہوا لیکن اوسکی فوج اسی لحاظ سے
کہ بادشاہ اور کامگار خان سر فساد موجود ہین تعینہ صوبہ مذکور ہوکر مقیم تھی ریاست اوسکی راجہ
[illegible] دیوان میرن سے متعلق تھی اور رام نراین خود اوس صوبہ کا نایب تھا اوسکی فوج ملازم

اوسکی ہمراہ تہی اور فوج انگلشی بہی وہین پر مقیم تہی برسات کے سبب یہ کل فوجین جس جگہ
تہین وہین مقیم رہین اور اس عرصہ مین بادشاہ داودنگر صوبہ بہار کی قرب وجوار تک برابر سیر وتردد مین رہا
بدین سبب کہ اسکے لشکریون کی معاش منحصر کہیتون پر تہی اور اوسکی چارپایہ اور حیوانات ہمراہی کو بہی
چراگاہ ضرور تہا مگر مدت مدید تہا اور چونکہ صوبہ مین تسلط درست نہوا تہا باوجود سلطنت کے
مثل بنگالہ غارتگری کرتا تہا دانہ گہاس وغیرہ ماکول شرب اوسکے ہمراہیون اور چارپایون کو
مطلق نملتا تہا راجہ بنیادسنگہ برادرزادہ راجہ سندرسنگہ اور پہلوان سنگہ بسبب تسلط کامگارخان کے
عار وشرم سمجہتے تہے کہ روبرو بادشاہ کی نہین آتے تہے اور چونکہ کامگارخان کینہ دیرینہ سندرسنگہ اور اوسکے
اولاد واقربا سے رکہتا تہا اپنے ملک کو محفوظ رکہکر اوسکے ملک کی پامالی کا روادار تہا ایکروز بنیادسنگہ
قلعہ ٹکاری سے قلعہ گورواجہان متعلق چہوڑ آیا تہا جاتا تہا یہ خبر بادشاہ اور کامگارخان کو پہونچی فوج مغلیہ
ملازم بادشاہ قریب ہزار سوار کے اوسکے قید کرلانیکو مقرر ہوئی فوج مذکور نے جاکر قید کرکے حاضر کیا
وہ چندروز نظربند رہا اور والد مورخ کے نام عرضی وپیغام ارسال کرتا رہا کہ اگر آپکی وسیلہ سے میری رہائی ہو
اور بادشاہ نظر لطف مبذول فرماوے بندہ اپنی فوج جمع کرکے کار بادشاہی کامگارخان سے بہتر انجام دے
اور فتح سنگہ میرا بہائی جو بنگالہ مین ہے فوج جعفرخان کی بادشاہ کیطرف رجوع کرکے حاضر حضور ہو اور اگر بادشاہ
کامگارخان کی خاطر کرکے اوسکے وسیلہ پر چہوڑیگا چونکہ اس وجہ مین ہمارا ننگ وعار ہے ہمسے کچہ دولتخواہی
اور رفاقت بادشاہ کی نہوگی والد نے یہ جملہ مدارج بادشاہ کو سمجہا کر بنیادسنگہ کو رہا کرایا اور اوسنے
والد کی ملازمت کرکے انکے وسیلہ سے شرفیاب حضوری بادشاہ ہوا اور آمادہ جانفشانی اور رفاقت ہوکر
اپنی فوج کو طلب کیا اور عملہ کو حکم دیا کہ اسباب حرب اور غلہ وغیرہ سامان کی فراہمی مین کوشش کرین
کامگارخان نے بعد ایکروز کے اظہار ملال بادشاہ سے عرض کیا کہ اگر بنیادسنگہ نے اسطرح خلاصی پائی
غلام ترک رفاقت کرتا ہے بادشاہ نے دوسرے روز جب بنیادسنگہ مجرے کو گیا قید کرلیا والد اس حرکت سے
آزردہ ہوگیا اور بادشاہ سے یہ کلام سخت پیش آیا بادشاہ نے عذر کامگارخان کی ترک رفاقت کا کیا والد نے
کہا کہ کامگارخان کو اس صوبہ مین بجز آپکی اطاعت کے کوئی تدبیر نہین ہے بجز اس دردولت کے اوسکا
کہین ٹہکانا نہین ہے لیکن بادشاہ کو کامگارخان کی برہمی کا ایسا رعب چہایا تہا کہ کچہ سود نہوا والد نے
آزردہ ہوکر خانہ نشینی اختیار کی کامگارخان نے بنیادسنگہ کو رہا کرکے اپنے زیر احسان کیا اوسنے والد کو
پیغام دیا کہ اب بادشاہ مجہسے امید رفاقت نرکہے بندہ دو تین روز مین آپ کنارہ کرتا ہے آخر ایسا ہی ہوا
آخر بادشاہ نے بہادر علی خان محلی کو بہیجکر والد سے عذرخواہی کی والد نے جواب دیا کہ کامگارخان کی تسلط مین

بہار اس ہنگام مین محال ہی پس اب رخصت کا امیدوار ہون بادشاہ نے بہت سی دلجوئی کی اور لاچار ہوکر رخصت دی فرمایا اگر بضرورت رخصت ہوتے ہو اچھا ہی علحدہ ہوکر جسقدر ممکن ہو ملک تسخیر کرو اور رفقا فراہم کرکے بروقت حاضر ہو اور نیز چند ہزار روپیہ کامگار خان سے مخفی واسطے خرچ اور اعانت والا کے ارسال کیے والد نواح جاگیر مین پہونچکر امر ماموره مین مصروف ہوا

ذکر مرشداباد مین جلوس کرنے میر محمد قاسم خان کا اوپر مسند ریاست بنگالہ وغیره صوبجات کی تائید مالک الملک سے

جب میر قاسم خان بموجب ذکر بالا کلکتہ پہونچا اور شمس الدولہ اور ہر ہی دلسٹرٹ سے ملاقات اور سلام و پیغام لیا باہمی کلام مین میر محمد جعفر خان کی غفلت ورزی اور برہمی معاملات ملکی اور مالی اور بے انتظامی جملہ امور سررشتہ فوج وغیره کا بیان کیا اور چند لوگون کو مانند چنی لال اور منی لال اور ائکنون سنگہ ہرکاره وغیره کی غفلت اور عدم لیاقت خانہ کو رسے اوسکی سرکار مین مدار المہام اور مختار کار ہو شمار کرا کر انکی رسوائیان بیان کین شمس الدولہ نے جو کہ فرقہ انگلشی مین عقل و دانش سے ممتاز اور نکتہ اور دقیقہ یابی مین سرفراز تھا میر محمد قاسم خان کو لایق ملکداری اور ہوش و سلیقہ مین فائق دیکھکر اور میر محمد جعفر خان اور اوسکے حالات مین غور رسی کرکے متردد ہوا کہ کیا کرے آخر اوسکے دلمین یہ اراده مصمم ہوا کہ میر محمد قاسم خان کو نیابت کل سپرد کی جاکر مختار کر دئے اور میر محمد جعفر خان کی روزمره کو کچھ مقرر کر دیجے تا کہ قاسم خان وجہ مذکوره بلا تامل اوسکو پہونچایا کرے اور یہ اراده اپنے احباب سے ظاہر کرکے مشوره طلب ہوا رای اکثر ارباب کونسل کی شمس الدولہ سے موافق ہوئی مگر مسٹر اسمیٹ جو کہ بدرجہ لاچاری کونسل کا چہوٹا صاحب اور بعده مرتبہ شمس الدولہ تھا اور دو تین شخص اور مانند میجر کرنگ اور مسٹر السن اور مسٹر پالسن کے جو اوس سے متفق تھے اس رای سے راضی ہوئے اور چند قباحات اسمین بیان کیے اور جس امر مین رای شمس الدولہ کی قرار پائی اوسکے برخلاف رد و قدح کرتا تھا بلکہ بذریعہ تحریر کے دونون شخص ہمدیگر کی رای کے بابت ولایت لکہتے تھے اور ہر ایک دوسری کی صاف رای کی شکایت تحریر کرتا تھا اور اس باہمی نے ایک عالم کو برباد کیا جسکا حال عنقریب تحریر ہوگا القصہ جب رای شمس الدولہ کی مصمم ہوئی میر محمد قاسم خان کو اس بشارت سے خورسند کیا اور یہ مقرر ہوا کہ شمس الدولہ خود جا کر مرشد آباد مین اسکا بندوبست کرے قاسم خان نے خوشنود مرشد آباد کو معاودت کی شمس الدولہ نے مع عماد الملک مسٹر ہسٹنگ کہ جو ان دنون مین ابتدا سنہ ١١٧٤ ہجری سے آجتک کہ روز سہ شنبہ ٢٣ تاریخ ماه رمضان سنہ ١١٩٤ ہجری ہے کلکتہ کا گورنر اور اکثر ملک ہند کا مدار المہام ہے مع بعض

سردار اور نصف فوج انگلشی کی بنا بر انتظام امر مذکور قاسم خان کے عقب سے مرشدآباد کو
متوجہ فرمائی اور میر قاسم خان نے علی ابراہیم خان بہادر کو تحریر کیا کہ نئی فوجین بھرتی کرے
اور امیدواران وغیرہ مردم شہر کو تالیف قلوب کرکے اپنا رفیق کرلے اور اسباب تجمل سواری
قدیم وجدید سے جو کچھ مہیا اور میسر ہو اور عصا اور چوب نقرہ موافق ضابطہ ہند کے تیار کرکے برسم استقبال
پلاسی تک حاضر ہو خان والاشان کہ ہوشیاری اور سلیقہ کارگذاری مین یگانہ روزگار تھا
زیادہ اوس سے کہ میر قاسم خان نے خیال کیا تھا مہیا او رسرانجام کرکے استقبال کو گیا اور
میر محمد قاسم خان نے حسب خواہش اپنی جاہ وحشمت اور تجمل وشوکت سے داخل خانہ خود ہو کر
میر محمد جعفر خان سے ملاقات کی اور دوسرے روز شام کیوقت شمس الدولہ نے پہونچکر مرادباغ مین
نزول کیا اوسکی صبح کو میر محمد جعفر خان عازم ملاقات ہوا اور ایک ثلث دن گذرنے پر دریای
بھاگیرتی سے عبور کرکے مرادباغ مین پہونچا شمس الدولہ نے بعد تکلفات صوری کے راز دلی ظاہر کیا
اور جو صلاح ہوئی تھی ظاہر کی میر محمد جعفر خان نے انکار کرکے بڑا مبالغہ کیا شمس الدولہ نے کسیکو بھیجکر
قاسم خان کو بلایا اور اوس مقام پر جو کہ گفتگوی نرم وسخت گذرا ہر چند شمس الدولہ نے چاہا
کہ میر محمد جعفر خان حسب صلاح منظور کرے اوسنے ایک نمانی اور قبل پہونچنے میر قاسم خان کے
سوار ہوکر چلا گیا وسط دریا مین کشتی سواری محمد قاسم خان کی اسکے نظر مین جلوہ گر ہوئی آنکھ
سے اوسکا اشارہ کیا بدین غرض تاکہ وہان پہونچکر کوئی فساد نہ اوٹھاوے خان مرقوم نے سعادت
بھلائی نہ دیکھی اوسکی بات نمانی بلکہ برسم تحمل گویا کچھ بھی نہین سمجھا اور ایسی حرکت نکی باغمین شمس الدولہ
پاس جا پہونچا اوسنے سارا ماجرا اول سے آخر تک بیان کیا میر محمد قاسم خان نے کہا کہ یہ تو ہونا تھا
اب میر محمد جعفر خان مجھسے بدگمان ہوکر میری جان کا خواہان ہوگا شمس الدولہ نے جواب دیا کہ ہم لاچار ہین
اسنے کہا کہ جب آپ لاچار ہین بندہ کہ محض بیچارہ ہے کیا کرے چونکہ وقت طعام آگیا تھا شمس الدولہ
نے کہا کہ آپ ٹھہرین بعد فراغ طعام گفتگو ہوگی القصہ میر قاسم خان الگ متحیر بیٹھا اور علی ابراہیم خان
جسکو ہمراہ لیتے گیا تھا مشورہ آغاز کیا خان مذکور نے کہا کہ اول صاحب سے جو کچھ کہنا ہو کہہ لیجیے
اگر کوئی امر نہوا تو انسے اطلاع کرکے اسی جگہ سے اپنے ملازمین اور خزانہ کو طلب کرکے بیربھوم کیطرف
جانا چاہیے اور باغیون کے طور پر تاخت تاراج کرنا ضرور ہوگا چونکہ اکثر فوج آپ سے موافق ہے
اور کامگار خان بھی مع بادشاہ کے متفق ہو جاویگا غالب ہے کہ اس تدبیر سے بھی کام دل حاصل ہو
چونکہ میر جعفر خان سے اطمینان نہ تھا یہ تدبیر درجہ لاچاری کو دلنشین کر لی فی الحقیقۃ مردان فوج

میر جعفر خان سے بیزار اور اسکی فرمان برداری سے اور جگت سیٹھ اور اوسکا بھائی مہاراجہ سروپچند بھی
خفیہ اسکا مددگار تھا خلاصہ میر قاسم خان نہایت حیران و پریشان تھا تا آنکہ شمس الدولہ نے طعام سے
فراغت پائی اور میر قاسم خان نے حاضر ہو کر کہا کہ اگر جیسا کہ معہود ہوا ہے اگر نہو لاعلاج فساد نظر آتا ہے
شمس الدولہ یہ کلام سنکر علیحدہ ہوا اور مسٹر ہسٹنگ بہادر وغیرہ ارباب مصلحت سے و مباحثہ و مناظرہ
درپیش رہے بعد گفتگوی بسیار کے یہ رای ہوئی کہ کل کے دن باتفاق میر محمد قاسم خان کو دار الامارت
جانا چاہیے اور جسطرح کہ معہود ہوا ہے انتظام کرنا چاہیے میر محمد قاسم خان بسبب اندیشہ کے جو میر محمد جعفر خان سے
رکھتا تھا اپنی فوج کو کہلا بھیجا تھا کہ اوسکی گھر سے دور مستعد و آمادہ منتظر رہیں اور علما کو حکم بھیجا تھا
کہ ہر ایک کو کھانا کھلوانا یہ سب امر حسب الحکم تعمیل ہوئی اب شمس الدولہ نے میر قاسم خان کو
مرخص کیا بدین قرار کہ کل اول صبح کو مع اپنی کل حاضرین ہمراہیوں کے حاضر ہو اور سرداران
فوج انگلشی کو بھی حکم دیا کہ گھڑی رات رہی فوج اور توپ تیار کر کے دار الامارہ کے دروازہ پر بجای ماموره
مقررہ حاضر ملیں میر قاسم خان نے جب اپنی گھر جانیکا ارادہ کیا اول اوسکے رفیق کنارہ سے گھر تک
اژدحام کر کے واسطے حفاظت کے استادہ ہوئے بعدہ اوسنے دریا سے عبور کر کے سپاہ و دولتخواہ کے
احاطہ میں دولتخانہ پہونچا اور تمام شب قاضی الحاجات کی درگاہ میں مناجات خوان رہا اور
تھوڑی دیر خیر طلب لوگوں کی دلجوئی میں بسر کر کے چند گھڑی استراحت پر مائل ہوا

ذکر ہے عروج نیر اقبال میر محمد قاسم خان کا معارج جاہ جلال سے اور رجوع ہونا کوکب بخت میر محمد جعفر خان کا افول اور زوال سے

جسوقت میر محمد قاسم خان کی صبح اقبال کی روشنی قریب ہوئی حسب سعود و بخت بیدار کسیطرح فرش
راحت سے شگفتہ اوٹھا اور مع رفقا اور ہمراہیان کی تیاری سواری کا حکم دیا جب بہت قریب ہو کر
پیش ہوئی کسوت اقبال و دلداری تن زیب کر کے طالع فرخ سے شگون فیروزمندی لیکر سمند اقبال پے
رہگرا ہوا اوس سے قبل ورود میر قاسم خان کے شمس الدولہ بہری اور لسٹرٹ گورنر اور عماد الدولہ
مسٹر ہسٹنگ بہادر مع دیگر سرداران اور توپ اور فوج کے میدان جلوخانہ دار الامارہ میں پہونچکر
شاہراہ دربار پر اپنی لوگ مقرر کر دئیے اور ادہر سے میر قاسم خان اسپ سوار مقابل نقارخانہ کے
جاکر استادہ ہوا پیغامبروں کی آمد و رفت شروع ہوئی ہر چند شمس الدولہ نے ہر طرح میر محمد جعفر خان کو
فہمایش کی کہ اگر تمہارا داماد تمہاری نیابت میں ملکی مالی کام کا سر انجام دے اور تم فارغ البال عیش
و کامرانی میں ایام زندگانی بسر کرو تو کچھ تمہارے لئے برائی نہین ہے بلکہ بہبودی ہی اپنی تمہاری غفلت

کا ملک بین خلل اور سپاہ اور وظیفہ خوار مفلس ہین و دین مغلوب ہند و مالک ملک کرو ستے ہوئی
نجیب و شریف جان بلب ہین گران باتون سے کچہہ سود نہوا اور سب جاہل مطلق نے فہمایش سردارون
انگلشی کی کچہہ نسنی اس باب مین جواب سوال مین کہ عرصہ دراز ممتد ہوا آہستہ آہستہ تلنگون کی پیدا ہونے
ہوتی جاتی ہین اور توپ بہی طیار رو بدیوار دار الامارۃ تہی محمد میر جعفر خان کے رفیق جو دار الامارۃ
کے اندر اوسکی بموجب حکم حراست مین آمادہ تہی افواج انگلشی کی رعب اور ہراس سے جو کہ خدا کے
نزدیک ملک کے لوگون کے دلونمین مستولی کر دیا ہے ہر ایک حیلہ و بہانہ سے اپنے اپنے گہرونکی راہ
لینے لگا آخر شمس الدولہ نے تنگ ہو کر کہا ہر گاہ یہہ مجہول امر معقول کو نہین سمجہتا اسکو استقرار دینا
کچہہ ضرور نہین جسمین رفاہ خلق کی صورت ہو تفصیل کرنا چاہئے چند سرداران انگلشی جو حاضر تہے اونہون نے
تصدیق کلام کیا اور ساتہہ اسکے ہمداستان ہوے پس اوسنے میر قاسم خان کو حکم دیا کہ ہر سہ صوبہ کی
سندات پر بالاصالت بیٹہہ کر فرمان روائی کیجیے اور رعایاے مظلوم کی دلجوئی مین مصروف ہو جئیے کیونکہ
یہہ بیچارہ شرفا اور نجباان دو تو ہندوون کی ہاتہہ سے نہایت تنگ ہو رہے ہین اور اندرون دار الامارۃ
جو چند لوگ میر جعفر خان کے مخلصون مین رہگئے تہے اونہین بہی بدر کرکے کار خانون کے دروازون
اور نیز حرم سرا کے راستون پر تلنگون کی حراست مین مقرر کر دیا اور خود داخل دار الامارۃ ہو کر ...
اور میر محمد قاسم خان کو طلب کرکے زیر شامیانہ کار چوبی جو دیوان عام کے ایوان مین کہنچا تہا مسند پر
میر محمد قاسم خان دو شنبہ کے روز دسوین ربیع الاول سنہ ۱۱۷۴ ہجری کو نیابت سے گذر کر بالاصالت
ہر سہ صوبہ کی ایالت پر سرفراز ہوا اور نقارہ شادمانی بلند آوازہ کیا ہوا خواہان حاضر نے ہجوم کرکے
نذرین دکہلائین شاید شمس الدولہ نے تین چار روز تک سمر ہشتنگ عماد الدولہ کو مع افواج انگلشی کے
اوسکی حفاظت پر رکہا اور خود مراد باغ گیا اور میر جعفر خان کو جو محل سرا کے اندر اپنی عورتون اور لڑکون میں
شمس الدولہ نے پیغام بہیجا کہ اگر مرشد آباد مین رہنا ہو کوئی مزاحم نہین جس مکان یا جس حویلی مین
منظور ہو اپنی اقامت کو پسند فرمائیے اور اگر کلکتہ کا چلنا منظور ہو تو بہی مضائقہ نہین ناظم معزول نے کلکتہ کا جانا منظور کیا
بجرہ اور کشتی کی درخواست کی جملہ سامان حسب خواہش مہیا ہوا اور میر جعفر خان بد بختی تمام خزانہ
محال اور جواہر نفیسہ جو کہ نوادر تحفہ شجاع الدولہ اور علاء الدولہ سرفراز خان اور سیف خان اور مہابت جنگ
اور شہامت جنگ اور صولت جنگ اور سراج الدولہ کے تہے اور حرم سرا مین انہین دنون
کیواسطے منی بیگم کی تحویل مین جو کہ جعفر خان کے گہر مین میر خانہ تہی رکہتا تہا اور پارچہ ملبوس خاص
جو کہ یہہ بہی اونہین امرا کا اندوختہ تہا مع دیگر تحائف اور نوادر کے جو لوگون سے مستور تہا ہمراہ لیکر

مع عورات مدخولہ اور اوسکے خدمہ اور اطفال صغیر جو کہ تین لڑکے اور تین لڑکیاں تہین راہ
کلکتہ کی لی چند کمپنی تلنگہ کی حفاظت سے اوسکے ہمراہ ہوئین دار الامارۃ مذکور مین پہنچایا اور میر جعفر خان نے
اوس شہر کے چوک کے متصل ایک جدید زمین خرید کرکے طرح عمارت اپنی سلیقہ اور رائے سے ڈالی اور
متعدد مکانات کی تعمیر کرائی اوسکی رفقا سے میرزا غلام علی پسر حکیم بیگ نے وفاداری کی
اس سفر و حضر مین ہمیشہ رفیق ہوا حقیقت تو یہ ہے کہ بجز اوسکے اور کسی دوسرے نے ہمراہی پر قدم نرکہا
اب بیان کا حال سنئے میر محمد قاسم خان نے اپنا خطاب نصیر الملک امتیاز الدولہ میر محمد قاسم خان بہادر
نصرت جنگ مقرر کیا اور خطاب مذکور بادشاہ سے اپنے واسطے طلب کیا اور ایک لڑکا اوسی قریب
جلوس مین حاصل ہوا تہا اوسکے مقدم کو مبارک سمجہا چونکہ علم نجوم مین بہی کسقدر شعور رکہتا تہا
اور اس علم کے حکم پر معتقد تہا اوسکا زایچہ بڑے تنقیح سے منجمون سے بنواکر اوسکے وجود کا معتقد ہوا
لیکن اوسکی عمر نے وفا نکی چونکہ تین برس کا ہوکر فوت ہوا صوبہ عظیم آباد اوسکے نام مقرر کیا تہا بخطاب ملک شمس الدولہ
میر شمس الدین علیخان بہادر ناصر جنگ کا حضور سے طلب کیا اور اوسکو ہفت ہزاری قرار دیکر
چہوٹے چہوٹے ہاتہی گہوڑے مع زین و عماری مناسب قد و قامت کے آراستہ کیا اور چہوٹی
عمر کے لڑکے شاگرد پیشہ بنائے اور ہر فرقہ مین بہرتی کی گویا ایک تماشا تہا اور اپنے چچا میر ابو تراب
کو بہی کہ اول مین مرد مفلوک تہا معز الدولہ تراب علیخان بہادر صلابت جنگ کے خطاب سے مخاطب کرکے
منصب شش ہزاری اور عطائے پالکی جہالردار اور علم اور نقارہ اور جاگیر اور رسالہ سے مقرر فرمایا
اور اپنے چچا کے لڑکے کو ابو علی خان بہادر خطاب اور رسالہ دیکر عزت بڑہائی لیکن چندان
اسکا اعتبار نتہا اور اصل لیاقت بہی کم تہی اور چچا بیچارہ بجز عاصی اور استعداد و سروری کی فطرتی
نرکہتا تہا مگر اپنے حقوق دیرینہ اور تمیز و دوستی کا جو لوگون کو اوس سے اور اوسکو لوگون کے
ساتہ تہا مرعی رکہتا تہا اور بقدر مرتبہ کلمہ خیر کے کہنے مین بحضور میر قاسم خان کے قصور نہین کرتا تہا
القصہ بعد تمہید و تشیید مبانی عہود اور مواثیق کے جو کہ کونسل کلکتہ اور جماعت انگلشی سے انعقاد
اور انفصال پاپا طرفین سے محرر اور مرقوم ہوا اور وضع سربراہ لانے کی باہم اتفاق خاص سے تشخیص پایا
میر قاسم علیخان رتق و فتق ملکداری مین مصروف ہوا متصدیون سے محاسبہ اور میر جعفر کے عملہ کا نقد کی
خیانت نکالنے مین مصروف ہوا ان لوگون مین بعض قدیم اور بعض جدید ملازم کردہ میرن اور میر جعفر خان
کے تہے بعض متصدیان قدیم کی بہی تالیف و ترغیب کرکے اس کام مین شریک کیا اور بعض اپنے متوسلون کو
جنپر اعتماد رکہتا تہا ناظر کیا سیطے ابراہیم خان بہادر کو جو دیانت اور امانت مین یکتاے روزگار اور دفاتر دیوانی

وظیفہ یابی میں ہوشیار تھا تنخواہ سپاہ کی کم وکیفیت میں بالتخصیص مامور کیا اور سوای اسکی اور مشکلات
امور بھی اسپر بار ائے ہیر محول ہو ہوشیار ام نے اگرچہ ضوابط دیوانی کو درست کرکے نافذ کئے تھے
مگر سخت گیر اور بد طینت تھا یہ شخص دریافت خیانت دفتر دیوانی او بیوتات اور وقفیت خیانت دیگر متصدیوں پر مقرر ہوا
اور قدیم بخشی جو معتمد تھا میر منشی اور حافظ ابرار خان کے لقب سے نامزد ہوا اور بعض امور کا تفحص
اور تجسس اسکے بھی سپرد ہوا خواجہ گرگری برادر خواجہ پیدروس ارمنی توپخانہ کی داروغگی اور آراستگی
توپ وغیرہ اور قواعد سکھلانے پیادہ ہائے برقنداز کے حسب قاعدۂ فرنگ مقرر ہوا اور کمال تقرب ملا
گرگین خان بہادر لقب مقرر ہوا اسکا تقرب ایسا ہوا تھا کہ اوسکا دوسرا ہمخانہ میر قاسم خان میں کوئی ہوتا
اسکے التماس کو میر قاسم خان کے دل میں وہ جگہ تھی جو آجتک کسی نوکر اور آقا میں نہیں سنی گئی
گویا شیطان کے مانند میر قاسم خان کے رگ وپے میں اپنا اثر کر گیا تھا شیخ سند علی لکھنوی جو کہ احاد الناس
قصاب لکھنو سے تھا یکبارہ محض تھا زمرۂ سپاہ میں درجۂ عالی کو پہونچایا یہ شخص متحمل گرگین خان سے کچھ کم نتھا
بعد اسکے مرنے کے بھتیجا اسکے بخشی رہا اور ہر ایک کے ہمراہ چار پانچ ہزار سوار رہا کی چنانچہ اوسکا بھتیجا
فرحت علی کہ رسالہ میں کئی سو سوار تھے علی ہذا القیاس برکت کا بھی یہی حال تھا اور اسکا اوسکا
محمد علی بخشی اور رئیس صاحب اختیار پانچ ہزار سوار ترک سوار کا تھا کہ بضابطہ انگلشی کے حوالدار
اور جمعدار اور صوبہ دار اور کمیدان رکھتے تھے اور اٹھارہ سوار شمشیر برہنہ کے ساتھ ہمراہ چلتا تھا
کیونکہ اگر لڑائی میں کوئی روگردان ہو یہ برہنہ شمشیر والے بدون اجازت کے اوسکا سر اوڑا دیں
اور میرزا شمس الدین کو جو کہ ایام شباب سے میر قاسم خان کا یار اور مرد خوش اخلاق اور
ہوشیار تھا اور عظیم آباد میں قلوب مردم شہر اور لشکر میں کے رسائی تالیف کرتا تھا صاحب اور
بعض خدمات مثل ملبوس خاص اور توکانات حضور بادشاہ اور معاملہ جاگیرات مردم حضور وغیرہ بیگمات کے
مقرر ہوے اور بندہ کو مرشد آباد سے خط تھا فقیر قبل جلوس امارت کے لکھکر دو ہلوا جب تنخواہ
مقرر کرکے تمنا کی تھا کہ بندہ ارباب انگلشی کو بھی عظیم آباد اور شہر دیگر فرقہ مذکورہ سے جو کہ آشنا ہوں
سعی کرکے صوبہ داری عظیم آباد کی بھی اوسکو دلادی اور یہ خبر نہ کہتا تھا کہ یاوری بخت اوسکو نکالا کہ
تخت پر بٹھائی والی ہے

میر محمد قاسم کا روپیہ جمع کرنا بطور مصادرہ کے مردم مرشد آباد سے اور بہم پہونچانا اسباب تجمل اور استعداد اوسکا اور کل کارخانہ کا انتظام کرکے جمعی سے آسودہ ہونا

میر محمد قاسم خان نے جب دیکھا کہ خزانہ خالی ہیں ادائی زر میں متحیر ہوا جو کہ اپنی سپاہ اور نیز نوکران ملازمت

اور افواج جماعہ انگلشی سے وغیرہ ہوا تھا لہذا اول بندوبست پرگنات صوبہ بنگالہ وغیرہ کا کرکے
ضلع بردوان وغیرہ کو تنخواہ انگلشی مین مقرر کیا اور بعض جواہرات کو بھی انگلشی کے دین مین جماعہ کو کی
ہاتھہ مین کر دیئے اور موجودات سپاہ کو علی ابراہیم خان بہادر وغیرہ معتمدین سے دیکھکر دفتر بخشی گری کا
تقلب اور تصرف نکالا اور شمار ملازمین کا بعد تصحیح صحیح کے جو کچھہ ثابت اور تنقیح ہوا اونکا حساب کیا
اور اونکی تنخواہ کسیقدر نقد دی اور کسیقدر ماہواری کر دی اور بعض کی تنخواہ آیندہ پر موقوف رہی سپاہ
جو کہ میر جعفر خان کے ہاتھہ سے بجان تنگ ہوئی تھی جو کچھہ مقرر اور میسر ہوا اوسی مین راضی اور شاکر ہوے
شاید جگت سیٹھ سے بھی جیسا کہ وعدہ ہوا تھا کسیقدر قرض لیکر تقاضای گوناگون سے رہا ہوا اور آیندہ کو
اپنے مداخل اور مخارج خیال کرکے بقدر مناسب جیسے عہدہ برائی ہوسکے مقرر کی اور اکثر اخراجات بیفایدہ
کو جو بطور بلاہی اور بلاغت کی تھی لغو و عبث سمجھکر موقوف کر دی مانند دنبہ خانہ اور بلبل خانہ اور بہری خانہ
وغیرہ کی برخاست کر دیئے بعض بعض جانور رکھہ لئے اور باقی زمینداران صوبہ کو دیکر اونکی قیمت تشخیص کراوی
اور عملہ دیوانی نے اونکی وکلا سے وہ روپیہ لے لیا اور چینی لال اور منی لال اپنے خرابی اعمال کو پہونچے
اون کے پاس سے زر کثیر عاید سرکار ہوا مخفی نرہے کہ میر قاسم خان آغاز طفلی سے بسبب دامادی
میر جعفر خان کے خاندان مہابت جنگ مرحوم مین واجب الرعایت رہا اور شہامت جنگ کی سرکار مین
مع چند سوار کے ہمیشہ باستحاطر روسای سلسلہ کے نوکر رہا اس سبب سے اوسکی آمد و رفت ہر ایک گھر اور
عملہ شاگرد پیشہ اور ہر ایک کے ملازمان دولتخانہ سے اور ہر ایک جماعہ کے احوال سے بخوبی آگاہ تھا جب
بہادری تقدیر مسند نشین امارت ہوا ہر ایک جماعہ مذکور بر حسب گمان زر اندوزی تھا کسی نہ کسی
طور سے عتاب و خطاب کرکے جسکی جسقدر پونجیان تھین چھین لین حتی کہ بعض کسبیون سے بھی جو کہ میرن اور
میر جعفر خان کی نوکر تھین اور دفتر خانسامانی سے معلوم ہوا کہ اسقدر جواہرات اور فلان فلان ظروف اور
فلان فلان تحفہ لینگی تھین ہر ایک کو بجنسہ بلکہ مع شے زواید واپس لیا اور کنیزان اور خواجہ سرایان خانہ
مہابت جنگ اور شہامت جنگ سے بھی جو گوشہ عافیت مین بلا اتفاق شخصے بسر کرتے تھے
ستیزہ کرکے جو کچھہ ممکن تھا اور غمازون نے کہا تھا فراہم لایا گویا یہ شعر حضرت سعدی کا سینہ حرص کچھہ مین
نقش کر لیا تھا اسکا ترجمہ مخفی اکبر نامہ کا یہ ہے نہین لیتا ہے تو ہر ایک سے کیون ایک جو چاندی کہ ہو جاوے خزانہ واسطے تیرے فراہم اپنے بیک نہ سکے
جو ہیرا لال متصدی سرکار مہابت جنگ اور پیشکار راجہ جانکی رام اور راجہ دولبھ رام کا تھا نقد و جنس اپنے گھر کی
سپاہ کرکے بے کم و کاست میر قاسم خان کے حوالہ کی وہ ایک مبلغ خطیر تھا میر قاسم خان نے تھوڑا
اوسمین سے راجہ کو معاف کیا باقی خود لے لیا اور سنگت سنگہ سے راضی ہو کر اوسکی بہت عزت کرنے لگا

اور اپنے پہلو ہی مسند مین بٹہا لیتا تھا اور غلام حسین خان سے جوکہ دار وغہ دیوانخانہ مہابت جنگ اور اوسکا
رفیق قدیم اور لڑکپنا کا مالک تھا بہت ساز وبال لیکر بدستور دار وغگی دیوانخانہ مین مقرر رکھا خلاصہ یہ ہے
کہ اس صورت سے زر کثیر جمع کیا اور سپاہ کو بہی خوشحال کرکے جنہین لایق کار سمجہا ملازم کیا اور بعض کو برطرف کرکے
اونکی تنخواہ دلادی

نکلنا میر محمد قاسم خان کا بیربہوم کیطرف اور لڑنا کپتان ہر دوان کا اوس مرزبوم کی زمیندار و نسے

چونکہ صوبہ بنگالہ مین کوئی زمیندار دار الملک مرشد آباد سے بجز زمیندار بیربہوم کے دعوی شجاعت نہ کرتا تھا
اور میر قاسم خان کو باطن مین زمینداروں سے قدیم دشمن تھا فی الحقیقت اکثر اس فرقہ مین قابو طلب ناقص عہد
سست پیمان کم فرصت کوتہ اندیش مین بجز اندک انقلاب زمانہ کے سارے حقوق فراموش کرکے
جبر ہی پر آمادہ ہوجاتے ہین اسی وجہ سے بادشاہان سلف نے کبہی انکا اعتماد نہ کیا اور اپنی عملہ کو امور جزوی
مین ہر پرگنہ اور ہر مقام پر مقرر رکہتے تہے تب تمام دنیا فارغ البال تہی اب کہ زمیندار مطلق العنان ہوئے
ہین تمام رعایا نالان ہی اور اگر ایسا ہی حال رہا اس سے بہی زیادہ ابتری کی امید ہے القصہ بدیع الزمان
زمیندار بیربہوم جو دیوان جیو کے نام سے مشہور تہا اور ایام جوانی مین بلکہ کہولت مین بہی عیش و آرام پر مقید تہا
بندوبست ملک کا اپنے لڑکے علی نقی خان کے سپرد کیا تہا لیکن اسکے مرنیکے بعد اور زوال دولت خاندان
مہابت جنگ کے لباس درویشی پہنا اور دوسرے لڑکے اسد الزمان خان کو جو رانی کے بطن سے تہا
راج دیکر خود گوشہ نشین ہوا اور فقیر اسکی مصاحبت کرتا تہا میر محمد قاسم خان بیربہوم کے معاملہ مین کچھ
اضافہ کیا چاہتا تہا اسد الزمان خان نے نمانا اور سرکش ہوگیا اسکا سبب شاید یہ تہا کہ چونکہ میر محمد قاسم خان نے
اسی دیار مین نشو و نما پایا تہا اور زمانہ گذشتہ مین محض بیقدر تہا اور تمام دنیا اوسکو نظر حقارت سے دیکہتی تہی
اندنون مین کہ عروج میسر ہوا اوسکا شان و شوکت لوگون کے دلمین کچہ نسما یا بہر حال میر محمد قاسم خان
اوس زمیندار کے تنبیہ کو مرشد آباد سے عازم ہوا اور پدہ گام مین جو شہر سے بارہ کوس پر تہا مقیم ہوا
اور خواجہ محمدی خان کو جوکہ میر جعفر خان کے عہد سے عہدۂ بخشی گری رکہتا تہا مع میجر یارک الفلس اور گرگین خان
ارمنی کے اوس زمیندار نا ہنجار کی گوشمال کو بہیجا اور اپنے نوکرون کو تاکید کی تہی کہ قبل پہونچنے اس ملک کے
اوس مقہور کا فیصلہ کرین لیکن چونکہ لشکر ہندوستانی مین سرداران سابقہ سے جوکہ نظر کردہ مہابت جنگ تہے
کوئی نرہا تہا فقط کمینہ ناکردہ کار میرن اور میر محمد جعفر خان کے بہرتی کئے ہوئے زنگی تہے کچہ کام نہ بنا سکے
اسد الزمان خان نے اپنے باپ کے دیوان بدیع الزمان خان کو ملک سپرد کرکے خود چار پانچ ہزار سوار اور
بیس ہزار پیادہ لیکر سالک دشوار گذار مین جا بیٹہا اور مداخل راہ پر محافظ تعین کردئیے اسی عرصہ مین بندہ

حسب الاشارہ میجر کرناک سالار فوج انگلشی قایمقام کرنیل کلیوسیف جنگ کے اور نیز مسٹر ٹرنی صاحب سردار کوٹھی عظیم آباد کے مسٹر امیٹ کے غیبت مین قبل ورود مسٹر گاویر کے واسطے پہونچانے بعض پیام زبانی کی اور نیز واسطے لانے میر محمد قاسم خان کی بطرف عظیم آباد کے مرشد آباد پہونچکر یہ کام پہونچا صورت یہ کہ بعض کپتان نے جو بردوان مین چند کمپنی تلنگہ کے ساتھ تعنات تہے دوسری راہ سے آکر عین غفلت مین اسد خان کے سر پر پہونچکر اوسکی فوج کو پریشان کر دیا اور چند ضرب توپ اور شلک بندوق سے ایک گروہ زمیندار مذکور کا مجروح و مقتول ہوا القیۃ السیف رو بفرار ہوے توپ کی آواز سنکر افواج قاسم علیخان بہی پہونچی دور سے لشکر ظاہر ہوا اور چند فراریان کی عقب مین جاکر اوسکی لشکرگاہ مین خیمہ زن ہوئے اس خبر سے اپنے لشکر کی بددلی اور نامردی دریافت کی خصوصا خواجہ مہدی خان رئیس لشکر سے زیادہ آزردہ ہوا حالا مناسب ہے کہ عظیم آباد کا حال اور اپنی آنیکی وجہ تحریر کرون

میجر کرناک کا بار او جنگ بادشاہ اور ہوشیر لاس کے بر آمد ہونا اور دولتنگ ہونا سردار مذکور کا رام نراین کے شورہ مختلفہ کی سبب سے اور مورخکو بہیجنا میر قاسم خان کی پاس اور جو کیفیات کہ مورخنے وہان سے آکر میر قاسم خان سے بیان کر اور نہضت کرنا میر قاسم خان کا راہ کوہستان سے بعجلت نہایت طرف عظیم آباد کے

سابق مین ذکر ہوا ہے کہ بعد روانگی کرنیل کلیف ثابت جنگ کے مسٹر بلول تہوڑے دن کلکتہ کا سر انجام کرتا رہا اوسکے بعد شمس الدولہ پہونچا اور کونسل کلکتہ کا مدار المہام اور گورنر مستقل ہوا اول مسٹر امیٹ اور بعد مسٹر کلیوسیف جنگ مع میجر کرناک اور مسٹر لشنٹن مع بعض دیگر سرداران عظیم آباد کی کلکتہ گیا اور مسٹر امیٹ خود کلکتہ کا چہوٹا صاحب تہا چونکہ مورخکو صاحبان انگلشی سے نہایت اخلاص اور اتحاد تہا چونکہ کہ معین اور مقرر کیا ہوا میر قاسم خان کا بغرض خود مورخ کے واسطے براہ مدد خرچ تہا اوسیوقت تمام وکمال صاحبان انگلشی سے ظاہر کر دیا اور یہ انکو معلوم تہا کہ چہہ لاکہہ دام کی جاگیر بندہ کی قدیم سے پرگنہ مونگیر مین متصل قلعہ کے ہے اور میر جعفر خان نے بعد ورود بادشاہ کے اس قصور سے کہ والد بندہ مورخ اوسکے رفاقت مین رہا ضبط کر لیا تہا صاحبان مذکور نے نظر باخلاص جو بندہ سے تہا جاگیر مذکور کو میر قاسم خان سے واگذاشت کراکر اوسکی دستخطی اور مہری سند مکمل کراکر بندہ کو نام لادی اور رام نراین کے ہاتہہ سے نکالکر سپرد بندہ کی اور بندہ مورخ عاقل نے وہان جاکر عمل و دخل کیا جب برسات گذری میجر کرناک نے بادشاہ اور ہوشیر لاس اور کامگار خان سے اتفاقیہ فساد کو عظیم آباد سے نکالکر باغ میر جعفر خان کے میدان مین لشکرگاہ کیا اور رام نراین اور راج بلبہہ کو

اپنی رفاقت پر مامور کیا بندہ بھی بپاس حقوق اس سفر میں شریک ہوا چونکہ سالہا سال کی عسرت کے
سبب سے اسباب سفر اور اسلحہ اور سواری وغیرہ نہ رکھتا تھا میجر کرناک اور مسٹر جی نے ایک خیمہ
اپنی سرکار سے مقرر کیا اور گھوڑے وغیرہ بابت سواری بھی مقرر کر دیے بندہ سوا انکے لشکر میں بخوبی بسر کرتا تھا اکثر
اوقات بلکہ ہمیشہ شریک مشورہ اور ہر امور مرجوعہ میں دخیل رہتا تھا جب ایک مدت اوس ویرانہ میں
گذری اور دونو ہندو ایک صبح اور ایک شام کو آتا اپنی اپنی ہر وقت حاضری ایک دوسرے کے برخلاف
صلاح دیتا تھا اور ہر دو صاحب لشکر اور معتبر سردار تھے میجر کرناک وغیرہ اصحاب انگلشی انکی اختلاف رائے سے
دل تنگ ہو کر باتفاق اہالیان کونسل مخصوص مسٹر جی کے بندہ کو طلب فرما کر کہا کہ تم ہمارے دوست اور میر قاسم خان کے
بھی دولتخواہ ہو اور یہ دونوں اوسکے نائب اور نوکر ہیں اور ہم ان دونوں کی شاقت سے عاجز آئے ہیں
حیران ہیں کہ کسکا کہنا قبول کریں صلاح یہی ہے کہ میر قاسم خان یہاں آوے اور انکی التماس سنکر جو مناسب سمجھے
تعمیل کرے اور تمکو اوس سے جواب سوال کرنا چاہیے بندہ نے اوسکو لکھا مگر کچھ سود نہوا بادشاہ اور ہوشیار اس کے
مفسدہ سے زیادہ بہبود نہین ہے تم جا کر یہ سب مدارج اوسے سمجھاؤ اور اوسے لاؤ بندہ قبول کر کے
عازم ہوا میجر کرناک نے میر محمد قاسم خان کو خطوط لکھے اور ایک خط متضمن سفارش اور حفاظت بندہ کے
میجر یارک کے نام تحریر کر دیا اور ایک بجرہ خاص منجملہ دیگر بجرون بادشاہی جہانگیر نگری سے کہ اکثر میجر مذکور کے
زیر حکم تھے بندہ کی سواری کو دیا بندہ اوسپر سوار ہو کر روانہ مرشد آباد ہوا راستہ میں مسٹر ہیگو کو دیکھا
جو مدار المہام اور صاحب کلان کونسل عظیم آباد کا ہو کر وہان کو جاتا تھا چونکہ روانگی میں عاجل تھا ٹھہر نہ سکا
دور سے باواز بلند سلام کر کے آگے کو روانہ ہوا القصہ بندہ مونگیر پہونچا امیر قاسم خان سے ملاقات کر کے
ابلاغ پیام کیا اوسنے سنکر اغماض کیا عظیم آباد کا ارادہ نتہا لیکن بندہ سے بکمال عطوفت پیش آیا خیمہ علیحدہ نصب کرا دیا
اور دونو وقت کہانا بھیجتا تھا اور بکمال لطف و عنایت سے ہمکلام ہوتا تھا اور چند عدد تھان از قبیل
دستار جہانگیر نگری خاصہ کے بھیجے تا آنکہ رام نرائن نے گماشتہ جگت سیٹھ کی وساطت سے لکھوایا کہ غلام حسین خان
بھی پہونچا ہو کر میجر کرناک کے حضور میں گئے ہیں چونکہ نہایت اخلاص جماعہ انگلش سے رکھتے ہیں اور باپ اور بھائی
اسکے ہمراہ بادشاہ کے ہیں فی الحقیقت انکو دونوں طرف یعنی انگلشی اور بادشاہ کے جانب سے سمجھنا چاہیے
یہ مضمون اپنے وکلا کی معرفت میر قاسم خان کے گوشگذار کیے وہ خود مجسم توہم تھا اوسوقت سے بھی بدتوہم ہوا
وہ سارے التفات جو پہلے کے تھے موقوف کر دیے چونکہ میرا ایک لشکر میں تنہا تھا بندہ اپنے حال پر
متحیر ہوا کہ کیا کریئے اگر رخصت طلب کرتا ہوں زیادہ بدگمان ہو کر خدا جانے کیا ارادہ کرے اور
لشکر میں باوجود بیباکی کے دن اوسکے لطف و عنایت سے کیونکر بسر ہوگی ناچار دو چار پہر ٹھہرا تھا

کہ سہل سا عارضہ لاحق ہوا بندہ نے اوسی عارضہ کو وسیلہ کر کے درخواست رخصت کی اوسپر ترش ہو گیا
عظیم آباد جانا چاہتے ہو بندہ نے اودہر کا انکار کر کے مرشد آباد کا ارادہ ظاہر کیا بہت نہایت کراہت
سے رخصت دی مگر کچھ خرچ راہ نہ دیا بندہ مورخ بہزار مصیبت مرشد آباد مین پہونچکر کسی دوست کے مکان مین
منزل گزین ہوا بعد پہونچنے مرشد آباد کے تہوڑا اسا خرچ بمعرفت خواجہ اشرف کشمیری کے جو برادران اور نیز
بنی اعمام خواجہ واجد سے تھا اور اوس زمانہ مین میر قاسم خان کی مصاحبت رکہتا تھا بہیجا بعد چند سے خبر پہونچی
کہ میجر کرنک نے عظیم آباد مین جاکر بادشاہ کو شکست دی اور بادشاہ مع کامگار خان کے پسپا ہوا
اور موسیٖر لاس بضابطہ ولایت انگلشیہ اور فرانسیسیہ کے جو فیما بین مستمرہ رکہتے ہین بافوج قید ہوا اور بعد
چند روز کے بادشاہ کو میجر کرنک نے سفیرون کے ذریعہ سے مصالحہ مین راضی کر کے ملازمت کی اور اپنے
ہمراہ عظیم آباد لیگیا سید قاسم خان اس خبر سے مضطر ہو کر براہ کوہستان بکمال اضطرار بلغار کر کے روانہ
عظیم آباد ہوا بندہ نے بھی ارادہ عظیم آباد کیا مگر سننے مین آیا کہ تراب علیخان اپنے چچا کو جو نائب کر گیا ہے
حکم دیگیا ہے کہ ہندوستانیان مرشد آباد کے خط عظیم آباد اور کلکتہ نجانے پاوین اور نہ کوئی شہر سے
باہر جانے پاوے بندہ نہایت عاجز و حیران ہوا آخر کار کوٹھی قاسم بازار کے صاحب کی اعانت سے مرشد آباد سے
برآمد ہوا اور عظیم آباد آیا اب تفصیل اس اجمال کی لکھی جاتی ہے تاکہ منتظرون کو دریافت حال ہونے مین تردد نہو

ذکر ہے جانے میجر کرنک کا بادشاہ کی لڑائی پر اور قید کرنا موسیٖر لاس کو اور مصالحہ ہونا بادشاہ سے اور میر قاسم خان کا عظیم آباد آنا بضرورت سپاہ کے

جب میجر کرنک نے بندہ مورخ کو بطلب میر قاسم خان کے بہیجا بعد ازان رام نراین اور مہراج بلبہہ کو مع
فوج صوبہ اور میرن کی اپنے ہمراہ لیا اور بمقابلہ بادشاہ جو کہ نواح گیا مانپور مین تہا گیا جب دونون لشکر کا
قرب ہوا بادشاہ نے مکرر سہ کرر خطوط بندہ مورخ کے والد کے نام متضمن طلب تحریر فرمائے اور اپنے پاس
طلب کیا تاکہ والد مع فوج فراہم شدہ کے ملحق ہو مگر انکے آنے سے قبل محاربہ شروع ہوا موسیٖر لاس نے
جرأت و شجاعت سے پیش قدمی کر کے قلیل ہمراہیون سے فوج انگلشیہ کا مقابلہ کیا اور جو دوسری فوج
ہمراہ تہی بادشاہ اور کامگار خان کے سر پر جا پہونچی تزلزل پڑگیا اور کامگار خان نے مجال پایداری نپا کر فرار کیا
بادشاہ نے بہی اسکی متابعت کی میدان سے روگردان ہوا ہمراہیان موسیٖر لاس نے اس حال کو دیکھ
اور نیز اپنی قلت اور برسون کی محنت پہ سب چہوڑ کر بادشاہ اور کامگار خان کے ہمراہی مین قدم اوٹھایا
کپتان موسیٖر لاس جب تنہا رہگیا کسی اپنی توپ پر گہوڑے کے مانند سوار ہو کر آمادہ قتل ہوا اور
عار خوار فرار اختیار نکی میجر کرنک اور کپتان نکسن نے اس حال سے واقف ہو کر مع چند نفر سوار و سنگے

گہوڑون میں سوار بلا تلنگہ اور برق اندازون کے پیشتر کو قدم بڑہایا جب موسیو لاس پر نظر پڑی
گہوڑے سے اوتر کر اپنی ٹوپیان برسم سلام سر سے اوٹہائین اوسنے بہی اوسیطور سے عمل کیا اور
بالیدگی گفتگو کی میجر کرنک نے موسیو لاس کے ثبات عزم اور فرط شجاعت اور غیرت مین تعریف کرکے کہا
جوکچہہ حق سعی نمکحلالی سے ظاہر ہوا التعریف تمہاری دفتر اخبار اور تواریخ مین ثبت ہوئی الحال موافق ضابطہ
کمر سے کرچ کہولدو اور ترک منازعت کرکے ہمارے پاس آؤ اوسنے جوابدیا کہ ہم کمر سے کرچ کہولینگے اسیطرحسے
آنے مین مضائقہ نہین کیا مضائقہ اطاعت اختیار کرلینگے ورنہ ذلت مین کرچ کہولنا نہوگا اپنی جان اس میدانمین
نثار کرونگا جماعہ انگلشیہ نے جو اوسکی شجاعتین ماضی اور حال کی دیکہی تہین اوسیطور سے راضی ہوئے
اور باہمدگر حسب دستور ایک ہاتھہ سے مصافحہ ہوا پالکی اپنی منگواکر موسیو لاس کو اوسپر سوار کرایا
اوسنے فرط غیرت اور کثرت حیا سے پالکی کے پردہ چہوڑ دئے تاکہ آشنا لوگ اس حال کو نہ دیکہین اس خبر کو
سنکے بعض اوسکے آشنا مانند میر عبد اللہ اور مصطفی قلی خان واسطے ملاقات کے آئے میجر کرنک نے
عذر کیا کہ چند روز معذور رکہئے کیونکہ ابہی کثرت حیا سے ملاقات کو راضی نہین احمد خان قریشی
جو کہ مرد یاوہ گو تہا اوسکے دیکہنے کو گیا اور بنابر خوش آمد کے سرداران انگلش سے حسب ضابطہ اپنے
ہم عصرون کے اوسکے مکان کا استفسار کیا اور کہا کہ لی لاس کہان ہے میجر کرنک وغیرہ سرداران
نے اس کلمہ سے آشفتہ ہوکر نہایت تلخی اور تندی سے جوابدیا کہ ہم لوگونمین ہیچ گوئی کا ضابطہ نہین ہے
اور شجاع وجوانمردون کو درشتی سے یاد کرنا نہایت عیب ہے وہ مرد میدان رزم اور آشنائے
ہندوستان بزم ہے اس قسم کی ہرزہ درائی ہمکو پسند نہین یہ ضابطہ بیہودہ تمہارے ملک کا ہوگا
کہ مردونکا نام ہر چند دشمن ہون درشتی سے یاد کرین احمد خان خجل ہوکر خاموش ہوا ضرور تہوڑی دیر
بیٹہکر منفعل اوٹہہ گیا انگلشیونمین سے باوجودیکہ خان موصوف سردار تہا اور ہر وقت مین اوس سے باحترام پیش آتے تہے مگر
ایسی باتونسی کوئی صاحبان عالیشان ملتفت نہوا اور الحق یہ صفت اور ضابطہ رزم انکے کل نہایت خوب اور بہت عمدہ ہے القصہ بعد
اس جنگ کے راو شتابراے کو بادشاہ کے پاس بہیجکر پیغام مصالحہ اور ملاقات کی درخواست دی بادشاہ
بدعقل کامگار خان کی تعلیم سے راضی نہوا راو مذکور بے نیل مرام واپس ہوا اور جاکر عرض کی کہ حضرت
خود بخود مستدعی مصالحہ کے ہونگے لیکن اوسوقت اس خوبی سے میسر نہوگی ابہی ہم لوگ خود مستدعی ہین
مگر اس غرض سے بہی کچہہ سود نہوا شتاب راے واپس آیا جب والد مرحوم پہونچا اور اس ماجرے سے
آگاہ ہوا بادشاہ کو ملامت کی لیکن فائدہ نہوا کیونکہ کامگار خان اوسیطور پر جنگ کیواسطے مصر تہا
اور کہتا تہا کہ دوبارہ لوگ جمع کرنا چاہیے اور میر حسین خان والد اسد اللہ خان جسکا ذکر محمد قلیخان کے

حال مین ہو گیا ہے کہ کامگار خان سے متفق تھا اور والد بادشاہ کو سمجھاتا تھا کہ کامگار خان زمیندار ہے
اوسکے بہاگنے کا شمار نہین لیکن اسطرحکا عار وگریز سبب چھوڑنے کے موجب کسر شان خلافت ہے بنا
یہی ہے کہ اب بھی راو شتاب رائے کو طلب کیجئے اور صلح کی تدبیر فرمائی اسی ضمن مین ابدالی نے فوج
مرہٹہ کے ساتھ جو بدار المہام سلطنت ہند کے آگے شاہجہان نام بادشاہ بسبب قتل عماد الملک کو اوٹھا کر قلعہ دہلی پر
اپنا بندوبست کیا چاہتا تھا کہ بیاک رائے کو تخت ہند مین جلوس کراے باتفاق شجاع الدولہ اور
نجیب الدولہ روہیلہ اور حافظ رحمت اور احمد بنگش کے بعد اقامت کے نو مہینے گذرے اور مرہٹہ
گویا بالکل مستاصل ہوے ابدالی مظفر و منصور ہو کر قندہار و ہرات کو واپس ہوا انشاء اللہ تعالے
اسکا ذکر مفصل شاہجہان آباد کے احوال مین ہوگا القصہ ابدالی نے شجاع الدولہ اور نجیب الدولہ
اور جمیع افاغنہ کی سفارش کی کہ شاہ عالم کو بادشاہ بناکر اوسکی اطاعت کرین کیونکہ شاہ عالم کی بہن
اوسکے عقد مین تھی اور شاہ عالم نے بعد قتل اپنے والد کے منیر الدولہ کو بھیجکر ابدالی سے اسی امر کی
استدعا کی تھی اور منیر الدولہ نے اوسکے ہمراہ آکر وہان پر امراے مذکور سے سخت وتیز کی شاہ عالم کے
فرزند جوان بخت نامے کو بطور نائب کے قلعہ شاہجہان آباد مین جلوس کرایا اور شجاع الدولہ کو
تاکید کی کہ بنگالہ سے بادشاہ کو لاوے اسواسطے شجاع الدولہ کے عرایض بطلب بادشاہ کی پہونچے
اور بادشاہ بھی فرار متواترہ کامگار خان سے تنگ آیا انگلشی کے مصالحہ اور شجاع الدولہ کے
پاس جانے کا قصد مصمم کیا اور التماس والد کو قبول فرماکر راو شتاب رائے کو رقعہ خاص لکھکر
طلب کیا شتاب رائے نے بعد صلاح واجازت میجر کرناک وغیرہ روساء انگلشی کے حضور مین حاضر ہوا
اور سوال جواب منقح کرکے میجر کرناک کی ملازمت کی بنیاد حضور بادشاہ مین مستحکم کر آیا کامگار خان
مصالحہ انگلشی خلاف اپنی مرضی کے پاکر مع لشکر اپنے ملک کی راہ لی اور بادشاہ کسیقدر مسافت
طے کرکے فوج انگلشی کے قریب آیا دوسرے روز جو کہ یوم ملازمت میجر کرناک وغیرہ کو مقرر تھا بادشاہ نے
اور آگے جانیکا ارادہ کیا میر حسین خان نے بھی بادشاہ کے قید کا گمان کرکے اپنی راہ لی اوسکے
آدمی عین لشکر مین منادی کرتے تھے کہ بادشاہ کو سید ہدایت علیخان بہادر اسد جنگ انگلش کے
قید مین ڈالتا ہے جسکو اپنی عزت آبرو وجان عزیز ہو لشکر سے نکل چلے اکثر احمق اس صدا سے نکل گئے
اثناے راہ مین بنیاد سنگہ کے لوگون نے ڈکاری سے نکلکر میر حسین خان کو غارت کیا مگر وہ بصعوبت
نکلگیا بعض لوگ یہ حال دیکھکر لشکر کو واپس آے بادشاہ کی فوج اور سواری تیار تھی کہ دو پہر کے وقت
میجر کرناک مقام سجا پن پر جو گیا سے سات کوس پر اور خیمہ بادشاہی سے تھا آکر ملازمت حاصل کی بعد ازان

بادشاہ نے حسب الاستدعا اوسکے سوار ہوکر گیا کی طرف جہان لشکر میجر کرنک کا تھا نہضت فرمائی
اور میجر کرنک ایک میل تک ٹوپی سر سے اوتار بغلین لیکر رکاب بادشاہی مین پیادہ پا گام فرسا ہوا بعد ازان
بموجب حکم شاہی اپنے گھوڑے پر سوار ہوکر تنہا ہاتھی کے آگے آگے ایک تیر کے فاصلے سے چلا جاتا تھا اور
والد بندہ بادشاہ کے پشت پر مع جمیع فوج اپنے فیل پر سوار نہایت تھوڑے فاصلے سے گرم روان تھا آگے
دریاچہ جمنی پر جو گیا سے ڈیڑھ کوس پر ہے پہونچے اور بادشاہ کا لشکرگاہ وہان پر ہوا پھر وہ لشکرگاہ فرودگش ہوکر
اور بادشاہ مع والد مرحوم کے جریدہ مردم سواری کی ساتھ حسب استدعاے میجر کرنک کے باغ گیا جاکر
نزول فرمایا ہوا اور میجر کرنک نے تمام اپنے ہمراہیان کو مع رام نراین اور راج بلبہہ وغیرہ سرداران ان دونون
ہندو کو لاکر بادشاہ کی ملازمت حاصل کرائی اور ضیافت کرکے نذر اور پیشکش مناسب گذرانا والد مرحوم
مع فوج باغ مذکور کے دروازے پر سوار کھڑا رہا جب بادشاہ وہان سے برآمد ہوا والد نے اندر جاکر میجر کرنک
وغیرہ سرداران دیگر سے ملاقات کی اور اونہون نے تواضع کی رسومات تقدیم کی اور بعد ملاقات عرصہ کے
والد بھی برآمد ہوا اور مع بادشاہ کے اپنی لشکر مین آیا اور قریب نصف شب کے آکر آرام فرمایا دوسرے روز
بادشاہ نے کوچ وہان سے کرکے گیا مین خیمہ کیا بعد چند روز کے باتفاق میجر کرنک کے کوچ کرکے عظیم آباد مین داخل ہو
لشکر بادشاہی تالاب ابیشی مین اوترا اور فوج انگلشی باقی پور کی چھاونی مین اور رام نراین اپنی مقامات مین
اور راج بلبہہ بدستور باغ جعفر خان کے اطراف مین میر قاسم خان نے اس خبر کو سنکر براہ کوہستان بہ ہجوم
اور کھڑک پور سے یلغار کرکے عظیم آباد آپہونچا اور شہر کے شرقی طرف جعفر خان کے باغ مین مع فوج فرودگش ہوا
رام نراین اور راجہ بلبہہ نے استقبال کیا رام نراین بدستور قلعہ مین رہتا تھا اور راج بلبہہ مع اپنے لشکر کے
ضمیمہ لشکر میر قاسم خان کا ہوا میجر کرنک وغیرہ سرداران انگلشی نے میر قاسم خان کی ملاقات بادشاہ سے
کرانی اسکا سوال جواب ہونے لگا میر قاسم خان براہ خوف یا کہ اپنے غرور سے راضی نہوتا تھا کہ بادشاہ کے
گھر پر جاوے لاجرم صاحبان انگلشیہ کی کوٹھی مین ملازمت کی ٹھہری اسمین بھی میر قاسم خان راضی نتھا کیونکہ
میجر کرنک سالار فوج انگلشی طرفدار مسٹر امیٹ اور شمس الدولہ کا شہرت سے منحرف تھا القصہ انہون نے
اپنے مکانکو فرش مع فروش آئینہ و تصاویر سے آراستہ کیا اور اپنے کھانے کے میز پر مسند پر تکلف
بچھاکر بجاے تخت کے مقرر کیا وہان بھی میر قاسم خان والد اور دیگر ہجوم کے آنیکو راضی نہوا لاجرم
بادشاہ حسب التماس میجر کرنک کے جریدہ کوٹھی مین آیا اور مسند معہودہ پر جلوس فرمایا ہمراہ اہل انگلشیہ جمع ہوکر
دروازہ کوٹھی سے بہت دور تک استقبال کرکے پیادہ پا تخت روان کے ہمراہ ہوکر ساتھ لیکے میجر کرنک
کو جا نشست ہوا بعد تھوڑی دیر کے میر قاسم خان آکر شرفیاب مجرا ہوا اور ایکہزار اشرفی نذر کی حضور نے بھی

خلعت بیس پارچہ مالا مروارید سرپیچ جیغہ مرصعہ سپر کلغی عقار مرحمت ہوا بعد ازان دوسرے حجرہ مین جاکر جو مخصوص مسٹر کو بہی تھا
جواب وسوال معاملات بنگالہ اور دادو ستد خزانہ صوبجات کا انفصال ہوا تینون صوبہ کی مالگذاری چوبیس لاکھ
روپیہ مقرر ہوا بعدہ رخصت ہوکر اپنے لشکر کو گیا اور حسب تجویز سرداران انگلشیہ کے بادشاہ نے قلعہ پختہ
بادشاہی کے دولتخانہ مین نزول فرمایا میر قاسم خان ناراض تھا کہ فوج شاہی اور والد مورخ قلعہ مین جائے
لہذا سرداران انگلشیہ نے بادشاہ سے التماس کیا کہ اوسکے بموجب حضور سے والد کو قیام لشکر اور تالیف
واجتماع مردم کا حکم صادر ہوا اور حسب الحکم والد خیمہ بادشاہ مین مقیم ہوکر امر مامور مین مصروف ہوا
رام نراین ڈرتا تھا کہ مبادا قاسم علیخان سے موافق ہوکر رجوع ہو لہذا میر قاسم خان کو والد کیطرف سے
برہم کردیا مخمان دوبارہ خیال اوسکے کان مین پہونکی وہ خود وہمی تھا اب اور زیادہ جنون ہوا رہوا
اوسنے سرداران انگلشیہ سے کہا اونہون نے والد کو جاگیر جانے کا پیغام دیا اونہون درجواب عدم تقبیل
تادرود حکم بادشاہ بیان کی صاحبان موصوف نے کہ فی الحقیقت صاحب عقل وفراست اور اقبال ودولت ہین
اس کلام کو پسند کرکے بادشاہ سے ظاہر کیا کہ چونکہ سید ہدایت علیخان کے لشکر مین رہنے سے میر قاسم خان ادای تعہد سے
پہلوتہی کریگا لہذا مناسب ہے کہ سید ہدایت علیخان کو حکم روانگی جاگیر ہوجای چنانچہ بادشاہ نے حسب التماس صاحبان
عالیشان کے والد کو کہلا بھیجا کہ آپ جاگیر کو جاوین لاچار والد شام کو مسٹر کرنیگ وغیرہ سرداران انگلشیہ سے
ملاقات کرکے صبح کو جاگیر روانہ ہوا نقی علیخان برادر بندہ جو بادشاہ کا رفیق دلیوان تن کے نام سے مشہور تھا
اور فخر الدولہ بہادر ظفر جنگ سے مخاطب تھا اسی اثنا مین بندہ مرشدآباد آیا کیفیت اوسکی یون ہے کہ جب میر قاسم خان
مضطرب ہوکر عظیم آباد پہونچا بندہ قبل ازین روانگی جیساکہ ذکر کرچکا ہے میر قاسم خان سے مرخص ہوکر مرشدآباد آیا تھا
اور مرشدآباد مین یہ خیال تھا کہ نہ کوئی نکل سکتا تھا نہ خط بہیج سکتا تھا بندہ کا حال مسٹر کرنیگ وغیرہ پر مخفی رہا
چونکہ رام نراین میر قاسم خان سے صاف نہ تھا چاہتا تھا کہ انگلشیہ کو اوس سے برہم کردے اول بندہ کی بابت مین
بموجب گذشتہ کی لکھوا کر میر قاسم خان کو بندہ سے بدگمان کردیا جب بندہ عظیم آباد نہ آیا اور نہ میری خبر کسیکو پہونچی امر اینچ
بہائی نے میر عبد اللہ صفوی کی کانمین کہا کہ میر قاسم خان نے سید غلام حسین خان کو مسموم کرکے مرشدآباد مین ناثو الاسید پکو
بندہ کا محب صادق تھا اور سید علیخان برادر خورد بندہ مع اتباع بندہ کے اپنے گہر مین رہا کرتا تھا اور سید بند کو جسے آشنائی کرتا تھا
اس خبر دروغ سے آگاہ ہوگیا اور بدو لوشدت تمام زار زار اور رقت لبیا ہے سے دوچار ہوئی مہیچ نراین برادر رام نراین نے
بدین حیلہ ممانعت کی تاکہ اوسکا نام ظاہر نہو مگر میر عبد اللہ اور برادر بندہ نے انگلشیہ سرداروں سے اسکا ذکر کردیا لیکن مہیچ نراین
کا نام مخفی کیا کیونکہ میر عبد اللہ اوسکا نوکر تھا مسٹر جو اور مسٹر امیٹ سے یکدل اور شمس الدولہ سے سرگران تھے اور
میر قاسم علیخان سے بہی جو دست نشان شمس الدولہ کا تھا کدورت رکہتے تھے اور اسی جستجو مین کہ جب

کوئی قصور قاسم خان کیطرف سے ہویسے فوراً سزا دین بہر واس حرکت سے نہایت برہم ہوئے اور فرمایا کہ سید غلام حسینخان
ہمارا آشنا اور فرستادہ تھا اگر درحقیقت ایسی سرگذشت ہوئی تو میر قاسم خان سے انتقام لیا جاویگا میر عبد اللہ کے
ہوش اوڑگئے اور جلد اظہار اس اختیار کا منع کرکے کہا اول خطوط سید مذکور یعنی بندہ اور صاحب قاسمبازار کو تحریر
فرمایئے بعد تحقیقات ویسا منصوبہ فرمائیگا القصہ اونہون نے یہی یہ مصلحت پسند کی بنام بندہ کے خط لکھے کہ
بسبب توقف اور در صورت مجبوری کے اوسکی اطلاع دے اور اگر ممکن ہو صاحب کلان قاسمبازار سے جو کہ
اندنون مین مسٹر اسٹیفن لک ماٹس تھا ملاقات کرے اور نیز ایک چٹھی بخط ولایتی صاحب موصوف کے نام
لکھکر کسی اقربا سے بندہ کے ہاتھہ روانہ کی اور اونکا پہونچنا موجب سرور ہوا بندہ نے قاسمبازار سے ملاقات
کرکے دستک راہ اور ہرکارہ اور کشتی لیکر روانہ عظیم آباد ہوا اور مع الخیر پہونچکر دیدار احباب سے شادمان اپنے
گھر آیا لیکن میر قاسم خان کی ملازمت سے اندیشہ مند تھا کیونکہ اون دنون عجب نفاق حائل تھا قلعہ مین
بادشاہ اور ہمارا بہائی اوسکے ہمراہ اور مرلیدہر اور رام نراین جسمے آزردہ اور میر قاسم خان رام نراین کا
دشمن اور بادشاہ کے قلعہ مین ہونے سے بے اطمینان اور انگلشی بہی باہم سرگرم تنازع مسٹر مکویر صاحب
مختیار کوٹہی عظیم آباد کا شمس الدولہ سے موافق اور طرفدار قاسم علیخان کا تھا اور میجر کرنگ اور مسٹر جی
مسٹر اسیٹ سے یکدل اور رام نراین کی حمایت مین تھا اور مسٹر جی اور میجر کرنگ بندہ کے مخلص تھے
یہ عمل زیادہ تر موجب ناخوشی میر قاسم علیخان اور مسٹر مکویر کا رام نراین سے ہوا اور اسی سبب سے
جو دیکھنا پڑا او کہا احوال بندہ یہ کہ میر قاسم خان بسبب آشنائی بندہ کے جو اصحاب انگلشی سے تھے اور
نیز رفاقت جو اور بندہ نے بادشاہ کے حضور مین اور نیز تعارف سابقہ جو رام نراین سے حاصل تھا فقیر سے
بدگمان تھا اور رام نراین اور مرلیدہر بسبب نام نوکری میر قاسم خان کے اس نظر سے کہ مبادا اپنے والد کو
صوبہ عظیم آباد کی نیابت میر قاسم خان اور نیز فرقہ انگلشی سے دلوا دے بندہ کو متہم کرتے تھے اس عرصہ مین قاسم خان
اپنی غرض مندی کو ملاقات بندہ کا مشتاق ہوا اور مکرر طالب حضوری ہوا بندہ عذر بیماری کرتا رہا
جب اصرار بڑہا مجبور حاضر ہوا اوسنے خلوت مین لیجاکر دلجوئی و مدارا کے بعد ترغیب جانے کلکتہ کی دی اور
فرمایا کہ مسٹر اسیٹ رام نراین کی حمایت کرتا ہے اور تم اوسکے آشنا ہو پس وہان جاکر ایسی سعی کرو کہ
مسٹر اسیٹ ہمسے متفق ہو اور رام نراین سے منحرف ہوکر کونسل سے ایسا حکم بہیجے کہ بندہ اوسکو قابو مین
لاکر تسلط بہم پہونچاسکے بندہ عظیم آباد سے نکلنے کو غنیمت جانتا تھا لیکن میر قاسم خان کی تلون مزاجی سے
ڈرتا تھا لہذا عرض کیا کہ آپکے کام جو بندہ سے ہو سکین متعذر نہین لیکن آپ کے مزاج سے جو اکثر بے سبب
منحرف ہوجاتا ہے ڈرتا ہون چنانچہ بندہ کام مین کون تقصیر مجہسے سرزد ہوئی کہ آپ یکبارگی بندہ سے ناآشنا

ہوگئے میر قاسم خان نے جواب دیا کہ گماشتہ سیلنشہ جیسے لوگون نے تمہاری نسبت جعل ظاہر کیا بندہ نے التماس کیا کہ درانداز لوگ ہمیشہ
شیوہ رکھتے ہین مگر صاحبان دولت کو ضرور ہے کہ بدون تحقیقات کے اپنے رفقا سے گران دل ہوا کرین خلاصہ یہ ہے کہ بندہ
عہد و پیمان کرکے عازم کلکتہ ہوا اور دو ہزار روپیہ خرچ راہ کو عنایت فرمایا بندہ دوستان ہندی اور انگلشی سے
مرخص ہوکر عازم مرشد آباد ہوا چوتھے روز مرشد آباد پہونچکر ایک اقربا کے گھر پر فروکش ہوا چونکہ اپنے چچا
تراب علیخان کو نسبت روانہ کرنے بندہ کے جانب کلکتہ اور نیز موجود کر دینے کشتی وغیرہ اسباب ضروریہ کے
اطلاع دی تھی بندہ جس امر کو کہلا بھیجتا وہ سر انجام کرکے حاضر کرتے بندہ بعد دو تین روز کے روانہ کلکتہ ہوکر
منزل مقصود مین فایز ہوا اور مسٹر اسپیٹ اور جارج گری اور کپتان نکس سے ملاقی ہوکر گرم اختلاط ہوا اخبار عظیم آباد
انکی زبان سے مفصل سنا کرتا تھا

ذکر ہے جانے بادشاہ کا عظیم آباد سے بعزم اودہ لکھنو اور شجاع الدولہ کا استقبال کرنا حد صوبہ اپنے سے لب دریاے کرمناسہ تک

اس عرصہ مین کہ بادشاہ گرد و نواح مین منیر الدولہ کی انتظاری مین تک و تاز کر رہا تھا اور اس عرصہ مین احمد شاہ
ابدالی خود حسب طلب نجیب الدولہ اور احمد بنگش کے بارادۂ استقبال مرہٹہ اور انکے روسا کی جنہون نے سلطنت کا
دعوی کیا تھا اور نیز واسطے برخاست کرنے شاہجہان نام شاہزادہ کے جسکو عماد الملک نے بعد مارنے
عالمگیر بادشاہ کے تخت نشین کیا تھا خود ہندوستان مین آیا اور نو مہینے مین مرہٹون کا کوچ مٹا کر
قندہار کو جو اوسکا دار الملک تھا واپس ہوا اور مراجعت کے وقت شجاع الدولہ اور نجیب الدولہ سفارش کر گیا
کہ شاہ عالم کو بادشاہ بناکر اوسکے زیر اطاعت رہین اور منیر الدولہ نے اس مدت مین رفیق ابدالی رہکر
امرائے ہند کی نام رقم فرماین مشعر اطاعت حاصل کین اور اسکے روبرو اچھی وجہ سے سفارش ہو گئی بعد
مراجعت شاہ ابدالی کے نجیب الدولہ نے سلطان جوان بخت خلف شاہ عالم کو بطور نائب کے قلعہ دہلی مین
بٹھالا اور سکہ و خطبہ نے شاہ عالم بادشاہ کے نام سے ترویج پائی شجاع الدولہ نے اسی طرح پر اوسکا خطبہ و
سکہ اپنے ملک مین رواج دیا اور کسیقدر روپیہ اشرفی سکہ نو کی مع عرایض مشعر استدعائی مقدم
ارسال کئے اور احمد بنگش اور نجیب الدولہ اور منیر الدولہ وغیرہ کی بھی عرضداشت مشعر مبارکباد
جلوس تخت صورت [illegible] اور ارسال [illegible] شجاع الدولہ کے پہونچکر موجب سرور بادشاہ ہوئین
اور میر محمد قاسم خان اور جماعہ انگلشی کو [illegible] خاطر خواہ فیصلہ کیا [illegible] اسباب
جو کچھ مناسب سمجھا پیشکش کرکے بادشاہ کو رخصت کیا بادشاہ شکر خدا بجا لاکر [illegible]
[illegible] ذیقعدہ سنہ ۱۱۷۴ ہجری کو مطابق دوسرے سال جلوس کے [illegible] شجاع الدولہ کی طرف [illegible] فرما ہوا

سبب دریاچہ کرمناسہ سے گذرا شجاع الدولہ نے آنکر ملازمت حاصل کی اور پیشکشہاے
لایق گذرانے ہمراہ رکاب اپنے صوبہ کو گیا میر محمد قاسم خان بادشاہ کیطرف سے دلجمعی کرکے رام نراین کی
فکر مین ہوا اور کونسل کلکتہ خصوص شمس الدولہ کو جو اس کا محب طرفدار تھا استدعای امر مذکور کی
تحریر کی اور ستمر کو بہیر سے بہی جو رام نراین سے بد دل تھا مکرر لکھوایا اور ستمر کو بہیر کو انواع انواع قسم کے
سلوک کرکے راضی اور خوشنود رکھا تھا اس ضمن مین جرنیل کو جو قبل ازین میجر اور ہمراہ کرنیل کلیف
ثابت جنگ کے بروقت انقلاب سراج الدولہ کے موشیر لاس کے تعاقب مین بکسر تک گیا اور بعد ازان
ولایت کو چلا گیا تھا اور اس زمانہ مین مرتبہ جرنیلی اور فوج انگلشی کی سالاری پر پہونچکر عظیم آباد آیا
راجہ رام نراین نے بعجلت بلایا اور سخنان دروغ اوسکے کانمین بہر دئے اور اوسکے جاسوسون سے
موافق ہوکر ایکروز تعلیم کی کہ میر قاسم خان کل ارادہ چڑہائی کا تمہارے لشکر پر رکھتا ہے تحقیق اوسنے فوجکو
طیار کر لیا ہے جرنیل مذکور اس خبر سے اول صبح کو چند ہمراہیون کے ساتھ اوسکے خیمہ مین آیا اوسکو
خواب مین پایا اور ساری فوجکو غافل تب تو آنے سے شرمندہ ہوا کسی اہلشی کو معذرت خواہی کیواسطے چھوڑکر خود لشکر کو
واپس آیا تاکہ وہ میر قاسم خان سے کہدے کہ ہم آپکی ملاقات کو آئے تھے آپ کو سوتا پاکر لوٹ گئے
میر قاسم خان یہ خبر پاکر فور آبیدار ہوا اور عذر خواب سے نہایت ملامت کی وہ شخص ڈرتے ڈرتے
عذر خواہی کرنے لگا میر قاسم خان نے حرکت مذکور سے تاذیر شکایت کرکے کونسل کلکتہ کو تحریر کیا اور
جرنیل کوٹ نے کونسل مین شرمندگی پائی بخیر ولایت چلے جانے کے تدبیر بد نظر نہوئی اور رام نراین کی
فتنہ انگیزی ظاہر ہوگئی بندہ جو کہ کلکتہ مین دو تین مہینے مقیم رہا میر قاسم خان کے خطوط کے حالات
جو کونسل مین آئے اکثر معلوم ہوا اور اوسکے نتیجہ شایستہ ظہور مین آئے اس ضمن مین بندہ نے مختلف تقریرے
درباب موافقت میر قاسم خان کے مستر اسپیت کا استمزاج کیا مگر وہ ہان ہون کرتا رہا اور ایکروز صاف
کہدیا کہ تم خوب جانتے ہو کہ مجھے رام نراین سے کچھ اخلاص نہین بلکہ اوس سے متنفر ہون مگر جب سے شمس الدولہ
اور بندہ کے درمیان مخالفت ہوئی اوسنے میر قاسم خان کی طرفداری کرنا شروع کی اور بندہ نے رام نراین
اور جعفر خان کی اور اس بارہ مین ہم دونون کے مراسلات ولایت انگلنڈ اور کونسل لندن تک پہونچے
اور ایک دوسرے کی تضعیف رای اور رد وقدح مین ساعی رہے اور اب بہی ہین پس اب بدون انفعال کے
میر قاسم خان کا طرفدار نہین ہوسکتے کیونکہ اگر اوسکی طرفداری ہوگی تو اپنے تئین جہوٹہا اور روسیاہ بنایا بنابرین
اگر شمس الدولہ کی گفتگو ولایت مین پذیرا ہوئی تو میر قاسم خان ہمسے رجوع نہوگا اور اگر ہماری رائے
پسند ہوئی اور یہان کا اختیار ہمکو ملا اوسوقت اگر میر قاسم خان آشتی پر رجوع ہوگا کچھ مضایقہ نہوگا بندہ نے

اوسنے مافی الضمیر میر قاسم خان کو لکھ بھیجے لیکن چونکہ شمس الدولہ کی طرف مضبوط تھے میر محمد قاسم خان کے
التماس کونسل مین قبول ہوئے اور اوسکے نام حکم مجازی فیصلہ رام نراین وغیرہ مخالفین کا صادر ہوا کہ جیسا
مناسب سمجھے تعمیل کرے بندہ مؤرخ اس ماجرے سے واقف ہوکر مسٹر اسپٹ سے رخصت ہوا اور مرشدآباد کی راہ لی
اور چند روز بسبب چند وجہ کے مرشدآباد مین مقیم ہوکر عظیم آباد کو روانہ ہوا ۔

میر قاسم خان کا قید کرنا رام نراین وغیرہ مخالفونکو اور تسلط پانا صوبہ عظیم آباد مین اور جمع کرنا خزانہ بسیار کا

میر محمد قاسم خان کہ جزرسی اور فہمید کاغذ مین نہایت صاحب فہم تھا اور جملہ کاروان کی مصاحبت مین رہا
کرتا تھا بعد پہونچنے حکم کونسل کے رام نراین سے فہمید حساب کیواسطے صوبہ کا جمع و خرچ طلب کیا اور جو روپیہ
بنام جاگیرداروں حضور کے لکھا تھا اوسکی مہری رسیدین طلب کین اور جو روپیہ کہ طلب سپاہ مین دیا تھا
اوسکے تصحیح کیواسطے اپنے عملہ کو حاضری سپاہ کے دیکھنے کو حکم دیا چونکہ رام نراین کے کام سب خیانت پر مبنی تھے
نہایت مضطرب ہوا اپنے صادق الود اور یارون سے مشورہ کرنے لگا اور میجر کارنک وغیرہ کو ملامت کرکے
اپنی رفاقت پر نادم ہوا اخیر بعض اوسکے رفقا صاحب شجاع لڑائی کی خواستگار ہوئے اور کم جرات
نامرد اطاعت و فرمان برداری مین صلاح کار ہوئے چونکہ وہ جرات ذاتی نہ رکھتا تھا اور تقدیر بھی خراب
اعمال پر پہنچ چکی تھی کوئی تدبیر سوا اطاعت و فرمان برداری کے مفید نظر نہ ہوئی مگر بعض اپنے عمدہ متصدیون کو
مانند سیورام سنگھ وغیرہ کے بہکا دیا تھا تاکہ سر رشتہ حساب کم ہو جب میر قاسم خان نے اوسپر قصور پایا
ملازمان متعدد مانند برکت علی وغیرہ کو اور متعینون کو نظر بند کیا اور خیانت کنندہ اوسکے ذمہ ثابت کرکے
اوسکے گھر کی نقد و جنس ضبط کر لیے چونکہ اوسنے اپنی دولت فراہم کی تھی سات لاکھ روپیہ نقد اور اسی
قیمت کی جنس اوسکے گھر سے برآمد ہوئی اور جو کچھ اوسکی عورتون نے اپنے متعلقون کے پاس مخفی کیا تھا
وہ علیحدہ ملا اور منسارام بہالی جو عمدہ مہاجن اور اوسکا حوالہ دار تھا اور اوسکے خزانچی کا مصاحب بعلت
خیانت گرفتار ہو آیا اور اوسکے گھر برباد ہوئے کسیقدر روپیہ اونسے بھی حصول آیا اور راجہ مرلیدہر کہ
جو رام نراین کے ہمراہ اوسکا شریک حال تھا مع محمد آفاق کوتوال کے کہ یہ بھی اوسکا مرلیدہر تھا اسیر
شکنجہ عقوبت ہوا اور کتنے برسون کا اندوختہ برباد ہوگیا مصطفی قلیخان برادر محمد امیر خان اپنی خبث طینت سے
گرفتاری مین شریک ہوا سید عبد العلی خان بندہ مؤرخ کے خالو جو اون دنون مین بنارس سے سفر کرکے عظیم آباد
آیا تھا اور رام نراین کے حضور مین متوسل ہوکر بسر کرتا تھا مورد عتاب ہوا حضرت بنارس کا خرچ پایا
تھا اس لیے پھر ایک جو کسی کام مین مامور تھا متہم اور ماخوذ ہوا اور عبد العلیخان مذکور کو حکم خرچ صادر ہوا

کہنا رس چلا جاوے اسکے رفقا اور اقربا غیر ایک علاقہ اور کام پر تعین تھے اپنی جزا کو پہونچے خان مذکور بعد
تسلط کے داخل قلعہ ہوا اور مرلیدھر کو پابجولان روانہ جہانگیر نگر فرمایا اور رام نراین کو مع اوسکے باقیماندہ اتباع کے
حضور میں محبوس رکھا اور شدید تشخیص کرنے والے راو شتاب رائے پر تعین کیے کیونکہ یہ بھی رام نراین کا شریک تھا
چونکہ راو مذکور متصل اور مرد با استقلال تھا مع چند رفقا کے آمادہ حفظ آبرو اپنے گھر میں بیٹھا اور چند ان معاملہ وار
میر قاسم خان کا بھی نہوا لیکن چند روز بڑی تکلیف میں گذری اور میر قاسم نے رہتاس کی قلعداری کی سند اور
عظیم آباد کی دیوانی اور صمصام الدولہ کے محالات کی جاگیر اپنے نام بادشاہ سے کرالی اور اپنے قبضہ تصرف میں
لایا اور اسی عملت سے اوسکے ساتھ محاسبہ کرتا تھا چونکہ راو مذکور کی حقوق ریاضت جو کہ خادم حسن خان کی
لڑائی میں کئے تھے انگلشیہ کے بارگران تھے اور اوسکی پاسخاطر بھی منظور تھی بہرصورت میر قاسم علیخان سے
نجات و لوالی اور اوسکا انفصال حضور گورنر اور کونسل کلکتہ پر موقوف ہوا اور میر قاسم خان بھی باتفاق
شمس الدولہ کے راضی ہوا اور راو موصوف میجر کرنک وغیرہ کے ہمراہ کلکتہ گیا چون کہ فی الحقیقت کوئی
تقصیر اوسکی ثابت نہتھی شمس الدولہ اور اصحاب کونسل نے حکم دیا کہ میر قاسم علیخان کے حدود سے نکلجاوے
اور راو ممدوح ہمراہ مسٹر الس اور مسٹر نشیٹن کے جو کوٹھی عظیم آباد کے چھوٹے صاحب ہو کر بعد معزولی
مسٹر ملویر کے آئے تھے عظیم آباد آیا اور عظیم آباد میں مسٹر نشیٹن ایک کمپنی تلنگا لیکر راو شتاب رائے کو
چہرہ اور سرکار سارن کو اپنے ہمراہ لیگیا اور دریاے سرجو سے جسے دیوہ اور گھاگرا بھی کہتے ہیں اوتار کر
حدود عظیم آباد اور اودھ کے واقع ہے پار کرا کے حدود ملک شجاع الدولہ ابن صفدر جنگ میں پہونچا کر
واپس آیا اور میر قاسم علیخان نے خوب سا روپیہ تحصیل صوبجات اور لوگوں کی ضبطی سے جمع کیا اور
اور میر مہدی خان کو جو کہ کسی قرابت سے اوسکا بھائی ہوتا تھا سرکار تربہت کی فوجداری پر مقرر کیا وہاں پہنسارام
برادر راو اور راجہ رام نراین کا عامل تھا بسبب جہالت اور جرأت خالی کی آمادہ رزم و جنگ ہوا اگرچہ ابتدا میں
مارا گیا میر مہدی خان نے فتح پائی میر قاسم خان ہمیشہ توپخانہ اور بندوق چقماقی فرنگی اور دیگر آلات کی درستگی میں
رہا کرتا تھا گرگین خان کو اس کارخانہ کا مدار المہام اور اپنا سپہ سالار بنایا تھا بلکہ خود اوسکے کہنے کو گویا ایکبارگی سنتا تھا
سوائے اسکے کسی پر اعتماد نکرتا تھا اور سرداران ہندی بھی بہم پہونچا کر ہر ایک کو بجاے لایق مامور کرتا تھا
از انجملہ اشرف و اعلی اور سب سے معزز محمد تقی خان تبریزی کو رکلائی تھا جسکو سرہوم کا فوجدار کرکے
حکم آراستگی فوج اور مردمان کارآمدنی کی بھرتی کا دیا تھا اور وہ اپنی طاقت سے زیادہ کار مرجوعہ میں رجوع تھا
اور لایق لوگ جمع کرکے اپنی تالیف قلوب اور جہد و کوشش سے تھوڑے دنوں میں سپہ گری میں ایسا آراستہ
کردیا کہ دوسرا اوسکا ہم رتبہ اوسقدر نکرسکتا تھا فی الحقیقت سرداری کی لیاقت وہ نہ رکھتا تھا نہ گرگین خان

گرمی فروش اگر محمد تقی خان اسکی جگہ پر ہوتا انتظام جنگ و جدال جیسا کہ چاہیے تھا نہ ہوتا و ناموس مردمی نگاہ
رکھتا اور خود قلت مقدور اور اتفاق سید محمد خان نایب صوبہ مرشد آباد اور بنگالہ سے اور نیز خودسری اور
سرکشی شیخ ہبت اللہ اور عالم خان اور جعفر خان وغیرہ جماعہ داران متعینہ جنگ انگلشی سے اپنا کارنامہ جعفر خان کا
برباد کار چھوڑا اور اقبال گرگین خان کا استحکام گویا متزلزل بنیاد دولت تھا مگر میر قاسم علیخان نے کچھہ
سمجھا مشیت ایزدی نے ابتدا کر دیا تھا القصہ میر قاسم علیخان نے آرایش اسباب تجمل اور افزایش
آلات ضرب اور دیگر امور ملکداری میں کوشش کرکے زمینداران مقتدر صوبہ عظیم آباد کو اپنے حضور میں بلایا کامگار خان
بخوف رفاقت بادشاہ کے کوہستان رامگڈہ وغیرہ کیطرف سدہارا اور بنیاد سنگہ اور فتح سنگہ باعتماد عدم
مرافقت بادشاہ کے حاضر ہوئے اور پہلوان سنگہ وغیرہ زمینداران سرکار شاہ آباد جو بہوجپوریہ کرکے مشہور ہیں
باتہام موافقت رام نراین خوف باز اخذ سے مطلع ہو کے سرکشی دکہلانے لگے میر قاسم علیخان کو استیصال قبضہ کرنے
مخصوص زمینداران کا نہایت منظور تھا ابتدا انکی سرکوبی کو عازم ہوا اول اپنے بھتیجے ابو علی خان کو اور بعدہ
اسد اللہ خان ولد میر حسین خان کو جو نہایت سفاک و بیباک تھا ملک کامگار خان کا مالک کیا اور خود بہمراہ
اور سرکار شاہ آباد کو عازم ہوا اسی ضمن میں بندہ (یعنی) کاتب کلکتہ سے آکر ڈاکٹر ولیم فلرٹن کے وسیلے سے ملازمت حاصل کی
ازانجا کہ لطف و عنایت مبذول فرمائی مگر دو نیم لسبب خفت و زنگ کے جو بندہ سے دامن پر پڑا ملول ہو گیا
انکی سببیت سے شاکی ہوا ابتدا سے عذر خواہی کی دوبارہ دل اوسکا بہت کم لوگوں سے صاف تھا ہر چند ظاہر میں
بظاہر بیراضی آیا مگر بدانست بندہ دل کی صفائی نہوئی اسی اثنا میں والد مرحوم بدین ضرورت کہ میر قاسم علیخان
حاکم اور والد خفیف سے جاگیر اس دیار میں رکہتا ہے اور آشوب زمانہ دیکہکر لیس اوسی قلیل پر راضی ہو کر
بنا بر حفظ آبرو و عزم ملاقات ناظم آیا اور میرزا شمس الدین کے توسط سے جو قدیم آشنا تھا معاندہ میر قاسم علیخان
لسبب ضعف سن اور نیز نظر مرتبہ سابقہ خود جو نہایت کمتر تھا راضی نہوتا تھا مگر چند شرطوں پر جو اوسکی عظمت کے
شایان نہیں جب والد عظیم آباد آیا اوسکی نخوت پر آگاہ ہو کر اپنے آنے سے خجل و نادم ہوا بندہ نے والد کو سمجھا کر
میر قاسم علیخان کے شرایط تعظیمات پر راضی کیا طوعاً و کرہاً اپنی ضرورت کیواسطے قبول کیا مگر وقت ملاقات کی
والد نے جب کسیقدر ادب واسطے میر قاسم علیخان کے اختیار کیا میر قاسم علیخان بنظر اسکی بزرگی اور رفعت
شان کے اپنی خواہش سے منفعل ہوا اور مسند سے اوٹھکر بقدرت خود پیش آیا اور معانقہ کرکے اپنے برابر
مسند پر بٹھا لیا اور مراسم خوردی بجا لاکر راضی کیا عزت و احترام بہت سا کرکے شاد و کام جاگیر کو رخصت دی
ایکروز بندہ میر عبد اللہ کے مکان میں تھا کہ میر قاسم علیخان کا چوبدار میری طلب کو آیا اور ہمراہ لیگیا وہ خلوت میں آیا
بعد ملاقات کے فرمایا کہ ہم تمسے ایک خبر طلب کرتے ہیں میں نے کہا کون ایسی خبر ہے جو مجھسے طلب کیجیگا جو کچھہ

ہوتا ہے اوسنے کہا کہ مونگیر کی جاگیر ہمین دو کیونکہ قلعہ سے نزدیک ہے اور قلعہ مونگیر مع وہانکے محالات کے
گرگین خان کے حوالہ ہو بسبب نہایت اتصال محالات مذکور کے ہمیشہ تمہارے عامل کو اوسکے عملہ سے اور اوسکو
تمہارے عامل سے شکایت اور نالش رہیگی لہذا یہ تدبیر بہتر ہے کہ ہمین دو اور اوسکی عوض بہتر اوس سے
وام لو مورخنے کہا جسمین سرکار کی بہتری ہو عمل فرمائیے مجھے تو غرض وجہ معاش سے ہے یہ بھی آپکی بخشش ہے
اور آپ سے اگر منظور ہوگا دے سکتے ہو پس راجہ راج بلبھ کو جو کہ ان دنون مین عظیم آباد کی نیابت مین رام نراین
کی جگہ پر مامور تھا پروانگی دی وہ لیت و لعل مین ٹالتا تھا بعد چند روز کے میر قاسم خان بہوجپور اور سہسرام کیطرف
چلا گیا اور اوسکا عوض کچھہ نہ ملا نہایت عسرت بندہ کو ہوئی چونکہ بندہ نہایت مقروض اور بے اسباب سفر کی
رکھتا تھا اوسکی ہمراہی کی اس سفر مین تاب نہوئی چند انگریز ڈاکٹر فلرٹن وغیرہ دوستان نے پروانگی اجراے
تنخواہ کی دلادی مگر پھر بھی ہان ہون مین ٹالدیا فقیر لاچار رہگیا اور وہ سہسرام اور بہوجپور کو چلا گیا

جانا میر قاسم خان کا سہسرام اور بہوجپور کو اور وہانکے زمینداروں کا شکار ہی کیطرف فرار ہونا اور خان مرقوم کی بیباکی اور غرور کا ظہور

جبکہ میر قاسم خان مع لشکر قیامت اثر کے پہلوان سنگھ اور دیگر زمینداران سرکار شاہ آباد پر چڑھا وہ لوگ
شجاع الدولہ اور راجہ بلونت زمیندار بنارس کے ملک کی راہ لے چلے گئے اور دریاے گنگا سے اوترکر اوسپار
آباد ہوئے میر محمد قاسم خان نے عملہ معتمد پر طرف منشی راحت خان مقرر کیے خود سہسرام مین مقیم ہوا چونکہ
اس مقام کے فراج مین ضروریات کی خبرگیری منظور تھی لہذا چند اشخاص مامور کیے حالات زیادہ پیش منقطع اسکو
رلا کرتے تھے راجہ سکھہ لال ہرکارہ اسکا معتمد تھا بہت سے جاسوس اوسکی برادری کے مامور تھے ملازم اور
غیر ملازم اور سکنہ شہر اور زمینداروں کی خبر پہونچایا کرتے تھے غضنفر ل ہرکارہ جو کہ بدنفس مردم آزار اور اول جاوشنی کا
نوکر ہوکر پورنیہ مین اپنی خلقت جبلی سے ایک عالم کو ضایع کرچکا تھا ان دنون مین رفیق گرگین خان کا ہوکر حق و
ناحق لوگون کو متہم کرکے گرگین خان کی معرفت اخبار مخالف مزاج میر قاسم خان کو پہونچاتا تھا اکثر غربا بے
بیچارون کو مع جان و مال کے راہی ملک عدم کیا اور پرانی عداوتین میر قاسم خان کے دلمین ایسی نقش ہوئین تھی
کہ مطلق دور نہوئی تھین چنانچہ کلب علیخان اور حیدر علیخان پسران علی قلی خان فوجدار بہاگلپور کی دو تقصیرین
پیش نظر تھین اول یہ کہ میر ابوالحسن برادر حقیقی بو علیخان خلف نواب علیخان عموی میر قاسم خان داماد راجہ
کھرگپور اوس لڑائی مین کہ راجہ مذکور سے ہوئی تھی مارا گیا دوسرے تقصیر یہ کہ بوقت مرور جرنیل کوٹ
جسوقت کہ موشیر لاس کے تعاقب مین گیا تھا ملاقات کرکے اتحاد و دوستی کیا تھا اور اسی قرینہ سے جبکہ
جرنیل کوٹ عظیم آباد آیا ادنہون نے بھی ملاقات کی یہ دونون تقصیر میر قاسم خان کے دلمین جانشین تھے

جب بہوجپور مین متوقف اور قتل ہرکارہ اور سیتارام اور شیخ سعد اللہ اور عدم پرسش انگلشی سے دلیر ہوا
راج بلبہہ کو حکم دیا کہ دونون بہائیون کو قید کرے کہ بیچارہ مع پدر کے قید ہوکر تا عہد حکومت میر قاسم خان کے
بلای اسیری مین رہے طرفہ ماجرا سنئے کہ جو لوگ راج بلبہہ کے لانیکو گئے تھے اونہین لوگون نے بندہ مورخکو
راستہ مین دیکھکر خیال کیا کہ شاید دونون بہائیون مین ایک یہہ بہی ہے بندہ مورخ کی سواری کو راستہ سے
زیر حراست کرکے راجہ بلبہہ کے پاس لائے اوسنے بعد ملاقات کے جو نام و نسب بندہ مورخکا دریافت کیا
خجالت سے عذر خواہی کی اور رخصت کیا بندہ مورخ شکر الہی بجالا کر اپنے گہر مین آیا لیکن کیا بیان کرون
کہ وہ گہڑی کسقدر خوف و وحشت مین کٹی تہی کہ خدا کسیکو بلای سخت اسیری مین پہنسائے اور پنجہ ظالم سے مقیدان بیچارہ کو جلد رہائی دے
اللہم امن امین الفرض لوگ جب باندا لطبہ بہو وہ باہمدگر رسم مراسلات اور راہ آشتی رہتی تہی راجہ سیتارام
متصدی جو اکثر امور عظیمہ کا مدار المہام تہا آپکو بہول گیا حسب ضابطہ ہند زیادہ اور روی اختیار کی اور لوگون کے
کام مین رشوت لیکر جہونٹہہ کو سچ اور سچ کو جہونٹہہ کرنا شروع کیا اور شیخ سعد اللہ نام جمعدار سپاہ جو کہ اکثر قبل زمانہ
میر قاسم خان کے رام نراین کا نوکر اور پرگنات شاہ آباد مین مامور تہا اس وقت مین بسبب اطلاع رکہنے
وہان کے کیف و کم اور دیگر حالات کے محالات مذکورہ کا حاکم اور بعض اماکن کا تعلقدار تہا حسب سابقہ
بعض زمینداران خارجی سے رسم مراسلات رکہتا تہا اور شاید کسیقدر خلاف میر قاسم خان کے لکہا گیا تہا
اور تین چار نفر کہ ہر گروہ جاسوس کے تہے اور ہر ایک خانہ امیری و امرا سے پیشین سے در ریاست فرقہ مذکور کے
ممتاز اور روے عرض التماس آستان دولت پر رکہتے تہے بالفعل سرکار میر قاسم خان مین کہ ایک
مع چند کس جماعت مین ملازم ہوے اور کار استخبار اور اخبار کے ہر طرف اور ہر مکان مین مقرر ہوگئے
قصور تساوی ساتہہ اوقات سابقہ کے کرکے سہل انگاری اور دروغ گوئی سے باز نہ آتے تہے حاصل کلام
یہ ہے کہ ہر یکس سزای بیحساب کو پہونچے قصورات انکے اگر معلوم ہون گے انشاء اللہ تعالے آیندہ
تحریر کیے جاوینگے مقبول الروایۃ معتمدین سے اب سنا گیا کہ ان پانچ آدمیون سے کوئی قابل گردن زدنی کے
نہین ہوا بلکہ محض توہم سے بیچارے قتل ہوے شیخ سعد اللہ غرض مندون کے کہنے سے میر جعفر خان
اور زمینداران بہوجپور یہ کے اتفاق کی تہمت سے مارا گیا اور سیتارام نے کسی زمیندار بہوجپوریہ کو خط لکہا تہا
اوسمین خبر کوچ میر قاسم خان کی روز معہود پر درج تہی پس شبہہ ہوا کہ کیون تاریخ معاودت سے
اطلاع دی اور ہرکارون کا بہی جرم اسیطرح پر ہوا جب میر قاسم خان نے اکثر شاہیرون کے خون سے اپنے
سیاہنامہ اعمال کو سرخ کیا اس طرح نزاو کا ایسا رعب چہا گیا کہ ہر ایک کے زہرہ آب ہوئے اور
دور و نزدیک انکی خونین مزاجی کی بوچہار پڑ گئی تہی ہرچند میر قاسم خان ملازمان ہندی کے معاملہ مین خود مختار تہا

مگر اسقدر خون ناحق کی نظر سے کونسل نے خط استفسار موجب بہیجا بہیجا میر قاسم خان بعض خطوط کو جو سعد اللہ وغیرہ کی مہر سے ہاتھہ آئے تھے دستاویز قتل کر کے بعض انگلشی کے مخصوص بخصوص بگویر اور ڈاکٹر ڈالٹن وغیرہ کو بہیجا چونکہ بندہ کو ڈاکٹر فلرٹن سے ربط تھا اونہون نے وہ خطوط مجھی دکہلائی اور میرے کہنے سے اونکی مضامین پر مطلع ہوا بندہ نے جو اونکو ملاحظہ کیا معلوم ہوا کہ ساختہ ہین اسواسطے کہ اون خطوط کی اصلاح کمال بے شعوری سے کی گئی تھی شاید کہ اونکی قتل کی دوسری وجہ تھی بعد ازان اپنے رفع بدنامی کو خطوط مہری بہم پہونچا کر او رحیلہ بنالئے ڈاکٹر نے اوسکو بھی بندہ کی ذریعہ سے ملاحظہ کیا اور بندہ نے کہا کہ اسمین بھی حک ہے اور کچھہ کا کچھہ بنایا ہے پہر نہین معلوم کہ وہ خط کونسل مین گئی یا نہین اور اونکی قتل کی معذرت کیونکر ہوئی اسی اثنا مین میر قاسم خان کو قلعہ رہتاس کی دید کا اشتیاق ہوا نتار علی کو جو اپنی طرف سے قلعدار کیا تھا اوسکی نیابت پر ساہ مل کو بہیجکر اپنے ارادہ سے آگاہ کیا اور والد مرحوم کو بھی جو اوندنون بتقریب ملاقات وارد سہسرام تھا ہمراہ لیا اور بندہ کا برادر غالب علیخان بھی ہمراہ تھا اور نقی علیخان نے باوجود ارشاد خاندکور کے رفاقت نکی الفقصہ بعد ملاحظہ قلعہ اور وہان کے انتظام کے معاودت کر کے سہسرام آیا اور ساہ مل کو مع نقی ہزاری کے جو قدیم سے محافظ قلعہ تھا قید کیا اور والد کو جہانگیر جانیکی اجازت دی

معاودت کرنا میر قاسم خان کا بہوجپور مین اور راجہ بلبہدر کو قید کرنا اور نوبت راے کو عظیم آباد کی صوبہ داری دینا

جب میر قاسم خان کو سرکار شاہ آباد کے انتظام سے فراغ ہوا اور سرس گنہہ سے بھی لشکن سنگہ زمیندار پرگنہ مذکور کا مفرور ہو کر بنارس گیا میر مہدی خان بنی عم اسد اللہ خان کو سانوٹ مہہ مین جیون پور اور سہسرام کی فوجداری مع شیخ محمد اکبر خان جمعدار تلنگوی کے بنابر خبرداری پہلوان سنگہ کے چھوڑا اور مرو فنکی کو مع پلٹن چار پلٹن تلنگا ئی اور چند ضرب توپ کے بکسر مین اور میر روشن علیخان بخشی کو مع رسالہ ہمراہی بہوجپور وغیرہ مین مقرر کیا اور خود بدلت ملک نگر لینے سرس کیتہہ اور امرول اور گکاری اور بہار اوربلیج وغیرہ ہوتے ہوے عازم مونگیر ہوا لیکن قبل ازان کہ مونگیر کو روانہ ہو راجہ بلبہدر کو پاس طلب کر کے قید کیا اور مردم معتمد اوسکے ضبطی مال و متاع کو جہانگیر نگر روانہ کئے اور راجہ نوبت راے کو عظیم آباد کے متصل پہونچکر صوبہ مذکور کی نیابت کی خلعت عطا فرمائی اور خود بکمال عزت و احترام قلعہ مذکور کو گیا نبیرہ پہونچ ذی الحجہ ۱۱۷۵ ہجری کے شب کو نزول فرما ہوا اور قلعہ کو ترمیم کر کے اور کچھہ عمارت بھی نوا کر آراستہ کیا اور بکمال عظمت و سطوت سے زندگی کرنے لگا ازانجا کہ اپنے ایام دولت و اقتدار مین جملہ عورات تہبلیہ بہت پایمن پیتین اور اب قوت شہویہ مین نہایت نقصان آیا اور حد زوال کو پہونچی تہی لہذا اسکی تحصیل مصروف تھا طبیب لوگ نہایت کوشش کرتے تھے مگر کچھہ فائدہ نہوتا تھا آخر الامر معلوم نہین ہے کسکے کہنے سے خراطین کا استعمال کر کے فائدہ عظیم اوٹھایا کہتے ہین کہ اس مرتبہ وہ قوت ہوئی کہ گویا شباب تازہ حاصل ہوا

دربردہ اپنے اخلاص کیشون کو بھی اسی عمل پر ہدایت کی اور اونہین بھی قوت مذکورہ حاصل ہوئی چنانچہ اکثر
اون لوگون نے اپنی زبان سے بندہ کے روبرو اظہار کیا **القصہ** جب میر قاسم خان نے مونگیر مین قیام کیا
انتظام امور مرجوعہ کرتا تھا مگر چند طرف زیادہ توجہ تھی چونکہ مورخونکا شیوہ صدق مقالی ہے لہذا اقتضای مصرعہ
مشہورہ کی اکتفا کی ؏ عیب مے جملہ بگفتی ہنرش نیز بگو اور بحشۂ اکبرنامہ کا بھی شعر اسی مضمونکا تحریر ہوا ؏ شیخ سب عیب کہا تونے مے و ساغر کا
کچھ ہنر اور فواید کا بھی مذکور تو کر ؏ جو کچھ مشاہدہ یا مسموع ہوا لکھا جاتا ہے مخفی نرہے کہ اگرچہ میر قاسم خان کو بدگمانی بسبب ملاحظہ احوال نمک حرامی اور
بیوفائی سپاہ بنگالہ اور دورویی اور نیرنگی عموم مشاہیر اس ملک کے زیادہ تر تھی اور اعتدال اور قتل اور قید مین نہایت بیباکی کرتا تھا لیکن
معاملات ملکی کے خبر رسی اور انفصال قضایا اور عطای تنخواہ سپاہ وغیرہ ملازمین اور قدردانی علما اور میانہ روی بخل و سخا مین
نادرہ وقت تھا چنانچہ ہفتہ مین دو روز بنا بر عدالت حسب ضابطہ سلف مقرر کیے تھے عملہ عدالت کے انفصال پر
اعتماد نہ کرکے خود متوجہ فیصلہ اور کشف دقایق منفصلہ مین ہوتا اور مدعی اور مدعا علیہ کا اظہار اپنے کان سے سنتا
کسی کی مجال نتھی کہ رشوت لیکر حق و باطل مین آمیزش کرے اور زمینداران مقتدر کوتہ اندیش جو جانکی رام
اور رام نراین کے عہد مین غربا کے دیہات پر متصرف ہوگئے تھے جب ان لوگون نے اپنا عذر حقداری بذریعہ محضر
یا گواہی قاضی یا مفتی کے پیش کیا بعد ملاحظہ وثیقہ اور تحقیق احوال کے اوسکے نام سند مہری و دستخطی ملی اور سزا اول
ہمراہ ہوتے وہ جاگیر حقدار کو ملتی ولا فقط ایک بات اس شخص کے لوازم یادداشت سے تھی کہ ایام تعزیہ داری مین
اکثر امام باڑہ سراج الدولہ کو زیب و زینت کی آلات طلائی اور نقرہ جو کہ لاکھون کے تھے اونکو منگوا کر اکثر
شیخ محمد علی حزین اور میر محمد علی فاضل اور شیخ محمد حسن اور نذیر حسین خان کے ارباب استحقاق سادات اور
مجاورین مشاہد متبرکہ کو مع تحفہ زوایدہ کے عطا فرماتا اور شیخ محسن مرحوم کے قرض کو جو مبلغ کلی تھا اپنے گھر سے ادا کیا
تنخواہ لایق خرچ روزمرہ کو مقرر کردی اور جب شیخ اوسکو دیکھنے کو جاتا مسند علیحدہ پر اپنے ہم پہلو بٹھالتا اور آداب
و شایستگی بجا لاتا اور جو کچھ شیخ کہتا بخوشی دل قبول کرتا اسیطرح سے اکثر بزرگون کی رضامندی مین ساعی تھا
اور ادای تنخواہ سپاہ وغیرہ مین کبھی کسی کی شکایت سننے مین نہ آئی ہان اسمین شک نہین کہ اوسکے خوف سے
ہر ایک کو آسودگی نہ تھی بندہ کو جب ایک مدت خلوت مین بمقام عظیم آباد گذری الکزنڈر فلرٹن نے کہا کہ
خانصاحب تم مونگیر کیون نہین جاتے بندہ نے کہا کہ اوسکے سطوت سے خوف کرتا ہون اوسنے کہا کہ اگر وہ
اسی جگہ پر قہر کرے کون حمایت کرسکتا ہے بہتر یہی ہے کہ وہین جاو شاید کہ کچھ حاصل ہو اور ہم لوگ جیسا کہ
مسٹر السن نے تمسے کہا حمایت نہین کرسکتے ہین اور بنا بر نام رفاقت کی اعانت تمہاری ظاہرا نہین کرسکتے
کیونکہ ابتدای تفویض معاملات ہرسہ صوبہ مین بحکم شہر الدولہ و عہد و پیمان انگلستانی سے ہوئے ایک یہ بھی ہے
کہ دربارہ ہندوستانی خصوص ملازمین کے کوئی حمایت اور بازپرس نکرے بندہ نے جب دیکھا کہ سچ کہتا ہے

بہر صورت ہوتا پہر جاکر شرف ملازمت ہوا اوسنے بہی لطف وکرم فرمایا اور نہایت اختلاط سے پیش آیا پہر دوسرے روز ناآشنا محض ہو گیا بندہ کو بڑی حیرت اور اندیشہ لاحق ہوا بالضرورت عمل کلمۂ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ جو کہ کتاب الدعا شیخ علی حزین مرحوم و مغفور مین مسطور ہے شروع کر کے سلخ ماہ ذی الحجہ کو تمام کیا بدین نیت کہ خدا تعالی بندہ کو اوسکے شر سے بچاے اور اوسکے دولت سے بہرہ یاب فرماے عجیب اثر دیکہا گیا مجلس عاشورہ مین اول روز نہایت مہربانی سے روبرو بولایا اور اپنے پاس جگہ دی آخر مجلس تک اختلاط کرتا رہا دوسرے روز اس گمان سے کہ اوسکی مہربانی کا اعتماد نہین دور تر جاکر بندہ بیٹہا اوسنے طلب کر کے پہر اپنے پاس بلا فاصلہ کے بیٹہا لیا اور حکم دیا کہ اسی طرح ہر روز میرے برابر بیٹہا کرو اور کیون آجتک اپنا حال مجہسے نکہا بندہ نے کہا کہ جناب عالی پر سب روشن ہے اوسنے خوشخط جواب دیا کہ عالم الغیب نہین ہون بندہ نے کہا عرض کرونگا اوسنے کہا کب بندہ نے کہا بعد عاشورہ اوسنے کہا عاشورہ مین کون کام دنیا کا بند رہتا ہے کہ یہ بہی بند کیا جاوے بنفسی کہا کہ اس مجلس مین میری مجال نہین کہ ذکر حسنین علیہما السلام ہو رہا ہے اور بندہ کار دنیوی مین مشغول ہو اور بجز اسوقت کے اور وقت کوئی باریابی ملازمت نہین ہوتا اوسنے کہا البتہ کل اول وقت مع عرضی حاضر ہونا حسب الامر بندہ نے تعمیل کی مبلغ پانچہزار روپیہ نقد انعام دیا اور ابتدای نوکری سے لغایت آخر محرم سنہ مذکور کی تنخواہ دلوا دی اور آیندہ کو حکم فرمایا کہ ماہواری دیا کرو اور فرمایا کہ بعد دو روز کے مجہکو حاضر ہوا کرو اور بغالب علیخان میرے چہوٹے بہائی کو ہفتہ مین ایکبار بسلام کو آیا کرو اور سید علیخان کو پندرہ ۱۵ روز کے بعد اور داروغہ دیوانخانہ کو حکم دیا کہ بہانہ مناسب سے سید علیخان کو آنے نہ دیا کرین بسبب کہ چونکہ وہ جوان اور نااندیش تہا اور بندہ کو تجربہ کار اور بعض موقع پر کارگذار اور اپنا ازو ارجانتا تہا بہر صورت باوجود فراغت کے جو بندہ کو میسر ہوئی بنابر تفارقت انگلشیہ کے اوسکے ساتھ بہ اوقات نہایت تنگی مین گئی اور بکمال بیم و ہراس مین اوقات گذرتی تہی اسوقت تک ناظر علیخان ولد غلام حسین خان داروغہ دیوانخانہ مہابت جنگ بعد رحلت پدر کے نہین جانتا ہون کس مصلحت سے اپنے کار پر مامور اور میر قاسم خان کے دیوانخانہ کا بہی داروغہ بدستور رہا بعدہ شیخ عبد اللہ نامے جو پیشتر ہیبت جنگ کے عہد مین بنابر اصلاح سید علیخان میرے چہوٹے بہائی ہیبت جنگ کی مصاہرت مین نامزد ہوا تہا اوسکا نوکر اور معتمد تہا اور پہر جگت سیٹہ کے رفقا مین حسب تجویز گرگین خان کے داروغۂ دیوانخانہ ہوا اور ناظر علیخان برطرف ہو کر بنابر ادخال زر اندوختہ باپ کے قید ہوا اور چند روز قبل اسکے تراب علیخان عموی میر محمد قاسم خان کا مرشد آباد کی نیابت سے معزول اور سید محمد خان جو مرد ولایت زا اور اقربائے میر قاسم خان مین تہا اوسکا قایمقام مقرر ہوا اور عسکر علیخان مغفور خلف سیف اللہ خان مرحوم صوبہ دار اڑیسہ صوبۂ بنگالہ کے راج شاہی پر مامور ہوا اور تراب علیخان حضور مین حاضر ہوکر

انونگیر مین ٹہرا انہین دنونمین بہادر علیخان خلف مرزا اوارثقلی بیگ داروغہ توپخانہ جلسی مہابت جنگ مغفور
باتفاق دیگر روسای ملازم فوج سرکار اور چند پلٹن حقیقاتی اور توپ آراستہ گرگین خان کو واسطے تسخیر ملک بتیا
اور تنبیہ زمیندار وہانکے اور تخریب قلعہ کے مامور کیا

حادثہ ہونا عبد الغنی خان اور رحیم اللہ خان اور حفیتا مین داسن اور شیخ عبد اللہ

چونکہ میر محمد قاسم خان کو شجاع الدولہ پسر صفدر جنگ سے دعوی ہمسری بلکہ برتری کا تھا اور شجاع الدولہ
سلطان ہند کی وزارت اور خطاب آصفجاہی رکہتا تھا اس شخص نے اپنے واسطے بہی خطاب اشرف طلب کیا
اور بادشاہ نے قلیل روپیہ کی طمع سے منصب ہشت ہزاری مع خطاب عالیجاہی کے ۱۱۷۷ ہجری مین
بہیجا اور اس خطاب سے رواج پکڑ اپنے خمیرسے غیر نواب عالیجاہ کے نام نہ سنتا تھا اسی درمیان مین بحسب تقدیر شیخ عبد اللہ نے
خلوت مین عالیجاہ سے عرض کیا کہ محمد علی ولد سند علی اور اوسکے بہتیجے برکت علی و فرحت علی جو روسای سپاہ
اور نمک پرورده حضور مین گرگین خان سے عہد و پیمان کرکے متفق ہوئے ہین اور تسلط گرگین خان کا فوج اور
عملہ اور ارکان دولت پر ظاہر ہے فدوی نے بپاس نمک عرض حال کر دیا آئندہ حضور کو اختیار ہے عالیجاہ اسکے
سننے سے نہایت بیقرار ہوا چونکہ رازداری آپکی ذات مین نتھی نزدیک وقت شام جو کہ وقت گرگین خان کی
حاضری کا تھا اوسکے آنے کے بعد آہستہ آہستہ استفسار امر مذکور کیا چونکہ اوسنے خود یہ کام کیا تھا جہٹ سمجھ گیا
اور اقرار کیا کہ ہمراہ دو لتخواہی آپکی جانفشانی اور کار سرکار مین تردد و کارگذاری کے لئے باہم عہد و پیمان کیا ہے
برخلاف اسکے جسنے عرض کیا ہے وہ دولت خدا داد کے بنیاد گرانی مین ہے سابق سے عالیجاہ کو معلوم تہا
کہ شیخ عبد اللہ کا توسل جگت سیٹہ سے ہے اب اور بہی توہم ہوا کہ جگت سیٹہ کی ترنگ سے اپنے دشمنی بلباس
دوستی مین مجہسے کی ہے پہر بہی فوج کی تدبیر مین ہے اور گرگین خان کا وہ اقتدار تہا کہ شیخ عبد اللہ کی رخنہ اندازیونسے
کم ہوا اور انہین دنونمین رحیم اللہ خان نامی ایک پنجابی کو جو لشکر مین جوان معروف اور کمان سخت کو کہینچ لیتا تہا
شاید کسی دولتمند بنگالی کی بی بی سے ربط رکہتا تہا اور نیز شکر اللہ خان ولد سرفراز خان کے عشق کا دم بہرتا تہا
ایک گہوڑا لکیت سہ ہزار روپیہ کو خرید کیا اور شکر اللہ خان کے خدمتگار کو جو واسطے اعیان لشکر اور ارکان دولت
عالیجاہ کے اپنے آقا کے خطوط مشعر استدعائے مخلصی جو کہ جہانگیر نگر مین بموجب حکم عالیجاہ کے قید تہا اور
خدا جانے کس سبب سے عالیجاہ مدت سے اوس سے ناراض تہا لایا تہا اوس خدمتگار کو اپنے گہر مین
مقیم کرا دیا عالیجاہ نے اس خبر سے رحیم اللہ خان پر غصہ ور ہو کر حکم دیا کہ اوسکو حاضر کرین اور رحیم اللہ خان و
عبد الرسول خان برادر دوست محمد خان کی بہادری مین ایک منزل آگے مین تہا عبد الرسول خان کے لڑکے
عبد النبی خان نے جو کمال عزت اور نجابت مین تہا اپنے باپ اور بہائی کو مشورہ حمایت رحیم اللہ خان کا دیا

اونہون نے عالیجاہ کے خوف سے انکار کیا تب اوسنے تنہا یہ ارادہ کیا باپ اور بہائی اوسکے قیدیون پر گریہ
اور ممانعت کی کہ نہایت جنگ کا عدو نہین ہے کہ توقع عفو تقصیر کیجیے مع زن و بچہ کے تمام خاندان تلف ہو جائیگا وہ
ناچار ہوکر حمایت سے دست بردار ہوا اور عالیجاہ کے لوگون نے اوسے لیجا کر جلوخانہ دیوان عام مین قید کیا
لیکن عبدالنبی خان زہر کہا کر مرگیا اور اونہین دنون مین خیتامن داس نولیندہ جو جبویہ کو نظر بجرم و ہوشیاری عالیجاہ کے
معزول و مراحم فرما کر اوسکو مدار المہام اوس سرکار کا کیا تھا اوسکے خطوط جو بنام انگریزیداران فراری کے لکہی تہی
عالیجاہ کے جاسوسون کے ہاتھ لگے اس سبب سے ہندوی مذکور مغضوب ہوکر حضور مین آیا اتفاقاً روز یکشنبہ
کہ ایام مقررہ سلام بندہ کا تھا بندہ بہی حاضر ہوا اور عالیجاہ نہایت کر و فر سے دربار عام مین بیٹہا ہوا تھا بندہ
حسب ضابطہ بعد سلام و نشست نیم گہڑی کی اوٹھکر باہر آیا بعد نکلنے کے چوبدار نے بندہ کو لیجا کر پھر بٹھلایا ناچار بندہ
بیٹہ گیا جب مقدمات عذرات کے فیصل ہو گئے اور عملہ رخصت ہوا ہر ایک کو حکم نشستن صادر فرمایا
اور لیپاولان نخلیہ ہی استادہ ہے اول رحیم اللہ خان کو طلب کرکے بڑے رعب سے استفسار کیا کہ بیٹیکر تجھے
منع کیا تہا باز نہ آیا اگر اوس عورت سے سرو کار نہین تو یہ گہوڑا اٹہ ہزار روپیہ کا ڈیڑھ سو روپیہ کی نوکری مین کیونکر
مول لیا اوسنے عذر نا مسموع کرنا شروع کیے وہ اوسکا رد و قدح کرتا گیا پہر کہا کہ شکر اللہ خان میرے دشمن نے
خدمتگار کو کیون اپنے مکانمین جگہ دی یہ نہایت اضطراب و عاجزی سے اوسیطرح معذرت کرتا گیا مگر کچہہ
قبول نہوئی حکم دیا کہ بعد ناک کاٹنے کے خر سوار تشہیر کرین اور کرم ناسہ کے باہر کر دو بعدہ خیتامن کو حکم دیا
کہ ہاتھی کے پیرمین باندہ کر گہسیٹوائین تاکہ ہلاک ہو اوسنے عذر کیا کہ یہہ خطوط جعلی ہین اوسنے فرمایا کہ تیری مہر
و دستخط موجود ہین اور تیرے خط شناسون نے بہی تصدیق کی ہے ہرچند اوسنے منت کی کچہہ نسنا اور اوسیطرح
ہلاک کیا گیا بعد ازین برکت علی اور محمد علی کو طلب کیا جب حاضر ہوئے غصہ فرما کر کہا کہ میری بدولت تمکو
فیل اسپ رسالہ حسب طمطراق ملا ہے اور گرگین خان کو بہی اسی حضور سے یہ خطاب و مرتبہ ہوا ہے
ورنہ گندہی فروش تہا تمنے کس ارادہ سے باہم گرگین خان کے عہد و پیمان کیا ہے چونکہ انہون نے قتل
گرگین خان کے سمجہا یا تہا مطمئن خاطر ہوکر جواب دیا کہ حضور جو کچہہ فرماتے ہین درست فرماتے ہین لیکن ہم لوگون
نے کچہہ بجز حضور کی غلامی کے اپنے دلمین نہین خیال کیا ہے اگر کوئی قصور ہمسے سرزد ہو جاے ہمکو سزا دیجیے عالیجاہ نے
مکرر دریافت کیا اونہون نے وہی جواب دیا بعد ازان شیخ عبداللہ کو جو حاضر تہا طلب کرکے کہا کہ شیخ جی
اسکا اثبات ضرور ہے تاکہ انکی سزا دیجاوے اور در صورت انکار کے خود مستعد بازداشت ہوجیے کیونکہ اگر کچہہ ہوتا
گویا آپنی میری فوج کی برہمی کا منصوبہ کیا تہا شیخ نے چونکہ یہ جانتا تہا کہ کل کسی روز باہم گرگین خان اور
عالیجاہ کے عہد و پیمان ہوچکا ہے اور اب کوئی مہربان سوا انکے گواہی نہ دیگا ناچار تنہا یہ تقدیر کر دن دیکر

خاموش ہو گیا عالیجاہ نے تین مرتبہ اوسی سوال کا اعادہ کیا لیکن مطلق شیخ نے دم نمار اور دن بہی دوپہر کے قریب آیا اور اوسوقت جلد دربار ہی پیادہ سے ہزاری تک حاضر تھے بندہ کی حواس درست نہ تھے کہ یا خدا میری طلبی کا کون سبب ہے کیا مجہہ بہی کسی نے تہمت لگائی ہے تا آنکہ خود اوٹہا اور فقیر نے سبقت کر کے اور خلوت سرا میں سلام گذارش کیا فرمایا ہمراہ آؤ اوسوقت بندہ نے سمجھا کوئی دوسرا کام ہے جب اندر گیا اوسنے تحقیق بدنامی سے جو کہ منکفر وشش ہین شاید حال مسٹر مکویر سے کہ ہوتی تھے اور مکویر کا قصور اوس میں کچہہ نہ تھا بندہ کو جلد عظیم آباد بہیجا اور اپنے گہر سے سواری تیز رو بندہ کو دی اور بندہ نے عظیم آباد پہونچکر بعد تحقیقات مدعا ہفتہ میں واپسی کی اور شیخ عبد اللہ کو قید کر کے پورنیہ میں بہیجا کہ آخر کار بروقت جنگ انگلیشیونکی بموجب حکم عالیجاہ کے بیچارہ مقتول ہوا

ذکر ہے آنے شمس الدولہ مسٹر ہنری ونسٹرٹ کا کلکتہ سے مونگیر و عظیم آباد میں اور آغاز فساد درمیان انگلیشی اور نواب عالیجاہ میر قاسم خان کے

بسبب فرمان مہربان لقدیر مسٹر ہنری ونسٹرٹ شمس الدولہ گورنر کلکتہ کو اشتیاق ملاقات عالیجاہ اور مونگیر اور کوٹھی عظیم آباد اور چہپرہ وغیرہ کا ہوا لیس کلکتہ سے عازم ہوا اور قاسمبازار اور مرشد آباد اور بردوان وغیرہ ہوتے ہوئے بروز دوشنبہ پنجم ماہ جمادی الاولے ۱۱۷۶ھ ہجری کو وارد مونگیر ہوا عالیجاہ قلعہ مونگیر سے باغ کو ڈرکہنہ تک جو تین کوس تہا استقبال کر کے کمال احترام اور اہتمام سے مونگیر لایا اور جو عمارت کرگین خان نے پہاڑی پر بنائی تہی اوسکی منزلگاہ مقرر کی اور خیمہ ہا سے عالی نصب کروائے اور کرگین خان وغیرہ جملہ خانسامانی کو واسطے بہمانی اور سرانجام فرمائیشات کے مامور کر کے خود رخصت ہو کر داخل قلعہ ہوا دوسرے روز شمس الدولہ اوسکے دیکہنے کو قلعہ میں آیا اور عالیجاہ نے پائین زینہ عماری تک استقبال کر کے اپنے مسند پر لیجا لا بٹہایا اور نذر وغیرہ لائقہ قرینہ پیشکش کین تیسرے روز عالیجاہ اوسکے مکان پر گئے اوسنے بہی وعدہ ضیافت لیا اور تحائف فرنگ نذر کئے اور وقت شب حسب معہود عالیجاہ کے مکان میں آکر ضیافت کہائی اور تماشاے رقص و سرود دیکہکر رخصت ہوا تین چار روز تک نادر نادر تحفہ عالیجاہ کے نذر سے گذرتے رہے ایکروز عالیجاہ نے فوج اور توپخانہ اور برق انداز قواعد دان جو زیر اہتمام کرگین خان کے آراستہ اور ادب آموز ہوے تہے ملاحظہ کرائی شمس الدولہ نے لبعد ملاحظہ کے فرمایا کہ جو فوج آپنے آراستہ اور ترتیب دی بہت درست ہے مگر واسطے جنگ مخالفین ہندوستانی کے تیار کیجیے مگر خوب خیال رکہیے گا کہ اس فوج کے زور سے انگلیشیو کے مقابلہ کا ارادہ نکیجیے گا کہ بجہدہ برائی ہوگی اور آپکی آبرو سے بالفعل تمام ہندوستان کی آبرو ہے اگر آپ مغلوب ہوئے تمام ہندوستان اہل ولایت

کی نظرین سبک اور خوار ہو جائیگا ہم لوگون کے ساتھ بزور زبان لڑتا اور غالب ہونا چاہتے ہو ظفر اور قاعدہ
جنہے فیما بین ہندوستانی اور انگلش کے نکالدیئے ہیں افسوس ہے تجاوز کرینگے تاکہ اس ملک کے لوگ بیچارے اور آپکی اتفاق سے
آسودہ ہین بعد ازان ایک ہفتہ قیام مونگیر کے بعد پٹنہ کو روانہ ہوا اور یہ بیت پڑہی سے نصیحتے کنمت بشنو
بہانہ مگیر ہر انچہ ناصح مشفق بگویدت بپذیر اسی عرصہ مین میر قاسم خان نے کہا کہ تجارت نام انگلش کے اکثر
سوداگرون کا مال جاتا ہے اور ذرا سا فائدہ جو انگلش کو ہوتا ہے میرے بڑے نقصان کا موجب ہے
لہذا ارادہ ہے کہ انگلش سے بہی حکم لینے محصول کا دیجیے مگر محصول کمپنی معاف رہیگا شمس الدولہ نے
جواب دیا چونکہ اس فرقہ کا محصول قدیم سے معاف رہا ہے پس اسوقت کیونکر لے سکتے ہو مناسب ہے کہ ابہی
عجلت نکرو ہم بعد پہونچنے کلکتہ کے تدبیر کرکے بعد حکم کونسل مین تم جاری کرنا یہ کہکر وہ رخصت ہو گیا عالیجاہ اوسکے
وعدہ سے مطمین ہو کر وصول محصول کا عازم ہوا اور تہوڑے عرصہ کے بعد عملہ کو لکہ بہیجا کہ انشاء اللہ تعالے
ایسا ہوگا کہ ملک خبردار رہکر تا صدور حکم محتاط رہو کہ ان لوگونکا مال جانے نپائے عمال کو حوصلہ و شعور معلوم
کہ ایسے راز کی پردہ داری کرین اور ایسا کرین جسمین الزام نہو لہذا مخالفت شروع کر دی راز کہل گیا بلکہ
بعض مقامات مین جہان کہ عالیجاہ کے منافق انگلش بہی جیسا کہ مسٹر ایلس اس عمل سے بیتاب ہو کر
بعض عمال عالیجاہ کو بدست آویز مزاحمت جو موجب کی تہی قید کر لیا تاکہ کونسل کلکتہ مین اونکا جرم ثابت کرکے
سزا دین اور عالیجاہ کی خفت اور اہانت کرے قبل اس سانحہ کے گرگین خان کی ترغیب سے عالیجاہ کو سفر
نیپال کی رغبت ہوئی تہی لاجرم مونگیر سے نیپال کو عازم ہوا اور گرگین خان چند روز پیشتر عالیجاہ سے چلدیا
اور قبل اسکے شمس الدولہ عظیم آباد سے کلکتہ گیا تہا عالیجاہ نے بروقت سفر نیپال کے اس سانحہ کی خبر پائی
حالا ذکر عالیجاہ کے جانب نیپال جبتک کا لکہا جاتا ہے

جانا عالیجاہ کا نیپال کیطرف اور وہانسے لوٹنا بے نیل مراد کے

چونکہ مشہور تہا کہ نیپال سے سونا نکلتا ہے اور نیز دولت سے مالامال ہے گرگین خان کہ ہمیشہ سے اپنی
فوج کے گہمنڈ پر نیپال کو عازم ہوا اور مردم واقف کار مانند کشامرہ اور رشناسی اور فرانسیسی باورٹی لوگونکو
جو ادہر آمد و رفت رکہتے تہے ہم پہونچا کر اکثر وقت جو ہوشیار تہے اپنا یار رہنما یا اور راہ کے تفحص و جستجو دریافت
کو ہی سے شروع کی بعض اونمین سے جنکے مزاج مین سخن سازی اور ہنگامہ پردازی مخمر تہی شعبدہ نمائی ہو کر
تسخیر ملک کی ترغیب دینے لگے گرگین خان نے جسکے باپ دادے کبہی اس رسم ملک گیری سے آگاہ نہ تہے
بلاد نیپال کی فتح سہل داستان سمجہکر عالیجاہ کو اس سفر کا مشتاق کیا علی ابراہیم خان وغیرہ دولتخواہون نے
باہم متفق ہو کر آخر کو عرض کیا کہ اگر خواہ مخواہ یہ سفر منظور ہے انگلش کو بہی ہمراہ لینا چاہیے تاکہ اگر فتح ہو

ورنہ اس جماعہ کو بھی موقع شماتت نہ ملے در صورت تنہائی ہر ایک بگڑو یہ فقط جماعہ حضور پر عاید ہوگا واقعی یہ صلاح
مناسب تھی مگر گرگین خان کے سبب سے نہونے پائی القصہ چونکہ نیپال نیا نیا فتح ہوا تھا عالیجاہ نے اوسکے
بندوبست کا بہانہ کرکے ۲۵ جمادی الثانی ۱۱۷۶ھ ہجری کو ورود شمس الدولہ کے پچاس روز کے بعد مونگیر کو نہضت
کرکے گنگا پار ہوا اور گرگین خان مع فوج آراستہ کے چند روز عالیجاہ سے پیشتر کوچ کرکے دس بارہ کوس آگے
نکل گیا تھا تا آنکہ عالیجاہ بتیا پہونچا اور گرگین خان پنجشنبہ کے روز پانچوین رجب سنہ مذکور کو تلوانی مین جو نیپال سے
چار منزل ادہر ہے پہونچا ارادہ گہاٹی پر گذرنے کا کیا راجہ نیپال کے لوگ مزاحم ہوئے لڑائی شروع ہوئی گرگین خان کے
ہمراہیون نے جسارت کرکے ایک عقبہ سے بمشقت تمام جسمین بہت سے لوگ مجروح و مقتول ہوے گذر کر دوسرے
پہاڑ کی چوٹی پر سکونت گزین ہوئے رات کیوقت نیپالیون نے ہجوم کرکے شبخون مارا چار ونطرف سے تیر
و بندوق کی بار و مار سے اکثرون کو نیست نابود کردیا باقیماندہ کو لاچار عار فرار قبول ہوا بخرابی تمام لشکر گرگین خان
مین جا ملے اور گرگین خان اس حال کے مشاہدہ سے نا امید ہوا اور نیز عالیجاہ کے منہ دکھلانے سے نہایت شرمندہ
خواہان مرگ ہوا نہ ٹہرنے کی تاب تھی نہ معاودت کی راہ دریاے تفکر مین غوطہ زن تھا کہ کیا کرے یہ خبر
جب عالیجاہ کو پہونچی نہایت متفکر ہوا صلاح ٹہری کہ گرگین خان کو طلب کرنا ضرور ہے لہذا اوسکو طلب کیا اور مکرر
فرمان تاکید صادر فرمائی مگر وہ اپنی حماقت قدیم اور رنجیدگیات جدید سے معاودت نکرتا تھا عالیجاہ نے چاہا کہ کسی کو بھیجکر
اوسے واپس طلب کرے اور ایسا آدمی ہو کہ جسکا کہا وہ مانے بجز علی ابراہیم خان بہادر کے کوئی نظر نآیا لہذا انہین کو
حکم دیا اور خان موصوف جریدہ عازم ہوا راستہ مین جو دیکھا کہ اکثر لوگ لشکر کے مجروح زندگانی سے مایوس مضطرب الاحوال گریزان چلے آتے ہین مجبوراً ونکو
ٹہرا کر تسلی دی کہ ہم واسطے لانے گرگین خان کے جاتے ہین تم یہان ٹہرو مقام مضطر نہین ہے اسطرح کے جانے مین
تمہاری بے آبروئی اور سردار کی شرمندگی ہے چونکہ خان مذکور کی بات کا اعتبار لوگون کے نزدیک بہت تھا لہذا اقرار ابراہیم
فرمان برداری کرکے اوسی جگہ اقامت کی اور علی ابراہیم خان نے پیشتر جاکر بعد ملاقات گرگین خان کو راضی کرکے
واپس لیچلا اور عالیجاہ کے خیمہ گاہ مین آیا عالیجاہ نے فوراً طبل معاودت پر چوب دی اور عظیم آباد کو نہضت فرمائی
اسی اثنا مین خبر ملی کہ جماعۃ انگلشی نے بنابر اخذ محصول جو غیر معمول اکثر جگہ پر وصول کیا گیا عملہ عالیجاہ کو قید
کرلیگئے ہین چنانچہ مرزا محمد علی نام ایک شخص عملہ جہانگیر نگری قید ہوکر کلکتہ بھیجا گیا اور اسیطرح مسٹر ایلس نے بعض عملہ
محالات عظیم آباد کو قید کرکے روانہ کلکتہ کردیا عالیجاہ اس خبر سے ازحد آزردہ ہوا اور اپنی آبرو انگلشی گماشتون کی
قید کرلانے مین دیکھی پس اپنے عمال اور فوجدارون کو تحریر کیا کہ جہان قابو پاوین انگلشی گماشتون کو قید کرکے
روانہ حضور کرین بعد ازین باوجود ہونے مسٹر ایلس مدار المہام کوٹھی عظیم آباد کے جو عالیجاہ سے نہایت عناد
رکہتا تھا راجہ نوبت رائے کو لائق نیابت عظیم آباد کے دیکھکر بجائے مہدی نثار خان بہادر حاکم سرکار شاہ آباد کو بھانگی

نیابت پر تجویز کرکے طلب کیا جسوقت عالیجاہ حاجی پور پہونچا گنگا پر مقابل کوٹھی انگلشیہ کے پل باندھکر عبور کیا اور مسٹر السن سے ملاقات نکرکے جعفر خان کے باغ مین مقیم ہوا دو روز وہان مقام کیا جب میر مہدیخان پہونچا نیابت کی خلعت دیکر قلعہ مین چہوڑا اور راجہ نوبت رائے کو ہمراہ لیکر تیسرے روز عازم مونگیر ہوا بندہ بسبب عارضۂ بیماری کے رفاقت سے رخصت لیکر چند روز عظیم آباد مین متوقف رہا اور سید علیخان اور غالب علیخان دونو بہائی میرے ہمراہ گئے چوتھے روز عالیجاہ کے کوچ کے غالب علی خان کو دیکہا کہ لوٹ آیا جب دریافت کیا کہا کہ عالیجاہ نے فرمایا کہ تم اور سید علیخان ہمارے نوکر ہو کر سفر مین کیون تصدیع اوٹہاتے ہو بہتر ہوگہ عظیم آباد اپنے والد کے پاس جار ہو لہذا بندہ مورخ لوٹ آیا اور سید علیخان ہمراہ ہے بندہ سمجہا کہ بس اب شتابی سے منازعت انگلشیہ سے شروع ہوئی چونکہ سید علی اور بندہ سے بسبب تعارف انگلشیہ کے چندان اعتماد نہین رکہتا بلکہ گمان ہے اپنے روبرو سے دور کیا ہو بس بہتر ہوا کہ حاضر ہوکر امر کو خاطر دریافت کرے پس باوجودیکہ بیماری سے گہوڑے وغیرہ کی سواری کی استعداد نتہی کشتی کرایہ کرکے مونگیر گیا اور بعد ملاقات سید علی خان سے استفسار احوال کیا اونہون نے بہی وہی حال جو غالب علیخان نے کہا تہا بیان کیا لیکن فی الحقیقت ما فی الضمیر عالیجاہ کا نہ سمجہے اس حکم کو فرط انجاب سے لیکن بندہ اندیشہ مند ہوا تا آنکہ عالیجاہ نے پانچ چہہ روز کے بعد مرزا شمس الدین کو بادشاہ اور شجاع الدولہ کے پاس بدین غرض بہیجا کہ اگر مجہے انگلشیہ سے رزم و جنگ ہو بادشاہ و وزیر اتفاق کرین اس امر کا عہدنامہ لائے مرزا سے مذکور کو بندہ سے راہ و رسم اور وہ میری رازداری پر اعتماد رکہتا تہا اوسنے بندہ سے کہا کہ سید علیخان کو نہو بلی سمجہا دو کہ میرے ہمراہ ہو اتنا سے راہ سے والد کے پاس چلا جاوے بندہ نے کہا کیا سبب ہے کہ دونون بہائیون کو حضور سے دور کرتا ہے جواب دیا کہ چونکہ تمپر اعتماد ہے جو کچہہ واقعی ہے بیان کرتا ہون مگر تم بہی کسی کے روبرو زبان پر نلانا کیونکہ اسکا افشا میری خرابی کا موجب ہوگا فی الحقیقت عالیجاہ سید علی خان سے مطمئن نہین ہے بلکہ انگلشیہ کا جاسوس سمجہتا ہے لہذا اندلونجین کہ باہمی آتش فروشی اسباب عناد مہیا ہوا سید علیخان کا رہنا اپنے لشکر مین گوارا نہین کرتا اگر تنہا آپکو رخصت کرنا ازبر بلا ہوجاتا اس لگے غالب علیخان کو بہی آگیا مقرر کیا کردیا بندہ نے کہا پس بندہ پر کیا اعتماد رکہتا ہے اس خیال سے کہ بندہ جو اسمین ہے بندہ کو کیون نہین اپنے لشکر سے دور کرتا ہے مرزا نے جواب دیا تمکو اپنی کاربراری کیواسطے چونکہ انگلشیہ سے ربط و ضبط زیادہ رکہتے ہو رکہتا ہے اور نیز تمکو بطور یرغمال تمہاری والد اور بہائیون کے رکہا ہے بندہ مورخ کمال خوف و ہراس مین تہا اور بیکس رہگیا اور سید علیخان کو یہ سب مراتب آہستہ سے سمجہا دیئے اور اخفاے راز کو کہکر بحفظ خدا رخصت کیا اور خود تنہا مونگیر مین بیمار پڑا تہا لیکن عالیجاہ اپنے رفع بدگمانی کو اکثر چوبدار بہیجتا اور خبرگیران رہتا اور کہانا روز مرہ

اپنی سرکار سے بہجوانا تھا تا انکہ بندہ نے غسل صحت کیا اور عید الفطر کے دن اوسکی ملازمت کو گیا نہایت مہربانی فرمائی جب اوسنے اندر جانے کو چاہا بندہ مورخ نے دروازہ تک جا کر سلام رخصت عرض کیا استادہ ہو کر چند کلمات تفضلات فرمائے اور دو دو نہ پان کے اپنے خاصہ سے نکال عطا فرمائے اور کہا کیون صاحب یہی بڑا کیا کہ اچھا جو آپکے بہائی صاحبون کو پدر بزرگوار کی خدمت مین رہنے کی رخصت دی تاکہ بآرام و فراغت بسر کرین بندہ کو اصل حقیقت معلوم تھی اوسکی گواہی پر عرض کی کہ بجز خداوند نعمت کے کون ہے کہ دربارہ اپنے ذہن پہوے اور نوکری کی تکلیف سے نوکر کو رہا کرے پہر فرمایا کہ اول سے فقط آپ سے ہمکو آشنائی تھی انسے تو کچھ ربط نتہا بندہ نے اوسکے اس جہوٹہہ کی بہی لاچار ہو کر تصدیق کی کیونکہ بندہ کو اوائل مین برابری درجہ کیا بلکہ کسیقدر بہی اوس سے اور اوسکے بزرگ میر محمد جعفر خان اور میرن سے بوجہ تباین مزاج کے کچھ بہی ربط و اتحاد نتہا سید علیخان اللہ چونکہ اکثر بنگالہ مین رہا اور مزاج کی شوخی اوسپر غالب تھی ایسے لوگون سے آشنا تھا اور انسے بہی تعارف رکھتا تھا

ذکر سے قید ہونے بعض گماشتون انگلش کا بموجب ایماے عالیجاہ کے اور شمس الدولہ کے خط کا آنا مشعر بعدم تعرض محصول اموال انگلشی سی اور منع کرنا عالیجاہ کا قبول امر مذکور سے اور معاف کرنا اخذ محصول کا جمیع تجارت پیشونکو ممالک محروسہ اپنے سے اور مسٹر امیت کا آنا مع دیگر کوالیف انگلش کے بطور سفارت کے کونسل کلکتہ کی طرف سے اور منازعت کا ظہور ہونا دونون جانب سے اور دیگر سوانحات کا بیان

عالیجاہ کے عملون نے جسوقت قابو پایا بعض گماشتہ انگلشی قید کرکے اپنے آقا کے پاس بہیجدیے عالیجاہ نے اونہین بعوض اپنے گماشتون کے مقید کیا بسبب جلدی کرنے عالیجاہ کے اخذ محصول مین قبل پہونچنے شمس الدولہ کے کلکتہ مین فساد بڑہگیا کہ طرفین کے گماشتہ قید ہوئے اور صلح اور آشتی مین فساد آیا اور جو تدبیر شمس الدولہ نے اوسکے اجرا کی سمجہی تہی وہ خاک بنا ہوسکی کلکتہ کے کونسلی جمع ہو کر شمس الدولہ کو لعن طعن کرنے لگے وہ ناچار ہو کر مغلوب ہوا عالیجاہ کو لکہہ بہیجا کہ محصول تجاران ولایتی واگذاشت کرے اور نیز اسیران انگلشی کو رہائی دے چونکہ یہ مقدمہ برخلاف رضامندی عالیجاہ اور حسب خواہش کونسلیہ کے تھا اسکا قبول کرنا عالیجاہ کو نہایت گران گذرا اور حاصل کرنا محصول کا بہی انکی اموال سے متعذر جانا لہذا کل محصول تمام فرقہ کے تجارون کا معاف فرمایا اور دربواب تحریر کیا کہ چونکہ تجار لوگ متوسلان انگلشی سے موافقت کرکے اپنا مال بہی اونکی شراکت سے نکال لیجایا کرتے ہین اور درصورت معافی محصول کے اکثر تجارون کی معافی سے ہان بیچارہ قلیل البضاعت تجار جنکا توسل انگلشیون سے نہین اون سے

کسیقدر محصول داخل سرکار ہوتا ہے لہذا معاف کرنا کل قسم تجارون کے محصول کا مناسب معلوم ہوا
کیونکہ جسوقت عمدہ مہاجن اور تجار اس حیلہ انگلشی سے بیچ جاوین غربای بیچارہ کو رنج و تکلیف پہونچانا کار ریا سلطانی
اور فہمیدگی سے بعید ہے بادشاہ کو چاہئے کہ کل رعایا کو یک نظر سے دیکھے کیا امیر اور کیا فقیر سب خداوند
حقیقی کے پیدا کئے ہوئے ہین جوان بیچارونسے ظلم تعدی کریگا پس خداوند بے نیاز کو کیا منہ دکہاویگا العاقل
تکفیہ الاشارۃ اور استخلاص اسیران انگلشی کے بارہ مین یہ جواب ہے کہ ابتداے انگلشی سے ہوئی ہے
جسوقت وہ ہمارے گماشتہ رہا کرکے بہیجدین ہم بہی اونکے گماشتون کو پہونچا دین جب یہ جواب کلکتہ پہونچا
جو کونسلیہ عالیجاہ کے معاند تھے اونہون نے جمع ہوکر کہا کہ اسطرح کے معافی محصول سے عالیجاہ کی غرض یہ ہے
کہ ہماری خفت اور اہانت کرے یعنی ہم لوگون کو فرقہ تجارون کے برابر کیا اگر اوسکو ہمسے صلح و آشتی منظور ہے
تو بدستور سابق انگلشی تجار سے محصول معاف اور غیرون سے تحصیل کرے اور ہم جانتے ہین کہ شمس الدولہ
طرفدار عالیجاہ اور ہملوگون کے اہانت اور خفت کا خواستگار ہے ہم کسی شخص کو بطور سفارت کے عالیجاہ
کے پاس بہیجتے ہین تاکہ جو کچہ اوسے منظور ہو اطلاع دے اگر ہمارا کہنا قبول ہو فبہا ورنہ ہرگز آشتی نہوسکیگی شمس الدولہ
اوسوقت انگلشیہ کا غلبہ دیکہکر مغلوب تہا اور حسب خیالات اونکی راے کے برخلاف حکم نہین دے سکتا تہا
لہذا لاچار ہوکر اونکا حکم قبول کیا اور مسٹر امیٹ اور مسٹر ہی کو چند انگلشی اور ایک کمپنی تلنگہ کی ہمراہ جانسن
کپتان کے سرکار مین روانہ مونگیر کیا اور شمس الدولہ نے مصحوب معتمدان عالیجاہ کے ایک خط مجمل اور مفصل
پیغام زبانی کہلا بہیجا کہ جو عہد و پیمان روز اول سے درمیان ہمارے اور تمہارے سنجانب کمپنی کے ہوا ہے
اوسی پر ثابت قدم رہنا ہر گز تفاوت نکرنا بالفعل بسبب تمہارے ستانے کے سررشتہ کار میرے ہاتھ سے
نکل گیا اور دوسرے کونسلی جو تمسے برخلاف ہین کلکتہ مین جمع ہوکر غالب ہوئے اور ہم تمہارے دوست مغلوب
غرضکہ مسٹر امیٹ حسب استدعا غالبون کے برسم سفارت آتا ہے جو بات کہے گو کہ تمہاری مرضی کے برخلاف ہو
مگر بہا ستحالہ مسٹر امیٹ کے منظور کرکے اونکو خوشنود رخصت کرنا تاکہ کچہ فساد نہ برپا ہو خدانخواستہ اگر رنگ
دگرگون ہوا تو میری تدبیر کچہ کارگر نہوگی اور درصورت میری نصیحت ماننے کے سب کام حسب مراد آپکے
سرانجام ہونگے اور کونسلیہ مخالف آپکے پانچ چہ مہینے مین برطرف ہو جاوینگے جب یہ خط عالیجاہ کو ملا گرگین خانکو
جو کہ اعظم رفقا اور معتمد علیہ تہا بلاکر خط مذکور پیش کیا گرگین خان نے جو کہ مجسم کینہ اور مرد کہ مغرور عقل سے دور تہا
کہا کہ ہرگز اسکے مضمون پر تعمیل نہ کیجئے اب حضور اور انگلشی برابر ہین اگر اطاعت کروگے روز بروز ذلیل
و خوار ہوگے اگر جرات دکہلائیگے روز بروز غالب اور انگلشی مغلوب ہونگے عالیجاہ اوسکا ہرحال تابع فرمان تہا
یہی ارادہ مصمم کیا کہ انگلشی سے ضرور مقابلہ کریںگے اور انکو شکست دینگے کیسے اسلئے کہ ہماری پاس بہی جم غفیر ہے

کسبی کی کیا طاقت اور اصل ہے کہ پیشے میسر ہوا اور معلوم ہوا کہ شمس الدولہ بہار ابد خواہ ہو گیا اور جو بیہ برتا باہی
محض لغو اور پوچ ہے

اندیشہ مند ہونا عالیجاہ کا جگت سیٹھ اور مہاراجہ سروپ چند سے اور اونکو مرشد آباد سے بلانا قید و بند مین

عالیجاہ کو اس خبر سے کہ کلکتہ والے انگریز برخلاف کونسلیہ جمع ہین اور نیز سامان فساد انگلشیہ نظر پڑا جگت سیٹھ اور اوسکے
بہائی کا رہنا مرشد آباد مین مناسب نہ سمجہا بدین وجہ کہ جگت سیٹھ سراج الدولہ کے معاملہ مین میر جعفر خان اور دونون
سے اور جعفر خان کے مقدمہ مین میر قاسم خان سے زر و مال سے شریک رہے تھے اب کہ انگلشیہ کا جھگڑا اٹھ کھڑا ہوا عالیجاہ
نے جو انکی طبیعت سے ماہر تھے انکی سکونت مرشد آباد مین ناپسند کی اور اپنا صرف خط لکھکر طلب کرنا مفید نہ سمجہا
بلکہ خیال کیا کہ اب ہو بدگمانی سے کلکتہ جاوین اور زر و تدبیر سے مخالفون کو بہڑکاوین لہذا خان عالیشان +
محمد تقی خان بہادر کو زہ کلانی تبریزی حاکم بیربہوم کو جو کہ دولتخواہ نیکہ و تھا تحریر کیا کہ جلد مرشد آباد پہونچکر
جگت سیٹھ کے مکانات محاصرہ کر لیوے تاکہ وہ کسیطرف آمد و رفت کی مہلت نپاوے جب مالکار ارنی جو ایک
بازو گرگین خان کا ہے پہونچے جگت سیٹھ کو اوسکے حوالہ کر کے رسید مہری حاصل کرے اور مالکار مذکور کو بہی
تین چار پلٹن سے روانہ مرشد آباد کیا تاکہ وہان پہونچکر جگت سیٹھ کو مع اوسکے بہائی مہاراجہ سروپ چند کے
باحتیاط تمام ہمراہ لائے لیکن جو نوبر اور ان مذکورون کی نسبت ظاہر ہین بے آدمی اور تخویف نکرے محمد تقی خان نے
بموجب حکم عالی جا کر جگت سیٹھ کا گہر گہیر لیا اور پیغام دیا کہ آپ کچھ تشویش نکرین ہمین آپکے جان و مال سے
کچھ غرض نہین ہے مگر عالیجاہ نے تمہین طلب کیا ہے عزم سفر کر کے بہ جمعی تمام مونگیر کو جاو دونون بہائی بحکم ضرورت
چار ناچار عازم سفر ہوئے دو تین روز بعد مالکار ارنی بہی پہونچا جگت سیٹھ مع برادر خود مہاراجہ سروپ چند کے
اوسکے ہمراہ ہو لیا شرف ملازمت ہو کر مورد عنایت ہوا اور حکم ہوا کہ مونگیر مین مکان اور کوٹھی بنا کے بعدہ
فرمایا کہ بدستور مطلق العنان رہکر دربار مین آمد و رفت کرے لیکن خفیہ لوگ حفاظت پر معین کر رکھے تھے
تاکہ بدون خبر کسی طرف دور نجانے پاوے اوہون نے چار ناچار جائے معہودہ پر حویلی کی بنا ڈالی اور بتن بتقدیر
روزگار بسر کرنے لگے مخفی نرہے کہ جگت سیٹھ مہتاب رائے اور مہاراجہ سروپ چند دونون جگت سیٹھ فتح چند
کے نواسے ہین اور دو لوہی تھم اور لڑکے فتح چند کے حین حیات پدر شجاع الدولہ ناظم بنگالہ کے عہد مین فوت ہوئی
او فتح چند کی دولت انہین دونون کو نصیب ہوئی اور مہابت جنگ کے عہد مین بڑے اقتدار سے زندگی بسر کی
اور اوسوقت مین ایسی دولت رکہتے تھے کہ کسی مہاجن و کہن اور ہند کو اونکے مال برابری کی نتہی اور تمام مہاجن
گویا اونکے عیال تھے ہنگامہ جنگ مرہٹہ اور اونکے اول ورود مین چونکہ شہر مرشد آباد مین حصار نتہا سید حسین نے

جگت سیٹھ کی کوٹھی مین قبل وصول ہوابت جنگ کے لوٹکر غارت کی بکہتے ہین کہ دو کڑور روپیہ فقط ارکاٹ کے
نقد ہاتھ لگے لیکن جگت سیٹھ نے اسقدر نقصان کو ایک تنکی برابر بھی نسمجہا اور بعد لکہنے ہنڈوی کڑور روپیہ کا تہا جو وہ متفق ہو
سینٹنے۔ بمجرد بملاحظہ پاپچہ کاغذ کے زر مرقومہ مہاجن بلا تعیل قال ادا کر دیے خلاصہ یہ ہے کہ انکے پاس دولت
اسقدر تھی جسکا بیان مبالغہ معلوم ہوتا ہے اور ہزارون گماشتہ اور رفیق انکے بدولت مالدار ہو گئے اور اثنا
کہ اونکے فوت کو برسین گذر گئین کار مہاجنی کا بسبب تسلط انگلشیون کے ملک بنگالہ مین جیسا کہ اونکو میسر تھا
اونکی اولاد کو نہ رہا اسی ضمن مین آمد آمد مسٹر اسیٹ کی گرم ہوئی

مسٹر اسیٹ کا مونگیر آنا کونسل کے پیغام سے اور مارا جانا اوسکا ہر وقت معاودت کے

عالیجاہ نے میر عبد اللہ صفوی کو جسکا ذکر تقریبات مختلفہ پیچ ان اور اقونکے اکثر ہوا ہے عظیم اباد سے طلب کیا
کیونکہ میر مذکور اور مسٹر اسیٹ سے آشنائی تھی جب وہ مونگیر آیا مسٹر اسیٹ کے کوچ کی خبر مرشد آباد سے آئی
بندہ مورخ ہذا اور میر عبد اللہ کو بنا بر استقبال مامور کرکے فرمایا کہ تم دونوں مسٹر مذکور کے آشنا ہو دیرینہ
اور باہم بے تکلف ہو اوسکے استقبال پر جاو اور اوسکے مافی الضمیر کو دریافت کرو کہ کس ارادہ سے آیا ہے
اور بیش نفر ہرکارہ مع ایک متصدی فارسی نویس اور دو جماعہ دار ہرکاران سکے ہمراہ کر دیئے اور دونون
جماعہ دارون کو حکم دیا کہ لباس خدمتگار ونکا پہنکر ایک سایہ دار ہمراہ مورخ ہذا کے جاوے اور دوسرا اسی طور پر
میر مذکور کی سایہ داری مین ہر وقت موجود رہے خصوص جسوقت کہ یہ دونون انگلشیون کے روبرو ہون
تا کہ اوس فرقہ سے کوئی ہمارے گہر مین آوے تو لازم ہے کہ دونو جماعہ دار اول مجلس سے برخاست تک
استادہ رہین اور جو گفتگو مین گذرین لکھکر ہر روز میرے حضور مین بذریعہ ڈاک ارسال کرین بدین حال بندہ مورخ
اور میر عبد اللہ مونگیر سے کوچ کرکے گنگا پرساد مین پہونچکر مسٹر اسیٹ کی ملاقات کو گئے اور ہرکاران متعینہ
ہمراہی کے کیفیت اوسکے گوش گذار کر دی مسٹر اسیٹ نے ہمارے ہمراہیون کے حال سے ماہر ہو کر گفتگو مین حزم
و احتیاط سے پیش آنے لگا جو بات نامناسب تھی اوسکا مذکور نکر تا منزل مقام پر پہونچکر اکثر اوقات باہم صحبت
اور اختلاط رہتا جو گفتگو درمیان مین آتی ہرکارہ مفصل اور بندہ مورخ ہذا اور میر مذکور مجمل لکھ بہیجتے ایکدن
بندہ مورخ ہذا نے بنا بر رفع بدنامی کے مسٹر اسیٹ سے باواز بلند کہا کہ سبب عزیمت کا کیا ہے ہم لوگ طرفین کے
خیر خواہ ہین ہمین اپنے مافی الضمیر سے مطلع فرمایئے مسٹر اسیٹ نے بھی باواز بلند جواب دیا کہ صاحب ہندوستانیونکا
یہ قاعدہ ہے کہ ہمارے روبرو ہماری مرضی کی باتین اور عالیجاہ کے حضور مین اوسکے دلخواہ التماس کرتے ہین
اسوجہ سے ہم اپنا مافی الضمیر نہین بتلاوینگے اسی واسطے ہم خود مسافت بعیدہ طے کرکے آتے ہین تا کہ خود
جو کچھ کہنا ہے روبرو عالیجاہ کے عرض کرین اور جو وہ کہے ہم سنین ہین دوسرے کے توسل کی کچھ ضرورت

نہین سے اسیطرح اکثر وقت اختلاط ہمارے اور انگلشیون سے کے رو قدح ہوتا تھا تاکہ عالیجاہ ہماری طرف سے
بدگمان ہو کر مجبور اصرار نہو جسیروز کہ یہ گفتگو باہم گذری تھی بندہ مورخ نے بھی لکھی اور ہرکارون نے بھی عرض کی
بہاگلپور مین ہم سب لوگ پہونچے تھے کہ خط عالیجاہ کا مورخ ہذا اور میر عبد اللہ کے نام مضمون طلب صادر ہوا اوسمین
لکھا تھا کہ جبکہ مسٹر امیٹ آپسے حال دل نہین بتلاتا پس وہان رہنا محض فضول ہے چاہیے کہ قبل اوسکے آنے کے
داخل شہر ہو بندہ مورخ اور میر عبد اللہ نے مسٹر امیٹ کے پاس جاکر مضمون خط سے مطلع کیا اور رخصت ہو کر
دوسرے روز مشرف حضور عالیجاہ ہوئے

ملاقات مورخ کی مع میر عبد اللہ کے اور گرگین خان سے باہم کلامی عالیجاہ کی حضور مین

راستہ مین ہرکارہ سے طلب ملتے جاتے تھے الغرض جب حاضر حضور ہوئے پرسش کرنے لگے کہ کہو کیا پیش آیا
اور کیا کر آئے ہم دونون نے جو کچھ گذرا تھا عرض کیا چونکہ میر عبد اللہ تقریر درست نہ کہتا تھا عالیجاہ اوس سے
مکدر و ملول ہوئے اور ملامت کر کے رخصت کر دیا مورخ ہذا اور میر عبد اللہ دونون اپنے مکانون پر آئے اور
آرام کیا عصر کا وقت تھا کہ علی ابراہیم خان بہادر کا آدمی بندہ مورخ کے طلب مین آیا اور کہا کہ جناب عالی نے
آپکو مع خانہ کور کے طلب کیا ہے بندہ مورخ لباس درباری پہنکر ہمراہ ہوا دیکھا کہ جامہ کن حمام کے خلوت مین
عالیجاہ اور گرگین خان روبرو باہم بیٹھے ہین بندہ مورخ اور ابراہیم علیخان بہادر بھی جاکر ایک ایک گوشہ مین بیٹھے
عالیجاہ نے جو احوال کہ بندہ مورخ سے سنا تھا اوسکا اعادہ گرگین کے روبرو کیا آخر بندہ مورخ سے ارشاد کیا
کہ آگے آپ بھی جو کچھ معلوم ہے گرگین خان سے کہئے خانہ کور نے اس طرز سے کہ عالیجاہ مورخ کے کلام کو قابل
اعتنا نہین جانتا تھا کہا کہ نواب صاحب اگر کوئی خنجر سے انگلشی کا سینہ چاک کرے تب بھی اوسکا مکر و دل معلوم نہوگا
بعد ازان بندہ مورخ سے متوجہ ہو کر استفسار شروع کیا بندہ مورخ نے جو عالیجاہ سے کہا تھا اوسکا اعادہ
شروع کیا دو تین کلمہ سنکر یکبار مضطرب ہو کر بولا کہ اسقدر کیون کہتے ہو ہم تین چار بات پوچھتے ہین اوسکا
جواب دو اول یہ کہ مسٹر امیٹ کا کیا ارادہ ہے اور خود یہان آیا ہے کیون آیا ہے اور نواب صاحب سے
ارادہ دغا رکھتا ہے یا وفا دوسرے یہ ہے کہ قلعہ اور فوج کی سرکار کی کاغذ اون سے یا دوسرے طور پر تشخیص
یہ کہ کچھ ارادہ دوستی رکھتا ہے یا خیال دشمنی بندہ مورخ نے متحیر ہو کر اوسکے سخن کو دیکھکر کہا کہ بندہ تو آپکے
سوالات سے حیرت ہوتی ہے اسیوقت آپکے حضور مین عرض کیا ہے کہ اگر کوئی انگلشی کا دل خنجر سے ٹکڑے
کر ڈالے مگر باقی الضمیر پر آگاہ نہین ہو سکتا لیکن جسوقت کہ ایسا ہے کیونکر بندہ مورخ اوسکے مکنون دل پر آگاہ
ہوا ہوگا اور جو دغا کا خیال کرتے ہو یہ بھی جائے تعجب ہے کیونکہ وہ تنہا آپکے مکان مین آیا ہے وہ البتہ آپ سے
اندیشہ دغا رکھتا ہوگا نہ کہ آپ ایسا خیال کرتے ہین ہرگز اس خیال فاسد کو دل عالی مین نہ لائیے اور تجسس اوسکی

پرکارگی کے بارہ مین استفسار کرنے ہو ظاہر ہے کہ جو قلعہ مین آویگا القدر شعور ولیاقت سے کہ اوسکے کم وکیف پر
ضرور مطلع ہوگا منحصر مسٹر اسمیٹ پر نہین اور جو کہ دوستی و دشمنی سے دریافت کیا وہ واسطے بعض جواب وسوال کو
تمہارے پاس آیا ہے اگر اوسکے استرضا کروگے دوستی رہیگی درصورت خلاف کے خصومت کا گمان ہے
یہ کوئی بات قابل استفسار نہین عالیجاہ نے تقریر بندہ مورخ کی تصدیق کی گرگین خان جو پہلے ہمیشہ بدول تھا زیادہ تر
بد ہوگیا پس مورخ ہذا کو عالیجاہ نے رخصت کردیا بندہ مورخ نہایت حیرت مین تماشاے روزگار تھا کہ ہمارے عصر مین
کیا کیا سپہ سالار مرجع امور ہوے ہین اخر اپنے گہر آیا صبح کو عالیجاہ نے اپنے بہائی میر لو علیخان اور راجہ نوبت راے
کو مسٹر مذکور کے استقبال کو بہیجا تیسرے روز غرہ ماہ ذیقعدہ ۱۱۷۴ ہجری کو مسٹر مذکور مونگیر آیا جو مقام
اوسکی فرودگاہ کو معین اور اوسکے لئے خیمہ برپا ہوے تھے وہین پر آکر منزل گزین ہوا عالیجاہ ملاقات کو گیا
دونون طرف سے مراسم مدارات کے تعمیل ہوے دوسرے روز مسٹر اسمیٹ اور مسٹر جی اور کپتان جانسن
اور مسٹر ملکٹن جو کہ نوجوان اور شگفتہ خاطر اور فارسی درست اور اسی ملاقات مین بندہ مورخ سے محبت
بہم پہونچائی تھی مع دو تین اور انگلشیون کے عالیجاہ کی ملاقات کو آے عالیجاہ حسب ضابطہ چند قدم مسند سے
بطور استقبال بڑہکر ہمراہ لایا اور کرسیون پر جو اونکے بیٹھنے کو بچہائی گئین تہین بیٹھایا اور خود بھی کرسی پر آرام گزین ہوا
بعد تواضع عطر و پان کے خوان لباس واسطے مسٹر اسمیٹ کے مع اضافہ جواہر عطا ہوا بروقت برخاست کے بہی
لب فرش تک مشایعت کی پہر بکرر آمد و رفت انگلشی کی ہوئی جواب سوال درمیان مین آئے باہم گرگلہ شکایت
آغاز ہوئی لیکن بہ مرتبہ صحبت ناچاقی مین گذرجاتی تھی اور اونکے آنے کیوقت عالیجاہ کے دربان بہی حرکت
کرنے لگے چنانچہ ایکمرتبہ مسٹر اسمیٹ نے اس حرکت کی شکایت عالیجاہ کے روبرو بہی کی عالیجاہ نے اپنے عدم واقفیت کی
معذرت کی لیکن وہ سمجہہ گئے کہ نوکرون کی کیا مجال کہ بدون اجازت خاوند کے ایسی حرکت کرین آزردہ تو ہوئے
مگر اوسکی عذر خواہی کے مبالغہ سے چار ناچار اوسکے قول کی تصدیق کی ایکروز مسٹر کلسٹن اور کپتان جانسن
موافق ضابطہ اول صبح کو بنابر ہوا خوری اور سیر و شکار کے سوار ہوکر خیمہ سے برآمد ہوئے کچہہ دور گئے تھے
کہ عالیجاہ کے پیادہ اور سوارون کی جمعیت نے چاروطرف آکر گہیر لیا اور دور جانے سے مانع ہوئی صاحب لوگ
اس حرکت خلاف سے متحیر ہوکر بنا بر اپنے غلبہ کے درشتی سے پیش آئے عالیجاہ کے لوگ آمادہ ستیز ہوکر بندوقکے
فتیلہ روشن کرکے فراہم ہوئے ناچار صاحبان مذکور برگشتہ ہوئے بروقت ملاقات عالیجاہ سے اس امر کی
شکایت حد سے زیادہ کی عالیجاہ نے وہی عدم واقفیت کا محض عذر کیا مگر صفائی نہوئی بلکہ روز بروز رنج
بڑہنے لگا ہر روز عالیجاہ اپنے رفقا مانند علی ابراہیم خان اور مرزا شمس الدین وغیرہ سے اس بارہ مین مشورہ
کرتا تھا اور وہ سب بعد تامل سخن مناسب عرض کرتے تھے بندہ مورخ اگرچہ صاحبان انگلش کی صحبت کی تہمت سے

مجال سخن حضور مین نہ کہتا تھا لیکن علی ابراہیم خان بہادر اور میرزا شمس الدین سے اگر گفتگوے آشتی
اور رفع غبار کی کہتا تھا اور وہ لوگ بعینہ عالیجاہ کے حضور مین عرض کرتے تھے اور وہ بہی بعض سخن کو سمجہتا تھا
لیکن عصر کیوقت جب کرگین خان آتا ہر ایک خلوت رہتی عالیجاہ جملہ مشورہ اصحاب مذبور سکے بیان کا اسے
اعادہ کرتا وہ بدعقل اولٹی ہی پڑہاتا وہ سب مصلحت رد ہو جاتی اور صبح کو پہر اولٹی سیدہی باتین ہوتین
چنانچہ ایکمرتبہ علی ابراہیم خان نے تنگ ہوکر عالیجاہ سے عرض کیا کہ جب کہ ہم لوگون کے کلام مشورت ہر چند پسند
حضور بہی ہون بسبب ایمائے کرگین خان کے نامنظور ہوتے ہین پس اس حال مین دیگر دولتخواہون کو تکلیف
و رنج مین ڈالنا کچھ ضرور نہین آخر جو کچھ کرگین خان بہادر عرض کرتا ہے وہی تعمیل ہوتی ہے پس
مناسب یہ ہے کہ اس معاملہ کی باگ کرگین خان کے قبضہ اقتدار مین دیجاوے اور دیگر بندگان درگاہ کو
اس تردد سے نجات عطا ہو مگر مسٹر اسیٹ وغیرہ کو حرکات نیک سے جو لایق شان خداوندان نہین آزردہ
کرنا چاہیے اگر منشار الیہما سے صلح و آشتی رکہنا ہے تو ایسی گفتگو کو کچھ ربط نہین اور اگر حسب صلاح کرگین خان
عزم مجادلہ ہے تو بہی ایلچیون کو آزردہ کرنا خلاف داب سروری ہے بلکہ اسوقت مین کہ سفیر ہی مین
آئے ہین بہ نسبت سابق کے زیادہ مشمول عواطف فرمانا ضرور ہے ایسے ایسے حرکات سے نہ تو حضور کی
شوکت بڑہتی ہے اور صاحبان مذکور کی قدر و منزلت گہٹتی ہے ہان رنج تزاید ہوتا ہے جب یہ کلمات
کرگین خان کے گوش زد ہوئے رنجیدہ ہوکر دو تین روز دربار نہ گیا اسی ضمن مین کلکتہ سے ایک کشتی مملو اجناس
اور جنس کی پہونچی پانسو ضرب بندوق چقماقی بارادہ کوٹہی عظیم آباد کے بہیجین کرگین خان مزاحم ہوا مسٹر اسیٹ نے
مکرر واسطے عدم تلاشی کشتی اور رہا کرنے کے حسب معمول عرض کیا مگر سود نہوا علی ابراہیم خان نے کہا
اسقدر مہ مین کاوش ضرور نہین اگر اتفاق منظور ہے بندوق کا کوٹہی مین جانا کیا مضائقہ ہے اگر لڑائی
منظور ہے دو ہزار نہیں پانسو اور بندوق کا اضافہ چاہئے پس جب دو ہزار سے خوف نہین ڈہائی ہزار ہونے سے
کیا ضرر ہوگا عالیجاہ نے کہا یہ بات کوئی کرگین خان سے کہ سکتا ہے علی ابراہیم خان نے فرمایا اگر حضور کی
مرضی ہو کرگین خان سے کہدینا کسقدر امر ہے عالیجاہ نے اجازت دی کہ جاکر پوچہنا چاہئے اوسکی کیا
صلاح ہے علی ابراہیم خان نے قبول کیا اور عالیجاہ نے مضطرب ہوکر راجہ نوبت راے اور علی ابراہیم خانکو
اوسکے پاس بہیجا کہ دربار مین آکر اس بارہ مین صلاح ہووے اونہون نے جاکر معاودہ کرگین خان سے آشفتہ ہوکر جواب دیا
کہ ہم داروغہ توپخانہ اور مرد میدان جنگ ہین مشورہ سے کیا کام مشورہ دولتخواہون سے لیا چاہیے جب جنگ کی
حاجت ہوگی مجہے حکم ہو کہ راضی ہوکر جان نثار ہون راجہ نوبت راے تو اوسکی آزردگی کے رعب سے
ساکت ہوا علی ابراہیم خان نے کہا کہ نواب عالیجاہ اپنے داروغہ توپخانہ سے صلاح دریافت کرتے ہین

اور ظاہر ہے کہ بدون تمہاری صلاح کے کوئی امر نہیں کرتے ہیں پس جو لب آقا کے حق میں بہتر جانتے ہو
بیان نہیں کہتے گرگین خان نے علی ابراہیم کی طرف رخ کر کے کہا کہ جواب سے دونوں ہاتھوں کو لیتے ایکدوسرے کے
مقابل کر کے بولا بالفعل نواب صاحب اور انگلشی اس قسم سے برابر ہیں پھر ایک ہاتھ کی انگلیاں بلند کر کے دوسرے ہاتھ
کی انگلیاں جھکا کر کہا کہ اگر مسٹر اسمیٹ کی اطاعت نہ کرین اسیطرح برابر و نیز غالب ہونگے اور اگر اطاعت کرینگے
دوسرے ہاتھ کی انگلیوں کے مانند سرفرو و مغلوب ہونگے آیندہ مختار ہیں دو صورتوں میں جیسا منظور ہو تعمیل فرماوین
یہ لوگ وہان سے حال گذشتہ کے عالیجاہ سے روبرو ظاہر ہوئے لڑائی کی بنا واستحکام ہوئی مسٹر اسمیٹ نے ناچار ہو کر
رخصت چاہی اول کسی کے رخصت دینے پر راضی نہ تھا آخر بعد گفتگو کے حکم دیا کہ مسٹر اسمیٹ اور دیگر انگلشی جاوین
مگر مسٹر جے کو بعوض میرزا احمد علی وغیرہ محصورین کلکتہ کے مونگیر میں نگاہ رکھیں بہ این وعدہ کہ جب وہ خلاص ہو کر
آوینگے مسٹر جے بھی رخصت پاویگا مسٹر جے اپنی سعت سے راضی ہو کر مونگیر کی اقامت کو راضی ہوا اور مسٹر اسمیٹ
وغیرہ بجرہ اور کشتی کی سواری پر روانہ کلکتہ ہوئے

مسٹر اسمیٹ وغیرہ کا براہ دریا کلکتہ کو جانا اور مسٹر الیس کا عظیم آباد میں میر مہدی خان سے لڑنا اور میر مہدی خان کا فتح پانا اور مسٹر اسمیٹ کا مرشد آباد میں مارا جانا اور شعلہ فساد کا بھڑک اوٹھنا

جب مسٹر اسمیٹ نے دیکھا کہ عالیجاہ مطلق راضی نہیں ہوتا ناچار کلکتہ کو بکمال غیظ و کدورت روانہ ہوا اور مسٹر الیس کو تحریر کیا
کہ ہمارے اور عالیجاہ کی صحبت ناچاق ہوئی تم ہوشیار آمادہ کارزار رہو جو کچھ تم سے ہو سکے اوسمین دریغ نہ کرنا مسٹر الیس
اول ہی عالیجاہ کے جانب سے غمگین تھا اب کہ یہ سمجھا کہ بمجرد پہونچنے مسٹر اسمیٹ کے کلکتہ مین حکم لڑائی کا ہوا
چند روز اس انتظار مین کہ مسٹر اسمیٹ حدود حکومت عالیجاہ سے گذر جائے نالگا جب کوچ کے حساب سے معلوم ہوا
کہ الحال مسٹر اسمیٹ فوج عالیجاہ کے احاطہ سے باہر ہو گیا ہوگا امیر مہدی خان سے لڑنے اور قلعہ عظیم آباد کی تسخیر کا ارادہ
بالجزم کیا اور میجر [illegible] کو جو سالار فوج انگلشی متعینہ عظیم آباد کا تھا چٹھی لکھی کہ آج کی رات کو مع کل فوج کے کوٹھی مین
آکر آرام کیجئے اور صبح قلعہ پر چڑھائی کر کے فتح کرنا چاہئے کوٹھی مین متعدد زینہ اور خوب سے حصار پر چڑھنیکو درست کر کے
پہر رات گذرے ڈاکٹر فلرٹن کو جو شہر [illegible] و سوداگر شہر مین رہتا تھا چٹھی لکھکر طلب کیا ڈاکٹر مذکور محض واقعہ زمانہ سے
بے خبر تھا اوٹھکر چلا آیا امید پہونچنے کے معلوم ہوا کہ ارادہ دیگرگون ہے میر مہدی خان محض بے خبر قلعہ عظیم آباد مین
جو دار الامارہ صوبہ مذکور کا تھا استراحت مین مشغول تھا اور افواج متعینہ حراست بھی بنا بر بے خبری اور بے انتظامی کے
جو کہ اب اس ملک مین مروج ہے بعض حاضر بیکار گرم خواب اور ناچار اور بعض اپنے مکان مین مصروف عیش و
آرام تھے کوئی بھی ہوشیار نہ تھا میجر [illegible] وغیرہ انگلشی مع فوج ہمراہی کے قدم بڑھا کر زینوں کو دیوار حصار پر
اوس رخ کیطرف سے جو لب دریا باغ مین حویلی میر عبد اللہ اور کدیہ انگلشیہ کے ہے لگا کر وقت سحر روز جمعہ دوازدہم

ماہ ذی الحجہ سنہ ۱۱۷۶ ہجری کو بالا سے حصار آیا جو لوگ محافظین مین سے جو ادہر ادہر حاضر تھے مدافعہ مین آمادہ ہوئی
اور بعض انگلشی اور تلنگون کو مجروح اور مقتول کیا باقیماندہ شہر مین آئے ایک فوج بڑے بازار کے راستے سے ہوکر
باہین دروازہ مغربی اور قلعہ بادشاہی کے ہے اور دوسری فوج گھرگٹہ کو دڑے راستہ محلہ دیوان مین ہوکر شاہزادگان
آگے کو بڑہے میر مہدیخان اور رفیق سفینہ شہر و حصار آواز توپ اور بندوق کی باڑہ سے بیدار اور ہوشیار ہوئے
جس ہیئت سے کہ ہوسکا مخالفون کے روبرو آئے سر رشتہ گوریلہ پر مقابلہ ہوا اودہر سے توپ جہرہ دار اور بندوقچی
شالک نے آتشبازی شروع کر دی ادہر سے محمد امین خان مع چند افسر کے حسب مجروح ہوا اوروں کے پیر اوکہڑ گئے
میر مہدیخان اور شیخ برکت علی اور محمد خان وغیرہ کو شکست ہوئی میر مہدیخان نے دروازہ شرقی سے نکلکر مونگیر کا
عزم کیا اور شیخ برکت علی مضطرب گہرکی رانی سے باہر ہوکر چلے سر و پا دریا چادہوہ کے کنارے پہونچا
اور سراسیمہ راہ کا نباہتا محمد خان لوٹکر چہل ستون کی عمارت مین آیا اور دروازہ بند کرکے مستعد مدافعہ بیٹہا اور لال سنگہ ہزاری
قلعہ پختہ کے دروازہ کو بند کرکے مدافعہ کو آمادہ ہوا اور بندوق مارتا تہا اسیطرح چہل ستون سے بہی گولی برستی تہی
اور افواج انگلشی تمام شہر مین منتشر ہوئے فصیل اور برج شہر کے مستحکم کر لئے دروازہ شرقی سے مغربی تک ماسوا
چہل ستون اور قلعہ بادشاہی کے جہان لعل سنگہ اور محمد امین خان قایم تھے تمام شہر زیر قبضہ انگلشیان آیا اودہر
جہانتک تلنگون اور سرکارہ اور لشکر کے لچون کا ہاتہ پہونچا نہایت دلجمعی سے لوگون کو لوٹا جس گہر مین گہسے صاف
کر دیا جہاڑو تک نچہوڑی یہ حرکت ابہی تک انکے لشکر سے کبہی نہین ہوئی تہی اس عرصہ مین مہدیخان شیرپور تک
پہونچا تہا کہ دوسری فوجین مونگیر سے فرستادہ عالیجاہ جو اسکی کمک کو آتی تہین اسکو اس حال تباہ مین دیکہا
اور محمد امین خان کے قلعہ بادشاہی اور لعل سنگہ کے چہل ستون مین پایداری سنکر مع مہدیخان کے بعزم تسخیر
عازم عظیم آباد ہوئی اور لب دریا سے برج درگاہ تک پہونچے اور دروازہ شرقی پر یورش کرکے جب تہوڑے سے
دروازہ مذکور جا پہونچے انگلشیون نے اپنی دو توپین دروازہ سے نکالکر خندق کے پل پر لگا دین اور
خود صف باندہکر مستعد مدافعت ہوئے میر ناصر خان داروغہ باندار ان اور جعفر خان اور عالم شاہ سے
جو پیشتر بالکل ارمنی سے پہونچکر میر مہدیخان کو واپس کر لائے تہے بضرب بان اور شلک تفنگ کے فوج انگلشی پر
تزلزل کیا اور حملہ آور ہوئے فوج انگلشی نے گہبراکر اپنی توپین میخ ٹہوکنے سے خراب کرکے راہ فرار لی اور
اور میر مہدیخان نے مع ہمرستہ سرداران مذکور کے تعاقب کیا اس خبر کے سنتے ہی جو فوج برج و حصار پر استوار تہی
بیدست و پا ہوکر بیضرور ہوئی فتح و نصرت بندگان عالیجاہ کو نصیب ہوئی جہوٹا سا حصار پر تہا انکا انگلشیون نے
بہاگ کر کوٹہی کی استواری کی فوج عالیجاہ نے ہر کی رسہ کو فصیل پر قایم کرکے کوٹہی پر توپ اندازی شروع کی
مسٹر الس مع بقیۃ السیف فوج انگلشی کی کوٹہی سے بہی بیتاب ہوکر آخر شب کو فراری ہوکر باقی پور کی

جہاولی مین گیا اسی عرصہ مین نالکار ارمنی چھہ پلٹن اور آٹھہ توپ سے پہونچکر میر مہدیخان سے شریک ہوا صبح کو مسٹر الس کے فرار سے آگاہ ہوکر سب مجموع متوجہ تعاقب ہوے مسٹر الس نے مطلع ہوکر شتاب بسواری کشتی چھپرا ہوکر دریاے سرجو مین جھپکے اوسپار شجاع الدولہ کے صوبہ کی ہے عازم ہوا رام ندہی فوجدار سرکار سارن ایک بیقدر بنگالی تھا مگر جرأت کی بہت بڑہائی اور بکسر کی طرف سے مسمی سمرو مع فوجکی متحرک ہوا مسٹر الس وغیرہ انگلشیہ کی اجل نزدیک آگئی تھی باوجودیکہ دو تین پلٹن ہمراہ تھین مگر کچھہ نہوسکا رام ندہی کے ہاتھہ مین گرفتار ہوا یہ خبر عالیجاہ کو پہونچی زیادہ تر خوشی و غرور ہوا اور گرگین خان خالی شعور کی رایکا استحکام ہوا القصہ کیوقت مہدیخان کی مغلوبی سنکر میر قاسم خان کی جان اوٹہون پر آرہی تھی دو پہر رات گذری میر ناصر وغیرہ کی پہونچنے اور میر مہدیخان کے غالب آنے اور الس کے بہاگنے کی خبر آئی جان رفتہ نے تن زارمین استراحت فرمائی اوسیوقت نواخت نوبت کا حکم ہوا شادیانہ بجنے لگے صبح کو ملازمین آکر حاضر ہوئے چونکہ میر عبد اللہ کو اسی اندیشہ جنگ سے عظیم آباد بجانے دیا تھا کہ مبادا پاس آشنائی صاحبان انگلشی کی کرکے اپنے گہر سے جو متصل کوٹہی کے ہے داخل کردے القصہ میر مذکور اور مورخ دونون نے باہم حضور مین پہونچکر نذر مبارکباد گذرانی اوسنے میر مذکور سے کہا کہ تم کہتے تھے انگلشی لوگون کو زندہ کہا جاتے ہین کوئی اونکی ربرو نہوسکیگا میر مرقوم کے اس کلام سے حواس جاتے رہے اور بندہ مورخ سے کہا تمہارے آشنا یعنی ڈاکٹر فلرٹن نے مجسے عجب سلوک کیا فوج کو مخفی اپنے گہر مین طلب کرکے یہ ہنگامہ برپا کرایا بندہ نے عرض کیا کہ بندہ کس حساب مین ہے جو اون سے آشنا ہوگا ہان حضور سے ڈاکٹر کی آشنائی ہے پس ہم لوگون کو چاہیے کہ حضور کے آشنا سے دوست اور دشمن سے دشمن رہین اگر ڈاکٹر سرکار کا دوستدار ہے ہمارا بھی آشنا ہے ورنہ ہم زیادہ تر اوسکے دشمن ہین القصہ بعد اس خبر کے مکرر احکام اپنے عمال ممالک محروسہ مین صادر فرمائے کہ درمیان ہمارے اور انگلشی کے اب صلح و آشتی نہین رہی جہان اس فرقہ کو پاؤ قتل کرو اور شاید مسٹر امیٹ کے بارہ مین بھی حکم صریح لکھہ بھیجا تھا یا اسی حکم عام کا شہرہ جو مرشدآباد مین پہونچا مسٹر امیٹ بیچارہ کو مع ہمراہیان کے تہسوار بیگ وغیرہ جماعداران عالیجاہ نے محصور کیا ہر چند اونہون نے عجز و الحاح کیا کہ ہمین بندۂ عالیجاہ کے حضور مین بہیجدو مگر اون کشتنیون نے کچھہ نسنا روز پنجشنبہ ۱۸ تاریخ ذی الحجہ سنہ ۱۱۷۶ ہجری کو ہر ایک کی گردن ماری اور اونکا سر عالیجاہ کے حضور مین بہیجا اور اوسی روز کوٹہی انگلشی کی جو قاسم بازار کے نام سے اشتہار رکہتی ہے تاراج ہوئی

کونسل کلکتہ مین عالیجاہ کی لڑائی تصمیم ہونا اور میر جعفر خان کو ریاست بنگالہ پر لگا لانا اور مقید آنا مسٹر الس وغیرہ انگلشی کا مونگیر مین عالیجاہ کے روبرو اور لڑائی ہونا محمد تقی خان بہادر سے

کٹوہ مین افواج انگلشی سے اور قتل ہونا کمال شجاعت مین عین رزمگاہ مین

جب میر محمد قاسم خان نے دیکھا کہ الحال بجز جنگ کے چارہ نہین محمد تقی خان بہادر فوجدار بیربہوم کو حکم خبرداری
اور طیاری رزم انگلشیہ کا صادر فرمایا اور میر جعفر خان اور عالم خان اور شیخ ہیبت اللہ وغیرہ کو اوسکی مدد پہ بحکم
مامور کیا اور ارشاد فرمایا کہ جب انگلشی کلکتہ سے آوین خانہ کو بقصد رد مقابلہ ہو جائے اور فوج متعینہ مرشد آباد مین
پہونچکر جس سامان کی حاجت ہو سید محمد خان نایب نظامت مرشد آباد سے لیکر پلاسی اور کٹوہ کیطرف جا پہونچے
اور محمد تقی خان بہادر بہی مع افواج آراستہ کے نہضت کرکے کٹوہ مین آیا جب خبر قتل مسٹر امیٹ کی کلکتہ پہونچی
شمس الدولہ بہادر گورنر نے ایک قطعہ خط متضمن تہدید محمد خان نایب عالیجاہ کے نام لکہا خلاصہ مضمون اسکا
یہ ہے کہ مسٹر امیٹ بیچارہ کو جو سفیری پر گیا تہا کس راہ سے قتل کیا یہ فعل نہین سنی ہے کہ ایلچی راز واسطے یہ
بیت بہی اس خط مین مندرج تہی ع آئین شاہان در سم کیان * فرستادگان امین اند از زبان اور یہ بہی لکہا تہا
کہ اگر حرکت زشت بلا اجازت آقا کے کی ہے تو اوسکی سزا کو پہونچےگا اور اگر بموجب حکم تعمیل کی ہے تو دیکہے
خواستہ خداوندی حقیقی سے بعد ارسال اس خط کے کونسلیون نے آتش بجان ہو کر ہجوم کیا اور شمس الدولہ کو
عالیجاہ کا حامی سمجہکر اسکے بہی عدو ہوے اتفاقا اون دنون مین شمس الدولہ بیمار تہا کہ ایلچی آنے کونسل کے
نہ ہوتا تہا اور مسٹر ہسٹنگ عماد الدولہ بہادر جلادت جنگ کو جو کہ شمس الدولہ سے یکدل و یکزبان تہا اور
خود بہی عملا کونسلیہ مین تہا کونسل مین پہونچا تاکہ شمس الدولہ کی بیماری کا عذر کرکے جو حاجت پڑے اوسکے سوال و
جواب مین معروف ہو جب مسٹر ہسٹنگ داخل کونسل ہوا کونسلیون نے شمس الدولہ کا حال دریافت کیا اور اوسکا
نہ آنا موجب ملال سمجہا زیادہ رنج پڑا ہو نکہ یہ کونسل صرف عالیجاہ کے معاملہ کو ہوئی تہی نہایت غیظ و غضب سے
خود آرائی تک سبکے بعض گفتگو نامناسب نسبت شمس الدولہ اور مسٹر ہسٹنگ کے کی اور مسٹر ہسٹنگ باوجودیکہ
کوہ تحمل تہا مگر مسٹر ایلس کی گفتگو کی تاب نہ لایا بعد گزشتن واقعہ ہولی شمس الدولہ اس خبر سے اوسی
لباس بیماری سے کونسل گہر مین آیا بعد ورود مجلس کے کہا کہ یہ کیا گفتگو کیا فرماتے ہو اور صرف کیا ہے اگر کونسلیون نے
جو مسٹر امیٹ اور مسٹر ایلس سے ہمدم و ہم نفس اور عالیجاہ اور شمس الدولہ سے ناخوش تہے اور مسٹر امیٹ کی
قتل اور مقاول مسٹر ایلس نے اور بہی نمک افشانی کر دی تہی شدت غضب سے بے لحاظ ہو کر بولے کہ ہماری
مرضی بغیر لیے انتقام مسٹر امیٹ اور جنگ عالیجاہ کے اور کیا ہو سکتی ہے تو شمس الدولہ نے درجواب لکہدیا کہ
مسٹر ایلس وغیرہ بہت سے سردار اور سوار انگلشی عالیجاہ کے قیدی ہین اس وقت ادہر سے ہماری فوج
اوسکے استقبال کو روانہ ہو یقین ہے کہ قیدیان مذکورہ کی جان بہی عالیجاہ سے دشوار ہو مناسب یہ ہے
کہ اول دم دلاسا سے اوس سفاک کو ہاتہ سے اپنے جماعہ کے صلاح کرادین بعدہ انتقام کو عزم جزم کرین

چونکہ اور کونسلی کو یقین تھا کہ شمس الدولہ عالیجاہ کی حمایت کرتا ہے اس تدبیر کو مکر و تذویر خیال کرکے آشفتہ ہوئے
اور در جواب اوسی کاغذ پر ہر ایک نے اپنے دستخط سے لکھدیا کہ اگر عالیجاہ مقیدون کو تو چھوڑ دے اور زیادہ مار ڈالے
ہمکو سوائے انتقام کے کوئی عزم منظور نہین ہے ہرگز اوس سے آشتی نہین کرینگے شمس الدولہ نے کاغذ مذکور کو جو واسطے
رفع بدنامی کے عمدہ دستاویز تھی اوٹھا کر اپنی جیب مین رکھ لیا اور کہا اب بلا تامل میر جعفر کے پاس جانا چاہیے
اور اوسکو بجاے عالیجاہ کے مقرر کرکے مع اپنی فوج کے بھیجنا چاہیے بالاتفاق جعفر خان کے پاس آئے اور خان مذکور کو
امارت بنگالہ کی تکلیف اور اپنے لشکر کی رفاقت کے دی اوسنے گفتگو اور تعہد بعض شروط اور قول و قرار قسمیہ کے
ارادہ لشکر و جعفر خان کا درست ہوا کلکتہ سے بعزم رزم عالیجاہ کے برگشتہ اقبال برآمد ہوئے مسٹر السن وغیرہ
انگلشی رام نرہی فوجدار سرکار سارن کے گرفتار ہوئے توپ اور بندوقہائے چقماقی مع اسباب وغیرہ کے جو کچھ
کوٹھی اور باقی پور مین ہمراہ مسٹر السن کے تھے عالیجاہ کی سرکار مین ضبط ہوا اور انگلشیان مقید کو میر مہدی خان نے
بموجب حکم عالیجاہ کے مونگیر بھیجا اور عالیجاہ نے مسٹر السن وغیرہ سرداروں کو حوالہ شیخ فرحت علی کرکے سولداو ان
بیچارہ کو بھی مقید کیا اور جس جگہ انگلشی اسکے عمال کے ہاتھ لگے تھے اونکو حکم بھیجا کہ زیر تیغ کرین بعضون نے
ہمراہ مترجم چند روز درنگ کیا بعد ازان جب فوج انگلشی کا غلبہ معلوم ہوا مقیدون کو چھوڑ دیا اور بعض نے جو کہ
خیرہ سر اور بے فکر و مغرور و بیہ افواج انگلشی سے دور تھے مقیدون کو زیر تیغ بیدریغ کہینچا مسٹر السن وغیرہ انگلشی کو
شیخ فرحت علی اور گرگین خان کے حوالات مین سپرد کرکے اوسکی حفاظت کا کمال تاکید کی انگریز ڈاکٹر فلرٹن نے
اپنی عسرت اور تکلیف کا حال بندہ مورخ کو کہلا بھیجا بندہ مورخ نے بدین نظر کہ اوسنے اوسپر بہت سے احسان
کئے ہین کوئی بات اوسکے حق مین کہنا ضرور ہوا اور یہی مقتضاے وقت مصلحت سمجھا کیونکہ گمان جاتا تھا بلکہ یقین تھا
کہ اوسکے آدمی کے آنے کی خبر جو بندہ کے پاس آیا ہے بے شبہ عالیجاہ کو پہونچی ہوگی اگر بندہ اس امر کا اعتبار نکرے
بدگمان زیادہ ہوجائیگا لہذا مجمل حال عالیجاہ سے عرض کیا اوسنے جواب دیا کہ تمہارا آشنا ہے اگر اسوقت مین
خبرگیری کرو کچھ مضایقہ نہین لیکن یہ کلام طنز آمیز تھا بندہ نے التماس کیا کہ مجھسے زیادہ عالیجاہ سے آشنا ہے
چونکہ اوسکی خاطرداری بہت ہوتی تھی لہذا عرض کیا کہ اگر کوئی عنایت اوسکے حال پر منظور ہو تعمیل کیجاوے اور اگر
سرکار کا نقصان ہو تو مجھے کچھ سروکار نہین اس کلام سے متبسم ہوکر فرحت علی کو روبرو بلا کر کہا کہ ڈاکٹر نے غلام حسین خان سے
پیغام بھیجا ہے انہون نے چونکہ بہت دوست تھے مجھسے التماس کیا اسیطرح مدد کیجیو اوسکے آدمی کو کہہ دو کہ تم اپنے
پہنچنے کی خبر نہو آئندہ احتیاط رکھو کہ کوئی دفعہ سپاہی وغیرہ ضرور بات سے اوسکو تصدیع نہو لیکن
یہہ بھی احتیاط رکھو کہ اوسکی آمد و رفت پیغام و سلام کی لشکریون سے نہونے پاوے کہ مبادا فتنہ تازہ برانگیختہ ہوون
بندہ مورخ نے اپنی جانکا خوف کہا کر پھر کچھ نکہا اور بیچارہ انگلشی بکمال حفاظت اور احتیاط مین مردم مذکور کے

ہاتھہ عالیجاہ کے پہونچنے تک عظیم آباد مین مقید رہا

ذکر سرتابی کرنے شیخ ہیبت اللہ اور عالم خان اور جعفر خان وغیرہ کا محمد تقی خان کی فرمانبرداری اور پیش قدمی اور خود سری کرنا انگلشیون کی جنگ مین اور سید محمد خان نایب مرشد آباد کا نفاق کرنا محمد تقی خان سے

محمد تقی خان بہادر کہ فی الحقیقت سردار لایق ریاست و سروری تھا سید محمد خان نایب مرشد آباد سے جو مرد
پوچ ہیچکارہ تھا سرفرو نہوتا تھا اور کیونکر ہوسکتا تھا کہ جوان مرد کریم خسیس لئیم کی اطاعت کرے اسی سبب سے
سید محمد خان اوسکے دشمن کیطرح تھا اوسکی بلندنامی اور نیک شہرتی کے آتش حسد پر جلا جاتا تھا انہدنون مین کہ خان مذکور
انگلشیان بیچارہ کی جنگ پر مامور ہوکر نواح کٹوہ مین پہونچا بعض اسباب اور آلات اور ادوات حرب کی سید محمد خان سے
جو کہ حاکم شہر اور صاحب اختیار خدم اور اسباب کا تھا طلب کیا اوس احمق نے آرزوی اوسکے شکست پانے
اور برہمی کار کی سرانجام اسباب مطلوبہ مین تعلل کیا اور اس توقف کا انجام جو اوسکی آقا کی برائی تھی نہین
سمجھا تھا تا آنکہ افواج متعینہ مونگیر سے مرشد آباد ہوکر آگے کو بڑھنا چاہتی تھین کہ فوج مذکور کو بسبب نفاق کے جو
محمد تقی خان سے رکھتا تھا اوسکی تعمیل فرمان سے منحرف کردیا ہو خلاصہ یہ ہے کہ جب شیخ ہیبت اللہ اور
اور عالم خان وغیرہ نزدیک لشکر محمد تقی خان کے پہونچے ہر چند خان مذکور نے اونکو کہلا بھیجا کہ یکجا ہوکر باہم اقامت چاہیے
مگر اونہون نے نمانا سہاگیہتی اوسطرف علحدہ فرود کش ہوئے دوسرے روز خبر پہونچی دو پلٹن انگلشی کی کاٹوہ سے
جو کہ ظاہرا اوس فرقہ کے وہان کوٹھی تھی سنکر فوج مذکور نے اونپر چڑھ جانے کا ارادہ کیا محمد تقی خان کو کہلا بھیجا
کہ بعض برق انداز نسے ہماری مدد کرو محمد تقی خان نے بنابر رفع بدنامی اور کار سرکار کے شمشیر بچہ اور جوانان منتخبہ
جو کہ اوسکا تا بہم پہونچائے ہوئے تھی اور دس روپیہ ماہوار ہی کے نوکر تھے اور حسب ضابطہ ولایت وہ باتنی اور پورباتنی
اور مناسب باتنی انکو مقرر کرکے حسب لیاقت ہر ایک کا ماہیہ پندرہ سے تیس روپیہ اور ساٹھہ اور سو روپیہ تک مقرر کیا
اور ہمیشہ اپنے پیش نظر اون لوگو نسے بندوق اندازی کی مشق کراتا تھا اور اونکی باربرداری کے لئے گھوڑے
بیل اونٹ مقرر کیئے تھے تا کہ اونکو عذر باربرداری کا نہو خنجر شمشیر بچہ اور اوسکی ساز کے کچھہ کندھے نہ لیجاوین اونمین سے
پانسو نفر جرار انداز سے فراہم ز اپنی حیلہ کے اونکی مدد پر بھیجا اور وہ لوگ انکی مشتاق ہوکر پیشتر کو روانہ ہوئے اور فراہم زکے
حسن اہتمام سے اون دونون پلٹنون پر غالب آئے اور اونکو جہانسے آئی تھین پر جا بھگایا اور خود پہونچکر
ہالی کوٹ کو محصور کرلیا تا آنکہ وقت شب پلٹن ہر دو ان وغیرہ کی فوجین اون پلٹنون کی مدد پر جا پہونچین صبح ہوتے
سب مجموعی بڑی کر و فر سے برآمد ہوئے لڑائی شروع ہوئی اوسوقت عالم خان اور شیخ ہیبت اللہ وغیرہ
باختہ حواس ہوئے اور محمد تقی خان بہادر کی نصیحت یاد آئی حتی الوسع خوب ہاتھہ پیر ہلائے آخر الامر کثرت

جو اپنے لوگوں کے مقتول و مجروح ہوتے جماعہ مذکور بیتاب ہو کر فراری ہوئی جب محمد تقی خان کے لشکر کے قریب آئے
خانمذکور نے کشتیاں اپنی طرف کھینچ لیں انکو اترنے کی راہ نہ دی تاکہ یہ لوگ میری فوج میں آکر موجب دل شکستگی
باقی فوج کے ہوں اور فوج انگلشی غالب ہو کر دو تین کوس وہاں سے بیشتر کو بڑہی

ذکر جنگ کرنے محمد تقی خان بہادر تبریزی کوزہ کلانی کا اور جان نثار ہونا تقدیر آسمانی سے

محمد تقی خان بہادر دوسرے یا تیسرے روز پنجم ماہ محرم ۱۱۷۷ ہجری کو اپنے جمعیت ہمراہی کے ساتھ سوار ہو کر میدان
کارزار میں بعزم الحتواری جو اس شیر بیشۂ شجاعت کی عمر سے تک رفتار تھی آیا ہمراہیوں سے اپنے تسلی اور استمالت بسیار
کر کے انکو تحریص اور تشجیع جنگ مخالفان کی کرتا ہر ایک کو وعدہ فتح پر امیدوار مراتب اعلے کیا الغرض تیغ
و تفنگ چمکایا اور ہر ایک کا الیسا دل بڑہایا کہ ہر ایک نے نقد جان سے خزینہ تن خالی کیا خانمذکور نے تاکید کر کے
فوج کی ترتیب دی جب مقابلہ ہوا توپ اندازی شروع ہوئی طرفین سے قدم قدم بڑہتے تھے نامردوں کے
دل گھٹتے تھے جن جن کی موت کا وعدہ پورا ہوگیا تھا گولہ گولی توپ و تفنگ سے آلودہ ہو کر الفناء کے وعدہ میں
منتقل ہوئے محمد تقی خان کے دلیرانہ حملے سے اسکی طرف وہ چیرہ دستی ہوئی کہ بیشتر فوج انگلشی مغلوب ہوتی
نظر آئی اسی عرصہ میں محمد تقی خان کے پیر میں گولی لگی گہوڑا اوسکا عدم پر لوٹ گیا چنانچہ دوسرے پر سوار
سوار ہوا نہایت متصل مخالف سے جا پہونچا غنیم کی فوج آہستہ آہستہ پیچھے ہٹتی تھی لیکن حسب قضا و قدر ناگہان
ناگاہ دوسری گولی محمد تقی خان کے گہوڑے کو آلگی اور اس راہوار نے بھی عرصہ عدم کو قدم بڑہایا اب تیسرے
گہوڑے کی باری آئی اور آگے کو بڑہا قضارا خانمذکور کے پہلو سے سینہ میں گولی آکر نکل گئی اس دلاور بہادر نے
دامن فراہم کر کے کندہے پر ڈالا نظر مخالف سے بہرہ وہ کیا آگے کو قدم بڑہایا انگلشیوں نے میں اپنی
فوج کو نالہ میں بطور کمین کے قایم کیا اور محمد تقی خان نالہ کے سر پر متوجہ پورش تھا چونکہ دریا چہ نالہ کو پر نہیں دیکھا
کوئی گہات تجویز کر رہا تھا اوسیوقت میں غنیم نے بسبب مجبوری ہو کر ایک بارگی باڑہ ماری اس باڑہ میں اکثر ہمراہی
محمد تقی خان کے جان نثار ہوئے جمعیت گہٹ گئی اور ایک گولی حسب تقدیر پیشانی محمد تقی خان کو چین پر لگی
کہ فوراً اپنے ہمراہیوں کے ساتھ دنیا کو خوشی سے روانہ عرصہ عدم ہوا باقیماندہ لشکر پر شکست آئی ہمراہی
سراسیمہ ہو کر ہر طرف فرار ہوئے انگلشیوں کو فتح نصیب ہوئی انگلشیوں نے اپنے مجروح کی دوا کی تیزی اور انکو
سپرد کیا اور خود دو تین روز متوقف ہو کر عازم پیشتر ہوا اسد محمد خان اس خبر سے مضطر ہوا اور اپنے لشکر
کو جمع کر کے اور اسباب اور سامان عالیجاہ کا جو وہان تھا جمع کر کے فراری ہو کر لشکر عالیجاہ کی راہ لی
میرزا محمد ایرج خان سراج الدولہ کا خسر اہو کہ مرشد آباد میں عالیجاہ کی خدمت و صحبت سے محروم تھا
میر جعفر خان کے استقبال ملازمت کو دوڑا اور حسب الامر میر جعفر خان نے جہٹ پلٹ کر مرشد آباد میں

اوسکی منادی کرائی اور خود فلک العبال بلدہ مذکورسکے اہالی وموالی کی تسلی کرنے لگا ۱۲ محرم سنہ ۱۱۷۷ ہجری کو روز یکشنبہ کو میر جعفر خان مع فوج انگلشی داخل مرشد آباد ہوا کسیقدر خفیف سا تزلزل شہر میں واقع ہوا اگر کسی لوگون نے تھوڑی سی دست برد کی تھی میر جعفر خان چہ روز مہابت جنگ کے دولتخانہ میں جو مر شد آباد کا دار الامارہ مقرر ہوا تھا فروکش رہا ساتوین دن سحر کو مطابق ہجدہم محرم سنہ مذکور مع فوج انگلشی بعزم جنگ باہر نکلا

عالیجاہ کو محمد تقی خان بہادر کے قتل کی خبر ملنا اور دوسری فوج کو بھیجنا اور آثار ادبار

میر قاسم خان ابن محمد تقی خان کے قتل کی خبر نواح کٹوہ اور بردوان میں سنکر مضطرب ہوا اور شیخ حبیب اللہ وغیرہ افواج متعینہ سابقہ کو حکم توقف رشنولی مین دیکر اسد اللہ خان ولد میر حسین خان کو جو فوجدار تربٹ شمالی کا تھا مع شش ہزار سوار اور بالکار اور سمرو کو مع سات آٹھ پلٹن اور سولہ توپ اور میر ناصر داروغہ باندار ان کو علی الفور فوج مذکور کی مدد کو بھیجکر حکم دیا کہ سب لوگ باتفاق میدان سوتی مین فوج مخالف سے رزم آور ہون اور شیر علیخان فوجدار پورنیہ کو بھی جو کہ ادنی متوسلان معز الدین حسین خان ولد سیف خان مین تھا اور عالیجاہ کے وقت مین ترقی پا کر کے بجائے صولت جنگ اور سیف خان کے تمام پورنیہ کا فوجدار ہوا تاکید ہوئی کہ عبور گنگا کر کے شریک اسد اللہ خان وغیرہ فوج متعینہ کا ہو اسد اللہ خان اور شیر علیخان وغیرہ مع فوج کوچ کر کے شیخ حبیب اللہ سے میدان سوتی مین ملحق ہوئے

میدان سوتی مین لڑائی عالیجاہ کی انگلشیو ن سے اور مغلوب ہونا

روز سہ شنبہ بیستوین ماہ محرم کو مقابلہ طرفین ہوا مارکار اسنی اور سمرو نے مرکب پر صف آرائی کی اور اسد اللہ خان انکے دست راست آٹھ نو ہزار سوار اور دس بارہ ہزار پیادہ سے استادہ ہوا اور دونون فوج کے پہلو مین شیخ شیر علیخان دو تین ہزار نفر سے مستقل ہوا اور ہر فوج انگلشی جو تین ہزار سے زیادہ نہوگی صف آرا ہوئی کہ توپ چلنے لگی فوج انگلشی قدم بقدم جو ہٹتی آئی تھی اسد اللہ خان کو دعوی بہت تھا اپنی فوج لیکر میمن کیطرف متحرک ہو کر نصف میل یا کچھ زیادہ راہ طے کر گیا اس ضمن مین فوج مخالف نے سمرو اور مارکار ار منی پر غلبہ کیا اسد اللہ خان مع رفقا کے بداعیہ یورش مخالف کے پہلو سے نمودار ہوا جب اسپر رائے متفق ہوئی میر بدر الدین خان سالدار نے مع اپنے رفقا کے علیحدہ ہو کر اسد اللہ خان سے کہا کہ ہم تمہاری نعرہ کے منتظر ہین جسوقت گھوڑے چھوڑیو انشاء اللہ ہمین بھی پیشتر جانے یہ کہکر گوش برآواز ہوا جب نعرہ اللہ و اکبر اوس مجمع کر سے گوش زد ہوا اور دیکھا کہ فوج مذکور ابھی جگہ سے متحرک ہوئی تو نو سوار ہمراہی سے دشمن پر جا گرا اور اوسکے دست چپ سے میر ناصر داروغہ نے یورش کر کے فوج غنیم پر عرصہ تنگ کیا تا نگہ مقابل میر بدر الدین خان کے کمتر ایک پلٹن ہوگی لیس پا ہو کر دریا مین جو پیچھے تھا جا گرے اضطراب کے مارے نزدیک تھا کہ غرق ہو جاوین مگر پانی کمر اور چھاتی

تک تھا بعض ہمراہی میر مذکور کے مجروح و مقتول میدان میں گرے تیرہ نفر ہمراہ تھے بندوق کی گولی اوسکی گہوڑے کے لگی اور اوسکے بہائی کا بہی گہوڑا اوسی مقام پر گرا اور اسد اللہ خان کے پیش قدموں نے بہی اکثر کشتہ اور بعض نیمجان بسمل گرے باقیماندہ مجروحون کی تڑپ دیکہکر جرأت ہار دی دور سے میر بدر الدین سے روبرو کہڑے ہوے اور میر بدر الدین کی روبرو ایک سد حایل ہوئی جسکا خندق پانی سے لبریز اور اوسکی مٹی روبرو بہرائی تہی بہانے نکل نسکتا تھا کہتا تھا کہ ہر چند آواز دی اور اشارہ کیا کہ اسد اللہ خان مع سواران برق انداز کے پہونچکر تلنگون پر توپ لادی مگر اوسکی جرأت نہوئی اور سرداران انگلشی کو فرصت پاکر سر نو سے آرایش صفوف اور توپ کی کرلی اور دوسری طرف میر ناصر وغیرہ جو ہجوم لائے تہے بسبب نہ پہونچنے مدد کے کچہہ نکر سکے بڑہی دیر تک مقابل غنیم کے دست بگریبان کہڑے رہے فوج مخالف جو انکے روبرو تہی حسب الحکم بیجر اوس کی اپنے بندوق چہتیا لین اور سنگینون کی نوکین مانند دندانہ سین کی برابر چندین تاکہ دشمن کو اونسے گذرنا ناممکن ہو بندہ نے اس احوال کو اپنے کانون سے زبانی کرنیل گاڈرڈ اور معتمدین طرفین کے سنا جنرل گاڈرڈ جو اوسوقت مین کپتان یا لفٹنٹ تہا کہتا تہا کہ اگر جنگ سوتی مین عالیجاہ کے لوگ ہمکو عبث چند روز میدان مین مصروف تگ و تاز رکہتے تو ہمارا کام تمام ہوجاتا جب تہوڑی دیر مدد کے انتظار مین گذرا اور نتیجہ نہوئی پاس کوئی ایسا حربہ نتہا جو اسقدر فاصلہ سے مخالف پر واز کرین ہر چند اشارہ اور آواز سے پس ماندون کو طلب کیا مگر کسی نے اونکی مدد نکی اس حال سے نصرت و فتح سے مایوس ہوکر کمال افسوس مین تہے کہ اسی ضمن مین کپتان نے فوج مقابل ناکارا رسمی اور سمرو مخالفون کی مغلوب و دریافت کرکے دو تین کمپنی تلنگہ کی انکی مدد پر بہیجی اور اوہر جب یہ دیکہا کہ ہمارے مخالفون کی مدد کو کوئی نہ آیا حسبارت کرکے حواس درست کیے میر بدر الدین اس کو دیکہکر مع رفقا کے عرصہ کارزار سے واپس ہوا باقیماندون نے بہی اوسکے پیچہا اپنا ہاتہہ اوٹہایا اور میر ناصر وغیرہ جہالت کرکے وہین ٹہرے رہے اور فوج انگریزی سے جان نثار ہوئے الکا ... بعض بہت سے فرار ہوگئے تہے مخالف کی فتح ہوئی اور فوج مفرور عالیجاہ کے بدی ستانے سے قطع راہ کرکے دریاچہ او دہوا تک جو انہین دنون کو عالیجاہ نے آراستہ اور مستحکم کر رکہا تہا بہاگ کر اقامت گزین ہوئے وہان کی فوج مع جماعہ مفرور یان کے یکجا مختفی ہوئی عالیجاہ کو جب خبر پہونچی نہایت مشوش اور زرد ہونے لگا

نقل عجیب متضمن حفظ قادر قیب

کرنل گاڈرڈ بہادر جو کہ اب جنرل اور سالار فوج متعینہ صوبجات دکن اور گجرات کا ہے بندہ مورخ سے روبرو بیان کرتا تہا کہ جملہ مجروحان فوج عالیجاہ مین سے ایک شخص تہا جسکے سر پر زخم تلوار اس قدر اس سے

لگا تھا کہ وسط کاسۂ سر مین کا نگر دونون شقیقہ سے نکل گئی تھی ڈاکٹر کو اسید شفا نتھی بلکہ مردون مین سمجھتا تھا
اور وہ بیہوش تھا چونکہ سانس جاری تھی لاچار اوسکو بھی زخمیون کے ساتھ اوٹھالائے اور زخم کو چتھیرہ سے
باندہ دیا تیسرے روز جب مجروحون کی دید کو گیا دیکھا کہ مجروح مذکور چاق بدار یہ حقہ اوڑا رہا ہے اور جراحت
مندمل حاجت مرہم نہین البتہ بصارت سے محروم ہو گیا ہے

خبر شکست سوتی کی عالیجاہ کو پہونچنا مال و متاع اور متعلقون کو قلعہ رہتاس بھیجکر خود عازم جنگ ہو المال ہم و یاس سے

عالیجاہ نے جب محمد تقی خان بہادر کے قتل کی خبر سنی اس فکر مین ہوا کہ مال اور متعلقون کو قلعہ رہتاس روانہ کرے
بہت سی عورتین جو بضابطہ لڑائی ہند کے اوسکے مکانین جمع ہوگئی تہین اکثرون کو نہیں قابل طلاق سمجھتا تھا
حکم دیا کہ جدہر چاہین چلی جاوین اور اپنی بی بی بنت میر جعفر خان کو مع دیگر زنان پسندیدہ کے اور نیز مال و متاع
کشتی اور گاڑی اور ہاتھی اونٹ پر بار کرکے مصحوب میر سلیمان خانسامان اور راجہ نوبت رائے اور بعض معتمد ملازمان کے
قلعہ رہتاس کو روانہ کیا اس سبب سے تہوڑا انقلاب ملازمان قابو طلب اور نوکران بے ادب کے دلمین پیدا ہوا
لیکن خوف کے مارے کچھ تبدیل و تغیر بند و بست و انتظام مین نکر سکے جب خبر شکست پائی اپنی فوج کو مقام
سوتی مین پہنچنے سے مضطر ہوا قلعہ مونگیر سے بابت فوج متعینہ دریاچہ اودہوا کے نکلنا چاہا مخفی نرہے کہ دریاچہ اودہوا
راج محل کے جنوبی پہاڑون سے جاری ہوکر گنگا مین ملا ہے نہایت عمیق اگر اوسکے کنارے صحرائی خار دار ہے
اور بجز ایک پل کے جو عالیجاہ نے بنایا تھا کوئی راہ نہیں ہے عالیجاہ نے دریاچہ مذکور کو چند قدم پیچھے چھوڑکر اوسکی
آگے خندق عمیق طیار کیا اور ایک سد اوسپر نہایت مستحکم بنا ہے اور کوہستان سے متصل کر دی اور علاوہ اوس
خندق کے ایک جہیل بھی پہاڑون سے نکلکر نزدیک دریای گنگ تک ہے اور اوس خندق پر تمام پل باندہکر
سد مذکور مین بطور قلعہ کے راہ پیچ پیچ بنائی کہ آمد رفت اوسی راہ سے ہوتی ہے اسکے سوا کوئی راہ گنگا کے اوہر
عبور کو نہین ہے ہان اگر چاہے گنگا سے عبور کرے مگر یہ بھی در صورت مزاحمت کے متعذر ہے لہذا چاہئے ندکہ کو
عالیجاہ نے استحکام و دیگر دافعہ آلکفتیہ کو موقع مناسب سمجہا اور افواج متعینہ کو نہایت تاکید حفاظت صادر کی اور تاریخ
سفر مقرر کرکے پیش خیمہ روانہ کیا اور احضار لشکر کو حکم فرمایا

برآمد ہونا عالیجاہ کا فوج اودہوا کی اعانت پر اور اکثر مقیدونکا قتل ہونا

جب عالیجاہ نے کارسازی سے فراغ پایا ۲۴ محرم ۱۱۷۷ ہجری کو قلعہ مونگیر سے وقت شب بساعت مسعود نکلکر
داخل لشکر ہوا چونکہ اسکے مزاج مین سفاکی بدلالت گرگین خان کے جم گئی تھی اندنون بہ اودید حال قیدیان کرکے
اور اونکی طرف سے اندیشناک ہو کر خواہان قتل ہوا ہر چند بیچارہ قیدیون کے نام معلوم نہین مگر اسقدر جانتا ہے کہ ایک گروہ

کتنیز تھا جماعۂ عظمائی مین راجہ رام نراین ناظم عظیم آباد اور راجہ راج بلبہہ دیوان مہابت جنگ نایب ناظم عظیم آباد مع چند
فرزند و لبند اور رائے رایان امید رام مع فرزند اور راجہ فتح سنگہ اور راجہ بنیاد سنگہ زمینداران ٹکاری اور شیخ عبد اللہ
جو بوربند مین قید تھا مع دیگر زمینداران اور ناموران کے قید حیات سے خلاص کئے گئے رام نراین کو بندھے سنا
کہ بالو کا برا گہڑا اوسکے گلو مین لٹکا کر غرقاب کرایا اور شاید کہ اور لوگون کو اسیطرح دریائے عدم کے کنارے لگایا اور
جماعہ انگلشیہ کو نہایت احتیاط سے محبوس رکہا تھا ہرچند کرگین خان انکے قتل مین بہی مستعجل تھا مگر عالیجاہ کچھہ اپنی مصلحت سمجھکر
اس بارہ مین اوسکی بات نہ سنتا تھا اور سپاہ ہند بموجب اپنے ضابطہ کی کہ رکہتے ہین فراخ یا وقت نازک دیکہکر تالی
کو نوکری چہوڑنے لگی عالیجاہ دیدہ و دانستہ ٹالنے لگا تا آنکہ آہستہ آہستہ مع فوج کے دریائے چنپا نگر پر پہونچکر مقیم ہوا اور افواج سابقہ
اور لاحقہ مور پچال اودہ سے ہوا پر مستعد ہوکر مستعد راہ انگلشیہ ہوئے اسی عرصہ مین جب انگلشیہ کی لڑائی محمد تقی خان سے ہوئی تھی
عالیجاہ جو پایۂ سر دیوان شجاع تھا آرزو کی کہ کامگار خان مکین بہی اپنا رفیق ہو علی ابراہیم خان کو اس مقدمہ مین
واسطہ کیا خانہ کو رنے اپنی کوشش سے اوسے حاضر کیا مصرف لاابالی اوسکے لئے معین ہوا اسفرالہ چنپا نگر مین ہمراہ تھا
جب چند روز اسیطرح گذرے کامگار خان کو کرگین خان نے تابع اودہ ہوا اسکو کہا کامگار خان نے جواب دیا کہ وہان پر
احتیاج سے زیادہ فوج محض بیکار بیٹہی ہی اگر مین بہی گیا او نہین شریک ہو جاؤنگا بہتر یہی ہے کہ کوئی رئیس دولتمند
اونکی سرداری مین جاوے تا کہ حاضرین اوسکے زیر حکومت کار سرکار مین مصروف ہون اس جواب سوال مین
طول ہوا کامگار خان نے رنجیدہ ہوکر کہا کہ تمنے ابہی جنگ نہین دیکہی بندہ جو کچھہ مناسب حال دیکہتا ہی کہتا ہے
کرگین خان نے آزردہ ہوکر عالیجاہ سے شکایت کی اور کہا کہ کامگار خان حسب اشعار علی ابراہیم خان سے
جنگ اودہ ہوا کو نہین جاتا ہے عالیجاہ نے اسکی تعلیم بموجب علی ابراہیم خان سے اس بارہ مین چند کلام اشارتًا فرمائی
خلاصہ یہ کہ کامگار خان قضیۂ نامرضیہ کے انتظار مین لڑائی کو نہین جاتا ہے یہ ارادہ رکہتا ہی کہ اگر نوعدیگر ہو جاویگا
لشکر کو غارت کرے کرگین خان کہتا ہے کہ شاید آپکے حکم کا انتظار رکہتا ہے علی ابراہیم خان نے عرض کیا کہ اسکی
تدبیر آسان ہے بندہ کو منتظر حکم کے کامگار خان کو جو منظور ہو حکم دیجئے عالیجاہ عذر خواہ ہوا اسکے بعد علی ابراہیم خان
جو سوال جواب کرگین خان اور کامگار خان کے درمیان مین گذرے تھے بیان کئے عالیجاہ نے بہی رئیس
مطاع کا جانا واسطے لشکر اودہ ہوا کے مناسب جانا اور کہا کوئی سے علی ابراہیم خان نے التماس کیا کہ بجز
کرگین خان کے دوسرے کو یہ مرتبہ حضور نے نہین دیا ہے الا شاید کہ وہ بجائے عالیجاہ نے کہا کیا وجہ علی ابراہیم خان
ملتمس ہوا کہ اچہا امتحان لیجئے عالیجاہ نے جب کرگین خان کو تکلیف سفر دی اوسنے جواب دیا کہ احوال
اودہ ہوا کا جو کچھہ ارشاد ہوتا ہے واقعی ہے اور مینے بہی سنا ہے مگر بندہ نے اپنا سر حضور کے پیر مین باندہا ہی
اس دار و گیر مین حضور کو تنہا نہین چہوڑتا بہرصورت کرگین خان نہ گیا اور کامگار خان کو علی ابراہیم خان نے واسطے

سے بدنامی اپنے سر کے بیرہوم جانے پر راضی کیا تاکہ وہ وہان جاکر مصدر شورش ہوا اور افواج انگلشی کو پریشان
کرے لیکن بسبب طرح طرح کی تقدیر پورنیہ پہنچنے قبل اسکے پہونچنے کے اوسہوا کا فیصلہ ہوگیا اور شدت برسات اور طغیانی دریا اور ندی
اور جھیل وغیرہ سے جو بنگالہ مین بکثرت ہین کمک تاری کی راہ مسدود ہوئی چپاولی کی فرصت نپائی اور بعد شکست اوسہوا کے
کامگار خان لوٹکر اپنی جگہ پر آیا اور لشکر عالیجاہ مین نہیں سکا اسی وقت مین کہ عالیجاہ دریاچہ پنہپا کی پر مقیم تھا نجف خان
جو اقربائے میرزا محسن برادر صفدر جنگ سے تھا اور اوسنا نجف خان صدر الصدور ایران اور بالفعل سپہسالار سلطان ہند اور امیر الامرا
شجاع الدولہ ولد صفدر جنگ کے نفاق سے عاجز ہوکر مع چند رفقا کے لشکر عالیجاہ کے پاس آیا اسنے اسکو
وفادار کرکے کمک اوسہوا پر مامور کیا

نکلنا میر روح الدین خان بہادر کا لشکر عالیجاہ سے بعد اطلاع اوسکی فتح کرنا ضلع پورنیہ کو

اس عرصہ مین میر روح الدین حسین خان بہادر سپہدار جنگ خلف سیف خان بن امیر خان صوبہ دار کابل
جو ہمراہ عالیجاہ کے مونگیر پہنچا مگر وجہ لائق نہین پاتا تھا کبھی تھوڑی سے خبر گیری ہوتی تھی جس کے سبب سے نہایت
عسرت مین اوقات کٹتی اور اسباب بیچکر اوقات گذاری کرتا تھا تا آنکہ فرصت پاکر کشتی مختصر کہ بہم پہونچائی
اور ملاحون کو انعام دیکر راضی کرلیا اور کنارون گنگا کے گوشون مین رفاقت عالیجاہ کے نام سے رہا کیا تھا
اور عالیجاہ کا انجام کار دیکھ رہا تھا تا گہان کل وہ مستوفیہ بے خبر پورنیہ کو گیا اور پوشیدہ تاریکی شب مین
محمد بیگ اپنے باپ کے میرزا دے کے گھر جا اترا اوسنے اپنی جان اور سپہدار جنگ کا خوف کہایا
عالیجاہ کی وحشت سے ڈرکر اپنے مکان کیا بلکہ پورنیہ مین اوسکا رہنا نامناسب سمجھکر کہا کہ چلے جاو سپہدار
اوسی کشتی پر سوار ہوکر دریاچہ کو جو قدیم مین جو آبادی پورنیہ سے چار پانچ کوس دور تھا اور اوسی جگہ دریاچہ
مذکور نہر سونرا سی جو اوسکے نیچے جاری ہے ملا تھا اوسی دریا کے کسی گوشہ مین جا بیٹھا مع دو تین خدمتگار کے
نام تبدیل کرکے پانچ چہ روز بسر کی اور بعض ہرکارون کو مقرر کیا کہ شہر اوسہوا کی لڑائی کا حال قبل اسکے کہ
اوسکی خبر آشکار ہو مجھے پہونچانا جسوقت انگلشی مخالفان اوسہوا پر غالب ہوئے اور نوکران عالیجاہ کی
شکست ہوئی اول اسکی خبر روح الدین حسین خان کو پہونچی اسوقت مین شیر علیخان فوجدار پورنیہ وارد اوسہوا تھا
پورنیہ جاسلے اوسکے ہی دو یا ہالی چند لوگ سے دار الامارہ کے دروازہ پر خس وخاشاک کیطرح پڑے تھے
اور زر خطیر قریب دو لاکھ روپیہ کے کشتیون پر لادکیا اور واسطے ارسال خرچ لشکر کے سپہدار جنگ کی کشتی کے
قریب فرودگش تھا اور چند پیادہ اوسکے محافظ تھے سپہدار جنگ خبر شکست مذکور پاکر سر شب پیرزادہ
کے گھر آیا چونکہ اوسکا باپ تیس برس وہانکا حاکم اور صولت جنگ کے عہد مین اوسکا داروغہ تھا یہ دونون
صورت سے مخدوم راجہ اوس شہر کا تھا اور ہزارون آدمی خاندان عمدہ کے اسکے باپ کے پاس نوکر اور

ہمرہیون احسان راضی وخوشنود رہے ستے اپنے وہان پہونچکر اکثر دوست وآشنائون کو جنپر اعتماد تھا مخفی
بلاکر ہرایک سے کہا کہ جو کوئی آپ کے ہمراہ صاحب جرأت اور مسلح ہو آج کی شب ہرایک کو میرے پاس لانا چاہئے
تاکہ صبح بفضل خدا اس ضلع کے سندایالت پر زیب افزا ہون دوست لوگ چارطرف دوڑے اور یاران معتمد کو فراہم کرکے
حاضر کیا صبح ہوتے انکے سو نفر کم وبیش حاضر آیا اول نماز کیوقت گوردیال سنگہ کو جو کہ اوسکے خاندان کا نمک پروردہ تھا اور
اوسوقت مین پورنیہ کا کارگذار متصدی تھا طلب کیا وہ جلدی مین حاضر ہوا بمجرد آنے کے اوسے قابو مین لاکر معتمدونکو
سپرد کیا اور خود سوار ہوکر بیخبر دارالامارۃ کے دروازہ پر آیا بیک کو جو کہ نمک پروردہ اسکے باپ کا تھا
بلوایا اور ہاتھ پکڑکر سیہدار جنگ کے روبرو لائے اوسنے بجز اطاعت اور گذرانتی نذر مبارکباد کے کوئی تدبیر نہ بن پڑی
سیہدار جنگ نے دارالامارۃ مین جلوس فرماکر حکم شادیانہ دیا حسب الحکم تعمیل ہوئی اہالی موالی حاضر ہوکر نذر
مبارکباد دینے لگے اوسیوقت معتمد لوگ بھیجکر خزانے کی کشتیان طلب کرلین اور ہرکارہ کے ہمراہ کسی معتمد کو
مع خط مبارکباد کے میر جعفر خان اور فرقہ انگلشیہ کے حضور مین روانہ کیا چونکہ میر جعفر خان کو ابھی عالیجاہ سے
لڑنا باقی تھا اس امر کو غنیمت سمجھکر سند پورنیہ کی اوسکے نام لکھ بھیجی سیہدار جنگ پادشاہی القدر سے مسند آرا ہوا
اور نائب اوسکا جو بنیابت نظامت مظفر جنگ کہلاتا تھا بحال رہا

ذکر جنگ اودہوا او فوج انگلشیہ اور عالیجاہ کے شکست پانیکا

عالیجاہ کی فوج بلطور شتاب دریا جو اودہوا پر ہے اور فوج انگلشیہ سے مقابلہ ہوا اسقدر تجمع توپخانہ اور برق انداز وغیرہ سے
زیادہ ہوا اسد اللہ خان اور رسالہ داران اور اردلیون مع توپ اور بندوق جغتائی اور محمد تقی خلف اکبر علیخان
تنگ بستی اور عالم خان اور میر جعفر خان اور شیخ ہیبت اللہ اور میر حبیب علی خان اور بعض فوج رسالہ محافظ کے
لیکن کہ مخالف دشوار سمجھکر اکثر اوقات خصوص وقت شب نہایت غفلت رہتی تھی اکثر لوگ جو نام سرداری اور
کسیقدر زرداری رکھتے تھے شراب نوشی اور تماشائے رقص اور عیاشی مین مصروف تھے اس عرصہ مین مرزا نجف خان
جب وارد ہوا بعض لوگ رفقائے میر مہدیخان برادر اسد اللہ خان سے اور بعض اپنے ہمراہیون سے اور بعض عالیجاہ کے
ہمراہیون سے منتخب کرکے ہمراہ لئے اور سورجمال اودہوا پر جاکر واسطے کوہستان سے راہ بہم پہونچا ایک جھیل سے
پایاب راہ جو کہ سد پور تک انگلشیہ تھی پیدا کی اور وقت شب اور صبح کی وہان سے نکلکر عین غفلت مین لشکر گاہ
انگلشیہ مین جاکر خیمہ گاہ میر جعفر خان کا لوٹا اور اوسکے لشکر مین سراسیمگی ڈالی اور میر جعفر خان مضطر ہوکر کشتی پر سوار ہوا
چاہتا تھا کہ اپنی کشتیون کا لنگر اوٹھادے ہو کہ بعض فوج انگلشیہ نے پہونچکر تدارک کیا اور میرزا نجف خان پر دست بردی
کرکے اپنی جگہ کو لوٹا اور اسیطرح تگ وتاز جو بکر رہوئی انگلشیون کو راہ کی تلاش ہوئی کہ یہ لوگ کہان سے آئے مین
ظاہر ایک سوار اور فرقہ انگلشیونکا قبل اس ہنگامہ کے اپنے گروہ سے فراری ہوکر ملازم عالیجاہ ہوا تھا اور

موافق ضابطہ مستمرہ کے جب وہ انکے ہاتھہ پڑ جاتا مارا جاتا وہ شخص اس راہ سے ماہر تھا انگریزات کو بنا بر
احتیاط اوسی راہ سے جا کر نشان بتا آیا اور خود جھیل کے کنارے آکر زبان انگریزی مین فریاد زن ہوا کہ
بندہ فلان ہے اگر میرا جرم معاف ہو رہنمائی کرکے تم لوگون کو مورچہ پر پہونچا دون بعض سردارون نے آواز پہچانی
اسیان اور قسم سخت سے امان کا پیمان کیا بعد دلجمعی اوسنے آنکر ملاقات کی اور ایک شب مقرر ہوئی کہ وہ انکے ہمراہ
لیجاوے اوس عرصہ مین زینہ وغیرہ اسباب یورش درست کر لیا منتظر موعود ہوئے وہ شخص ایک ثلث رات گذرنے
پر پہونچا اور پلٹن گران ڈیل جسکا لفٹنٹ اوندونین کرنیل کا ڈر ڈو تھا اس کام پر مامور ہوئی اور علامت جا پہونچنے
مورچال پر باہم یہ مقرر ہوئی کہ جب وہ پلٹن وہان پہونچے مشعل مہتابی روشن کرے پلٹن گران ڈیل نے توشہ دان
اور بندوق کو سر پر رکھکر آدہی رات گذرنے پر اوسی کی رہنمائی سے جھیل کو عبور کرنا شروع کیا اغلب کہ اوسکا پاٹ
ایک میل سے کم نہوگا اوس تاریک شب مین کمر اور سینہ تک پانی میں جاتے ہوئے وہ اس مورچہ مذکور پر پہونچے محافظ
خواب غفلت مین تھے انگلشیون نے زینہ لگاکر اوپر چڑہے کوئی نفر تواز بیدار ہو جاتا تا کہ دم مارے اگرچہ لوگ اوپر
پہونچ گئے تھے اونہون نے بزخم سنگین اوسکا دم توڑ دیا جب کسیقدر لوگ اوپر چڑہ گئے صف آرائی کرکے مشعل
مہتابی روشن کی افواج انگلشی جو پلٹن اور دروازہ کے مقابل منتظر ٹھہری تھی بمجرد روشن ہونے ہجوم مشعل معلوم
التہاب نایرہ جنگ وجدال مین مصروف ہوئی توپ وگولہ کی شلک بندوق شروع کردین اوسوقت اس پلٹن نے
مستعدی مین بہت سخت کو بیر شلک دبا لیا پہلے ہی مین گروہ کثیر مع محمد تقی خان ملکیا باشی کے مجروح اور بعض مقتول ہوئے اور
بہت سی عالیجاہی بخشی فوج مقتول ہوا جو کوئی خواب غفلت سے بیدار ہوا خبردار کسیطرف متوجہ ہوا چہ احوال
لقمہ السیف کا اس درجہ کو پہونچا فوج انگلشیہ جو دروازہ کے روبرو تھی اندر آکے مسعد دستیر بہلی لوگون نے
اس کراہیت مین دریاچہ مذکور کا سیل کیا بعض توشناوری کرکے سلامت نکل گئے بعض غرق گرداب فنا ہوئے سرداران
انگلشیہ کے اس سراسیمگی کو دیکھکر اپنا پہرہ پل پختہ دریا پر استادہ کیا فقط شمرو اور بالکا جو پیشتر چلے گئے تھے
محفوظ رہے باقی اوس خلق کثیر سے جو نہ آیا بحکم سنتری لیفٹن بلنگان پہرہ کے گہوڑا ہتہیا دیکھ نہایت ذلت سے
سلامت چلا جاتا مرزا نجف خان نے چند ہمراہیون سے کوہستان کا راستہ پکڑا اور اسد اللہ خان پاوپیادہ
دو میل گام فرسا ہوا بعدہ گہوڑے پر سوار ہوا پیش قدمان بخرچہ فرار نے مع اسباب کے قطع راہ کی اور
پس ماندون نے بڑی مشکل سے رہائی پاکر مع ہمراہ درد دست لشکر عالیجاہ تک پہونچے شب دوشنبہ ۲۶
ماہ صفر ۱۱۷۷ ہجری کو یہ یورش ہوئی تھی اور چار گہڑی دن نکلے عالیجاہ کی فوج کو شکست ملی دوسرے
یا تیسرے روز اس شکست کی خبر عالیجاہ کو ملی اور عالیجاہ کی کہ شکست ہوئی تمام دن تو چار ناچار نہایت
پریشانی اور افسردہ دلی مین کاٹا رات کو حسب صلاح گرگین خان لڑائی سے واپس ہونا مناسب جانا

تھوڑی سی رات رہے عالیجاہ بے اسکے کہ کسیکا منہ دیکھے مونگیر کو سدھارے اور وہ لوگ بھی لاچار اپنے آقا کے
پیچھے پیچھے مونگیر چلے آئے عالیجاہ نے یہان دو تین روز مقام کرکے جو قلیل اسباب قلعہ مین تھا ہمراہ لیا اور موجودات
سپاہ کے بنظر اپنے اقتدار اور بغرض امتحان اطاعت کے ملاحظہ کرکے بعد اطمینان فارغ البال ہوا اوسوقت علی ابراہیم خان بہادر
نے التماس کیا کہ دربارہ رہائی اسیران انگلشیہ کے پیشتر جو عرض کی تھی قبول نہولی اب بھی اگر رہائی و بچاؤ سے
بڑی نیکنامی ہے اگر یہ نامنظور ہو تو مردون کو رکھکر عورات کو بسواری بجبرہ باحترام پٹنہ اوسکے پاس بھیجدیجئے
اوسنے آزردہ ہوکر جوابدیا کہ گرگین سے کہنا چاہئے جب اوس سے کہا گیا وہ رنجیدہ ہوکر بولا کہ اسوقت کچھ نہین ہے
اور کچھ متوجہ نہوا اب علیخان نام عربی کو جو نواح بغداد سے نہایت بدذات نامرد اور احمق گرگین خان کے رفقا مین تھا
مونگیر کی قلعداری پر مع دو پلٹن کے مقرر کرکے عظیم آباد کو نہضت کی مسٹر ایلس اور مسٹر چی اور مسٹر لشنٹن وغیرہ کو
ہمراہ قید لیگیا راہ کی صعوبت مخصوص نالہ رہوا کی لایق بیان نہین جسکی کیچڑ اور دلدل مین کیا رد و بدل ہوا اکثر لوگ نے
بایدلیئہ عبور پل کے جو کشتی کا بنا ہوا تھا اور بغیر رکھے رسے جو موجب ہلاک اکثر حیوانات تھا اراجہ پلٹن روی تھا ہند
یوسف علیخان مرحوم خلف غلام علیخان مغفور اور میر شیطاری اور میرزا باقر اور میرزا عبد اللہ باہم متفق ہوکر سبقت کرکے پل سے
عبور کرکے اور ایکروز وہان متوقف ہو دوسرے رات کو جسکی تاریخ یاد نہین سانحہ عظیم برپا ہوا اور وہ سانحہ قتل گرگین خان تھا
جو یکایک واقع ہوا اور وہ اپنی بدباطنی کے مکافات مین گرفتار ہوکر ملک بقا کو راہی ہوا

گرفتار ہونا گرگین خان روباہ نشان کا اجل کی تھپیڑ مین اور آزاد ہونا قید ہستی سے اور قتل ہونا جگت سیٹھ اور اوسکی بھائی اور جماعہ انگلشیان مقید کا بموجب حکم عالیجاہ

گرگین خان جو کہ تمام عالم کی دشمنی اپنے دلمین رکھتا تھا اور اپنے کو جماعہ انگلشیہ کا مقلد جانتا تھا چاہتا تھا کہ انکی طرح سے اور
اطمینان مین یکسان ہمراہ رفقا کے رعب و سطوت سے بسر کرے اور یہ نہین جانتا تھا کہ انگلشیہ نے کس سبب سے یہ لوازمون بہم
پہ دست قدرت پایا ہے اور ضوابط موضوعہ انکا کسیقدر طبیعت مین اس قوم کے بمنزلہ اصلیت کے ہوا ہی مسمی محققون اور
مقلدون مین بہت سی فرق ہین بیچارہ ارمنی جسکا باپ دادا ہمیشہ تجارت پیشہ رہے اور دو روز کی دولت بہم پہونچا کیونکر ممکن تھا
کہ غیر قوم کے آداب کا تقلید کرسکے یہ وہی مثل ہے ؎ لگا کوا چلنے ہنس کی چال ۞ تو بھولا اپنی بھی وہ چال بچال ۞
القصہ عالیجاہ رہوا سے دو تین کوس پر جا کر منزل گزین ہوا اور گرگین خان حسب عادت معہود تمام لشکر کے
پیچھے اپنے خیمہ مین تھا ناگہان دو تین ترک سوار نے جو اوسکے ساختہ اور پرداختہ تھے اپنی تنخواہ مین کچھ طلب کیا اوسنے
تند و تلخ جواب دیا ترک سوارون نے نیرنگی زمانہ کی دیکھکر تقاضا بشدت کرنا شروع کیا حضرت کو پہلا خیال
دماغ مین موجود تھا بولا پاس اوٹھے کوئی حاضر ہے انکو پہرہ مین لیجائے انہون نے فرصت وقت پا کر جب تک خود
قید ہون دونون ہاتھہ اسپر گرگین خان پر صاف کئے اور جلد اپنے گھوڑون پر سوار ہوکر جنگل کی راہ پکڑی اسکی مرنیکی

خبر مشتہر ہوئی مالکارام نے قاتلون کو گولی کے ضرب سے دور بار کر دو تین توپ چہرہ دار فیر کرائین اوسکی آواز
عالیجاہ کے لوگون کے کان مین آئی بیخبر دیتے کہ لشکر گرگین سے انگلشیون نے مقابلہ کیا اور عالیجاہ بہی [illegible]
فیل سوار ہوکر میدان کا رستہ لیا گرگین کے لشکر مین ایک شور قیامت ہو رہا تہا عالیجاہ کے بہی لشکر مین اوسکا اثر آگیا
مردم لشکر مخصوص بنقدی اور بازاری بدون دریافت حال کے رو بفرار ہوئے ارادہ کیا کہ پل پر ہو اسے عبور کرین
اور ایکدوسرے کے پیچہے ملازمان اور بازاریان نے آنا شروع کیا جو لوگ کہ پیشتر ہملوگون کے ساتہہ آگے خیمہ زن تہے ان
تازہ واردون کو دیکہکر مضطرب ہوئے اسی ضمن مین شام ہوئی اور تمام فراریون کا ازدحام ہوگیا عمدہ لوگ مشعل کی
روشنی مین چلے آتے تہے بندہ کے رفیق مخصوص یوسف علیخان اور میرزا باقر گہبراکر مفروریون کے پاس استفسار
ماجرا کیواسطے آدمی بہیجے ہر ایک یہی جواب دیتا تہا کہ کہنے کی بات نہین ہے اس کلمہ نے اور بہی مضطرب کر دیا چونکہ
کسی شخص کو اصل ماجرا سے خبر نہی اور عالیجاہ کے خوف سے اپنا اندیشہ نہین بیان کر سکتا تہا بس وہی بات کہتے تہے
کہ جائے کلام نہین برابر عام کا ازدحام ہوتا جاتا تہا پل مذکور صراط آخرت کا نمونہ ہو رہا تہا بروقت عبور فیل وارابہ کے
باہم کشتیان پل کی جو ٹکراتی تہین توپ کی سی آواز جسطرح دور سے آئے لوگون کے کانمین پہنچتی تہی اور یقین ہوتا تہا
کہ توپ کی لڑائی ہو رہی ہے اور یہی خیال تہا کہ انگلشی آپہونچے اونہون نے جنگ توپ شروع کی ہے تا آنکہ
یوسف علیخان کی یہ رائے ہوئی کہ تو یہانتک کسقدر رہنا چاہیے یا کسیطرف کو چلا جانا ضرور ہے بندہ اور میر شکاری
مانع ہوئے جب قریب نصف شب کے گذری اور کسیقدر آشوب کم ہوا بندہ نے ایک معتمد کو بہیجا اور سمجہا دیا
کہ پل پر کہڑے ہوکر منتظر رہے جب کہ پہلے لشکر کے سوا فوج عبور کرین کچہہ دور مشایعت کرکے اوسسے دریافت کرے کہ
کیا ماجرا ہے اوسنے حسب فرمایش تعمیل کی جسوقت پالکی محفوف مع دو سوار کے پہنچی آگے چند قدم ہمراہ جاکر سوار سے
دریافت کیا اوسنے احوال کو نقل کرکے کہا کہ گرگین خان کی لاش ہے بموجب حکم عالیجاہ کے دفن کرنیکو
لئے جاتے ہین اس خبر کے سننے سے مطمئن ہوکر ہملوگون نے شب بسر کی صبح کو عالیجاہ بہی آیا اور وہی مقام خیمہ زن ہوا
دوسرے روز پیشتر کو چلا اور قصبہ بارہ کی منزل مین جگت سیٹہ اور مہاراجہ سروپ چند کو قتل کرایا اور عظیم آباد کے
متصل جعفر خان کے باغمین جا اوترا اور اوس عرصہ مین اوسکا استحکام کیکے محمد امین خان کو مع فوج حراست پر چہوڑا
جب چند روز گذرے اور خبر آئی کہ جماعہ انگلشی قلعہ مونگیر مین متصرف ہوئی شدت غضب سے سمرو کو حکم دیا کہ
اسیران انگلشی کی گردن مارے اوس سنگین دل نے باوجود اشتراک مذہب کے وہ کیا کسی فرقہ مختلف
عیسوی مین سنا بلا اکراہ قبول کیا اور آخر ماہ ربیع الاول یا اوایل ماہ ربیع الثانی سنہ ۱۱۷۷ ہجری کو مکان حاجی احمد
پر اور صاحب جنگ جہان قید ہی تہے اور اب وہ مقام قبرستان فرقہ مذکور کا مشہور ہے سپاہیان نے دست و پا کو اوتہا
بندوق ہلاک کیا [illegible] مین آیا کہ اس [illegible] وقت مین بہی انگریزیون نے مستقل [illegible]

لشکر جابن بحق ہوئے اور یہ بھی سنا گیا کہ دو تین روز قبل اس واردات کے بعض مخصوص لوگون سے خواہان بندوق
جنگی اور توسد ان کے ہوئے تھے اور کہتے تھے کہ اگر دستیاب محافظون سے لشکر نکل جاوینگے ورنہ باہر والے انگریزون کو
ہلاک کر جاوین دیجے غرض کہ بجز ڈاکٹر فلرٹن جو اکثر عمدہ اور امرا کا معالج ہوتا تہا اور عالیجاہ کے دوستون مین تھا کوئی زندہ
نہ بچا بندہ شب اول کی صبح کو دربار گیا الا قیدیون کے قتل اور ڈاکٹر کی سلامتی سے آگاہ تھا بعد سلام اور تہوڑی
دیر کے جب رخصت ہوا عالیجاہ نے ٹہرا کر کہا کہ تمہارا آشنا آیا ہے بندہ چونکہ بے خبر محض تھا متحیر ہوا کہ کون آشنا
اور کہان سے آیا ہے پہر اوسنے کہا کہ خیر جانے دو مگر ہم طلب کرینگے بندہ بخوف علی ابراہیم خان کے خیمہ کے پاس اپنے
خیمہ مین مستعد آبیٹہا تہوڑی دیر بعد چوبدار آکر لے گیا میرے پہونچنے کے بعد تہوڑی دیر مین ڈاکٹر کو بلباس ہندی لائے اوسنے
چند روپیہ نذر دکہلائے عالیجاہ نے نامنظور کرکے کہا کہ ہمارے تمہارے یہ رسم نہین رہا اور بعد معانقہ کہا کہ اپنے
آشنا کے پاس بیٹہو وہ میرے پاس بیٹہ گیا عالیجاہ نے کہا کیون صاحب یارون سے چوری اور دوستون سے دغابازی
اپنی فوج انگلستی کو بیمارون کے حیلہ سے گہر مین رکہا اور بروقت ہماری لڑائی کو نکالا ڈاکٹر نے کمال دلیری جواب دیا
کہ مینے ہرگز ایسا نہین کیا مرنے سے مین ڈرتا نہین مجہے بہی قتل کیجئے مگر اتہام برا ہے اگر ثابت ہو آپ بہی اپنے قتل کو
راضی ہون عقیدتمند خان برادر امیر خان عمدۃ الملک زندہ اور حاضر تہا اسکا گہر ڈاکٹر کے دیوار بدیوار تھا ڈاکٹر نے کہا
یہ ہمارے ہمسایہ ہین انسے تحقیق فرمائیے چونکہ یہ بات محض بے اصل تہی خانمذکور نے گواہی دی پہر آغاز مدارات
فرمایا اور کہا اگر کلکتہ کا ارادہ ہو تشریف لیجائیے اگر میری ہمراہی مین راضی ہو تو قیام کیجئے ڈاکٹر نے براہ ہوشیاری
کلکتہ کے جانے سے انکار کیا عالیجاہ جانتا تہا کہ شاید وہ جو شمس الدولہ کے پاس پہونچے صورت صلح کی پیدا ہو بندہ کو کہا
کہ تنہائی مین سمجہا دو بندہ ڈرا کہ ایسا نہو تنہائی کے سمجہانے سے بندہ کسی امر خلاف مرضی مین متہم ہو لیکن ناچار
سایہ سرا پردہ مین ڈاکٹر کو لیجا کر اوسکی مرضی بیان کی اوسنے سنکر ہو کر کہا کہ اب مصالحہ باوجود قتل مسٹر امیٹ کے
ممکن نہین علاوہ اسکے کل ایک جماعہ انگلستی کا قتل ہوا بندہ نے آکر یہ جواب عالیجاہ سے کہدیا عالیجاہ نے ڈاکٹر کو
خلوت مین بلایا اور بندہ اور علی ابراہیم خان کو شریک مشورہ کیا ڈاکٹر نے کہا کہ اب صلح ہرگز ممکن نہین اول تو خود
فوج جو راہ مین ہے مجہے نہین چہوڑتی اور کاشکے اگر پیشتر نکل گیا تو قتل مسٹر امیٹ کا ایسا نہین ہوا جو صلاح کی
نوبت آنے دے جب عالیجاہ ناامید ہوا فرمایا کہ خیر آپ جہان چاہئے قیام کیجئے خلاصہ یہ ہے کہ اسکا منشا شہر مین
مصمم ہوا علی ابراہیم خان کو حکم ہوا کہ کوئی مکان تجویز کر دے اور ہر چند محافظ مقرر تا کہ آمد و رفت باہمی
کسیکی نہ ہونے پاوے اور حاضری لیجائے ڈاکٹر نے میرزا ہمت علی کی ضمانت دی بعد ضمانت کے
محافظ لوگ اوسکے دروازہ سے اوٹہا لئے گئے اور ڈاکٹر مطلق العنان ہوا عالیجاہ نے قلعہ
مونگیر کے فتح کی خبر سنکر عظیم آباد کے غرب رویہ قصبہ پہلواری مین جاکر خیمہ زن ہوا اور فتح مذکور اسطرح پر

ہوئی کہ جب انگلشی وہاں پہونچے غرب علیخان نامرد قلعدار دو ہی روز مین ڈر گیا اور یہ طمع کی کہ انگریز ہاتھ لگی
قلعہ انگلشیون کے سپرد کر دے اگرچہ ابہون کو اس رفعت سے آگاہ کیا انگلشیون نے یہ خبر پائی چونکہ اخراج
عالیجاہ کی جلدی تھی تھوڑا سا روپیہ دیکر قلعہ لے لیا اور اپنا قلعدار وہان مقرر کیا جب اوریہی متصل آئے عالیجاہ
پہلواری سے قصبہ بکرم کو جو سرائے شہر سے گیارہ کوس تھا اور بعد ویرانی اب مہاراجہ کلیان سنگھ ولد مہاراجہ
شتاب رائے نے آباد کیا تھا جا پہونچا ہمیشہ دروازہ مغربی کی راہ سے جسکی حفاظت اسکے ملازمان کے ہاتھ مین تھی
اور بندی لبریز دشمن کا عبور شہر مین بعذر رہتا دشمن کی خبر لیا کرتا تھا اور اسباب اور سامان واسطے اعانت چار سال
عظیم آباد کے بھیجتا تھا اور انہین دنون مین احمد خان قریشی کو جو رام نراین کے عہد عزل سے مورد عتاب سمجھا
مشمول عواطف فرما کر بلازم کیا اوسکی جاگیرات بھی واگذاشت کی اور کچھ نقد بھی بطور مساعدہ کے لطف فرمایا میر
ابو ولد میر قدرت الدین شاہ شکر اللہ قادری جو کہ اچھا روزگار اور بسبب اختصاص میر جعفر خان کے اسکی
نظر سے گرا ہوا تھا اوسکے تقرب مین اگرچاہتا تھا کہ گرگین خان کی جگہ پر مقرر ہو مگر اوسکی عشر عشیر مرتبہ پر پہونچکر
مستمر بند مہر حرب وجدال ہوا اور ملازمان عالیجاہ اوسکا تقرب دریافت کرکے اوسسے بیزار اگرچہ تھے شاید کہ فرصت دیکھکر
عالیجاہ سے کہا کہ ڈاکٹر کو علی ابراہیم خان کے حوالات مین رکھنا مناسب نہین عالیجاہ نے تو تنہا ہی علی ابراہیم خان سے
کہلا بھیجا کہ ڈاکٹر کو دوسرون کے حوالات مین رہنا چاہیے خانہ کو رسے نے عرض کیا کہ حضور کو یاد نہین بندہ نے بر وقت
اونکا ضمانت کے ڈاکٹر کے مکان سے اپنے لوگ اوٹھا لیے تھے اب جو صلاح ہوگی عمدہ ہوگی اور ڈاکٹر کو بھی
اس حال سے اطلاع دی ڈاکٹر اس تبادل محافظان سے بدگمان ہوا اور لوگ بہم پہونچا کر اپنے دروازہ پر
متعین کرکے سمجھا دیا کہ مردم میر ابو کے دخل نپاوین اور اون سے کہا کہ بدون حکم حضور کے ہم نہ اوٹھینگے میر ابو نے
اس کلام کو ہرکارہ متعینہ شہر اور اپنے آشنا جاسوسدارون سے جبراً لکھوایا کہ علی ابراہیم خان کے لوگ ڈاکٹر کو
نہین چھوڑتے کہ میر ابو کے لوگ محافظ ہون عالیجاہ بسبب تشویش کے خشونت تو نکر سکا مگر کہلا بھیجا پہرہ بدلکا
علی ابراہیم خان نے در پیش کیا اسنے جواب دیا بندہ نے اوسوقت جیسا کہ عرض کردیا ہے اپنے آدمی بلالیے
تھے اور ڈاکٹر کو باختیار خود رہا کر دیا تھا ہمارے آدمی وہان کوئی نہین اور جو لوگ اپنے تئین ہمارا ملازم
بتلاتے ہین اونکو پکڑ لاوین تاکہ میر ابو کے لوگ وہان اپنا کام کرین ڈاکٹر نے ولندیس کی کوٹھی مین جاکر
ایک کشتی مخفی بہم پہونچا لی اور اوسکے ملاحون کو انعام کثیر اس امر مین دینے پر راضی کیا کہ اوسکو حاجی پور مین
فوج انگلشی مین پہونچا دے اور ساتھ میر اہمت علی خان کے سوار ہو کر راہی ہوا چونکہ عالیجاہ کی
طرف سے دریا کی محافظت تھی کہ کوئی اسطرف دریا سے اودھر بلکہ کسیطرف نجانے پاوے لوگون نے
جب کشتی دیکھی اور معلوم ہوا کہ ڈاکٹر جاتا ہے شور مچایا جب تک ادھر کے لوگ کشتیون پر سوار ہو کے لنگر اوٹھاوین

اوراونکے نزدیک پہونچین تو اکثر نصف دریا طے کر گیا اودہر سے مردم افواج انگلشی نے جو ایک کشتی اپنے جانب آتے دیکھی سوار کشتی ہوکر اوسکے حمایت کو آپہونچے اودہر کے لوگ ڈر کر واپس آئے اور ڈاکٹر سلامت جا پہونچا جب یہ خبر عالیجاہ کو پہونچی علی ابراہیم خان سے متہم ہوا مگر موقع کاوش نتہا ❊❊❊❊

فوج انگلشی کا قلعہ عظیم آباد فتح کرنا اور عالیجاہ کا بادشاہ وزیر سے رجوع ہونا

افواج انگلش عظیم آباد پہونچکر راستہ بازار شرقی سے بیرون شہر اکر حویلی مین جو پشتہ میرزا خلیل کے نام سے معروف اور اب گنج مشہور ہے توپین لگادین اور قلعہ بادشاہی کی دیوار جو گل و خشت سے بنی ہوئی کہنہ تھی منہدم کردی اول صبح تھی کہ توپ اور قنبارہ کے ضرب سے محافظان مقابل کو دور کرکے داخل شہر ہوئی میر ابوعلیخان برادر چچازاد عالیجاہ اور میر روشن علیخان بخشی برادر میر مدن جو چند ہزار سوار سے قلعہ کی مددپر مقرر تھے اول شام تو ایک سمت جاکر مہدی گنج اور بیگم پورہ سے داعیہ عبور رکھتے تھے کہ ایکایک انگلشی تلنگہ بعد غلبہ اور بہگا نے محافظان قلعہ کے دروازہ مغربی سے کسیقدر برآمدہ ہوکر نمایان ہوئی اودہر وہ لوگ کہ پاس ہوئے نزدیک شاہ مجنون کے تکیہ کے پہونچے تھے بمجرد مشاہدہ تلنگہ بلا دریافت کثرت اور قلت کے روبفرار ہوئے اور اس اضطراب سے پسپا ہوئے کہ بعض ہمراہی غرقاب و ہلاک ہوئے اور بعض نے کیچڑ اور دلدل مین پہنسکر شربت مرگ نوش کیا روشن علیخان بخشی بہی اوسی دلدل کیچڑ مین گہوڑے سے گرا اور جوں تون گہوڑی نکل گیا اور اس فضیحت سے داخل لشکر ہوا عالیجاہ نے ناسازی زمانہ سے لاچار ہوکر اکلیا نے کا صلاح کار ہوا او قصبہ بکرم سو محب علی پور آیا یہان پر میر عبد اللہ بالفت زن ورزوال کے سبب خبر لشکر سے جدا ہوا اور بہزار خرابی آوارون سے جان بچاکر نکل گیا اسیطرح اکثر قالو طلب لوگ اپنی اپنی راہ لگے احمد خان قریشی جو حسب ضابطہ ہرزہ درایان زمانہ کے نوکر تہا کہا کرتا تہا کہ نجیا لوگ عالم رفاقت مین چنین اور چنان کرتے ہین لیکن اب تین سال سے عالیجاہ سے کدر تہا بعد ورود منزل شمشیر نگر کے رسد کے پہونچانے پر مامور ہوکر اول سے داو دیگر کو گیا اور عالیجاہ شمشیر نگر سے شیخ پورہ کے مقابل جو موضع افغانی ہے دریائے سون کو پایاب عبور کرکے تہی تہوک آبادی تاجران عراقی مین مقیم ہوا اور مال اور اسباب اور متعلقون کو قلعہ رہتاس سے طلب کیا میر سلیمان خان ساکن متعلقہ علیہ کے خلاصہ اموال اور نقود اور جواہر کو مع اوسکی بی بی اور دیگر لواحقین کے لاکر داخل لشکر کیا اور اسیجگہ میر میرزا نجف خان جو نالا اودہوا سے کوہستان کا راہگیر ہوا تہا لکہ اسکی سے لاکر داخل لشکر عالیجاہ ہوا اسوقت شورہ اختلاف رائے ظاہر ہوا میرزا نجف خان جو کہ شجاع الدولہ کے مزاج ورزوہ سے آگاہ تہا اوسکے پاس جانیکو راضی نتہا کہتا تہا کہ اودہر جانیسے بلکہ نفور بدولت مستاجران کے قلعہ رہتاس کو جاکر

اور مجھے مامور جنگ انگلشی کیجیے تاکہ فوج منتخب کر کے انگلشیون سے گرم جنگ ہون مجال آرام اور فرصت انتظام
مذون تاکہ جس کا نصیب یاور ہو جلوہ گر ہو عالیجاہ عدم موافقت آب ہوائی رہتاس اور نیز دیگر چند وجوہ سے اس مصلحت کو
نہین پسند کرتا تھا میرزا نجف خان نے کہا کہ اگر یہ صلاح نامنظور ہے براہ تبدیل کہنڈ عازم دکہن ہوجیے اور دکہنیونکی
موافقت سے چارہ کار کیا جاوے عالیجاہ دوری راہ اور اپنی اجنبیت اور نیز اونکی بدمزاجی سے جو اکثر لوٹ مار
کرتے ہین اس تدبیر پر بہی راضی نہوا بادشاہ اور شجاع الدولہ سے رجوع بہتر سمجہی اور خطوط میرزا شمس الدین کے
بہی اسی رائے مین آگئے اور میر سلیمان نے بہی اپنی غرض کو اسیطرف دلالت کی میرزا نجف خان اس رائے سے
عازم ترک رفاقت تھا ہنوز کوئی نتیجہ نہوئی تہی کہ عرضی احمد قریشی کی بدین مضمون کہ فرقہ انگلشی مچھلی اورہ تک
پہونچکے مفتوح مطالعہ ہوئی اس خبر دروغ سے عالیجاہ کو نہایت تشویش ہوئی اسی مضمون مین دوسری عرضی
خانمکور کی پہونچی کہ انگلشیون کی ایک فوج جلد براہ گنگ سے بہیجنا چاہتے ہین تاکہ زمینہ مین پہونچکر سد راہ لشکر ہو
اور ادہر اپنے محالات کے زمینداروں کو اشارہ کر دیا کہ اوسکے لشکر کے اسباب پس ماندہ وغیرہ پر متصرف ہون
اونہون نے حسب الایما کارروائی شروع کی ادہر لشکر کے فراریون نے متوحش خبرین پہونچا دین
عالیجاہ نے باضطراب تمام باوجودیکہ ارادہ قیام رکہتا تھا اور اوسوقت پہر دن چڑہتا تھا مگر لاچار کوچ فرمایا
والد مرحوم نے از راہ شفقت بندہ کو طلب فرمایا کہ اب رفاقت کا موقع نہین لازم کہ ہمارے پاس
آکر رہو چونکہ بندہ کی جو آشنائی صاحبان انگلشی سے تہی اسی باعث سے عالیجاہ سرگران تھا لیکن فقیر نے
بپاس رفاقت علی ابراہیم خان بہادر اور میرزا باقر اور میرزا عبد اللہ کے یعنی کسی امن آرامگاہ کے ترک رفاقت
نامناسب جانی عالیجاہ شام کو سہسرام پہونچا صبح وہان سے بمقام سالوٹ پہنچا دریائے درگاوتی کے کنارے
گیا اخراجات مین جو لوگ تنخواہ پاتے تہے وقت شب طالبان تنخواہ نے بسبب نہ پانے تنخواہ کے شدید سخت کلامی کی
شور برپا ہوا ایسے طالبان تنخواہ نے ساتہ ہوئے سپاہی لشکر مین ایسا شور اوٹہا کہ عالیجاہ مضطرب ہوا اور سمت دروازہ تک
تنگ ہو کر الگ کرنے لگا کہ ظاہر مین اس ہنگامہ کا کوئی سبب نہین شاید کہ نمک حراموں نے کوئی شورش کر
رکہی ہے خیر خدا کو اچہا کرنا منظور تہا وہ شور رفع ہوا اوسکے بیچ کو ڈیڑہ لاکھ روپیہ نقد اور پانچ ہاتہی
میرزا نجف خان کو جو شجاع الدولہ کے پاس جانے کو راضی تہا دیکر رخصت کیا اور خود
دریائے کرمناسہ پر منزل گزین ہوا اسی عرصہ مین میرزا شمس الدین کا خط مع عہدنامہ مہری اور
دستخطی شجاع الدولہ کے جو قران کی سوگند پر تہا پہونچا اور عالیجاہ کہ باعث ایسے ایسے فساد اور امور
بیہودہ کے کہ سوہان اوسکی جان اور پریشانی خاطر کا ہر دم تہا اور اس سبب سے خواب و خور یاد سے فراموش
ہو گئے تہے آخر لا علاج بہ اخلاص اپنا اسی مین دیکہا کہ کرمناسہ سے کوچ کرکے [illegible] شجاع الدولہ تہا [illegible]

عبور کرنا عالیجاہ کا دریاے گنگ سے اور وہان متوقف ہوکر میرسلیمان خانسامان کو شجاع الدولہ کی پاس بھیجنا
عالیجاہ انگلشیون کے تعاقب کے خوف سے بنارس کے متصل پانچ چھہ کوس پر مقیم ہوا اور بندہ
دوستون سے رخصت ہوکر بنارس آیا اور حضرت شیخ محمد علی حزین سے مشرف پابوس ہوا اور اپنے
خالو سید عبد العلی خان بہادر کے مکانمین رہا اور چند روز کے بعد لشکر مین بہی آمد و رفت کرنا شروع کیا
گاہ گاہ عالیجاہ کے حضور مین بہی جاتا تہا ایکروز مجہکو رفاقت مین فرمایا کہ صاحب آپکے والد اور
بہائی انگلشیون کے ساتھہ خوش وخرم ہین آپ کیون میری ہمراہی مین تکلیف کرتے ہین انہین کے
پاس چلے جاوین بندہ نے بدل ہوکر عرض کیا کہ بندہ نے آپکی رفاقت مین کوئی خیانت نہین کی اور
انگلشیون کے ساتھہ وفاق پوشیدہ وپنہان اور براہ ظاہر وباطن مراسلات وجاسوسی کہین نہین رکہتے اور میرا
پیشہ نہین ورنہ سب لوگ بلا اجازت آپکے راہ سے اودہر نکلگئے بندہ کا بہی کوئی مانع نتہا بارام تمام
اور بلا خرچ اپنے باپ کے پاس جاسکتا تہا مگر نجابت اور اخلاص نے نچہوڑا کہ ایسی زشت حرکت
کرون لیکن آمد و رفت دربار بند کرکے شیخ مہرور مذکور کی خدمتمین اکثر رہنے لگا اور بعض اوقات
علی ابراہیم خان وغیرہ دوستان شفیق کی رفاقت مین

ذکر خیانت میرسلیمان کی عالیجاہ کے ساتھہ اور چوری البینا بعض کیسہ جواہرات گرانبہا

اکثر نقود اور جواہر گرانبہا کی تہیلیون پر جو سفید کرپاس کی ہین اور ہمراہ سواری زنانہ کے
سیاتون مین رکہکے لیجاتے تہے میرسلیمان خانسامان ہر وقت لیجانے اسباب کے مع بیگم عالیجاہ کے
اور نیز ہر وقت معاودت کے آگاہ اور مختار تہا شہرت ہوئی کہ ہر وقت لانے اسباب کے
قلمدان سے خیانت کی جواہر نفیس بیش قیمت لاکہوکہا کا چرالیا اور عالیجاہ کو اسکے شمار اور جانچ
اور محاسبہ کی فرصت نتہی اسی سبب سے مخل مواخذہ کی بہی نہو میرسلیمان ایسے نوکر سے رکہتا تہا
اور میر مذکور ان دنون مین فقیرانہ لباس سے عالیجاہ کے روبرو گریان افسوس کنان
اظہار ہوتا تہا کہ آپکو کیونکر اس آنکہ سے بہ اینحالت دیکہونگا تا آنکہ جو شخص شجاع الدولہ کے طرف سے
عالیجاہ کی دلجوئی کو آیا تہا اوسکے ساتھہ شجاع الدولہ کے پاس برسم سفارت گیا کہتے ہین کہ وہان جاکر
راجہ بینی بہادر اور علی بیگ خان اور میرزا ابراہیم سے جو ایام طفلی سے نواب وزیر کا اتالیق تہا مع دیگر عملہ
اور ارکان دولت کے بخشی سالار جنگ کے جو میرزا شمس الدین کے توسل سے عالیجاہ کا مربی ہوا تہا
ربط پیدا کیا اور ہر ایک کو مال خیانت سے تواضع کرکے اپنی ضمانت کا وسیلہ مستحکم کرکے مع تحریر دلجوئی عالیجاہ
کے پاس آیا اور قبل اسکے آنیکے میرزا شمس الدین بہی مع رقایم وزیر کے جو نہایت معطوفت اور استمالت مین تحریر تہے

اپنے ہمراہ استدعا کی عالیجاہ نے اکیس خوان ملبوس مختلف القماش اور خوان جواہر و اسپ و اقبال کوہ فیل پیشکش کیے اور باتفاق وزیر کے ملازمت شاہی کو گیا وزیر نے عالیجاہ کو اپنے ہاتھی پر سوار کرایا اور بعد پہونچنے لشکر کے مستفیض ملازمت شاہی ہوئے اور اپنے لشکر کو دونو صاحب واپس آئے دوسرے روز عالیجاہ وزیر کے بازدید کو روانہ ہوا اوسنے بھی مغلیہ ملازم کو حکم دیا تھا کہ لباس سقرلاتی پہنکر اور بندوق در دست دستہ دستہ سر دروازہ سے جہان تک گنجائش ہو استادہ ہون حسب الحکم تعمیل ہوئی اور ارکان دولت بھی اپنی اپنی خدمت پر حاضر تھے جب عالیجاہ داخل سراپردہ وزیر ہوا وزیر نے لب فرش تک استقبال کیا اور عالیجاہ کا ہاتھ پکڑ کے اپنے مسند پر برابر بٹھایا اور نہایت اشفاق سے ارشاد فرمائی کہ صوبجات بنگالہ اور عظیم آباد انگلشیون سے چھوڑا کر تمہارے حوالہ کر دونگا بعد چند روز کے عالیجاہ نے اصحابت علی ابراہیم خانکے یکدست زیور گران بہا جو لاکھون کا مال تھا واسطے والدہ شجاع الدولہ کے بھیجکر اونکو خوشنود کیا اور اپنی والدہ بنایا چونکہ شجاع الدولہ کو انفصال معاملہ بندیلہ اور تحصیل مالگذاری بعض پرگنات الہ آباد کی منظور تھی اور راجہ بینی بہادر کو پیشتر بھیجکر منتظر حصول مراد تھا مگر بندیلہ مطیع نہوتے تھے اور خیال مدت مدید کا اوس جوار مین تھا اور عالیجاہ نہضت شرقی کو وزیر سے جلد خواستگار تھا اور انگلشیون کو فرصت دینا مناسب نہ جانتا تھا وزیر الممالک نے عذر معاملہ مذکور کا بیان کیا عالیجاہ نے کہا کہ اگر اسی کا انتظار ہے مخلص کو ارشاد ہو تا کہ کار سرکار کا انصرام کر کے جلد واپس آوے وزیر نے قبول کر کے رخصت فرمایا عالیجاہ جمنا اوتر داخل ملک بوندیلکھنڈ ہوا چونکہ توپہائے بسیار بوضع فرنگ اور فوج قواعد دان ہمراہ تھی بینی بہادر سے پیشتر پہونچکر ایک قلعہ فتح کر لیا اور اوسکے عمدہ قلعہ کے پاس جا پہونچا چونکہ میرزا نجف خان اسکا ممنون احسان تھا اور بندیلون نے ترتیب فوج عالیجاہی کے برخلاف روبہ دیکھکر راضی باداے زر واجبی ہوئی اور میرزا نجف خان کے وسیلہ سے معاملہ نے انفصال پایا اور وصول زر معینہ سے اطمینان حاصل ہوا عالیجاہ شاد کام معاود ہوا اور لشکر وزیر سے آکر ملحق ہوا اب سفر شرقی کا ارادہ مصمم ہوا اواسط ماہ رمضان سنہ ۱۱۷۷ الہجری کو وزیر و بادشاہ اور عالیجاہ بنارس مین خیمہ زن ہوئے بندہ کو تخمیناً پانچ مہینے بنارس مین گذرے تھے کہ اس لشکر کا ورود ہوا اور دوستون کی ملاقات ہوئی کیونکہ عالیجاہ آخر ربیع الثانی یا اوایل جمادی الاول مین شکست پاکر بنارس آیا تھا اور ماہ مبارک کا اوسط یا آخر تھا کہ مع وزیر و بادشاہ کے داخل بنارس ہوا گیارہ لاکھ روپیہ وزیر الممالک کا مقرر کر کے معین کیا کہ جسوقت باراوہ اخراج صوبجات شرقیہ کے گنگا پار ہوکر حدود عظیم آباد مین داخل ہون ابتدا سے ہر روز ورود اوس سرزمین سے روزینہ مذکورہ ادا ہوا کرے اور اس مقدمہ مین جسطرح سے ہو سکے لب بجائی اور منتظر لطیفہ غیبی رہے کہ کیا پردۂ غیب سے ظاہر ہوتا ہے

فوج انگلشی مین منازعت ہونا و قتح رامنگر اور اون لوگون کا وہان سے آکر سرکار وزیر مین نوکر ہوتا

موسیٰ شیر بدک فرانسیس بھی اپنے ہم قومون کے رفاقت انگلشی مین تھا اور میر جعفر خان نے عالیجاہ کی لڑائی مین
فوج سے انعام کا وعدہ کیا تھا جسوقت کرمناسہ پر بعد انقطاع تعاقب عالیجاہ کے مقامات ہوئے ایفائے وعدہ کیا
زر موعود بہیجا بدک مذکور کو بھی اپنی قوم کے اوسی روپیہ کے بابت انگلشی سے جھگڑا ہوا حتی کہ مخالفت کی نوبت پہنچی
بدک مذکور اپنی قوم کے ایکسو کئی نفر تہا بھی ایک ضرب توپ یا شاید بلا توپ بندوق چقماقی لیکر کرمناسہ سے
قبل ورود وزیر کے بنارس مین اور بعد روانگی عالیجاہ کے لشکر وزیر کو بلونت سنگہ زمیندار بنارس کے ملک مین آیا
اور افواج انگلشی نے چند میل تعاقب کر کے بنابر احتیاط کے کہ ایسا نہو کہین وزیر سے جھگڑا اوٹھہ کہڑا ہو واپس چلے
گئے آخر الامر جماعہ مذکور بھی سردار موسیٰ شیر بدک کے ملازم شجاع الدولہ ہوئی تینون لشکر یعنے بادشاہ و
وزیر و عالیجاہ کئی سردار شیخ مرحوم کی خدمت مین حاضر ہوا کرتے تھے جناب شیخ مرحوم کے کلام سے خواہی
مخالفت جنگ انگلشی بباعث نہونے انتظام فوج او فقدان قواعد جنگ کے معلوم ہوتے تھے اور بندہ کو بھی رفاقت سے
مانع تھا کبھی کہتا تھا کہ اس جماعت سے کوئی امر کی کارروائی متصور نہین ہے منزل گردی کر کے عنقریب
معاودت کرینگے بندہ کو آرزو سے پہونچنے اماکن مالوفہ کے خدمت شیخ مین نرہنے دیا بہرحال دریائے گنگا پر
کشتی کا پل باندھکر عبور کیا اور بعد اندک توقف کے متحرک ہوا اور راجہ بلونت سنگہ زمیندار بنارس
جو کہ مرد عیار اور اپنے فرقہ مین جرار اور اسقدر مالدار تھا کہ لوگ اوسکے اندوختہ کا حساب کڑورون سے
زیادہ بتلاتے تھے ہرگز اسوقت تک شجاع الدولہ اور نیز اوسکے والد کے حضور مین حاضر نہوا تھا
اس سفر مین باعتماد قول راجہ بینی بہادر کے جسکا وسیلہ سید نور الحسن خان بلگرامی ہوا تھا اور نیز
ضمانت کل سرداران لشکر خصوص عنایت خان ولد حافظ رحمت روہیلہ اور راجہ بینی بہادر کے
حاضر ہو کر مشرف کورنش ہوا اور اوسکی رفاقت مین شامل ہوا اور تین ہزار سوار اور کئی ہزار پیادہ ساتھ
ہمراہ لائے اس لشکر کے انبوہی اسقدر تھی کہ جہان تک نظر کام کرتی تھی مردم فوج کی دیدتی تھی لیکن
بےخبری سردار اور عدم حفظ و ربط سے عین لشکر مین ایک دوسرے کو مارڈالتے غارتگری کرتے
تھے اور کوئی پرسان نتہا کوچ کے وقت جو لوگ ذرا بھی لشکر سے دور ہو جاتے ناگہان لوگ لشکر کے ہی
قطاع الطریقی کرتے بلکہ مارڈالتے لیکن لشکر کیا تھا گویا شہر کلان ایک جگہ سے دوسری جگہ
متحرک تھا جو کچھ دار السلطنت شاہجہان آباد مین جو ہند کا چشم و چراغ ہے میسر تھا اوس لشکر مین بہی
موجود تھا بعض ہوشیارون نے وزیر کو سمجھایا کہ انگریزون سے لڑنا اس ملک کے قاعدہ
سے مقرون صلاح نہین کیونکہ جسجگہ یہ لوگ صف باندھکر استادہ ہوئے گویا سد سکندر ہو گئی گروہ

ہزار ہون پچاس ہزار اوسکے مقابل نہین ہوسکتا مناسب وہ کہ چونکہ جیاولی مدت سے حضور کی
معمول ہے اور ملازمان رکاب نے بھی اس فن مین مشق بہم پہونچائی ہے جوانان خوش اسپہ معتمد
اور سرداران جانفشان منتخب ہمراہ لیجیے اور مخدرات کو مع بھیڑ و بنگاہ کے اس جگہ چھوڑ کے باقی
فوج سے اندر کر لیجئے اسلئے کہ خبر ابدالی کی شہرت ہو جسوقت یہ فوج انگلستی پر جو اسوقت تنزل ہوکر بہت
جاتے ہین دوڑنا چاہیے اول صبح قبل اسکے کہ مستعد ہوکر راہی ہون اونپر چڑہائی کرنا چاہیے اگر اونکی جمعیت
پریشان ہوئی فتح و نصرت ہی ورنہ جو بلین اونپر تغیرائی ہو اور اسباب لیس بارود جلاکر اور توپ اراب
خراب کرکے تمام روز اونکا تعاقب کرکے رات کو صدمہ شبخون سے دو تین منزل گریزان ہوجاوے اسطرح
حصار عظیم آباد تک پہونچائے جاوین اگر اسی رہروی مین انکا خاتمہ بالخیر ہوا فبہا ورنہ متعرض قلعہ نہو جیسے
سہ رام ہوکے مع جمعیت لایق مقام کیجیے اور بعض فوج کو سردار شجاع ہوشیار کے ہمراہ سرکار بہار کی طرف
یا کہ آرہ کے مقامات سے عبور گنگا کراکر مامور کیجیے اور ہر جانب کے لایق عمال تجویز کرکے خلعت و سند
دیکر رخصت و بکار حکم دیا کہ دلجوئی اور حسن سلوک مین ساعی ہو کر کسی رعایا کو رنجیدہ نکرین اور محالات
مذکورہ کا بندوبست نہایت تخفیف مین کرین تاکہ زمیندار اور رعایا کی تالیف قلوب ہوا اور لوگون کو متوحش
نکرکے تمام قلمرو بنگالہ مین جو بہت دور نہو عمل و دخل کرین اور ایک فوج عظیم آباد کیطرف چھوڑ کر اوسطور سے
اودہر بھی عمال سفر کرکے جاوین اور دریا کے دونو طرف دونو فوجین گشت کنان رہین تاکہ جو کشتی شہر قصبے
عظیم آباد کو عازم ہو جسطرف سے ملاح لیے جاتے ہون اوسیطرف کی فوج آوے کشتی کو غارت کرے
اور غلہ وغیرہ سامان رسد حصار عظیم آباد مین داخل نہونے پاوے اسصورت مین اس فرقہ کو
اضطراب کمال عاید ہوگا اور بجز کلکتہ بھاگنے کے اور حصار عظیم آباد کے چھوڑنے کے کوئی
تدبیر نہ کرسکینگے بعد ازان جو کچھ مناسب ہو عمل فرمائیگا و نیز برگشتہ وقت پر کوئی تدبیر کہ فی الحقیقت
راست تھی دلپذیر نہوئی اور دربارہ جنگ کے جو کوئی کچھ تدبیر یا صلاح عرض کرتا ہرگز اوسکی نسنتا
چونکہ ابدالی کی لڑائی دیکھی تھی اپنے تئین اوسکے مقلد و عین جانتا تھا اور جواب دیتا تھا کہ جنگ کو
میری رائے اور سلیقہ پر چھوڑنا چاہیے چونکہ جماعۂ انگلستی اور انکی فوج نہایت کم اور رنج سفر برسات
اور عالیجاہ کی لڑائی کی تکلیف کھینچے ہوئے خستہ حال تھی اور شجاع الدولہ کی فوج جرأت اور شجاعت مین
مشہور تھی اسکی لڑائی میدان مین مناسب تھی نہ کہ حصار عظیم آباد مین محصور ہو کر مرنا مناسب سمجھکر مع میر جعفر خان کے
کلکتہ سے نکال اضطرار راہ عظیم آباد کی لی اور شجاع الدولہ مع بادشاہ اور عالیجاہ کے خوش و خرم
داخل حدود عظیم آباد ہو کر منزل بمنزل قطع راہ کرتا تھا اور اوسکے لشکر کے غارتگر لشکر کے پانچ پانچ

کوس تک علامت آبادی کی نہ تھی ستم عموم خلایق کو اسقدر ایذا پہونچائی کہ جسقدر وزیر و
بادشاہ کے ورود سے خوش ہوئے تھے اوسیقدر عاجز ہوکر انگلشیہ کے دعاگو ہوئے کیونکہ اس فرقہ سے
ایسا ظلم نہیں ہوا اور کسی مفلس کو ضرر نہیں پہونچتا تھا جسوقت ورود لشکر کا بکسر میں دریائے سون کے
کنارے ہوا بندہ چونکہ مدت سے آرزو خواہ ملاقات والدہ کا تھا احوال لشکر اور اونکی بیباکی کا فراموش کرکے
چہ پالہ کی سواری سے دو تین خدمتگار اور گاو باربردار کے ساتھ روانہ حسین آباد جو محل التمغا کا دار الملک ہے
ہوا جب دریا سے پار ہوا محمود خان اپنے رفیق کو مع دو تین نفر اور دیگر باربردار کے چھوڑکر خود پیشتر کو چلا
موضع شیخ پورہ میں جہان کے رہنے والے لشکر شاہ و وزیر کے غارت سے گانوں خالی کر گئے تھے پہونچا
اژدحام سا دکھلائی دیا گھوڑوں کا ہنہنانا سنکر تعجب ہوا کہ یہان گھوڑے کہان سے آئے آدمی
کیونکر رہ گئے ہیں اوسوقت یاد آیا کہ لشکر کے قطاع الطریق ہیں جنھیں پیشتر کو چلا دو تین کوس راہ طے کی تھی
کہ ایک غبار عالمگیر اور اوسکے اندر سنان کی چمک درخشان نظر آئی زیادہ حیرانی ہوئی بعدہ دیکھا کہ
ہزاروں مویشی اور قریب دو تین سو سوار مغل اور افغان درانی کے جو وزیر کے ملازم تھے اونکے پیچھے
چلے آتے ہیں بندہ اوس جنگل میں اپنی اور اپنے رفیق کی جان کو ڈرا اور گاو بردار کو بھی اونکا تحفہ سمجھا
خیال آیا کہ ابھی وہ میں شاید مجھے دیکھا ہوگا کنارہ دریا سے اوترکر پیچھے کی طرف سے ریگ سون میں
کنارہ پکڑکر اپنے ملک کو جانا چاہیے کہ سوارون کو حکم دیا یہ لوگ چراسلئے نوکر تھے انکے افسر نے مانا
اور کہا کہ جب ہمنے اونہیں دیکھا ہے اونہوں نے ہمیں ضرور دیکھا ہوگا اس حرکت کو ہماری نامردی
خیال کرکے زیادہ دلیر ہونگے پس مناسب یہ ہے کہ اونکو دریا مین نکال دلیری چاہیے بندہ نے سمجھا کہ یہ کہنا
اسکی صلاح کو پسند کیا چلتے کا مانند کہ لودھے گانوان کا تمام ہریرفت نزدیک تیرے جب نزدیک ہمدکر کے آپہونچے ایک مغل نے
صف سے باہر آکر فتیلہ روشن کو تپاسے مہو و بندوق پر رکھکر میری طرف فیر کرنا چاہا اور کہا تو کون ہے
اور کہان جاتا ہے بندہ نے بھی دلیرانہ جواب دیا کہ تجھے کیا کام ہے وزیر الممالک نے واسطے لانے
سید ہدایت علیخان بہادر اسد جنگ کے جو کہ مرد عمدہ اور صاحب جاگیر واہن قلعہ رہتاس میں
رہتا ہے مجھے بھیجا ہے لہذا وہان کو جاتے ہیں اوسنے کہا کہ یہ دوسرا کون ہے یہی جواب دیا ہمارا
رفیق اور باربرداری ہمارے پیچھے آتی ہے یہ کہکر روبراہ ہوا اوسنے میری دلیری کا جواب سنکر
میری گفتگو کو صدق جانا اور اپنے ارادہ سے باز رہکر واپس ہوا اور میرے مال اور رفیق سے کسیطرح
تعرض نہ کیا بعد ازان قتعت میل پر ایک دستہ ملا مگر اوسنے کچھ چھیڑ چھاڑ نکی مگر چارون طرف سے
دیہات روشن جلتے ہوئے اور دہوان اوٹہتا نظر آیا جب پانچ میل راہ طے کرکے موضع ...وان میں پہونچے

لیکن گانوٴین ویرانی ایکدو پاسبان نظر پڑے اونسے دریافت کیا کہ اور آگے بھی غارتگرون کے قدم بڑہے
ہینے جوابدیا کہ یہین تک آئے اور دیہات کو لوٹ مار جلا کر لیگئے بندہ نے کہا دوسرے دیہات مین
غنیم پہونچا ہو گا کہ وہ یہان سے بھی پیشتر کو جاوینگے تہوڑی دیر وہان ٹہر کر آگے روانہ ہوئے اور حسین آباد
پہونچکر دو روز مقام کیا والدہ وغیرہ کو دیکہکر مع سید علی خان اپنے بہائی کے لشکر کو معاودت کی
اوسوقت محی علی پورہ سے گذر اتہا چورون کے خوف سے بڑی مشقت مین راستہ کٹا جماعۂ انگلشی
اور میر محمد جعفر خان نے شہر مین پہونچکر اپنی فوج کو جریدہ کیا اور بارادہ مزاحمت چند کوس ارول سے
آگے بڑہے اور آپ مین تاب اور تحمل مقابلۂ فوج شجاع الدولہ کی نپاکر واپس ہوئے اور عظیم آباد آکر
بعض توپ کو برج حصار پر لگادیا خود پچپہاڑی کے سد دریائے دجلہ پر جو اکثر برسات مین شہر پر محیط ہو جاتا تہا
منزل گزین ہوئے بطور مورچال کے قایم کیا اور ایک توپ بہی پچپہاڑی ٹیلہ پر چڑہائی اور میر محمد جعفر خان کو
مع ہمراہیان ہندی کے سد مذکور پر مگر شہر سے جنوب رویہ جگہ دی اور اپنی چند کمپنی تلنگہ کی اوسکی محافظت پر
چہوڑی گویا میر جعفر خان کی انگلشی پشت پر مستقل تہا شجاع الدولہ شہر آباد لے کے سبب طغیانی کے لشکر
کیواسطے کنارہ دریائے سوہن کا پکڑ کر راہ راست عظیم آباد کی چہوڑ پہلواری مین عظیم آباد کے چار کوس پر
منزل گزین ہوا اگرچہ اس منزل مین کنوئین کی کثرت تہی مگر پہر بہی پانی کی قلت اور بہی کوئین تعمیر ہوئے
ظاہرا ایکروز رہکر دوسرے روز کی صبح کو بارادۂ جنگ مع عالیجاہ اور کل سپاہ کے سوار ہوا

لڑنا شجاع الدولہ کا انگلشی سے اور دریافت کرنا اسکے احوال کا اور چند روز توقف کرنا لڑائی مین اور لوٹنا بکسر کو اور جہاونی کرنا وہان اور بدعہدی کرنا عالیجاہ سے

شجاع الدولہ مع فوج کے جو مور و ملخ کے مانند بیحساب تہی سوار ہو کر شارع عام سے جو تالاب بیٹہی پور
اور لہانی پور اور مقبرہ پیر عالیجاہ اوسراہ پر واقع تہا پیشتر گیا اور بینی بہادر مع راجہ بلوند سنگہ کے
وزیر کے دست راست اندک فاصلہ پر اور عنایت خان ولد حافظ رحمت روہیلہ بالکل بائین ہیت اور
ہر بلی وغیرہ کا مع دو تین ہزار روہیلہ اور گسائین ہمراہ پانچ چہہ ہزار ناگہ کے وزیر کے قول مین تہا اور عالیجاہ
مع پانچ پلٹن کے جو سمرو کی سرداری مین مع توپ وقع انگریزی اور بندوق چقماقی کے آراستہ تہین
اور پانچ چہہ ہزار سوار بہی ہمراہ رکہتا تہا بینی بہادر کے دست راست مگر بڑے فاصلہ سے تخمینا کوس پر کو
مقابل پچپہاڑی اور مورچہ جعفر خان کے واقع تہا ایک گولہ کی تفاوت سے دور جا کر استادہ ہوا بندہ
جو کسیکی نوکری کا سررشتہ نرکہتا تہا اسپ سوار مع برادر دوستی علی ابراہیم خان بہادر اور میرزا باقر
اور میرزا عبد اللہ کے ہمراہ عالیجاہ کی فوج مین تہا جہان چاہتا تہا جا کر تماشا دیکہتا تہا تا آنکہ

شجاع الدولہ آبادی خارج شہر کی عمارت کے پناہ میں آہستہ آہستہ آگے متصل میدان علی تاج راجہ ہمت
حسین خان مرحوم سے نمایان ہوا اور توپ وہان کی لڑائی شروع ہوئی اور وزیر مع فوج کے جسارت کرکے
قدم بقدم آگے گویا انگلشیہ کے طرف سے بھی متواتر گولہ برس رہا تھا اور دو گولہ ایک توپ کا راجہ
سمرو کے طرف جو البتہ شمس کر وہ پیشتر عالیجاہ سے صف آراستہ تھا اوسکی فوج میں پہونچے اور سمرا بھی
بلنگا زخمی ہوتے تھے اور کبھی گولہ اوسکی فوج کے اوپر سے نکل جاتا تھا مابین میدان میں گرتا تھا شتر سوار
شجاع الدولہ کا عالیجاہ کے پاس پیغام لایا کہ بندہ انکے عدو سے گرم ستیز ہے تم وہان کہڑے کیا کرتے ہو
آگے یورش کرو اور اگر تاب نہین سمرو کو مع توپ اور تلنگہ کے معین کرو تاکہ ہمارے پیشتر جاکر توپ اندازی کرے
اور اطراف سے سوار لوگ حملہ کرین عالیجاہ نے نہ فیروز جواب کہلا بہیجا اور نہ خود گیا نہ سمرو کو بہیجا
وقت ظہر تھا کہ گوسائین نے حملہ کیا انگلشیون نے بھی باڑہ مارنا شروع کیا اور ایک سیکڑون سپاہی کا
خاک ہلاک پر گرا مغلوب ہوا بندہ نے جو عالیجاہ کے لشکر سے لوٹ کر اوسکے اور بینی بہادر کی فوج
کے درمیان میں تماشا کر رہا تھا دوستون سے کہا کہ اگر بعد شلک کے پہر توپ انگلشی کی صدا ہوا
غلبہ انگلشیان جاننا چاہئے اور گوسائین کی شکست درصورت خلاف فتح و ظفر کے بھی بر خلاف ہے
اسی انتظار میں تھے کہ بعد دو ایک شلک کے پہر توپ کی آواز آئی اور شجاع الدولہ کی فوج با ہم
جمع ہوئی بعد دو گہڑی کے عنایت خان ولد حافظ رحمت روہیلہ مع فوج وزیر اور سپاہیون کے یورش آور ہوا
اور اسیطور پر بعد آواز شلک ہم توپ کے منتظر ہوئے بعد لمحہ کے چند آواز توپ کی گوش زد ہوئین
اور مہدی گنج کے طرف والے برج سے بھی گولہ اندازی شروع ہوئی پہر فوج شجاع الدولہ نے جمعیت
کرکے تین گہڑی دن باقی رہا تھا کہ تیسری بار یورش کی اور جو کچھ اوسکے لوگون میں تاب و توانائی تھی
خرچ کرکے صفوف انگلشی میں زلزلہ ڈالدیا یعنی انگلشی کے دل طنبور چہین سے لئے الا انگلشیون نے
بڑا استقلال کیا برابر شلک مارتے رہے جسکی تاب فوج وزیر کو نہوئی پسپا واپس ہوئے
لیکن بلونت سنگہ اور بینی بہادر اپنی جگہ سے نہ ہلے مگر شیخ دین محمد جمعدار پسر بنائے شیخ مبارک کا کام آیا
اور میدان جنگ میں دنیا سے راہی ہوا اور بندہ نے اپنی آنکہون سے دیکہا کہ والی صفدری کے
چہوکرے لشکر وزیر کے سر دہر و آنے لگے اول مغربی تہی یہ ہوا بدلی کہ انقلاب کا سبب ہوا
اوسی وقت دیکہتے ہین کہ تیسری باڑہ کے بعد انگلشی لوگون نے اپنی توپ کو جسجگہ تہی وہان سے
پیشتر بڑہا لیگئے اسی عرصہ مین وزیر کا شتر سوار عالیجاہ کے پاس آیا اور انکے تابل اور عدم
یورش کی ملامت کرنے لگا اور کہا کہ اب تو دن تمام ہوا وقت جنگ نہین ہے بہتر و ننگاہ کو

واپس ہوچکی کل تدارک مافات میں مصروف ہوئی عالیجاہ نے اسمرو کو بھی اطلاع دیکر واپس کر لیا
شجاع الدولہ اس سے پیشتر چھ مہینے آگیا تھا عالیجاہ نے نصف راستہ طے کیا ہوگا کہ شام ہوئی
ظاہرا ایک کپتان مع دو تین کمپنی کے برآمد ہوا جب معلوم ہوا کہ عالیجاہ ادھر کو آتے ہیں چونکہ انگلشیونکو
عالیجاہ سے نہایت عداوت تھی پس ایک باڑہ ماری سست قدمان جھول جو پیچھے رہ گئے تھے اس
جسارت کو دیکھکر مضطرب بے اختیار فراریوں کے طور پر اپنی اپنی جگہ سے گئے بندہ خود عالیجاہ سے
پیشتر غافل تھا اسوقت کہ سب سپاہ اور ہجوم سپاہ تھا معلوم نہوا کہ عالیجاہ کب اپنے خیمہ میں
داخل ہوا بندہ جو ستارہ کہ مغربی اول شام کو طلوع ہوا تھا اوسکو لحاظ کرکے طرف لشکر کی چلا جاتا تھا
تاآنکہ خیمہ میں جا پہونچا صبح کو سواری وزیر کی خبر مشتہر ہوئی لیکن کچھ نہوئی بعد دو روز کے دمل کی خبر آئی
کہ وزیر کے عاید ہوا اور بعض کمپنی بھی کہ اس لڑائی میں گولی کھائے تھے جنکی شہرت دنبال کے نام سے
کردی بعد ازاں کوچ کرکے دریاے پن پن جنوبی حصار عظیم آباد کے طرف خیمہ کیا پھر روز تازہ خبریں
اوڑا کرتی تھیں کبھی یہ کہ میر جعفر خان کے مورچال سے یورش ہوگی کبھی مشرقی شہر کے جانب سے
دھاوا ہونے کی خبر اوڑتی تھی اور وزیر چند سواروں کے ہمراہ حسب ضابطہ ویرانہ شہر و مورچال میں گشت کنان تھا

وزیر کا لشکر انگلشی میں محصور ہونا اور فضل الٰہی سے رہائی پانا

ایکروز چند سردار انگلشی مع میر مہدی خان کے جو عالیجاہ کے لشکر سے جاکر انگلشیونکے متفق ہوئے
تھے لشکر اپنے حصار اور وزیر کے لشکر کے گرد گھومتے تھے اور چند پہرہ تلنگہ کے بھی ہمراہ تھے وزیر سے
کہ نہایت جریدہ مع چند لوگ کے جنگل میں گھوم رہا تھا دوچار ہوا طرفین سے نادانستہ ارادہ دست برد
ہوا اور باہم طعن اور ضرب تیر و تفنگ کی بطور قراولی عمل میں آئی جب کسیقدر نزدیک ہوئے میر مہدی خان نے
وزیر کو پہچانکر سردار انگلشی کو جو کہ شاید میجر کرنگ تھے اطلاع دی اور فوج دیگر نہایت جلد شہر سے
طلب کرکے وزیر سے مشغول آویزہ رہا جب فوج جدید شہر سے آگئی کمپنی وزیر کے ہمراہیونمیں سے
دوڑکر لشکر وزیر میں خبر پہونچائی کہ وزیر انگلشی کے غلبہ میں محصور ہوگیا وزیر نے اپنے تئیں تہلکہ میں
پاکر باہر نکلنا غنیمت جانا اور نہایت دانائی سے عطف عنان کرکے باہر نکل گیا لیکن جب خبر
لشکر میں گئی عجب انقلاب ظاہر ہوا عالیجاہ مع اپنے رفقا اور کل رفقاے وزیر کے جسقدر کہ حاضر ہوئے
نہایت جلد مدد کو جا پہونچا اور اسکو راہ میں پاکر باہم گرمی ملاقات کی القصہ اسیطرح سے دو ایک روز
گذر گیا وہ ایک مہینا گذرا اور برسات قریب آئی شجاع الدولہ کی یہ رائے ہوئی کہ الحال حصار کے قریب
اقامت بہتر نہیں بلکہ سرمیں جو مقامات صوبہ عظیم آباد سے لب گنگ مقابل غازی پور متعلقہ وزیر کے جسکا قبضہ

راجہ بلونت سنگہ زمیندار بنارس کو بہی سکونت واجب ہے بعد برسات دیکہا جاویگا لاجرم ہمشیرہ ہوکر مقام
مذکور مین آچہاونی کی والد بہی بنظر ملازمت وزیر و بادشاہ کے لشکر مین حاضر تہا اور بندہ نے عالیجاہ سے
دلگیر ہوکر بادشاہ کی ملازمت مین ہمراہ والد بسر کرتا تہا تا آنکہ بعبر کولو رسے دریائے سون کو پایاب عبور کرکے
لب دریا پر پندرہ روز تک خیمہ گاہ رہا اور وہان سے قصبہ آرہ دار الملک بہوجپور مین لشکر آیا والد وہان سے
بازگشت جاگیرات کو مصمم ہوئے اور بندہ نے بہی لوادیدا وضاع لشکر رفاقت مناسب نجانی
چونکہ پیشتر سے تعرض انگلشیہ خصوصا ڈاکٹر فلرطن نہایت مرتبہ دوست تہا اور شجاع الدولہ کی لڑائی میں
اوسکے خطوط بندہ کو آتے تہے اور اوسنے مکرر لکہا کہ بادشاہ کو اون لوگون سے موافق کردون
بندہ نے والد سے عرض کیا کہ اگر یہ صورت ہو موجب ممنونی جماعہ انگلشی کی ہوگی وزیر کا حال معلوم ہے
کہ فتح دور ہے پس اسصورت مین اگر انگلشیون سے رابطہ ہوجائے دور مصلحت سے نہوگا اور
یہ بہی معلوم ہے کہ اوسکو بادشاہ سے اتفاق کہان مدعا ہے پس اگر بادشاہ کو بہی منظور ہو تو شقہ لکہوادیجئے
والد نے باتفاق منیر الدولہ کے بادشاہ سے سلسلہ چہیڑا چونکہ بادشاہ بسبب خودسری وزیر کے اوسکے پاس
رہنے کو راضی نتہا فورا راضی ہوا شقہ خاص دستخط مفصل سے لکہکر اشعار دیا کہ یہ شقہ اسی قابل یعنی بندہ کے
معرفت پہونچیگا قابل قبول ہے اور اسکے معرفت کے سوا اگر دوسرے کے ذریعہ سے کوئی شقہ پہونچے
تو سمجہنا کہ بپاس خاطر وزیر وغیرہ کے صادر ہوا غرض بادشاہ کی اس تحریر سے یہ تہی کہ راو شتاب رائے کے
درمیانی نہو کیونکہ وہ وزیر کے متوسلون اور بینی بہادر کے رفقا مین تہا اور بندہ کو بہی تاکید کی کہ اس
رقعہ کا مضمون افشا نکیجیئیگا بعد حصول رقعہ بندہ مع والد لشکر سے نکلکر عظیم آباد کو چلا والد مرحوم
حسین آباد کو روانہ ہوا اتفاق وقت کو دیکہئے اوسی زمانہ مین ڈاکٹر فلرٹن کو میجر کرنک سالار فوج انگلشی سے
نہایت درجہ کی نفاق ہوئی جسکا بیان نہین ہوسکتا عجب بندہ مع شقہ شاہی قریب عظیم آباد آیا
اور ڈاکٹر کو اطلاع دی اوسنے سردار فوج کو مطلع کرکے اپنے ہرکارہ مع ہرکاران سردار مذکور کے
مع رقم مزاحمت بنام محافظان راہ چوکہ اکثر کپتان مع فوج بر سر راہ آبادی شہر کے مقرر تہے بہیجکر
بندہ کو طلب کیا بندہ اسکے گہر جاکر حال نفاق مذکور پر مطلع ہوا تاکید کردی کہ اسکا مضمون ساہو رام
جو وکیل راو شتاب رائے کا ہے معلوم نہو ورنہ بڑی قباحت واسطے بادشاہ اور منیر الدولہ اور نیز بندہ کے
ہوگی ڈاکٹر نے کہا بندہ حتی الوسع اخفا کرونگا لیکن میری رائے پر تعمیل ہونا اب ناممکن ہے غرضکہ
دوسرے روز میجر کرنک نے بندہ کو طلب کیا اور نیز میر جعفر خان کو بہی بلایا اور آخر روز بندہ اور
ڈاکٹر نے جاکر میجر اور میر جعفر خان سے ملاقات کی اور شقہ دیا اوسنے شقہ کو سر پر رکہکر کہولا اور تنہائی مین

میر جعفر خان اور میر نے سنا اور مضمون پر مطلع ہو کر بندہ کو جواب دیا کہ الحال بادشاہ باختیار خود نہین بلکہ تابع
فرمان وزیر ہے اس حالت مین تم اوسکی فرمان بری نہین کر سکتے اور علی الزعم ڈاکٹر کے نسبت محبت پورا جہد
شتاب رای سے رکہتا تھا ساہو رام کو طلب کر کے مضمون نشقہ سے مطلع کر دیا اور اوسنے اوسکی نقل
راجہ شتاب رائے کو بہیجدی اور بندہ کو رخصت کر کے درجواب نشقہ عرضداشت لکہی بندہ نے جواب بلا کم و بیش لفظ
کر کے عرضداشت مذکور کو معرفت بادشاہی جاسوسون کے بہیجدی اور خود والد کے پاس حسین آباد چلا گیا
میرزا باقر اور میرزا عبد العلی ہمراہ والد کے حسین آباد چلے آئے اور اسی جگہ پر ریاست آخر کی

بدعہدی کرنے شجاع الدولہ کا لوٹ لینا عالیجاہ کو اور بے گناہ قید کرنا

بندہ نے حسین آباد مین عالیجاہ کی اسیری سنی مفصل بعد چند روز کے زبانی علی ابراہیم خان کے بروقت
معلوم ہوا کہ وضح ہوتا ہے اول شجاع الدولہ اور عالیجاہ باتفاق محاصرہ عظیم آباد مین گئے گیارہ لاکہ روپیہ دینا
چاہیے تہا جو ٹہر گیا تہا کہ باہم وارہی ملیگا عالیجاہ نے دیکہا کہ بسبب قلت روپیہ اور کثرت تقاضائے وزیر کے
ہر مہینے مین اسکے دام سے نکلنا دشوار ہے لہذا یہ تدبیر کی کہ وزیر کو پیغام دیا کہ بندہ کو جانب مرشد آباد کے
رخصت فرمائیے تاکہ وہان جاکر بعد بندوبست تحصیل کر کے عمل انگلشیہ کے انتظام مین خلل انداز ہون بالفعل
انکی فوج بہی کم ہے نہایت متوحش ہونگے اور چونکہ اوسطرف کے حاکم اور ریاست کا حال مجہے بخوبی معلوم ہے
یہ کام بہ نسبت دوسرے متوسلان سرکار کے بخوبی انصرام کرونگا پیغامبر علی ابراہیم خان تہا وزیر نے کہا
اگر عالیجاہ دغا دے تو اسکی کیا صورت ہوگی اوسنے جواب دیا کہ عالیجاہ کو بجز در دولت کے اور جائے پناہ کہان ہے
خلاصہ یہ ہے کہ خیال دور از کار مین اکثر کہا کہ اگر تم ضامن ہو اور بطور اول کے میری پاس حاضر ہو کیا مضایقہ
علی ابراہیم خان نے جواب دیا البتہ بندہ حاضر ہے مگر زر ہو و کا ضامن نہین ہان جہان عالیجاہ کے عمال جاوین
سرکار کے سزاول بہی ہمراہ ہون جو تحصیل ہو حضور مین ارسال کرتے رہین وزیر نے کہا ایسا نہین ہو سکتا ہے
علی ابراہیم خان نے جواب دیا جو مرضی ہو وہی بہتر ہے مگر اسوقت مین اس کام کا نباہ بدحضور کے ذریعا پیدا ہوگا
کیونکہ وہ حضور کے بہروسے حاضر در دولت ہوا ہے اب وہ فکر کرنا چاہیے کہ ابروے سلطنت رہے وزیر
ہرچند قوت متفعلہ نہ رکہتا تہا مگر یہ بہی نہ متوثر ہوا فرمایا کہ ہم اور لوگون کو مقرر کرتے ہین علی ابراہیم خان نے کہا
بہتر ہے غرض تو حضور کی آسایش اقتدار سے ہے وزیر نے اسے رخصت کیا اور وہ کام فراموش ہوا لہو لعب مین
مصروف ہوا اور علی ابراہیم خان نے جواب بنام عالیجاہ کو بہیجا دیا

موافق ہونا میر سلیمان خان سامان بلازم عالیجاہ کا وزیر سے اور عالیجاہ کی خرابی دولت

میر سلیمان قبل اسکے میرزا ابہلو اور بینی بہادر وغیرہ ارکان دولت وزیر سے موافق ہوگیا تہا

یکبار ترک لباس بہانہ گوشہ گزینی اور عالیجاہ سے اوسکے گہر جاکر نہیں لوٹ کے پہلو ابی لیکن اس بار غرض
بیوقت اور بسبب کا کب تک علاج ہوسکتا تھا سو فی رنجش ہوا کرتی ہے ہر دم اور ... تنگ کرتے ہے
رسا بتلادو کیونکر ایسے روٹھے کو مناتے ہین اکثر باہم عالیجاہ سے رنجش کیا کرتا تھا اور عالیجاہ اوسکے
سکرات سے بدمزہ ہوکر اپنی مجلس مین اوسکا شاکی ہوتا اور کہتا کہ فلانے وزیر جو بنی بہادر کے سر پر پیچ
دیکہا تھا وہ ہمارے گہر مین تھا شاید وہین سے لیگیا کیونکہ تحویلدار کہتا تھا کہ فلانی انگشتری فلانے کے ہاتھ مین تھی
ایسی ایسی باتین میر سلیمان تک پہونچین باعث مزید رنج ہوتی تہین تا آنکہ ایکروز عالیجاہ کے لشکر سے اوٹھکر
میرزا ابہلو اور علی بیگ خان نسقچی ملازم وزیر کے لوار مین جا ٹہیرا لعبد پانچ چہہ روز اس واقعہ کے وزیر کا
پیغام تقاضائے تنخواہ مین عالیجاہ کے نام آیا عالیجاہ نے عذر تنگدستی کہلا بہیجا مگر اکثر وقت وزیر کی
ناہنجاری کہا کرتا تھا علی ابراہیم خان مانع تھا کہ اکثر لوگ مانند میرابو وغیرہ کے جو عالیجاہ کے نوکر
اور بعوض رفاقت وزیر تھے ان باتون کو وزیر کی خدمتمین پہونچاتے اور اوسکی طبع حیلہ جو کو بہڑکاتے
تھے آخر وزیر نے کہلا بہیجا کہ بادشاہ آپ سے بقایائے صوبہ بنگالہ وغیرہ طلب کرتا ہے اور نیز محصل لوگ
مقرر کرتا ہے آپ جلد فکر کریں عالیجاہ نے علی ابراہیم خان کو طلب کرکے واسطے سوالجواب وزیر کی جا
اوسنے حضور وزیر مین جاکر عرض کیا کہ عالیجاہ با امید اعانت حاضر ہوا جو کچہہ میسر تھا اوسکے پہونچانے مین
دریغ نہین کیا الحال تہیدست ہے اور تقاضائے بادشاہی بموجب خیالی بنی بہادر کو حکم فہمید
صادر فرماوین جو اسکے ذمہ برآمد ہوگا اوسکے ادامین قاصر نہوگا اور اگر محصل بموجب ہوا امیدوار ضمانت ہون
اوسنے آزردہ ہوکر جواب دیا کہ مجہسے کیا غرض تم جاو اور بادشاہ جانے بنی بہادر کون ہوتا ہے ہم کل
شکار کو جاتے ہین بادشاہ کو اختیار حاصل ہے جو چاہے کرے اوسنے یہ جواب عالیجاہ کو پہونچایا
اور بروقت مشورہ عرض کیا کہ اگر زر سرکار مین ہو وزیر کی مرضی کرنا چاہیے ورنہ خود تنہا جاکر کہنا چاہیے
کہ ہم آپکے توقع ضمانت پر آئے ہین جو کچہہ چاہیے فرمائیے

عالیجاہ کا ترک لباس کرنا اور وزیر کا پہر تکلیف پوشاک دینا

عالیجاہ نے بعض مصاحبین سفاہت کے بموجب صلاح کے بلا اندیشہ دوسرے روز کہ تاریخ ۸
ذی الحجہ ۱۱۷۷ ہجری تھی اول صبح کو پیرہنے ور پرو کلاہ بر سر ترک جلوس مسند کیا اور صحن خیمہ مین
بوریا بچہا کو بیٹہا ہمراہیون مقربون نے بہی جو عقل سے خالی تھے قریب بیس نفر کے لباس رنگین
درویشی زیب تن کرکے تمام لشکر مین انگشت نما ہوئے یہ خبر وزیر کو پہونچی موجب فکر ہوئی
کیونکہ فقیری عالیجاہ کی اسکی رفاقت مین موجب بدنامی تہی بنابرین نوین ذی الحجہ کو کہ یوم عرفہ تھا

علی بیگ خان کو عذر خواہی اور دلجوئی کو اپنی طرف سے اور نیز اپنی ماں بی بی صفدر جنگ دختر
برہان الملک نواب بیگم کے طرف سے بھیجا اوسنے پہونچکر رنگین ملامت اور شیرین عذرات اون
دونون کے طرف سے کئے عالیجاہ اوسقدر تقریرین سلیقہ سے کرتا تھا جلد علی ابراہیم خان کو طلب کیا
خان مرقوم نے اس تبدیل لباس کی خبر سنکر بلحاظ بدگویون کے اگرچہ ترک لباس کیا مگر پیرہن اور
دستار مختصر سے آراستہ ہوکر دربار مین حاضر ہوا عالیجاہ نے کہا تمکو نواب وزیر نے طلب کیا ہے علی ابراہیم خان
اوسی نیت سے علی بیگ خان کے ہمراہ ہوکر وزیر کے دردولت کو روانہ ہوا عالیجاہ نے کہا اسی لباس سے
وزیر الممالک کے پاس جاؤگے اوسنے جواب دیا جب آقا کی یہ صورت ہے بندہ کو بجز اس لباس کے کیا ضرورت
تکلف ہے اوسی طرح سے ہمراہ علی بیگ کے حاضر خدمت وزیر ہوا اور وزیر نے خاطر بہتمار کرکے تغیر لباس عالیجاہ کا
موجب استفسار کیا اور اپنی گفتگوئے سابق سے معذرت کی فرمایا بادشاہ نے ایک بات کہی تھی اوسکو
تم نے ظاہر کردیا اوسکو تدبیر معذرت کرنا تھا یا تبدیل لباس کرکے مجھے بدنام کرنا علی ابراہیم خان نے
جواب دیا کہ آپکے پاس باعث عنایت اور اپنا خانہ اسباب سمجھکر آئے ہین جب بادشاہی پیغام سے حضور نے
آگاہ کیا چونکہ بغیر حضور کے کوئی جائے امن نتھی اور حضور نے اوس مین کد کی ناچار دنیا سے ہاتھ اوٹھایا
وزیر نے بینی بہادر سے کہا کہ اب تم علی ابراہیم خان سے گفتگو کرو وہ دونون گوشہ مین جاکر اپنے اپنے
مقدمہ کی پیروی مین گفتگو کرنے لگے بینی بہادر چاہتا تھا کہ کسیطرح ذمہ عالیجاہ کے تحویل مبلغ ثابت کرے
علی ابراہیم خان راضی نہوکر بکمال استغنا اپنے آقا کی ترک دنیوی بیان کرتا تھا بعد تھوڑی دیر کے
وزیر نے پوچھا کیا طے ہوا بینی بہادر نے کہا دونون طرف کی گفتگو سخت ہے وزیر نے خانمذکور کو خفیہ خس مین
بلاکر جو کچھہ پوچھنا تھا پوچھا اور جو کچھہ کہ بینی بہادر اور علی ابراہیم خان سے سوال و جواب ہوئے تھے
سنے اوسکے بعد کہا اس وضع سے جو عالیجاہ نے اختیار کی ہے میری بڑی بدنامی ہے مجھے کیا کرنا چاہیے
خانمذکور نے کہا کہ عالیجاہ کو بدرجہ لاچاری یہ امر پسند ہوا ہے اب جو کچھہ مناسب ہو آپ بندوبست فرمائیے
وزیر نے کہا ہم بخوبی سمجھے گئے تم جاکر عالیجاہ کو اطلاع کرو ہم بھی آتے ہین علی ابراہیم خان نے یہان سے جاکر
تمام امور عالیجاہ سے ظاہر کئے اور کہا کہ وزیر الممالک بھی آتے ہین ہنوز یہ کلام نہ کہنے پایا تھا کہ وزیر بھی
آپہونچا اور عذر خواہی کرنا شروع کی اور عرض کیا کہ اس لباس درویشی کو دور فرمائیے اور لباس روزمرہ
مثل سابق کے پہنئے عالیجاہ نے منظور فرمایا اور بسبب اشعار اوسکے عمل نہ کیا

وزیر کی تحریک سے سمرو و تلکھر ادم کا عالیجاہ سے تقاضائے تنخواہ کرنا

بعد دو تین روز کے سمرو نے مع اپنی پلٹنون کے حسب ایمائے وزیر عالیجاہ کے خیمہ پر بنابر تنخواہ محاصرہ کیا

چونکہ روپیہ تنہا استرقی اندر سے منگوا کر دلا دین اس ماجرا کے بعد عالیجاہ سے سمرو کو پیغام دیا کہ اب بہت آدمی نوکر رکہنے کا بمقدور نہین پلٹن اور غلہ توپخانہ کو برطرف کر کے توپین اور بندوق جتنا باقی خانسامانی مین سپرد کر دو اور دو پلٹن رکھہ لو چونکہ یہ گفتگو اوس وزیر سے متفق ہو گیا تھا جواب دیا کہ اب توپ و بندوق اوسکی ہین جسکے پاس ہین اور خود وہان سے مع پلٹن وزیر کا ملازم ہو گیا

قید ہونا عالیجاہ کا وزیر کے ہاتھ سے

چونکہ شب ہو نے جنٹیل فرانسیس جو پیشتر عالیجاہ کا ملازم تھا اور بعد برطرفی وزیر کا ملازم ہوا تھا علی ابراہیم خان سے نہایت دوستی رکہتا تھا پانچ چھہ آدمی اپنے ہمقوم ہمراہ لیکر آیا اور علی ابراہیم خان سے کہا کہ کل وزیر کی فوج عالیجاہ کے ستیزی کو آویگی خدا معلوم اوسوقت کے دار و گیر مین تمپر کیا گذرے اگر یہ لوگ تمہاری حفاظت مین رہین کوئی معترض نہو سکیگا علی ابراہیم خان نے بعد شکر گذاری اخلاص کے کہا کہ یہ امر مجھکو نازیبا ہے جب کہ عالیجاہ کو وہ بلا ہو گی بندہ بہی کسیکی ضمانت نہین چاہتا دوسرے دن پہر دن چڑہے فوج وزیر کی سوار ہو کر خیمہ عالیجاہ کو قاصد ہوئی جب نمودار ہوئی دوبارہ موسیو جنٹیل اپنی فوج سے علیحدہ ہو کر خاکسار کے پاس آیا اور سخنان دیروزہ کا اعادہ کیا اسنے بہی وہی جواب دیا ناچار وہ گریان و زار لوٹ گیا اور فوج وزیر نے خیمہ گاہ عالیجاہ کو محصور کر کے حرم سرا اور دیگر کارخانجات مستحکم کر لئے جو سردار کہ اس کار ناہنجار پر مامور ہوا تھا وہ عالیجاہ کے خیمہ مین گیا اور اوسکو ہاتھی پر سوار کرا کر خود ہودج کے عقب سوار ہوا اور اپنے لشکر مین لیجا کر ہاتھ سے محبوس کر دیا

محبوس ہونا علی ابراہیم خان کا بموجب حکم وزیر اور رہائی پانا بعجب تقدیر

آخر روز چند سوار وزیر کے بہ ہیئت علی ابراہیم خان بہادر کے خیمہ پر آئے ہوئے وکہلا ئی دیئے خاکسار کو معلوم ہو گیا کہ میرے واسطے آئے ہین لیس چند عزیزون کو جو اوسکی خدمت مین حاضر تھے اور بستر بیماری پر سو رہے تھے جگا کر کہا کہ یہ لوگ ہماری تلاش مین آئے ہین لیس جو چاہے نکلجائے اس کلام سے ہم نشین لوگ اپنی راہ لگے مگر میر شطاری اور ثابت خان اور خواجہ عبد اللہ اور واجد علی خان اوسکے رفیق حال رہے تا آنکہ سواران مذکور آپہونچے اور اوسکی حراست مین ٹہرے قبل اس واقعہ کے ایک شخص علی ابراہیم خان کا دست گرفتہ برہان خان نام جمعدار افغان نے جو کہ کسیقدر طالب علمی اور فراست رکہتا تھا اور اپنے تئین فدائیان خاکسار مین جانتا تھا ظاہر کیا کہ جو کچھہ دشمنون سے پوشیدہ رکہنا منظور ہو میرے حوالہ کرو علی ابراہیم خان نے کہا کہ بجز دو فیل اور چند شتر کوئی چیز میرے پاس نہین انکو جسطرح سمجھو نگاہ رکہو اوس صدیق صداقت شعار نے کہ کسیکو اپنے سوا فق سپاہ جانتا تھا اون ہاتھی اور اونٹون کو لیکر اپنی راہ لی کہ پہر پتا نہ لگا القصہ علی ابراہیم خان عین بیماری مین حیران اور قدرت پروردگار کا نگران تھا اور سب رفقا عالیجاہ کے وزیر سے موافق ہو گئے تھے مگر حافظ اسرار خان

منشی اور بعض متصدی قید ہو کر مردم وزیر کے حوالات میں تھے کسی نے دو دستان حاضرین نے علی ابراہیم خان سے کہا کہ وزیر کو عرضی لکھیئے اور ایک دو کلمہ اپنے حال کے لکھ بھیجیے اوس وقت وزیر محل میں تھا لیکن چونکہ ابراہیم خان کو بسبب آرمیدگی مزاج اور حسن اخلاق کے خداوند تعالی نے محبوب القلوب پیدا کیا تھا حرم سرا کے وزیر کی نگاہبان جو عورات تھین اور ہر وقت پہونچا نے زیور جواہر وغیرہ کے جو اوسکی ماں کو لیگیا تھا شناسا تھین اوسکے حال سے نہایت رنجیدہ ہوئین اور عرضی وزیر کو پہونچا دی خواجہ سرا نے وزیر کی طرف سے آکر سواروں کو تاکید کی کہ دور سے ناظر رہکر پہرا دین نکرین اور عرضی مین دستخط کئے کہ آپ سے تعرض نہین چند امور آپ سے دریافت کرنا ہین دلجمعی رکھیئے دوسری صبح کو سواران رسالہ شجاع قلی خان نے جو میان عیسی کے نام سے مشہور تھا آکر کہا کہ تمھین وزیر طلب کرتا ہے علی ابراہیم کرتہ اور دستار سے دربار مین بسواری پالکی روانہ ہوا سواران ہمراہی جو کہ سفلہ مزاج تھے کبھی اسکی پالکی جانب مجلس عالیجاہ کے لیجاتے اور کبھی کسی اور طرف جب دو تین مرتبہ ایسی حرکت ہوئی خان مجبور نے کسی آدمی کو بھیجکر شجاع قلی خان سے کہلا بھیجا کہ ناحق سواران ہمراہی دق کرتے ہین جہان ارشاد ہو حاضر ہون اسنے کسی کو بھیجکر تاکید کی کہ سواروں کو تہدید کرکے خانصاحب کو ہمارے پاس لاوے وہ وہان سے دشنام دہان آپہونچا علی ابراہیم خان کو نوبت تمام دیوانخانہ وزیر مین جہان کہ میرزا امانی ولد وزیر کا مکتب تھا لیگیا شجاع قلی خان اور بینی بہادر اور موشیر جنتیل اور یاقوت خان ناظر وغیرہ یکجا حاضر تھے موشیر جنتیل نے دور سے خانمذکور کو دیکھکر تعظیم کو کھڑا ہو گیا اور لوگ بھی اوسکے ساتھ استادہ ہوگئے اور خانمذکور کو بعزت بٹھلایا تکلفات رسمی وغیرہ سے گفتگو کی دو انکہانے بیر غم ظاہر کیا بعد حکیم محمد خان کے پاس آدمی بھیجا اور دوا اور غذا کی فکر مین ہوئے خانمذکور نے عرض کیا کہ اب اون تھوڑا ہے دوا خوری کا وقت نہین عزو انکلیف کیجیگا بعدہ حضور وزیر مین لیگیا اوس جگہ سہیل علیخان خواجہ دار وغہ فیلخانہ اور حافظ اسرار خان منشی وغیرہ عملہ عالیجاہ کے وزیر کے حضور مین استادہ تھے خانمذکور حضور مین پہونچکر ایک اشرفی نذر دکہلائی اور بلا اجازت بیٹھ گیا جماعہ مرقومہ سے بینی بہادر اور شجاع قلیخان اور یاقوت خان بھی بیٹھے وزیر لباس ولایتی ہاتھہ مین کمال رعونت سے سر برآرا تھا علی ابراہیم خان کی طرف رخ کرکے کہنے لگا کہ کیون صاحب تمنے امیر قاسم خان سے کیا برائی کی تھی جو اوسنے پہاڑ کی کی لڑائی کے روز سمرو سے کہا کہ جسوقت بعد فتح ہماری سواری اوسکے روبرو سے معاودہ ہو تجھپر وہ فیر کرے علی ابراہیم خان نے عرض کیا کہ مجھے آگاہی نہین افسوس کہ اوسکے واسطے آپنے یہ تکلیف اوٹھائی اپنے دار الملک سے اوسکی سند نشینی کو اودہر قدم رنجہ کیا اور وہ آپ کے حق مین ایسا تجویز کرے وزیر نے

آشفتہ ہو کر کہا کہ کیا مین دروغگو ہون سمرو کو طلب کر کے مقابلہ کرا دون خان مذکور نے آزردہ ہو کر کہا
کہ مینے اپنی بے خبری بیان کی ہے اسکو جھوٹھا نہین بناتا ہون اور جو آپنے سمرو کے مقابلہ کو فرمایا اسوقت مین
عالیجاہ کا وہ مرتبہ نہین رہا اب سمرو کیا ایک خدمتگار بھی مقابلہ کو طیار ہوگا وزیر نے خجل ہو کر بکمال
دلداری کہا کہ تم بڑی خوبی کے آدمی ہو مگر عالیجاہ تمسے بھی بد تھا اوسکی ناراضی مجھے معلوم ہے کہ اپنی
محفل مین میری شکایت کرتا تھا اور تمکو میری اہانت ناپسند تھی ممانعت کرتے تھے افسوس ہم نہین جانتے
کہ تم ایسے رفیق سے کیون بدہو علی ابراہیم خان نے جواب دیا کہ مینے اونکی خدمت مین کوئی تقصیر نہین کی مگر یہی کہ
ہر وقت انکے بعد ورود عظیم آباد سے اختلاف رائے مین لوگ کہتے تھے کہ مرہٹہ اور اعیان دکہن کے پاس جانا چاہیے
اور سید و منصور سکے طرف آنے کو مبالغہ کرتا تھا چونکہ آپکا آستانہ دولت سے زیادہ کوئی جاے امن و پناہ
عالیجاہ کو میری نظر مین نتہا وزیر اس جواب سے نہایت شرمندہ ہوا پہر کوئی بات نکر سکا جانب حرم سرا
متوجہ ہوا اسقدر مین نے تا دروازہ مشایعت کر کے سلام گذارش کیا وزیر نے علی ابراہیم خان کی طرف اشارہ
کر کے کچھ اپنے مقربین سے کہا شجاع علی وغیرہ لوگ خانم قوم کہ اوسی مکتب مین لیگئے اور بعد نشست کے فرمایا
کہ وزیر چاہتا ہے کہ تمہین اپنا رفیق بنا دے اور حکم دیا ہے کہ اسیوقت جو کچھ آپکا مال و اسباب سپاہی لیگئے ہین
وہ تحویلدار لاکر حاضر کرین اور اونہون نے لاکر حاضر کیا اور یہ بھی کہا کہ اپنے دیوانخانہ کے قرب مین خیمہ کر کے تمکو
شکیب دیا اور یہ کہا ہے کہ تم معتقد خانہ عالیجاہ اور اوسکے راز دار ہو بعض رفقا کی حفظ امانت کا حال مینے بہارسے
پاس معلوم ہوا لیکن تمہاری اور عالیجاہ کی الافت کا معلوم نہین ہوتا چونکہ تمپر بڑا اعتماد رکھتے ہین کہتے ہین
کہ بائیس ہزار اشرفی تمہارے حوالہ کی ہین اگر واقعی ہے جسکو سپرد کیا ہے ضرور تمہین معلوم ہوگا
اوسکے بتلانے سے وزیر کی مہربانی تمہارے حق مین نہایت ہوگی علی ابراہیم خان نے کہا کہ کسی نے انکا ساتھ
ایسے امور کا استفسار بندہ سے نہین کیا تھا اب کہ آپ دریافت کیا چاہتے ہین جو کچھ معلوم ہے عرض کرونگا
اور لوگون نے خوشحال سنگہ ہرکارہ کو جو کہ سمرو کا خون کر چکا تھا اور سمرو کے رفقا مین تھا اور
اس اشرفی کا حال بھی اوسی نے بیان کیا تھا طلب کر کے مقابلہ کیواسطے روبرو کھڑا کیا اس جواب سے
جو کہ خان مذکور نے دیا کسی شخص نے جاکر نواب کو بشارت دی کہ کچھ امید حصول اشرفی کی ہوتی ہے جب لوگ
منتشر ہوے خان مذکور نے کہنا شروع کیا کہ آبدار خانہ سے جواہر خانہ تک سب سمرو کے پہرہ مین سپرد تھا لاکہ اشرفی
اوسکے حوالہ ہو یقین نہین سرکار مین نہین پہونچین لوگ خوشحال سنگہ سے متوجہ ہوئے اوسنے انکار کر کے کہا کہ محض بے اصل ہے
علی ابراہیم خان نے کہا جسوقت ایسے شخص کا کہنا جو معتمد اور امین ہو سراسر بے اصل ہو تو بکمال [illegible]
بے اعتباری [illegible] کا کیا اعتماد [illegible] اور اس خبر کو سنکر [illegible] دروازہ پر گیا اور [illegible]

اور یہہ بھی کہا کہ جو شخص جواب مین التزام دے اور نیز لوگون کی نادانی ظاہر کرے اوسسے معارضہ کرانا
بجز فضیحتی کے کوئی نتیجہ نہ دیگا وزیر نے رخصت معاودت صادر کی علی ابراہیم خان نے شجاع قلی سے کہا
کہ دس بارہ آدمی شکستہ حال ہمراہ ہین اور اطراف دیوانخانہ مین آرام خاطر میسر نہین اگر عنایت فرمائی جاوے
اپنی چہاونی مین جگہ دیجیے شجاع قلی خان کے دروازہ حرم سرا پر جاکر اسکی بہی اجازت حاصل کی اور اپنے ہمراہ
لاکر جگہ دی اور نہایت تواضع اور دلجوئی سے کار فرما رہا ڈیڑہ مہینے تک کہ زندہ رہا کوئی دقیقہ دلجوئی کا نچھوڑا
اور عالیجاہ مال جہان تک عورتون اور خواجہ سرایون وغیرہ ملازمین کی جد و کوشش سے معلوم ہوگیا
وزیر کی ضبطی مین آیا ہان کسیقدر جواہرات گران قیمت جو قبل اس سانحہ کے عالیجاہ نے شیخ محمد عاشق کی
معرفت نجیب الدولہ کے ملک مین پہونچائے تھے باقی زندگی اور پریشانی مین کام آئے اسکی عورتون مین
اگر کسیقدر لونڈیون اور دلالہ کی وساطت سے بلا زم معتمد نے مخفی کی ہون احتمال ہے مگر صاف معلوم نہین

روانہ ہونا میر سلیمان کا واسطے لینے قلعہ رہتاس کے اور واپس آنا وہان سے نہایت ندامت اور یاس سے

جبکہ عالیجاہ اسیر چاہ ادبار ہوا تب میر سلیمان نے انگوٹہی سلیمانی ہاتہہ مین لیکر نزدیکی خدمت وزیر کی بہم پہونچائی
اور بوسیلہ مقربان کے ظاہر کیا کہ یعقوب کمیدان فارس قلعہ رہتاس میرے متوسلون مین اور ساہ مل
متصدی وہانکا قلعدار بہی میرا دست گرفتہ اور مال وغیرہ سب معلوم فدوی کو اگر حکم ہو تدبیر کرکے قلعہ مذکور حوالہ
وزیر کردے وزیر نے اسطرح کی خواہش اور جستجو کی میر مذکور کو مورد مراحم کرکے حسب استدعا چند تحریر بنام
میر رحیم خان حاکم سہسرام اور ساہ مل اور یعقوب وغیرہ کے تحریر کر دین میر سلیمان باعتماد محبت سابقہ کے جو کہ
دنیاداروں کو بسبب تقاضائے وقت کے ہوتا ہے رہتاس آیا اور میجر منیر سردار فوج انگلشی نے جو کہ بادشاہ
انگلشی کا ملازم اور تازہ وارد اسطرف کو بنا بر مقابلہ وزیر کے عظیم آباد آیا تھا ایک خط بندہ کے نام بوساطت
ڈاکٹر فلرٹن کے لکہہ بہیجا کہ اگر قلعہ رہتاس ہاتہی تمہارے تئین ملجاوے موجب مزید دوستی متصور ہے بندہ نے
راجہ ساہ مل سے جو کہ پیشتر سے وہ ہمارے زیر احسان اور اوسکے اقربا ہماری جاگیر سے قرب رکہتے تھے پیرا کہا
اور سمجہایا کہ انگلشی غالب ہین عنقریب وزیر مغلوب ہوگا اگر اپنا بہلا چاہتے ہو قلعہ انگلشیون کو حوالہ کردو کہ
تمہارے اور تمہاری اولاد کے حق مین بہتری ہو وہ شخص خود بہی عقیل تہا میری حقیقت کو پہونچکر میری گفتگو
اور میر سلیمان کی غرض کو خوب سمجہا اور میر مذکور کو حیلتا کہلا بہیجا اور مجہے پیغام دیا کہ کسی سردار انگلشی کو مع
فوج کے جلد طلب کرو اور اپنے مطالب ایک کاغذ پر لکہہ بہیجو کہ اسپر واسطے میرے اطمینان کے
دستخط کراو بندہ نے ڈاکٹر اور میجر منرو کو لکہکر جنرل گاڈرڈ کو جو اوسوقت کپتان اور نواح

کنارہ ہی مین تھا طلب کیا اور ساہمل کے مطالب پر دستخط ہی کرا منگائے اور اپنے واسطے سے وہ قلعہ
دلوا دیا میر سلیمان نے کپتان کے پہونچنے کی خبر پا کر لشکر وزیر کو واپس ہوا اور میری بدی شجاع الدولہ کے سپاہی

جانا بندہ مورخ کا عظیم آباد کو ڈاکٹر کے پاس اور شکست وزیر کی خبر پانا بکسر مین

بندہ مورخ اس خیال سے کہ مبادا وزیر بندہ سے مزاحم ہو نہایت اندیشناک تھا اسی ضمن مین ساہمل اور کپتان کی
باہم صحبت ناچاق ہوئی ساہمل قلعہ سے نکل آیا اور بندہ کو ملاقات لکھکر التماس کیا کہ میرے ہمراہ عظیم آباد چلکر
الفاے عہد کرا دو ورنہ میرے مجھپر ظلم کرتے ہو بندہ نے قبل اسکے ملاقات ماجرا اپنا ڈاکٹر مذکور کو لکھکر متوقع
خطوط شمس الدولہ اور خط وکیل والد مرحوم کہ متضمن آرزو کی خاطر وزیر بندہ کو اور نیز حضرت والدہ مرحومہ کو
بھی پہونچا تھا بھیجکر وہان کے جانے کی اجازت طلب کر لی تھی بندہ نے والد سے قیام خلیل آباد کی قباحت اور
عظیم آباد کی عمدگی کا موجب عرض کرکے کہا کہ اگر وزیر اس بارہ مین کچھ پرسش کرے ظاہر کرنا کہ ہان فلان
شخص بیٹا بندہ میرا لڑکا ہے مگر مدت سے میری اطاعت سے دور اور جماعہ انگلشی سے نزدیک ہے
اوسکے فعلون سے مجھے کچھ مدعا نہیں بموجب آیہ وافی ہدایہ (لا تزر وازرۃ وزر اخرے) اگر وزیر فتحیاب ہوگا تو آپکو
تو عذر ہوگا بندہ ہمراہ انگلشی کے اپنا مقدر دیکھ لیگا اگر انگلشی پر وزیر غالب ہوئے ہر اینہ موجب بہبودی ہے
پس مرخص ہو کر مع ساہمل کے روانہ عظیم آباد ہوا وہان پہونچکر احوال روانگی جعفر خان جانب کلکتہ اور
مرشد آباد کے اور انتقال کرنا اونکا راہ مین اور میجر سمرو کا آنا اور سرکار سارن سے تلنگونکا پکڑ لیجانا کپتان بکلو
لشکر بلوند کیطرف اور پھر اسکا رہائی پانا دست تلنگون سے اور پہونچنا ہزاری مقول کو تلنگونکا بسبب گرفتار
کر لیجانے بکھولی کے اور خبر ملنا میجر منیرو کو جنگ شجاع الدولہ کی اور جواب و سوال کرنا جماعہ انگلش سے اور
اور مغلوب ہونا جماعہ مذکورہ کا بندہ کو بخوبی معلوم ہوا انشاء اللہ تعالی صفحات آیندہ مین کمال وضاحت سے
مشرح مندرج کریگا

روانگی میر جعفر خان کی قبل اس جنگ کے کلکتہ اور مرشد آباد اور انتقال کرنا جہان گذران سے

جب شجاع الدولہ اور عالیجاہ اور بادشاہ عظیم آباد کے محاصرہ سے اوٹھکر بکسر مین ٹھہرے اور برسات
آپہونچی میر جعفر خان واسطے سوال و جواب اپنے مقدمہ کے قاصد کلکتہ ہوا اور اپنے بھائی میر محمد کاظم خان کو
جو مرد بیباک نمکذرات تھا اور قبل ازین صوبہ عظیم آباد کی نیابت کرتا تھا فصاحت سے جسکو اپنے دانستہ مین
ایسا جانتا تھا مستثنیٰ کیا اور مہراج نراین بہادر راجہ رام نراین نایب صوبہ عظیم آباد کو جسکو عالیجاہ نے
غرق گنگا کرا دیا تھا باوجودیکہ بے لیاقت تھا صوبہ مذکور کا دیوان اور مدار المہام مقرر کیا اور خود
رہگرائے کلکتہ ہوا شاید مہراج نراین کو اقتدار دینا فقط منظور عنا و عالیجاہ سے تھا اسیطرح جو لوگ

عالیجاہ سے کہ موردِ مہر اوسکے تھے اسکے معتوب ہوئی بلکہ ہر بزرگ زادہ بنگالہ اور عظیم آباد کے جو کہ عالیجاہ کے
ملازم تھے جعفر خان راضی نہ تھا کہ وہ لوگ اپنے گہرون کو بساوین چنانچہ میرزا باقر اور میرزا عبد اللہ
خافین آقا میرزا ئے مرحوم اور یوسف علیخان ولد غلام علیخان وغیرہ اطراف عظیم آباد اور بنگالہ مین
حیران پریشان رہتے تھے تا آنکہ میر جعفر خان مرا اور اس پریشانی سے چہٹ کر وہ لوگ اپنے اپنے گہرونمین آئے
اور جو لوگ کہ عالیجاہ کے مزدور تھے وہ میر جعفر خان کے مشمول تدارک تھے القصہ خاندکور کلکتہ ہو کر
مشغول سوال و جواب ہوا چونکہ شمس الدولہ ہمیری ولسترت گورنر اسکی کمینگی اور نادانی سے خوبی
ماہر تھا نہین چاہتے تھے کہ اوسکو مرشد آباد مین مطلق العنان کرین کہ مبادا وہان کے سکان کو آزار پہونچاوے
لہذا اوسکے سوال جواب کو ہان ہون مین چہوڑ کر ٹالے ٹکرتے تھے ہرچند چاہا کہ نند کمار جیسا کہ دیوانی مین
صاحب اقتدار تھا اوسیطرح اسکے ہمراہ کلکتہ سے آسکے چونکہ اس ہندو کی بدخوئی شمس الدولہ کو معلوم تھی اور
جانتا تھا کہ بطور سابق اسکے اغوا سے میر جعفر خان موجب اضرار عالم ہوگا راضی نہوتا تھا تا آنکہ میر جعفر خان
ہزار چاپلوسی سے مرخص ہو کر مرشد آباد آیا لیکن نند کمار نہ آسکا جب مرشد آباد پہونچا چند خطوط انواع
حیلہ پردازی سے کونسل کو لکہے اور بعض کونسلیون کو راضی کر لیا مگر شمس الدولہ نے حسب صلاح وقت
اسکی نوبت مرشد آباد کی گوارا کی لیکن خوب تحریر کے ایک کتاب بنالی نند کمار نے مرشد آباد پہونچکر
ایسا اقتدار بڑہایا کہ محمد رضا خان نائب [illegible] کا دانا دشمن تھا اسکا [illegible] ہوا
میر جعفر خان سے زیر اطاعت ہندو [illegible] سے موقوف کیا اور جسکو
حسب ایماے ہندو [illegible] مقید کیا [illegible] انگلشی سے خوف کہا کہ میر جعفر خان نے اوسکو رہا کیا
اسی عرصہ مین میر جعفر خان بیمار ہوا اور روز بروز مرض کی شدت ہوتی گئی ہرچند کہ دوا دارو مین کچھ تقصیر نہوئی مگر
موت تو قریب آچکی تھی اصلا فایدہ نہوا تا آخر الامر بموجب آیہ کریمہ کل نفس ذائقۃ الموت چودہوین ماہ شعبان
روز سہ شنبہ [illegible] ہجری کو اس جہان فنا سے کوچ کیا مخبرین سے سنا گیا کہ وہ [illegible] کی پانی
تغیر کا حسب تجویز نند کمار کے نوش کیا مگر اجل نے وہین گلا دبایا وہ [illegible] یا اولی الابصار مقام غور ہے
ای صاحبان بینائی دیکہو آخر موت نے نچہوڑا مگر ایمان ہاتہہ سے مفت مرتے وقت کیا کہ اس کافر کے کہنے سے پانی کریٹ کوٹہ
[illegible] نوش کیا بہت پسند است [illegible] (اعاذنا اللہ وجمیع المومنین من [illegible])
الغرض افواج شجاع الدولہ کی جسارت اور دلیری کی شہرت سنکر میر جعفر خان صلح کرنا بہتر سمجہتا تھا [illegible]
انتخاب انگلشیہ [illegible] کوئی امر مانع تجارت نہو [illegible] صوبہ عظیم آباد کے دینے سے علاوہ صوبہ
بنگالہ کی مالگذاری [illegible] سے پیش آوین مگر شجاع الدولہ [illegible]

سرو بیرو نہا تہا تھا اور صرف اتنا کہ باوجود تمام جاہ و نوکر اور توپ و سرانجام عمدہ اور فوج کے آپ محض بے شعور تھا بلکہ دولتخواہون کے نصایح سے منفور آخر اوسکی بدولت ثمرہ اوسی جہالت اور خود پسندی کا چکہنا پڑا اب یہان پر ایک حال عجیب و غریب لکہتا ہون کہ بالفعل بہت ہی مروج زمانہ ہے کہ جسکسیکو کچہہ اندکے بہی مقدور ہوتا ہے اپنے سے بڑہکر کسیکو نہین سمجہتا اور یہی جانتا ہے کہ جو کچہہ ہون سو مین ہون مجہسے بڑہکر کوئی نہوگا اور طریقہ بزرگونکو کہ اپنے کو ذرۂ ناچیز بے قدر سمجہتے تھے اختیار کرنا اپنا کسر شان جانتے ہین او اپنی قلب ماہیت اور مسوغیت کو کہ سراسر لغو و بیہودہ ہے جملہ انبیا و اولیا و حکما و علما وغیرہ کہ بہترین مخلوق و افضلترین خلق عالم ہین بہتر و خوبتر جانتے ہین اور رسوم و روش واہیہ اور مہملہ اپنے کو غلبہ و دیگر طریقہ گذشتگان اکابر کو برا سمجہہ کر طنز و تشنیع سے زبان درازیان کرتے ہین سبحان اللہ کیا مقام ہے اور وسطے جای غور ہے کہ جب واسطے افضل مخلوق اور عاقل ترین کائنات والا صفات صاحب وحی کو یہ حکم ہوا کہ شاورہم فی الامر ائے محمد بدون مشورہ یارون اپنے کے کوئی کام نکر اور جب مسافرت کرے پہر اپنے مالک پر بہروسہ اور توکل کرکے انصرام کار مشغول ہو اور ایسا ہی زمانہ سابق سے ہوتا آیا ہے کہ جملہ شاہان والا اقتدارون نے واسطے مشورہ کے ایک جماعہ ذی شعور وافی العقل کافی الفراست مقرر رکہتے تھے کہ مدام اچہے برے مین سد راہ ہوکر بطریق صواب وامان فہمایش کرتے رہین چنانچہ سکندر ذوالقرنین نے مشرق سے مغرب تک حکمرانی کی اور روز بروز ترقی ہوتی گئی مدار کار اپنے وزیر ارسطو حکیم پر رکہتا تھا چنانچہ نظامی علیہ الرحمۃ نے کہا ہے ؎ ہمہ کار شاہان گیتی پژوہ ٭ ز رائے وزیران پذیرد شکوہ ٭ اور دوسری جگہ پر یون کہا کہ ؎ نگردد یکے مرغ پرباب زن ٭ کہ ارسطو نبودے بران رائے زن ٭ اب اس زمانہ ناہنجار مین ایسا ہوگیا ہے کہ جو کوئی ادنی ترین مردم حسب بخت وطالع دولت کو پہونچتا ہے اور نردبان اقبال پر ترقی کرتا ہے پس آپ کو تمامی عالم مین فایق اور بہتر شمار مین لاتا ہے اور فضایل اور کمالات اپنی ذات مین کل کائنات سے افضل اور اعلی سمجہتا ہے اور کسی کو قابل خطاب اور مشورہ نہین جانتا ہے بلکہ عار و ننگ اپنا تصور کرتا ہے ہرچند دوست اور ہمنشین اوسکا ارسطو فطرت اور افلاطون طینت ہو اور براہ فہمایش عرض کرے ہرگز التفات اوسکے قول کی طرف نہو اور ہر بار ایسا زبان پر آتا ہے کہ ہم عقل اور دانائی مین لاکہون اور ہزارون سے افضل اور بہتر ہین اور لوگون کو اگر دس حصہ عقل ہے تو ہمکو صد حصہ اپنے قیاس پر سمجہہ لینا چاہئے پہر ہم کسی سے مشورہ کرین گے ایسا خبط و جنون نے آپکے دماغ مین جگہہ لی ہے کہ اگر جالینوس اور لقمان بہی آئے تو اس فسادون کی دوا نا ممکن ہے پس ایسے لیسے سبب نادانو نسے کہ اپنے کو دانایون مین شمار کرین بربادی ہوتی ہی اور ابتری منہ دکہاتی ہے

ذکر میجر کرنگ کی معزولی کا بسبب آجانے میجر منیرو ملازم بادشاہ انگلشیہ کے اور کلکتہ پہونچکر فوج بنگالہ کی سرداری پر مامور ہونا اور جنگ وزیر کو انجام پہونچانا اور کپتان مکوکی کی سرگذشت

ہنوز میر جعفر خان زندہ کلکتہ مین تہا کہ میجر منیرو جہاز متواری پی جنگی پر کسی تقریب سے وارد کلکتہ ہوا چونکہ اصحاب
انگلشیہ درازی مدت جنگ وزیر سے یہ خیال کرتے تھے کہ میجر کرنگ کی کم جرأتی سے ہوا ہے اور اس جماعہ کا
ضابطہ ہے کہ جس جگہ ملازم کمپنی ہو اور کوئی سردار نوکر بادشاہی وہان وارد ہو جب تک وہ وہان رہے
ملازمین کمپنی اوسکی فرمان برداری مین حاضر رہین شمس الدولہ وغیرہ کلکتہ کے کونسلیون نے میجر منیرو کو فوج
عظیم آباد کی سرداری مین تجویز کرکے مرخص کیا میجر کرنگ اس خبر سے راہی کلکتہ ہوا اور عظیم آباد پہونچکر
ریاست فوج حاصل کی تہوڑے دن گذرے تھے کہ کپتان مکوکی کو چند ولایتیون کے مع ہمراہیان تلنگہ
قید کر لیا اور ارادہ کیا کہ اوسکو مع توپ کے راجہ بلونت کے پاس لیجاوین راجہ مذکور حسب الامر وزیر
لب دریائے سرجو پر جو کہ گہاگہرا اور دلوہا کے نام سے مشہور ہے غازی پور کے سرحد پر گورکہپور کے حدود پر
متصل بنابر خبر گیری ملک وزیر اور مزاحمت دخل اور تصرف انگلشیہ کے ممالک محروسہ مین اقامت
رکہتا تہا اور کپتان مذکور بہی اسکے مقابلہ کو اوسی حد پر لب دریا مقیم تہا کپتان مذکور نے
معاملہ مذکورہ کے دیدے سے فوج ہمراہی کی نہایت مدارات کی اور یہ حال میجر منیرو کو جو اوسکے اور تلنگون کے
فیمابین گذرا تہا تحریر کیا بمجرد اطلاع اوسنے تلنگون کی دلجمعی اور دلاسا کو لوگ روانہ کئے اور خود ایک
پلٹن سولداد و ولایتی لیکر بسبیل یلغار دوڑ کر کپتان سے قریب آپہونچا اور ہمراہ لوگ دلاسا اور تسلی
کیواسطے تلنگون کے پاس بہیجا تہا اور کپتان خود بہی جو کہ نا واجب ہی تہا اوسکے کرنے مین مصروف
رہتا تہا چونکہ اقبال انگریزون کی مدد پر تہا اور تلنگون کی اعانت مین ادبار کا اظہار تہا باوجودیکہ
بہت سی مسافت کرکے راجہ بلونت کے لشکر کے قریب جا پہونچے تھے سوا عہدہ دار اسے مستمال ہوکر متوقف
ہوگئے تھے اور میجر نے پہونچکر ضابطہ معہود اور تنبیہ قواعد سے بسبب منظور تہون کو گرا دیا تلنگون کو سولدادون سے
مجبور کرایا اور اونکی ہتہیار وقبین لیکر اونکی جمعیت توڑ دی اور دس دس بیس بیس نفر اوس گروہ کا
ہر پلٹن مین داخل کیا اور دوسری پلٹنون کے لوگ نکالکر اوسقدر نئی پلٹن آراستہ کرلی اور کپتانکی
سرداری مین مقام مذکور کو بہیجے اور پچیس آدمیون کو جو سرغنہ فساد ہوے تھے واسطے عبرت
دیگر لوگون کے توپ دم کر دیا ایک برہمن بہی انہین تہا قبل فنا گہڑی بہر کی اور مہلت لیکر پرستش آفتاب
وغیرہ کی اور اوسی سرزمین کی مٹی اوٹہا کر زیب پیشانی کی اور بکمال استقلال سے زیر توپ آیا جیسا کہ
کہا ہے المدبر مدبر نے (کل حزب بما لدیہم فرحون) جب تک شجاع الدولہ کو طرفین قریب قریب عظیم

والنش کے سوال جواب ہوتی رہی اصحاب کونسل انگلشی کو مختار حل عقد ہر امر کی تھی حکم جنگ کا ساتہ اونکی میجر سمرو کو نہین دیتی تہی جب اوسکی خطوط عجیب وغریب کے دور از قیاس آئی جاتی انگو انہون نے آخر صفر یا اوسط ربیع الاول ۱۱۷۷ھ ہجری میں کو حکم جنگ میجر مذکور کی نام صادر کیا میجر منرو نے چند روز سر انجام اسباب ضروری مین مصروف ہوکر عزیمت بکسر سے کی

آنا میجر منیرو کا دریائے سون سے بہر کو لوہر اور وزیر سے بعد لڑائی کی فتح وفیروزی پانا

اواخر ربیع الاول یا اوایل ربیع الاول کو جنگ وزیر پر مامور ہوا اپنے لشکر کے لوگ منتخب کرکے کل سوار وپیادہ جوان وغیرہ قلمبند کرکے اوسکے موافق غلہ وغیرہ وخرچ روزینہ کے واسطے ہمراہ لیا اور صاحبان کونسل عظیم آباد نے کہا کہ اسیقدر مدت مین فتح ہوگی اور غلہ کے حاجت نہین ہے فتح اور شکست جو ہونا ہے ہو لیگی یہ کہکر راہی ہوا منیرو نے اللہ نام ایک شخص عظیم آباد کا رہنے والا جو کہ وزیر سے پرگنہ بہتیا وغیرہ مقامات سرکار شاہ آباد کا عامل تہا جب وہ اس ہدایت انگلشیہ سے ماہر ہوا اپنی فوج مغلیہ کو قراولی اور چپاولی پر بہیجا اور ایک توپ کلان کو جو پیشتر دریا کنارہ فوج انگریزی کے مقابلہ کو بہیجی تہی واپس طلب کی چونکہ برسات کی وجہ سے کیچڑ دلدل بکثرت تہا اثنائی راہ مین بعض جگہ دلدل مین اوسکی پہیے ایسے دہس گئے کہ نکلنا دشوار ہوا وزیر نے چند دس ہزار سوار مردانے کے آکر اوسکو نکالا اور ہمراہ لیگیا کثرت غفلت سے اس درجہ تہی کہ کچھ فکر سر انجام حرب وجنگ اور ملاحظہ توپخانہ اور دیگر شورہ وصلاح رزم وجنگ سے مطلق خبر نہ تہی لہو ولعب مانند چوپڑ کہیلنا کبوتر اوڑانا یہی معمول تہا گویا اپنے ملک مین باطمینان سیر وشکار کو آیا تہا تا ان مورچہ کی سرحد دریاچہ تہوڑا سے تا دریائے گنگ پر ہوا لڑائی کا ارادہ اوسکی پناہ مین رکہتا تہا تا آنکہ میجر منیرو آپہونچا تین کوس کے فاصلہ سے کسی جہیل کے کنارے خیمہ برپا کیا اور وہ جہیل دونون لشکر کی درمیان مین واقع تہی تیسرے روز وزیر نے فسخ ارادہ کرکے اوس حد کو چہوڑ دیا بدگوئی اندرم اوسکی باہر نکالا فوج مغلیہ وغیرہ ہمراہ وزیر اور شجاع قلی خان مع ہمراہیان چہہ سات ہزار سوار وپیادہ کے پشت پر موشیر کے اور سمرو کے معین ہوئے اور راجہ بینی بہادر نایب صوبہ اودہ والہ آباد اپنے مورچہ پر لب دریا متصل کہنڈہرون کے ٹہرا اور سمرو اور موشیر مدک آٹہہ توپ ولایتی اور آٹہہ پلٹن تلنگہ کی ہمراہ مقابل فوج انگلشی کے ہوا شجاع قلیخان اسکے پشت پر تہا اور وزیر دست راست اور بینی بہادر دست چپ متصل دریائے گنگ توپ کی لڑائی شروع ہوئی طرفین کے لوک مجروح ومقتول ہونے لگے وزیر نے مع فوج مغلیہ کے یورش کیا درانی اور مغلیہ ہمراہی منیرو پر لوٹ پڑی خوب اوسکے بہیڑ وبنگاہ مین قتل وغارت کی سمرو اور موشیر مدک کی توپ اندازی اور تردد سے فوج انگلشی تنگ حال ہوئی میجر منیرو

ہوا دیداس حال کے اور غیر سد ہونے جہیل اور کیچڑ اور دلدل کے یورش نہین کرسکتا تھا لہذا تہوڑی فوج لگا کیطرف
روانہ کی اوسنے بینی بہادر پر حملہ کیا شیخ غلام قادر وغیرہ لکہنوی جو بینی بہادر کے ہراول تھے زیر دیوار
کہنڈرون کے مخفی تھے انگریزی تلنگے اونکی نگاہ سے پوشیدہ جاتے جاتے جب آبادی کے کنارے پہونچے
ڈہیلون سے اونکو مارنا شروع کیا شیخ غلام قادر مع ہمراہیون کے اوسوقت خبردار ہوکر مستعد جنگ ہوا
جب تک یہ صف آرائی کرین تلنگون نے حسب ضابطہ صف آرا تو تھی ہی حسب تعلیم اپنے کپتان کے برق اندازی
شروع کردی شیخ زادے بھی بقدر تعاقب مستعد تفنگ اندازی ہوئی لیکن چونکہ دفعتاً یہ معرکہ ہوا اتنی لوح
جواب تفنگ ندے سکے وو ایک باڑہ سے جو انگریزی تلنگون نے کی اُنکا کام تمام ہوگیا شیخ غلام قادر وغیرہ
مع اپنے سپاہیون کے چپ چاپ رہرو عدم ہوئے بزدلے جو باقی رہے اپنی راہ لگے راجہ بینی بہادر نے
غالب خان سے کہا کہ اب کیا کرنا چاہیے خانخان کو ر کہا اگر ابرو درکار ہو جان نثاری کیجئے ورنہ فرار بہتر ہے بینی بہادر نے
آبرو کا لحاظ کیا اوسنے کہا بسم اللہ اور پیادہ ہونے کا اشارہ کیا غالب خان مع اپنے متبنی وحید الدینخان کے
پیادہ ہوکر بڑھا بینی بہادر کو جان دینا گوارا نہوا امیدان سے منہ موڑ گیا میر وحید الدین خان نے اس
بے اعتنائی بینی بہادر سے باپ کو آگاہی دی غالب خان اپنے آقا کو اس حال مین دیکھکر گہوڑے پر سوار ہوکر
در پلے راجہ سالک کے راہ فرار لی

باہر جانا شجاع قلی خان معروف بمیان عیسی کا موشیر بدک کے پشت سے اور برہمی انتظام اور شکست پانا اوسکا فوج وزیر سے باوجود ظہور غلبہ حسب تقدیر کے

شجاع قلی خان نے آواز بندوق سنکر تلنگون اور شیخ زادگان بینی بہادر سے جسارت کا گمان کرکے
اپنی آبرو کو ڈرا کہ مبادا ایسا ہو کہ بینی بہادر قلعہ فتح کرلے کہ موجب میری ناک کٹنے کا حضور کے روبرو ہو
فرط اضطراب سے بلا اور اک حال بینی بہادر کے پشت موشیر بدک سے نکلکر آگے بڑہا روبرو دلدل تھا
وہان سے گذرنا مشکل ہوا علاوہ اوسکے دیوار آتشبار کے روبرو کسکی یہ مجال تھی کہ جاوے جمیل
رفقائے معتمد سے جو کہ چہ سات ہزار کے قریب تھے تہوڑے لوگون نے ساتھ دیا اسکے آگے بڑھنے سے
موشیر بدک اور سمرو کی توپ اندازی موقوف ہوئی کیونکہ شجاع قلی خان دونون صفون کے درمیان
حایل ہوا ادہر تو اوسکا لحاظ مانع تھا ادہر سے انگلشیون نے وہین اور ادہر شجاع قلی خان چند رفقا کے
ہمراہ نہایت مشکل سے کیچڑ دلدل سے گذرا مگر انگلشی کی باڑہ نے انہین پچھاڑ دیا بیچارے ایک قدم کو
پیش قدمی کر گئے جو ہمراہی بچے وہ بہاگ کر جان بچا گئے اور میدان میں جو لوگ کہڑے تھے اونہین بہی
انتہا اضطراب دکہلا کر ہمراہی میں اوٹھایا اور بینی بہادر کے مقابل سے گذر کر داخل لشکر وزیر ہوئے

اتا بحشر پیدا تھی کہ سکو تاب قیام نہ رہی آدمی کا کون شمار تھا زمین جل گئی شعلہ اور دہ اٹھون نے
یہ سراسیمگی دیکھی فکرا سے لشکر وزیر کے لوٹنے مین معروف ہوئے تھوڑی دیر وزیر امید لگائے رہا
بعد از ان جب ہمراہیون نے ترک رفاقت کی خود بھی سب ان سے کنارے ہوا چنانچہ اسباب اسکا
اور اسکے ہمراہیون کا مانند ہرن اور سوداگران وغیرہ سے کے فوج انگلشیہ کے ہاتھہ لگا انمین بہی خوب ہاتھہ مارا دو بار
ہوسکے ہاتھہ لگا وہ دبا بیٹھے بڑی لوٹ ہوئی درحقیقت لشکر شجیس سے بہتر تھا اکثر بیچارے دریا میں
تہور امین جاکر کیچڑ و دلدل سے درماندہ ہوکر تلنگون کی باڑہ سے دریائے عدم کے کنارے اوترے
شجاع الدولہ نے قبل اس لڑائی کے ایک دن پیشتر عالیجاہ کو قید سے نکالا ایک ہتھنی لنگڑی دیکر
مرخص کردیا تھا یہ بھی فضل خدا ہوا کہ دشمن نے ایسے وقت مین سواری وہی جسکے وسیلہ سے ایسی تہلکہ سے
سلامت نکل گیا اور قدرت پروردگار قدیر ملاحظہ ہوئی سے عدو بھی مہربان ہوتا ہے جب فضل الٰہی ہو *
اوسی رات کو جسکے صبح شکست ہوئی علی ابراہیم خان نے رہائی عالیجاہ کی خبر پاکر اوسکو پیغام دیا کہ میرے پاس
تشریف لائیے اور بندہ کے پاس ایک عمدہ گھوڑا مع ہزار روپیہ نقد کے موجود تھے اور اس نظر سے
بھیجا نہین کہ مبادا وزیر خبر پاکر درپے تدبیر ہو اگر ارشاد ہو روانہ کرون عالیجاہ نے کہلا بھیجا کہ آورنیا
تمہارے پاس مروت کو مگر اسوقت مناسب نہین بروقت طلب کیا جاویگا اتفاقا اوسی شب کو وہ فضل جاوہ
ملاکر وقت شکست عالیجاہ بھی فراریون کے ساتھہ نکل گیا علی ابراہیم خان بہادر نے اسباب وغیرہ
اپنے بہائی علی قاسم خان کے ہمراہ ایکروز قبل اس شکست کے پل دریا سے تہور اسے عبور کرا دیا تھا
جہان کہ لشکر بادشاہی تھا خود جریدہ رہگیا تھا بروقت فرار پل پر پہونچا مگر کثرت عبور سے اول تو راہ
عبور بہائی دوم پل بہی شکست ہوگیا تھا لاجرم تہوڑی دور چڑہائی کیطرف جا کر دریا مین کود پڑا اور تیرا پار لگا اور
فراریون مین جا ملا دیکھا کہ فوج انگلشیہ نے پہونچکر چہرہ وار توپ فراریون پر مارنا شروع کی اور انکیطرف سے
بندوق کی باڑہ ہونے لگی پس بار دنا ہی رہے تھے ہوش اور گئے نہایت خرابی سے فرار ہوا کچھ
توپ و بندوق سے قیر خالی کر گئے کچھ گوارون کے حلہ مین کام آئے باقیماندہ نہایت بے ترتیبی سے جان بچا
بہاگے اور آگے جاکر مجمع مفروریون مین جا ملے وزیر نے مع متعلقون کے اله آباد کی راہ لی اور میر قاسم خان
لنگان لنگان چہ سات کوس بنارس سے آگے مقیم تھا اور بینی بہادر حسب الحکم وزیر کے واسطے ہمراہ لیجانے
بادشاہ کے لب گنگا محاذی بنارس جہان کہ خیمہ شاہی تھا مقیم تھا علی ابراہیم خان اسکے لشکر کے متصل
پہونچکر دریا کنارے مع دس بارہ رفقا کے دم راست کرنے کو ٹھہر گیا اپنے بہائی کے خیمہ کو دریافت
کرتا تھا غالب خان کا خدمتگار جو اسوقت بینی بہادر کا رفیق تھا اپنے خاوند کو دیکھکر غالب جنگ کو خبر دیا

خان مذکور نے اونکو بینی بہادر سے رخصت چاہی راجہ نے فرط اشتیاق سے کہا کہ علی ابراہیم خان کون ہی جسکی آرزو آپکو اسقدر بیتاب کر رہی ہے اسنے کہا کہ ملاقات پر اوسکے محامد دریافت ہو جاینگے بینی بہادر نے
آکر خان موصوف کو دیکہا اور اوسکی تقریر سنتی ہی مشتاق مصاحبت ہوا غالب جنگ سے کہا کہ ہماری یاس بہی
لایا خان مذکور نے آکر علی ابراہیم خان سے ملاقات کی اور بعد اظہار احوال علی ابراہیم خان کو اپنے ہمراہ
راجہ کے پاس لیگیا اوسکے مصاحبت مین استدعا کی بیتون نے بہی بمقتضائے وقت منظور کیا چونکہ وزیر
راجہ کا مریدہ بجا ہو پادشاہ کی تاکید کر رہا تہا اور بادشاہ کو وزیر سے دلگیری تہی خواہان ملاقات انگلشی تہا
اور انگلشی بہی راہ و رسم مراسلات کے پادشاہ سے کرتے تہے اور چونکہ کمپنی کیطرف سے یہ حکم تہا
کہ ملک ہند فتح کرین وزیر سے بہی صلح چاہتے تہے اور اسی سبب سے بینی بہادر کی ملاقات کے طلبگار تہے
اسی عرصہ مین راجہ مذکور نے بادشاہ کی اقامت دیکہکر مع لشکر کے عبور دریائے گنگ کیا

ذکر بادشاہ اور انگلشی کی ملاقات اور باہم متفق ہوکر عبور گنگا کرنا بینی بہادر کا ملاقی ہونا جانب انگلشیہ سے بنابر صلاح وقت وزیا نے کے

جب بینی بہادر گنگا پار ہوا بادشاہ نے مع منیر الدولہ کے فارغ البال ہوکر انگلشیون کو طلب کیا یہ تو چاہتے تہ
جہٹ پٹ آنکر مشرف سلام ہوے اور باتفاق گنگا پار ہوئے وہان بینی بہادر کو بہی بلایا اوسنے علی ابراہیم خان کو
بہی شریک مشورہ کیا آخر الامر ملاقات کی ٹہری اور جانب انگلشی نے وزیر کی صلح بشرط تفویض کرنے
میر قاسم خان اور سمرو کے بیان کی چونکہ بینی بہادر عالیجاہ سے ناراض تہا اور اپنے آقا کی سلامتی
اس امر مین دیکہی قبول کرکے عرض کیا کہ سمرو تو صاحب فوج ہے اوسکا ملنا البتہ دشوار مگر عالیجاہ کو
اگر وزیر نے منظور کیا کچہ دشوار نہین بعد گفتگو رخصت ہوکر اپنے ہمرازون کو ماجرائے گذشتہ سے
آگاہ کیا علی ابراہیم خان نے کچہ سن گن اس مقام سے جو پائے پاس حق نمک عالیجاہ کو جو بینی بہادر کی
لشکر سے پانچ چہ کوس پر تہا مطلع کیا اوسنے اطلاع پاتے ہی جلد آلہ آباد کی راہ لی اور وہان پہونچکر
جسطرح خدا کی کارسازی ہوئی اپنے عیال و اطفال کو جنہین وزیر نے محبوس کیا تہا لیکر اپنی راہ پکڑی اور
روہیلہ کی عملداری مین جا کے مقیم ہوا احوال اسکا تا انتقال اسکے جب جگہ پر کہ احوال شاہجہان آباد
وغیرہ کا لکہونگا انشاء اللہ تعالے ضرور بالضرور کمال وضاحت سے بیان کرونگا —

باقی حال وزیر کا اور تغیر کی ہیروہ تقدیر کا

شجاع الدولہ کے اسوقت مین بجز اسکے کوئی راہ نہ تہی کہ اپنے ملک سے انگلشی نکالوان کو ولایت
مین جائے بعض شہرین اور قصبین لکہنؤ اور فیض آباد بہیجکر تاکید کی کہ متعلقون کو ترود اور خزاین وفاین سکے

حافظ رحمت کو بہ ملک جسمین جان پہچان رکہتا تہا بہیجا دین اور بریلی مین ٹہرین اور خود بہی جلد الہ آباد آیا
اور اپنی مان اور بی بی کو بیک بلک افاغنہ کو چلا گیا آلہ آباد کی قلعداری علی بیگ خان کے سپرد کی اور قلعہ
چنارہ مین شیر جنگی کو مستعد کیا بعد آنے بینی بہادر کے اوسکا مشورہ جو کہ درباب مصالحہ انگلشیہ کے
تہا باعتبار اعانت افاغنہ اور ملہار مرہٹہ کے نامنظور کیا اور اوسکو لکہنو کی رخصت دی اس نظر سے کہ
بینی بہادر ظاہرداری مین انگریزون سے ملا رہا تا کہ اوسکا عمل صوبہ مین رہے اور خود ملک بنگش مین باوجود
عداوت احمد خان بنگش کے جسکا سبب دفتر سوم مین معلوم ہوگا جا کر حافظ رحمت اور احمد بنگش وغیرہ سرداران
افاغنہ اور غازی الدین خان عماد الملک بہی جو کہ اتفاقا وارد تہا مشورہ کنان ہوا ہر ایک نے ملہار مرہٹہ کے
اعانت کی امید دی جو کہ پیرانا دکہن کا سردار اور بالاجی راو سپہ سالار اور صوبہ شاہجہان آباد کا ملکدار
اور صوبہ اوسکے نام سے مشہور تہا اور اوسوقت کالپی اور گوالیار کے اطراف مین تہا لیکن احمد شاہ نے
ابدالی کی لڑائی مین اس قوم کی دولت و عافیت زایل ہو گئی تہی شجاع الدولہ نے اپنے معتمد کو اوسکے
پاس بہیجکر استمداد کی اور وعدہ انعام کثیر بشرط فتح تحریر کیا اوسکو روپیہ کی تمنا تہی آکر ملحق ہوا اور افاغنہ کو
ہر چند بموجب اونکے وعدہ کے چاہا کہ شریک ہون مگر وہ حیلہ و بہانہ مین ٹالا کئے کہ بہت اولا اور بہت تپ
انشاء اللہ تعالی ہم شریک ہون گے اپنا وعدہ بہولے نہین اگر آپ اطلاع نہی دیتے تو بہی ہم آپکے شریک ہوتے

آنا راجہ بینی بہادر کا دوبارہ لشکر انگلشیہ مین اور دغابازی کرنا

راجہ بینی بہادر نے حسب تحریر بالا روانہ لکہنو ہو کر راجہ شتاب رائے کو تحریر کیا کہ شجاع الدولہ حسب الظاہر
انگلشیہ کے صلح کو راضی نہین ہمر تو ملنا دشوار ہے اور عالیجاہ ہاتہ سے نکل گیا مگر بندہ اوسکے انجام کار کو
اچہا نہین سمجہتا قصد ملازمت انگلشیہ ہے چونکہ شتاب رائے معتمد علیہ فرقہ انگلشیہ کا تہا اور نیز ممنون نمکخوار
بینی بہادر لہذا اسکی خدمتگذاری غنیمت جانی میجر منرو و نیز کوکبر کی شکست و بکر بنارس تک تعاقب کیا تہا
اور جلد تر حضور جانے کے کام کو واپس آکر میجر کو کو فوج کی سرداری پر چہوڑ اگر اوسنے چند روز مین
ایسی کوئی تقصیر ہوئی ریاست لشکر سے معزول ہوا اور میجر کرنگ جو سابق مین نوکر اور ملازم کمپنی تہا سرداری لشکر
اور خطاب جرنیلی جسکو برگ ڈیر جنرل کہتے ہین پاکر آیا تہا اوسکو اور شتاب رائے سے اختصار تہا
رائے مذکور نے راجہ بینی بہادر کا ارادہ جنرل موصوف سے ظاہر کیا اوسنے خط بنام بینی بہادر کے
کمال احترام سے لکہکر اور شتاب رائے کے وسیلہ سے طلب کیا بینی بہادر نے آکر ملاقات کی
اپنی دانائی سے طرفین کو راضی رکہا اور کسیقدر حل و عقد معاملہ اسکے سپرد کی ہین آیا جنرل کہتا تہا
کہ جسوقت تم اپنے متعلقون کو عظیم آباد یا بنارس مین مقیم کراو اوسوقت دلجمعی سے دونون صوبہ کی

معاملات تمہارے اختیار مین کردین اور وہ اس بارہ مین حیلہ کرکے وقت ٹالتا تھا تا آنکہ شجاع الدولہ نے راؤ ملہار کو موافق کرکے بعزم جنگ انگلشی کوڑہ کے اطراف مین آیا بینی بہادر کسی قدر کا معتقد تھا اوسنے وہ فتح کیا کہ مجھے کیا کرنا چاہیے اوسنے کہا کہ انگریزون کا آتا ہوا کا چھوٹکا تھا کہ آیا اور گیا بینی بہادر اس ایمائی سیاق و قافیہ وزیر ہوا اور آوشتاب رائے نے خبر اجتماع راؤ ملہار اور شجاع الدولہ کی سنکر بینی بہادر سے کہا کہ اگر تمہارا ارادہ ملنا ہو تو ہمین صاف کہدیجیے تا کہ بندہ انگلشی سے کہکر تمکو رخصت دلادے آپ بخوشی خاطر تشریف لیجائے اور اگر یہان ہو مقیم رہیے جسمین ہماری بدعہدی ہو و فنکیجیے کہ بیر النقصان اور آپکی بدنامی ہو بینی بہادر نے اپنی بدطینتی راو مذکور سے اخفا کی اور منتظر وقت رہا جسوقت تمام بندوبست بعض محالات ہو بدکو لشکر انگلشی مع دو رسع چند کمپنی تلنگہ انگلشی کے جو ہمراہ مین تھی لکہنو کو عازم ہوا اور اپنے متعلقون کو لیکر وزیر کے لشکر کو چلا تلنگون نے مزاحمت چاہی مگر اپنی قلت اور اوسکی کثرت سے مجبور رہے وہ لشکر وزیر مین جا ملا علی ابراہیم خان جو بسبب بیماری کے حصار پرتاب گڈہ مین تھا اپنے نہرس کے سبب سے جو اس عزیمت مین راجہ بینی بہادر کے نہایت حیران ہوا اور راجہ بینی بہادر کی عورت نے حسب مقدور رضا ان مذکور کے رفع مایحتاج وغیرہ ضروریات حاضر رہی آخر الامر وہ شخص نہایت تکلیف مین وہان سے چلدیا الہ آباد آٹھہرا چند سپہر کرنیک کی خبر نزدیک رفاقت بینی بہادر کی سنکر شتاب رائے سے کچھ نہ کہا مگر شتاب رائے مجرو اس خبر کے حاضر حضور متہم ہوکر عرض پیرا ہوا کہ الغائی عہد بینی بہادر کا بندہ ضامن تھا اور اوسنے ایسی حرکت کی اگر کونسل سے کوئی اعتراض آپپر ہو بندہ کو روانہ کونسل کیجیگا کیونکہ قصور تمہارا ہے جنرل وغیرہ اس خلوص شتاب رائے سے رضامند ہوے اور اوسکی دلجمعی فرمائی تا آنکہ شجاع الدولہ مع ملہار مرہٹہ کے عازم جنگ انگلشی ہوا

فوج انگریزی کا قلعہ چنارہ کی تسخیر کو جانا اور فتح نہ پانا

سرداران انگلشی نے قبل اس سانحہ کے راجہ بلونت سنگہ زمیندار بنارس کو بوسیلہ راو شتاب رائے اور سید نور الحسن بلگرامی کے جو کہ اول مین رفیق اور ملازم شجاع الدولہ اور بینی بہادر کا تھا دلجمعی کرکے اپنا رفیق بنایا تھا اوسکے کہنے سے قلعہ چنارہ جو دریائے گنگ کے کنارے پہاڑ پر بنارس سے دس کوس جنوب رویہ واقع ہے فتح کرنا چاہا لیس ایک فوج کو مع میجر اور چند کپتان اور لفٹنٹ اور سارجن کے قلعہ مذکور پر بہیجا چند توپ بہی ہمراہ تہین میجر مذکور نے پہونچکر اول رعب سلطانی دکہلایا بعدہ شرر افشانی پر آیا محمد بشیر خان جو وزیر کا مقرب اور قلعدار تھا نہایت نامرو تھا لیکن اوسکے ہمراہی حفظ قلعہ مین ثابت قدم ستے اور محمد بشیر خان کو وزیر کے پاس روانہ کردیا چند روز قلعہ سے لڑائی رہی آخرکار انگلشی نے دیوار حصار ایکطرف سے خراب کردی اور شب تاریک مین یورش کیا جب پہاڑ پر

جرنیل قلعہ پر جانے کا عزم کیا مع سپاہیون کو حکم دیا کہ شگافہائے افتادہ دیوار پر جلد لیجاوین قلعہ والے
انکی آہٹ پاکر مستعد مدافعہ ہوئے بندوق کی باڑہ سے اکثر لوگون کو مجروح کر دیا اکثر لوگون کے پیر چو پہیا غلطان
غلطان آگرہی ہاتھ پیر سے ورہمی کی پائے ثبات اوکہڑ گیا ناکام واپس آئی اور بعد تہوڑی دیر کے سیجر کو
نہایت پوشیدگی سے لشکر مین اوٹہا لائے اوسوقت وہ بیہوش تہا تہوڑی دیر مین عالم فانی سے کوچ کر گیا
جنرل نے جب یہ خبر سنی اور نیز متقدمی وزیر سے آگہی پائی اس فوج کو واپس حضور مین بلا لیا اور باتفاق
بعزم مقابلہ وزیر و مرہٹہ کے بیشتہ کو چلا بعض فوج کے سرداران انگلشی کو میجر اسٹبرٹ کی سالاری مین
لکہنؤ بہیجا تاکہ وہان پر ضابط ہو کر اطراف حدود اودہ سے باخبر رہین اور محمد اکبر خان کو وہان کی کوتوالی پر
رائے شتاب رائے کی تجویز سے مقرر کیا اور جنرل کرنگ کل فوج اور شتاب رائے اور میرزا نجف خان کو
ہمراہ تسخیر الہ آباد کو عازم ہوئے میرزا نجف خان قلعہ مذکور کے کم و کیف سے مطلع تہا حصار مین جسدم
پہنچا تہا علاوہ جنرل نے وزیر کی توپین جو لوٹ پائی تہین اوسی طرح پر لگا دین دیوار توڑ دی علی بیگ خان
وغیرہ جو وزیر کے روبرو وہان کے قلعہ دار تہے لاچار ہو کر امان خواہ ہوئے قلعہ تسخیر ہو گیا راو شتاب رای
اونکی مال و آبرو کا سوائے مال وزیر کے ضامن ہوا اور اونکو قلعہ سے نکال دیا علی بیگ خان وغیرہ ملازمان
وزیر مرخص ہو کر اپنے آقا کے پاس سدہارے اور راو شتاب رای نے باتفاق اور اعانت راجہ بلونت سنگہ
کی دونون صوبہ کا بندوبست خصوص اودہ کا جیسا کہ ممکن تہا کیا اکثر محالات مین عمال مقرر کئے اکثر لوگ
فوج عالیجاہ سے مانند میر روشن علی خان اور شیخ درخت علی مع برادران اور شمشیر بیگ تورانی
قاتل مسٹر اسبیٹ کو ملازم کر کے متعین صوبہ و محال کیا جب نہضت وزیر کی خبر تحقیق ہوئی جنرل بہادر مع
راو شتاب رای اور میرزا نجف خان کے عازم مقابلہ ہوا اور عمال کو مع فوج تہوڑے جابجا چہوڑا الحق کہ شتاب رای نے
بندوبست صوبہ مین باوجود عمل دیرینہ وزیر کے جو کہ عہد سعادت خان برہان الملک سے تہا برہم کر کے
اکثر جگہ کا انتظام کیا لیکن بعض ملازمان کی نمکحرامی اور ناحق شناسی مانند رشید اران وغیرہ خصوص راجہ بلونت
کو ہیچ اس امر کے نہایت مؤید تہا

دوسری لڑائی وزیر کی باتفاق راو ملہار مرہٹہ کی انگلشی سے اور مغلوب ہونا

جب راو ملہار نے وزیر سے شریک ہو کر اجابت دعوت کی وزیر پیشتر کو چلا کلا جماعۂ افاغنہ نے جنکا
وعدہ رفاقت تہا قدم نہ رکہا عماد الملک چند لوگ سے ظاہر امداد کو پہونچکر تماشائی تہا صاحب مقدور
رکہتا تہا اور نہ اسکے ہاتھ سے یہ کار برآمد ہوا فی الحقیقت جب دونون لشکر سے باہم ملاقات ہو گئی اور
جانبین سے زد و خورد نمایان قوم مرہٹہ کہ آواز اور صدمہ توپ سے آگاہ نہ تہے گہبرا گئے اور بغلین جہانکنے لگے

اور آمادۂ فرار روبرو ہونے ون میدان شہر سے علیحدہ ہوئے القصہ کوڑہ کے اطراف میں مقابلہ فریقین ہوا
ہلکی سی لڑائی میں مرہٹہ کے ہاتھ سے پیر ڈھیلے ہو گئے سیدھا گوالیار تک بھاگا چلا گیا وزیر بھی ہمراہیوں کے حرام
عدم ولدی سے باز پس ہوا اسیوقت کہ فوج انگلشی صوبۂ الہ آباد سے بعزم مقابلہ میجر کرنیگ ہولی تھی بعض
افواج مرہٹہ نے بموجب اپنے ضابطۂ مستمرہ کے فوج انگریزی کو میدان میں محاصرہ کر کے اپنے تنگ و تاز
سے مشوش کر رکھا تھا چنانچہ اکبر بیگ راو شتاب رائے چند لوگوں سے محصور ہوا قریب تھا
کہ مرغ روح اس کشمکش سے اوڑ جاوے مگر کیا خوب بہادری کی داد دی اپنے ہاتھ سے زور تیر و شمشیر سے اپنی آبرو
قایم رکہی تا آنکہ فوج انگریزی نے کمک پر آکر اس دار و گیر سے رہا کیا کہ الحق راو شتاب رائے اکثر اوصاف سے
موصوف تھا اور اس زمانے میں اکثر روسا سے ممتاز اور اکثر اعیان ملکیت سے طمطراق میں فوق رکھتا تھا
انشاء اللہ المستعان اوس حال اسکی شجاعت اور دلیری اور شہامت کا جہاں پر کہ اسکی نیابت کا حال کہ صوبۂ عظیم آباد میں
حکومت رکھتا تھا عنقریب بیان کرونگا اوسی ذیل میں یہ بھی حال بکمال وضاحت سے حوالۂ قلم ہوگا
علی ابراہیم خان بہادر نے الہ آباد سے حسب تجویز بینی بہادر کے چاہا کہ لشکر وزیر میں جا کے بینی بہادر سے
ملحق ہو چند کوس ہی شہر سے بر آمد ہوا تھا کہ وزیر کی شکست مکرر کی خبر سنی اور واپس ہو کر مدت تک
اوس کے گرد نواح میں پوشیدہ رہا تا آنکہ جب وزیر و انگلشی سے صلح ہو گئی وہ گوشہ گزین ظاہر ہو کر
مرشد آباد و آیا ذکر اسکا مظفر جنگ نایب نظامت مرشد آباد کے ذیل میں انشاء اللہ تعالی تحریر ہوگا
القصہ وزیر نے دوسری بار شکست کھا کر فرخ آباد کی راہ لی افاغنہ وغیرہ سے چارہ کاری کی
جستجو کرنے لگا ہر ایک مصلحت بھی دیتا تھا مگر چونکہ دل کی بات نہی پذیرائے وزیر ہو لی تہی آخر الامر
احمد خان بنگش خلف محمد خان غضنفر جنگ نے باوجود عداوت دیرینہ کے بمقتضائے جوانمردی صاف
صاف شجاع الدولہ سے کہدیا کہ جماعۂ افاغنہ سے امید اعانت رکھنا محض توہمات ہے مفت میں
اپنا روپیہ امید و توقع میں برباد کرتے ہو ہر وقت سے یکے نقصان مایہ دوم شماتت ہمسایہ کا معاملہ ہوگا
پس میرے نزدیک مناسب ہے کہ چند معتمدان ہمراہی کے ساتھ دشمن پر دوڑ کرو اگر حیات
مستعار باقی ہے فتح و فیروزی حاصل ہے ورنہ با آبرو جان نثار ہو جیئے اور اگر یہ نامنظور ہو تو تنہا
انگلشی کے پاس چلے جاو چونکہ اونکا کام عقل و دانش مندی سے خالی نہیں ہوتا ہے یقین کہ درپے
ضرر تمہارے نہو بلکہ تمہارے خاندان کی عزت و شان کے دیکھنے سے یقین کہ تمسے باعزت پیش آوین
[illegible] قلعہ الہ آباد اور دوسری شکست سے وزیر فتح و فیروزی سے نہایت دلگیر ہوا
اور محافظان چنارہ نے بہی ادبدل کے قلعہ بر ولا انگلشی کے حوالہ کر دیا یعنی انکی ... ہاتھ میں رہی

اور بعض شجاع الدولہ کے پاس چلے گئے

وزیر کا حسب نصیحت احمد خان بنگش کے سرداران انگلشیہ سے صلح کرنا

وزیر نے صلاح احمد خان بنگش کی درست پائی چند ندیموں کے ہمراہ پالکی پر سوار ہو کر لشکر انگلشیہ کو روانہ ہوا اوس بارہ سوار سے زیادہ ہمراہی مین نتھا جب تھوڑی دور پہونچا جنرل کرناک کو خبر ملی کہ وزیر اس طرز سے آتا ہے متحیر ہو کر بتحقیق خبر مع راو شتاب رائے وغیرہ چند سرداران کو استقبال کو روانہ ہوا وزیر نے جنرل کو استقبال مین آتے ہوئے دیکھکر پالکی سے اوتر معانقہ کیا اور جنرل نے مع کل سرداران اور راو شتاب رائے وغیرہ کی نذر دکھلائی اور پیادہ پا ہمراہ ہو کر اپنے خیمہ مین لایا ضیافت کی طیاری ہوئی ادب و آداب مین کوئی دقیقہ فرو گذاشت نفرمایا وزیر نے بعد طعام و استراحت خوشی و خورم اپنے خیمہ گاہ کی راہ لی اور دو تین روز مین بوسیلہ راو شتاب رائے فیمابین مصالحہ ہوا و مجمع ہو کر ایماے انگلشیہ کے جمیع اپنے ملازمین طلب کر کے حاضر کرائے لشکر جنرل اور وزیر نے باہمدگر آمد و رفت ہوئی تہی راو شتاب رائے دونون طرف کی رضامندی مین ساعی تہے ہان وزیر کی خدمت زیادہ منظور تہی اور بمقتضائے نمکخواری کے قبل اس سانحہ کے ملازمان شجاع الدولہ مین رفاقت مین بہادرانہ کرتے تہے قاسم خان کہ عظیم آباد سے منسلک تہا اس باعث سے عزت وزیر کو وجہ ہمت اپنا سمجہتا تہا اور بیچ اس انصرام مرام کر سعادت دارین حاصل کی اور مورد تحسین دوست و دشمن ہوا

قرار وزیر و انگلشیہ کا بیان اور وزیر کا اپنے صوبہ کو جانا

اسپر صلاح قرار پائی کہ شجاع الدولہ پچاس لاکھہ روپیہ جو اوسکی لڑائی مین خرچ پڑا انگلشیہ کو دے نصف نقد اور نصف صوبہ پر تنخواہ کردی اور جو کچہہ اوسکے صوبہ سے تحصیل ہوا ہو وہ مجرا لے اور صوبہ الہ آباد مخصوص واسطے بادشاہ کے اور بادشاہ مین پر اپنی معاش کرے اور میرزا نجف خان بہادر جو کہ رفیق بادشاہ اور انگلشیان ہوا تہا ملازم بادشاہ رہکر لاکھہ روپیہ سالیانہ منجملہ مالگذاری بنگالہ سے پایا کرے اور ایک فوج انگلشی بادشاہ کی اعانت پر الہ آباد مین رہے اور کوئی ایک انگلشی وزیر کی خدمت مین بطور درمیانی کے رہے مگر اوسکے فعل سے کچہہ غرض نہین اس عہد کے بعد طرفین کے دوست و دشمن برابر دوست و دشمن سمجہے جاوین اور ہمدگر کی مدد اور کمک بروقت ضرورت حاضر رہین اور جسکی مدد دیجاوین اوسسے خرچہ فوج مدد دینا ہوگا اور راجہ بلونت سنگہ زمیندار بنارس جو بنا بر رفاقت بادشاہ اور انگلشیہ کو وزیر کے حضور مین منفر ہوا تہا اوسکے قصور انگلشیہ سے معاف کراکر وزیر کی خدمت مین اپنی ضمانت سے مقرر کرایا عہد نامہ مذکورہ طرفین کے مہر و دستخط سے مزین ہوا اب وزیر کو اطمینان مزید صحو د لتقد کرا کر کسے اور کوئی اضطراب باقی نہ رہا

بیگانگی کرنا وزیر کی والدہ و اقربا وغیرہ کا ادا سے زر مین اور کام آنا اوسکی بی بی کا

وزیر کو ادا ے زر معہودہ کی فکر ہوئی ہر ایک اپنے رفقا سے بموجب اوسکی دست رسی کی تکلیف زر دیتا تھا اور اسیطرح اپنی والدہ اور ساس اور بی بی اور سالون سے متکلف ہوا اور یہ لکھا کہ بعد اوخیال استقدر زر کی میری رہائی ہوتی ہے سنا گیا کہ ہر ایک شخص نے جیسی توقع کیا تھا اور فی الحقیقت اسکی زر مجوزہ کے ادا کی طاقت رکہتا تہا کسی نے نصف اور بعض نے ثلث اور بعض نے ربع کا اقرار کرکے بہیجدیا حتی کہ اوسکی مان اور سالے اور غلام اور ملازم بہی اسیطرح مسلوک ہوئے مگر ہان اوسکی بی بی نے جسقدر نقد اور جواہر اور طلا اور نقرہ کے ظروف تہے اور اوسکی لونڈیون کے پاس ہیمر تہا حتی کہ ناک کی نتہہ مع موتیونکی شوہر کے واسطے باوجود ممانعت خوش آمد گویون کے بہیجدیا اور ناصحون کو جواب دیتی تہی کہ جو کچہہ مجہہ میں ہے وہ وزیر کی سلامتی تک چاہیے اوسکے بعد یہ اسباب وغیرہ میرے کسی کام کا نہین درحقیقت اگرچہ عورت تہی مگر واہ رے اوسکی ہمت مردانہ اور حق شناسی اور پاس وفا اسی مقام پر یہ بہتا ہے ؎ زن خوب فرمان بر پارسا ٭ کند مرد درویش را بادشاہ ٭ شجاع الدولہ بہی بعد امتحان کے جو کچہہ اوسکی مصارف ضروریہ سے بچتا اپنی بی بی کو حوالہ کرتا ؎ چہ مردے بود کز زنے کم بود ٭ القصہ بعد سر انجام ہونے زر موجودہ کی باقی کے واسطے جواہر گران بہا بعد تشخیص قیمت کے انگریزون کی رہن کردیا اور اپنے اہل و عیال کو حافظ رحمت خان کے ملک سے طلب کرلیا اور قلعہ چنارہ کو قلعہ الہ آباد کے عیوض مین انگلشیہ سے لے لیا اور بادشاہ کی خدمت مین ایک کو نایب وزارت اور ایک کو نایب فرانسیسی دیکر خود صوبہ فیض آباد کو روانہ ہوا اس مقام کی بیو بربان الملک سعادت خان نے ڈالی تہی اور شجاع الدولہ نے تکمیل و ترمیم کی باقی احوال اسکا اور شاہ عالم بادشاہ اور عالیجاہ کا دفتر سوم مین لکہا جائیگا اب وضع اور انتظام ملک کا جو انگلشیہ نے اجرا کیا لکہکر یہ دفتر ختم کیا جاتا ہے

روزنامچہ دوست جلوس کرنے نجم الدولہ کا بنگالہ کی ایالت پر تجویز ارباب کونسل کلکتہ سے اور جانا شمس الدولہ ہنری وینسٹرٹ کا اپنے ولایت کو اور آنا لارڈ کلیف ثابت جنگ کا نایب انگلنڈ اور روانہ الملک لندن سے اس ملک کی انتظام کو اور رفع شورش فسا و او جہالات بسبب میر قاسم خان کے اس ضمن مین وارد ہوئے

جب میر جعفر خان جہان فانی سے گذرا اور شمس الدولہ ہنری وینسٹرٹ گورنر کلکتہ نے سنا کہ لارڈ کلیف ثابت جنگ کو صوبہ بنگالہ اور عظیم آباد کا اختیار ملا وہ ولایت انگلنڈ سے آتا ہے اپنا رہنا نامناسب سمجہکر قبل اوسکے آنے کے روانہ انگلنڈ ہوا البقیہ اصحاب کونسل کاروبار کرنے رہے بعد مرنے میر جعفر خان کے

قرار پایا کہ نجم الدولہ معروف بمیر پہلوری بڑا لڑکا میر جعفر خان کا جو منی بیگم کے بطن سے تھا باپ کی جگہ مسند آرا ہوا اور اوسکا خطاب نواب کولسے موافق صلاح کے کار پردازون جب یہ تجویز ہو لی تہی مسٹر لیٹن صاحب مرشد آباد اور مسٹر جانسن صاحب کلان ہر دو ان نے مرشد آباد مین آکر اپنے سامنے اوسے مسند نشین کیا اوسنے کسیقدر دونون صاحبون کی تواضع کی نجم الدولہ چیدروز ناظم تھے رااور نندکمار دیوان مدار المہام تہا میر محمد کاظم خان برادر میر جعفر خان ناظم عظیم آباد کا اپنے بہتیجے کی نیابت پر مقرر ہوا اور راجہ دہیرج نراین چہوٹا بہائی راجہ رام نراین کا دیوان مدار المہام اور راو شتاب رائے دیوان بادشاہی مقرر ہوئے لیکن جماعۂ انگلشی سے نہایت موافق مخصوص بیجر کرناک سے شجاع الدولہ نے بنابر مصلحت کے پرگنہ باہول جسکا حاصلات ایک لاکھہ روپیہ کے برابر تھا نواح اعظم گڈہ اور جون پور مین بطور جاگیر کے اوسکو عطا فرمایا تہوڑی مدت اس صورت سے منقضی ہوئی کہ نندکمار بسبب آرزوگی گورنری ونسترٹ شمس الدولہ بہادر کے حسب الطلب کونسل کے کلکتہ گیا لیکن اپنے عہدہ سے معزول نہ تہا اوسکے عملہ کام کرتے تھے شمس الدولہ نے اوسکے عیوب کی مجلد کتاب بناکر اپنے بہائی جارج ونسٹرٹ ہوشیار جنگ بہادر کو دیا کہ گیا تھا کہ جب لارڈ کلیف آئے اور کونسل مین بیٹھے اوس کتاب کو اونکی مجمع مین پڑہے اس سبب سے ارباب کونسل نندکمار کو کلکتہ سے باہر نہین جانے دیتے تھے اور وہ اس انتظار مین تھا کہ لارڈ کلیف آئے کیونکہ جب وہ لارڈ مذکور کرنیل اور سراج الدولہ کا زوال اور میر جعفر خان کا اقبال سنا منشی اور مقرب اوسکا تھا جانتا تہا کہ ہر وقت اوسکے ورود کے ترقی پاویگا تا آنکہ لارڈ کلیف بہادر ثابت جنگ آئے اور ہوشیار جنگ نے وہ کتاب حرف بحرف گوش گذار کئے ہر چند نندکمار منظور نظر لارڈ کلیف بہادر ثابت جنگ تہا مگر شمس الدولہ نے ایسی چوالانی کی تہی کہ لارڈ کلیف کی نظر سے مانند شرک نندکمار گرا اور عہدہ سے معزول ہوا کلکتہ سے جانے کی اجازت نہ ملی

ذکر محمد رضا خان کا عروج مراتب اعلی بر بعد و تقدیر

بعد معزولی نندکمار کے محمد رضا خان خلف حکیم ہادی خان عقیلی شیرازی جو میر جعفر خان کے دوسرے عہد مین چکلہ جہانگیر نگر کی نیابت رکہتا تہا بیاوری تقدیر مورد الطاف لارڈ کلیف ثابت جنگ ہوا اور سفارش سے نجم الدولہ کی نیابت اور کل صوبہ بنگالہ کے حل وعقد معاملات مین نامزد ہوا اور محمد رضا خان بہادر مظفر جنگ کا خطاب پایا اور آہستہ آہستہ خطاب معین الدولہ مبارک خان خانسامان کا پایا نوبت اور ماہی مراتب اور حکم سواری پالکی کا حاصل کیا چونکہ لارڈ کلیف بموجب خبر انقلاب ممالک بنگال اور عظیم آباد کے اور بنابر استقبال میر قاسم خان اور انتظام ملک کے مقرر ہوا تہا اور یہ امر

ولایتیون کے نزدیک دشوار تہا لہذا ایسا مرتبہ بڑہا کہ یکبارگی کرنیلی سے مرتبہ لارڈی کو جو کہ قرب
اور خطاب ولایت انگلنڈ سے پہونچا اور یہان کے کل کارخانجات مین اسقدر وہی اختیار ہوا کہ آجتک
کسی گورنر کو نہین ملا مگر نواب گورنر جنرل عماد الدولہ ایسا ور مسٹر ہشٹنگ جلادت جنگ جسکا مرتبہ
لارڈ کلیف سے بہی برابر ہوگیا اور ہند و ولایت مین کوئی شریک نہ تہا لارڈ کلیف بسبب امر مذکورہ کے
مانع رائے کونسل تہا لہذا اسکو خواہ انگلشی یا ہندی ہوا اپنے دلمین نلاتا تہا اور بنابر اظہار اپنے اقتدار
کے اول جانسن اور مدلٹن کو چہیڑا کہ نجم الدولہ کی مسندنشینی پر جو ہوئی نذر جیسے روپیہ لینا بے حساب اور
بے چاہے چاہیے سرکار کمپنی کرنا چاہیے دونون سردار بندگی خدمت سے مستعفی ہو کر جوابدہ ہوئے کہ ہمین
کمپنی کی نوکری مین آپ کی اطاعت اور فرمان بری ضرور تہی اب ہمنے ترک نوکری کی تمہارا حکم ہمپر
نہین ہے اگر کچہہ اور دعوی ہو سرکار بادشاہی مین عرض کرو اور جو کہ درباب ایصال زر سرکار
کمپنی کے فرمائے ہو اوسکا جواب یہ ہے کہ جب آپ وہ روپیہ جو نجم الدولہ کے باپ سے لیکر سراج الدولہ کے
بعد ریاست پر منتقل ہوا تہا داخل کمپنی کردیگے ہم بہی یہ روپیہ داخل کردینگے لارڈ کلیف بسبب
مستوفی ہوجانے کے اونکو تعرض سے لاچار خاموش ہوا جانسن تو ولایت گیا اور مدلٹن بعد استعفا کے
چندمدت تک ہندمین تجارت کرتا رہا اور پہر نوکر ہوکر بڑا صاحب مرشدآباد کا تہا کہ اوسکی موت نے
آگہیرا موضع پیتی متصل شاہ آباد جو بیچ مین راہ عظیم آباد اور مرشدآباد کے ہے مرا اور کوہ پیتی پر
مدفون ہوا اوسکی قبر دور سے دکہلائی دیتی ہے اس شخص کی مروت اور ترحم کی شہرت ہے
یقین ہے کہ مدہ شخص ہوگا فہم و عقل مین ڈاکٹر ولیم فلرٹن وغیرہ اور جرات اور ہوشیاری جنگ مین
کرنیل گاڈرڈ اور دانائی اور پاس حقوق اخلاص اور آشنائی اور معاملہ فہمی اور خبرورسی اور
معاملات فہمی مین ہوشیار جنگ جارج ونسترٹ اور حسن اخلاق مین بے نظیر مسٹر اندرسن
اور مسٹر امیت ممتاز ہین اور رشک امائل اور اقران ہین اور بہائی مسٹر اندرسن کا بہی سنا جاتا ہے
کہ برابر اور بلکہ بعض علوم مخصوص ہندسہ مین بہائی سے بڑہکر ہے مثل انکا ان اشخاص مین کمتر دیکہا گیا

ذکر خودکشی مسٹر بلرس اور مطعون ہونا اوسکا

مسٹر بلرس جو عظیم آباد کا صاحب کلان تہا بسبب قلت شعور کے بتقلید مسٹر مدلٹن اور مسٹر جانسن کا
کر کے کمپنی باغ سے جو کہ باقی پور مین ہے اور اون دنون مین ہر صاحب کلان وہین پر رہتا تہا
بڑے کروفر سے سوار ہو کر قلعہ مین آیا اور میر کاظم خان کو عظیم آباد کی نظامت دیکر کسیقدر صرفہ
بہم پہونچایا اور بعض ہندوون کی مصاحبت مین رہنا ظاہرا بعض حرکات نامناسب کا مرتکب ہوا تہا

کہ لارڈ کلیف کا اقتدار سنکر بذیرپس کو ڈرا اور اپنے ہاتھہ کرچ مار کر مر گیا اور ربانج باقی پور مین
مدفون ہو کر اپنی قوم مین مطعون ہوا اور جنرل کرنگ جو کہ سابق سے لارڈ کلیف کا دوست تھا اسوقت مین
مصدر حل وعقد جمیع امور ہوا چونکہ ڈاکٹر اور جنرل مذکور سے اول دوستی اور آخر مین بد اتفاقی ہو گئی تھی
کچھ سوچا کر ڈاکٹر فلرٹن کو برطرف کرا دیا ڈاکٹر بیچارہ ناکام دوستون سے مرخص ہو کر ولایت گیا اور وعدہ واپسی کا
چند سطرون پر کر گیا تھا مگر ہنوز واپس نہ آیا اللہ تعالے جہان رکھے خوش وخرم رکھے —

الہ آباد جانا لارڈ کلیف کا بنا بر ملاقات شاہ عالم بادشاہ اور شجاع الدولہ آصف جاہ کے اور حاصل کرنا سند دیوانی خالصہ سہ صوبہ بنگالہ اور اوڑیسہ اور عظیم آباد کا اور انقلاب بندوبست

لارڈ کلیف نے بعد ورود کلکتہ اور آگاہی بعض امور ضروریہ کے الہ آباد کی نہضت کی وزیر الممالک شجاع الدولہ بھی
فیض آباد سے حسب استعار لارڈ اور نیز التماس راو شتاب راے کے قاصد الہ آباد ہوا اور میرزا کاظم
نام ایک شخص کو جو ولایت زا اور حسن رضا خان نواسہ حاجی احمد خان ولد جواد خان مرحوم کا داماد تھا
اور میر قاسم خان کی حکومت مین علی ابراہیم خان بہادر کی دستگیری سے پرگنہ سہسرام اور چین پور کا
عامل ہوا تھا لارڈ مذکور جونگام اقامت دکہن کے اوس سے آشنا تھا اسوقت مین اوسکے حال پر راضی ہو کر
ایک لاکھ روپیہ عطا فرما کر اپنا مصاحب بنایا ظاہرا یہی شخص واسطے سوال جواب دربارہ تحصیل خرچ
محمد رضا خان کے ہوا چونکہ محمد رضا خان راو شتاب راے کی شراکت مطلقا نہین چاہتا تھا اور
یہ چاہتا تھا کہ بادشاہ اور وزیر کے حضور مین بھی راو مذکور کا واسطہ ہو میرزا کاظم اس مہم کا بھی متکفل ہو
لہذا اس امر کی تقریب جنرل نے مخفی لارڈ کلیف سے کی اور میرزا ے مذکور اسی امید پر لارڈ کے ہمراہ گیا
اور لارڈ کلیف نے بروقت پہونچنے عظیم آباد کے میر کاظم خان برادر جعفر خان اور راجہ دھیرج نراین
اور راو شتاب راے سے ملاقات کر کے قدر افزا ہوا ہر ایک کے عقل و شعور کو میزان تجربہ مین تولا
راو شتاب راے کو لایق واسطہ پا کر ہمراہ لیا میر کاظم خان کو مرد سادہ لوح دیکھا دھیرج نراین کی
بطمع دنیوی اوسکے حقوق فراموش کر کے اوسکی بیقدری کار دنیا مین ظاہر کی اور نیابت عظیم آباد کا
اپنے واسطے خواہان ہوا لیکن لارڈ نے اس سفر مین عزل ونصب مناسب نہ سمجھا راو شتاب راے کو
ہمراہ لیکر روانہ ہوا جب الہ آباد پہونچا بعد حصول حضوری بادشاہ اور ملاقات وزیر کے جو مقصد
کہ جانتا تھا ظاہر کیا اور سہ صوبہ کی دیوانی کا فرمان وزیر اور بادشاہ سے اپنے نام چاہا

چونکہ وزیر اور بادشاہ دونون اس جماعت کے مغلوب ہر طرح سے تھے چار ناچار قبول کرکے سند تحریر کردی
اور چھبیس لاکہہ روپیہ تینون صوبہ کی مالگذاری مقرر ہوئی کمپنی کی مہر سے قبولیت لکہکر دفتر شاہی مین داخل کردی
اسطرحکا امر عظیم بدون کسی توسل کے نہایت سہولیت اور آسانی سے کہ خرید فروخت خر بار بردار اور
اسپ راہوار کے بہی ایسی جلد ممکن نہین ہوگیا لارڈ نے اپنی دار الحکومت کلکتہ کو معاودت کی اور
کرنیل اسمتٹ کو جو بعد جانے لارڈ کے ولایت مین جنرل ہوا سردار فوج انگلشی کرکے الہ آباد مین
بحضور بادشاہ چہوڑا لیکن فی الحقیقت وہ حاکم تہا اور بادشاہ محکوم وہ قلعہ مین رہتا تہا اور حضرت
بیرون چہاونی مین جو کہ خود تعمیر کرائی تہی خبر لیا نقارہ نوبت بادشاہی کے دہون دہون سے جو قلعہ مین تہا
ناخوش ہوا نوبت نوازون کو ممانعت ہوئی پانچ پہر سے ہر کر پانچ روز نوبت اوسے القصہ راو شتاب راے کا
حسن سلیقہ اور لیاقت بیانی اور دولتخواہی کمپنی اور اصحاب کمپنی کی رفاقت سے منظور نظر لارڈ ہوا
میر کاظم خان امید لیتہ سے محروم ہمراہی مین واپس آیا اور علی ابراہیم خان بہادر جو کہ وزیر اور بینی بہادر
کی رفاقت مین عزت اور احترام سے بسر کرتا تہا لیکن غربت مین بے بار برداری کے رنج سے مکدر رہتا
میرزا سے مذکور نے نظر بحقوق خانہ کو رکے جو کہ زمانہ عالیجاہ مین آسکے ساتہہ گئے تھے مرشد آباد بلاکر
لارڈ سے ملاقی کرایا اور علی ابراہیم خان نے بسبب الفت یاران اس شہر کے قبول کیا اور مرشد آباد
پہونچکر رفقاے منظور خان کے مین منسلک ہوا اگرچہ کمال عزت مین بسر کرتا تہا مگر جیسا کہ چاہیے قدر دانی
نہوتی تہی لارڈ کلیف نے عظیم آباد پہونچکر میر محمد کاظم خان کو صوبہ داری سے معزول اور راجہ دہیرج نراین کو
مقرر کیا اور میر کاظم خان کیواسطے لاکہہ روپیہ سالیانہ مقرر ہوا وہ راج محل اکبر نگر مین جو اوسکا مولد اور وطن تہا
سکونت گزین ہوا اور اپنی حسن نیت سے کمال نیکنامی مین بسر کی لارڈ کلیف چند روز عظیم آباد مین رہکر
کلکتہ کو روانہ ہوا جب وہان پہونچا انصرام مہام مین مشغول ہوا مسٹر سکس کو صاحب کلان اور شریک
انتظام ملکی اور مالی کا چکلہ جہانگیر نگر مین جسارت خان مرحوم کا کیا اور چکلہ ہر دو ان کو ہندیون کی شراکت سے
لیکر دو تین روساے معتمد ولایت کے حوالہ کیا۔ میر رفیع الدین حسین خان بہادر سپہدار جنگ خلف
سیف خان بن عمدۃ الملک امیر خان جو بدار کابل کو تہے بروقت روانگی لارڈ کے جانب الہ آباد کے
جو عین برسات مین ہوئی تہی بسواری کشتی سورج گڑھی پہونچکر اپنی ملاقات سے خوش کیا تہا ملک پورنیہ
کی حکومت بدستور بحال رکہی اور اوسکی مالگذاری بنگالہ کے زمانت مین حسب دستور سابق مقرر ہوئی
لیکن نہایت کم ظاہر اً زیادہ پانچ چہہ لاکہہ روپیہ سے تہی لیکن غفلت و رزمی سپہدار جنگ سے اور
نمک حرامی عسکر علی خان اوسکی ہیرزادے کے سبب سے بعد دو تین سال کے اوسکا قبضہ اختیار نکل گیا

ذکر اسکا انشاءاللہ تعالے تحریر کیا جاویگا اور جو جاگیرات اور التمغا اور املاک لوگون کی مہابت جنگ
کے عہد سے مقرر تہین اور کسیکو اونسے تعرض نہین رہا اصحاب انگلشیہ نے بہی اوسیطور سے
واگذاشت کردی کسی نے متعرض نہوئے یہ سبب فضل خدا اور احسان انگلشی سے ہے ورنہ کوئی
امیر بہی اس دیار کا اس ملک مین کیا بلکہ آسمان کے نیچے کہین زیست بسر نہین کرسکتا تہا اور تغیر تغیر اور
تبدل بادشاہ اور اوسکے متصدیان خیانت پرست کی آفت سے نجات ملی انگلشیون نے یہ بنا ڈالی
کہ جو قطعہ جسکا قبضہ مین ہے اوسکے بعد اوسکے آل اور اولاد کے نام برقرار اور بحال رہیگا شکر خدا ہے
کہ ہنوز یہی قاعدہ سلوک ہے اور آئندہ کو بہی ایسا ہے

بیان ذکر نجم الدولہ کے انتقال کرنے کا اور سیف الدولہ اوسکے بہائی کا جلوس فرمانا

جسوقت کہ لارڈ کلیف آلہ آباد کے ارادہ سے مرشد آباد پہونچا اور بلدہ مذکورہ سے کوچ کرکے صادق باغ مین
نزول کیا نجم الدولہ اور مظفر جنگ بنا بر مشایعت باغ مذکور تک آئے اور بعد رخصت کرنے کے
اپنے گہر معاودت کرکے پہونچے نجم الدولہ کو ہیضہ ہوا بائیسوین ذیقعدہ سنہ ۱۱۷۹ ہجری کو اس دار فنا سے چل بسا
اوسکا چہوٹا بہائی سیف الدولہ جلوس فرما ہوا یہ شخص حسن خلق اور رافت مین فرد تہا چند روزہ
حکومت مین نیکنامی سے جان فشان ہوا اگرچہ صاحب اقتدار نہ تہا مگر جہانتک دسترس ہوتا کوتاہی نکرتا

راو شتاب راے کو نیابت عظیم آباد کی ملنا

آلہ آباد سے جب لارڈ کلیف معاودت ہوا شتاب راے کو حکم ہمراہی صادر ہوا اوسنے چند وجوہات سے
چند روز کے بعد وعدہ حاضری کیا چونکہ والد بندہ بنا بر دفع روزگار کے قلیل جاگیر مین راضی ہوکر
گوشہ گزین تہا مگر پہر بہی ملاقات حاکم وقت کی جو تازہ مسند آرا ہوتا بنا بر حفظ وسلامت وداد یکمرتبہ
کرتا تہا نظر برین لارڈ کلیف کی ملاقات کو عظیم آباد آیا چونکہ آنا جانا نہایت جلدی مین واقع ہوا اور قبل
پہونچنے والد کے وہ عظیم آباد سے اول نکل گیا تہا لہذا والد مرحوم نے چاہا کہ سید علیخان بندہ کے
بہائی کو جو رابعہ بیگم محمد رضا خان کی سالی سے رابطہ اتحاد رکہتا تہا راو شتاب راے کے ہمراہ
مرشد آباد پہونچے لہذا ایک قطعہ خط مشعر اظہار مقصد اور التماس اعانت انجاح مرام کے دربار
انگلشی کے اور نیز روانگی فرزند بنا بر حصول بعضے سند کے ناظم بنگالہ کی مہر سے لکہکر اوسکا
استمزاج کیا اوسنے مردمی اور وقت شناسی پر نظر فرما کر اقرار انجاح مرام جواب مین رکہا

چند روز کے بعد جب ارادہ کلکتہ گیا مرلیدہر ہرکارہ جو کہ مرد عیار اور مدت سے رکن عمدہ نظامت عظیم آباد کا تہا تہ مدعا سے رسائی کرکے راو مذکور کے ہمراہ ہوا اراے مذکور نے اوسکو شراکت انتظام مہام نظامت کی تکلیف دی اوسنے بنظر رفع بدنامی بڑی بے پروائی سے اول عذر کیا مگر مسیح تہوا شتاب رای وجع مفاصل کے عارضہ مین جو بسبب مادہ آتشک کے ہے مبتلا ہوا لارڈ نے اپنا ڈاکٹر اسکے علاج پر مقرر فرمایا اور راو سنے بخوبی علاج کی عجیب یہ کہ ایسے مرض شدید کو جو نہایت شدت مین تہا جس دوا مین کہ سیماب تہا و نوبت دہن تک استعمال کرانے سے مطلق زایل کر دیا راو موصوف نے دس ہزار روپیہ ڈاکٹر کو انعام دیا بعد شفا کے خطاب مہاراجگی اور بہادری اور اضافہ منصب پنجہزاری اور بست پنج ہزار روپیہ ماہواری در ماہہ اخراجات نظامت اور پنجہزار روپیہ ذات خاص علاوہ جاگیر کے جو عظیم آباد مین تہی اور شراکت مہیرج نراین اور مسٹر بدلش صاحب کلان کوہٹی عظیم آباد سے سرفراز ہوا اور مہرسیف الدولہ ناظم مرسہ صوبہ کی اسکے سپرد ہو کر رخصت اور معاودت بلی والد کے امور خواہش مرشد آباد مین سید علی خان بندہ کے بڑے بہائی کی سعی سے اور منیزرابعہ بیگم کے حسن سلوک سے درست ہو گئی تہی کہ مہاراجہ شتاب راے بہی مرشد آباد پہونچا

ذکر رحلت کرنے والد مورخ کا اس جہان فانی سے بموجب آیۂ کریمہ کل نفس ذائقۃ الموت

اندنون مین بندہ ڈاکٹر فلرٹن کی سفارش سے مسٹر مسیح کی رفاقت مین جو کہ عمدہ روسای انگلشیہ کوہٹی بنارس کا مدار علیہ تہا اوس شہر مین آیا اور حضرت شیخ محمد علی حزین کی خدمت مین مشرف ہوا والد قصبۂ حسین آباد اپنے بسائے ہوئے مین مع متعلقون کے رہتا تہا ناگہان سہل سا عارضۂ تپ لاحق ہوا سنا گیا کہ مادہ دماغی ہو کر سرسام ہو گیا لیکن چندان حواس مین خلل نہ تہا بیماری کے بارہوین روز یکشنبہ تاریخ سوم جمادی الثانی سنہ ۱۱۷۹ ہجری کو اول روز رنگر اسکے عالم بقا ہو کر اوسی قصبہ مین مدفون ہوا اللہم اغفر لہ وارحمہ والحقہ بالائمۃ الصالحین اس واقعہ کی خبر بمقام بنارس مین بندہ کو ملی والدہ ماجدہ اور برادر مہربان میرے تقی علیخان وغیرہ کے خطوط بندہ مورخ کے طلب مین آئے بندہ مورخ لاچار بترک رفاقت مسٹر مسیح کرکے عازم حسین آباد ہوا مسیح مذکور راضی نہ تہا بندہ مورخ کی جدائی منظور نہی کہتا تہا کہ تہوڑی مدت میرے سفر آخرت مین باقی رہی تمنا ہے کہ دم واپسین تک تم میرے پاس سے جدا نہو مگر بندہ مورخ کی کم نصیبی اور والدہ وغیرہ کی اضطرابی نے نہ چہوڑا اور سچا اور ہی ارشاد ایسے بزرگوار کی نہوئی کہ اس دولت بے بہا سے سرفراز ہوتا مگر قسمت کا تدارک

یعنی یا خدایا بخشدے اوسکو اور رحم کر اوسپر اور داخل کر اوسکو ساتھ صالحون کے ۱۲

کچھ نہین ہوسکتا ہے بیت تہیدستان قسمت را چہ سود از رہبر کامل ٭ کہ خضر از آب حیوان تشنہ مے آرد سکندر را ٭ بہرحال بندہ مورخ حسین آباد پہونچا اور واقعہ والا کی خبر مرشدآباد پہونچی مہاراجہ شتاب راے اور سید علی خان مدت تک مرشدآباد مین رہے بحالی جاگیر کی سندین بندہ کا نام حاصل کرکے عازم عظیم آباد ہوئے

عظیم آباد مین مہاراجہ شتاب راے کا آنا اور دہیرج نراین کا براہ حماقت ولتنگ ہونا

جب مہاراجہ شتاب راے وارد عظیم آباد ہوا از راہ دانائی اور عقلمندی فیصلہ معاملات کیواسطے قلعہ بادشاہی مین درباروار مقرر کی تاکہ نہ اپنا گہر ہو نہ دہیرج نراین کا اور مقرر ہوا کہ وقت معین پر صاحب کلان انگریزی کرسی پر جلوس کرے اور اوسکی کرسی کے روبرو مسند طویل بچھے جسکے ایک طرف دہیرج نراین مدعی نظامت اور دوسری طرف مہاراجہ شتاب راے بیٹھے اور ایک ایک تکیہ دونون کے لئے رکہے جاوین جو سند اور پروانہ لکہا جاوے دہیرج نراین معمولی طور پر دستخط بعض اوسکے حاشیہ پر کرے اور مہاراجہ ممدوح اوسکے لیثت پر بازیر مہر سیف الدولہ کی اپنے قلم سے کلمہ (دیدہ شد) تحریر کرے دہیرج نراین کو تو غرور نظامت اور رام نراین کی برادری کا تہا اور چند روز خود تنہا بر سر کار رہکر اپنی مہر لگاتا تہا اور چونکہ ناظر حال کوئی دوسرا نہ تہا کاموں مین خیانت عہد ماضی کی طرح سے کیا کرتا تہا یہ قاعدہ اوسپر گران گذرا لیکن لاچار تہا لہذا ہمیشہ صحبت ناچاق اور افزایش نفاق ہوتی تہی عملہ نظامت بہی دو حصہ ہوئے تہے نصف مہاراجہ کی متوسل اور نصف دہیرج نراین کے ہمراہ رہے مہاراجہ شتاب راے نے جب کاغذات دیوانی بلاحظہ کئے معلوم کیا کہ بندوبست صوبہ مین بڑی خیانت ہے اور ہر معاملہ مین ہزار ہا بالا بالا مذرانہ دہیرج نراین نے ہی مگر اسکا اظہار نامناسب جانا اور ستاجر ہو کہ بتہید گنجایش اضافہ کے ہو فے بہم پہونچاوے اور دہیرج نراین سے کہا کہ یا تو عمال سابق سے یہی معاملہ لکہوالو یا اونکو معزول کرکے اونکے عوض مین انہین مقرر کرو چونکہ دونون صورتون مین نارسائی اور خیانت دہیرج نراین کی ظاہر ہوتی اوسکی رسوائی کا موجب ہوتا تہا اور جمع و خرچ صوبہ مین بہی چونکہ بڑا غایلہ تہا شتاب راے نے دہیرج نراین سے بذریعہ معتمدین نصیحت فرمائی کہ روپیہ کسطور سے داخل خرچہ کرنا چاہئے تاکہ اظہار اوسکا نہو جاوے مرسید بہر شتاب راے کا شریک ہوا چونکہ پیشتر سے واقف اسرار تہا اسرار دہیرج نراین کا اظہار کرتا تہا وہ احمق اسی قدر اپنے حقوق پر کہ راجہ رام نراین جنرل کرنک

اور مسٹر امیٹ کی دوستی مین مورد عتاب عالیجاہ ہوکر بیرون عدم ہوا مغرور تھا اور مہاراجہ
شتاب رای نے انصاح کیا بلکہ اپنے ودلتخواہونکی رائے نہ سنتا تھا اور یہ نسمجھتا تھا کہ انگلشی کو اسقدر
پاسخاطر نہوگا کہ بنابر قتل ہونے اوسکے بہائی کے صوبہ عظیم آباد کی جاگیر اوسکو دیدین تاکہ جو چاہے
تہین کرے بہرحال یہ راز آہستہ آہستہ کہولتے کہولتے لارڈ کلیف اور جنرل کرناک وغیرہ روسائی
انگلشی کے گوش گذار ہوا اول بذریعہ خطوط کے دہیرج نراین کو خواب غفلت سے بیدار کیا
کہ بموجب اطاعت مہاراجہ راو شتاب رائے کے ادائے زرباقیات کرے وہ ہر چند معذرت
لکہتا تہا تا آنکہ لارڈ کلیف کو خدا معلوم کس سبب سے عزمیت ولایت درپیش ہوئی انکے سرپیے
عہد و اقرار شجاع الدولہ کے درباب چند امور کے مخصوص بمقدمہ راجہ بلونت سنگہ بہن کئے
جسکی چاہت سے شجاع الدولہ ابہی نہ تہا اور شجاع الدولہ کو بہی اوس سے اکثر کام تہے لہذا اقرار ہوا
کہ مقام موضع چہپرا مین ملاقات باہم کرین لہذا لارڈ کلیف کلکتہ سے اور شجاع الدولہ فیض آباد سے
اور منیر الدولہ الہ آباد سے بادشاہ کی نظارت مین اور راجہ بلونت سنگہ بنارس سے روانہ موضع مذکور ہوئے

آنا لارڈ کلیف اور شجاع الدولہ اور منیر الدولہ اور راجہ بلونت سنگہ کا موضع چہپرا مین اور معاتب ہونا راجہ دہیرج نراین کا

جب لارڈ کلیف ثابت جنگ بہادر عظیم آباد کے قریب آیا مہاراجہ شتاب رائے استقبال کو گیا
اور دہیرج نراین جو ہمیشہ اپنے خیال عزمیت اور اقتدار مین رہا کرتا تہا بڑے کر و فر سے بدون اسکے
کہ فکر لقایائے مبلغ واجب الادا کرے واسطے استقبال کے برآمد ہوا جیونہین دور سے دونون کی
سواری لارڈ اور جماعۂ انگلشی کی نگاہ مین آئی چونکہ قبل ازین دہیرج نراین کے نام یہ خطوط ہو
ہوچکے تہے کہ بدون ادائے زرباقی کے ملاقات کو نہ آوے لارڈ کلیف نے آشفتہ ہوکر کسیکو بہیجا
کہ دہیرج نراین کو حضور مین آنے کو مانع ہوا اور ایک قدم نہ بڑہ سکے فرستادہ نے تعمیل حکم کی
دہیرج نراین کو جبراً واپس کر دیا اور ایسے مجمع عام آشنا و بیگانہ مین جو کہ بتقریب استقبال
حاضر تہے خفت عظیم اوسکو حاصل ہوئی مہاراجہ شتاب رائے حاضر حضور ہوکر بشرف ملازمت
اور مورد عنایت ہوا دہیرج نراین نے قرین ندامت ہوکر جسطور ہو سکا روپیہ سرانجام کرکے دخلیاب ہوا
اور باتفاق عبور گنگا کرکے ہمرکاب لارڈ کلیف اور جنرل نے مع مہاراجہ شتاب رائے بجانب معہود ہوئے
اور ماہ محرم سنہ ۱۱۸۰ ہجری مین شجاع الدولہ اور منیر الدولہ اور لارڈ جنرل اور راجہ بلونت سنگہ کا مجمع ہوا

اور بعد عفو تقصیر راجہ بلوند سنگہ اور تقرر چوبیس لاکہہ روپیہ مالگذاری اوسکے سرکار شجاع الدولہ پر اور عہد اور پیمان حفظ وغیرہ کا مقرر ہوا اور عہود و مواثیق وزیر اور بادشاہ کے اور انگلشیہ کے درمیان بین وزیر اور بادشاہ کے تہہ انگلشیون کی گواہی سے اور راجہ بلوند سنگہ اور وزیر کے مجدداً مقرر ہولی اور باہم تحفہ تحایف گذرے وزیر نے بعد ملاحظہ قواعد سولداوان ولایتی اور عطای چند ہزار روپیہ انعام کے رخصت ہو کر اپنے مرکز دولت کو راہی ہوا اور راجہ بلوند سنگہ بہی بعد ادای پیشکش لایق کے رامنگر کو جو لب دریاے گنگ محاذی بنارس واقع ہے روانہ ہوا اور منیر الدولہ بہی خوب کامیاب واپس ہوا اور مہاراجہ شتاب راے نے احوال اختلاف اور خیانت اور نارسائی عملہ سابق کے لارڈ کلیف سے عرض کی اور کہا کہ اس روپیہ کا وصول راجہ دہیرج نراین اور اوسکے عمال متوسل سے بدون سختی کے متعذر ہے اور چونکہ بندہ اوسکے بہائی کا ممنون احسان ہے اسقدر مبالغہ درباب وصول زر کے نہین کر سکتا مناسب یہ ہے کہ بعد تشریف لیجانے مرشد آباد کے مظفر جنگ کو جو نایب صدر اور مرجع کل معاملات ہے چند روز کے واسطے ادہر تشریف لاے اور بعد بندوبست یہان کے واپس معاود ہوا لارڈ نے التماس قبول کیا اور ہور عطوفت بے پایان کر کے مرشد آباد کو عازم ہوا اور دہیرج نراین کی عدم لیاقت اور خیانت ورزی اپنے دلمین خیال کر کے ارادہ کیا کہ اسکو معزول کر کے راجہ شتاب راے کو بذات تنہا مقرر کرے بالفعل یہ امر پوشیدہ رکہا۔

جانا لارڈ کلیف کا کلکتہ اور مرشد آباد اور بہیجنا محمد رضا خان مظفر جنگ کو عظیم آباد کی معاملہ کیواسطے

لارڈ کلیف نے بمجرد پہونچنے مرشد آباد کے محمد رضا خان بہادر مظفر جنگ کو واسطے بندوبست کے عظیم آباد بہیجا محمد رضا خان مظفر جنگ نے عظیم آباد پہونچکر عملہ دہیرج نراین کی چشم نمائی کی نظر بند فرمایا اور بعض شخصون کی تالیف قلوب کر کے استفسار خیانت کی اور نیز بعض عمال مانند ساہ مل اور محمد تقی خان ولد قابض علی خان اور محمد اشرف کشمیری وغیرہ کی زجر و توبیخ بہی کی سماہل کو سزا لائق بد فی سے سرفراز کر کے قید کیا اور محمد تقی خان اور محمد اشرف خان کشمیری کو مہاراجہ شتاب راے کی قید سے چہڑا کر آو اسے زر کو مدت معینہ کرا دی اور دہیرج نراین بوجہ ظہور خیانت اور عدم لیاقت کے اپنی قدر و منزلت سے معزول ہوا اور اوس کے ذمہ کا روپیہ اوس کے محاصل جاگیرات سے مجرا کیا گیا بدین تفصیل کہ تا وصول زر سرکار تہورا ساخرچ پایا کرے باقی کل زر بمد لقایاے سرکار

داخل خزانہ نظامت ہو بندہ کی خیانت سید عبد العلی خان بہادر شجاع جنگ موسوی کے سبب منظور
نظر ہونے میر جعفر خان اور اوسکے بھائی میر کاظم خان کے اور نیز اس نظر سے کہ وہ بیرج مزاجون سے
رجوع ہوتا تھا منشاء وہی مذکور کو اسکا فرنہ تھا اپنے ایام اقتدار میں اور عزل میر کاظم خان کے چند روز
رہا تھا بزرگ مذکور کو باوجودیکہ راجہ اور اوسکا باپ اور بھائی نمک پروردہ خاندان تھے بمقتضائے
تنگ ظرفی کے سرکار شاہ آباد سے معزول کرا دیا تھا اور اوس کے متصدیان کو بہانہ محاسبہ سے
قید کیا تھا بعد اس کے عزل کے محمد رضا خان بہادر مظفر جنگ اور مہاراجہ شتاب رائے نے معاملہ مذکور کو
باوجودیکہ محض پیچ تھا فیصلہ کر کے فارغ خطی لکھدی اور خیانت مذکور رابعہ بیگم کی قدردانی سے اوسکے
حسب الطلب محمد رضا خان بہادر مظفر جنگ کے ہمراہ عازم مرشد آباد ہوا مظفر جنگ نے بعد انتظام
حسب رائے مہاراجہ شتاب رائے کے عزیمت مرشد آباد کی اور راجہ مذکور تنہا صوبہ عظیم آباد کے
انصرام میں کلکتہ کے صاحبان کونسل سے مقرر ہوا چونکہ مسٹر ملٹن اور لارڈ کلیف سے ناچاقی
ہوئی مسٹر مرقوم الصدر ملازمی کمپنی سے معطل ہوا اور مسٹر لوف اوسکی جگہ پر آنکر مہاراجہ شتاب رائے ہوا
اور مرشد آباد میں محمد رضا خان بہادر مظفر جنگ کے ساتھ مسٹر سکسن معین ہوا اور لارڈ کلیف
بعد دلجمعی تمام کے عازم ولایت ہوا

لارڈ کلیف اور جنرل کرنگ کا ولایت جانا اور شمس الدولہ کے تقصیرات اور تصرفات کے کاغذ ہمراہ لیجانا اور مسٹر ورلس کا کلکتہ کی گورنری پر مقرر ہونا

لارڈ کلیف نے اپنے ایام اقامت میں چاہا کہ شمس الدولہ بہادر کے تقصیرات اور تصرفات کا اگر کچھ ثبوت
اور ظہور ہو ولایت کے کونسلیون کو دکھلا دے اور اوسکا تدارک جو اوس نے کیا ظاہر کرے چونکہ
اہل دنیا کے کام ہمیشہ احسان فراموشی رہے ہیں خصوص اس زمانے میں غرض مدعی کو جملہ دانائی سے
مافوق جانتے ہیں کسی کی دوستی پر اب اعتماد نہیں کرنا چاہیئے ۵ یار اغیار ہوگئے واللہ
کیا زمانے کا انقلاب ہوا ٭ طرفہ یہ ہے کہ جس کے واسطے یہ شیوہ اختیار کرتے ہیں اوسی کی نظر میں ٭
کم عزت اور بے اعتبار ہو جاتے ہیں دیکھئے چند لوگ جو دست نشان لارڈ مذکور کے تھے
اور نمک خوردہ احسان شمس الدولہ بہی تھے باتفاق ہندکمار کے جو شمس الدولہ سے بدبختا

مصدر جنگ ہوئے اوس کی تقصیرات درست کرکے لکہا دین اسیقدر حال چون کہ کمال شہرت پذیر نتہا بندہ مورخ کے گوش زد ہوا بہ تفصیل اور تحقیق معلوم نہین کیونکہ ان لوگون کا حال تحریر کیا بلکہ خاص کو کم ظاہر ہوتا ہے القصہ لارڈ کلیف اور جنرل کرنگ مسٹر ورلس کو گورنر اور جنرل اسمٹ کو سالار کل فوج مقرر کرکے عازم ولایت ہوا مظفر جنگ نے بادشاہ کی حضور سے جو الہ آباد مین انگلشی سے مختلط تہا اپنے واسطے خطاب خان خانانی اور مدار الملک معین الدولہ مع پالکی جہالردار کی طلب کرلیا اور نیز مہاراجہ شتاب راے نے خطاب ممتاز الملک بہادر منصور جنگ اور ماہی مراتب اپنے واسطے منگایا اور عیش اور نشاط مین زندگی بسر کرنے لگے ✤ ✤ ✤ ✤ ✤

ذکر ہے عروج مظفر جنگ اور مہاراجہ شتاب راے کا عالی مراتب پر اور جان بحق ہونا سیف الدولہ کا اس جہان فانی سے

سنہ ہجری مین مہاراجہ شتاب راے واسطے ملاقات مسٹر ورلس گورنر جدید کے عازم کلکتہ ہوا بندہ بہی اوس کے حسن سلوک کا ممنون تہا ساتھ گیا مسٹر ورلس نے بخوبی عزت و اکرام سے ملاقات کی اور مقرر ہوا کہ مہاراجہ شتاب راے اور مظفر جنگ اور جسارت خان بہادر ملکی کام جو موجب دولت خواہ عزت سمجہین تعمیل کرین لیکن ہفتہ مین دو مرتبہ جو بات ہو انگلشی سے جو اونکا شریک ہو اطلاع کرکے سمجہادین اور اونہین دو روز مین امور نقد اوس انگلشی کے حضور مین جاری ہوا اور جمع خرچ محاصلات کا ہر جانب سے انگلش مذکور کے دستخط سے مزین ہو اور بعد سال تمام کے کاغذ دستخطی مذکور دفتر خانہ کمپنی مقام کلکتہ مین داخل کرین اور معاملات عدالت یعنی انفصال مقدمات رعایا کے نقل ہون کہ امر کا دارومدار جزویات امور مین جو کچہ مناسب اور حق سمجہے فیصل کرے لیکن امور عظیمہ ہفتہ مین دو روز سواے روز کچہری مذکور کے بحضور نایب اور انگلشی شرکت دار کے انفصال ہون اس ضمن مین انگلشی بہی واقف معاملات ہوتا جاتا تہا جیسا کہ انکا قاعدہ ہے کہ جو امر باقاعدہ جو ارباب معاملہ تجربہ کی زبان سے سنتے ہین کتاب سادہ مین لکہتے ہین وہ لکہا کرتا تہا تاآنکہ مسٹر ریوفٹ بہی سنہ ہجری مین قاصد ولایت ہوا اور مسٹر الکسندر اوسکی جگہ پر آیا اور بجاے مسٹر سکسن کے مرشد آباد مین مسٹر بیچر معین ہوا اور اس سال کے آخر سے آثار قحط اور علت وبائی ظہور پکڑا اور ماہ ذیقعدہ مین ✤

سیف الدولہ اور اوسی قریب مین اوسکا بہائی اشرف علی خان اور فتح اللہ خان مظفر جنگ کا
سالا اور اوسکی بی بی اور حاجی اسمعیل کی بی بی مظفر جنگ کی سالی کہ یہ تینون آخرین اولاد
رابعہ بیگم تہین آبلہ کی بیماری مین فوت ہوئی ہے دونون علت اوسوقت سے شروع ہوئین اور محرم
سنہ ۱۱۸۴ ہجری مین زور پکڑکر تین مہینے تک جانستان رہین خلق کثیر اس بلا مین جان بحق ہوئی اور ماہ
ذی حجہ سنہ ۱۱۸۳ ہجری مین مبارک الدولہ تیسرا لڑکا میر جعفر خان کا بعد فوت اپنے بہائی سیف الدولہ
مرحوم کی نظامت بنگالہ پر مامور ہوا اور مظفر جنگ کی تجویز سے علی ابراہیم خان بہادر اوسکی دیوانی
یعنے نظامت بنگالہ پر اور چوبیس لاکہہ روپیہ اوسوقت مین واسطے ناظم بنگالہ کے سرکار کمپنی سے
مقرر تہا مامور ہوا کارروائی اور فیض رسانی ظاہر کین مظفر جنگ عجب حرکات عجیبہ اور خصایل غریبہ رکہتا تہا
جب مبارک الدولہ بعد مسند نشینی نظامت کے چاہا کہ منی بیگم کی کسر شان کرے باوجودیکہ باہمدگر
عہد وپیمان ودوستی رکہتا تہا ببو بیگم مادر مبارک الدولہ سے پیغام کرکے اوسیطرح کے عہد وپیمان
کیے اور اتحاد پیدا کیا اور ببو بیگم کو یہ ترغیب دی کہ منی بیگم سے کاوش کرین منی بیگم زردار اور شعور مند
بہی تہی اس حرکت سے آزردہ ہوکر خاموش ہوئی گفتگو کرنا مناسب نجانا خاموش ہوئی چندروز ببو بیگم کا
اقتدار رہا اندنون مین سردار ان انگلشیہ اس ملک کے امراسے مصاحبت اور موافقت کرنے لگے
ہر انگلیش کہ جس سے آشنا تہا وہ اس امیدوار کا خیال کرتا تہا ہر ایک کو ضوابط قواعد سے آگاہ ہوتا تہا اور واسطے دیگر
انگلشیہ کو جمع کرتا جاتا تہا ہر ایک کو مغل اور ہندی کی آشنائی سے یہی مدعا تہا جو لوگ ان کے عہد مین مدار المہام ہوئے تہے
اسی خوف سے کہ مبادا اور لوگ کوئی ایسا ضابطہ اور قاعدہ ظاہر کرین جس سے ہم لوگ متہم خیانت ہوکر
اپنی قدر ومنزلت سے جاتے رہین ہر خشک وتر جو ظالم لوگ کینہ سے کرتے جماعہ انگلشیہ کے روبرو
فیصل ہوتے تہے جب کہ مبادہ کے روبرو ایک فیصلہ ہوا امر اسیر اوس تحصیل مین حاضر تہا جو کہ خاین اور
مفرط تہا واسطے اوسکے جرمانہ کے بطور شکرانہ کے کسیقدر مطلوب کیا مسٹر رنبول جو عقل سے خالی تہا
متعجب ہوکر بولا کہ حق یہ ہے کہ اوسکے بین خیانت اور بے باکی کی راہ سے روپیہ جمع کرتا ہے اس پر جرمانہ لینا
بہتر ہے لیکن دوسرے شخص سے جو محقق نہے بجز کسیقدر اثبات باطنی کے الزام لگانا کیا ضرور ہے امیر وغیرہ
جوابدیا کہ یہ کار اس ملک کے موافق ضابطہ ہند ہے کچہہ نیا ایجاد نہین کرتے مسٹر مذکور خاموش ہوا اور اظہار
کراہت فرمایا لیکن آثار زر کا جمع دنیا طلبونکو بہر صورت خوش آتا ہے یہ جماعہ کہ معروف تحصیل ہے کب تک ایسی ایسی
ولایت سے ممنون کیجاوین اتنک کہ پردہ اوسکی روی کار سے اٹھا جو بات کہ موجب بدنامی ہو ہنوز نہین اٹھی
مگر اوضاع معاملہ اور نارسائی ہندیان سے جو اہل انگلش کے حضور مین ہے البتہ خلق کو رنج ہوتا ہے

اگر اندک بھی اپنے کان اوس طرف لگائین ستم رسیدہ اپنی داد کو پہونچکر اسودہ ہون خلاصہ کوئی اون لوگون مین سے جو کمپنی کے دولتخواہ مشہور تھے قباحت امور کے اظہار اور حسن احسان عموم رعایا اور ترویج ضوابط وغیرہ مین کچھ تساہل فی الجملہ کتب نوشتہ اصحاب انگلشیہ مین کسیقدر طوالت ظاہر کیئے اندک بعض مطالب پر انگلشیہ آگاہی پانے لگے چونکہ تیز ذہن رسا طبیعت بہت ہین اور خداوند تعالے نے ہندوستان مین اس جماعت کو بنابر تنبیہ ظالمان کے بھیجکر اکثر روسا پر فتح و ظفر دی ہند کے خورد و کلان مین سے کسیکو مد نظر مین نہین ہے

مقرر ہونا ضلعداروں کا فرقہ انگلشیہ سے بنگالہ اور عظیم آباد کے مفصل مین اور تقسیم ہونا ہر صوبہ کا چھ ضلع مین اور ہر ضلع مین کونسل مقرر ہونا اور معزول ہونا میر روح الدین حسین خان بہادر سپہدار جنگ کا محمد رضا خان کی کاوش نہانی سے

میر روح الدین حسین خان بہادر سپہدار جنگ خلف الصدق سیف خان نے شعبدہ بازی فلک سے ناگہان حکومت پورنیہ پائی چونکہ مرد لاابالی عیاش خود رائے تھا غرق دریاے لذات ہوا رات دن مستی و بیخبری مین بسر کرنے لگا اپنے باپ کے پیرزادے مسمی آقا عسکر علی کو جو بود شاہ مصطفی علی مرشد سیف خان اور شاہ شکر اللہ قادری کا تھا عسکر علیخان کے خطاب سے اپنا نایب اور مدار المہام بنایا یہ شخص نہایت مکر و فریب مین اوستاد تھا غنیمت کو اپنی رضا جوئی مین پاکر جو چاہتا تھا کرتا تھا جو لوگ اوس سے رجوع تھے اونسے کاوش کرتا تھا اور انعام رقاصان و قوالان و نقالان اور نیز بعض ندماے روح الدین حسین خان مین تعلل نکرکے خاطر کو راضی رکھتا تھا اور رعایا اور سپاہ اور عملہ نظامت مرشد آباد و کانپا ہر تاجر وصول زر معاملہ کے ناخوش سپہدار جنگ سے شاکی تھی کبھی کبھی اوسکے ہواخواہ دو کلمہ اطلاعی لکھہ بھیجتے تھے اور حاضرین مین سے بھی اکثر نایب سے بخوف ہو قیمت کی بیزاری خواب غفلت مین ساعی ہوسے تھی لیکن کچھہ سود نتھا خود اوسکے نایب کی دشمن ہوئے تھے تاآنکہ اکبر حسین قلیخان خواجہ سراے سیف علی خان عمو سپہدار جنگ سے کچھہ گفتگو ہری جسکے سبب سے اوسنے عسکر علیخان کو تغیر کراکر خود نایب ہوا اور چند روز فی الجملہ درستی انتظام کی صورت ہوئی سپہدار جنگ کہ دنیا سے بیخبر تھا اور خدا معلوم کیون دمبدم تعشق رکھتا تھا بمقام دلجوئی مین اکبر حسین قلی خان کو معزول اور اوس نامعقول کو مقرر کیا خانخانان بنظر جنگ چونکہ مانند دیگر صاحب اختیاران نام آور کے نہین چاہتا تھا کہ زمانہ انگلشیہ مین دوسرے نام آورون کا نشان باقی رہے تا خبر نکرسکے مالگذاری پورنیہ کی عدم ادا کے خبر کونسل کلکتہ مین دیکر سپہدار جنگ کا تغیر کرایا اور دماے سوبستہ لگا کسو بعض مقالات مذکور کیا اور پانچہزار روپیہ ماہواری کے حساب سے ساٹھ ہزار روپیہ سالیانہ سپہدار جنگ کا مقرر ہوا جب اس امر کو ایک سال گذرا سوجیت راے کو پرگنہ تعیر و مقید کیا اور اوسکی جگہہ پر

رضی الدین محمد خان وہان کا حاکم مقرر ہوا انبار ظلم عمال اور کثرت مصارف سے جو کہ ہر سال پانچ چھہ آدمی انگلشی عمدہ بعز ربعد تحصیل لاکھ سے کے اپنی ولایت کو راہی ہوتے ہین لاکھون روپیہ نکل جاتا ہے اور فراوانی غلات اور اوسکی ارزانی سے جو کہ قلت انسان وحیوان سے نسبت فقدان فرقہ سپاہ کے خصوص سواران ہندی کے جو فقط بنگالہ اور عظیم آباد مین رہتے ہین مع فوج نظامت اور زمینداران اور امیدواران کے البتہ کم سے کم اسّی ہزار سوار سے تھا اور اب فقط عنقا کا خیال رہگیا ہے ہر محال کی جمع گھٹنے لگی اور قحط مین جو بیشمار بنی نوع اور ذی روح ہلاک ہوئے موجب ویرانی ہوا اراضی اگر افتادہ ہوئی اور جسقدر کہ تخم ریزی ہوتی ہے اوسکا بھی کوئی خریدار نہین شورہ اور افیون اور ابریشم اور پارچہ سفید ساختہ انگلشی اسی صوبہ میں نہ تھا شاید اشرفی بطور کیمیا اور روپیہ عنقا تھا اکثر بنی نوع متحیر تھے کہ روپیہ کیا شے ہے اور اشرفی کسکا نام ہے

مستعد ہونا جارج ونسٹرٹ کا بر آمد خیانت ہندکو اور مقرر ہونا اضلاع کا

اول شروع ۱۱۸۵ ہجری یا آخر ۱۱۸۴ ہجری مسٹر ورلسن گورنر عازم ولایت ہوا اور مسٹر کرٹیر گورنر کلکتہ مقرر ہوا بعد ازان بملاحظہ ما حصلات اور تجاوزات سے جو رسمی ضوابط مالگذاری کے ایسی رائی کونسل ہوئی کہ اونمین سے ایک شخص مفصل کو آوے اور یہان کا حال دریافت کرے کہ حکام ورعایا و زمیندار و راجہ کی باہمدگر کیا کارروائی اور رعایا سے کون کون رسوم اور امورات لئے جاتے ہین اور کس کس نام سے روپیہ تحصیل ہوتا ہے لاجرم اس کام پر ہوشیار جنگ بہادر ونسٹرٹ مامور ہوا جو کہ ہندہ کا آشنا اور مرد برگزیدہ تیز فہم تھا آخر کار یہ شخص ضلع وسیع نج پور مین آیا اور اپنی حسن شعور سے اکثر امور برملا ہوئے جب ملک بنگالہ کی خیانت ارباب کونسل کو معلوم ہوئی ارباب کونسل نے بدگمان ہوکر معاملات راجہ شتاب رای سے بھی الیسے ہی جانے لہذا انہی ڈالی کہ تقسیم ضلع اور ہر ضلع بجا سے یک کونسلیہ کے جو مظفر جنگ اور مہاراجہ او جہاں ت خان کو ہرایک رہتا ہے دو تین انگلشی امیدوار کو کہ ہر ضلع کے کونسل مین بھرتی کرین از انجملہ ہوشیار جنگ مع مسٹر پالک اور عظیم آباد کے بڑے صاحب اور مہاراجہ شتاب رای کے ضلع عظیم آباد کے کونسلیہ مقرر ہوگی اور تقسیم ضلع کی یون ہوئی ضلع کلکتہ — ضلع بردوان — ضلع راجشاہی مرشدآباد ضلع جہانگیر نگر —

ذکر ہوشیار جنگ اور مسٹر پالک کی عظیم آباد آنے کا اور مہاراجہ شتاب رای کی سرگذشت

جب آمد آمد ہوشیار جنگ کی خبر اور تقرری کونسل کی ہر ضلع مین مشتہر ہوئی جن لوگون کو دل مہاراجہ شتاب رای کی

وگرگون بچے اونہیں امیدین ہوئین اگرچہ مہاراجہ ممدوح کے حسن اخلاق سے بہت کم اوس ضلع مین ایسے ہونگے
تھے لیکن بمقتضای طبایع اکثر رسیے التہاب نایرہ فساد کے ہوئے راجہ موصوف اگرچہ واس حال داخ حیات
سے آلودہ تھا اور اوسکی نیکو خدمتی کے روبرو اگرچہ یا تا اندک تقصیر ہوئی ہو کچھ حقیقت نرکھتی تھی لیکن بنابر تخالف
قومیت اور بیگانگی وضع اور زبان کے گونہ تشویش تھا تا آنکہ ہوشیار جنگ پہونچا اور مہاراجہ نے فتوحہ تک استقبال
کیا اور بعد ملاقات اپنے ہاتھی کی سواری مین واپس لایا فتنہ جویون نے ملاقات کرکے گرم بازاری فساد شروع
کردی لیکن چون کہ شتاب رای مرد غیور اور آلودگی سے دور تھا بجاے خود مستقل رہا جس مقدمہ مین ہوشیار جنگ
استفسار کرتا یا جو کاغذ طلب کرتا اوسکے دینے مین مضایقہ نکرتا اور جواب شافی سے ہوشیار جنگ کو مجال الزام نتھا
تا آنکہ ہوشیار جنگ اوسکی دیانت داری کا مداح ہوا اور باہم راہ مصادقت کشادہ ہوئی مہاراجہ نے بھی صلح محبت گوارا
کی تواضع اور تکلفات عرفیہ کرتے باہم کر خوشنود ہوئے اور مسٹر الکسنڈر بھرول اور مسٹر جگل صاحب کلان
ہوا اور چند سے یہ بھی موقوف اور مسٹر بارول آیا چونکہ مسٹر بارول ولایت مین زبردست وسیلہ اور نیز خود عقل و دانش
سے بہرہ یاب تھا ہوشیار جنگ سے علحدہ رہتا تھا اور مہاراجہ شتاب رای کو اپنی طرف رجوع اور ہوشیار جنگ سے
اتفاق کو چاہتا تھا مہاراجہ نے عدم تقصیر ہوشیار جنگ کی بیان کرکے کہا بغیر کسی وجہ معقول کے بندہ اس
عزیز سے کنارہ کش نہین ہوتا اور اسصورت مین آنکو جیسے کیا امید رہیگی چونکہ مسٹر بارول تند مزاج تھا
اسکی صدارت سے ناراض ہوا بعد چند روز کے عماد الدولہ مسٹر ہسٹنگ بہادر جلادت جنگ جو حسن تحریر اور
دانش و فرہنگ مین بے نظیر و یگانہ تھے حسب الحکم ولایت کلکتہ مین پہونچا اور بارول کی نام حکم معاودت
کلکتہ اس نوید سے صادر ہوا کہ کل ہند کے پانچ مدار المہام مقرر ہوئے لہذا مسٹر بارول معاودت کلکتہ ہوا اور
ہوشیار جنگ صاحب کلان عظیم آباد بالاتفاق چار کونسلیہ کے مقرر ہوا اور تین مسٹر اسٹونسن اور مسٹر ڈورونز
اور مسٹر لاون لا اور مہاراجہ شتاب راے تھے

آنا عماد الدولہ مسٹر ہسٹنگ بہادر جلادت جنگ گورنر کلکتہ کا بلدہ مذکور مین کمال جاہ و حشم سے اور انقلاب عظیم کا برپا ہونا

جب لارڈ کلیو ولایت گیا اور تقصیرات شمس الدولہ کی کونسل مین مذکور ہوئین وہ نہایت بردباری اور
ہوشیاری مین منتخب تھا جیسا کہ کہتے ہین کہ ولایت مین بھی اوسکا مثل نہین ممکن غیر اوسکے روبرو سب
کے سر آیا ہے کو خاموش کر دیا او نہین سنے ہیں سے کہ لوگون نے عالیجاہ کو انگریزی بیپاریون کا مارا جانا اسکے طرف منسوب
کیا اور سنے رہوا سپاہی کا کاغذ جو کلکتہ کے کونسل مین ہر وقت آشفتگی کونسلیہ کے عین بیمار تھا مین جا کر لکھا
تھا اور اوسکی پشت پر اوسکا جواب بمضمون اصرار ہوشیار جنگ دیگر کونسلیون نے لکھا تھا اور اوسپر دستخط

اپنی جیب مین رکھہ لیا تھا اسوقت مین حضور کونسل ولایت پیش کیا اور کہا ملاحظہ کرو بندہ کا قصور ہی یا دیگر
ارباب کونسل کا جو کہ اب میری بدی پر آمادہ ہین ولایتیون نے کاغذ دیکہکر اسکی راے پر آفرین کی اور ایک قصور یہ ظاہر
کیا تھا کہ تجارت نمک کی بدون ہرج اولیجانے دور دراز کے عظیم فایدہ رکھتی تھی اوسنے اونکی اور ہندیون کی حوالہ کہی
شمس الدولہ نے اقرار منفعت کر کے لکھا کہ ہر قسم کی تجارت کے فایدے اور ملک بہی کمپنی کے حصہ مین ہے
اور وہان بہی ہر پنج فرقہ یعنی نوکری پیشہ اور اہل حرفہ اور تجار اور رعایا سے کشتکار اور فقرا وغیرہ ہین اونمین سے
لاکہہ سے زیادہ نوکر تھے کہ کمپنی کے عہد مین موقوف ہوئی اور ہزارون لوگ تجارت پیشہ تھے اونمین کمپنی بہی ایک
سوداگر تہی جانا ہر قسم کی تجارت مخصوص کمپنی ہوئی وہان کے اشراف کی نوکری جو سوارات مین تہی بالکل موقوف
ہو گئی اسقدر تجارت اونکے واسطے ہمنے چھوڑ دی ہے تا کہ وہ لوگ کارد باستخوان ہو کر ہمارے ظلم سے دشمن ہو جاوین
ہمیشہ وقت میرا یہین جاتا ہے یہ کلمہ عقلاے کونسل کو پسند ہوا در حقیقت ٹہیکہ داری اور سرورکی اور راجاہت
رالی کیا عمدہ تہی ہے کہ رعایاے بیچارہ کو ظلم تعدی سے ہلاک کرنا ہے اگر دریافتی بدانستہ لوہیں وگر غافل شدی
افسوس افسوس ہے جب کہ شمس الدولہ بدگویون پر غالب ہوا اصلاح اہل کونسل یہ قرار پائی اس سے بڑہ کر
کوئی منتظم اوس ملک کا نہوگا ابتدا دیجولی کر کے شمس الدولہ کو بنابر انتظام صوبہ مذکورہ روانہ کیا اور اوسکے
متعاقب چند احکام روانہ کیے تقدیر کے کہیل دیکھیے اسکا چہار راستہ مین واللہ اعلم کدہر جا لگا کہ اوسکا اثر
نقش بر آب ہوا خبر نکلی جب یہ خبر ولایت پہونچی تجویز ہوا کہ اب شمس الدولہ کے برابر بجز عماد الدولہ مسٹر
ہشتنگ بہادر کے کوئی نہین پس اسی کو مقرر کرنا چاہیے اون دنون مین یہ شخص ارکاٹ کہن کا بر صاحب
تہا پس اسکو حکم بہیجا کہ جلد تر کلکتہ آوے اور اپنی ہمین حاجت حل وعقد امور جانے اور حسب الارقام ایک
پاکٹ کے جو موسومہ شمس الدولہ روانہ ہوا تہا جسطرح جانے تدبیر کرے اور دوسرا حکم کلکتہ بہیجا کہ جو
پاکٹ موسومہ شمس الدولہ روانہ ہوا ہے تا ورود مسٹر ہشتنگ بہادر کے محفوظ رہے یہ دونون حکم بجای خود
پہونچے مسٹر ہشتنگ مندراج سے کلکتہ آیا تین مہینے تک مسٹر کرتیر کے دوسرے درجہ پر جو گورنر تہا رہا
اور روز شب ملاحظہ کاغذات معاملات اور پاکٹ مرسلہ ولایت کا کیا جب تین مہینے گذرے عماد الدولہ
گورنر ہوا بعد چندے حکم صادر ہوا کہ مسٹر گرام صاحب کلان مرشد آباد محمد رضا خان بہادر مظفر جنگ مبارز الملک
معین الدولہ نائب خانان اور ممتاز الملک مہاراجہ شتاب رای کو پہرہ مین کلکتہ لاوے اور یہ حکم مسٹر گرام صاحب
کلان مذکور اور ہوشیار جنگ صاحب کلان عظیم آباد کے نام اس اخفا سے بہیجا کہ کسیکو اطلاع
نہوے لیکن ثقات سے سنا گیا کہ جان گرام جو کہ مظفر جنگ سے اونکی دوستی تھا اور کہتا تہا کہ جسوقت
مظفر جنگ کی حفاظت مین میری سعی پیش نگئی مہاراجہ شتاب رای کو جسکی نسبت ولایت کا حکم بتقید کرنیکو

نہ ایا تھا اپنی حسن تقریر اور تدبیر سے اسکو بھی شریک کیا اور حکم گورنر بہادر کا دونون کی قید مین برابر
سپہونچا دیا اللہ تعالے اس بلا سے بموجب سے بچا وسے

جانا مظفر جنگ کا پہرہ مین مرشدآباد سے کلکتہ کو اور بعد چندی شتاب رای کا اوسی تسلسل مین جانا

مسٹر گرام صاحب کلان مرشدآباد کسی اپنے ہمقوم کے گھر مین رات کو کہانا کہا رہا تھا کہ ناگاہ اوسی مجلس
مین رقعہ گورنر صادر ہوا اور قبل برخاست کے اوٹھہ گیا اور وہان سے رقعہ کپتان کو تحریر کیا یہ خبر بذریعہ
ہرکارہ کے مظفر جنگ کو اوسیوقت ملی بنابر اقتدار گردش روزگار کا خیال نکرکے نشاط باغ مین فارغ البال
خواب استراحت مین تھا تہوڑی رات باقی تھی کہ کپتان مع ایک پلٹن ہمراہ مسٹر اندرسن کے آکے متصل
باغ مذکور استادہ ہوا اور اول صبح کو مسٹر اندرسن نے چند خدمتگارسکے ہمراہ دروازہ پر آکر نواب کی ملاقات
کرکے ابلاغ پیام گورنر کیا اور کہا کہ تسلی رکہنا چاہئیے کسی امر مین آپ سے تعرض نہین مگر حکم صادر ہوا ہے چونکہ
نواب مذکور تاب سرکشی نرکہتا تہا تن بہ تقدیر ہوا کپتان نے اوسکے ملازمین کا پہرہ اوٹھا دیا اور اپنے
تلنگون کو ہر جگہہ پر محافظ کیا اور کہدیا کہ اگر اسکے لوگ تمسے کچھہ تعرض کرین تو کپتان سے اطلاع کرنا خلاصہ وہ
کہ کوئی بے ادبی مظفر جنگ سے ظاہر نہوئی بعد ازین ایک لفٹنٹ اوسی پلٹن کا مع ایک کمپنی کے مظفر جنگ
کی مکان پر شہر مرشدآباد مین کہ نو تعمیر تھا آیا اور اپنے پہرہ اوسکے دروازہ پر بیٹھا دیے لیکن کسی چیز سے تعرض نکیا
عجب طرحکا انقلاب ہوا منی بیگم جو مظفر جنگ سے غبار رکہتی تھی شادان ہوکر اوسکے شکست مین ساعی
ہوئی لیکن بمقتضاے فطرت اور قوت جبلی نے اوسکی نجات مین ساعی ہوئی اور چند کام ایسے کئے
کہ مردان کاروان سے ناممکن تھے اسطرح نواب گورنر جنرل بہادر سے پیکر و ریکر جنرل کلاورن سے
نہ اگرچہ مقام اندیشہ تھا مگر باجبر و زبون نہوے بعد معزولی مظفر جنگ کے خود متصدی امور نظامت ہوئی اور
مبارک الدولہ کی اتالیق ہوئی اعتبار علیخان خواجہ سرا کو جو کہ محسن الدولہ کا غلام ہے نائب نظامت کیا منی بیگم
اگرچہ نجیب اور خاندان شرفا سے نہین لیکن ہوشیار اور مستقل مزاج وغیرہ کی اوسی سے اکثر کامون مین
استقرار رہا تھی اگر نائب معقول اور ہوشیار تھا مستقل مزاج کرتی خود بیرونہ باریک سے انکے جواب سوال سنتی اور
اوسکی مشورہ سے کام رہا ہوتی ریاست مرشدآباد کی اور اخبار معاملات نظامت کا جو بالفعل ہو کوئی اوسکی اختیار سے
باہر نکل سکتا تھا لیکن باعتبار شعور کو اعتبار علیخان کے جو نہایت زشت اور بے شعور تھا کار فرما ہوکر ناظم مذکور کو بیچ
اوسکی والدہ ببو بیگم کو اپنے قابو مین لائی اور ببو بیگم کو باوجودیکہ منی بیگم اوسکے باپ کی پروردہ تھی خواجہ سرای مذکور کی صلاح سے

ہم مبارک الدولہ کے حمایت اپنا دست نگر اور محض بے اختیار رکہتی تہی ور حقیقت مبارک الدولہ بہی لیاقت
رکہتا تہا تا انکہ بعد شدت عظیم کے اونکو فرح نصیب ہوئی اسکا بیان انشاء اللہ تعالی عنقریب حوالہ قلم ہوگا

جانا مظفر جنگ کا کلکتہ کو اور نیز مہاراجہ شتاب راے کا اوسکے پیچہے اور انگلیسیون کا خود اختیار ہونا

مظفر جنگ حسب مذکورہ بالا بیڑہ انگلشی مین بتاریخ بست و سیوم محرم ۱۱۸۶ ہجری کو روانہ کلکتہ کیا ایک خلق
کثیر نے براہ زمانہ سازی پلاسی تک مشایعت کی اسقدر لوگ متوسلین سے ہمراہ گئے کلکتہ گیا دریای
قلزم بے پایان ہے اور شہر سے باہر سیان چونکہ مظفر جنگ منسوب کمپنی تہا زیادہ تر بے اتفاقی اسکی مقدمہ
مین ہوئی سوال وجواب ملتوی ہوا مسٹر جان گراہم نے جو مظفر جنگ سے آشنا اور مہاراجہ شتاب راے سے
بیگانہ تہا کوشش کرکے یہی حکم قید بیڑہ شتاب راے کا واسطے عظیم آباد کے بہجوایا چونکہ راجہ مذکور اپنی
حسن خلق اور سلیقہ کاروائی اور کارگذاری سے ہر ایک کو خوشنود اور راضی رکہتا تہا ہوشیار جنگ حاکم
ونسٹرٹ نے اسقدر رعایت کی کہ اس حکم کی اطلاع ہرگز کسی کو نہ دی بیدین کو تاکید روانگی فرمائی یہ معاملہ ولا سیرا
آخر ماہ صفر سنہ مذکور مین واقع ہوا ایک مہینہ کا فاصلہ مظفر جنگ سے ہوا راجہ شتاب راے بتاریخ
مقرر بجرہ پر سوار راہی کلکتہ ہوا ہوشیار جنگ نے کہا کہ واسطے حفاظت کے ایک کمپنی ہمراہ مہاراجہ صاحب
کو رہے اور صوبہ دار مخفی مامور ہوا کہ عظیم آباد کی حد سے باہر نکال کر اوسکی سواری کے بجرہ مین سایہ وار ملازم رہے
اور کوئی لشکر سلام و مجرہ و فرمان بری مین بے ادبی نکرے اسیطرح کلکتہ پہونچا وسے راجہ بسطور اسیطرح
سے کلکتہ پہونچا اور مقام مامور پر استقامت گزین ہوا دونون کے سوال وجواب کی کیفیت بندہ کو معلوم
نہین ہوئی ہر وقت دریافت درج ہوگا بعد ایک دو مہینے کے مرشدآباد اور عظیم آباد کے ارباب کونسل
کو نام حکم اطلاعی معزولی راجہ شتاب راے اور مظفر جنگ کا صادر کیا گیا اور ارباب کونسل اونکی جگہہ پر مقرر ہوئی
دوسرے روز اول وقت ہوشیار جنگ نے اعیان شہر اور ارکان دربار کے حضار کا حکم دیا کہ قلعہ بادشاہی مین
حاضر ہون اور خود جماعہ کونسلیہ کی جا کر کے حجرہ مین ہمہ کونسلیہ کے بیٹہا اور اوس حکمنامہ کونسل کا فارسی مین
ترجمہ کر کے برآمد ہوا اور دربار عام مین منشی سراج الدین محمد خان نے ترجمہ مذکور آواز بلند پڑہا وہ مضمون یہ تہا
کہ مہاراجہ شتاب راے کار دیوانی خالصہ سے معزول اور عظیم آباد کے ارباب کونسل اوسکی جگہہ مامور ہوئے چاہیئے کہ
عمال محالات خالصہ صاحبان مذکور سے رجوع کرین اور مہاراجہ موصوف کو امور نظامت مین بحال اور
برقرار جانین تب سے صاحبان کونسل خالصہ کے کاروبار مین بلا شرکت نائب ہندوستانی کے
کارفرما ہین اگرچہ اس سے پیشتر بہی بعد فوت ہونے میر جعفر خان کے مختار انگلشیہ رہے ہین الا فی الجملہ اعتبار

مظفر جنگ اور شتاب رای بھی رکھتے تھے اور بعد چند سال کے یعنی ابتدائے ورود گورنر ہسٹنگ بہادر کے جو ۱۱۸۶
مین واقع ہوا آجتک کہ ماہ محرم ۱۱۹۵ ہجری ہین ارباب کونسل معاملات ملکی ومالی مین بلا شرکت ونیابت
ہندوستانی کے مختار ہین مگر چند متصدی جو کہ مظفر جنگ اور مہاراجہ کے ملازم تھے نوکر اور فرمان بردار
ارباب کونسل کے ہین اور کلکتہ مین دولبھ رام کا لڑکا بنام دیوان خالصہ اور فی الحقیقت تابع مسٹر کرنل
اور سرکار انگلشی کے جو دیوان خالصہ ہو مقرر ہے اپنے مخدوم سے جدا کیا گیا ہو بعد ازین شروع ۱۱۹۶ ہجری مین خیالی رام
کلکتہ گیا اور محالات صوبہ عظیم آباد کو اپنے نام اور کسیقدر بنام کلیان سنگہ ولد مہاراجہ شتاب رای کے ستمبر کرالایا اور پھر دیوانی
عظیم آباد کی بھی بہ ہر تقدیر نفاق ہوا اسباب ہو رام اور خیالی رام تھوڑے زمانہ مین اسیر و ذلیل ہو کر بے اعتبار ہوئے اور کلیان سنگہ نہایت [illegible]

ذکر آنے عماد الملک مسٹر ہسٹنگ بہادر کا مرشد آباد و بنگالہ کو اور وہان سے کلکتہ کی سعادت اور رہائی پانا مہاراجہ شتاب رای اور مظفر جنگ کا اور فی الجملہ مہاراجہ کا اقتدار پانا مگر محروم و مایوس ملک عدم کو سدھارنا اور مظفر جنگ کا واقعات ابتلا بیجا بسر کرنا

جب مظفر جنگ اور شتاب رای بہرہ انگلشی مین وارد کلکتہ ہوئے عماد الدولہ مسٹر ہسٹنگ نے بنا بر اطلاع و انتظام
معاملات بنگالہ کے مرشد آباد کو نہضت فرمائی بموجب حکم ولایت کے دس بارہ کونسلی کو جو واسطے انتظام
بہار اور بنگالہ کے مقرر تھے موقوف کیا اور اوس کام پر کہ پانچ آدمی مع عماد الدولہ کے گورنر کمیٹی مقرر ہوئے
چار آدمی تھے ایک مسٹر بارول تھا جو ۱۱۸۴ ہجری مین ولایت گیا اور تین آدمیون کا نام بندہ کو معلوم
نہین اور کونسلی دس بارہ ادمی بدستور سابق کارخانہ تجارت کمپنی مین مقرر رہے لیکن تابع ارباب کمیٹی کے
القصہ گورنر اخیر ماہ ربیع الاول ۱۱۸۶ ہجری مین تنہا مع بعض ارباب کمیٹی کے وارد مرشد آباد ہوا اور
دو تین مہینے کی روز مرشد آباد مین رہکر بعد بند و بست معاملات اور عزل و نصب بعض عہدہ بتوسط مظفر جنگ کے
راہی کلکتہ ہوا ارباب نظامت کا درماہہ مع ناظم کے جو چونسٹھ لاکھ [illegible] ہزار روپیہ [illegible] کہ خرچ کا مختار
منی بیگم کو اسی نظر سے کہ مبارک الدولہ ہنوز لڑکا تھا کیا ہوتا اور [illegible] روپیہ واسطے کارخانہ عمارت اور درماہہ مردم واجب الرعایت
جو بہ پیشہ ملازم اور بعوض مراحم ہوئے ہین اور نیز واسطے میر جعفر خان کی اقربا و عورات مدخولہ و بعض اولاد مہابت جنگ اور
اسباب تجمل اور عملہ ضروری کے واسطے کمیٹی سے مقرر ہوا اور اسیطرح کچھ تھوڑا سا واسطے بعض
عظیم آبادیون کے نایب [illegible] کرکے مقرر کیا چونکہ کلیان سنگہ کے درماہہ مین ان لوگون کی تنخواہ شریک
نہین بلا ہرج ماہ بماہ پاتے ہین اور جو لوگ ناظم کے شراکت مین طلب دار ہین دو تین برس مین تغیر
اور تبدیل انکا ہوتا ہے باہم نفاق اسقدر ہے کہ ایک دوسرے کی درپے تخریب رہتا ہے چند شریف

وظیفہ خوار ہمیشہ عاجز و محروم رہتے ہین پچیس ۲۵ پچیس مہینے تک کی تنخواہ سرکار مین باقی ہے اور یہ حیلہ کرتے ہین کہ اون لوگون سے کہا کہ اگر گذشتہ کی فارخطی لکھہ دو آئندہ ماہواری ملا کریگا اور کبھی غایلہ کیا کہ اسقدر ماہواری دینگے باقی مانده کا مقدور نہین ہے غربا بیچاره اس زمانہ مین کہ کبھی وسیلہ معاش نہین خصوص نوکران قدیم شاہزادہ مشاہرہ سے محروم ایسے خراب حالت مین بسر کرتے ہین خدا کسی کو نصیب کرے اور سردار معدلت شعار مانند ناظم اور نائب او گنجیات اور عمائد ہی مقدور کو کچھہ بھی نظر ترحم نہین جسقدر روپیہ کہ مقرر ہے اگر یہ بھی اون بیچارون کو ملے تو ایک گونہ موجب آرام ہو افسوس کہ لاکھون روپیہ فضولی مین خرچ ہوتا ہے اور کار نیک کی طرف رجوع نہین ہوتے القصہ بعد فراغ امور ضروری کے گورنر کلکتہ کو واپس ہوا روز سہ شنبہ چھبیسوین ۲۶ ماہ جمادی الثانی یا سولہوین ۱۶ ماہ مذکور سنہ ۱۱۸۶ ہجری کو راہی ہو کر کلکتہ پہونچا اوسی وقت مظفر جنگ اور شتاب رای کی حاضری کا حکم بھیج دیا ایک کونسل مین شتاب رای اور دوسری مین مظفر جنگ جایا کرتا تھا

رہائی پانا مہاراجہ شتاب رای کا گرفتاری سے

چونکہ شتاب رای کے کاغذات آلودگی سے پاک تھے اور کوئی مخل بھی نہ تھا بسبب مظفر جنگ کے اسکا سوال و جواب جلد فیصل ہوا کہ ایک مہینہ مین کہ مہینہ اس سوال جواب مین گذرے اور جعفا علی گورنر وغیرہ ارباب کمیٹی نے عذر خواہی اور دلجوئی کرکے اس مضمون کا ایک وثیقہ لکھہ دیا کہ مہاراجہ شتاب رای کے کی نسبت عدم دیانتی کا گمان ارباب کمیٹی وغیره فرقہ انگریز کو ہوا تھا بعد تنقیح او تحقیق کے کچھہ بھی امر خیانت کا غیر دولتخواہی او حسن اخلاص کسی پر ظاہر نہوا یہ ساوک نالایق جو اوسکے نسبت ہوا نہایت بیجا تھا اور خلعت فاخره و نیز جواہر دیکر بدستور سابق شریک کونسل عظیم آباد کرکے رخصت کیا اوسی زمانہ تک ہوشیار جنگ کار عظیم آباد سے موقوف ہوکر کلکتہ آیا تھا اور اوسکی جگہ مسٹر مڈلٹن مقرر ہوا تھا مہاراجہ شتاب رای فرط غیرت اور اختلاف آب ہوای کلکتہ سے بیمار ہوا ضعف معده کے آثار پیدا ہوی رفتہ رفتہ اسہال ہوگیا جب کلکتہ سے رخصت کی اکثر عظیم آباد کے بتقاضای اتحاد او بعضی بالاہر اوس کے خوف اقتدار ایقام بابرہ او دریا گل لیکے استقبال کو آی مہاراجہ نہایت ضعیف او حقیر ہوگیا تھا گھر پہونچا انگریز او لکا جسقدر رہا تھا اوسیقدر شتابی ہوا تھا او رحمت مرا تھا کیونکہ نوکری اور رفیقی مین انگلشیون کے ساتھہ اس شخص کا برابر کوئی دوسرا نہ تھا مظفر جنگ کی رہائی بھی اسکے بعد ہوئی جسکا بیان کیا جایگا

انتقال کرنا مہاراجہ شتاب رای کا دیر فانی سے عالم جاودانی کو

جب راجہ شتاب رای عظیم آباد آیا بمقتضای غیرت اپنی جان سے بیزار تھا او قضا بھی نزدیک آئی تھی مرض اسہال سے

کثرت کی اور پرہیز توڑ گیا مون مزاجی سے نفع اور نقصان کا امتیاز جاتا رہا چنانچہ مولوی فیض علی طبیب کہ
جو بالفعل عظیم آباد مین بے نظیر ہین متوجہ معالجہ ہوئے اور کچھ آرام بھی اوسکو حسن تدبیر سے معلوم ہوا بعض
خوشامدگویان ناحق شناس نے اونکے حضور مین فقیر کو جانب نقصان پہونچانے کا ظاہر کرتے تھے اور اونکو
مین فیض علی میری رفاقت مین تھا لہذا واسطے اظہار خیرخواہی کے طبیب مذکور کے معالجہ سے مانع تھے
بعد ازان جب کہ اضطراب سے رجوع ہوا اور اسے مجہول الاخبار کی طرف سے ہوا اونکے طبیعت
منع کیا اور اوسنے بھی اپنا نقصان اور فایدہ نہ سمجھا چندروز ترک دوا کے طبیعت پر چھوڑ دیا بعد ازان
کونسل کی سماجت سے ڈاکٹر کو معالج بنایا ڈاکٹر نے تنقیہ معدہ کا مناسب سمجھا مسہل تجویز کیا معدہ اوسکا
نہایت ضعیف ہو رہا تھا اب اور بھی ضعیف ہوا قوت ماسکہ اور ہاضمہ کی بالکل زایل ہوئی —

عماد الدولہ مسٹر ہسٹنگ کا جانا بنارس مین واسطے ملاقات شجاع الدولہ اور انتظام عظیم آباد کی اور پھر تک لوٹ جانا کلکتہ کو

بعد ورود راجہ شتاب رای کے عماد الدولہ بہادر بنابر ملاقات شجاع الدولہ کے عازم بنارس ہوا اور پانچوین
ربیع الثانی کو مرشدآباد آیا اور ماہ مذکور کی آخر ماہ جمادی الاول کے شروع ۱۱۸۷ہجری کو عظیم آباد پہونچا
چاہتا تھا کہ مہاراجہ مذکور کو ہمراہ لے اور وہان سفر آخرت کی دھن لگی ہوئی تھی عذر بیماری کا کہلا بھیجا گورنر وزیر
عظیم آباد مین رہکر بنارس گیا اور شجاع الدولہ سے ملاقات کی اور راجہ چیت سنگھ ولد راجہ بلونت سنگھ
زمیندار بنارس کی ملاقات جسکے باپ کو مرے چندروز ہوئے تھے شجاع الدولہ سے ملاقی ہوا اور بنای راج کا
اوسکو استحکام دیکر رخصت ہوا اور تتمیہ معاودت عرض کیا اسی عرصہ مین آخر شہر جمادی الثانی سنہ مذکور کو راجہ شتاب رای نے اسی عجز بیماری
سے کوچ کیا اگرچہ اسکو اور نیز اسکے لڑکے کے عقاید ہنود کے مطابق نہ تھے بلکہ حضرت اسلام کیطرف زیادہ جھکا ہوا تھا
بنابر رسمی ہندو ہونیکے اوسکو جلا دیا گورنر عظیم آباد پہونچا اور چند ایام بنابر دفع بدنامی کے کہ شتاب رای کو ستایا تھا قدر
نہ پائی جاے راجہ کلیان سنگھ ولد راجہ شتاب رای کو اگرچہ لیاقت اس منصب کی بسبب کم سنی کے نہ رکھتا تھا
باپ کی جگہ مقرر کیا اور جاگیر اور درماہہ بحال رکھا تھا اور اسکے کسیقدر واسطے اسکی مان کے بھی مقرر کیا
لیکن پچیس ۲۵ لاکھ روپیہ درماہہ نظامت جو اوسکے اختیار مین تھا موقوف کر کے اوسکا سر رشتہ اپنے اختیار
مین رکھا اور لوگون کی تنخواہین حسب ضابطہ مقرر کر دین

راجہ شتاب رای کی نیکنامیون کا بیان

یہ شخص قوم کا کایستھ سکسینہ رہنے والا شاہجہان آباد کا تھا مصاحب الدولہ ولد صمصام الدولہ خاندوران امیرالامرا

تک پرورده ہے اور آقا سلمان گرجی کے ملازمان مین سے ہی گرجی مذکور صمصام الدولہ کا غلام اور اوسکے گہر کا معتمد علیہ
اور میر سامان تہا اول یہ شخص کم تنخواہ پر نوکر ہوا آخر کار اپنی حسن کاروانی اور نیکو خدمتی کسے اپنے آقا سلمان کے گہر کا مدار المہام
اور صمصام الدولہ کے سرکار مین صاحب اختیار ہوا جب صمصام الدولہ جان بحق ہوا اور شاہ جہان آباد مین انقلاب بسیار
پیدا ہوا اپنا رہنا وہان نامناسب دیکہا دیوانی صوبہ عظیم آباد کی مع محالات جاگیر اپنے صاحبزاده کو جو کہ پرگنہ پلیج
اور مالده مین تہی لیکر اسطرف آیا اور حسب مذکور بالا کے صاحب اختیار ہوا نہایت ہوشیار متصدی معاملہ دان جزورس دقیقہ یاب
اکثر اوصاف سے موصوف تہا بنده کی دانست مین کل رؤساے پلیج اور ہندوستان سے جو اس زمانہ مین موجود تہا
اور باوجود متصدی گری کے شجاعت اور دلیری سے بہی خالی نتہا اور باوجود کمال عروج اور تقرب وزیر وشاه مطلق
نخوت نہ رکہتا تہا ہر ایک شخص سے اور شریف کے ساتہہ نہایت تواضع اور خوش خلقی سے پیش آتا تہا ہر ایک کا مطلب بہ آسانی
حاصل کراتا اگر کسی کا مدعا مخفی ہوتا اوسے زبانی تقریر سے کہ بحسن کرے رخصت کرتا اور باوجودیکہ کثرت کار سرکار
سے ایک ثلث رات گذرنے تک فرصت نہ آتی مگر کبہی دلشکستہ ہوتا اور کبہی کوئی سخت کلمہ اوسکی زبان سے نہ سنا گیا باوجود
جزرسی اور قدر قیمت شناسی ہر چیز کی ذکاوت نہ رکہتا تہا اور قیمت جنس وغیره کی ہر ایک کو موافق رضی اوسکی کے دیتا تہا اور بسا بقیمت
معاملہ بہت سستا تہا جنس وغیره دور دراز سے جہان بکفایت بہم آتی تہی منگوایا کرتا تہا اور مجبور آسے صاحبان
ماموریکے اونکی مہمانی مین مصروف ہوتا اور شادی وغیره مین جب لوگونکی ضیافت کرتا تہا اوسکا دسترخوان
رونق منابہ رکہتا تہا خود بہی حاضر ہوکر علاوه طعام خوش غذا اپنی شیرین زبانی کا ذائقہ چکہاتا تہا شرم حیا
اسقدر تہی کہ اوسکے مقربین نے بہی کبہی نہ دیکہا اور نہ مطلع ہوسے کہ کسوقت اپنے معشوق کے پاس گیا اور کب
برآمد ہوا اس شخص کو ایک اپنی ہم قوم عورت سے نہایت تعشق تہا اپنی بی بی سے جو راجہ کلیان سنگہ دیوانی بنگالہ
کی مان تہی کچہہ تعلق نہ رکہتا تہا اس اقامت گاه سے دور اوسکو علیحده ایک مکان نیا دیا تہا اور سال مین دو مرتبہ بقصد حیات
تہا لیکن اوسی طرح کہ کم کسی کو اطلاع ہوتی اکثر لوگ صاحبان عمده انگلشی سے موافق ہوکر کار تجارت کمپنی مین
مشغول ہوکر برسون عدو رہا اور جب کچہہ اتفاق ہوا اوسے اپنے مونہہ کی کہائی اور آخر اوسی کی حمایت سے
بچے تہے جو شخص شاہ جہان آباد سے آتا تہا ہر صورت اوسکی ساتہہ رعایت کرتا چونکہ خرچ اوسکا سست کیا اسکے
قلیل سا روپیہ مقرر تہا اور باقی روپیہ مین اختیار تصرف نتہا اگر ممکن ہوتا کسیقدر اوسکا درماہہ مقرر کر دیتا کہ ماه
بماه اوسکو ملا کرتا تہا در صورت عدم امکان کے کارہاے معین پر تعینات کرتا اور وہان سے کچہہ حاصل کر لیتا
اگر یہ بہی نہو سکتا اپنے پاس سے زاد راه دیکر رخصت کر دیتا شیخ شرف الدین محمد پوتا شہید اول شیخ سعید شہید محمد مکی اعلی اللہ
درجتہم فاضل نجف کا رہنے والا تہا بوجہ احتیاج اور ہندوستان کو امرا کی بخشش کا حال سنکر اسی برس کی عمر مین بنگالہ
آیا اور قریب ایک برس کو مرشدآباد اور ہوگلی مین بسر کرتا رہا اور وہ دیکہا یہ اور ناظم دونون حضرت مسلمان اور زردار تہے

پہر کچھ بہی اوسے پیغلطر کی لاچار شیخ جی اودہ اور لکہنو اور الہ آباد کو عازم ہوئے اور پہر بہانسی عظیم آباد کو گئے کسی تقریب سے مہاراجہ
کی بہی ملاقات اوس بزرگ سے ہوئی اور مہاراجہ نے اوسکی ملاقات کی تقریب مہاراجہ شتاب راے سے کی باوجودیکہ ہندو تہا
مگر بمجرد استماع احوال بلا تعصب سوار ہوکر اوسکی پاس آیا اور مع دو ایک خدمتگار اور میر قوام الدین خان کے اوسکی حضور مین
جاکر سلام کیا ہر چند شیخ جی نے مسند پر بیٹھنے کو کہا مگر شاید ادب کی راہ سے مسند پر تو نہ بیٹھا مگر گوشہ گیر بجا اور قریب ظہر یعنی دوپہری
دیر کی بعد وعدہ ضیافت لیکر واپس ہوا جس شام کو وعدہ آنے کا تہا مسند تکلف بچھائی اور خود جا کر گوشہ سفید پر بیٹھا او
لوگونکو کہہ دیا جب تک وہ یہان رہین تم لوگ نہ آو بعد نماز مغرب کسی بندہ کے ہمراہ آیا مہاراج نے قریبہ تک استقبال
کرکے مسند پر بیٹھایا کمال خوبی سے گفتگو ہونے لگی شیخ مذکور نے خوش ہوکر کہا کہ ہم جانتے ہین حق تعالی نے جو اخلاق کہ
تمہین دیا ہی کل مسلمانونکو عطا کرے جو کہ اسکی زبان عربی تہی مہاراج جی نہ سمجھتے تھے بندہ نے ترجمہ کرکے سنا دیا
مہاراج مذکور نے اپنی عدم لیاقت کا اقرار کیا اور دو خوان پارچہ عنایت کئے اور بعد رخصت کسی معتمد کے ہاتھ ایکہزار روپیہ
کا توڑہ بہیجا کہ بندہ نے پوشیدہ شیخ جی کے حوالہ کیا ایکمرتبہ ایک شخص مہاراجہ شتاب راے کے آشنایون مین سے جو کہ
منجملہ امرای راے رایان ناگرمل دیوان خالصہ بادشاہ ہندوستان سے تہا بتقریب رسم گیا جو نایب ہو وہین بعد وفات
والدین کے روانہ عظیم آباد آیا وقت رخصت خط سفارش کے درخواست بنام راجہ شتاب راے کے کی ناگرمل نے کہا کہ تم کو نہین
بہی وہ پہچانتا ہے اور یہ کام ہمارے گروہ مین عمدہ ہے یقین کہ کچھ قصور نکرے اور مجھے خیال ہے کہ میری تحریر سے خلل ہو
کیونکہ اوسکی القاب لایقہ حال کی لکہنے سے مجھے عار ہے اور اگر قرینہ سابق سے لکہون وہ رنجیدہ ہوگا چونکہ مہاراجہ شتاب راے
ہر ایک جگہہ کے اعیان وارکان وبزرگان سے مستدعی رہا کرتا تہا کہ جہان جو امر قابل اطلاع ہو وہ کرین اور
بلا جبر ونقصان کے تحریر کرین اور ہر ایک کی ساتہہ اوسکے عوض مین خدمت واجبی ماہواری کیا کرتا تہا یہ خبر بہی
اوسکو معلوم ہوئی بعد ملاقات قسمیہ استکشاف کیا کہ آپ سا دوست تشریف لاوے اور راے رایان دو کلمہ خیریت فرح سے
مجھے یاد نکرے مقام عبرت ہے اوسنے کہا چونکہ مجھی سے خدمت مین بندگی تہی حاجت تحریر تہی شتاب راے نے
جواب دیا ایسا نہین ہے چونکہ وہ بہی مرد ہوشیار تہا سمجھ گیا کہ اصل مطلب سے مہاراج آگاہ نہین اوسنے کہا مین مہاراج
پر خود ظاہر ہی حاجت اظہار نہین بعض مقربین نے مانند راجہ خیالی رام اور میر قوام الدین خان کے جو حاضر تہے اس
معاملہ کو نسمجھے بعد چلے جانے اوسکے کے دریافت کیا مہاراجہ نے جو کچھ اخبار سے معلوم ہوا تہا اظہار کیا اور کہا انشاء اللہ
اسکا تدارک بخوبی کرتا ہون مگر یہ بہی کسی نے نسمجہا کہ اصل غایت کیا ہے جس وقت کہ وہ رخصت ہوا تو واقع لائق
اوسکے ناگرمل کے نام باوجود یکہ عرضی نہایت فروتنی مین لکہی بہ مضمون کہ عنایتنامہ والا کا اصدار ہونا موجب
افتخار فدوی بے مقدار ہی امید اشفاق بزرگانہ سے یہ ہے کہ دور افتادگان حضور کو یاد اور رقعہ جات یاد فرمایا کرین اور تحفجات
قیمتی دس بارہ ہزار روپیہ کے مانند عطر اگر اور قیمتی لباس سفید بنگالہ اور دندان فیل ہمراہ پایے پلنگ کے اور ولایتی گہڑیان اور

شمعدان بلورین اور آئینۂ کلان وغیرہ نمونہ فرنگ اوسی مصاحب کے ہمراہ ابلاغ کیے تاکہ رمل اس گفتگو اور سلوک
اور تحریر کے ملاحظہ سے نادم ہوا اور درجواب معذرت تحریر کی اور اپنی مجلس مین کہتا تھا کہ اس عزیز نے اپنی فرط ہوشیاری
اور تمیز سے باوجود بعد مسافت کے ہمکو خجل کیا آخر سنہ ۱۱۸۳ ہجری مین دو تین کے تعبیۂ قحط و غلہ کی شروع ہوکر اواسط سنہ ۱۱۸۴
ہجری تک گرم رہی شتاب رای نے نہایت غمخواری کل اعزہ اور غربا کی فرمائی بدین تفصیل کہ جس سال یہ بلا ظاہر
ہوئی بنارس مین کسیقدر ارزانی تھی تیس ہزار روپیہ اس کام کیواسطے مقرر کرکے ملا خان ملازم کو حکم دیا کہ مہینے مین
تین مرتبہ دس دس روز کے بعد بنارس سے غلہ خرید لایا کرین جب عظیم آباد مین آوے وہان کے نرخ سے یہان پر
فروخت کرین اسی طور سے جب تک قحط رہا خرید فروخت غلہ کی جاری رہی جن لوگونکو خریدنے کی طاقت نہ تھی اونکو
لوگونکے باغ مین تین تین چار مقام بطور قیدیونکے رکھا ہر جگہہ پیادہ اور داروغہ اور عملہ مقرر کیا اور پختہ کہانے اور جنس غلہ
مع ظروف گلی اور ہمیشہ ہفتی اور چند خرمہرہ فی نفر واسطے خرید تماکو تنباکو افیون وغیرہ کے جسکو جسطرف میل ہو
ہر روزہ مقرر کیا بلاناغہ ہر روز ملا کرے اس حال کو دیکھتے ہی انگلشیون اور لندیزیون نے بھی ایک خیرات خانہ مقرر کیا
اور اسی ترکیب سے ایک خلق کثیر جانبر ہوئی مرشد آباد مین ان باتون سے کچھ بھی ظہور نہوا بلکہ کہتے ہین کہ باوجود اہتمام
مظفر جنگ کے بعض اوقات مین غلہ محض نایاب ہوجاتا تھا اور عمدہ لوگ یا سید میر سلیمان خانسامان وغیرہ کے
جو اس کام پر مامور تھے اول تو انتظام نہین کرسکتے تھے اور اگر اتفاقا کہین سے غلہ ہاتھ لگا سرکاری پیادون کی
معرفت روانہ کرتے تھے مظفر جنگ کے مقرب خصوص راجہ امرت سنگہ جو اپنے آقا کے ساتھہ معشوقانہ ناز رکھتا تھا سپاہیون
سے وہ غلہ چھین کر اپنے گھر مین رکھتا تھا تاکہ زبردست لوگ زیردستون سے چھین لیجاتے تھے اسکا تدارک کوئی نکرسکتا تھا
اسکا بھی جواب مظفر جنگ سے کمیٹی مین طلب ہوا تھا واللہ اعلم ہر سال ولایتی میوہ سوداگران میوہ فروش
کی وسیلہ سے لیکر واسطے رؤساے انگلشیہ اور عظماے بنگالہ کے بھیجتا تھا اور عظیم آباد کے مشاہیر اور عمدہ لوگونکو دو دو تین تین
مرتبہ بھیجتا تھا جب دیکھا کہ اکثر اسطرح بیچارے محروم رہتے ہین علاوہ اوس مقرری کے تھوڑا سا روپیہ اور میوہ فروشونکے
نام مقرر کیا کہ اوسکا میوہ الاکر بازار مین بیچین جسکا دل چاہے وہ خریدے اوسکا باقی ماندہ آپ لے لیتا تھا تاکہ
میوہ فروشون کو نقصان نہو اور بعض قوم ایہونکو شاہجہان آباد اور لاہور سے روپیہ بھیج بھیج کر طلب کیا اور یہہ
عظیم آباد مین اونکو ٹہراکر حکم دیا کہ جس جگہہ زمین لایق دیکہو وہان تخم افشانی میوہ جات کی کرو تخم سردہ اور خربزہ
وغیرہ ترکاریون کا لکھنؤ اور اکبرآباد اور کابل سے منگوا دیتا تھا اور اوسکے ہمراہ لوگونکو بھیجا کرتا تھا انگور فروشکر اور
کو کہ شاہجہان آبادی اوسکے عہد سے ہونے لگے اب نہایت افراط سے بکتے ہین انگور خوش مزہ کبھی روپیہ کا تین سیر
اور کبھی دو سیر اور کبھی ڈیڑھ سیر بابھاؤ لیتے ملتا ہے اور کبھی کبھی بازار مین بھی آتا ہے عقیدہ مسلمانی بھی رکھتا تھا چنانچہ
تعزیہ حضرت سید الشہدا امام حسین علیہ السلام کا بڑی عزت سے اوٹہاتا تھا اور گیارہوین ماہ رمضان کو جو دن شہادت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کا ہے شیرینی غربا

پکا کر نیاز دلاکر تقسیم کراکر تھے یعنی بین اکثر اوسکی زبان سے علی کا نام نکلتا تھا قسم بھی اکثر واللہ باللہ کی کہاتا تھا سال بین اکبر یہ حضرت
شاہ مردان علیہ السلام کا دسترخوان نہایت تکلف سے کرتا کسی نے ایک دن کہا کہ اظہار نشان ہوگا تاک باکسی پھری خیر کیون نہین
کرتے اوسنے جواب دیا ظاہر ہونا اس قسم خوارق عادات جناب شاہ ولایت سے دور نہین اور زندہ کا قبر معجزہ طلب نہین کرا ایسے
امور کے پیچھے پڑے مجھے اپنی اعتقاد سے غرض ہے دوسری یہ کہ ایسے کامون مین کسی کا اس حضرت پر ملکوہ ثابت ہو کر نیاز بہ عدم احتیاط
بے ادبی کی نشان ظاہر نہون پیرسے واسطے راہ طعنہ کی ہوگی کہ اس ہندو نے کیا سمجھا کہ شاہ مردان کی نشان کا تابع ہوا ایک روز
واسطے استقبال جرنیل ہمٹ کے بمقام باہرہ کو جاتا تھا یکلخت پہ پہنچ بطرف پشت بتخانہ وہانکے جو مکان معروف خیمہ گاہ وارد ان
کا بھی خیمہ گاہ اوسکا ہوا صبح کو جب گھوڑا سوار ہوکا در خیمہ پر حاضر ہوا ملازم اور ہمراہی راستے کی دونون طرف صف بستہ با سلام حسب ضابطہ
استادہ تھے بندہ مورخ خیمہ مین جاکر اوسکے ہمراہ بر آیا جو اہر ہمیان تھا مذکور نے عرصہ خالی پایا فرصت دیکھکر جس وقت وہ
سوار ہوا چاہتا تھا عرض کیا کہ یہ جگہ مہادیو کی ہے اور آج پورنماشی روز تیرت ہے ہم لوگون کو کچھ دلا دلانا چاہیے
جواب دیا کہ جو کوئی اس مکان کی زیارت اور اس آستانہ کی خدمت کو آیا ہوا وس سے سایل ہو مجھے تمسے کچھ غرض
نہین باوجود بہت سے ایک حبہ نہ دیا اور سوار ہو کر اپنی راہ لی اور پھر دیکھا کہ فقرا جو ہنود اثنا ے راہ مین سائل ہوے محروم
گئے اور فقیر مسلمان نے تصدق حضرت علی سوال کیا اسکو روپیہ دیا اوسکے رفقا محرم راز سے دریافت ہوا کہ بنگالہ اور
کلکتہ کی سفر مین ہجوم بتخانہ کا راہ مین سے بعض رفقا ہمراہی مستدعی زیارت پرستشگاہ مذکور کے ہوئے تھے مگر
یہ معذرت خواہ ہو کر سو دو سو روپیہ دیکر رخصت کر دیتا تھا کہ میری طرف سے بھی تم زیارت کرتے آنا اگرچہ حویلی نہایت تکلف
سے اپنی واسطے بنوائی لوگون نے کہا کہ خانۂ نو مین مہمان کو اس مکان مین تکلیف الطعام دینا چاہیے جواب دیا کہ میر اکثر پاک ہوگا
اگر ضرورت ہو تو روپیہ لے لو گنگا کنارے تحویل ضروری کرو وایام شیطین بپا خاطر مرلیدہر اور رام کے پیدا لیس اور ہر دوار
کو کسی برہمن کے پاس گیا اوسنے راجہ کا آنا اور اوسکا اتفاق عظیم جانا بپر دیا اعتقاد ہونے کی راجہ سے کہا کہ ہمارا
آپکے طالع کی بموجب بندہ نے ایک نام تجویز کیا ہے جسکا وظیفہ آپ کیا کرین راجہ نے کہا ایک ورد کرتی ہین ہمین
وہی کافی ہے اوسنے پوچھا کہ وہ کیا ہے راجہ نے کہا اللہ برہمن نے براہ آمیزش جواب دیا کہ رام اور رحیم مین کچھ فرق نہین
اوسنے کہا ہے لفظ رام مین تولد ذات کا توہم ہے اور اللہ مین تنزیہ ثبوت اور لوث کسی کا نہین ایسے طریقون سے معلوم
ہوتا ہے کہ مہاراجہ اعتقادات ہنود سے سروکار نرکھتا تھا واللہ اعلم لیکن چونکہ مراعات یار و آشنا کی منظور تھی و کسی
مال وغیرہ مین بنا بر حفظ اپنے آبرو کی دخل نہین کرتا تھا اور زر خاص اوسکے خرچ کو وفا کرتا تھا کیونکہ بعض اوقات
انگلشیونکو بھی رعایت کرنا ہوتی تھی اکثر جہان ایک یا دو ہزار کا کام ہوتا دس دس ہزار بھیجتا اور اوسکی محاصلات کی
نہایت کم داخل دفتر کی باقی اپنے جود و عطا رکھتا دم یہ کار بار جاگیر اور املاک سے بہانہ کر کے کہتا تھا کہ قابلان
انگلشی تمہاری سند دکھایا چاہتا ہے اور جس کسی سے رعایت منظور ہوتی ہر ایک کو کلا سے اسناد اور وثایق طلب کرکے

حوالہ کسی اپنے متصدی کے کرکے جبر و تعدی سے بلا سبب کسیقدر روپیہ بقدر حاصل ہر ایک سے لینا جب
اسیطرح سے روپیہ حاصل ہوجاتا اوسی شخص واجب الرعایت کو دیتا بہر حال خوشنودی اشخاص مذکور
منظور تھی غضب خدا کو یہ اس امر کے سہل سمجھتا تھا تصدیق ہوا کہ مہاراجہ ستاب رائے نے اپنی آنکھون
سے ملاحظہ کیا کہ جو کوئی شخص ناحق خلق خدا کو رنجیدہ کرتا اور یہ دیکھتا کہ ناحق اس بیچارہ کو ستاتا ہے اور اوس سے
مروت ہوئی کچھہ نہ کہتا اور بعدہ اوسکو کسی بہانہ سے اپنے پاس بلاکر زر بلا سے بیشمار سے مالامال کر دیتا۔

رہائی پانا محمد رضا خان مظفر جنگ کا اور بسر کرنا ایک مدت کلکتہ مین بذریعہ امیدواری اور آخر لاچاری مین راضی ہونا

مظفر جنگ اس داگیر مین نہایت مضطر اور بیبس ہو گیا تھا کیونکہ اکثر عملہ خاین اور خود بھی بیخبری کی وجہ سے
کسیقدر متہم تھا امرت سنگہ اوسکا دیوان نہایت بے شعور اور کاغذ فہمی سے نہایت دور اور لوگ اسکی زشت خوئی
سے گریان تھے اسوقت مین ہر ایک نے اپنی راہ لی امرت سنگہ نے بحیلہ اور تخویف اظہار بعض اسرار کے فارغ خطی لیکر
کسی مکان مین واقع کلکتہ جا بیٹھا مگر علی ابراہیم خان بہادر نے باوجود عدم اطلاع کاغذات معاملات سنوات پیر
نوکری کی شرم سے کمر ہمت چست کی اور تھوڑی مدت مین ہر ایک دقیقہ اور ہر قسم کے کاروبار سے ماہر ہوکر
متعہد وکالت ہوا اور نہد نگار کے سوالات کے جوابات کا بھی متعہد ہوا اور اوسکی کینہ وری سے نہ ڈرا [illegible]
سے سنا گیا کہ بہت عمدہ عمدہ جوابات بجز تسکین دیگر ہر ایک کا منہ بند کردیا سامعین کو بجز تحسین و آفرین
کچھہ کہتے نہ بنا اور مظفر جنگ نے اسکی تقریر کے بدولت پچیسوین [25] ربیع الاول ۱۱۸۵ھ ہجری کو رستگاری
پائی اور دوسری ربیع الثانی سنہ مذکور کو اوسکے دروازے سے پہرے اوٹھائے گئے مظفر جنگ
اس امید سے کہ شاید بانند ستاب رائے کے بدستور شریک کونسل مرشد آباد ہو کلکتہ مین
مقیم رہا اور مفت خوران کلکتہ نے جنمین اکثر عملہ بعض اصحاب انگلشیہ کے کونسل کا ہے اسکو دام
فریب مین پھنساکر ہر روز ایسے کلمات سے خوش رکھتے تھے کہ آج فلان صاحب ایسا کہتے تھے اور کل ایسا
فرماتے تھے فلانے کو ولایت سے یہ خبر آئی ہے اور فلانے نے فلانے سے ایسا سنا ہے مظفر جنگ ایسے اخبارات کو
سنکر امیدوار ہوا اور مخبرون کو اپنا ہوا خواہ سمجھکر اونکے حسب اشتہار اکثرون کو روپیہ بھی دیا اس
سبب سے زیر بار اور بہت مقروض ہوا بعدہ اوس زمانہ مین بحصول ثواب سفر بیت اللہ کے کلکتہ آکر مظفر جنگ
سے موقع اعانت چاہتا تھا مگر اوسے توفیق نہوئی قصہ مختصر اس امر کا تھا کہ بندہ کی جاگیرات اپنے عامل
بھاکر کے سپرد کیے اور اوسکا نائل میرے قرضہ کا عاملین سے ضامن ہوا ہے اور میری جا ملازمت

جاگیر سے اوسکو دیوے اور زر بابت فاضل دیوان امانت رکھے تاکہ مہاجن کو قرض باقی نرہے اور اوسی زمانہ مین کہ بندہ پچیس بیس دن کلکتہ مین رہا اور مظفر جنگ کی صحبت مین تھا بندہ نے اوسکی زبان سے سنا کہ ہر دو گہڑی علی ابراہیم خان کی مدح کرتا تھا اور کہتا کہ اگر تمام عمر اس محسن کی شکر گذاری اور خدمت کرون تو عہدہ واجبہ سے باہر نہین ہوسکتا ہون اور انشاء اللہ تعالی ایسا ہی ہوگا اکثر قبلہ کہتا تھا اکثر کہتا کہ بکر ام رفقا لاکھون خوردہ ونوش کرکے چلدیے اگر احسان ہے تو علی ابراہیم خان کا ہے اوسکا درم ناخریدہ ہون اسکا غلام ہون میرا باپ اور بہائی ایسا نکرتا جو اس سے ظہور ہوا کہ تمام صحبت مین ہر دم ہر لحظہ اوسکا دم بہرتا تھا ——

آنا جنرل کلاورن اور کرنل منسن اور مسٹر فرانسیس روساے کمیٹ اور گورنری سے منافقت ہونا اور بارول کا گورنری سے اتفاق

مظفر جنگ اپنے حصول تمنا کی انتظار مین تھا کہ جنرل کلاورن اور کرنل منسن اور مسٹر فرانسیس باہم بدار الہمام کمیٹ اور نیز واسطے تحقیقات معاملہ گورنر بہادر اور مسٹر بارول کی بادشاہ اور کمپنی کی طرف سے اواسط شعبان ۱۱۸۸ ہجری مین پہونچے دو آدمی یہان کے سردار تہین ایک گورنر اور دوسرا مسٹر بارول منجملہ خمسہ کمیٹ کے رہگئے چونکہ وہ تینون فرستادہ بادشاہ اور کمپنی کی بنا پر تحقیقات تقصیر گورنر کے مقرر ہوے تھے اور جنرل کلاورن ولایت کے اہل دول اور بادشاہ انگلنڈ کی ملازمین مین تھا اور کرنل منسن امیر ریاست کل فوج کا بعد وصول جنرل کلاورن کے مرتبہ گورنری پر رکہتا تھا اور مسٹر فرانسیس دوسرے درجہ جنرل کلاورن پر باہم متفق تھے بسبب طنطنہ اور دبدبہ رکہتے تھے ہنگام ملاقات نذر نگرانی جو کہ ضابطہ ہندوستانی ہے نہین لیتے تھے حتی کہ ڈالی بہی رد فرماتے تھے گورنر کے معاندون کو باخود موافق کرلیا چنانچہ نندکمار کو جو شمس الدولہ اور لارڈ کلائیو اور نیز اسوقت مین عماد الدولہ مسٹر ہستنگ کا مغضوب النظر تھا مقرب بنایا اسکی وسیلہ سے اکثر لوگ لالچی فسادی بامید اقتدار اصحاب ثلثہ مذکورہ سے متوسل ہوے اور تحقیقات امور مخفی کی شروع ہوگئی اور ان پانچ آدمیون مین ناچاقی صحبت اور اختلاف رائی کمال درجہ کو پہونچی سخت تشویش طرفین کے متوسلون کو ہوئی حتی کہ فیمابین جنرل اور مسٹر بارول کی طمانچہ بندوق سے حسب ضابطہ خانہ جنگی ہوئی دونو آخر کو یعنی گورنر اور بارول یکدل رہے اور تینون آدمی ایکطرف جنرل کی طرف بسبب کثرت اصحاب کی جو تینون تہے گورنر پر جو دونون تہے غلبہ ہوا اکثر امور موافق رای طرف جنرل کی کی جاتی تہے چنانچہ گوران نام ایک انگلشی صاحب کلان مرشداباد اور مسٹر مڈلٹن صاحب کلان عظیم آباد اور جو کہ نام صاحب کلان بنارس اور مسٹر برسٹو صاحب کلان لکہنو جنرل کا کی تجویز سے مقرر ہوے اور مبارک الدولہ ابن جعفر علیخان نے منی بیگم سے خاطر ہوکر گوران کو ملا اسکی وسیلہ سے جنرل تک پہونچا اسفند دار ربیع الاول ۱۱۸۹ ہجری کو خود بکار نظامت ہوا اور قبضہ اختیار منی بیگم اور راجہ گورداس

خواجہ سرا سے باہر ہوا خواجہ سرا سے مذکور کا تغیر ہوا لیکن چونکہ منی بیگم زردار اور مقتدر ہو سکتا ہے ہمیشہ
مبارک الدولہ بطمع وراثت اوسکے اختیار مین رہا اور وہ یون کہتی ہے کہ اگر مجھسے ٹیڑی پڑے اپنے
مال و زر فقرا اور تمہارے بیگانون کو دیتی ہون فی الحقیقت مبارک الدولہ کا یہ حال ہے نہ تو کوئی
اوسکی سطوت سے ڈرتا ہے اور کوئی اوسکی دولت سے توقع رکھتا ہے اور وہ بھی چندان امور دنیاوی
سے توقع نہین رکھتا جس سے لوگون کو اندیشہ ہو لہذا جو شخص جو چاہتا ہے سو کرتا ہے اوسکو کسی سے
تعرض نہین بجز اپنے مصارف کے کچھ نہین چاہتا اسی وجہ سے اتبک منی بیگم کا تسلط بدستور اور
نیابت نظامت کی اغلب اوقات انقلاب مین ہے اسی سال مین انتیسوین [۲۹] جمادی الاولی
کو میر محمد حسین فاضل جو کہ نہایت تیز طبع زود فہم ہے بشوق تحصیل علوم ہمراہ مسٹر الیٹ کے انگلنڈ
کو روانہ ہوا اور اکثر تحقیقات علوم کی کرکے مخصوص علم ہیئت اور مفردات اور مرکبات ادویہ خواص
اکثر اشیا اور معرفت اجرام علوی کواکب فلک اور بعض صنایع دیگر مانند تشریح ابدان وغیرہ کے جسقدر مدت
قیام مین میسر آیا تحصیل کرکے اور اوسکا ترجمہ کرکے سنہ ۱۱۹۲ ہجری مین واپس مرشد آباد آیا اور
یہان لوگون سے ظاہر کیا امرائے نادر روشناس سے کسیکو توفیق نہوئی کہ تھوڑا سا روپیہ
خرچ کرکے اپنا نام مشتہر کرے اور وہ شخص اون علوم کو اسکے نام سے صفحہ روزگار مین
پایدار کرے گورنر بہادر سے جو کہ شعور و ہوشیاری اور دانائی اور کارگذاری مین نادرۂ روزگار تھا
تسلیم و اخلاص سے کار فرما ہو کر ضروریات مین توجہ نامناسب جانی ارادہ کیا کہ اول اپنی بری الذمگی
کرکے جنرل کی نادانی ظاہر کرے اور اندازان کوتاہ اندیشی مخصوص نندکمار کو سزا دے بعد ازان تدارک بھی کام
کرے اور امور پرداخت جنرل کو درہم کرے اسلئے امدادت جنرل کی جو ابھی تک راستی اور وفاداری کی درجہ کو نہ پہنچا تھا

معارضہ کرنا نندکمار کا گورنر ہسٹنگس بہادر سے اور سزا پانا

بعد ازان اکثر عیوب نندکمار کے آشکار کرکے ثابت کئے منجملہ اوسکے چند عیب تھے کہ یہ شخص
ہر ایک کے دستخط کرتا ہے اور ہر ایک کے نام کے مطابق مہر اپنے پاس رکھتا ہے اور تمسک
اور خطوط جسکے نام جس قسم کا چاہتا ہے درست کرتا ہے اور منجملہ تمسکات کے ایک تمسک
مہری بلا قید اسطرح کا تھا جسکا روپیہ سرکار کمپنی سے لیکر تصرف کر لیا تھا ان امورات
کی تحقیق مین گران جوری مقرر ہوئی گران جوری اسکو کہتے ہین کہ بارہ [۱۲] آدمی معتمد انگلشی مقرر
ہوتے ہین اگر مدعا علیہ اوسکو قبول نکرے تو دو مرتبہ اوسکے انکار سے بدلے جاتے ہین پہلے تیسری
مرتبہ پھر کچھ انکار و اقبال نہین سنا جاتا بارہ [۱۲] آدمی ہوتے ہین لاجرم یہ مقرر ہوا کہ تجویز سزا کرین

اور اوسوقت کوئی اون سے نہین مختلط ہوسکتا کہ مبادا کچھ لالچ دیکر سے ایجالی کرا جو
القصہ یہ گران چوری مقرر ہوئی مدت تک گرم بازاری رہی تا آنکہ نندکمار داجب القتل ثابت ہوا
پیل ویار باطن مقرر وہ ذو ہی خلق تھا اگرچہ وہ ایک لوگون سے احسان بہی کیا تھا مگر عجب بیباک
خدا نا ترس مردم آزار تھا بہرحال اوسکی سزا مقرر ہوگئی چونکہ جنرل نے اوسکے دلنشین کردیا
تھا کہ کوئی تجھسے کچھہ نہین کرسکتا اگر زہر واتک لیا وہین سرگرم خوف دہشت نکیا بہرصورت گورنر کی تقصیر ثبوت
کرنا علاوہ اسکے خود بہی مزاج مین صلابت رکھتا تھا ثبوت قصور گورنر مین کوتاہی نہ کرتا تھا اور گورنر
اوسکے تقصیرات کا اثبات کرتا تھا ان دونون آدمیون کے سوال وجواب دستخط الکاشنی سے لکھی گئی
جسکی کتاب اس جماعہ کے لوگون مین مشتہر ہے القصہ جب تقصیر ثابت ہوئی ساتوین جمادی الثانی
۱۱۸۹ ہجری کو نندکمار کی جاسے مقررہ پر پہانسی ہوئی اور اوسکا نقد وجنس تعلقہ ہوکر اوسکے لڑکے
راجہ گورداس کے حوالہ ہوا کہتے ہین کہ باون لاکہہ روپیہ نقد اور اسیقدر نقد وجنس حساب مین
آیا اور نندکمار کی بنائی ہوئی مہرین جو لوگون کی طرف سے بنالین تہین برآمد ہوئین —

جنرل کلاورن سے مظفر جنگ کا موافق ہونا اور اوسکا مرشدآباد کی عدالت فوجداری پر مامور ہونا وغیرہ کا بیان

جب جنرل کلاورن کے غلبہ کا آثار پیدا رہا مزاج مظفر جنگ خفقانی کا جو تلون سے خالی نہین تھا
جنرل سے آمیزش کرنے لگا علی ابراہیم خان بہادر مآل اندیشی سے مانع ہوکر کہتا تھا کہ ابہی جسطورسے
گذرتا ہے گذران کرنا چاہیئے گورنر نے آپکی آبرو بخشی کا احسان فرمایا ہے احسان فراموشی نکرنا
چاہیئے دیکہنا چاہیئے کیا انجام پیدا رہا اگر جنرل مجاز ہوتا ہے تو اوس سے کچھہ بدی نہین کی کہ
وہ دشمنی کریگا بلکہ وہ بہی تمہارے ثبات مزاج سے راضی ہوکر رعایت مناسب کریگا مگر مظفر جنگ
جو کسیقدر خودرائے ناسخن شنو تھا اس مصلحت کی طرف چندان ملتفت نہوا اور جنرل مذکور سے توسل
پیدا کیا گورنر نے اس سبب سے افسردہ خاطر ہوکر اوسی جنرل پر چہوڑا جنرل نے اوسکی واسطے
مبارک الدولہ کی نیابت اور فوجداری کہ اس سے خبرگیری اور تدارک قطاع الطریق اور چورون کی
اور انفصال مقدمات فوجداری اور تحقیقات مراد ہے تجویز کی اور بہت سا روپیہ درماہہ
عمال کا مقرر کیا اور نواب کو مع اولاد و اتباع کے کونسل سے خلعت دلاکر پندرہوین رمضان
۱۱۸۹ ہجری مین مرخص کیا دوم شوال کو مرشدآباد آیا سکان شہر نے بہرصورت اسکی اطاعت کی

اور وہ فرشتہ زادہ دولت سے ہمکنار ہوا دہم ذی الحجہ سنہ مذکور کو اپنے لڑکے مہدی زکی خان ولد محمد حسین خان اپنے بھتیجے کے ساتھ بیاہ دی اور اپنے فرزند کلان بہرام جنگ کو حاجی اسمعیل کی صبیہ سے جو کہ دونون دختر زادہ رابعہ بیگم کی تھی ۲۲ ماہ مذکور کو نکاح پڑہایا اور ۲۳ جمادی الثانی سنہ ۱۱۹۰ ہجری کو رابعہ بیگم عطاء اللہ خان کی بی بی حاجی احمد کی لڑکی نے رحلت کی اور اوسکے گھر کی رونق جاتی رہی اگرچہ عیوب و فجور مین متہم اور مشہور تھی مگر بہت سی خوبیان رکھتی تھی قبل بیماری سے پیشتر جملہ معاصی سے توبہ کی تھی اور بیماری مین پھر نئے سر سے توبہ کی اور لوگون کو گواہ کیا اور دم آخر تک کلمہ طیبہ اور تعریف وحدانیت الٰہی اور نبوت خاتم الانبیا اور منقبت اوصیای رسول سرور اور نادم اپنے گناہون پر راہی ملک بقا ہوئی رب ان تعذبھا فانہا امتک وان تغفر لہا فانت ارحم الراحمین اور اوسیوقت تاریخ ۲۷ ماہ شوال کو زلزلہ عظیم آیا جو پچاس سال سے ایسا شدید زلزلہ نہ آیا تھا اور مظفر جنگ علی ابراہیم خان بہادر کو جو زیر بار منت اور احسان کے تھا دیوانی نظامت پر مقرر فرمایا اور نایب فوجداری ہر چکلہ بیہجے از انجملہ عظیم آباد مین نذر باقی بیگ بلخی مقرر ہوا لیکن نیکنام رہا اور اصحاب انگاشتی مع تمام رعایا کو راضی اور خوشنود رکہے مظفر جنگ نے مبارک الدولہ کے مقربین سے خشونت کر کے بعض کو خفت پہونچائی اور مبارک الدولہ سے کچھ ممانعت بھی نہو سکی تا شکایت کیا ہو چنانچہ بعد عزل اعتبار علیخان خواجہ سرا کے جو کہ خادم علیخان ولد خادم حسین خان جو کہ اکثر اخلاق مین باپ کیطرح تھا چند روز مبارک الدولہ کا مدار المہام ہوا تھا مظفر جنگ کے بے التفاتی سے برطرف ہوا اور مبارک الدولہ نے باوجود عہد و پیمان کے دم نہ لیا مظفر جنگ نے چند روزہ اقتدار مین بڑا تسلط کر کے زبان زد جمہور ہوا اسی اثنا مین خیانت پیشہ لوگ جو کہ زر نظامت کو خوان یغما سمجھے تھے اور علی ابراہیم خان بنا بر اندیشہ نہ خود لیتا تھا نہ دوسرون کو لینے دیتا تھا اونہون نے مظفر جنگ کے مزاج کو علی ابراہیم خان الیسے احسان فراموش سے منحرف کر دیا اور فیما بین ناچاقی کروا رہوئے اور سخن چینون نے مظفر جنگ کی دلمین اپنا نقش جمایا مصرعہ چراغی را کہ دودی ہست در سر زود درگیرد اول کنایتا شکایتین خانمد کو سے شروع کین اور پھر اپنے مجالس مین بطور طعنہ و تشنیع کی گفتگو کرنے لگا چونکہ وہ اس قبیل سے تھا کہ صاحبون ہندوستان شعر کہنا نہین جانتا اس باعث سے لباس اور دستار ہندوستانیونکا زیب تن اپنے کے نہین کرتا تاکہ دعوے عقل اور شعور کا کرون یہ قاعدہ ہندوستانیونکا ہے کہ پڑہے نہ لکھے نام محمد فاضل مگر جامہ سبت مکلف در بر اور عمامہ بر سر کہ ہم بھی شاہ بیدیل ہین اور عالم بے نظیر اگر ایک لفظ کے معنی دریافت کرے یا پوچھے کہ اس شعر کا کیا مطلب ہوا اوسوقت عالم بے نظیر اور شاعر بے عدیل

صاحب کے ہاتھہ پاؤن پہول جاتین بجز سکوت کچھہ بن نہ آتے الغرض یہ سب باتین طعن و طنز کی
اپنے زعم مین گویا علی ابراہیم خان کو کہتا تھا چونکہ حق تعالے نے علی ابراہیم خان کو ہر امر رفتار گفتار مین
برگزیدۂ روزگار کیا تھا او طبیعت موزون تھی کبھی کبھی اشعار بھی کہتا تھا مظفر جنگ ایسے امور سے
محض محروم تھا اسکی زیبائی موجب رنج مظفر جنگ ہوئی تھی اوسکے عزل کا بہانہ ڈھونڈھ رہا تھا
اتفاقاً اوسوقت مین نتی بیگم دختر رابعہ بیگم نہایت زشت کردار یا بدکار تھی بموجب مطابقہ عادت پاسے
ہند کی چند عورتین فحش اور لونڈیان حرامکار جمع کر کے اونکو تعلیم رقص اور رود و سرود کی کراتی تھی
وصحبت لغو و بیہودہ اکثر رکھا کرتی تھی اوسنے علی ابراہیم خان سے راہ کدکشادہ کی شکر احسان کے بہانہ سے
جو کہ اسنے مظفر جنگ کے ساتھہ کئے تھے لہذا خان مذکور کو بہائیصاحب اور بہائی جان ایسے ایسے
کلمات کہا کرتی تھی چونکہ چندان پردہ دار نتھی علی ابراہیم خان سے بہی بے پردہ ملاقاتین اور ضیافتین
ہونے لگین اور اوس مجلس مین بعض مخصوصان مظفر جنگ بہی شریک اور اوس محفل کے
مخصوصیات پر آگاہ ہوتے تھے تا آنکہ بیگم مذکور نے علی ابراہیم خان کی رغبت ایک کنیز رقاصہ پر پائی
اور اوسکے اختلاط کی ترغیب دی اور کہا کہ یہ میری لونڈی ہے مینے تمہین معاف کیا اور دیگر عورات
شریک حال بہی اس بارہ مین اصرار و مبالغہ کرتی تہین کہ کچھہ مضایقہ نہین اور وہ جسکی لونڈی ہے
وہ تمہین عطا فرماتی ہے پس اسقدر پرہیز کیا ضرور ہے مرشدآباد مدتون سے حکم ولایت لوطیہ
رکہتا تھا اور ہنوز اسی رنگ پر ہے کیونکہ کمتر اشخاص کو یہان کے رہنے والو مین عزت و ناموس کا
پاس ہے بلکہ دولتمند لوگ زیادہ تر اس بارہ مین بہتر سبب مفلسون کو ترغیب و تکبیر آمادہ کرتی
تھی اور بمقتضاے کلام الناس علی دین ملوکہم کو اس فعل نے رواج پایا تھا شاید کہ چند غریب
و شریف کی عصمت رہی ہو ورنہ مشاہیر مقتدر کو اکثر اسی علت مین مشغول دیکھا جسقدر ہین
یہان وضیع و شریف ہین خوار رسوا ہین اور مرد کثیف ہین خلاصہ یہ کہ علی ابراہیم خان باوجود کثرت شعور اور پرہیز کے راضی ہوا
سچ ہے بموجب قول مخفی اکبر نامہ کے عشق کی ہین گی ایسے حال بہت ہین اور محبت کو بہی کمال بہت ہین کبھی سبحہ کو یہ کر گئی زنار
کبھی زنار ہو وے سبحہ کا تار شاید دو تین مرتبہ کنیز مذکور کو اپنے پاس طلب کیا ہو کہ ابراہیم خان مذکور پر تہمت ہی ہوئی ہو
بہرحال مظفر جنگ نے اسی فعل کو دستاویز کیا اور خان مذکور سے برہم ہوا ظاہرا محضر آراستہ کیا
کہ فلان شخص میرے ناموس مین پردہ در ہوا تا رہی اس محضر کی کہ بجز افشا و رسوائی فایدہ نرکہتی تھی
شاید بخوف انگشت نمائی اور رفع بدنامی کی ایسا امر کیا ہو کہ کوئی نہ کہے کہ ایسے رفیق سے جدائی بموجب کیون ہوئی بہر صورت
مظفر جنگ نے اس مقدمہ کی شکایت دربار عام مین مکرر بیان کی سولہوین ماہ صفر ۱۱۹۱ ہجری

میں علی ابراہیم خان کو عہدۂ دیوانی مبارک الدولہ سے معزول کیا اور اپنے لڑکے بہرام جنگ کو
مبارک الدولہ کے حضور میں لیجاکر خلعت دیوانی عطا کرائی علی ابراہیم خان نے گوشہ نشینی کرکے
آمد رفت دربار اور بازدید یار و احباب سے کنارہ پکڑا اسی عرصہ میں مظفر جنگ نے ۱۱۹۰ [illegible] خان کا اقبال
تھی جو کہ مظفر جنگ کے رفقا میں نہایت دخیل تھا رضی الدین محمد خان کی کسبی بی بی کو اپنے عقد
نکاح میں لایا اس تقریب سے جسوقت کہ رضی الدین محمد خان کسی غرض سے عازم مکہ ہوا ایک
تمسک متضمن اپنی وراثت کے اوسکو لکھدیا اور اپنا وصی کیا تھا آخر فسخ عزیمت کرکے بعد تھوڑی مدت کے
مر گیا بہت سا روپیہ اور مال اور خسنر زاد وغیرہ چھوڑ مرا سید محمد خان نے اوسی تمسک کی دستاویز
سے قابض ہوکر اوسکی عورات اور اطفال کو زیر قبضہ کیا اور بعد چندے وسیلہ اوٹھا کر اوسکی
کسبی بی بی جو اوسکے لڑکے کی ماں کے سوا تھی اور سب عورتوں سے محبوبہ تر اور مالدار تھی اپنے
نکاح میں لایا اور اوسکے مال و اسباب میں متصرف ہوا لوگوں کو تقریر وصی سے اسقدر نفرت
ہوئی کہ ہنگام رحلت صدر الحق خان کے اسد اللہ خان خبیث چاہتا تھا کہ صدر الحق سے کہکر
سید محمد خان مسرب کو وصی کرا دے اور صدر الحق نے بھی چاہا کہ اوسکے کہنے کا پابند ہو مگر اوسکی
عورت نے فریاد کی کہ میں زن پیر اور بیچارہ نہیں ہوں مجھے وصی نچاہیے ہرگز راضی نہوئی تا آنکہ
صدر الحق خان نے ترک ارادہ کیا عجب تر یہ ہے کہ اس انکار سے حکیم جی ناحق ناراض ہوگئے
تباریخ ہفتم رجب ۱۱۹۱ ہجری کو مظفر جنگ نے اپنے بھائی محمد علی کی بی بی کو اپنے عقد نکاح
میں سرفراز فرمایا محمد علی خان اسکے ایام دولت میں اسلام آباد اور ہوگلی اور
پورنیہ کی حکومت میں رہا اور پورنیہ میں ہی مرا تھا غیر وہ عورت بسبب ہونے دو فرزند اور زر
و مال کے راضی بنا کحت پر نتھی مگر دربیانیوں نے دم دلاسا دیکر ایسا لاسا لگایا کہ دام میں پھنسگئی
کہتے ہیں کہ ایام نیابت لطافت اور جمیع معاملات میں جب کہ اقتدار مظفر جنگ کا تھا اوسکی
اقربا وغیرہ کی مستورات آمد رفت رکھتی تھیں اس سبب سے بعض بعض پر نگاہ پڑتی تھی اور بنابر
وصال بعض عورات کے جو اسطرح کی تھیں سعی کرتا تھا ورنہ ترک کرتا اگرچہ شہرت اس امر کی بہت اور
اکثر عورات کو سوال و جواب سنے گئے مگر اوسکا رکھنا نامناسب سمجھا کہتے ہیں کہ اونہیں دنوں میں
چونکہ محمد علیخان کی عورت بنابر مراتب اکثر اسکے گھر میں آتی تھی مظفر جنگ کا میلان خاطر ہوا پس
بموجب شرع کے اوسکے ساتھ نکاح کرلیا العہدۃ علی القائلین والراویین ـــ
جھگڑا اوٹھنا فیمابین گورنر عماد الدولہ مسٹر ہسٹنگس بہادر اور جنرل کلاورن کے

اور اوسی زمانہ مین جنرل کا جان بحق ہونا

جب گورنر جنرل کے درمیان سخت جھگڑے اوٹھے دونون کی تحریرین متضمن شکایت بہار کمپنی دولایتکو بحضور کمپنی جاتی تہین اور وہان سے جوابات آتے تھے جنرل کے تیسرے سال ورود کو جن دنونمین کرنل منسن مرا تھا ایکقطعہ خط ولایت سے آیا جسمین گورنر جنرل کی ولایت جانیکی تحریر تھی اور اوسمین لکھا تھا کہ جسوقت گورنر ولایت آوے بعد خود جنرل کو گورنر کرکے آوے اور دوستان جنرل نے لکھا تھا کہ اب گورنر ولایت کو آتا ہے کلکتہ کی گورنری ہمکو مقرر ہوئی جنرل نے انتظار کہو کے لئے خط گورنر جنرل کا نکلیا تہا کہ حکم گورنری میرے واسطے آگیا اور کونسل گہر مین اکر سی گورنری پر بیٹھا گورنر نے اس بارہ مین اوسکو احمق بناکر مجرم کیا اور جنرل اپنی تیزی مزاج سے نادم ہوکر جواب ناملایم کرنا شروع کئے گورنر جنرل نے حسب ضابطہ عملہ عدالت بادشاہی کو طرفین کے سوال و جواب کے فیصلہ مین قرار دئے اونہون نے گورنر کے حق پر نظر لطف دیکھی جنرل کو منسوب کیا اور اوسکی بات کا اعتبار کہو گیا اور گورنر جنرل بہادر اس طور سے اپنے عہدہ پر قایم رہا جنرل خجل ہوکر خانہ نشین ہوا اور بیمار ہوکر مضمحل ہو گیا اور اونہین خطوط مین چونکہ گورنر کو ولایت سے حکم انعقاد محبوبہ و لخواہ کی نسبت صادر ہوا تہا گورنر جنرل نے اپنے کتخدائی کی محفل ترتیب دی اور سب سے اول جنرل کو اوس مجلس مین بولایا اوسنے کثرت ملال اور ضعف حال سے انکار کیا گورنر خود اوسکو جاکر بڑی سماجت سے لایا محفل شادی مین چونکہ بڑی دیر تک شہرا بعد سعادت کی مرض نے ترقی پکڑی ناتوانی کا زور ہوا اور خود ڈاکٹر خاص جنرل کے مداوا کو ولایت سے ہمراہ لایا تہا معالج ہوا جنرل نے ہرچند حقنہ کو منع کیا مگر اوسنے مبالغہ کرکے حقنہ کا عمل کیا اور بمجرد حقنہ کے اوسکی جان نکل گئی اور اسکے مرنے سے مسٹر فرانسیس کی طرف سب ہو گئے اور گورنر کیطرف قوی ہوئے ہرچند مسٹر ہویلر نے جو کرنل منسن کی جگہہ پر آیا فرانسیس سے موافقت اور آشتی کی لیکن اسکی طرف سے بنا بر بلند ترنگی گورنر اور اوسکے ہوشیاری کی قوت بنائی بمجرد مرنے کرنل منسن کے جنرل کی طرف ضعیف ہوے اور سرداران جنرل جو برخلاف گورنر کے تھے بدل دیئے گئے ملخص یہ ہے کہ مسٹر بوسٹو لکھنؤ سے اور فوک بنارس سے اور شیخ عظیم ابا سے اور گوران مرشدآباد سے بدلے گئے مسٹر مڈلٹن واسطے لکھنؤ کے مقرر ہو کر گیا اور بنارس مین مسٹر گرام اور مسٹر لاعظیم آباد کا صاحب کلان ہوا اور مرشدآباد مین مسٹر بیمر کی مدارالمہامی

اور راجہ گوروداس جو بعد کشتہ ہونے اپنے والد کے بپاسخاطر جرنل کے مبارک الدولہ کا دیوان
ہوا تھا اور بعد ازان بپاس رضاجوئی جرنل کے بنگالہ کے خالصہ کی دیوانی پر باوجود عدم لیاقت
کی سرفراز ہوا تھا بعد انتقال جرنل کے بلکہ بعد مرنے کرنل منسن کے معزول ہوکر خانہ نشین ہوا تھا
حسب الاستدعاے منی بیگم کے مبارک الدولہ کے نظامت کی دیوانی پر مقرر ہوکر اوسط جمادی الثانی
سنہ ۱۱۹۲ ہجری مین پہونچا اور مظفر جنگ کو اس واقعہ سے نہایت افسردگی ہوئی کہتے ہین کہ گورنر بسبب
جیدا وصاف مظفر جنگ کے اسپر اعتماد نکرتا تھا لہذا عہدہ فوجداری اور عدالت سے جو بسعی
جرنل کے بیچ نیابت دیوانی مبارک الدولہ کے پائی تھی معزول اور صدر الحق خان مقرر ہوا اگرچہ
معلوم تہا کہ صدر الحق خان سے کارروائی نہین ہوتی لیکن چونکہ یہ شخص ابتداے ورود گورنر سے
اسکے آستانہ پر رجوع ہوا اور باوصف انقلاب کیطرف کو متحرک نہوا لہذا اوسکو لیاقت
سے زیادہ مرتبہ پر سرفراز فرمایا اور مبارک الدولہ کی دیوانی کے واسطے راجہ گرداس کو چندروز
پیشتر بھیجکر مظفر جنگ کو موقوف کر دیا اور مبارک الدولہ کو لکھا کہ تا ورود صدر الحق کے مظفر جنگ
کی عہدہ کے عمل فوجداری کو اپنے زیر فرمان مقرر رکہے منی بیگم جو کہ اسدن کی خواستگار تھی سرگرم
امور مرقومہ ہوکر خواہان ہوئی کہ صدر الحق خان کو بہی نیابت سے مانع ہو اگر ممکن ہو فوجداری
اور عدالت بہی اپنے قبضہ مین کرے اسواسطے اپنے دیوان خانہ کو کلکتہ بہیجا اور گورنر سے درخواست
پیش کی اور امتناع نیابت مین بنام صدر الحق کے نہایت ساعی ہوئی چندروز طرفین سے
سوال جواب رہے آخر جو منظور گورنر تہا درکسیقدر پاسخاطر منی بیگم اور مبارک الدولہ سے مقرر ہوا
اور تاریخ چھبیس ۲۶ جمادی الثانی کو صدر الحق خان وارد مرشدآباد ہوا چونکہ مرد سادہ اور ضعیف
پیری بہی زیادہ تھا قیام وقعود اور آمدرفت دربار اور حضور مبارک الدولہ مین ایسی حرکات
ظاہر ہوئی جو اوسکی خرافت پر دلیل تھی اس سبب سے لوگون کی نظر مین محض سبک دکہائی دیا
آقا محمد علی نام مغل ولایتی زادگو کہتے ہین بعد لینے کسیقدر روپیہ کے فوجداری عظیم آباد اور
آقا عبد الرحیم کو عدالت پر مقرر کیا تھا فوجدار مذکور نے چندروز کی حکومت کرکے وہان کے
عزیزون کو ناراض کرکے آپ بدنام ہوا

شروع ہونا منازعات کا درمیان انگلشی اور سرداران دکہن کا اور ظاہر ہونا مکر فساد کا

بالاجی راو بعد انتقال راجہ ساہو کے اوسکے ملک کا مالک ہوا اسکا ذکر مفصلاً احوال دکہن مین

جسقدر کہ بندہ کو معلوم ہوا انشاء اللہ تعالی ضرور بالضرور وقایع نگار قلم کریگا تاکہ ناظرین کو بخوبی
حال سے آگاہی ہو جب وہ راجہ پیشوا ہو مرا اوسکا لڑکا قایم مقام ہوا رگہنا تہہ راو برادر بالاجی راو کو بالاجی کے
فرزند سے جو بعد پدر کے فرمان روا ہوا تھا جھگڑا اوٹھا کر مقید ہوا اور مکر و فریب کرکے برادرزادہ
مذکور کو مار ڈالا اور اوسکی جگہہ آپ جانشین ہوا سرداران ملازم مین اختلاف ہوا بعض رگہنا تہہ راو
کی طرفدار ہوے اور اکثر نے فرزند بالاجی کی بی بی کو جو حاملہ تھی سردار بنایا اور جھگڑا کرکر رگہنا تہہ کو
مغلوب کرکے پھر قید کیا بعد ازان بطور رضی رگہنا تہہ راو اتفاق و آشتی کیا اور وہ فرصت پاکر نکلا
اور انگلشیہ سے جو کہ کوٹھی بمبئی مین رہتے تھے جا ملا اور اوسکی حمایت مین جا بیٹھا اکثر جا بے دشوار گذار
بلکہ ایک ملک ہند کا اسطور سے انگلشیہ کے قبضہ مین آیا کہ ایک ملک کے دو سردار باہم جھگڑے
ایک انمین ملا اور وہان کی راہ روش سے آگاہ کیا اور اسنے متوسلون کو متفق کرکے
اور انگلشیہ نے اپنے دلخواہ اول چند قرار کر لیے اور اوسی موجب چندروز تک اوس ملک
کی وضع اور ضابطہ اور قواعد پر آگاہی بہم پہونچائی اور اس مدت مین اپنی فوج کی مضبوطی
کرتے رہے بعد ازان آہستہ آہستہ اوس ملک مین دخیل ہوے ہین اگر وہ حاکم سردار ہوشیاری سے حسب
مرضی قدم رکھتا ہے اوسی کی ریاست اوسکی چھوڑی اوسکی اولاد کی ناخلفی ظاہر ہو تو ملک چھین لیتے ہین اور اپنے قبضہ مین لاکر
تاکہ بدنامی کا دھبہ لگے بطور پیرایہ کام کرتے ہین کہ نقض عہد کی بدنامی نہو القصہ صاحب بینای نے یہ حال گورنر
عماد الدولہ مسٹر ہسٹنگس بہادر سے ظاہر کیا قوم فرانسیس اور انگلشیہ کے سابق سے مخالفت
رہی ہے خصوص اسوقت مین مردم امریکا کی اعانت سے تر و تازہ ہوگئے اور امریکا والی قوم
انگلنڈ مین چارسو برس سے بوضع انگلنڈ جا بسے ہین اور مطیع شاہ انگلنڈ ہین پانچ چار
برس سے زیادہ نہین گذرے کہ بسبب معمول سے زیادہ طلبی اپنے بادشاہ سے منحرف ہوکر
زیادتی و سرکشی کی تھی اور باہم جنگ کرکے بادشاہ پر غالب ہوے فرانسیسون نے بنظر عداوت سابقہ
امریکا والون کی مدد مناسب سمجھی گولہ باروت توپ وغیرہ سامان جنگ کا اونکو پہونچاتے رہے
بادشاہ انگلنڈ باوجودیکہ صلح باقی تھی رنجیدہ ہوا اور فرانسیسون سے بھی لڑائی شروع ہوئی
اور جماعہ انگلشیہ کو ہندوستان مین اکثر جگہہ پر خاطر جمع ہوئی کسیقدر اندیشہ مرہٹہ اور حیدر نایک کا
دلمین کھٹکتا تھا کیونکہ حیدر نایک نے قبل ازین بارہ برس ہوئی ہین کہ دکن مین انگلشیہ سے
جنگ کرکے غالب ہوا تھا اور مرہٹہ چونکہ بھاگنے کی لڑائی کے پابند ہین ایک ایک دن مین
دس دس مرہٹہ مرتے اور بھاگ گئے ہین اسی سبب سے انگلشیہ اونکی بھی لڑائی کو دشوار جانتے ہین

اور یہ بھی معلوم تھا کہ حیدر نایک کو فرانسیسیون سے راہ رسم ہے لہذا عماد الدولہ گورنر ہیسٹنگ بہادر
نے مصلحت جانی کہ راؤ رگھناتھہ راو سے موافق ہوکر مرہٹہ سے آویزش کرے اور چاہا کہ فوج
انگلشی رگھناتھہ راو کی اعانت مین دکن جاوے اور اوسکو ہمراہ لیکر سرداران مرہٹہ کی صلح
حاصل کرے اور رگھناتھہ راؤ کی مصلحت پوری کرے اگر وہ اطاعت کرین رگھناتھہ راؤ اور
اوسکے مخالفین سے عہد وپیمان نبابر موافقت خود اور عدم اتحاد فرانسیس کے حاصل کرے
اور اگر سرکشی کرین رگھناتھہ راو کے مخالفین کو مقہور کرین کیونکہ جانتا تھا کہ رگھناتھہ راو سرطلب
اور سردار زادہ ہے البتہ اوس سے موافق ہوجاوینگے چونکہ ہندوستان کی بڑی بڑی لڑائیان
دامن شاہجہان آباد تک بفضل خدا فتح ہوگئین تھین جانتے تھے کہ بعد تابع ہوجانے مرہٹہ
کے حیدر نایک کو بھی مطیع کرنا کچھہ بات نہین ہے بعد اسکے بدون اندیشہ فرانسیس وغیرہ کے تمام
ہندوستان پر مسلط ہوکر آرام دل بسر کرنا چاہیے یہ راے خالی از آفت سے نہ تھی کیونکہ فرانسیس
کی قدیم عداوت اور اب جنگ امریکہ کی وجہ سے مزید ہوگئی تھی اور جو وہ رشک ہندکر کے چند ہزار
آدمی سے مع حیدر نایک اور مرہٹہ کے سواحل ہند مین آئین اور شورش برپا کرین تدارک
دشوار ہو سپہ مرہٹہ وغیرہ کی یاری کام نہ آویگی اور اوسوقت مین خود رگھناتھہ راو آرزومند اور
رفاقت پسند کا خود آپسی بلجی ہوتا ممکن تھا کہ نقش اس مدعا کا واسطے انکے درست بیٹھتا اور
فتوحات دیگر بھی میسر ہوتین اور تمام ہندوستان بے ہرج ومرج فتح ہوجاتا خلاصہ یہ ہے کہ گورنر
نے منظر مذکورہ بالا عزم دیگر مصمم کیا مشہور ہے کہ مسٹر فرانسیس اور مسٹر بولیر نے جو کہ منجملہ
اصحاب کمیٹی تھے یہ راے ناپسند کی اور یون مصلحت فرمائی کہ اسی قدر ملک مین جو حاصل ہے
قانع ہون اور شاید کہ حکم کونسل ولایت بھی اسی سلامت روی پر تھا گورنر بہادر نے کچھہ
نسنا خود تنہا اس کار مین متوجہ ہوا اوسوقت شروع سنہ ۱۱۹۲ ہجری تھے بندہ کسی اپنے کام کو
عظیم آباد سے ہمراہ کرنل کاوڈ کے جو لکھنؤ سے آزردہ ہوکر اپنے سوال وجواب کو کلکتہ جاتا تھا
قاصد شہر مذکور ہوا کرنل اپنی مراد سے محروم پھرا اور متعین ہوا کہ جو لشکر الہ آباد اور لکھنؤ سے مہم دکن کو
جاتا ہے اوسمین رہے اور بیچارہ راہی دکن ہوگیا اول تو کرنل اس حکم سے آزردہ دوسرے
بندہ مورخ کو بھی تشویش ہوئی کیونکہ اسیطرح کے سلوک کا امیدوار تھا اور اوسکے چلے جانے
کے بعد خواہش وہ بسبب عدم التفات ارباب کونسل کے نہ میسر آئی اور ذکر اسکا اسجا مین لکھنا
نامناسب ہے کیونکہ ہرایک شخص ایک مزاج پر نہین ہوتا ہے ناحق شکایت شہرے کی جو سمجھہ کر

تقاریر مین لکہا تہا میسر ہوا سے خواہی نخواہی ہوگا وہ کچھہ لکہا تلف سیر مین ہے اور کونسل کی ناراضی
کا سبب یہ ہے کہ لشکر مذکور کی سرداری کرنل لسلی کو مقرر ہوئی اس سے اوسکا تابع ہونا پڑا اور
کرنل کاڈر ڈ اسکے ساتھہ بہت بلا اور وہ لیاقت سرداری سے عاری تہا مگر کیا کرتا ضابطہ کا پابند ہوا بندہ
نے بپاس دوستی عرض کیا کہ یہ ارادہ امر عظیم ہے لیکن کثرت غرور سے چونکہ متواتر فتوحات لیظر
اس جماعہ انگلشیہ کو میسر ہوئی تہین نہایت آسان سمجہکر جواب دہ ہوا کہ ہماری دو پلٹن کل ہندوستان
کیواسطے کافی ہے وافی ہین یہ خاموش ہوا اور کرنل مذکور حسب الحکم روانہ آگرہ آباد ہوا تا کہ وہان سے کالپی اور بوندیلکہنڈ
اور توابع برار اور اورنگ آباد ہوتے ہوئے دکن جاوے اور تقاضا یہی تہا کہ لشکر آمادہ ہو سے رگہناتہہ راو
کی بجاے سمین یکجا ہوکر باتفاق رگہنا تہہ راو کے ساعی ہون حسب الحکم کونسل تعمیل کرین یہ سفارت
جو کہ نہایت راست گفتار تہا ناگپور کی ایلچی گری پر متعین ہوا تا کہ نئے سرے سے وعدہ ارسال کرلے
زر موجودہ کا مودہوجی وغیرہ اولاد رگہوسنگہ سے کرلے اور سے راضی کراسے ناگپور خلاف رگہو بہوسلہ
کا دارالملک سے رعایت جنگ سے بعد جنگ صلح کا رنگ ہوا تہا اور اوسی شہر میں انگلشی بہی قایم
تہے مگر اپنا غلبہ دیکہکر اوسے زر مجوزہ مقررہ رعایت جنگ مین اہان ہوں کرتے تہے ہوڑا سا ادا کر دے
باقیماندہ امروز فردا مین ٹالتے تہے غرض اس پیغام سے یہ تہی کہ مبادا لشکر دکن سکے فرصت
کرکے بنگالہ اور عظیم آباد مین فساد نہ برپا کرین چونکہ رگہو اور زاوسکی اولاد جو کہ راجہ ساہو کے
بنی اعمام اور اوسکی جانشینی کے مدعی تہے اور بالاجی راو بعد فوت راجہ مذکور کے اپنی لیاقت
سپہ سالاری سے قابض ہوگیا اور اونکو مسند نشین کیا بنابران بالاجی راو کی اولاد اور اوسکے
سرداروں سے یہ ناراض تہا لہذا مودہوجی اوسکے بہائی وغیرہ تجدید عہود سے راضی ہوگئے
کچھہ فساد نہوا چونکہ عین برسات مین مسٹر الیٹ نے راہ طے کی اور نیز اجل گہات مین لگی تہی
اثناے راہ مین سفر آخرت درپیش ہوا اور اوسکا ہمراہی مسٹر اندرسن جو ہمراہ تہا اوسکی پیمائش کری
کرکے عظیم آباد کی راہ سے بنگالہ اور کلکتہ کو واپس ہوا بندہ جو گورنر جنرل ہسٹنگس بہادر سے
آشنا اور حصول مدعا کو ہمراہ کرنل کاڈرڈ کے کلکتہ گیا تہا تین چار مرتبہ ملاقی ہوا ایک مرتبہ گورنر جنرل
بہادر نے پوچہا کہ آپ کبہی دکن گئے ہین بندہ نے کہا نہین لیکن کسیقدر وہان کے حال سے آگاہ
ہون کرنل گاڈرڈ سے معلوم ہوا کہ اوسکا ارادہ میرے نوکر رکہنے کا ہے لیکن دو کام ہر اول یہ ہے
کہ بطور میر منشی کے رہین اور ہر کاغذ کا مسودہ اسکی اصلاح تحریر اور ترتیب ہو دوم دکن کی ایلچی گری
بہی متعین رہی بندہ بسبب ایلچی گری بسبب ضعف پیری اور دوری وطن اور حضوری خدمت والدہ کی

انکار کیا کرنل کاڈروے نے بندہ کو مسٹر الیٹ کے سپرد کیا اور خود روانہ ہو گیا اس عزیز نے پندرہ روز مین گورنر کا خط لکھایا اور نیز اپنا خط عظیم آباد کی کونسل کے نام متضمن سفارش قوی لکھکر مجھے رخصت کیا اور بندہ کی مراد حاصل ہوئی اسی عرصہ مین مسٹر اندرسن کو کونسل کلکتہ کی سرداری پر طلب کیا اور مسٹر گولڈنگ ولایت گیا اور وہ مقدمہ بندہ کا درہم ہوا باقی احوال دکن کا عنقریب تحریر ہوگا بالفعل کسیقدر روداد کلکتہ او بنگالہ کی تحریر ہوتی ہے

رحلت کرنا بنی بیگم دختر رابعہ بیگم کا اور نیز صدر الحق خان کا واقعہ ہونا

بنی بیگم دختر رابعہ بیگم کہ ذکر اسکا حالات علی ابراہیم خان مین گذر چکا ہے ۱۲ شعبان ۱۱۹۳ہجری مین مظفر جنگ کی منکوحہ ہی مین جان بحق ہوئے اسکو عارضہ اطلاق بکثرت تھا کسی نے دوا سے حبس دی جسکی ذریعہ سے کل حجابی طبعی مسدود ہو گئی آخر وقت جسب بخارات روبہ سمت دل و دماغ کہیر لیا مظفر جنگ نے دوا سے مقوی قلب و دماغ کی کہلائی کچھہ سود نہوا دنیا سے سفر کر گئے اسکا مال بکثرت تھا ظاہر مین بنا برر رفع فساد زیر مہر مظفر جنگ ہوا بروقت تقسیم سنا گیا کہ کچھہ مال اور جواہرات مشہورہ نہ دیکھے گئے والعلم عند اللہ الخبیر البصیر اور صدر الحق خان مسن اور دائم المرض تھا ایکسال چار مہینے ۲۵ روز نام کے واسطے حکومت فوجداری کی اونیسوین ذیقعدہ ۱۱۹۳ہجری کو جہان فانی سے گذرا مخفی نرہے کہ صدر الحق خان گجراتی ہے اپنے باپ کے ہمراہ شاہجہان آباد آیا جب باپ مرا اور شاہجہان آباد مین بہبودی کی صورت نظر نہ آئی عازم مرشد آباد ہوا یہان اکرم ہاشت جنگ کا نوکر ہوا بعد ہاشت جنگ کے مظفر علیخان کا داروغہ عدالت ہوا بروقت آشوب چڑہائی دکن کی سفیری بیرکیا تھا اور طرفین سے مورد عتاب ہوا فقدر لیاقت نام و نشان ہوا گیا ہاشت جنگ کے مرنیکے بعد ہر چند مین اوسی حالت سے رہا مظفر جنگ کے عہد مین بہاگلپور کی حکومت پائی بعدہ چندے تغیر ہوا بروقت ورود گورنر جنرل ہسٹنگس بہادر کے ورود دولت کو اپنا باعث جانکر قرار بیگم فوجداری اونکے اسباب انکا جہانی پایا اور آخر کار کچھہ تنہا چپ بیٹھا و دگرش راہی ہلاک ہوا

مبارک الدولہ کے تجویز خدمات مین ورنگ ہونا اور آخر کار مظفر جنگ سے رجوع ہونا

چونکہ گورنر جنرل وضع مظفر جنگ کی ناپسند کرتا تھا اور منی بیگم بھی اوسکی اختیارات نظامت سے ناراض تھی اور مبارک الدولہ کبھی اسطرف کبھی اوسطرف تھا اس نظر سے تجویز خدمات مذکورہ مین

توقف ہوا گورنر جنرل ہسٹنگ بہادر بڑا قدر شناس ہے اوسنے علی ابراہیم خان کو فی الحقیقت واسطے انتظام بسکے رکہنے کو تجویز کر کے استمزاج کیا اور مسٹر بیر صاحب کلان مرشد آباد بہی ہوا اوسکا دوست صادق تہا لاکر استشارہ کیا اور نیز علی ابراہیم خان کو بہی متضمن استمزاج تحریر کیا علی ابراہیم خان نے بنا بر اختلاف راے کمیٹی اور اپنی اجنبیت کے عذر معقول کر کے مسٹر بیر اور گورنر جنرل کو راضی رکہکر انکار صاف کیا کیونکہ جانتا تہا کہ صاحب لوگون کا بناے کار چند لوگون کی استرضا پر ہوتا ہے اور اختلاف راے بہی چندان پایدار نہین کیونکہ یہ کام بین اہل کمیٹی پا منبار بین اور یہ مجمع وس نشین آدمی کا ہوتا ہے ضرور ہے چند روز رہے اور حفظ آبرو کر سکے باطمینان بسر کرے اور النحال بسبب اختلاف راے اور تخلل راے ارباب انکلشیہ کے متعذر ہے اور قطع نظر حفظ آبرو کے خطر عظیم اس شخص کی نسبت سے ہے کیونکہ جسوقت کوئی ناخوش ہوا خدا جانے کہ وہ اسکے عہد حکومت مین کیا بلا نازل کرے اور نیز بسبب اس ملک کی خرابی اور بلا کت خلایق کا بہی احتمال ہے جو کہ اب سرداران انگلشیہ مین واقع ہوا اور یہی سبب ہین انشاء اللہ تعالی خاتمہ مین بیان ہوگا قصہ گورنر بہادر نے منی بیگم سے بہی جو منظفر جنگ کی حکومت سے ناراض ہے تحریر کر بہیجا اگر اپنا بہبود چاہتی ہو علی ابراہیم خان کو راضی کرو تاکہ اوسکے اعتماد پر تکو تفویض ہو اسی نظر سے منی بیگم اور مبارک الدولہ نے از حد سماجت کی اور کہا اگر ہمسے اندیشہ ناک ہو تو مچلکہ لکہدین کہ کوئی امر بدون تمہاری اجازت کے نکرینگے اور اگر اندیشہ صرف زر کا ہو تو ہمارا ذمہ ہے لکہدین کہ جسوقت حاجت ہو ہم ادا کرین مگر علی ابراہیم خان نے قبول نکیا

ذکر پہونچنے حکم ولایت کا مشعر تفویض فوجداری منظفر جنگ کو اور سماعی ہونا اس بارہ مین مسٹر ڈوکرنل اور مسٹر فرانسیس کا

مسٹر جان برسٹو کہ جوان ہوشیار اور بعد فوت شجاع الدولہ وقتین برس جرنل کلاورن کی اقتدار مین اوسکی حمایت سے صاحب اختیار اور مختار کار صوبہ اودہ الہ آباد اور والا الملک اوسکی اولاد کا تہا اور آصف الدولہ اور اوسکے نایب مختار الدولہ کی غفلات و بیخبری سے ملک بنارس وغیرہ جو راجہ بلونت سنگہ کے لڑکے کی قبضہ مین تہا کمپنی کیواسطے خاص مخصوص کر دیا بعد فوت جنرل مذکور کے گورنر نے اوسکو معزول کر دیا بہ سٹو نڈ کو رسنے لیعد معزولی کے جو کہ رتبہ بہی تحصیل کیا اور کار کمپنی بہی انجام دیا تہا اپنی ولایت کو روانہ ہوا تاکہ اپنے کام وہان سے درست کرائے

اگرچہ قبل اوسکی روانگی کے جنرل وغیرہ نے اوسکی کارگذاری کا حال سفارش آمیز تحریر کیا تھا
اور تقریب مین حکم ولایت مشعر تحسین و آفرین صادر ہوا اب کہ وہان پہونچکر سنے سرے سے اوسکی حسن خدمتی
بیان کی اپنے واسطے اور نیز مظفر جنگ کی بحالی فوجداری کا حکم اجرا کرا کر ہمراہ لایا چونکہ محاربات دکن مین
بعض افواج انگلشیہ کو مغلوبی ہوئی تھی مسٹر وڈ کرنل نے جو پیشتر ضلع پورنیہ کا مدار المہام تھا اور اب
بعد فوت مسٹر الیٹ کے دیوان خالصہ ہے اور مظفر جنگ اس سے متوسل ہے مسٹر فرانسیس سے
گورنر بہادر کو سمجھایا کہ یہ وقت ہمدگر کے منازعت کا نہین ہے بعد انتظام اعدا کی سمجھ لیجیو مسٹر بارول
جو گورنر سے موافق اور متعہد تھا کسی غرض سے عازم ولایت ہوا بضرورت درمیان فرانسیس اور گورنر
کی بشرط بعض رضاجوئی فرانسیس کے صلح و آشتی ہوگئی اور شروط مین تقرری مظفر جنگ کی
عہدہ فوجداری اور نیابت نظامت پر تھے کہ گورنر نے منظور کی اور مظفر جنگ خدمات مذکورہ پر
۲۲ ماہ صفر ۱۱۹۲ ہجری مین مامور ہوا ایک معتمد سید محمد خان کے نام زبانی جو مظفر جنگ کا اعلی نفر
ہے اس حصول مدعا کے لئے حضرت واہب العطایا سے نذر و نیاز کیا تھا بلکہ کسی مصحف مجید کی پشت
پر لکھا تھا کہ اگر اس خدمت پر سرفراز ہون بارہ ہزار روپیہ نذر خدا ارباب استحقاق کو نثار کرے تعجب
ہے کہ ایک سال حصول تمنا کو گذرا اور ایفاے عہد نکیا اور سید محمد خان کو حکم تھا کہ بعد فتح کی ادای
نذر مین غفلت ہو تو تم اوسے نذر کرانے مین زبردستی کیجیو اب باوجود کہ سید مذکور نے چند مرتبہ
یاد دہی کی کچھ سود نہوا عذر کیا کہ مبارک الدولہ کی ضیافت اور نشاط باغ کی تعمیر وغیرہ درپیش ہے
اس باعث سے ابھی نہین دے سکتا اور سید کی دلجمعی کی کہ تم اپنے حق سے ادا ہوئے اب
صحیبہ پیہ بار ہے دیکھیے کب تک حق تعالے وسعت خرج عطا کرتا ہے سبحان اللہ کیا لالچ کی دنیا
[illegible] دار ہے بنی نوع کے مزاج بھی کئی نوع پر ہین اور اتابک علی ابراہیم خان باوجودیکہ ہزارم حصہ
مظفر جنگ کا نہین ہو سکتا مگر واہ ری بلند ہمتی کہ بڑے بڑے سردار خوشامد کرتے تھکگئے اور اوسنے
نامنظور کیا یہ فضل خداوند کریم سے ہے الغرض قبل اسکے بیالیس ۴۲ روز ہوئے کہ محمد ایرج خان ولد محمد قلیخان
سراج الدولہ کا خسر کہ ذکر اسکا مجملاً حالات مہابت جنگ مین گذر چکا ہے ۹ تاریخ محرم شروع ۱۱۹۴
ہجری کو رحلت فرما ہوا اور ۲۴ ربیع الاول کو احترام الدولہ میر کاظم خان برادر میر محمد جعفر خان عموی
مبارک الدولہ جو راج محل مین رہتا تھا وہ بھی جہان فانی سے چل بسا راج محل مین یہ بیماری اوسکو
لاحق ہوئی تھی جبکہ اسنے اپنا حال روز بروز بحال دیکھا مرشدآباد مین واسطے دوا دارو کے چلا آیا
ہر چند کہ دوا علاج مین کسیطرح کی کوتاہی نہین ہوئی لیکن اجل نے نچھوڑا باپ کے مقبرہ مین دفن ہوا

یہ شخص اخلاق حمیدہ اور صفات پسندیدہ رکھتا تھا مگر بیوقوف تھا گویا کہ مصداق حدیث شریف
اس پر دلالت رکھتا ہے کہ صاحبان بہشت اکثر احمق ہی ہوتے ہیں اللہ اوسکو بخشے اور اوسپر رحم کرے

کونسل عظیم آباد کا موقوف ہونا بہ تعہد مہاراجہ کلیان سنگہ اور راجہ خیالی رام کی

اوسط ۱۱۹۳ ہجری میں مسٹر ابوٹلا صاحب کلان عظیم آباد برخاست ہوکر بدراج ہوتے ہوئے
ولایت کو گیا اور مسٹر گلبول یہاں کام کرتا رہا مسٹر ینگ جملہ کونسلیوں کے بہ نسبت تندمزاج
تھا مگر نہایت ہوشیار اور طرفدار سخت تھا اسکا دیوان رام لوچن بنگالی ایکطرف تھا اور مسٹر ینگ
اسکی راے تجویز کرتا چونکہ یہ شخص مسٹر بارول سرداکمیٹ کا متوسل تھا اور گورنر جنرل اسکی
پاسخاطر زیادہ کرتا تھا اس سبب سے یہ غالب تھا اور ضلع عظیم آباد کے معاملات میں ایسا صاحب اقتدار
تھا کہ جو چاہتا کرتا تھا راجہ خیالی رام نے بعد جانے مسٹر ابوٹلا کے ضرورتاً اس سے موافقت کی اور
بوعدہ زر کثیر کے خوشنود کرکے مدار المہام معاملات پرگنہ چین پور اور سہسرام اور سرس کٹنبہ کا
ہوا اور پرگنات مذکور میں جاکر مصروف کار ہوا جب حسب وعدہ زر موعود نہ پہنچا مسٹر ینگ اسکا
اور رام لوچن چونکہ دیرینہ عدو راجہ کا تھا اواسط سال مذکور میں کاوش کرنے لگا اور اسکے عناد سے
راجہ آبرو کو ڈرا چاہا کہ کلکتہ جاکر گورنر بہادر سے رجوع ہو لیکن اسکے کینہ وری سے نکلنا مشکل تھا
لاجرم بارسال عرائض گورنر بہادر کو اپنے حال سے مطلع کیا اور یہ بھی عرض کیا کہ اگر بنابرہ طلب حضور
ہو دو لتخواہیان افت کرے چونکہ مہاراجہ کلیان سنگہ ولد مہاراجہ شتاب راے جو کہ بسبب اپنی
غفلت کے اقتدار سے محروم ہوکر کونسل سے محروم تھا لہذا کونسلیوں سے ناخوش ہوکر راجہ خیالی رام
کی اعانت میں اسنے بھی تحریر تصدیق کی گورنر جنرل نے اس دریافت حال سے حکم حاضری صادر فرمایا
راجہ مذکور عازم کلکتہ ہوکر بعد ملاقات مورد عنایت گورنر بہادر رہا اور معاملات عظیم آباد کا حال اور
رام لوچن کی خیانت و دزدی کی کیفیت ظاہر کی گورنر جنرل نے بمجرد التماس راجہ خیالی رام کو کونسلیوں کو
معزول فرمایا اور کل معاملات صوبہ عظیم آباد کے اسکی راے پر تفویض ہوئے راجہ مذکور نے بنظر
باستحقاق سابقہ مہاراجہ شتاب راے صلوہ مذکور کی مدار المہامی کی سند مہاراجہ کلیان سنگہ
کے نام اور نیز بعض اوسکے پرگنہ کے تعہد کا حکم جاری کر دیا اور بعض پرگنہ کی سند اپنے واسطے لکھا کر شمار
کی ابتداے ۱۱۹۵ ہجری سے کونسل برخاست ہوئی اور دونوں راجہ منتظم ہوئے خلق اللہ کو
بمقتضای ہم قومی اور یکتائی حکم کے ایک گونہ امید رفاہ ہوئی لیکن بمقتضای گردش فلکی بہجر دورہ کی

راجہ خیالی رام سے مزاج کلیان سنگہ کا بعض ورانداز ون نے منحرف کرا دیا اور سب حق جانفشانی
راجہ خیالی رام کا خواب وخیال ہوگیا اور اوسکی شکایت گورنر کو لکہنا شروع کی اور یہان بہی صاحب
فلان مسٹر کلیول سے اوسکی بدیان کرنے لگے گورنر بہادر جو کہ دانا ے روزگار تجربہ شعار تہا وہ چند
صحبت مین راجہ خیالی رام کی لیاقت دریافت کرچکا تہا اور مہاراجہ کلیان چند کو بہی خوب پہچانتا تہا
لہذا اوسکی بدباطنی کا کچہہ خیال نکیا اوسکے واسطے مہاراجہ کلیان سنگہ کے نیابت کی خلعت بہیجدی
مخفی نرہے کہ اس زمانے مین راجہ خیالی رام باوجودیکہ کاذب اور ساقط الاعتبار ہے مگر پہر بہی غنیمت
بعض اخلاق شائستہ سے آراستہ ہے اسکے مانند بہی اس زمانہ مین پانا دشوار ہے چند روز قبل
لکہنے اس تاریخ کی ایک بزرگ ولایت نژاد وارد عظیم آباد ہوا جس روز آیا تہا اوسیدن آدہی رات
گذرنے پر شب حیات کی صبح ہوگئی خفیف سا درد شکم عاید ہوا صبح ہوتے عملہ فوجداری ضبطی مال
مردا کو تشریف لائے اوسکے چار چہوٹے لڑکے بے ماں کے تہے خانسامان بخوف بازخواست راہی ہوگیا
بیچارہ باپ کے مرتے عملہ فوجداری کے جہگڑے سے مضطرب ہوکر باپ کی لاش سے لپٹ کر زار زار
رونے لگے راجہ خیالی رام نے خبر پاتے ہی ننگی پاؤں دوڑا آیا یتیمون کی تسلی کی لاش کو دفن کردیا اور
اطفال مذکور جو لاوارث تہے اپنے گہر لاکر پرورش کرائی اور مثل اپنی اولاد کے سمجہتا تہا جب وہ
سیانی ہوے معلم واسطے تعلیم کے نوکر رکہا اللہ تعالے ایسی توفیق ہر ایک کے رفیق کرے

فوج انگلشی کی سرداران دکن سے لڑائی یا ہمدکر کی سخت آزمائی

اس جنگ کی تفصیل مشہور ہے بندہ بہی جو سنتا ہے درج کرتا ہے بندہ عظیم آباد مین تہا کرنیل گاڈرڈ
کی جسارتون کی جو اخبار سننے مین آئی شروع کیا جاتا ہے کہ جب کرنیل گاڈرڈ الہ آباد پہونچا خبر نہضت
لشکر کی کالپی کو سنی بس عجلت کرکے جہٹ جا ملا سرداران انگلسی نے اوس نواح کی زمیندار
اور بوندیلکہنڈ کے راجاؤن کو عہد وپیمان سے موافق کرکے راستہ صاف کرلیا تہا جب چند
منزل کالپی سے بڑہے کرنل کونسلی کی بیخبری سے راہ بہولے ایسے جنگل مین جا پڑے جہان پانی کا
نام مطلق نتہا عین تابستان بلکہ آخر برسات کی شدت اور حرارت اوس جنگل مین ایسی تہی
کہ طایر وہم کے اوڑنے پر آب نتہا اوس حرارت کدہ مین تین چار سردار انگلشی اور سو سے
زیادہ تلنگہ اور دس بارہ سوار اور ولایتی ہلاک ہوگئے باقیماندہ سردار وغیرہ کرنل کونسلی کی غفلت
سے بحضور ارباب کمیٹی کلکتہ شاکی ہوئے اور کرنل گاڈرڈ نے لکہا کہ ہمارے اوسکے صحبت موافق نہین

نے مجھے اس سفر سے معاف فرمایا چاہئے اور دیگر سرداران نے کرنل کونسلی کی شکایت میں کرنل گاڈرڈ کی تائید لکھی کہ اگر سلامتی لشکر اور دشمن پر فتحیابی منظور ہو کرنل گاڈرڈ کو سرداری عطا فرمائی جاوے گورنر اور ارباب کمیٹی نے کونسلی کو معتوب اور معزول کیا اور کرنل گاڈرڈ کو سردار فوج بنایا حسب اتفاق قبل ورود تحریر معزولی کے کارکنان تقدیر نے اسکی معزولی کا حکم سر بر حکومت روح وتن سے صادر فرمایا اور اوسکی تعمیل ہو چکی تھی الغرض لشکر کی سرداری مسٹر گاڈرڈ کو ملی کرنل موصوف نے زمینداران راہ اور تالیف قلوب ہمراہیان اور دلجوئی کی کر کے آگے قدم بڑھایا اور بوندیلکھنڈ کی فوج کو جو دو مرتبہ مزاحمت برائے شکست دہی اور دشمن کے ملک سے بدون آگاہی راہ گھاٹ کے پانچ چھ ہزار برق انداز اور آٹھ دس توپ وغیرہ سامان جنگ سے بکمال استقلال گام فرسا ہوا اور دو تین مہینے کی راہ کاٹ کر جابے معہودہ پر لشکر بمبئی میں جا پہونچا جنرل گڈنگ اس غرور سے کہ کرنل گاڈرڈ کی جمعیت سے زیادہ ہمراہی رکھتا تھا جنگ مرہٹہ پر سبقت کی اور مغلوب ہو کر مع کل فوج کے مفقود الاثر ہو گیا یہ بڑی شکست فاحش انگلشی کو ملی باقی ماندہ لشکر مذکور نے مانند جنرل گڈنگ وغیرہ نے عہد و پیمان کر کے واپس اپنے قلعہ کو ہوئے کرنل گاڈرڈ نے اس حال کو سنا اور اپنے لشکر کی درماندگی پر خیال کر کے بندر سورت کے حصار مقبوضہ انگلشی میں آسودہ ہوا چند روز برابر آرام گزین رہا اور احوال ارباب کلکتہ کی خدمتمیں عرض کیا گورنر نے جنرل گڈنگ کی صلح نامنظور کی کرنل گاڈرڈ کو حرب مرہٹہ پر مامور کیا جسوقت کہ کرنل مذکور بندر سورت میں تھا عماد الملک متنفی جسکی بربادی ہولی ہند کی سلطنت سے ادہر آیا تھا ادہر لوگوں کو جو کسیقدر پاس ایمان رکھتے ہیں بے اتفاقی کر کے بھگا دیا ناچار جب کل ہند میں کہیں جگہ نپائی بارادہ مکہ وارد بندر سورت ہوا مگر مخفی بعض جواہرات فروخت کرنے کو نکالے تب ظاہر ہوا اور کرنل گاڈرڈ نے اول اسکے بارہ میں گورنر جنرل مسٹر ہسٹنگس سے استفسار کیا تھا اول نامنظور ہوا بعدہ بنظر اوسکی فتنہ پردازی اور نیز اس حال سے کہ شاید اسکے ہاتھ سے کچھ برآمد مدعا ہو حکم آیا کہ رفیق بنالیوے پس کرنل گاڈرڈ ہمراہ لیکر کچھ روزینہ بھی مقرر کر دیا اور رگھناتھ راو نے فتح گاوکنوار کو جو سرداران عمدہ مرہٹہ کا ہے رفاقت انگلشی کی دعوت کی اور بوعدہ عطا فرمائی گجرات کے اوسکو راضی کر کے شریک کر لیا اور باہم متفق ہو کر گجرات کی تسخیر کو چلے ۱۱۹۳ہجری میں برآمد ہوئے اول وہاں کی محافظان قوم مرہٹہ کو اطاعت و فرمان سرداری کی رہنمائی کی اوسنے نمانا لڑائی کو آمادہ ہوئے چند ایام میں حصار احمد آباد گجرات فتح ہوا اگرچہ بعد فتحیابی کے قاعدہ انگلشی قتل عام کا نہیں ہے

ملک گجرات مین چونکہ مرہٹہ باہم شریک تھے کسیقدر لوٹ اور مار دونون طرفسے ہوئی اور کرنل گاورڈ نی
ظاہر احسب وعدہ گجرات فتح کرکے گاوکنوار کو عطا فرمایا اور اوسکا تھانہ بٹھا کر بجنگ مرہٹہ کو متوجہ ہوا۔

رانا سے گوہد کا سرکار انگلشی سے مدد خواہ ہونا اور سرکار کو منظور ہونا

چند روز کے بعد رانا سے گوہد کے وکلا بطلب مدد و کمک انگلشی کے گورنر جنرل بہادر مسٹر ہسٹنگ
سے رجوع ہوئے اور کسیقدر فوج طلب کی اسکا یہ سبب ہوا کہ رانا سے مذکور کو مدت سے مرہٹون
کی آویزش درپیش تھی اوسوقت جو انگلشی کو اونکے مدافعہ مین دیکھا چاہا کہ انکی مدد سے بعض
اپنے قلاع اور ملک اونکے ہاتھون سے نکالے اور اپنا حق قدامت انگلشی پر ثابت کرے گورنر نے
اس راجہ عمدہ کی رفاقت غنیمت جانی پس کپتان پاپر کو مع تین پلٹن فوج اور تفضل حسین خان
اتالیق انتظام الملک مرزا سعادت علیخان ولد شجاع الدولہ کو رانا کے پاس واسطے رسالت
اور استمالت کی روانہ کیا ان لوگون نے وہان جاکر قلعہ گوہد کو جو رانا سے مذکور کا گھر تھا اپنے اطمینان
کی واسطے زمیندار مذکور سے قبضہ مین لاکر دوستی کے لباس مین مسخر کر لیا۔

بندہ مورخ کا کلکتہ اور بنگالہ مین آنا اور دریافت اخبار دکھن کرنا

بارہوین ربیع الثانی ۱۱۹۴ہجری کو بندہ مورخ بنابر انفصال معاملہ خود کلکتہ آیا اور حسب تقدیر
بنگالہ اور مرشدآباد ہوکر کلکتہ پہونچا وہان جو کچھہ حال معلوم ہوا تحریر کرتا ہے کہ سرداران مرہٹہ پونا اور
ستارہ کے جو صاحب اختیار ملک راجہ ساہو اور رام راجہ کے ہین جب دیکھا کہ انگلشی ہمارے بیخ کنی پر
آمادہ ہین باہمدگر متفق ہوگئے اور فتح گاوکوار کو جو کہ کرنل گاورڈ کا رفیق ہوا تھا اور اولاد رگھو جی
بہوسلہ کے جو مہابت جنگ کے عہد سے حکام بنگالہ سے مصلح ہین اور اب مسٹر الیٹ اور برادر
مسٹر اندرسن کے درمیان ہونے سے گورنر سے موافق ہوگئے تھے ملایمت کرکے اپنی طرف کھینچا
اور وجوہات مناسب سے اپنا رفیق کر لیا کرنل نے جب فتح گاوگوار کو ۱۱۹۴ہجری کے اوسط مین
منافق پایا اور موسم برسات آپہونچا تھا اور مرہٹون کے محاصرہ کے سبب سے غلہ وغیرہ مایحتاج
بہت کم میسر آتا تھا اپنا وہان ٹھہرنا مناسب نہ جانا نہایت صعوبت سے خیبر درہ راہ چالیس پچاس
دن طے کرکے بندر سورت آیا اور یہان صورت آسودگی اور طیاری اسباب مین مصروف ہوا
اور فتح گاوکوار مفت مین قابض گجرات ہوگیا او مع فوج بجاے مناسب اقامت گزین ہوا اور غیرہ

رگھو بہوسلہ ولد مودہوجی جسکا نام جنباجی تھا سرداران پونا کی ترغیب سے اپنے دار الملک ناگپور کلان سے مع فوج لائق کے جگرناتھ اور کٹک مین جاکر چہاونی ڈالی اور اوسکے وکلا گورنر جنرل کے روبرو اظہار اخلاص کرتے تھے لیکن باوجود اسکے گورنر نے براہ احتیاط فوج انگلشی کو مقابل فوج مرہٹہ کٹک اور نیز حفاظت دریاے آمدرفت بنگالہ وعظیم آباد کے لئے تعین کی —

ذکر مجملاً احوال حیدر نایک اور جانا اسکا طرف مندراج کے اور غالب ہونا محمد علی خان صوبہ دار ارکاٹ پر کہ وہ بہی مثل آصف الدولہ اور مبارک الدولہ کی بہت ذیشان انگلشیہ کا تہا اور تسخیر کرلینا حیدر نایک کا تمام ملک ارکاٹ کو سواے قلعہ مندراج کی

یہ شخص اول اول اوسنے سا ملازم سرکار فرانسیس کا تہا نایکی سے بڑہتے بڑہتے صوبہ دار کمیدان انگریز بعد ازان راجہاے دکن کی نوکری مین صاحب اقتدار ہوا پہر راجہ ملیبار کا نوکر ہوا اور اوسکے وزیر کو کسی تقریب سے ایک دن کہلی خزانے مار ڈالا اور خود دیوان ہوا راجہ بدستور زندہ رہا اور ایکسی ہو چوسے حیدر نایک سنے اسکے بعد ایکمرتبہ نظام علیخان ولد آصفجاہ نظام الملک حاکم دکن کی مدد جنگ انگلشی مین دی تہی مگر نظام علیخان کی شکست ہوئی اور نظام علیخان بموجب جہالت کے چاہتا تہا کہ اوسی میدان مین جان دی مگر اسنے زبردستی میدان سے علحدہ نکال لیا اور اوسیوقت یہ شرط ہوئی کہ ہمارا تدارک کیا جاویگا بعد چندروز کے دوبارہ انگلشیون سے بہر اجب مقدر شکست پائی اس مرتبہ انگریزون نے تعاقب کیا اوسکے ملک مین جا پہونچے انگلشی کو مابین راہ مین راہداروں اور قلعداروں سے لڑتے بہڑتے راہ ملتی تہی اور اوسنے جلد پہونچکر زاد واسباب چہوڑکر ہمراہ جریدہ فوج لیکر یلغار کیا اور فوج انگلشی پر پہونچکر شکست عظیم دی جب باقیماندہ انگلشی درست ہوکر مقابل ہوئے نظر سے غایب ہوا اور ایک طرفۃ العین مین بے خبر کرکے آگرا اور قلعہ مندراج کو جو خالی تہا گہیر لیا وہان کے صاحب کلان نے بدرجہ مجبوری صلح کی پہر وہ اپنے ملک کو جاکر ترتیب سامان مین مصروف ہوا اور مرہٹہ سے شکست کہائی اور پہر درست ہوکر مرہٹہ پر چڑہا مرہٹون نے آخر اوسکے خوف مین آکر نظام علیخان سے متفق ہوئے نظام علیخان نے چند ہزار سوار کا لیخان کی سرداری مین اور ۲۵ پچیس ہزار سوار مرہٹہ اس امر پر مامور فرمائے جب یہ اوسکے ملک مین پہونچے حیدر نایک ان سے مقابل ہوا اپنے حوصلہ سے زیادہ دیکہا ہمیشہ چند میل کے فاصلہ پر پڑا رہا کیا جب اقامت چاہی جلدار وغیرہ کثرت سے ہمراہ تہے اوسی جگہ سنگر اور مورچال بنا اور توپین لگا

تقسیم ہوجاتا تھا مرہٹہ کو تاب نتھی کہ حملہ کرتے آخر کو صلح کی ٹھہری بہت سا روپیہ مرہٹہ اور نظام علیخان
اور کالیخان مذکور کو دیکر بلا ٹالی دس بارہ برس تک خوب آرام کیا اور زرنار خان فرمان روائے
ایران سے تحفہ تحایف بھیجکر راہ رسم پیدا کرلی اور خوب سا روپیہ بھیجکر چند ہزار سوار مغلیہ وہانسے
طلب کیے اور جزیرہ سورت کی فرانسیسون سے راہ و رسم پیدا کرکے اونکے ذریعہ مین غیر عملی
فرانسیس سے مراسلات پیدا کئے اور یہان بہی اچھے اچھے گھوڑے جمع کئے جسے بارگیر کہتے ہین چند
ہزار سوار کو رزم سواری کی تعلیم کی اور دیگر سواران ہندی اور ولایتی وغیرہ کے تعلیم و تلقین
حرب و جنگ بائین قواعد فرنگ کرتا تھا پہر اسکی مشق کرتا تماشات سو ضرب توپ انگریزی وضع
کی ہمراہ تھی برقنداز موسب قواعدوان ہمراہ ہوئے تین چار کرور کا ملک تھا جو ملیبار اور مرہٹہ سی
مسخر کیا بندوبست ایسا تھا کہ اوسکا بڑا لڑکا بہی جو کہ اوسوقت سپہ سالار تہا مجال عدول حکمی نہین
رکھتا تہا اوروں کا کون شمار ہے ایکروز حکم دیا تھا کہ سات گھڑی رات گذرنے پر فلان جا روانہ ہو
اتفاقاً یہ بیخبر ہوگیا تھا نو گھڑی پر جانے کا اتفاق ہوا مجرد سواری حیدر نے اسکو بلاکر زیر تازیانہ کیا
سواران مغلیہ تازہ وارد سے کہا کیا تم تازہ وارد غریب الوطن ہو اور ہمنے اپنے کام کو بلایا ہے
چاہیئے کہ بامید کر متفق رہکر ہمیرے ملازمان ہندی سے بہی موافق رہے مگر وہ لوگ اپنی کثرت پر
مغرور کسی ہندی کو خیال نکرتے تھے و دو ایکبار خانہ جنگی کی اول تو اسنے پند و نصیحت کی لیکن دوبارہ
اونکے دو تین سرداروں کو ہاتھی کے پیر کے نیچے کہڑا کرکے ہلاک کرادیا اور رعب ہوگیا در حقیقت
اسکی سی مقدرت کسی سردار ہند کو میسر نہین واللہ اعلم ارادہ اسوقت مین کہ مرہٹہ کو انگلشیہ سے
منازعت درپیش ہوئی پیغام دیا کہ اگر مجہسے صلح کرو تو مدد کرون اونہون نے غنیمت جانا منظور کیا
مگر دو شرط سے اول یہ کہ ہمارے پاس آکر شریک ہو دوم یہ کہ عدم صورت مذکور مین ارکاٹ
مسخر کرو حیدر نایک نے فتح ارکاٹ قبول کی ـــــ

حیدر نایک کی لشکر کشی فتح ارکاٹ پر اور پہرنا فوج انگلشی سے

حیدر نایک اواسط ۱۱۹۴ھ ہجری مین مع فوج ظفر موج روانہ صوبہ ارکاٹ ہوا جب چالیس پچاس کوس
رہگیا اپنے لڑکے کو مع فوج کے یلغار کرکے بہیجا اور آبادی مندراج اور عمارات محمد علیخان وہان کے
صوبہ دار کو متصرف ہوگیا شہر سے کچہہ تعرض نکیا ہان باغات و عمارات انگلشی خراب اور سوخت کردیے
اور اس جماعہ سے جسے پاتا قید کرتا تا آنکہ جنرل منرو جسنے ایام ہجری مین شجاع الدولہ کی لڑائی ماری تھی

اوراب کرنل ہوکر مندراج کے قلعہ اور کوٹھی مین مقرر تھا قلعہ سے مع سولہ ضرب توپ اور بارود
گولہ وغیرہ سامان اور دس پلٹن تلنگہ کے ہمراہ لیکر بارادۂ جنگ باہر نکلا حیدر نایک نے اوس وقت مین
لڑکے کو حکم دیا کہ اوسجگہ سے متحرک ہوکر فوج انگلشی کو میدان مین لاوے اوسنے یہ حکم تعمیل کیا
اور جنرل منرو نے فوج آراستہ سے ایک پلٹن کو مع کپتان اور چند لفٹنٹ اور سارجن اور دو ضرب
توپ کے حکم دیا کہ دو تین کوس پیشتر مع فوج جاوے اور خود عقب سے روانہ ہوا جب دس بارہ
کوس قلعہ سے دور رہا حیدر نایک نے اپنے فرزند سپہ سالار کو مع فوج لائقہ کے برسم پیشین کے ترکی مین منقلا
کہتے ہین روانہ کرکے حکم دیا کہ اول ۲ پلٹن پیشتر قدم زن ہوکر اوسپر جاوے بعد ازان منتظر صدور حکم ثانی ہو لیکن حسب الحکم
بدرکار فرما ہوا پلٹن مذکور سے جا بہرا کپتان نے اسکے مقابلہ مین اپنے ہمراہی کم پائے اگرچہ لڑکا تھا
لڑنا شروع کیا مگر جنرل منرو کو اطلاع دی کہ مدد ضرور ہے اول فاصلہ دور کا تھا دوسرے پہر دن چڑھا تھا کہ
لڑائی شروع ہوئی جب تک قاصد جاوے دو پہر ہوگئی پہر دن رہے جنرل نے وہان سے چار پلٹن
کمک پر روانہ کین اسکے آنے تک شام ہوگئی شب کو باتفاق ہر پنج پلٹن یکجا ہوکر آسودہ ہوئین نایک نے
جب ادہر کے مدد آنیکی کیفیت سنی اپنے داماد کو مع دیگر کمک پر بہیجا صبح کو لڑائی شروع ہوئی فوج
انگلشی نے غلبہ مخالف دیکھکر قدم جما یا لڑتے ہوئے عقب کو چلے آتے تھے نایک کی فوج جدہر سے
قابو پاتی بان وغیرہ سے دہوئین اوڑاتی ادہر تو یہ آگ روشن تھی ناگہانی بلا سے بارود خانہ انگریزی
مین کہین سے آگ لگ اوٹھی ایک دہماکے مین مشتعل ہوا کچھ تسکین نرہا جلکر ہوائی ہوگیا اوسکے
متصل کا جم غفیر اوڑ گیا افواج حیدر نے مجرد گھیر لیا اول امان دینے لگی انگلستان نے تمندی قبول نکیا
ادہر سے حکم ہوتے سارے تہ تیغ بیدریغ ہوئے تین چار کمپنی نے بہاگ کر یہ خبر جنرل کو پہونچائی اگرچہ
جنرل کی شجاعت سے تعجب آتا ہے مگر سنا گیا کہ تمام رات مارے دہشت کے اوس میدان مین
دل دونیم رہا صبح ہوتے رہوار صبار فتار پر سوار ہوکر قلعہ کو سد ہارا راستے مین کہین دم نہ لیا فوج
بہی افتان وخیزان ہمراہ تھی حیدر نایک کی فوج پہر بہر مین داخل ہوئی قلعہ مندراج انگلشی کے
اختیار مین رہا کہتے ہین کہ چند روز مین محمد علیخان قلعدار ارکاٹ کا قلعہ اور قلعہ پھلچری جسکو انگریزون
نے فرانسیسون سے فتح کیا تھا مفتوح ہوا اسحق مین کوٹھی جو مسکن انگلشی تھا اسی طرح پر فتح
کر پایا کہ وہان کے تلنگون اور انگلشیون سے منازعت ہوئی ملازمین نے آقا کو قید و قتل کیا اور
حیدر نایک کے حوالے یہ بہی مفت حاصل ہوگیا

لڑنا جنرل منرو کا فوج حیدر نایک سے ثانی اور ثالث مرتبہ اور اول

جنگ کا حاصل ہونا

جنرل منرو اس قسم کی شکست سے دوست و دشمن کا مطعون ہوا جب تک کہ یہ خبر کلکتہ پہونچی درمیان جنرل
اور مسٹر فرانسیس کے ایسی منازعت ہوئی کہ نوبت جنگ شروع ہوئی آخر رجب تا اول شعبان کو حسب ضابطہ
کسی باغ مین تنہا باہم تفنگچہ سے لڑائی کی مسٹر فرانسیس مجروح ہوا اسکے پہلوی راست پر گولی لگی
لیکن پردہ بچا رہا کہ چند روز مین چاق و تندرست ہوگیا اسی عرصہ مین جنرل کوٹ جو ملازم بادشاہ اور بمنزلہ
کلاورن کے کل فوج کا رئیس ہے لکھنو سے اور مسٹر ووکرنل پردوان سے آئے گورنر اور مسٹر فرانسیس
کی باہم واسطہ صلح ہوکر دونون کو کونسل گھر لائے اور جنرل فوج انگلشی اور غلبہ نایک اور سفر وری خزانے
اور جنرل کاڈرڈ کی قلعہ بمبی کے گھیرنے کو کلکتہ پہونچی اور کلکتہ سے ایک پاکٹ بھی آیا خدا جانے کیا
خبر لگی کہ گورنر اور کل انگلشیہ نہایت مشوش ہوے اور تحصیل زر اور آراستگی فوج مین ساعی ہوکر
مندراج جانے کے مستعد ہوئے اور بنگالیان مالدار سے کرور روپیہ کے قریب سودی قرض لیا بندہ بھی
اون دنون وارد کلکتہ تھا اور گورنر سے ملاقی ہوا تھا اوسنے بندہ کی تسلی کرکے وعدہ حصول مدعا کیا تھا
لیکن کل امور سے فرصت ملاقات متواتر کی نہ پہونچی جنرل کوٹ بنابر قلت زر اور فوج کے عذر کرتا تھا
آخر سرانجام زر قرض سے ہوا اور جنرل کوٹ چار پلٹنون سے جو جمع ہوئین تھین آمادہ سفر مندراج ہوا
باوجودیکہ چہ سات پلٹن قلعہ مندراج مین تھی جسوقت جنرل پہونچے تمام فوج مندراج اور پلٹن
ہمراہی جنرل کے دس بارہ پلٹن ہوجاوینگی اسقدر نایک کے مقابلہ کو کافی ہین کیونکہ اس جماعہ
انگلشی کو اپنے حسن تدبیر اور شجاعت پر نہایت بھروسہ ہے ایسی شکست کھاتے پر جنرل منرو کی
ملامت کرتے ہین اور ہر کام مین اونکو تعجیل کرتے ہین بہرصورت جنرل کوٹ چون کہ سالار کل فوج
کمشنر متعینہ ہند کا ہے اور امور حروب اوسکے ذمہ ہے اواسط ماہ رمضان سنہ ۱۱۹۴ ہجری کو سواری
جہاز روانہ مندراج ہوا اور بندہ گورنر کے عدم التفاتی سے مرشدآباد کو واپس ہوا اور یہ بھی اندیشہ ہوا
کہ کلکتہ کے جرثہ کے مفسدہ پردازی مین اپنے عیال و اطفال کے جو مرشدآباد مین غریب الوطن
ہو رہے ہین اور اوس شہر کا حاکم ایسا نہین کہ غمخواری عام خلائق اور حفظ ناموس رعایا اوس سے
متصور ہوے ناظم اور نایب دونون اس صفت سے مبرا ہین اور انگلشی خود چندان ادہر والتفات
ملتفت نہین بقصد ہشتم شوال کو مرشدآباد آیا اور پانچوین ذیحجہ کو مرشدآباد پہونچا تھا کہ اخبار مختلف سنی گئی
جو کہ تحقیق معلوم ہوا وہ یہ ہے کہ جنرل منرو جب شکست کھاکر قلعہ مندراج آیا اور ہر ایک کا مطعون ہوا

اور فوج حیدر نایک کی نزدیک قلعہ کے جاگزین ہوئی اور خارج شہر کی آبادی اسنے قبضہ مین لائی
صلاح دیکھی کہ کسی وقت بیخبر اس فوج متصلہ قلعہ پر جا گرئے شاید کہ کچھہ بن آوے پس پانسو سوار کو
مع پلٹن کرانڈیل کے اول روز باہر بھیجین چونکہ حیدر نایک اس فرقہ کی جنگ سے آگاہ اور خود بھی جفاکش
تھا ہر دم طیار و آمادہ رہا کرتا تھا اسکی فوج بھی طیار تھی جنگ ہونے لگی اور امداد شروع ہوئی وہ
دونون پلٹن محصور ہو گئین باہر نکلجانے کا راستہ نپایا اور پاس نیکنامی کا کرکے آخر آخرت کی راہ لی فوج
حیدر نایک کے حصہ مین فتح آئی جنرل انیبرو نے چند روز کے بعد تعین جنرل کوٹ سے مندراج پر سنا
اور اپنی جان کو ڈرا کہ مبادا یہان پہونچکر کس طرح پیش آوے لہذا جو کچھہ فوج تھی جمع کرکے کچھہ حفظ
خزانہ کو قلعہ مین چھوڑی اور باقی فوج ہمراہ لیکر مع توپ و نقارہ بعزم جنگ برآمد ہوا ادھر سے حیدر نایک کا لڑکا
مع فوج شائستہ مقابلہ پر پہونچا جنگ عظیم ہوئی اور پہر بھی حسب تقدیر حیدر نایک کے فرزند نے فتح پائی
اور انگلشی باقیماندہ داخل قلعہ ہوئے سنا گیا کہ حیدر نایک قلعہ کی لڑائی نامناسب جانتا تھا اور کہتا تھا
کہ فوج کو تین چار گز زمین کیواسطے رائگان و ضائع نکرنا چاہیئے اگر خدا نے ہمین فتح دی تو انگلشی کبتک
زندگی عجیب تر یہ ہی کہ لوگ کہتے ہین چونکہ قلعہ مندراج دریاے شور پر واقع ہے اوسمین آب شیرین مطلق
نہین اور کنوئین ہرچند بہت ہین مگر تیس ہزار آدمی کے قریب جو اوس قلعہ مین فوج و رعایا سے اونکے
مصارف کو تین چار مہینے سے زیادہ وفا نہین کرتا کیونکہ وہ قلعہ کچھہ چھوٹا تو ہی نہین بلکہ ایک شہر کا حصار ہے
آب شیرین آبادی خارج شہر سے لیجاتی تھی ہرچند عالم فارغ البالی مین شاید بطور نہر کے بنا لیا ہوگا
آب مزاحمت دشمن سے نہین لیجا سکتی تھی خدا معلوم یہ تمام خلق کثیر کیونکر بسر کرتی ہوگی —

آنا جنرل کوٹ کا مندراج مین اور حیدر نایک سے لڑکر مغلوب ہونا اور مسٹر فرانسیس کا بنابر عدم موافقت گورنر کے عین جنگ سے ولایت جانا

جیسا کہ پیشتر لکھا گیا ہے ابتدا سے درود جنرل کلاورن اور کرنل منس اور مسٹر فرانسیس سے گورنر کی
صحبت کسی سے موافق نہوئی ہمیشہ باہم منازعت رہی لیکن جب مادہ سے کسی نے طبیعت نکی انداخیرہ
بعد خانہ جنگی کے جنرل کوٹ اور مسٹر ڈوکرنل کی سعی سے صورت صلح و آمیزش درمیان گورنر اور
مسٹر فرانسیس کے ہو گئی تھی لیکن بعد روانگی جنرل جو مندراج کو ہوئی مسٹر فرانسیس جو کہ مدت سے
خواہان چند امور تھا اور ایک بھی اوسمین سے منظور گورنر نہوا تھا پہر نئے سر سے منافقت ہوئی منجملہ انہی
خواہش کے ایک یہ تھا کہ مسٹر برسٹو کو حکومت لکھنو کی بالذات دیجاوے اور اس بارہ مین حکم ولایت سے

اچھا تھا اور دیوانی ضلع کلکتہ کی رام چندر راے کو جو گنگا گوبند کے نام مقرر ہے اور سنار کمار کے لڑکو کو دیوانی حاصل
کی اور شاید اوسکا بھی مدعا اسپیلرج کے ہونگی گورنر جنرل نے ایک بھی منظور نکیا چونکہ پیشتر سے کدورت تھی
مانع جنگ مرہٹہ ہوا تھا ناگہان یہ فساد جنگ اور شکست یابی انگلشیہ نے ظہور پکڑا اور دو تین فوج تمام اور
مع سرداران کے کام آئی اور روپیہ بھی اسقدر خرچ پڑا کہ خزانہ میں نشان زر نرہا اور قرض کی نوبت ہوئی
جو کہ بنگالیوں سے لیا گیا اور ولایت سے ارادہ تسخیر دیگر اقالیم کی ممانعت تھی مسٹر فرانسیس نے اسطرحکی
تقصیرات و مذکور بہت سے ایک کتاب میں درج کیے اور آخر ذیقعدہ ۱۱۹۴ھ ہجری کو روانہ لندن ہوا
گورنر اگرچہ پیشتر سے اقتدار میں وحدانیت رکھتا تھا اور اب کہ سواے مسٹر ویلر کے کوئی دوسرا شریک نہ تھا
صاحب اختیار کل کاروبار میں ہو گیا دیکھیے انجام کار اونٹ کس کل بیٹھتا ہے بندہ مرشدآباد سے
چھبیسوین ۲۶ ماہ ذیحجہ سنہ مذکور کو روانہ ہو کر راجمحل کے متصل پہونچا اور وہان پر تقدیم رسم
عاشورہ کے لئے مخصوص مقیم رہا نہم ۹ ماہ محرم ۱۱۹۵ھ ہجری کو کسی معتمد سے سنا گیا کہ پنجم ذیحجہ کو جنرل کوٹ مع فوج
ہمراہی اور منہ راجی اور ساز و سامان کے قلعہ سے برآمد ہو کر نایک سے رزم آور ہوا اور جنرل مذکور
کیطرح مخذول و مغلوب ہو کر قلعہ کو واپس گیا افواج حیدر نایک کے بڑے غلبہ سے حصار کے
باہر تمام صوبہ ارکاٹ پر قابض ہے آیندہ سے تا دوست کرا خواہد و میلش بکہ باشد ہا۔

کرنل پارس قلعہ دار کلکتہ کی روانگی میں دیر ہونا جانب مندراج کے اور مرہٹہ ہاے گگ کا حال

انگلشی فوج کپتان پامر کی سرداری سے رانا ے گوہد کی اعانت کو گئی تھی چند روز وہان آسودہ ہو کر
اوسکے قلعہ میں براہ اطمینان دخیل ہوئی اور دیگر قلعجات کی فکر میں ہوئی اور رانا سے بھی ہر جگہہ کا حال
استفسار کرنا شروع کیا رانا نے جواب دیا کہ جملہ مقامات سے جاے امان میری قلعہ گوالیار ہے جو جاے
مشہورہ ہند میں سے مدت تک سلاطین بابریہ قابض رہی اس سبب سے بادشاہی قلعہ کی نام سے
مشہور ہوا ہے چونکہ سلطنت ضعیف اور مرہٹہ قوی ہوے قلعہ دارون بادشاہی کی غفلت و بیخبری دیکھی
اور مرہٹہ کے لالچ میں آ ایسے کسیقدر روپیہ لیکر قلعہ مذکور حوالہ مرہٹہ کر دیا اوسیوقت سے مرہٹہ کے
تصرف میں ہے اور یہ معاملہ احمد شاہ پسر محمد شاہ بابری کے عہد میں ہوا چونکہ راجہ گوہد نہایت قریب گوالیار
کی جو قلعہ گوہد سے تیرہ ۱۳ کوس ہے ہمیشہ وہان کا خواہان رہا اور اوسکے اطراف کے فراز و نشیب
سے بخوبی ماہر تھا شاید کہ اوس قلعہ میں ایک راہ مخفی پہاڑ کی طرف اور اوسطرف دیوار حصار کی

پشت تھی راجہ سے لے یہ مدراج بہی سرداران انگلشی سے ظاہر کئے اور نیز وآن مکاروں کو حاضر کیا بعدہ جب
سرداران انگلشی نے پردہ پردہ مین زینہ قابل حصار مذکور کے تیار کر لئے اور ایک روز کسی دوسر طرف کا
اشتہار دیکر مع لشکر نہضت کی جب پانچ کوس کے فاصلہ پر قلعہ گوالیار کے جا پہونچا لشکر کو وہین چہوڑا
اور اول شب جریدہ مع زینہ راہ لی اور آخر شب قریب پہونچکر زینہ لگا لگا کر قلعہ پر جا پہونچے محافظین قلعہ
مین آتشبازی کرنا شروع کیا جسوقت کہ ہزار دو ہزار آدمی اس قوم کا داخل قلعہ ہوگیا دس ہزار غفلت پیشہ
کیا کر سکتے ہین قلعہ دار نے بخوف باد پرس آقا کے جان نثاری کی اور ایک روایت یہ بہی سنی گئی ہے کہ
کہ منجملہ چابرسان قلعہ کے ایک شخص نے انکی اعانت کی کہ بہرحال قلعہ مذکور قبضہ انگلشی مین آیا بندر کلکتہ
مین جب کہ خبر پہونچی اور توپ مبارکبادی کی شلک ہوئی سنا گیا کہ مہاجی سیندہیہ جو کہ عمدہ سپہ سالاران دکہن
مین صاحب اختیار صوبہ مالوہ اور اوجین اور گوالیار کا تہا اسی برسات مین بعد جانے جنرل کاڈرڈ کے
بندر سورت کو صوبہ مذکور مین آیا اور برسات بسر کی اور بعد برسات آجتک اطلاع نہین کہ سردار مذکور
جنرل کاڈرڈ کے مقابلہ کو جو قلعہ بسی کا محاصرہ کئے ہوئے تہا گیا یا تدارک گوالیار یا قرب وجوار مرشدآباد
کالپی کوڑہ اٹاوہ کی مرکوز خاطر رکہی اور اودہر فوج انگلشی جو کہ متعین گوہد ہے اور کرنل کمک کے ہمراہ جو کہ
براہ کوہستان عازم مالوہ اور اوجین کا اسی برسات مین ہوا تہا مستعد ستیز و آویزش ہے بعد ازین واضح ہوا کہ بنابر
کثرت خرچ جو لازمہ فوج کشی ہے اور نیز صدمہ قحط وغلا سے جو کہ مرہٹہ کا یہ دستور ہے کہ مقابلہ سے زیادہ مانع پہونچنے رسد وغیرہ ناگاہ
کی فوج مخالف مین ہوتی ہین اور نیز مشاہدہ بد اتفاق راناے گوہد کا قصبہ سے اوسکی اعانت سے مایوس ہو کر قلعہ گوہد اور گوالیار
اوسکے قبضہ مین چہوڑنا تجویز کی کہ مرہٹہ سے صلح کریں مہاجی سیندہیہ بہی راضی ہوا سردار فوج انگلشی حملہ گاہیوار اور گوہد پر کرکے سرحد
آگرہ آباد پر چہاونی قبول کی اور واسطے طے ہونے معاہدہ کے ہنوز منتظر ہین دیکہئے کیا ہوتا ہے لیکن سیندہیہ راناے گوہد سے
بدین وجہ کہ اوسنے انگلشی سے قلعہ گوالیار مسخر کرا دیا ناراض ہوا چاہا کہ اوسکے قلعجات پر متصرف ہو کر اوسکے ملک کی تسخیر کا
عازم ہوا جبکہ یہ بات ولایت مین گرہ ہوگئی کہ اسکا انہدام بنا دولت مین ساعی ہو کہ آجتک اوسکے ملک کی تاخت وتاراج و تسخیر قلاع مین
مصروف ہے اور اس داستان کے لکہنے کے وقت راناے گوہد کے ہاتھ مین بجز قلعہ گوہد اور گوالیار کے کچہہ نہین رہا اور
فوج مرہٹہ محاصرہ کئے ہوئے جان سے تنگ کر رہی ہے آخر بعد سخت لڑائیوں کے واقعہ ۱۱۹۹
ہجری کو راناے گوہد نے عاجز ہو کر سیندہیہ سے رجوع کیا اور قلعہ رانا اور کل ملک سیندہیہ
کے تصرف مین آیا اور سیندہیہ نے چار مہینے قبل اس معاملہ کے قلعہ گوالیار بہی فتح کیا راجہ چیت سنگہ
بہی جو گورنر سے دغابازی کر کے مغلوب ہوا تہا مہاجی سیندہیہ کے زیر حمایت ہے اور اوسکی توقیر
بسر کرتا ہے دیکہئے انجام کیا ہوا احوال جنرل کاڈرڈ بہادر کا بغیر معلوم ہوا اور جو اخبار تحقیقات سنی گئی اوسکا

لکھنا نا مناسب ہے اگر زندگی نے وفا کی بشرط تحقیق خبر درج صحیفہ ہوگی لیکن بوقت جانے جنرل گورٹ
کی گورنر سے ایسا عہد ہوا تھا کہ دوسری فوج سنکین کٹک اور جگرناتھ اور گنجام اور سیکاکول کے
اطراف سے کرنل پارس کی سرداری مین جو کہ عمدہ سردار کلکتہ سے جنرل مذکور کی اعانت کو خشکی ہو کر
جاویگی کیونکہ مرہٹہ بنظر عہود سابق وحال کے سب اپنے خیرخواہ ہین کوئی مزاحم ہمارے عہود کا نہوگا جب
برسات گذری اور افواج انگلشی ہر طرف سے طلب کرلی اونکی روانہ کرنے کا ارادہ مصمم کیا کسی
اصحاب انگلشی نے بموجب حکم گورنر جنرل کے تین۳ لاکھ نقد اور چند تحفجات مانند زیور مرصع اور ملبوس
فاخرہ کے لیکر ہمراہی وکیل جنباجی کے جو کہ رگہو بہوسلہ کا نبیرہ اور سالار لشکر کٹک مین وارد تھا
حسب الحکم گورنر شقہ عہد ہمراہ لیا اور جنباجی کے استمزاج دریافت کرنیکو پیشتر چلا اوسنے بصد خوبی تحفہ
لیا اور سوال کے جواب مین گویا ہوا کہ اس فرقہ کا قول و قرار بسبب اوس شکوک کے جو کہ نظام بنگالہ
اور اولاد شجاع الدولہ کے کیا ہے نہایت اشتہار سے لائق اعتبار نرہا اور قطع نظر اس سے ہم سرداران
عمدہ دکھن کے مانع مرضی ہین خصوص صلح و جنگ مین اونہین کی راے پر ہمارا مدار ہے اور ہمکو تمہاری
فوج کی رہگذر ذاتی مین اختیار نہین بلکہ بموجب اونکے حکم کے ہم سد راہ بلکہ مستعد جنگ و جدال ہین
سنا گیا کہ گورنر جنرل اس خبر سے ماہر ہو کر پیغام دہ ہوا کہ آپ لوگ سابق سے ہمسے عہد صلح رکھتے ہین
اب رفاقت کیون نہین اختیار کرتے اور تین لاکھ روپیہ مد خرچ ماہواری سواے جو تھے کے جو سابق
سے مقرر ہے لیجیے اور رفیق فوج ہو کر عازم دکھن ہوجیے جنباجی اور اوسکے باپ نے قبول کرکے کہا کہ کیا مضائقہ
بشرطیکہ بقایاے زر چوتھ جو قریب سات لاکھ کے ہوگا ادا کرو گورنر نے اس استدعا سے اور نیز آئندہ
نااتفاقی کی علامت سے یہ امر نامنظور کیا اور کرنل پارس کا جانا اس وجہ سے ملتوی رہا افواج
انگلشی بموجب سابق کے قلعہ و صوبہ بنگالہ و عظیم آباد کے رخنون اور راستہ مین موجود ہین اور افواج
جنباجی اپنے حدود پرگنات مین طرفین وقت کے منتظر ہین اسکے بعد واضح ہوا کہ مرہٹہ ناگپور نے بعد
وصول زر چوتھ تمام و کمال مع دیگر تحایف کے بسبب عداوت سابقہ سرداران برہمہ پونا کی جنباجی
اوسکے باپ کے پاس چلا گیا اور کرنل نبارس مع فوج شائستہ گنجام اور سیکاکول ہوتے مندراج
چلا اور قلعہ مذکور مین پہونچکر باتفاق جنرل کوٹ کے مکرر لڑائیان ٹاپک سے کہین کمپیش برد کچھ نہوئی
اوسی قلعہ مین بیٹھے رہے حیدر نایک بہو زادہ سی طور پر مسلط ہے ایکبار کرنل پارس نے جہاز کی
سواری مین کلکتہ آکر بہت سا روپیہ بطور مصادرہ گورنر وغیرہ سے لیکر مندراج واپس گیا اور پہر
جنرل کوٹ بیمار ہو کر کلکتہ آیا اور کرنل پارس وغیرہ قلعہ مندراج مین ہین اور مشہور ہے کہ گرانی غلہ

مانیجا جی کی اوس قلعہ مین بدرجہ اشد سے اصحاب انگلشی کے استقلال کو دیکھے کہ تین برس گذری اور ہنوز مستقل ہین قلعہ نہین چہوڑا

بعض احوال اور خصلت مبارک الدولہ اور مظفر جنگ اور منی بیگم اور ببو بیگم کا بیان

مبارک الدولہ جو تیسرا لڑکا میر جعفر خان کا اسوقت مین بائیس ۲۲ برس کی عمر ہی صاحب خلق لوگون سے بارادہ محتاط خانہ بزرگان کے عورات کی عزت و حرمت بہت کرتا ہے اور حد سے زیادہ غربا پر رحیم ہے لیکن تقسیم اوقات نہین لہو ولعب مین مصروف دین و دنیا سے غفلت ہے نہ کوئی اوسکی دوستی ہی شاد نہ دشمنی سے سرگرم فریاد اوسنے اونے غلام اور ملازم اوسکے باپ کے روبرو جو چاہتے ہین کیچہ خلاف موقع ہزارون کا انعام ہے ایام بارش مین عوام ہند کا یہ تماشا ہی کہ کاغذ کی کشتیان ان جنکو بیچہ درختان امرود آویزان اور اوسپر چراغ روشن دریا مین چہوڑتے ہین اور بلندہ بنا کر ستہ کو دیتے ہین تاکہ حضرت خضر کی نیاز کرے سراج الدولہ احمق بہی اس علت کا بانی ہوا اسقدر بڑی کشتی جسپر صدہا سوار اور عملہ روشنی اوسپر بار تہے ہزارون کشتیان روشن اور چہنیاں پر روشنی دریا مین چہوڑین تمام رات یہی تماشا رہا تا انکہ اوسکے مطیع لوگون نے یہ سبب سمجہا مبارک الدولہ بہی باوجودیکہ اوسکی شوکت مین چہارم حصہ بہی نہین ہرسال دس پندرہ ہزار روپیہ اس کام مین خرچ کرتا ہے اس جہت سے یارون کے پیٹ بہرتے ہین باوجود دعوی اسلام کے باوجود عدم و معمول ہشت مرہ کے پانچ چہہ ہزار روپیہ ہرسال تہوار دیوالی مین صرف ہوتا ہے اور تہوار ہولی تو خود جملہ امراے طاہی پسند کو مرغوب ہے اس تہوار مین حسب مقدرت خرچ کرتے ہین اور مردم ہزل و ظرافت بڑے بڑے آدمیون کو نام لیکر گالیان سناتی ہین انہدنون مین بندہ مرشدآباد گیا تھا اور مبارک الدولہ کی اولاد کا ختنہ ہوا اس تقریب کے خلعت وغیرہ مین پینتیس ۳۵ ہزار روپیہ خرچ ہوا اور پہر بہی گرسنہ لوگون کی فریاد الامان اسمان تک پہونچتی تہی منجملہ اسکے فیل و خلعت و پالکی اور جیغہ اور سرپیچ مرصع مع پر کلگی اور مالا مروارید کے بسادت مند خان ناظر محل ببو بیگم والدہ حضرت کو عنایت ہوا اور کوئی نسمجہا کہ ناظر مذکور کو اس تخصیص مین کیا دخل تہا اسیطرح بہت مصارف ہین جنکا بیان بیش قرار دیا ہے کی بڑی عزت و احترام بہی ملازم ہین جسطرح کہ ایام گذشتہ کے سلاطین مولوی اور فضلا کو رکہتے تہے انہدنون مین روشن خان ولد شریف خان قوال جو عالیجاہ کے عہد مین داروغہ ارباب نشاط تہا شہر سے مرشدآباد مین آکر اوسی عہدہ پر بحال ہوا اور ایک شمشیر بیش قیمت اور دوشالے ملبوس امراے مخلع ہوکر اقرباے معظم کے ہمسر ببو بیگم اگرچہ

کاتبہ الیون کے سررشتہ میں تھی لیکن باوجود دولت کے زنان نجیبہ سے بتواضع پیش آتی تھی اور
قبیلہ پروری رکھتی تھی اقربا بلکہ روشناسوں کے ساتھ سلوک نمایاں کرتی تھی اور منی بیگم اگرچہ ببو بیگم
کی اتباع اور اوسکے والدین کی پروردہ تھی اور ببو بیگم کے باپ نے منی بیگم کو میر محمد جعفر خان کا منظور نظر کیا
تھا لیکن ببو بیگم کو میر جعفر خان کی ہمخوابگی پر تقدم ہے یہ عورت نہایت باشعور لیکن مغرور اور طرفدار تھی
جسکو نوکر رکھا اوسکے برطرفی کی روادار نہ ہوتی ہاں کوئی ایسا جرم عظیم سرزد ہو جیسا کہ انہوں میں جب
بندہ وارد مرشدآباد تھا سنا کہ کوئی عورت اوسکی لڑکیوں کی تعلیم پر مقرر ہوئی تھی اوسکی لڑکی کی شادی
شروع ہوئی ہر قسم کے اسباب وغیرہ کی امانت کی اسیطرح اعتبار علیخان خواجہ سرا کو اور حسن حکیم
عسکری کو بھی ایسا کچھ سرفراز کیا کہ دوسرے دروازہ سے بے نیاز کر دیا اسیطرح اولاد معدن کے حق میں بجا لحاظ کیا تھا مظفر جنگ
اگرچہ کمسن سال تھا لیکن مرد بیباک اور لا ابالی ہر چند سال اس سے پیشتر جبکہ نیابت بنگالہ اور
نیابت خالصہ پر مقرر تھا کہتے ہیں کہ ارباب علم و فضل کا قدرشناس تھا اکثر وقت گنجیفہ و چوسر میں مشغول رہتا تھا
اور مجلس میں زیادہ تر فضول گوئی اور قصہ خوانی سلاطین ماضیہ میں مصروف رہتا اسکی اولاد اور پیرو
باوجود حاصلات جاگیر وغیرہ کے ہمیشہ مقروض اور مصروف تعمیر ہر چند بہت سی عمارت موجود اور
نیز مقروض لیکن فضولی نہیں چھوٹی قرض و وام جسطرح مل سکے لینا ضرور ہے اور اسی سبب سے
بدنام ہے اسکی اولاد بموجب حکم پدر اپنے تئیں افضل الناس جانتے اور بزرگان زمانہ کے روبرو
سرفرو ہونا معیوب سمجھتے ہیں دو لڑکے حضرت کے باوجودیکہ انکے خدمتگار وغیرہ جملہ تحمل سے
زیادہ نہیں رکھتے اور ہر وقت سواری تیس چالیس لوگوں سے زیادہ ہمراہ نہیں رہتے پھر بھی حسب اقتضا
غرور اور خودبینی کے آپکو آصفجاہ کا ہمسر جانتے ہیں مقدور قوی نہیں کہ مصاحب نوکر رکھیں لیکن
جو کوئی لگ گیا اوسکو گفتگوے لاطائل سے پریشان کرتے اور اوٹھنے نہیں دیتے ہیں اور باوجود اس
اختلاط کے اوسکے حقہ پینے یا زانو بزانو بیٹھنے کے روادار نہیں اس سبب سے لوگوں نے اوسکے پاس جانا
ترک کر دیا ہے اسکا بھائی محمد حسین خان نیک اور فاضل اور طبیب ماہر کامل ہے اور اسکا لڑکا محمد رضا کی خالہ
داماد مظفر جنگ جوان مودب نیکو خلق قابل ملاقات ہے بندہ کا ہمزبان واحد حکیم الملک علی نقی خان
جو نیز عم مظفر جنگ اور الحال داماد سے خالی کیفیت سے نہیں اور دیگر مستیوں کی طرح مغرور نہیں —

بعض عادات و رسوم انگلشی کا بیان جو کہ معاملات مالی میں مروج ہیں اور اسی وجہ سے اس دیار میں فلاکت کا آنا

کمپنی چند آدمیوں کی جماعت کو کہتے ہیں لہذا فرقہ سپاہ میں بھی چند لوگوں کو کمپنی کہتے ہیں اول سو نفر

برقنداز کو کمپنی اور اونکے سردار کو صوبہ دار کہتے ہین اب کل پچیس نفر کی کمپنی ہوتی ہے اور اوسکے سردار کو
صوبہ دار اور ایک ثلث کے سردار کو جمعدار اور بارہ نفر کے سردار کو نایک اور چہ نفر کے افسر کو
حوالدار کہتے ہین اور دس صوبہ دار مع اپنے جماعات کے ایک پلٹن مین ہوتے ہین اور انکے
افسر کو کمیدان کہتے ہین ان پر کپتان ہوتا ہے جسکے اختیارات مین نصب و تغییب تبادلہ تقسیم
تنخواہ دکری و دستار کر بند ہتیار اور معاینہ صفائی وغیرہ ہے کپتان کو اس ایک پلٹن مین بڑا
فائدہ ہوتا ہے گویا کہ ایک جاگیر ہے جو کپتان ہر کوز خاطر سردار ہوا وہ پلٹن اوسکے نام ہو جاتی ہے
یا کہ اپنی تنخواہ پاتا ہے سپاہیان ولایت جو ذیل ہین اول سولجر دویم سارجن اور شریف ہین اول انسن
بعدہ لفٹنٹ بعدہ کپتان بعدہ میجر بعدازان کرنیل بعدازان جنرل ہوتے ہین اس سے بڑھکر کوئی عہدہ
نوکری سپاہیان کی نہین ہے اور اس فرقہ علیحدہ تہا لوگ جو صاحب اختیار معاملات اور رئیس
ہوتے ہین اونکے مراتب کا نام بندہ کو معلوم نہین عموماً ہر ایک کو کرانی کہتے ہین اور نوکرون کی رتبہ
کی تقدم و تاخر لگی ہے جو اول نوکر ہوا اوسکی ترقی بہی اول ہوتی ضرور ہے اور افسری ہر ایک کے مرتبہ سے
افسری پاتی کل اسطرح سے منسوب ہین مقدم موخر نہین ہو سکتا مگر کسی غفلت اور تقصیر سے اور بموجب اوسکی
برطرف ہونے کے افسر کو تقدم ہوتا ہے اور ممکن ہے کہ کوئی لفٹنٹ بڑا ہو سکے کپتان اور میجر کے
ایکبارگی بسبب فوت ہوجانے یا مستعفی ہونے چند لوگون کے مرتبہ کرنیلی حاصل کرے اسیطرح
کرانیون کے فرقہ مین بہی ہے کمپنی جو کہ اسوقت مین بنام دیوان خالصہ ہر صوبہ اوڑیسہ بنگالہ و عظیم آباد
مین ہے چند اصحاب انگلشی سے غرض ہے جو لندن کے متوطن سوداگر لوگ ہون لندن بادشاہ
انگلشی کا دار الملک ہے اول ان لوگون نے حسب الحکم کمپنی ولایت کے بادشاہ سے ملکر بنا تجارت
ہندوستان مین ڈالی برسون سے یہ تجارت جاری تہی جو جہاز کہ نزل کمپنی کا ہوتا تہا اسوقت تک
رہے اور اسپر سراج الدولہ کے عہد سے اوسکی حسن کارگذاری اور میر جعفر خان اور دولہ امر کی
مالک بالکل ہو سے اور دیگر مقامات سے حاصل کرکے کل ہند کی سرداری حاصل کی انکے بادشاہ کو انکی
اصطلاح مین کنگ کہتے ہین بادشاہ انکا اگرچہ نافذ الامر ہو مگر بدون مشورہ ارباب کونسل کے کوئی
حکم نہین کرتا اور اگر کرے ہرگز جاری نہو اور ارباب کونسل اوسی ملک کی امرا ہین اور اصحاب کونسل چند
لوگون سے مراد ہے جو کہ اوس ولایت کے شہرون سے چند منتخب لوگ جمع ہون اور عنان اختیار
معاملہ اونکے قبضہ مین ہو وہی جاری اور وہ گویا وکالت کرتے ہین تاکہ جو امر بادشاہ اور اوسکے امرا
تجویز کرین اوسکو رعایا کی بہبودی مین خوب جانچ کر قبول کرین جو وہ لوگ پسند کرین وہ سب کو

کرنا پڑے اور جس امر کو منظور کرے وکیل لوگ اونکو اطلاع دین اوسکی بجا آوری مین اونہین مقدور پہنچے
جب قواعد منتظم اچھے ہین مگر ولایت مین یہان بھی ہین مگر ابتک یہان کے لوگون کیواسطے اور یہان کی
ملکداری کو ضوابط اور قواعد شنیدہ کا استماع کرکے جو کچھ مستعدیان دست نشان سے سنا ہے اور
کتاب مین درج کرلیا ہے اور اسقدر حق اور صواب جانتے ہین اور اوسکی بنا نہین دریافت کرتے
یا کہ عمداً تجاہل کرتے ہین خلاصہ یہ ہے چونکہ یہانکے لوگون سے راہ اختلاط نہی ہے ایکدیگر کے حال سے
آگاہ نہین چند اشخاص ہر شش ضلع کے کمیٹی اور کونسل کے ملازم ہین مگر وہ لوگ بےغرض نہین
اور عموم خلق کی گفتگو اور مصاحبت صاحبان انگلشی کو ناگوار ہے بندہ متاخرین کے ضوابط و قواعد جو اپنی
غرض کو چھپا کر اختراع کئے ہین درج کتاب کرتا ہے تاکہ دیکھنے والون کو امر حق و باطل پر اطلاع
ہوجاوے شاید کہ اللہ تعالے اونکو توفیق رفیق دے کہ ہر وقت حکومت خلق خدا کو ایذا نہو سکے اور
حق و باطل کو سمجھین کہ خلق خدا کو اطمینان حاصل ہو اور اسکے حق مین دعاے خیر کرین اور بندہ
بموجب حدیث شریف اَلدَّالُّ عَلَی الْخَیْرِ کَفَاعِلِہٖ شاید کہ خداوند کریم اپنے فضل و کرم سے بندہ کی بخشش
فرمائے واللہ ولی التوفیق ——

ذکر وجوہات احوال کہ پیشتر کے برخلاف جاری ہین اور کسقدر رعیت کو پہونچین

یہ ظاہر ہے کہ حسب تقسیم ملک ہر قطعہ زمین کا اثر اوسکے ساتھ مخصوص ہے بلکہ اوس ایک سرزمین مین بھی
بوجہ عرض و طول اطراف کے اختلاف ظاہر ہے عقلمند کو اس ثبوت کیواسطے کچھ دلیل و برہان کی
حاجت نہین اگرچہ ملک و زمین ایک حال پر ہوتا رنگ انسان اوربول اور خوشبو اور معادن اور نباتات اور
حیوانات وغیرہ ایک کا ہوتا جملہ بلاد سے ہندوستان سے نہایت وسیع ہے یہان کے لوگون کی اوضاع
اور رسومات ابتدا سے دوسرے ولایت سے برخلاف رہی اور جبتک حکام وقت یہانکے
مناسب طور پر سلوک نہون ہرگز انتظام رفاہ اور آسایش خلق ممکن نہین چونکہ یہ ملک زحل سے
متعلق ہے اکثر یہان کے لوگ بسبب فطرت ضعیف العقل و کم طاقت اور ہمیشہ بخیر لشکرکشون کے
منقاد رہے ہین لیکن جب کسی بادشاہ نے یہان فتح پائی بعد زجر و توبیخ لازمہ کے ہر ایک کی دلجوئی
اور حفظ ناموس اور اپنے دربار مین بار دیتے تھے وزیر امیر اعلیٰ سے ادنےٰ تک اوسکے حضور مین
اپنی لیاقت ظاہر کرتے اور بہرہ مند ہوتے ہر ایک کی پرورش حسب لیاقت ترقی مرتبہ پر ہوتی تھی
تمام رعایا سے شفقت پدری فرماتے غبار ملال کسی کے دل مین نہ آنے دیتے تھے اور ہر ایک کو لائق

واحد سے دیکھنے سے شاہجہان بادشاہ کے عہد تک یہ سلسلہ امن وامان کا جاری رہا عالمگیر اورنگ زیب
کے عہد سے بسبب اوسکی کثرت حرص وطمع کے فساد ظاہر ہوئے لیکن اوسکی شجاعت اور ہوشیاری سے
کوئی خلل ضوابط منتظمہ مین نہونے پایا بعد ازان رفع بدنامی کے لیے جو باپ کی قید اور بھائیون
کی قتل سے عاید ہوئی تھی ارباب علم کو جمع کیا تا کہ لوگ اوسکو اسلام پرور سمجھین اور اس سبب سے بہت سے
اون لوگونکے وہ جو رستم ہوئے جنکا ذکر دفتر اول کے اخیر مین درج ہے اور اکثر بات لوگون کی
زبان پر جاری ہے فرخ سیر کے زمانے مین جو بالکل ہیچ و پوچ تھا [illegible] چند دیوان قطب الملک
ذی اقتدار پایا امور سلطنت مین مختار ہوا سلسلہ قدیم عالمگیر کا [illegible] برطرف ہوا سرکارات اور پرگنات اور تعلقہ
جات کے اجارے [illegible] روز بروز ویرانی ملک اور [illegible] آزاری خلق خدا اور
نفور ہونا رعایا کا حکام وقت سے شروع ہوا اسلئے عدالت [illegible] کافور ہوئی [illegible] خدمت
ملی روپیہ کی فکر ہوئی جسطرح سے ہاتھ لگے اگر کوئی [illegible] ارباب علم ہوئے ایسی تدبیر کوئی [illegible]
نہین پا سکتی کیونکہ فریب کی گاڑی دکھلا کر لوگون کو بہلاتے ہین سبب [illegible] ملکی [illegible] کا ظہور
ہوا سلاطین بے خبر کے عہد آئی بے شعر کارندے [illegible] رفتہ رفتہ جہالت کی تاریکی ایسی
چھا گئی کہ اب اوسکی صلاح ناممکن ہے اور اب ملک ویران اور خلق کی جان [illegible] اکثرون کو
زیست ناگوار ہے اندنون مین دانایان فرنگ کو عزم تسخیر ہند مصمم ہے اور نیز اکثر بلاد پر مسلط ہین بسبب
اجنبیت کلی اور عدم آگاہی رسوم عادات ہند کی صنعت انتظام نہین ہو سکتے اور بسبب تقرب صاحبان
انگلشی کے مردم ہند سے آمیزش نہین ہوتی بلکہ اوسکے برعکس ہوتا ہے روز بروز احوال ہندیان پریشان
و ویران ہوتا جاتا ہے عنقریب انکے وجوہات بیان کرتا ہون اول یہ ہے کہ اس فرقہ انگلشی کو نہایت
بیگانگیت اس ملک کے راہ و رسم سے ہے اور نیز ضوابط تحصیل خراج اور قواعد بندوبست ملکداری
سے ہے کیونکہ انکے ولایت مین زمیندار مالگذار کہ خراج شاہی بسال بسال عاید سرکار بادشاہی
کرے مطلقا نہین اس فرقہ کے عقلا سے بندہ نے بخوبی سنا کہ ظرف اور دریچہ اور مکانات اور ظروف وغیرہ
سے کسیقدر بطور محصول کے لیتے ہین اسیطرح یہان کے جزا و سزا اور دیہہ وغیرہ مین سب ایسے
جرم ہین کہ یہان کے دانست مین عظیم اور اونکے نزدیک خفیف ہین اور بعض بالعکس اور بعض رسوم
انگلشی ایسے ہین جو یہان کبھی نہوئین مثلا مردم شماری اور لوگون کا جمع خرچ کہ کتنے پیدا ہوئے
کتنے مرے کتنے باقی رہے اسیطرح بہت سی باتین انکی ہین چونکہ ایسے امور کی عادت نہین
پس چاہتے ہین کہ یہان سے خراج لین دوم یہ کہ اکثر ضوابط کو اختیار کرکے اپنے دفترون مین زیر قلم

کرلیا ہے اور ہر ضابطہ مین کسیقدر وصول روپیہ کے تعہد کیئے ہین اور یہ سارا فساد مردم بے ایمان کی
بدولت ہوا جو اونہون نے اپنی شوم طبعی سے کیا اور اونہون نے فرض کرلیا فرخ سیر کے وسے
ایسی ہی شوم طبعی رکہتی تہی بس اس جماعہ نے کہ تازہ وارد اور ہر طرف سے بیخبر تہی اظہار مرام
خود غرض کو تسلیم کیا بلکہ بعض ضوابط مگر رہ کو ترک کردیا چنانچہ حکام اسلام کے ایام مین وہ لوگ رواج
فواحش ناپسند کرتے تھے خصوص شب جمعہ کو روا دار تھے کہ کوئی مرتکب مباشرت یا کہ فواحش
کا ہوا اور دوبارہ عجائز کو جو لی نکاح ہون جایز نہین رکہتے تھے لہذا اسکی سزا جرمانہ مقرر کیا اور حکم تھا
کہ اگر اجیانا کوئی ایسی عورت ظاہر ہوا وس سے جرمانہ لیا جاوے خصوص جمعہ کی شب کو زیادہ تر
سخت جرمانہ ہوا اور اس امر پر داروغہ مقرر تھا اوسکو اس جرمانہ کا اختیار دیا گیا تھا اور نقارہ نواز اوسکے
زیر اختیار تھے بدون اوسکی اجازت کے کہین بجاوین اور غرض انتظام مذکور کی اوسکی سپرد
تہی اس مین یہ مصلحت تہی کہ ہر ایک مجالس شادی مین حسب اقتدار کے نقار خانہ وغیرہ طلب کر
نہ کہ بوالہوسی کرکے فضول خرچی پر کمر باندہی مدت سے شوم طبع نے جاو کرکے اصلی غرض تحصیل
زر سے کرلی ہے اصحاب انگلشی نے اسے موقوف کردیا اسطرح کیا عجب کہ اکثر قواعد مستحسنہ
کی قباحت سے مطلع ہون اور رفع کدورت کرین بندہ بالفعال چند امور ذکر کرتا ہے قاضی واسطے
اجراے حکام شرع کے مقرر تھا کہ بلا حیف و میل ہر ایک کے معاملے فیصل کرے اور سرکار بادشاہی
سے مشاہرہ اور جاگیر بقدر خواہش کے پاوے مجال نہ تہی کہ ایکدرم بہی بطور رشوت کسی سے
لیوے اگر احیانا کسی نے ایسی حرکت کی مورد عتاب سلطانی او ننگ مسلمانی ہوکر تمام زمانے مین
مطعون ہوتا اور ہمیشہ کو اس کام سے محروم ہوجاتا بادشاہ بہی غصہ و غضب کرتا اور دنیا عقبی مین لعنت
و ملامت کیا جاتا اب مدت سے میران کی اصطلاح قضایا مین مقرر ہوئے اجارہ اوسکا ہوتا ہے
جور سوم کہ کسی مذہب مین کسی نے نہین سنے ظاہر ہوے ہین مفصل مین عوام مسلمانون کو
قضات لے ایمان ظلم و جور سے ڈراتے اور کسیقدر لیتے دیتے ہین گویا انہین بدبختون کی شان مین یہ آیہ
کریمہ نازل ہوئی ہو رَبَّنَا اَرِنَا الَّذَيْنِ اَضَلَّانَا نَجْعَلْهُمَا تَحْتَ اَقْدَامِنَا لِيَكُوْنَا مِنَ الْاَسْفَلِيْنَ اور وہ مخترعات اسقدر
مضبوط ہوگئیں کہ اسکا اعتراف کرانا مشکل ہے جملہ مخترعات سے ایک یہ ہے کہ اگر کوئی غریب مسلمان مرے
جب تلک نایب قاضی نہ آوے اور قاضی کا مقررہ اوسکو نہ پہونچے اعتقاد کرتے ہین کہ اوس میت کی
روح اوسکی گہر سے باہر نہین جاتی اور اگر اوس شخص کے ورثا سے وجہ معین باعث کم مقدوری
کی ادا نہوسکے تو مع عیال و اطفال اسقدر نجس و ناپاک ہے کہ اوسکے مقوم اوسکا خورد و نوش

ناگوار کرتے ہین اور اگر دیا پانی تک نہین دیتے تب وہ لاچار ہوکر چوری ڈکیتی یا قرض وو اسکی
قاضی کی خدمت کرتا ہے اور بلاسے بے ایمانی سے رہائی پاتا ہے یہی رنگ ختنہ پسر اور نکاح
دختر مین ہے کہ حد بلوغ سے ہوتیکر برسون نکاح اور ختنہ سے محروم رہتے ہین جب تک نذرانہ قاضی
کی فکر نکرلیوین کار مذکور کی تعمیل متعذر رہے اور جسکا جس معاملہ جی چاہتا ہے قاضی کو رشوت دیتا ہے
کہ یہ کار میرا اسطور پر کردو وہ قاضی سفت خور حق کا باطل اور باطل کا حق کردیتا ہے اور اسی قبیل سے بہت
باتین ہین کہ ذکر اسکا طول لاطایل ہے

صدر الصدور وغیرہ صدر ہای ہر صوبہ اور سرکارات کا بیان

اسوقت مین واسطے امتحان قضات اور تحقیقات احوالات کے ارباب استحقاق مقرر ہوتے تھے
تاکہ کوئی جاہل قاضی نہو اور دین و ایمان سے بے خبر نہو اور کسی عاجز غریب کی املاک لیکر کو غیر مستحق
کو مستحق نبناوے اور جنہین جاگیر ملتی ہے اونسے متغلب نہوسکے السحال کام صدارت کا کیا پوچھنا ہے
نعوذ باللہ یہ ایک ظلم و عجب نگ ہے ہزارون مسکین بیجرم کا خون اپنے ذمہ لیا الحمد للہ کہ یہ امر الظہر من الشمس ہے
گورنر بہادر نے بعد شکایت اور ان کے مظالم کی اطلاع کی جو کچھ قلیل وجہ سلاطین اور ناظمان عدالت
نے جاری کئے تھے بحال رکھے اور جو کچھ ان بدبختون نے بڑہائی تھی یعنی وجہ مرسومات صدارت کے
جو ایکہزار آٹھ سو کئی روپیہ تھے بیتیس ہزار گئے تھے وہ معاف کردئے ہے خداوند تعالی اپنا فضل کرے کہ
گورنر بہادر وغیرہ سردار ہفتہ مین دو بار یا ایک بار واسطے پرسش احوال مظلومان بیکس کے مقرر کرین تاکہ خلق خدا ایسی
بلاہای عظیمہ سے رہا ہو داروغہ عدالت اور عملہ اسواسطے مقرر ہوئے تھے کہ ہر ایک غریب و غربا کی رسائی حضور امرا و سلاطین
مین مشکل سے ہوتی ہے پس وہ لوگ جائے تعیین پر اول روز سے ایک ثلث روز تک بیٹھکر گوش بر آواز غربا رہین جو کہ
حاضر ہوکر کسیکی شکایت کرے اگر مدعا علیہ مرد متشخص اور اوسکا طلب کرنا اوسکی قدر کو لائق نہو اوسکو وکیل ورنہ اوسکو
طلب کرکے طرفین کا اظہار لیتے تھے اگر کوئی خفیف بات ہوئی باہم صلح و آشتی کرادی و صورت امر عظیم کے گواہ
اور شہادت اور قسم وغیرہ وجوہات مقدمہ سے خوب دریافت کیا اور پہراون مدعی اور مدعا علیہ کو مع کاغذ تحقیقات
حضور شاہی مین جو کہ ہفتہ مین دو بار اسواسطے ہوتا تھا لیجاتے اور احوال عرض کرتے تھے بادشاہ اور ناظم جو وہانکا
حاکم ہوتا فیصلہ کرتا تھا اگر اوس مابین مین فیصلہ نہوا اجلاس دیگر مین عدالت ہوجاتی تھی السحال وہ عدالت
منافع کی ہوگئی لوگ اوسکی نوکری کو پیشکش اور نذرانہ دیتے ہین کہ عہدہ ملے اور حاکم جسکو
چاہتا ہے یہ کام اوسکو حوالہ کردیتا ہے چند روز قبل ازین داروغہ وغیرہ عملہ اس عدالت کے

جائز اوسے تحصیل سے دور باہر داریکے اوسکے صاحب خدمت اور عملہ مفلوک تہی دست رہ کر ملین زر خطیر
جمع کر لیتے تھے اور کوئی نہین پوچھتا تھا عدالت مین تحصیل زر کی کیا وجہ ہے پیشتر کے لوگ خدا کی ڈر سے
حق تلفی نہین کرتے تھے اور امراے سلاطین اتنی تجسس سے بیدار ہین اور لوگون کو برسر کار نکرتے تھے جس کسیکو
خدا ترس صالح پاتے اوسکی منت سماجت کر کے اس کام پر مقرر کرتے اس نیت کے فیض سے رشوت لینا
مثل کفر سمجھتے تھے الحال جملہ صفات حمیدہ سے درگذر کر بعض حکام اس قسم کے لوگون کے جو یا ہین
اور انہین کا نام کارگذار اور انہین کو مرد ہوشیار جانتے ہین (فاعتبروا یا اولی الابصار) پیشتر
غربا کی رسائی حضور پادشاہ میں نہایت آسان تھی اگر چہ کسی پر ظلم ہوتا تو وہ مظلوم کسی نہ کسی کی
راہ سے بادشاہ کے پاس آتا اور اپنی داد پاتا ہے چنانچہ کسیقدر تفصیل لکھی گئی ہے اب احوال
امرا لوگون کو گورنر اور انگلشیون سے رسائی نہین اور ارباب انگلشیہ یہان کے لوگون سے بہت کم ملاقات
کرتے ہین اگر وہ ایک مرتبہ کسی صاحب مقدرت کو کسی کے توسل سے ملاقات میسر ہو چونکہ یہان التفات
اس دیار کے اخبار سے نہین رکہتے اور عملہ بھی نہین چاہتے کہ ہمارے کشف راز ہو اور امرا عالی ان
پاوے ایسے لوگ آوین نہ کیبے خلق اللہ کا کیا انجام حال ہوتا ہے کیونکہ احوال اس وقت کے حکام کا یہ ہے کہ
کام پر توجہ نہین کرتے اور ایک شخص کو نائب اپنا کر دیتے ہین خواہ وہ اچھا ہو اور خواہ برا کچھ مطلب نہین
ہر چند کہ یہ کار نہایت مشکل ہے بکمال غور سے کرنا چاہیے اور عملہ پر اعتماد کرنا لازم نہین جیسا کہ کہا ہے
بدیوان عند از فریاد او + کہ شاید ز دیوان نبود داد او + مگر یہ لوگ کچھ اصل نہین سمجھتے جس شخص کو کہ مقرر
کر دیتے ہین اوسکے کہنے پر اعتماد رکہتے ہین الحمد للہ کہ ۱۱۹۵ ہجری کے آخر مین داروغگی عدالت اور فوجداری
کی ہندوستانیون کے ہاتھ سے نکل گئی اصحاب انگلشیہ اس امر پر مامور ہوے فی الجملہ ایذا و تعدی
خلق اللہ کی کسیقدر خفیف ہوئی مگر چونکہ وہی عملہ مردم آزار نیابت اور پیشیت کے سلسلہ مین ہر وزیر و
کار ہے کسیقدر رجحان آتش در کاسہ پر پڑا رہے محتسب واسطے تحقیقات سنگ ترازو اور نکالنے غبن اور خیانت
ترازو اور تقرر نرخ غلہ وغیرہ کو مقرر تھا تاکہ فروشندہ نرخ مقررہ سے تجاوز نکرین اور ان لوگون کے
اختلافات کی سزا اوسی سے متعلق تھی تاکہ لوگ بازار و دکان مست و لایعقل نپہرین اور شہد کے
مسافران کو مشت کوئی یا دیگر حرکات سے آزردہ نکرین اور بیچارہی صاحب عصمت بے بیان
گلی کوچہ کی آمد رفت مین جو اکثر فحش ہوتا ہے انکی بدزبانی سے بچی ہین الحال جو رسم کہ مقرر تھی اوس سے
زیادہ لیتے ہین اور ایک شہر بلکہ ایک بازار مین دو تین دکان کی تفاوت پر نرخ کا فرق ہے اور
اسی طور پر محلون کا حال ہے اور تمام بازار مین میکدہ اور گوشہ بلکہ عین راہ مین کمینہ لوگ مشرف

خصوص خدمتگار و خانسامان خلاصی تلنگہ ہرکارہ اپنے مالک کے اعتماد پر چونکہ اہل انگلشیہ کا اقتدار ہو مست
و شرشار گہومتے پہرتے ہین اور متوالی صورت بنا کر بہلے مانسون کو تکلیف پہونچاتے ہین کہ ان بیچارون کو
راستہ سے گذر کر اپنے مکانون پر جانا دشوار ہوتا ہو اور کہتے ہین کہ ای اللہ تو ہمکو ان کمبختون سے
ہاتھہ سے نجات دے کہ مع الخیر اپنے مکان کو پہونچین وقایع نگار ـ و سوانح نگار ـ و ہرکارہ
واسطے تحریر اخبار ہر صوبہ اور ہر سرکار اور محلہ کے مقرر تھے جو کچھہ وہان معاملات ہوتے تمام دن کے
شام کو اور تمام رات کے صبح کو لکھکر بحضور بادشاہ ارسال کرتے داروغہ اوسکا خلاصہ حضور مین عرض کرتا
اور ان لوگون کی عرضی مخصوص بادشاہ اپنے ہاتھہ سے کہولتا اور ہر ایک کا جواب لکھتا بادشاہ کو ہر ایک
کی حسن نیت اور ضمیر معلوم ہوجاتے کہ کون کسکے ساتھہ کیسا ہے اور کیا چاہتا ہے اور وہ اسکا کسقدر نیک و
بد واقع ہوا اگر معلوم ہوتا کہ اہل اختیار شاہزادون یا امراے عالی وقار سے اتحاد رکہتے ہین اونکو فوراً
اس عہدہ سے دوسری جگہہ بدل دیتے چنانچہ عالمگیر کا رقعہ اسد خان آصف الدولہ وزیر اپنے کے نام تحریر کیا اس مقام پر
بجنسہ درج ہوتا ہو اور جو اس معنی پر گواہی دیتا ہو

مقابل صورت رقعہ عالمگیر

فرزندزادہ محمد معز الدین سفارش فلان وقایع نگار نوشتہ چیزی براے او تجویز و او را از ان کار تغیر باید نمود کہ
این وقایع نگار وقایع نگار نماند ـ چون غرض آمد میہر پوشیدہ شد ـ مدحجاب از دل بسوی دیدہ شد

مضمون رقعہ عالمگیر

فرزندان کہ مزاج شناس می باشند سفارش وقایع نگاران و امثال آنہا نمیکنند حسب التماس رعایتی
با او بعمل آمد اما از ان کار تغیر شد آیندہ ارتکاب چنین امور نباید نمود القصہ چونکہ ملکداری مین عموم عباد
کی اطلاع احوال سے خبرداری ضرور ہے اور غرض اس سے یہ ہے کہ آسایش خلایق ہو لہذا چار آدمی
اس کام پر مقرر ہوتے تھے وقایع نگار سوانح نگار خفیہ نویس ہرکارہ تاکہ اگر کوئی خیانت
کرے تو دوسرے کی تحریر سے واضح ہو در صورت اختلاف اخبار کے بعد تحقیق احوال مختلفہ خاین اور
کاذب کی سزا ہوتی عہدہ سے برطرف کیا جاتا تھا الحال بلاد عظیم اور ہر قصبہ اور دیہات مین نوکران بیندار
اور عمال اور بعض مفتری اپنے تئین نوکر سرکار ظاہر کر کے انواع انواع قسم کا ظلم و فساد کرتے ہین
اور کوئی پوچھتا بہی نہین باقی کسکا نام ہے فوجداران ثانی مرتبہ ناظم سے دوسرا درجہ ہے بعض فوجدار

کارہاے سلطانی مین تنہا ایسی جانفشانی کرتے کہ صوبہ داران ناظم سے تفوق کر جاتے اور بہ ورود حکم
سلطانی ہوتے یہ لوگ ہر صوبہ مین بقدر اوسکی وسعت اور کثرت زمینداران مفسد کے مقرر ہوتے
تھے بعض انمین سے ہزاری منصب ذات اور کئی سو سوار اور بعض ہزار و پانصدی اور بعض دو ہزاری
اور بعض دو ہزار و پانصدی اور چند سہ ہزاری اور چار ہزاری منصب ذات اور بقدر لیاقت او وجاہت
کار سرکار کے سوار اور جاہ و حشم نقارہ و علم رکھتے تھے اور بجاے معہود رہتے تھے اور عملہ بادشاہی
مانند منصبداران اور بخشی اور سوانح نگار اور خفیہ نویس اور ہرکارہ اور قاضی اور مفتی اور صدر الصدور
اور محتسب اور دیوان اور داروغہ کچہری حتی مردہہ اور پیادہ ہاے برادری وغیرہ اپنے اپنے کام پر عین
تھے کسیکی تاب نتھی کہ اونے نوکر بادشاہی کو بر طرف یا معزول کرے اور مقدمات مالی اور قضا الصدر عملہ
دیوانی مین مانع دیوان بادشاہی اور منصبدار اور بخشی سکے تھے اور لشکر کشی وغیرہ تادیب و تنبیہ مفسدانہ
مین تابع فرمان فوجدار تھے فوجدارون کو اختیار تھا کہ زمیندار وغیرہ فوج مقرر نکرسکنے پاوین یا کہ آلات
رزم مانند بندوق توپ وغیرہ سے آراستہ کری یا کوئی قلعہ کسی قلعہ کی مرمت نکرسکنے پاوے اگر احیانًا
مجملہ امور کسی نے بہم کر لیے ہون تو فورًا اونسے حکم دے کہ بر طرفی فوج کرے و درصورت عدم تبدیلی کے
فورًا گوشمالی دے ایسا بند و بست کرے کہ تمرد کا اختیار نہو اگر مکرر سرکشی کرے اوسکو خارج کرے
اپنے ملک مین جگہہ ندے اگر قید ہو جاے حضور مین روانہ کرے یا کہ وہین رکھے جیسا یہان سے
حکم صادر ہو تعمیل کرے خلاصہ یہہ ہے کہ مفسدون کی بیخ کنی کرے اگر مفسدون کی کثرت ہووے
اور فوجدار اوس نواح کا تنہا گوشمالی نکر سکتا تھا اور فوجدار لوگ اونکے مدد دوسا دون تاہم کسی
مفسد کو مجال نتھی کہ خالصہ بادشاہی یا کسی زمیندار لوگی جاگیر وغیرہ مین دست درازی کرے
محال دار الحکومت سے فوجدارون تک بندہ کو چندان اطلاع نہین بعض متفرق محالات کی
یاد ہے اونکے ذکر مین چندان فائدہ نہین لیکن اسامی محالات فوجدار نشین صوبہ بنگالہ اور عظیم آباد
کی خوب معلوم ہین اور انکا ذکر بھی مناسب ہے لہذا تحریر ہوتے ہین آٹھون سرکار صوبہ عظیم آباد
کی سرکار شاہ آباد ـ رہتاس ـ بہار ـ مونگیر ـ چنپاران ـ سارن ـ ترہٹ ـ حاجی پور یہ
فوجدار نشین رہے ہین یہان کے فوجدار لوگ مع عملہ و فعلہ مذکور کے پانسو سات سوار یا ہزار دو ہزار
سو رہے ہین اور یہ سب فوج وغیرہ بادشاہی ملازم رہے ہین اگر کوئی امر عظیم درپیش ہوتا انہا
منصب چھوڑ کر ناظم صوبہ کے پاس حاضر ہوتے بلکہ حوادث عظیمہ مین دو تین صوبہ کی ناظم ہو باہم
مقرب اور نیز دو یکسا تھے مع فوجداران ماتحت کے جمع ہو کر اوسکا تدارک کرتے تھے اور اگر اس کو ہی

زیادہ کوئی مہم ہوتی بادشاہ روز مرہ بذریعہ اخبار ہر جگہہ کے کوائف سے مطلع ہوتا رہتا تھا بعض امرای
عظام اور شاہزادہاے والا مقام کو فوج گران اور سامان بیکران سے روانہ کرتا اور ان لوگون کی
تمام حکم استقلال و پایداری ثابت فرماتا اور یہ لوگ جسطرح ممکن ہوتا بصلاح ہمدیگر پایداری کر کی کار
سرکار مین جانفشانی اور مردی کرتے تھے اگر کوئی قصور کرتا مورد غضب سلطانی ہوتا صوبہ بنگالہ مین
بھی شاید دس فوجدار نشین مقام تھے کہ تفصیل انکی یہ ہے۔ اسلام آباد۔ چٹگاون۔ سلہٹ۔
رنگپور۔ رانگامالی۔ قلعہ جلال گدہ۔ پورنیہ۔ راج محل اکبر نگر۔ راج شاہی۔ بردوان
میدنی پور۔ بخشبندر ہوگلی۔ محالات مذکورہ مین فوجداران بادشاہی اور جہانگیرنگر مین ناظم مع
عملہ و فعلہ سلطانی کے رعایا کی کامبردائی مین مصروف رہتے تھے خلق خدا مصروف دعاے
بقاے دولت شاہی رہتی تھی قریب ساٹھہ برس سے کہ سلطنت سست ہوئی اور بادشاہ کم جرأت
اور امراے نمکحرام ظاہر ہوے ہر جگہہ کے ناظم بمنزلہ بادشاہ ہوگئے لیکن ضوابط بادشاہی کی تبع سے
یہ لوگ بھی بدستور انتظام ملک و محصول اسمین ایسا مصروف رہے کہ پھر بھی خلق خدا کو راحت
اور کمتر لوگون کو دقت رہی تا آنکہ ان تینون صوبہ پر مہابت جنگ متسلط ہوا چونکہ یہ شخص اقربا اور رفقا
بکثرت رکھتا تھا اور اکثر اونمین سے ہوشیار اور صاحب اقتدار اس ملک کے مدار المہام اور مختار رہے
اور خود بھی بکمال شجاع اور دانا تھا سلوک فرزندانہ کرتا تھا ہر ایک اوسکا متوسل بجاے فوجداران کی
مقرر اور تابع فرمان تھا اور اس ملک کے رہنے والون پر نہایت شفقت فرماتا تھا مہابت جنگ اور قبل
اسکی شجاع الدولہ اور سلاطین سابق بمقتضاے ریاست کے متعصب نہ تھے خلق اللہ کو یکسان نظر سے
دیکھتے تھے اور ہنود وغیرہ مخالفین مذہب کو بقدر لیاقت اقتدار اور اختیار دیتے تھے چنانچہ بعضی
وغیرہ انکی ہفت ہزاری اور ناظم صوبہ اور سالار فوج وغیرہ رہے ہین اور ہر شخص نے اوسکی دولت
سے بہرہ اوٹھایا فی الحقیقت بادشاہ کو چاہیے کہ اوسکے مرتبہ کے برابر ہو لازم ہے کہ ترجمہ ظل اللہ پر نظر کرکے
جسطرح کہ خداوند برحق کو سایہ عباد پر نظر ہے وہ بھی پیروی کرے اور بعض تعصب مذہبی درگذرے اس ملک کا
حاصلات اسی ملک مین صرف ہوتا تھا اس سبب سے ملک کی آبادی تھی بدین وجہ اسکے زمانہ دراز تک
خلق خدا فارغ البال زیست کرتی رہی تا آنکہ مہابت جنگ ہمیشہ کا ہوا اور اوسکے تینون بھائی اوسکے قبل مرچکے
تھے سراج الدولہ اور میر جعفر خان ایسے مغرور دین سے دور پیدا ہوے نوکر بھی ویسے ہی بیہودی کار آئے
عدل و انصاف کے ضابطہ برباد ہوے الحال کہ اصحاب انگلشیہ نے باستثناے حال فوجداری اور
آئین سابق سلاطین کے اپنے قلمرو محروسہ مین مقرر کیا ہے محض بے سود بلکہ موجب ازدیاد ظلم اور

تصدیع سے ہے خصوصاً جہان کہ مقامات فوجدارین جو کام کرنا چاہیے وہ مطلق نہین ہوتا زمیندار لوگ عمدہ
اپنے اپنے مقامات پر مختار اور مدار المہام جمیع امور کے ہین اور وہ سرکار انگلشی مین مورد عطوفت
برخلاف دستور ماضی کے ہین قتل وغارت سے باز نہین آتے فوجدار کی مجال نہین کہ اونپر حکومت کرے
یا دادخواہون کا انصاف اونسے دلاوے یا جسکا مال وہ لیگئے ہین استرداد کرے اب فوجداری اسکا
نام ہے کہ جہان مقام سکونت فوجدار ہے وہان کے لوگون سے روپیہ حرام کا جمع کرین اندیشہ بازپرس
تو مطلق رہا نہین صاحبان انگلشیہ کو جانتے ہین کہ ہندوستانیون سے ملتفت نہین اور ہندیون کی
جنرل گورنر وغیرہ صاحب اختیار کی خدمت مین رسائی ہے ہر طرف سے دلجمعی حاصل ہے فوجدار لوگ
خلق اللہ کو ناکام اور اپنی بدنامی مشہور کرا دیتے ہین ظاہرا جو کام کمیٹی کلکتہ اور گورنر جنرل کی پیشگاہ
سے حکم ہے وہ بھی دو تین ہین کہ بلاد مشہورہ اور قلمرو کمپنی مین رہزن ڈاکو نہ آنے پاوین انکی سزا کرین
اور تفصیل مین بھی کوئی غارتگری نکرنے پاوے اور دزدی اور غارتگری اور زنا اور خون ناحق کا تدارک
انکے ذمہ ہے اسقدر کام مہابت جنگ کے عہد مین اور نیز بیشتر شہرہای عمدہ مین کوتوال اور افضل
مین عمال ان فوجدارون سے ہزار درجہ بہتر انجام دیتے تھے انمین اور سابق کے عمال و کوتوال
مین بھی فرق ہے کہ سابق والی آقا کے خوف سے مجال ظلم وستم نرکھتے تھے اور یہ لوگ بیخوف جو
چاہتے ہین کرتے ہین خصوص اون لوگون سے جو انسے رجوع نہین اگر ایسا تا کوئی نالش گورنر جنرل
تک پہونچی ان لوگون کے مربی بخوف بازپرس کے وسیلہ اوٹھا کر اور اوسکے دروغگوئی کی اثبات
مین روپیہ خرچ کر کر نہین فرصت دیتے کہ مظلوم داد پاوے خیر اب کچھ حال اس وقت کا
جو اصحاب انگلشیہ کے ضوابط مین سے بیان کرتا ہون شاید کہ پسند گوش ہوش ہو اول یہ کہ جسوقت
سے یہ تینون صوبہ تسخیر ہوئے کوئی مالک نہین یعنی ایک شخص جسکے نسلاً بعد نسلاً وراثت ہو بلکہ
گویا فرقہ انگلشی مالک ہین کیونکہ کمپنی ایک آدمی نہین بلکہ بہت سے لوگ ہین اور وہ بھی معین
نہین جو کہ مالدار ہے روپیہ داخل کر کے داخل کمپنی ہوا اور اوسکی طرف سے بھی ایک شخص معین
یہان کا حاکم اور مالگذار نہین چنانچہ اس بیس برس مین زیادہ پانچ چھہ سات لوگون سے گورنر ہو چکے
ہین اور جو شخص کہ گورنر بھی ہوتا ہے وہ بھی اپنا اختیار نہین رکھتا پانچ آدمی کمیٹی کے مختار اور
مرجع کار ہین اور یہ لوگ ہمیشہ باہم تنازع اور اپنے عزل ونصب کے اندیشہ مین رہا کرتے ہین
دوسرے یہ بات ہے کہ بے مالک کا گھر آباد نہین ہوتا اور بسبب بے مرمتی کے چندروز مین ویران ہو کر
گر جاتا ہے تب ایسا ملک وسیع جب مالک نرکھتا ہو کیونکر آباد رہ سکتا ہے اور مالک کے سود جو

سوگا اپنا فائدہ چاہیگا اوسکی خرابی کی پروا نکریگا اور یہ نہین چاہتا کہ غیرون کے فایدہ مین اپنا نقصان کرے
یہان اندیشہ بازپرس اگر ہے تو اسقدر مختار رہیگا کہ بدنامی نکلے اسقدر رہی کہ گورنر عماد الدولہ ہیسٹنگ بہادر
کوشش کی دوسرے کی مجال نہتھی احوال اتباع بھی اسیطرح پر ہے اسیطرح پر پانچ چھہ کونسلی
ہر ضلع مین رہتے ہین اور باہم متنازع وہانکا حاکم بھی تنہا مستقل نہین بلکہ مدت مدید کے رہنے کی امید بھی
نہین ہمیشہ عزل نصب پر کان لگائے رہتا ہے اور عادت ہے کہ اگر باہم کچھہ جھگڑا ہوا گورنر یا کمیٹی کو لکھہ
وہان سے حکم طلب کرین ارباب کمیٹی گورنر کا یہ حال ہے کہ کل نام اونکے اخبار مین ہے جملہ امور عظیمہ کی تدبیر
اور تسخیر ملک اور اوپر پرسش مخالفین اور ہر سہ صوبہ محروسہ کی مالگذاری اور ولایت کی تحریرات اور جوابون
کی تدبیرات اور تحریر حساب اور سر انجام مایحتاج کمپنی اور فہمید حساب مداخل مخارج وغیرہ انکی تفویض
ہے خلاصہ واردون کے جواب کی فرصت کہان اگر کچھہ ضروری ہوا اور فرصت ملی لکھدیا ورنہ پڑے ہون وہ معطل
رہتا کہ ہر قسم کی رائے کونسل یہ ہر شخص ضلع کے متعلق ہوئے خواہ مناسب ہو یا نہو وہی تعمیل ہوتی ہے اگر
ایک شخص یہ مقرر ہوا وہ یہ سمجھے کہ یہان کی نیک بد کی جوابدہی میرے ذمہ ہے البتہ رات دن اوسکے
انتظام سر انجام مین ساعی رہیگا اور کونسل اور کمیٹی کی تقریر مین ایک دوسرے پر تہمت رکھتا ہے
کوئی اپنا الزام نہین پسند کرتا دوسرے پر ڈالتا ہے زمانہ سلطنت مین جسوقت دوسری ولایات کی
قومین یہان آنکر مقیم ہوئین جنہین ارادہ اقامت تھا توطن وغایت کرکے اپنی راہ لی اور جنہین
منظور ہوا مقیم ہوئے اس ملک کو اپنا مرکز دولت سمجھکر باشندون کے ساتھہ رعایت لطف و
مدارات فرمایا اور رعایا کی آسایش و بہبودی مین ساعی رہے تا آنکہ زمانہ دراز گذرا اور توالد و تناسل
ہوا اور زبان ہندی سیکھکے واقف ہوکر اونکی اولاد یہان کے لوگون سے برادرانہ پیش آنے لگی باوجودیکہ
اہل ہند اکثر مسلمانون سے بسبب اختلاف مذہب کے پرہیز و اجتناب رکھتے ہین مگر کثرت اختلاط سے
ایک دوسری رسم وضع مین دست گریبان ہوئے اور وحشت نفرت درمیان سے جاتی رہی انس و
محبت کا رجوع ہوا باہم شیر و شکر ہوگئے اولاد تیمور کی شاہزادہ کے نام سے مشہور ہندو مسلمان سب کے
بزرگ سمجھے گئے اور ہر شخص اونکی اطاعت مین حاضر ہوا اور شاہزادون نے اس ملک کو اپنا ملک
جانا رعایا کو بچاسکے اولاد پرورش کرتے رہے تاکہ مقابلہ اور آئین جملہ احوال سے ہون چنانچہ سنئے
اسی حسن سلوک کے نتیجہ اور رعایا سلوکی اثر کے باعث شاہزادہ عالی گوہر جو بادشاہ ہمارے عہد کا ہے کہ جنگ
پیروی جہانگیر انگریزی سے دیکھا اور سنا اول جب شاہزادہ موصوف کی آمد آمد بہار اور نیز عظیم آباد
ہے کہ ہر ایک عام رعایا سے شہر پٹنے اسکے کہ کوئی احسان اونکا دیکھا ہو یا کسی نے خوان کرم اوسکا چکھا ہو

ذائقہ و لذت پایا ہو بپاس انعام و آرام سابقہ کہ آبا و اجداد اوسکے سے دعاگوے فتح و ظفر تھے جب وہ
پہونچا اور اوسکے لشکر اور امرا کے ہاتھون سے ظلم سرزد ہوے اور اوسوقت مین انگلشیون کا نہایت
اہتمام تھا کہ کوئی ہمراہی انکا کسیکو آزار نہ دے اور جسجگہہ انکا سردار یا لشکر جاتا ممکن نتھا کہ کسی پر ظلم ہو
تمام خلق کو بندہ نے دیکھا کہ شاہزادہ مذکور کی دوبارہ سہ بارہ کی آمد آمد مین بہر نفرین بادشاہ اور دعا سے
انگلشی کرتے تھے الحال کہ بے التفاتی صاحبان اور اونکے حکام کی جور سے جان بلب ہو گئے ہین
احوال سابق کے برعکس ہو گیا ہے بعض ارباب انگلشیہ کے سرکار مین ہر کارہ جس قوم کا ہو داروغہ
دیوان خانہ اور مدار علیہ اکثر امور کا ہو کر اول خود اعزہ مرام کو رنجیدہ کرتا تھا اگر کسینے کچھہ دیا تو خیر کسیقدر
راضی ہو گیا اور اوسکی ملاقات کا روادار ہوتا ہے ورنہ کیا مجال کہ صاحب تک رسائی ہو دوسرے تکلم
زبان کیا برا امر ہے جسکے وسیلہ سے انسان کے دل کا حال معلوم ہوتا ہے اکثر انگلشی یہان کی زبان
اور ہندی اونکی زبان نہین سمجھتے اس سبب سے اکثر اوقات جو لوگ غرضمند ہین صاحبان مذکور
کی عدیم الفرصتی سے ہندیون کی مصاحبت عالم تصویر ہے دونون جانب سے کچھہ سود صحبت نہین
پہونچتا جو کہ ہندی زیادہ محتاج ہین اکثر مستغنی ہین اگر دیوان یا منشی کو واسطہ بنا وین گویا دو تین آدمیوں
ماہر کیا یہ بھی ایک سبب دلکشیدگی کا ہے یہانکے رسم و طریق راہ روسم سے بخوبی آگاہ ہو جاوے
اور یقین ہے کہ وہان کے کام بہ نسبت بیگانہ اجنبی کے بہتر اور بخوبی سر انجام کرے اور چونکہ کل مایحتاج
لطور اپنے ولایت کے رکھتے ہین اس نظر سے اکثر اہل حرفہ مفلوک اور تحصیل قوت لایموت سے
عاجز اور لاچار ہین کیونکہ مالک اور حاکم تو یہ ہین یہ بیچارہ کسکا دروازہ جھانکین ہان چند لوگ مانند معمار
و نجار و آہن گر وغیرہ بھی کسیقدر اس فرقہ کے عہد مین خوش ہین باقی کل پیشہ دار نہایت مفلس
نوبت بگدائی پہونچے ہین اکثر جلا وطن ہو گئے بعض حب وطن مین گرفتار حسرت و اندوہ ہین
اور اسوقت اس پریشانی مین کہ رات کے کھانے کا ڈول نتھا کہ محکمہ فوجداری کی آفت نازل ہوئی
خیر اب بھی شکر ہے کہ ہندیون کے ہاتھہ سے فوجداری نکل گئی جب سے کہ انگلشی کے قبضہ مین
فوجداری گئی ہے کسیقدر تخویف بدبخت اور موجب امنیت سے میسر ہو سابق بھی اس ملک
مین یہ ضابطہ تھا کہ جو شخص جس کام مین کامل ہوتا اوسکو ویسا ہی کام ملتا تھا دنیا بکار ہو رہی
تھی اب اہل انگلشی مین اسکی پابندی کچھہ ضرور نہین بلکہ مدار رجوع نوکری اور پاس رعایت پر
خیال سے ہر چند محض اجنبی اور لائق کار نہو اور یہ بھی گمان نہین کہ ایک شخص کسی جگہہ پر مقرر ہو
اور وہان کے کل وجوہات و اطراف سے آگاہ ہو کر لیاقت کے قریب پہونچا ہو اوسی وقت وہ معزول

اور دوسرا مقرر ہوتا ہے اور نیز چونکہ آمد و رفت ولایت کی بھی جاری ہے اور ایک جگہ استقامت کی امید
نہین ہے عدم مہارت اور بے خبری معاملہ رہتی ہے اور بہہ یہ کہ پیالہ کار یہ انگلنڈ وغیرہ کو جایا کرتا ہے
ان دونون باتون مین انتظام کا بڑا خلل ہے پیشتر یہان کا روپیہ نہین رہتا تھا کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ایک شخص نے
برسون محنت کرکے مہارت کار کی پہونچائی امیدوار مرتبہ حکمرانی کا ہوا ناگہان دو تین آدمی تازہ وارد
بیچ مین سے پہونچکر اسکا مرتبہ لے لیا اور وہ کاردان بیچارہ محروم آزردہ ولایت کی راہ لیتا ہے جب یہ چند
جانشین ہوئے یار لوگ آپہونچے اور جہونہہ سچ کی سیر باغ دکھلا کر مرجع کار ہوئے کامون کو ضائع اور درہم
برہم کرنے لگے جب تک یہ تازہ وارد اپنے ہمنشینون کے حال سے ماہر ہون افسوس ہے اگر اچھا تا کوئی
کارگزار ان بھی نہین درمیان مین رہا تو بھی کام تو کونسل پر ہے ایک کے کہنے سے کیا ہوتا ہے باقی تین چار
بیخبر کب اوسکی تصدیق کرتے ہین جیسا کہ گورنر جنرل کو ہنگام ورود اور جنرل کلاورن وغیرہ کو پیش ہوا تھا
چونکہ کونسل جسکا موجد سنت شوراہی ہے جو خلیفہ ثانی نے درباب تقرر خلیفہ کے اختراع کی تھی اور
اوسکی غرض حرمان امیر المومنین کے مرتبہ خداداد سے تھی اور مطلب چند اصحاب کی رائے سے
اگر اختلاف ہو چند ہر رائے کی کثرت ہو اوسے قبول کرتے ہین در صورت تساوی کے طرفین پر چونکہ
صاحب کلان بنا بر رفعت مرتبہ کے دو شخص کے برابر ہے جسطرف وہ ہو وہی بات مقبول ہوگی چنانچہ
شورے مین عبد الرحمن تھا یہ ضابطہ اگرچہ عمدہ ہے لیکن زنہار لیکہ درمیان مین کوئی غرض نہو
اور الحال یہ امر نہین اور نہ شورے مین تھا اسواسطے امور کلیہ خصلیہ مین چاہیے کہ ہر جزویات اور
بدیہات مین قرار یہ ہے کہ جسقدر امور دو تین روز تک صاحب کلان کے حضور مین التماس کرین وہ
ویسے ہی ہر روز کونسل پیش ہون اور ارباب احتیاج کے وکلا حاضر ہون اون مین سے جو فیصلہ ہوا
اوسکا جواب صادر ہوا اور نہ کونسل آئندہ پر امیدواری رہی اگر ایسا ہوا کہ بعض صاحب صاحب کو غضاوتہ
دو ایک ایک جانب ہو گئے اور دو تین طرف دیگر اب امیدواری مین گذرنے لگا اچھا تا کوئی کامیاب
اور اگر خایب اور خاسر ہوتا ہے چون کہ زمانہ سابقہ مین ایک شخص کاروان احوال اشخاص سے
واقف کارگذار فرمان روا ہوتا تھا اور دو تین مکار کہتا تھا مجبر والتماس داد خواہ کے مطلب کو سمجھکر
اوسیوقت حکم فیصلہ صادر ہوتا تھا برسون امیدواری نہین کرنا پڑتی تھی اسی قاعدہ کے ابتدائے
حکومت مین بھی کہ ایک صاحب کلان اور ایک نایب کارگذار مانند مہاراجہ شتاب رائے وغیرہ کے
مقرر تھا بہر صورت احتیاج مرام انجام ہوتا تھا اگرچہ مانند زمانہ سابق کے غرض سے خالی نتھا
لیکن بہر صورت کام تو وقت ضرورت پر انکل جاتا تھا چنانچہ ہر وقت معزولی مہاراجہ

مذکور کو چارج و نظارت ہوشیار جنگ صاحب کلان تھا اور مرجع معاملات ہوا بندہ نے عرض کی کہ
مہاراجہ شتاب رائے دونون وقت قریب دوپہر اور ثلث شب تک متوجہ فیصلہ ارباب حاجت رہتا
تھا بلا تامل حاجتمندون کی رفع حاجت ہوتی تھی الحال کسطرح پر اونکا تدارک منظور ہی فرمایا
کہ مانند مہاراج کے مجھسے دربار نشینی اور معاملہ شنوی نہین ہو سکتی الا جسکو غرض ہو مجھے اطلاع
کرے حال دریافت کرکے تدارک کیا جاویگا بندہ نے کہا درباریون کو حکم ہو کہ ہر ایک کا عرض حال کیا کرین
اسی سبب سے اسیوقت تاکید فرمائی چونکہ نافذ الامر ہوشیار کارگذار تھا دیوان و منشی وغیرہ کی تعلیم و
تلقین کا کبھی پابند نہوا جیسا کہتا تھا کرتا رہا تب سے یہ حال بند ہوا اور مرجع کار عظیم ہوا لوگون کو آزار
پہونچنے لگا مگر چند روز مسٹر ایون لا نے بھی مستغیثون کے آنسو پونچھے ولیکن آیندہ کیا ہوتا ہے ولا ہے
کہ ایک آدمی کی استرضا آسان ہے الا بندہ ہمیشہ لوگون کی دلجوئی جو مع ارباب کونسل اور اونکے
ماتحتون کے ہوتے ہین ایک عاجز سے ناممکن ہے چنانچہ مہاراجہ شتاب رائے کی معزولی کے چند روز
بعد جب عید رمضان آئی اعیان شہر اور ارکان دولت نے بضرورت نذر بسیار لیا اور کہا حسب ضابطہ بندہ سے پنج
اہل کونسل کو دی ہوشیار جنگ نے اس حال کو ہو بہو تبدیل کیا کہ سبکو ایک روپیہ یا اشرفی نذر دینا تھا
اب اوسے پانچ چاہیئے لاجرم عید الضحی مین حکم دیا کہ فقط ایک نذر صاحب کلان کو کافی ہے اور کسیکو حاجت نہین
اور اسی طرز پر تعمیل ہوا ہو لی بعض خوشامد پسندون نے باوجود ممانعت صاحبان دیگر کے مکان پر
جا کر نذر دکھلائی اوسوقت اورون کو اقدام کرنا پڑا کہ مبادا یہ گمان کرین کہ ہندوستانیون سے
ہمین کو فوت سمجھا پانچوین اختلاف اصحاب انگلشی وضع دربار مین پیشتر حکام ہندوستان ہر کام
تقسیم اوقات کرتے تھے جسکے تعمیل مین فرق نہوتا تھا اونمین دو کام سے تھے اول کار ملکی و
مالی دوم مقدمہ عدالت و داد و ہی ان دونون کیواسطے ہفتہ مین دو دن مقرر تھے باوجود شان
و شوکت خداداد کے دونون روز کچہری کر کے بار عام دیتے تھے اور ہر ایک حاجتمند کی حاجت
رفع ہوتی تھی اور بادشاہ بھی اپنے ملک اور رعایا کی حقیقت سے آگاہ ہوتا تھا اکثر اوقات بکمال توجہ
تھی اپنے ملک مین دورہ کرتے تھے اور ملک رعایا کا حال اپنے آنکھہ اور کان سے دیکھتے سنتے تھے
اسطرح دو روز عدالت مین بیٹھ کر فریاد سنتے اور داد دیتے تھے اور خلق اللہ کے اژدحام اور
غوغا سے دل تنگ نہین ہوتے تھے اور اصحاب انگلشی جیسا کہ اوپر کہ ہو گیا ہے بار عام اور ہجوم
انام سے نہایت انقباض دلگیر ہیں اور اسی سبب سے یہان کا حال اوسی قاعدہ سے مستور اور
بعید [illegible] حال انکے نوا [illegible] سے محروم و مایوس ہین اگر کوئی وقت مقرر کرین تو دربار [illegible]

انکی عرض مینین اگرچہ خالی ہرج سے نہین لیکن طرفین کو اکثر مفید ہے اسی ملاقات اور مصاحبت مین
فایدہ شناسائی اس ملک کے لوگون کا ہے جسکو چاہین اوسکا مرتبہ امتحان کرین اور ہر ایک سے
حسب حال سلوک کرین اور جسکو لائق کار سمجھین اوس سے اپنے کام لیوین لیکن اچھے طور سے متمتع ہونا لوگونکا
حصول منفعت سے سلاطین سابق جو بعد تسخیر ملک ارادہ توطن کرتے تھے ممالک مقبوضہ اور
اوس حاصلات کو اپنا خالصہ کرتے تھے بلکہ اوسمین بھی یہان کے لوگون کے مشاہرہ اور جاگیر
اور املاک وغیرہ نکال وہی بھی باقی دیگر وجوہ حاصل اور مداخل کو پرورش خلق کے واسطے چھوڑ دیتے
تھے مسلم و ہنود ہر شخص جاگیرات عمدہ پاکر اور بھی ترقی کے امیدوار رہا کرتے تھے بعد اظہار خیرخواہی
کی مراتب عظمی پر فایز ہوتے تھے کچھ ترقی ہم قومی پر بھی تجارت وغیرہ مین ہر چند کروڑون کا فایدہ تھا
مگر خلق اللہ کیواسطے واگذاشت کیا تھا اور ہر مطلق النفات تھا لاکھون آدمی سوار و پیادہ کی زمرہ
مین سلاطین و امرا کے پیشگاہ سے پرورش پاتا تھا الحال تھوڑی سے آدمی جاگیر اور ملک اور التمغا مین
وغیرہ قوت پاتے ہین اور اوسمین بھی بسبب اقتدار عمال اور زمینداران مفسد اور مستاجران ظالم
کی نقصان سے ہے جیسا کہ اہل املاک کے احوال مین ظہور اللہ بیگ وغیرہ کی تعدی کا ذکر ہوئے الحمد للہ
کہ ایک برس کی محنت مین جو اہل املاک مین کیے گئے گورنر جنرل بہادر کی فیاضی سے وہ بلا دور
ہوئی اور تھوڑے سے لوگ تلنگون کے زمرہ مین پرورش پاتے ہین انہین دونون صوبہ مین
چالیس پچاس ہزار سوار تھے اور کئی ہزار تجار اپنے پیشہ سے فارغ البال تھے اب سوارون کی نوکری
تو بالکل موقوف اور ہر قسم کی تجارت مخصوص کمپنی ہو گئے بلکہ ارباب انگلشی خواہ ملازم کمپنی ہون
یا نہون سب تجارت پیشہ ہین ہان اکثر سرداران سپاہ کہ اس کام سے پرہیز رکھتے ہین جسوقت حکام
ذی اقتدار تجار ہون رعایا سے بیچارہ کیونکر اس کام سے فایدہ پا سکتی ہے ہزارون اہل حرفہ بنا بر عدم
رجوع اہل انگلشیہ کے اونکی صناعت کی طرف وجہ معاش سے محروم ہین اور یہان کے صاحب ہنر فرنگیو
بوجہ مذکورہ دسترس نرہا کہ ان لوگون کو نفع دے سکین محال حیرت اور محض قدرت الہی ہے کہ اکثر
اہل حرفہ یہان کے اس حال مین زندہ مع عیال و اطفال کے اوقات بسر کرتے ہین اگرچہ ہزار سوار
سرداران مشہور کے رسالہ مین مانند شیخ معز الدین خان لکھنوی اور احمد خان ہزاوری لیرخان وغیرہ کے
ہندوستانی روپیہ پر نوکر سرکار کمپنی رہین اور جو ملک کہ تسخیر ہوا ہو اوسمین ملازم کرین اکثر محاربات
خصوص اوس لڑائی مین جو کہ سکھ اور مرہٹہ سے واقع ہو ترک سوارون سے بہتر جانفشانی کرینگے
اور انکی ذات سے اس ملک والون کو بھی فایدہ پہونچنا امید ہے اور نیز دیگر فوائد بھی مانند افزایش

آبادی اور توفیر حاصلات ملک وغیرہ کی بھی منظور ہے سالقین اقتدار یا زمینداران کا اور اعتبار کرنا
اوپر اس جماعت کے بیان سے بادشاہان خردمند ون گذشتہ کا یہہ مقولہ تھا کہ زمیندار لوگ
قابو طلب کوتہ اندیش بے ادب محض ہوتے ہین اور انکے قول اور فعل کا کچھہ اعتبار نہین ہے اور
جو شخص کہ انکی باتون پر اعتماد کرے وہ بڑا بے وقوف ہے اور نہایت نگران انکے حال کے رہتے تھے
تاکہ اس فرقہ خود غرض کو مجال تمرد اور سرکشی کرنے کی نملی کیونکہ یہہ سب لوگ اکثر خلق خداوند کریم کی ایذا رسانی
مین مصروف اور مشغول بدل وجان رہتے ہین قطاع الطریقی رہزنی کیٹ بڑی قتل و غارت اور مسافر لوٹنا
ملک کو ویران کر دینا اور مالگذاری مین جبارت کرنا اور علی ہذا القیاس جو جو باتین کہ غیر مناسب ہین انہین
سب کی ذات سے وقوع مین آتی ہین پس انکی گوشمالی کے لیے فوجداران عالیشان اور عملہ داران
مقتدر مقرر ہوتے تھے اور وہ لوگ اوپر قول اور فعل ان فساد پیشہ کا اعتماد نرکھتے تھے و نسئلہ التوفیق
انہ خیر صاحب و رفیق سعدی علیہ الرحمۃ نے کیا خوب کہا ہے ؎ خدا ترس را بر رعیت گمار ÷ کہ معمار ملک است
دانا سے کار ÷ بد اندیش تست آنکہ خونخوار خلق ÷ کہ نفع تو جوید در آزار خلق ÷ ریاست سپردن بآنہا خطاست
کہ از دست شان دستہا بر خداست ÷ نکوکار پرور نہ بیند بدی ÷ چو بد پروری خصم کار خودی ÷ پس اون لوگون
گذشتہ کو خیال اس بات کا بہت رہتا تہا کہ خلق خدا کو رنج نہ پہونچے اور اوپر ان اشعار کے عمل رکھتے تھے
اور یہہ سمجھتے تہی کہ اگر ہم خلق خدا کو آزار دینگے ایسا نہو کہ خداوند کریم ہمسے اس سلطنت کو چھین لے اور نہ معلوم کہ
کس کس عذاب مین گرفتار فرمائے یہانپر ایک حال عجیب و غریب لکھتا ہون کہ بالفعل مروج زمانہ ہے کہ جس
کسیکو کچھہ بھی مقدور ہوتا ہی اپنے سے بڑہکر کسیکو نہین سمجھتا اور جانتا ہی کہ جو کچھہ ہون تو مین ہون مجھسے بڑہکر کوئی نہوگا
اور طریقہ بزرگونکو کہ اپنے تئین ذرہ بیمقدار سمجھتے تھے اپنا کسر شان سمجھتے ہین اور ماوراء ان بزرگون کے رسول مقبول
سید کائنات علیہ افضل الصلوۃ اعقل الناس فخر موجودات کہ صاحب وحی تھے جناب حکیم خبیر کے فرمان سے
کہ شاورہم فی الامر مامور تھے اوسپر کوئی امر بغیر مصلحت جناب باری کی نفرماتے تھے اور اوسوقت کے لوگ بھی جو کام
کرتے تھے بغیر صلاح آنحضرت کے نکرتے تھے اور یہی حال گذشتہ سلاطین کا تہا کہ ہمیشہ ہر کام کو سمجہکر اور صلاح کرکے انجام
دیتے تھے اور یہہ لوگ جو فی زماننا موجود ہین جو کار کہ چاہتے ہین خودروی سے کرتے ہین نہ مطلب کلام خدا سے نہ حدیث سے غرض
نہ گذشتہ لوگونکے افعال پر خود اپنے کو ارسطو مرتبت سمجھتے ہین جو چاہتے ہین کرتے ہین اگر کوئی عالم کچھہ سمجہائے ہرگز نہین مانتے
اگرچہ وہ کیسا ہی سچا ہو اور کہتے ہین کہ جسکے پاس روپیہ ہوتا ہی اوس سے ایسی ہی باتین خوشامد کی کرتے ہین کہ خدا نے یون کہا ہی
اور رسول نے یون کہا ہی اور یون ارشاد فرمایا ہی ہم خود عقلمند ہین بلکہ لاکہونکو عقل سکہا دیتے ہین سبحان اللہ کیا عقل ہی اور کیا انصاف
ہی جو بیچ اس ہند کی رایج ہی خصوصاً الحال اور بھی زیادہ تر دکھائی دیتی ہی اور برخلاف زمانہ سابقہ اور ضابطہ ارباب فائقہ کے

زمینداران اس ملک کو سرداران انگلشیہ نے اپنی ملک کے خلاف کیا ہے کہ او نمین ہر ایک شریف و نجیب اور علاقہ
اور ولایت کا ہین جنہین ہر ایک گزرا ہے یا دو تین کو بس زمین کا ایک پٹہ دیتے ہین وار تیغ الیال گزرا اوقات کرتے ہین
اور باہم ساتھ ایک دوسرے کے برادرانہ سلوک رکھتے ہین یہان کے زمینداروں کو معزز اور صاحب شخصیت
آبرو طلب سمجھا ہے اور اوسکو زمینداری کے کاروبار کا اختیار دے دیا ہے اونہون نے تمام ملک
کو ویران کر رکھا ہی اور بیچارہ شرفا و نجبا کو تنگ کر کے منتظر فرصت بیٹھے ہین کہ اگر کہین سے فتنہ و فساد
اوٹھے فوراً باغی اور غایب اور خاسر ہو جاوین اور بالفعل انکو دست ضرب دیکھکر دم دبا کے اپنی
کارروائی کر رہے ہین اور ارباب انگلشیہ اونکے مفاسد دلی پر آگاہ نہین ہین یا شاید اور کوئی مصلحت
ہو ویسے کہ وہ ہمین نہین معلوم ہے آٹھوین یہ ہے جیسا کہ بیشتر بھی ہم لکھ آئے ہین بلکہ گورنر اور ارباب
کمیٹی صدار جواب ملتمسات مردم اور وہ احکام کہ درباره انہون کے ساتھ اصحاب کونسل اور اضلاع اور
دیگر اتباع بسبب مرجوعات کثیر کے نہایت درنگ کرتے ہین یہ بھی موجب پریشانی عوام ہے اور اگر
کوئی شخص اس کام کو پیش کرنیکو بیوقت مخصوص پر معین ہو ویں تو ان اصدار احکام مین ابتری نہو اور
رفاہ رعایا ہوتا ہے اور کچھ انگلشی کی ظاہر اقباحت بھی نہین معلوم ہوتی ہے واللہ الموفق والمنۃ للہ تعالی
کہ بعد تحریر سطور ہذا کے خود اس کام کے واسطے کمیٹی مقرر ہوئی اور کسیقدر انتظار کار بار روش
ارباب حاجات سے دور ہوا نوین جیسا کہ گذارش ہوا کہ بیچ سرانجام کار کے کارروائی ضرور شرط ہے
اور نہ مراتب نوکری و رفیق پروری اگر پاس مراتب نوکری ہی انگلشی کاردان سلیم النفس ہوشیار ہر ضلع مین
مقرر ہون اول احوال اونکا دریافت کیا جاوے ہرگاہ کہ لایق کار ہون اونکو مامور کرین اور اونکی ساختہ
اور پرداختہ کو معتمد علیہ جانین اور ہر ضلع کے واسطے دیوان کارگذار متدین معتمد مقرر ہو بطور قانون گوئی کہ
اسلام شاہ نے ہر پرگنہ مین مقرر کیا تھا اب ایسا ہی انقلاب کونسل مین بدون تقصیر معزول نہو چونکہ ارباب کونسل
جاوید ہین اور کارگذار مذکور نوکر جاہی کہ نوکرانہ طور پر رہے اور صاحبان کمیٹی اوسکو دولتخواہ سمجھکر اوسکے صلاح اور مشورہ
کو معاملات مین سنا کرین نہ کہ اوسکو فاعل مختار بنا دین اور اوسکا کیا دھرا پسند طبع ہوا کرے ہم کارندین ایسے امور سے
رفاہ کہان بلکہ رنجش خلق خدا اور بدنامی حکام متصور ہے اور مدام شب و روز کیا ظاہر کیا باطن پوشیدہ نگران حال
ہر ایک ایک کارندگان و مامور رہین اور دیوان اور منشی وغیرہ کو مرجع معاملات نکرین جیسا کہ
جارج ونسمٹ ہوشیار جنگ بہادر کے عہد مین تھا جسوقت کہ کوئی خیانت اس نوکر کارگذار سے ظاہر
ہوا اوسکی جزا و سزا بقید جرم سنگین کرین کہ دوسرون کو جو کہ اس عہدہ پر مقرر
ہین عبرت ہو اور جب بناء مشورہ کونسل ہو کثرت سے زیر کرین اور دو تین آدمی مشورہ کرین کیونکہ کثرت

ارباب حکومت سے موجب اضطراب رعیت اور عدم عہدہ برآئی بیچارہ مستغیث کے باعث ہو گئے
اور وہانکے متصدی اور عملہ و فعلہ فوجداری کے تقرر مین تفحص کامل کیا جاوے جو کوئی معاملہ دان
کارشناس عام کا خیرخواہ ہو مقرر کیا جاوے بلکہ جیسے اب مقرر ہین ایسے فوجدارون کی کچھہ حاجت
نہین ہے کوتوال لائق کارکم آزار شہر کیواسطے اور مفصل مین عمال کافی ہین اور جسوقت کہ یہ مقرر ہون
اندیشہ رسائی مردم کا کسیقدر کم اور پیچ و پوچ باریک معاملات کا ضرور ہوگا یقین ہے کہ اس تدبیر سے خلق خدا
انواع بلا سے رہا ہو جہانداری اور سروری کی حقیقت عیان ہو و ہین امور معدلت اشتمال کہ خلق اس
ملک کی عموماً رعایاے انگلشی ہے اور بغیر خدا اور اونکے رحم کے سوا کوئی حامی نہین رکھتے لازم ہے
کہ اپنے ملازمین اور ہم قوم کی جانبداری حسب آئین سلاطین عدالت قرین کے منظور نکرین کہ
دنیا و دین کی نیکنامی اور خوشنودی خدا کا موجب ہے اور اس کام کے عمال ایک عملہ و فعلہ سے
کم آزار اور رضا جوی خدا مستدین سے بے طمع جسکو بجز رضاے حق تعالے اور اطاعت آقا کی کوئی امر منظور
نہو اور جب ایسے ایسے لوگ مشہور ہون مشاہرہ اونکا بقدر گذر اوقات کے مقرر ہو تاکہ فکر معاش تو
فارغ البال مع عیال و اطفال کے بے لوث و رشوت و طمع بسر کرین شکر خدا کا ہے کہ ملک سپرد
انگلشی ہو گیا اور دغا بازی ہندی کے ہاتھہ کوتاہ ہوئے اور بندگان خدا کو اطمینان میسر آیا لیکن ہنوز
عفو جرایم بہت کم لوگ معصوم ہونگے انسان سہو و نسیان سے مرکب ہے اگرچہ ہر جگہہ جزا و سزا
لحاظ کیجاوے کمتر لوگ سیاست سے محفوظ رہ سکتے ہین اوس ملک کے نمایندون پر خیال کرنا اور ہر ایک
کی مرتبہ پر لحاظ فرمانا ضرور ہے کیونکہ ہر جگہہ کے لوگ حسب عادت پیرو ہوتے ہین اور وحشت نہین کرتے
لیکن اونکے سوا غیر پر آفت ہے خصوص وضع عدالت انگلشی باوجودیکہ اوسکے ملازم انکا عدالت فضول
مین دستگاہ رکھتا ہے مگر ایک عمر منتظر رہنا چاہیئے اور بالفعل کچھہ نہین سمجھہ مین آتا کہ کیا ہوگا مجرد دعوی
کی خواہ جہوٹا ہو یا سچ اگر مدعا علیہ وثیقہ ضمانت دعوے سے دونے روپیہ کا داخل نکرے بیچارہ فوراً قید
ہو جاتے اگر ضامن بہم نہ پہونچا اور معاملہ کا فیصلہ نہو چاہیئے بارہ برس تک اگر تقصیر وار ہے یا نہ قید رہے
اور واسطے ترجمہ عرایض کے بزبان انگریزی صرف کتنی اشرفیان خرچ ہوتی ہین باوجود اس تمام خرابی کے
مردم ہند کو چاہیئے کہ مجرد احضار حاکم عدالت کا نامہ کے واسطے جواب دعوی کے حق ہو یا باطل یا فقط
گواہی یا فقط اسقدر کہ کبھی اوس معاملہ کو سنا ہے یا جس صورت سے مطلع ہو اگرچہ گواہ نہو چاہیئے کہ عیال
و اطفال کو فقر و فاقہ مین چھوڑکر اوس شہر غیر موافق مین جاوے اوسکے پہونچنے تک اگر عدالت کا موسم بدلا
یا کہ حاکم عدالت خود تبدیل آب ہوا کے لئے دوسری جگہہ گیا تو چاہیئے کہ مہینون وہان پرانی زندگی کے دن

بہرا کرے خدا معلوم اس مصائب پر کیا نوبت او سپر گذرتی ہوگی بار ہا ہی ہیں حملہ فعلہ معینہ پر اغماض کرنا خصوص
جسوقت کہ انہیں یا انکے شہر کا سے کوئی شخص نالشی ہو خاصکر امور عظیمہ میں مانند قتل و خون یا عرض
ناموس یا مقدمہ مال ایسی اسصورت میں ممکن نہیں کہ مظلوم داد یا وے چاہئے کہ گورنر بہادر
اور ارباب کمیٹی اور حکام ضلع جسکے روبرو ستمرسیدہ حاضر ہو کارہای عمدہ کو چھوڑکر
اسکی طرف متوجہ ہوں اور بغور تحقیقات مدعی اور مدعا علیہ کی کرکے فریادرسی اور
دادخواہی کرے اور بلا رو و رعایت کے انفصال مقدمہ کرے واللہ
ولی التوفیق ؎ مرا و ما نصیحت بود گفتیم ؏ حوالت با خدا
کردیم و رفتیم ؏ اللہ کا احسان کہ جلد دوم
ترجمہ سیر المتاخرین
بساعت فرخندہ اشاعت
تمام ہوئی فقط
تمام شد